

الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس في هذا الزمان جعلوا بعض القبور
جگرا کر دیوالی بدکاسٹین جب تین فی اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو یہ دیکھا کہ اونہوں کی بعضی قبروں کو

کالاوٹان يصلون عندها وينجون القربان ويصلونهم افعال وأحوال لا تليق باهل

بیت بنالیا ہی کہ وہاں نماز پڑھتی ہیں اور قربانیان ذبح کرتی ہیں اور اوشی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہیں جو ایمان والوں کو

الایمان فامردث ان ایقن ما ورد به الشرع في هذا الشأن حتى يتميز الحق من الباطل عند

سزاوار نہیں اسلی میں نے یہ سارا دیکھا کہ جو اس باب میں حکم شرعی ہی وہ بیان کر دوں تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوے

من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سے رستگاری کا اور آگ کی عذاب سے بچنے کا اور جنت میں

في دار الجنان والله الهادي وعليه التكلان ولم ابال ما فيه من التكرار لما وقع في

جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکھائیوالا ہی اور اوسکی پر بہوسا اور مکر جو اس میں ہو گیا ہی اسکی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ ایسا

نصيحة الابرار وانته ما فيه من الاحوال الذي يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفعال

بزرگوں کی نصیحت میں ہوتا ہی اور سب حالات بیان کر دینا جو لوگ خیر اور شر اور نیکوں اور فکرا کرتی ہیں

وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائف البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام میں نے مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائف البدع ومقامع الاشرار ورتبته

على مائة مجلس المجلس الاول في تمثيل من يذكر به ومن لم يذكره بالحی والميت وفي بيان

سو مجلسوں پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرتی میں اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہیں یاد کرتا ساتھ زندہ اور مرد کی اور میت کی

معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثاني في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالیٰ کی دوسری مجلس بیان میں افضلیت ذکر کی جمیع اعمال حسنہ سے اور اوسکی اقسام کی بیان میں

المجلس الثالث في بيان فضيلة الايمان ومن من المجلس الرابع في لزوم محبة النبي صلى

تیسری مجلس بیان میں فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتھی مجلس بیچ لازم کرتی محبت نبی صلی

الله عليه وسلم من زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس في لزوم الايمان

اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی مایا پ اور فرزند اور سب لوگوں سے پانچویں مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی

بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس في بيان من

ساتھ اچھڑی کی کہ لائی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں جائز ہی مخالفت اوسمیں چھٹی مجلس بیچ بیان اوسکی

رضى بالله رباً وبالله اسلاماً ديناً ومحمد صلى الله عليه وسلم نبياً ذاق طعم الايمان المجلس

کہ راضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چھٹا مزہ ایمان کا ساتویں مجلس

السابع في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاحكام وتفصيلا عند البعض

بیچ بیان اول چھڑوں کی کہ ایمان لایا جاوے اور پھر اوس بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتھ اوسکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک

المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالفة

مجلس آٹھویں بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت میں اور اوسکی کہ نہیں داخل ہوگا اوسمیں یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اوسکی مخالفت سے

المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس

نہیں مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوسچھڑی کی کہ لائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق لکھی ہی مجلس دسویں

فی بیان فضیلت تاخیر السحور وتغییل الافطار وغیرہ المجلس الثلثون فی بیان غائلة من
 بیان فضیلت تاخیر السحور کی اور غیلت کرنی افطار کی اور غیر اسکی مجلس تیسویں بیچ بیان غائلة او سکی
 فطر یوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارة المجلس الحادی والثلاثون فی بیان سببة
 کفارة کرمیکو رمضان میں اس حال میں کہ واجب ہوا وہیں کفارة ملے مجلس اکیسویں بیچ بیان سنت ہونی
 الاعتکاف وطلب لیلۃ القدر فیہ وفضیلتہا المجلس الثانی والثلاثون فی بیان صدقة
 اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اور ہین اور فضیلت او سکی مجلس بیسویں بیچ بیان صدقة
 الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة
 فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی عیدین میں مجلس تینتیسویں بیچ بیان فضیلت
 صوم شوال وعدم جواز التشاءم به المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 روزوں شوال کی ملے اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھا جائز نہیں ہی مجلس چونتیسویں بیچ بیان فضیلت
 ایام العشر الاول من ذی الحجة المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هرقة
 اول دہرہ ہرقہ عید کی مجلس پچیسویں بیچ بیان فضیلت بیانی
 دم القربان فی ایام التخر ونوعه وکیفیت ذبحه المجلس السادس والثلاثون فی بیان
 خون قربانی کی ایام قربانی میں اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چھتیسویں بیچ بیان
 فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 فضیلت مہینی خدا کی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سینتیسویں بیچ بیان فضیلت
 یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیہ من البدع المکروهة المجلس الثامن والثلاثون
 روز عاشوراء کی اور بیان اون بدعات مکروہات کا جو او سہیں کیجاتی ہیں مجلس اہتیسویں
 فی بیان عدم سرایة المرض وعدم جواز الطیرة وعدم وجود الخول المجلس التاسع والثلاثون
 بیچ بیان نہ گت جاتی بیماری کیسیکی کیسیکو اور نہ جائز ہونی شکون بدکی اور نہ ہونی جنون کی مجلس اکتالیسویں
 فی ذہ الطیرة والغال المذموم واقتسامها ومدح فال المسنون وانواعه المجلس الاربعون
 شکون اور فال بدکی بیان میں اور اسکی اقسام میں اور فال مسنون کی مدح اور اسکی اقسام میں چالیسویں مجلس
 فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیادون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون
 بیان میں خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کار بار میں سواء عمل آخرت کی اکتالیسویں مجلس
 بیان سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوت المجلس الثاني والاربعون
 بیان میں سبب بلاؤں کی اور ترقی کا اور بیان میں سبب اسکی دفع کی جو توبہ اور دعائی بیالیسویں مجلس
 فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء وبعد النزول المجلس الثالث والاربعون
 اس بیان میں کہ دعا روک دیتی ہی بلاء کو اور ترقی وقت اور بعد اور ترقی کی تینتیسویں مجلس
 فی بیان مسنونۃ الصلوة عند ظهور الایة المخوفة والاشتغال بالامور المدافعة المجلس
 اس بیان میں کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہونا ایسی امر میں جو روک دی
 الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف وظهور الامور المخوفة المجلس الخامس
 بیان میں نماز سورج کہن اور چاند کہن کی اور ظہور امور خوفناک کی پینتالیسویں مجلس

من بعض اوقات
قد يقع في
الاداء في بعض
الاجزاء من

والاربعون في بيان مسنونية صلوة الاستسقاء عند امساك المطر المجلس السادس
بيان من سنن ابي نواز استسقاء في جسد ميتة تدبر في مجلس
والاربعون في بيان وجوب تعليم الفرائض والقران وتجويده ولحن الجلي والحفي المجلس
اس بيان من كواجب في سبكتا فرائض اور قران كا اور او كى تجويد يعنى اداى حروف بين اور بيان خطا وغلط اور اس
السابع والاربعون في بيان جواز التغنى في القران وما لا يجوز فيه وغيره المجلس الثامن
اس بيان من كواجب في خوش آوازى قران بين اور جو كى جايز بين اور سواء اسكى اثنا عشرين مجلس
والاربعون في بيان فضيلة المؤذن وبيان استحباب الاذان المجلس التاسع والاربعون
بيان من فضيلت مؤذن كى اور بيان من سبب لقرآن اذان كى اثنا عشرين مجلس
في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام المجلس الحسون في بيان لمصحة
بيان من فضيلت جمعة كى اور فضيلت اوس دن كى تمام دنون پر پچاسوين مجلس مصاحف كى بيان بين
وبيان كيفيتها وفوائدها وبدعيته في غير محلها المجلس الحادى والخمسون في بيان
اور بيان او كى كيفيت كا اور فوائد كا اور او كى بدعت هونكا بي محل بيان بين
فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة وفي الوعيد في حق تاركها المجلس الثانى والخمسون
فرضيت نماز كى قرآن اور حديث اور اجماع امت سى اور سزا بين او كى جوارى نيولى كى حق بين باون مجلس
في بيان فرضية الصلوة المفروضة واركائها تفضيلا المجلس الثالث والخمسون
بيان من فرضيت نماز فرض كى اور او كى اركان كى تفضيل وار تركا بين مجلس
في بيان فضيلة الصلوات الخمس وكونها كفارة للذنوب المجلس الرابع والخمسون
بيان من فضيلت بايجون نماز كا اور او كى كفارة هونى بين كى اهلون سى چون مجلس
في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة
جماعت كى فضيلت كى بيان بين اور او كى تارك كى باب بين جوارى صاير هوا بايجون مجلس نماز
الجماعة وكيفية المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان اخر كلامه
جازه اور او كى كيفيت كى بيان بين چين مجلس بيان بين انحضرت عليه السلام كى قول كى كجسكى آخر كلام
لا اله الا الله دخل الجنة المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم
لاله الا الله هود جنت مين داخل هوگا ستاون مجلس زيارت قبور كى جواز اور عدم
جوازها المجلس الثامن والخمسون في بيان فوائد ذكر الموت ولزوم الاستعداد له
جواز بين اثناون مجلس موت ياد كرنى كى فائدون بين اور استعداد هونا او كى لى
المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم
اوسهك مجلس طاعون كى حقيقت كى بيان بين كونه او كجس مين جادى اور نه
الفرار منه المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في موضع الطاعون وعدم جواز
وانسى بها كى سا شون صبر كى فضيلت كى بيان بين جهان طاعون نازل هوا هو اور او كى
الدعاء لرفعه المجلس الحادى والستون في بيان فضيلة الصبر عند البلياء والمصائب
رفع كى واسطى دعا كرنى بين اكشون مجلس فضيلت صبر كى بيان بين بروقت بلا اور نصيبتون كى

وفضيلة الاستزجار عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
اور فضيلة الاستزجار عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام

اعتتم خمساً قبل خمس الحديث وما يفرع عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
غنىة الحائز بالحق كونه بهي بالحق في آخرتك اور اسكى تفريعات

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
بنده كى قيامت كى دن اور جو مناقشة ہوگا حساب میں

نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك المجلس الخامس والستون في بيان خطا لامة
ابنى ذات سى سى اس كى اوى حساب ليا جاوى اور مناقشة ہوگا بلكى جاوى

على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلاثة المجلس السادس والستون
توبه پر اور توبه واجب ہونا توبه کا اور تحقيق توبه كى تينون معانى كا

في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر المجلس السابع و
بيان قول عليه السلام كا كاسه توبه بنده كى قبول كرتاى جبىك نزع كونه نبيخى

الستون في بيان حال الكيس وحال الاحقق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
بيان حال رانا اور احقق

التقوى وحسن الخلق وحقيقتها المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
تقوى اور حسن خلق كى فضيلىت كا اور ان دونو كى حقيقت

كسب الحلال والى اطيب من المكاسب واقبح منها المجلس السبعون
حلال بيشه كى لازم ہى اور كونسى بيشه اچھا ہى

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
بين بيان احتكار كى حرمت كا سہ اور جو جو احكام شرعى اس سى متعلق ہيں

المجلس الحادى والسبعون في بيان ائى تاجر يحشر يوم
اس بيان میں كونسى تاجر

القيمة فاجدا والى صادق المجلس الثانى والسبعون
قيامت كى فاجر محشور ہوگا اور كونسى صادق

في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
امادہ كرتى میں تاجر كى ملازمت صدق وامانت پر

وافعاله المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
وافعال میں المجلس تہترين

واحكام غوائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
اور اسكى نقصان كى بيان میں حقيقت بيع سلم اور اسكى احكام كى

وغيره من انواع العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال الحرام والوعيد
اور سوا اسكى انواع عقود اس بيان میں كونسى سوال حرام ہى اور اس میں سزا موعود ہى

فیه وفي ای موضع یجوز المجلس السادس والسبعون فی بیان حقوق الممالیک

اور کس مقام پر جائز ہے مجلس چہتر دین بیان میں حقوق غلاموں کی

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون فی بیان حرمة اللواطه

مالک پر اور رسول اسکی جو احکام ہیں مجلس ستر دین بول میں حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون فی بیان حرمة الخمر وبيان عقوبتها

اور اسکی عذاب کی اور سوا اسکی مجلس اجتر دین شراب کی حرمت اور اسکی عذاب

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة الغلول ووجوب التقسيم

اور حملہ ممنوع کی بیان میں مجلس اناسی غلول کی حرام ہونی کی بیان میں اور یہ کہ تقسیم کرنا

بين الغانمين المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ

غیبت کر نبیوں میں ضرورتی مجلس اسی فتنوں کی ظہور کی بیان میں اور جو مخالف شرع ہے اور کس طرح کیا جاوی اور وقت

المجلس الحادي والثمانون فی بیان احكام القضاء واخذة بالرشوة وحكمته

مجلس اکاسی بیان میں احکام قضائی قاضی ہونی کی اور اسکو لینا رشوت دیکر اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون فی بیان من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز

جہتی گواہ ہونی مجلس بیاسی بیان میں اس شخص کی جسکو وعظ کرنا جائز ہے اور جسکو نہیں جائز

وما يتفرع عليه المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الله تعالى يبعث لهذه الامة

اور اسکی تقریبات مجلس تراسی بیان میں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی کئی

على رأس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون

ہر سو برس کی شروع پر مجلس چوراسی اس شخص کو کہ تازہ کری دین کو

في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون

بیان میں کیفیت سلام کی اور بدائی پہلی سلام کر نیو الی کی مجلس پچاسی

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون

بیان میں ہجرت کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روز سی زیادہ مجلس چھیاسی

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون

ڈرائی کی بیان میں بد گمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ستاسی

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون

اس بیان میں کہ ممنوع ہے مصاحبت اور کھانا فاسق کی ساتھ مجلس اٹھاسی

في بيان افضل اعمال الحب في الله والبغض في الله

اس بیان میں کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ میں اور بغض خدا کی راہ میں

المجلس التاسع والثمانون فی بیان لزوم متابعة

مجلس نواسی اس بیان میں کہ لازم ہے متابعت

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة المجلس التسعون

رسول علیہ السلام کی امر و نہی میں اور نہیں جائز ہے مخالفت مجلس نووی

غلول کی
بیان میں
کرو

في بيان لم ينسب من جهة الله وغلبته على غضبه وما هيته المجلس الحادي والعشرون في بيان
رحمت الله التي سبقت اورغلت في بيان من غضب به اور دواکی حقیقت مجلس اکاؤن اس بیان میں

ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم المجلس الثاني والتسعون في بيان عدم المواجهة
کرسطان پرتائی انسان میں سماں خون کی مجلس باؤن اس بیان میں کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتكلم المجلس الثالث والتسعون في بيان ان الشيطان لم ي
نہیں جب تک کہ میر عمل نکرے یا مومن سے کہی مجلس سزاقون اس بیان میں کہ شیطان کو قریب پرتائی

بابن آدم وللمالك له المجلس الرابع والتسعون في بيان ظهرا لاسلام غريبا وسيعني
بنی آدم کی شائبہ اور فرشتہ کو قریب پرتائی مجلس چورائون اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہوجاؤگا

غريبا كما ظهر المجلس الخامس والتسعون في بيان نعمة الهة والفرغ من بيان من
غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس بچانون بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور عین میں ہونی

صاحبها المجلس السادس والتسعون في بيان نهي من اكل ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد
صاحب دفاغ کی مجلس چہیانون اس بیان میں کہ جو شخص کھادی ایسی چیز جس میں بدبو ہو تو مسجد میں نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانون اس بیان میں کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹانون

والتسعون في بيان الوصية في حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور اؤکی ساتھ گزاران کی حالت مجلس نینانون

في بيان تحقيق قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا الى اخره المجلس المائة في بيان لزوم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا النرج مجلس سوون اس بیان میں کہ لازم ہی

رعاية حق الزوج على زوجته وبيان الوعيد عند عدمها المجلس الاول في بيان تمثيل من
حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہ نہو دی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اور شخصی

بذكر كريمة ومن لم يذكره بالحی والمیت وفي بيان معرفة ذكر الله تعالى قال رسول
کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اسکی یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم مثل الذي يذكر كريمة والذي لا يذكر كريمة كمثل الحی والمیت هذا الحد
خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی حال اؤس شخص کا کہ بی یاد کرتا ہی اور اؤس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی شخصہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه ابو موسى الاشعري فانه عليه السلام جعل فيه الذاکر مثل الحی مع
مصائب کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس میں یاد کرتے والی کو مانند زندہ کی ٹھرایا باوجودیکہ

كونه حی لان المراد بالحی من له حیوة حقیقة ثابتة وهی انما تحصل بذكر الله تعالى لان
وہ زندہ ہی ہوتا ہی الہی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ

الذاکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الى الحیة الا
ذکر ذاکرین کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرور اؤکی الہی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

في دار النعیم ومن كان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لكونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب
اور جو شخص یاد الہی نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اؤس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی

ليس باستعادة المعرفة لله تعالى وإنما يستعمل الحرف لله تعالى بقلبه لإجاءة من

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدمه فيستخدمها استخدام الملاك للرعايا ويستعملها استعمال

السيد للعبيد وهو انما يطمان بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بدت كرا لله تطمئن

القلوب بأفضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله ولا يبدل للعبد المكلف ان يشتغل

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعيد المعرفة الله تعالى لكن قبل استغفاره به عليه

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

یہ عن شبہ المتدعة لان القلب ما دام مكدرا باظلمة البدعة الاعتقادية لا ينور انوار

الظلمة ويجب عليه ايضا ان يحصا من علم الفقه ما يصدره اعماله على وفق الشريعة المطهرة

والا فتقدم لمعالى الامور قبل اتقان وصولها وضبط طر فها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية

توجب لصاحبها الفضيلة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخللات النفسانية

والتلييس الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع

لضلالت لان من اشتغل بالذك والرياضة قبا ان يحضره علم الكلام ما يصير به الاعتقا

علم منہب اہل السنة والجماعة وما حث بہ ع. شبه المستدعة ومن علم الفقہ ما یصیر

اہل سنت و جماعت کی مذہب پر صحیح ہوجاوی اور بدعتیوں کی تشبیہات سی ہیج جاوی اور بدعتیوں کی تشبیہات سی ہیج جاوی

مطابق شریعت پاکی صحیح اور درست ہو گا دین اولیاء بعید ہو گا اور بعض محسوسات کا کشف ہونی لگی

یا نوری بات راست ہے

سرخوارق العادات بمقتضی ایاضۃ او اراءۃ الشیطان کا حکم کثرت مر . ذلک عن بعض الکفرۃ

خلافت عادت میں سے ریاضت کی موافق یاشیطانی دہلہ سے ہوجاوی چاکھ ایسی بہت کہانیاں بعض اہل

الایضی فیہ التواضع فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب

دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوتی بہرہ قسم جو بدن سے منطلق اور اسکا عمل میں نہانا واجب ہی
فیہ الفعل التكلم بکلمتي الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصومہ رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑھنی اور نماز قائم رکھنی اور زکوٰۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور

البيت وجهاد الكفار والامر بالمعروف والنهي عن المنکر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سے روکنا اور سوا اسکی اور قرآن اور واجبات

ومن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب الترك القتل والزنا واللواطه والسرقة وشر الخمر
اور وہ قسم جو بدنی منطلق اور اسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بیکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغيبه والغيبه والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جھوٹ بولنا اور دیکھنا ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی ایسی اور سننا جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمكروهات ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوکل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميدة والخصال الجميلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امید داری اور سوا اسکی اور نیک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں

ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الترك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکھلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بد خوئیان اور قبیح خصلتیں سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں میں سے

عصى الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس في هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کہ ہو سکتی ہی اور بعض لوگ اس

الزمان يدخلون الخلوة ثلاثة ايام واكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
زمانی میں تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کھینچ کر پھر فارغ ہو جاتی ہیں اور جب ایک یا دو بار چلہ کر چکی

يتبعون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
تو وہی کرتی گئی کہ ہر کو سب حالات کہیں گئی اور عمدہ لوگوں کا رجب یا لیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہیں

واذا انكر عليهم ما ارتكبه يقولون حرمه ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب انہی انکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہیں گئی میں میان یہ علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہیں سو ہمار

حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تخذون من
اور علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدن چھوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم

الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نضل الى الله تعالى فينكشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سے فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سے خدا کی درگاہ میں جاتی ہیں پھر پھر سب علوم کہیں جاتی ہیں ہر کو

الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهي عنه في المنام
کتابوں کی مطالعہ کی اور استاد سے پڑھنے کی کچھ حاجت نہیں ہی اور ہم سے جسکوئی مکروہ یا حرام عمل میں آجاتا ہی تو خواب میں ہی ہر کو مانعت ہو جاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام ثم نمت عنه في المسامحة فعلن انهم ليس بحرام
 سوهم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہیں اب جسکو تم حرام بتاتی تھو تمکو اس سے خواب میں منع نہیں کیا سو ہم نے جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہی
 ونحو ذلك من الترهات التي كلفها الحاد وضلال اذ فيه انزجار الملة الخفيفة والشعيرة
 اور اس طرح کی خرافات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں بکیتی ہیں کیونکہ اس میں ملت خفنی اور شلوعیت نبوی
 الخفية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع
 کی حقیقت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی
 امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم ببطلان كلامه بلا شك ولا تردد
 کہ بلا شک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو یہودہ و اہلبیت سمجھی
 ولا توقف ولا فهو يكون من جملة من يحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد
 اور نہیں تو وہ بھی اسی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جب
 بهذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيهم في بعض الامور كان اشياء
 اس نوبت کو پہنچی تو ان میں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گیا پھر وہ شیطان اونکو بعض دفعہ کچھ تجنی وغیرہ کہتا تھا
 من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون
 پس یہ قوم دھوکا کھا کر یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور ہم
 ان الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلة واسر باب الرياضة ان يعملوا بجوارحه فيهم
 کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوۃ اور ریاضت کی نظر دین میں پکارتی ہے کہ اپنی قوتوں اور خوبیوں کا فخر
 من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خواطر
 بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہی تو اس کی سب خطرات خطاسی
 معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلاثة انواع رحمانية
 یعنی ہوتی ہوتی ہیں اور یہہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکہ ہے کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی
 وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فمعه شيطانه
 اور شیطانی اور نفسانی پھر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کریں یہ شیطان
 ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست
 اور نفس اونکی ساتھ ہی رہتی ہیں مرنی دم تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوس میں ایسی پھرتا ہی جیسی بدن میں خون اور عصمت صرف
 الا للرسول الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده
 انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اسکی خلقت کی واسطہ میں واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا
 ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغنى عما جاء به الرسول بما يلقى
 اور سزا اور سوار انبیاء کی کوئی معصوم نہیں ہی اب جو شخص یہ خیال کری کہ مجھکو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں مجھکو وہ ہی کافی ہی
 في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقى في القلب يحتمل ان يكون من
 جو دلیں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسکی کہ دلیں جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ
 لقاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول
 وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوہ ہر وجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ويشهد انه بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحاً بل قد تكون بعض

اوراوسكى لى موافقت کا شاهد چاہی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہیں ہو اگر تا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوسوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی بعضی دوسوسہ شیطانی ہوتی ہیں اور بعضی اللہ کی طرف سے بواسطہ

صلاک الرؤیا فلا بد من التمييز هذه الثلاثة لیعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی ہی ہوتی ہیں پھر ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہی جس ہی معلوم ہو کہ بہ خطہ کس قسم کا ہی جب پر ثابت ہوگا
انه من الله تعالى فلا بد من عالم یعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهراً لا يحتاج
کہ اللہ کی طرف سے ہی تب ایسا عالم چاہی کہ اوتی مراد کو سمجھی کیونکہ اوتی مراد اگر ظاہری تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياويل بتاويل
تاویل کی کچھ حاجت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہیں ہی تو تاویل کی حاجت ہی پھر صحیح تاویل کرنی چاہی
صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہیں پھر اوتی مراد

قد يكون ظاهراً فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو ان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء جگہ چکی ہیں کہ الهام اور ایسی ہی نید کی خواب ان دونوں ہی معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی

خصوصاً اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
على الخصوص جبکہ بہرہ دون کتاب اللہ اور سنتہ رسولی بر خلاف ہوں حضرت عمر
بن الخطاب رضي الله عنه سئل عن سبب الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشانی تو یہی جب اوتی دل پر کوئی خطہ آتا تو اس پر توجہ

اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهو لاء الجهلة قد يرى
کرتی اور نہ اس پر یقین کرتی اور نہ اوتی موافق عمل کرتی جب تک اس کو کتاب اور سنت کی مطابقت نہ لیتی اور یہ جہال جب
احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خاطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليها والمحقق من
اوتی بات معلوم کرتی ہیں تو اس ہی پر اپنی خطرات کو پکالتی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی کسی سند لیتی تھی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انہی تول کر پورا کرتی تھی
فما وجدوه غير موزون بهذين لليزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
ان دونو توازن یعنی کتاب و سنت میں کچھ پایا اور ان دونو شاہد عدل کی کو ہی ثابت نہوا تو اس کا اعتناء نہیں

اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبه نكتة من نكتة القوم فلا قبلها الا بشهادة عدلين
ابو سليمان دارانی فرماتی ہیں ایک نکتہ اس قوم کی نکات میں سے اکثر میری دلیل آتا ہی سو میں اس کو بدوٹن کو ہی دو شاہد عدل
من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخدری كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہیں ملتا اور ابو سعید خدری کہتی ہیں جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کہتے ہیں

الکبیر من لم یزین افعاله واقواله واحواله بمیزان الکتاب والسنة ولم یتیم خواطره فلا تعذر
 جوشخص اینی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلی خطن کو بجا نہ جاتی تو اسکو
 فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطى انرا حاسن الکرامات حتى ترج
 مردون میں شمار ست کرو۔ اور ابو یزید البسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو
 فی الهواء او مشی علی الماء فلا تغزوا به حتی تنظر ا کیف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ
 پالتویاری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرے تا ہو تو ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جب تک یہ نہ جانچو
 الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعد انفا س
 حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
 الخلائق وكلها مسدودة علی الخلق لا یصل من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افقی بقتل الخلا جہ
 خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید فی
 لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع
 فتویٰ انا الحق کی کہتی پر دیا تھا اسباب ہوشیار حق کی طالب دیکھو تو کہ ان تمام بزرگوں کی !
 کونہم عظماء مشائخ الطريقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
 وجود بیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشائخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت ہی تمسک کیا اور کسی بات میں
 فی شیء اصلا فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
 اصلا مخالفت نہیں کی باہن لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت ہی تمسک
 وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان الموتر النافع من الذکر هو الذکر
 کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت تمکیا کریں لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
 علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب فهو قليل الجذوی لان الذکر
 ہمیشہ اور دائمی دلی توجہ ہی ہو اور جو ذکر دلی غفلت کی سہانہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
 اول و آخر اوله یوجب الانس والحب و آخره یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
 ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر ہی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوتی ہی اور مقصود یہ ہی انس تھا
 والحب لان الذکر فی ابتداء امره یكون متکلفا فی صرف قلبه عن الوسواس الی ذکر الله
 اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف دوسروں کی شہاک ذکر کی طرف نکالتی
 فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره
 پہر اگر اسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اسی مانوس ہو جاتا ہی اور اسکی دل میں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بے قرار ہو جاتا ہی
 بحیث لا یصیر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفا یقع فی
 ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شے کو محبوب کہتا ہی تو اسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شے کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف ہی ہو
 قلبه حبه والحاصل ان الذکر یكون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم
 اسکی دل میں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلف ہی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ
 یتسم الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس ینکر الله
 اسکی صبر دشوار ہو جاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذکر کو یاد آتی ہی محبت ہو جاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كال فائدتہ بعد الموت لانه يفارق ما سوى الله تعالى عند الموت

تو غیر اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا کل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرقی دم تمام ما سوا اللہ سے الگ ہو جاتا ہے

ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اس کی ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر یہ یاد کر اوتی مانوس ہوتا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورت الحاجة كانت تصده

توفائدہ و تہنچہ اور مزہ پاؤ گی کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں جاتی رہیں کیونکہ ضروری کام بار بیک ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روک ٹوک نہ رہے والا باقی نہیں رہتا اب گوئی اس کو محبوب کی ساتھ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذي كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سے چھوٹ گیا جس میں اپنی محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کی بعد آدمی مزا و شہادہ آخر

ينزل في جوار الله تعالى و يترقى من الذكر الى اللقاء فلا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی میں جا پہنچتا ہے اور ذکر سے مرتبہ بڑھ کر نسبت دیدار کی مل جاتی ہے کیونکہ غرض تو اس کو لا الہ الا اللہ کی ذکر سے

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائے اللہ تعالیٰ کی اور کچھ نہیں ہے کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہے اور جو معبود ہے وہ الہ ہے اور لا الہ الا اللہ کی داعی ذکر سے

ينتفي جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض

تمام مطلق معبود باطلی رہتی ہیں اس لیے وہ مطلق اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہے

المواضع في بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله فخلص ادخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم فی فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ فرمایا اس کو خلاص ہو اور اس کا معنی اخلاص کی کہا وہ بہشت میں داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يسأ عدا له لمقاله لا يكون فيه شيء من

قول سے بھر جس نے لا الہ الا اللہ زبان سے نہ کہا اور اس کا حال مطابق قول کی نہ ہوا تو اس میں ذرہ بھی

الاخلاص فيكون امره في مشية الله تعالى ولا يؤمن في حقه الخطر المجلس الثاني

اخلاص نہیں ہے اور اس کا معاملہ مشیت الہی میں ہے اندیشہ سے صاف نہیں ہے دوسری مجلس

في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر و بيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سے اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليكم وارفعها في درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو تو بتا دوں تم کو ایک بڑا نیک عمل اور اچھا کی حضور میں بہت پاکیزہ اور بخاری درجات کا بدست کرنا

وخير لكم من اتفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضرخوا عن اقهم

اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی سے باقی ہے اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کر کے تم کو اپنی سرکات

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسن المصابيح

اور وہ تمہاری سرکات پٹن عرض کیا ان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر بہتر حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب
 ابو الدرداء في رواية سي اور ذكر الله تمام عبادات سي بهتر
 والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى
 چاندی بانٹی اور جہاد سی خوشتر
 وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما
 اعلى مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر الله ہی لیکن سکی دو قسم میں ایک تو
 ذكر باللسان والاخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذن
 ذکر زبانی اور دوسرا ذکر دل سی بہر زبان ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہیں کانون سی سنی جاتی ہیں
 يحصل بالحرف في الصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذن
 حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہیں اور دل ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہیں اور نہ کانون سی سنا جاتی ہیں
 بل هو فكر وملاحظة القلب وهو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا ههنا
 بلکہ وہ فکر اور دل کی سوچ ہی اور یہ ہی ذکر اعلى مرتبہ کا ہی اور کیا بصید ہی کہ مراد ذکر سی اس حدیث میں یہ ہی
 الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما
 دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال نہ ہی یہ ہی ذکر فائق ہی اسوا ہی
 جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبادة
 کہ حدیث میں آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتر ہی اور ذکر کا یہ مرتبہ جب حاصل ہوتا ہی
 على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه وليست تولى عليه بحيث يحتاج
 کہ ذکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا نفع کرتا رہی تاکہ ذکر اسکی دل میں جگہ بگڑ جادی اور اوپر اتنا غالب ہو جادی کہ دیکھو ذکر سی
 في صرفه عنه الى غيرة الى تكلف كما كان في ابتداءه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حضور
 طرف پھیرنی میں تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتدا میں ذکر کی طرف دل لگانا کیواسی تکلف کرنا پڑتا تھا لیکن ذکر دل میں
 فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن
 ایسا قرار پڑتا معرفت الہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اسکا ذکر
 ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر
 دل اور زبان سب کرینگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ ہی ایک طریق مناظرہ
 والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالساكون طريق اهل النظر و
 اور بران کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا بہرہ مناظرہ
 الاستدلال ان الترمواملة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون
 بران والی اگر کسی دین کی سماوی دینوں میں سی معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتی ہیں اور نہیں تو حکماء مثالی ہیں
 وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريقا وسطا وماله من البحث والبرهان ولم يكونوا
 یہ مشائی فلاسفہ میں سی ایک قوم ہی جنہوں فی اوسطی وضع پر بحث و بران اختیار کر رکھی ہی یہ لوگ
 من اهل الايمان والساكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم
 صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ويعاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والافهم الحكماء الاشرافيون وهم
 اور مجاہدہ کرتے ہیں تو وہ صوفی باشعربین نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی ہیں
 قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من
 ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہ سونگ ہی
 اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
 صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کے موافق ہر ایک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سونگ من عارف باللہ دو قسم کی ہوتی
 احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
 ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلکی کہ معرفت الہی
 ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
 اگر ان کا استدلال دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سے حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں
 وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
 اور اگر معرفت الہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سے حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہیں
 وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها وحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
 اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سے حاصل کرنا اور اسکی درجات میں ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سے حاصل کرنا
 العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
 اور اسکی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو
 حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعنيه
 یہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پیدا کرنا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ تقویٰ
 على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عذر
 اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور یہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جایا کریں
 به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياسة
 محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کیا کرتے ہیں ہوجاتی ہیں جنکی یہ عمل سبکی ہے
 مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناظها
 اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعض مدققین کی یہی کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر کے اوکی ساتھ
 مسبباتها واجري عاداته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالا حترق عند النار ومن جملة
 مسببات متعلق کردہ عادات یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سے جدا نہ ہوئی ساتھ ہی یہی جیسی جلانا آگ کی ساتھ ہی
 ذلك الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناظها بها بحيث يوصلها الى
 ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسکی یہ متعلق کر دیا ہی
 الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
 کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہو جایا کریں پر اس کشف وغیرہ سے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی
 اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقصورة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استلزاما
 کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ايضا فتى صلات من ادخل في عمله واعتقاده يحكم بكونه استدرج لاجلان الكرامة ظمهورا وخارق
 پير اگر ایسی شخص سی پیدا ہوئی کہ جسکی عمل اور اعتقاد میں خلل ہی تو استدرج ہی کہل و لگا کیونکہ کرامت تو ایسی ہر صالح کی ہوتی ہے
 للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القيد لا خير يخرج الاستدرج لانه ظمهورا وخارق
 پیدا ہوتی ہی جسکا تقویٰ ظاہر ہوگا اور اس پچھلی قیدی استدرج الگ ہو گیا کیونکہ استدرج وہ خارق
 للعادة على يد الاشقياء كالدرجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تقع من الاثقياء
 عادت ہوتی ہی جو اشقیاء کی ہاتھ پر ہوتی جیسی درجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کر نیوالی بیشک خوارق جیسی اقیاسی ہوتی ہیں
 تقع من الاشقياء فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يعتبر سببا لمزيد مجاهدة في عبادة
 اشقیاء سی ہی ہوتی ہیں پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
 وما يظهر من ذلك على يد من لو يكن تحت سياسة الشرع يصير سببا لمزيد بعده
 اور جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہی تو شیخ سی اور دور ہوتا جاوے گا
 ولا يزال الشيطان يقويه حتى يخلع رقيقة الاسلام من عنقه بانكار الحدود والاحكام
 اور شیطان اوسکو بہکا تا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن میں سی نکال کر حدود اور احکام
 والحلال والحرام وهذا قال ابو يزيد البسطامي لوان رجلا مشى على الماء او يرتج في الهواء فلا
 اور حال اور حرام کا منکر کہہ رہا ہو اور سیدی ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر کوئی شخص پانی پر چلتا ہو یا ہوا میں چارواں ہو تو
 تغتروا به حتى تنظر في كيف تجدونه في الامر والنهي ومراعات الشريعة وقيل له فلان
 ہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جب تک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی میں نہ جانچو کہ سنی اوسی عرض کیا کہ
 يمر في ليلة الى مكة فقال الشيطان يمر في لحظة من المشرق الى المغرب وهو في لعنة الله
 ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہی آپ فی فرمایا شیطان لحظہ بہر میں مشرق ہی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر ہی وہ ملعون ہی
 فعلى هذا كل من يظهر فيه شيء من الخوارق لا يجوز ان يظن انه من اولياء الله تعالى لانه
 اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہو کرین تو اوسکو اولیاء اللہ میں سی تصور کر لینا نہیں چاہی کیونکہ
 لما يجوز ان يكون من اولياء الله تعالى يجوز ان يكون من اعداء الله تعالى لا حتمال كون ظهورها
 خوارق تو جیسی اولیاء سی ہوتی ہیں و سی ہی کفار دشمنان خدا سی ہی ہوتی ہیں شاید کہ یہ
 فيه بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان فان الشيطان يخيل للانسان الامور بخلافها
 باعث ریاضت اور شیطانی دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
 عليه ويؤريه الاشياء الباطلة في صورة الحق فمنهم من ياتهم بعض الاشخاص فتعاطبهم
 حق کی صورت میں بتا دیتا ہی بعض ایسی شخص میں کہ اوسکی پادش انسان کی صورت میں کراہتیں کرتا ہی اور امر باطل کو
 ويتمثل لهم ويظنونها ملائكة وهي اجن والشياطين وكان اول من ظهر له من هؤلاء
 وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتی ہیں پہلی پہل اسلام میں ایسا شخص
 في الاسلام المختار ابن ابي عبد الله الثقفى الذي اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام في الحديث
 مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث میں
 الصحيح وقال سيكون في ثقيف كذاب وقيل لابن عمرو ابن عيسى ان المختار زعم
 ثابت ہوئی ہی آپ فی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدائہ ہوگا کسی فی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہی

انہ یزّل علیہ فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشیطان لیروحون الی ولیئکم لیجاد لکم
 کہ محمد پر وحی آتی ہی جواب دیا جبریل ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور شیطان دین دہانتی ہیں اپنی دوستوں کی کہ تم ہی جبرائیل
 وقال الله تعالى هل انبئکم علی من تنزل الشیطان تنزل علی کل فاک اثم وکثیر من ینسب
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ میں بتاؤں تمکو کس پر اترتی ہیں شیاطین اترتی ہیں ہر جہوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ
 الی الاسلام فی الظاہر وهو برئ منه فی الباطن یكون له نصیب من هذه الاحوال الشیطانیة
 ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام ہی بہرہ ہیں کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں ہی
 بحسب مولاتہ للشیطان ومعاداتہ للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضہم وان کانوا
 موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمان کی حصہ ملتی اور خلقت کو فتنة میں مبتلا کرتی ہیں اور بعض شخص اگرچہ
 صدقین فی معاملتہم وکان لہم عبادۃ واجتہاد فی العمل لکنہم لقلۃ علیہم بحقائق الایمان
 اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ عملی ہی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقائق ایمانی ہی کم واقف ہیں
 وعدم تمیزہم ماہو من احوال الشیطان واموال الرحمن یتلبس علیہم الامر ویقعون فی شبکۃ
 اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتے لاچار اونپر وہ لطیف پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال میں بہنکر
 الشیطان ویبدعون کشفائنا قض العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
 ایسی کشف کا دعویٰ کرتی لگتی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو دیکھتی ہیں کہ کھوکھلے ہیں وہ امر ثابت ہوا ہی
 لہذا یناقض صریح العقل والشرع وہم قوم لا یتعدون انہما ینسب لکن یحیل الیہم شیان یتفق
 جو عقل اور شرع ہی صاف مخالف ہی بہرہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جہوٹہ نہیں بولتی براونکی خیالات میں وہ چھپن آتی ہیں
 وجودہا فی الخاسر ویظنونہا من کرامات الصالحین ولا یعرفون انہا من تلبیس الشیاطین
 جو خارج میں نادر اور جو میں گامی گامی ہوتی ہیں انکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطانون کی دغا بازی ہیں
 فان کثیرا من الناس یظنون انہم من اولیاء الله تعالى وہم لیسوا من اولیاء الله تعالى بل ہم
 بیشک اکثر لوگ یوں گمان کر لیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ
 من اولیاء الشیطن فان اولیاء الله تعالى هم الذین وصفہم الله تعالى فی کتابہ وقال الا ان
 شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں یہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ
 اولیاء الله لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون وقال فی آیۃ اخرى ان
 اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کھادیں جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں
 اولیاء الا المتقون فبین سبحانہ وتعالیٰ فی ہاتین الآیتین ان اولیاءہ ہم المتقون ولیس
 دوست اسکی سوا ہی پرہیز گاروں کی سوا اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ان دونو آیتوں میں بیان فرمادیا کہ اسکی اولیاء پرہیز گار ہوتی ہیں اور
 ہم فی الظاہر من الامور المباحۃ شئی یتیمزون بہ عن الناس فلا یتیمزون بلباس دون لباس
 ہی ہر میں مباح چیزوں میں ہی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس ہی فرق کرے اور لوگوں ہی الگ پہچان لیں نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کہ سب
 ان کان کل منہما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصنافا منہم لہذا لم یكونوا من اهل البدعۃ
 مباح ہونے کے ساتھ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بدعتی
 وہ نہیں انجیز ولیس من شرط الولی ان یكون معصوما بحيث لا یغلط ولا یخطا ولہذا لا یجوز
 اور یہ کار نہیں اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوتی کہیں نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسکی ہی کو کچھ عیب نہیں

کہ جو اسکی دل پر خطرہ گذری

عليه ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله
واجب بي كذا تمام كذا احكام شرعي سي مطابق كذا

وَأَن خَالَفَهُ لَا يَقْبَلُهُ وَأَن لَّمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ مُوَافِقٌ أَوْ مُخَالَفٌ يَتَوَقَّفُ فِيهِ وَالنَّاسُ فِي هَذَا الْيَأْسِ

یغلاطون کہیں اور یطنون فی شخص انہ ولی و یعتقدون ان الولی یقبل منہ کل ما یقول
بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہ اعتقاد کر لیتی ہیں کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی

لِيُسَلِّمَ إِلَيْهِ فِي كُلِّ مَا يَفْعَلُ وَإِنْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَبِوَاقُفُونَ ذَلِكَ الشَّخْصَ وَيُخَالِفُونَ مَا
 مَسْلُومٌ

بعث اللہ بہ رسولہ الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقہ فیما اٰخبر وطاعته فیما امر فیتجروہم
رسول کی ارشادات سے خلاف کرتی ہیں جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہے پہلی ہی پیر اور سکو

رسول کے مخالفین اور ان کی مخالفت
مخالفتہم للرسول وموافقہم لذلك الشخص اولاً الى البدعت والحصيان واخر الى الكفر والطغيان

رسول کی مخالفت اور اوس دنی مومہوں کی موافقت پہلی نو بدعت اور ناموسی کی طرف سے پہنچ گئی ہے۔

وَبِکُونُورِهِنَّ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهِمْ وَیَوْمَ یُعْضُ الظَّالِمُ عَلٰی یَدِیْهِ یَقُولُ لَیْسَتْ بِمَعْرِ

پہر وی لوگ جو حاتی جن جیکے حق میں اللہ تعالیٰ پیرا شرف نامی اور کٹ کاٹ کاٹ کے مار نکلا گیا راغی انتہہ کیسکا کہ سطح میں نی پڑی ہوئی

رسول کی سادہ راہ ای خرابی مری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلاں کی دوستی یہکا دیا تاکہ نصیحت سے جگہ جگہ مجھ تک آجکی اور یہی

المشيطن للانسان خذ ولا بل يكونون مشايخين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اخذوا
 شيطان آدمي كو رعا ديني والا بلکہ وہ لوگ نصارى کي مثال ہيں جسکا حق ميں اللہ تعالیٰ فرماتا ہيں

احبارہم و رهبانہم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم للنبی علیہ الصلوۃ والسلام ما عید فی
 اینی عالمون اور درویشوں کو خدا سوا اس کے

فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اطَاعُواهُمْ فَمِنْ أَطَاعِ أَحَدًا فِيمَا لَمْ يَأْذِنَ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى فَقَدْ عَصَى سُبْحَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَابٌ مِّنْ قَوْلِهِ لَا تُطَاعُونَ إِلَّا بِأَمْرِ اللَّهِ

وَاتَّخَذَ رِبًا فَازِنًا كُلِّ مَن خَالَفَ شَيْئًا مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ مَقْلًا فِي ذَلِكَ لَمَن يَظُن أَنَّهُ وَلِيٌّ وَانَ الْوَلِيِّ
اور اوروں کو ایسا ربا بنا کر فروخت کیا جس پر کسی نے خلاف کیا کسی کو پیرہ دی کی لحاظ سے ولی جان کر اس پر دہریہ کر دلی کی کہی اور کہہ گا

اور اسکو چار باب بنایا سبب سببی سرخ ی کا چھبہ تھا خلاف فی سببی پیروری کی خاطر سببی کی جان کر اس دہم ہی کو دلی کی بھی اور ہی کا
لا ینخالف فی شیء مما یبصر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون
خلاف نہیں ہو سکتا ۲۵۰ گمراہی اور ظالمی پیر کی کہ یہ لوگ بعض اوقات

قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات أو شيء من خوارق العادات مثل أن يطير في الهواء أو يشق
 كسي شخص سي بعض حالات مكاشفة

على الماء ويجزئهم بحال غائبهم وبما شرف لهم او غير ذلك وليستدلون بهذا الامر على ولايته

ولا يجوز ان مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد في شخص لا يطهر الطهارة الشرعية
او ان مخالفت جازية من جانب واحد وجوده اليه ياتين كهي اليه شخص سي هو جاتي بين جسكو استخار كنيكا شعور نهن هوتا
ولا ينظف النظافة الدينية وقد روى انه عليه السلام قال ان الله نظيف يحب النظافة
اور نه موافق دين مذهب كي پاک هوتا هي اور طال بيه هي كه تبي صلى الله عليه وسلم سي به روايت هي كه اسد پاكنه هي دوست ركهتاي پاكنه كي كو
وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وذلك الشخص
اور كفايت بين هي كه تبي صلى الله عليه في فرماي اسد پاک هي سواي پاكي كي قبول نهن كرتا اور وه شخص دي موهوم
لا يغتسل ولا يتوضأ ولا يصلي الصلوة المكتوبة بل يكون ملابس النجاسات ومعاشر الكلاب
نه تو نهائي اور نه كهي منه دهوتی اور نه كهي فرض نماز ادا كرتي بله نجاست مين لتهتر اهو اور كتون مين ملاجلا
وياوي المزابل والمواضع النجسة التي يحجبها الجن والشياطين فكيف يكون وليا فان الولي علم
اور كوئي وغيره نجس كائنات مين پڑا هو جسي سواي جن اور شياطين كي كوي پسند نه كرتي بهلاوه شخص كيونكر دي نه كرتي دي ولي تو موافق
ذكر في الكتب الكلامية هو العارف بالله وصفاته المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي
مضمون كنهتيا مكي وه هي جو خدا كو اور اسكي صفات كو جاتي مادي عبادت كرتي اور گناهون
والمحرمات المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات لا الملايس للنجاسات ولا المعاشر للكلاب
اور محرمات سي بختار هي لذات اور شهوات سي نفرت كرتي ولي وه نهن هي جو نجاسات مين لتهتر اهو اور كتون مين ملاجلا هي
ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعلوم العقل المكشوف العوة العاري عن
اور لي غار اور بي عبادت اور نه سري بهوش تنگ درجنگ بدن پر كيرا
الشباب وبسبب عدم التميز بين اولياء الله تعالى والمنشبهين بهم من اولياء الشيطان وقع
نه لثا اور چونكه اوليا اسد اور اوليا وشيطان مين تميز اور فرق نهن كرتي اسلي ايك عالم
الناس في البلاء فحسبوا كل خارق كرامة وولاية ولم يفرقوا بين كرامات الاولياء وما يشبهها من
اس بلا مين مبتلاي كه هر خارق كو كرامت اور ولايت سمجه لياي اور اوليا كي كرامت اور اسكي مش
الاحوال الشيطانية ولا بد من فرق بينهما لئلا يقع الناس في البلاء وهوان كرامات الاولياء
شيطاني احوال مين فرق نهن سمجھا اور ان دونو مين امتياز اور فرق كرنا ضروري تاكه خلق بلا مين نه اوي اور فرق بيه هي كا اوليا كي كرامت
سببها الايمان والتقوى على ما فهم من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون
ايمان اور پر نهتر گاري سي ظاهر هوتي هي چنا تچه اس آيت سي معلوم هوتا هي ديكه جو لوگ اسد كي دوست مين نه دري او پير اور نه وه عم كهاوين
الذين امنوا وكانوا يتقون واما احوال الشيطانية فسببها ارتكاب ما نهى الله تعالى ورسوله
جو لوگ ايمان لائي اور پر نهتر كرتي هي اور شيطاني احوال بسبب اختيار كرتي خلاف خدا اور رسول كي هوتي مين
فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما يحبه الشيطان من امور التي فيها الشرك والظلم او فعل
كيونكه خوارق جب بدون عل امور محبوبه شيطاني كي
الفواحش فهي من احوال الشيطانية لا من الكرامات الرحمانية فان اولياء الله تعالى هم المؤمنون
فحش هوتا هي نهو كي توده بيشك حالات شيطاني مين كرامات رحمان نهن هي اسلي كا اوليا تو مؤمن
المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فيفعلون ما امر به ويتقون عما جرو لهم كرامات و
متقي عارف باسد رسول مقبول كي امر كي تابع اور نه سي بيزار هوتي مين انهن هي كرامت هوتي هي اور

کراماتهم حجة فی الدین حیث یكون حصولها بركة اتباع رسول رب العالمین وهی فی الحقیقة
 ایہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہ ہی کرامت حقیقت

یكون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برحق فی شیطانی حالات کی سو یہ جن اور شیاطین کی اتباع ہی

الجن والشیاطین كما حصلت لكثیر من حکیت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صیاد
 ہوتی ہیں چنانچہ یہ حالات بہت شخصوں سی ظاہر ہوتی ہیں انہیں سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی

الذی ظهر فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
 نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ میں تھا بعض صحابی نے اسکو دجال خیال کیا تھا اور نبی

علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکھان والکھان یكون
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہی کماہن ہی اور کماہنوں میں سی

لاحد من قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب
 کسی کا یا رجن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سکر کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر غیبی خبریں بتاتا رہتا ہی

ومنهم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وكان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما
 اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اسکی پاس ہی ایک جن تھا بعضی خبریں غیب کی اسکو بتا دیتا تھا جب

قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانت علی امراته
 مسلمان اسکی قتل کی نئی مقابلہ کر گئی تو شیاطین سی یہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو سی اسکو مطلع نہ کر دیں آخر اسکی جورو کو

حين تبین لها کفره فقتلوه ومنهم مسیلة الکذاب الذی کان معه من الجن من یخبره من
 جب معلوم ہوا کہ یہ کافر ہی تو اسنی مدت کی تب اسکو قتل کیا اور ایک مسیلة الکذاب ہی اسکی پاس ہی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اسکو

المخفیات ویعینہ علی بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد اللہ
 جنادیتا تھا اور اسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک میں عبد اللہ بن مروان کی عہد میں قاضی

بن مروان وادعی النبوة وكان شیطانه یخرج من رجله من القید ویبصر السلام ان ینفذ فیه وکان
 نبوت کا دعوی کیا اسکا یا شیطان پانوں میں سی زنجیر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہتھیار اسکی بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور

یرى الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی الملائكة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسک
 ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہ فرشتے میں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتی ہی جب اسکو

المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرم ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملك انک لم تسم الله
 مسلمانوں نے قتل کی لٹی گرفتار کیا تو ایک شخص نے اسکی برچی ماری ذرہ ہی اڑنکیا تب عبد الملك نے کہا تو فی بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری

فسمی الله تعالی فطعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المدن کورین من یحمله شیطانه عشیة عرفه الى
 پھر اسنی بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کوچہ میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تھا کہ شیطان اسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا یحی الی الشرع الذی امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیه
 عرفات پر پہنچا دیتا تھا پھر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہیں کرتا تھا کیونکہ نہ تو میقات پر ہی احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا

ولا یقف لمنزلة ولا یطوف بالبيت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الجمار بل یقف بشیابه ثم
 اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مہرہ کی سعی میں سہی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مہرہ کی سعی میں سہی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

یرجع من ليلته وهو يصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بذا وضوء ومنهم من يستغث بالخوارق
 او سحر من ينكر حاله او كما حال ايسا بن جيسى كوثى جمع من تواجدوا في وضوءه في ارضه او بعضي ده لوگ من جو محرق سی
 سواء كان الخلق حياً او ميتاً او مسلماً او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
 زنده ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مذکورہ گفتی میں پھر شیطان اوسکی صورت بکری متغیثی کا پورا کر دیتا ہی
 حاجة من يستغث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
 ايسا بن جيسى من ذلتا ہی کہ یہ وہ شخص ہی جس ہی میں فی حاجت چاہی تھی ماسکا یہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
 الشيطان اضل لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا اعلم
 شیطان گمراہ کر نیو لایا جب اوسنی اسکا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آدمی راہ ہی بچاتا ہی پھر شیطان جب انکی
 على مقاصدهم فهو يضرمهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسباً الى الاسلام اذا استغاث
 مقصد پوری کرتا ہی تو اوی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہو کر
 بمن يحسن بهما ظن من شيوخ المسلمين يحجى اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
 اپنی پیر ستم متغذ فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
 كثيرا ما يحجى على صورة الصالحين ولا يقدر ان يقتل بصورة رسول رب العالمين ثم ان ذلك
 اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پر یہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ
 الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علو لا يخبره الشيطان باقوال صحابه المستغثين به
 پیر جیسی فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی پر فریاد کر نیو لایا کمال بیان نہیں کرتا
 وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
 اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسکی حال کہہ دیتا ہی اور بعضیہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال پریدین سمجھتی ہیں کہ ہماری پیر فی اتنی دور سی
 اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روى عن
 ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت میں یہ سب غلط ہی بلکہ یہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
 بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يرى لى شئ يراف
 بعضی مشائخ سی کہ انکو ايسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو کوئی بچتی چیز
 مثل الماء والزجاج ويمثل لى فيه ما يطلب منى من الاخبار فاخبر الناس به وهذا الوجه
 جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجھی مطلوب ہوتی ہی منقش ہو جاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور
 يصل الى كلام من يستغث بى من اصحابى فاجيبه فيصل اليه جوابى وكثير من هذه
 مرید مستغث کی بات مجھ تک آ جاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اوس مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسا ہی
 الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
 خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہیں اور نہ اول پر عمل کرتی ہیں پس انکی توفیق
 الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريههم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصيرا للحقا
 شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا سیکر تا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکھا دیتا ہی پھر جو شخص حقائق ایمان سی
 الايمان وخبر البشر انهم لا يعلمون انهم من مكر الشيطان وليستعين بالله تعالى عنه
 واقف اور اعلیٰ احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقوى به
 اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جرات سی یہ شیطان حالات مضبوط اور
 الاحوال الشیطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما
 راسخ ہو جاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ کیونکہ سماع اولن مشرکین کا کام ہی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور
 كان صلاتهم عند البيت الامكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التضد
 اونکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سینٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہیں تصدیق کیا
 التصديق باليد والمكاء الصغير وكان هذا مما اتخذ المشركون عبادة فمن يؤثر سماع
 تالی بجانی اترسی اور مکاء کی معنی سینٹ مشرکوں نے یہ عبادت مقور کر رکھی تھی پس جیسی راگستاختیا رکھا
 الغناء فهذا من علامة كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجتمع النبي
 توبہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ
 عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة
 وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ
 الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعة بل عدوه من
 دین میں ہی کسی غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھہرایا اور اسکو قریب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ
 البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء يذنب النفاق في القلب كما يذنب الماء البقل فمن
 بدعت اور گناہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نے فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو یہر شجر
 كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرفان للشيطان فيه نصيبا وافر ومن كان من
 اہل معرفت کمال ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمیں شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص
 المعرفة بعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من
 معرفت سی دور ہی اوس میں اور ہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لہ شرب سی زیادہ
 تاثير الخمر ولهذا اذقوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويجمل
 تاثیر کرتا ہی اسپیلی غنا سکر جیبت میں ست ہو جاتی ہیں تو انہیں شیطان آچر ہوتا ہی بعضی کی زانسی بولتی لگتا ہی اور سکر
 بعضهم في الهواء ويظن الجاهل ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من
 اور ہمیں اوٹھائی پیرتا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامت ہی یوں نہیں بلکہ شیطانی
 الاحوال الشيطانية ولذلك اذقوى هناك ما يطرده الشيطان مثل اية الكرسي وغيرها
 حالات ہیں اسپیلی اگر اوسوقت وہاں وہ پڑ ہو جی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیت الکرسی وغیرہ
 ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرد الشيطان حتى ان بعضهم
 تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہکا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو
 حمل في الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان
 اور ہمیں اوٹھایا اونکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ ٹٹرت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا بہت ہو جاتا ہی
 كثير من الصالحين يفرضها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب
 تو اکثر صالحی اس سی گریز اور اللہ سی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہورسی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسأل ذوالها والمشاخر كلهم كانوا ينفرون المريدین السالكين
اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آتی تو وہی دعا کی کہ یہ ہم موقوف ہوجاوی اور تمام مشائخ ملتی مریوں کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
کمال لغت دلائی رہی ہیں کیونکہ جو سالک ارادہ غیبی دانی وغیرہ خوارق کا رکبتا ہی وہ

شبكة الشيطان فالانزله ان يخلص نفسه من الميل اليها الا طائل تحتها بل اذا وقعت
شیطان کی جان میں ہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزوی اپنی دیکو بچاوی کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہی بلکہ دیکو اگر بہر

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اس میں بعض رنگوں کی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ میں جاوی

وقالت طيور ذلك البستان بالسنة فصحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
اور اس باغ کی درختوں پر سی جانور صاف زبان سی یہ کہیں السلام عليك یا ولی اللہ بہر وہ دیکو مکر نہ سمجھی

انه مكر به فقد مكر ولم يشعروا هذا التنفير من المشاخر عند ختم الكرامات فكيف اذا تعين كونها
تو ہی خبر فریب میں آگیا اور مشائخ کی یہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہوں اور اگر بہر ثابت ہوی

ابن الشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انما من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكفون
کہ جن اور شیاطین کا ہوتی ہی یہ تو کیا ہو کہ ہوگا اور بہت لوگ یہ نہیں جانتے کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ دیکو صلحا کی کرامت جان کر فتنہ میں ہنستا ہی اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
وہاں او شائق ہیں اور حقیقی کرامت سی واقف نہیں ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدہ آکرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهر او باطنا فالاول
اور او کی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی اس پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر و باطن سی سوادی کوہ رہی

على العبدان لا يحرص الا على ما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر
کہ سوادی ان معنوی چیز کی اور کچھ خواہش شری اور اپنی ہمت صرف انہیں کی پیدہ آکر ہی صرف کری رہی کرامت جتنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيز الرجال وليس من لا يحصل له شيء منها اقل مرتبة ممن يحصل له شيء
سوا و کا کچھ اعتبار نہیں ہی نہ کہ وہ مردوں کا حیض سی اور جو کہ ذرہ بہر ہی اس خارق حاصل نہوہ بہر مرتبہ میں کم نہیں ہوتا وہی کچھ

بل هو افضل واو لا يجتاز اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
بلکہ وہ ہی شخص افضل و او ای ہوتا ہی سہی کہ اس خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی کچھ یقین کا نہیں ہوتا تا اس کو سہی اسکا یقین قوی ہوجاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها الاستغناء عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت
کامل یقین والی ہیں او کو وہ ہر توجہ نہیں ہوتی او کو کیا حاجت ہی اسی ہی طبقہ تابعین میں بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تھی

في الصحابة المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا قال رسول الله
تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت میں فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري
صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیشک اوجست کو نظر آویگی غرق والی او پر سی جب ساجکت ستارہ

الغابر في الافق من المشرق والمغرب ليتفاضلوا بينهم فقالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء ابلغنا
انتہی کردہ مشرق یا انتہی کردہ مغرب میں تاکہ فضیلت معلوم ہوجاکی جو ان میں ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ درجی سوادی انبیاء کی اور کون پاکستانی

ارضا عن حاصل ہوتا ہی

عزیم

غیر ہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین هذا الحديث من صحاح
 فرمایا کیوں نہیں قسمی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواه ابو سعید ومعناه ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من
 حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت سی مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گے
 ہند مرتبہ والوں کو

فوقهم كما تنظرون انتم الى الكواكب المضیة الباقی فی الافق من جهة المشرق او المغرب بعد انتشار
 او پس جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح پہل جاتی ہی

الصبح لتراى درجاتهم على غیرهم فانه عليه الصلوة والسلام لما بین مراتبهم بهذا الوجه قال
 بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابة یارسول الله تلك الغرف منازل الانبیاء لا یبلغها غیرهم فاجاب بان
 تواصیا فی جردان موجود ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب انبیاء کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا

تلك المنازل یبلغها رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قرت
 یہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم السوطی

بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفيه اشارة الى ان الواصلین
 یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تھی کہ مؤمنوں کو انبیاء کا مرتبہ میسر ہو اور سمجھیں یہ اشارہ ہی کہ

الى منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منهم لا من
 انبیاء کا درجہ وہ لوگ پاؤں گے جو اس امت کی مؤمن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اس ہی امت میں پائی جاتی ہی جو

انی فیہم وعلم من هذا ان الایمان باللہ الذی اتصف به المؤمنون من هذه الامة مرکب من
 پہل گزرتی اونی نہیں ہوئی اس ہی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی

جزء من الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
 دو جزئی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی ہی یہ مراد ہی کہ یقین کری

لوجوده وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقُدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من
 اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو صفات او کو

لصفات فان العلم بوجوده تعالی وان كان ثابتا فی فطرة بنی آدم من مبداء خلقهم بمقتضى قلیح
 سنہ وار میں اور علم وجود حق کا اگرچہ بنی آدم کی طبائع میں ابتداء پیدایش ہی ثابت ہوتا ہی جیسی بعضوں میں

فطرة الله التي فطر الناس علیها لکنه تعالی قد ارشدهم الى وجوده بایات منها قوله تعالی ان فی خلق
 یہ تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو پر تو یہی اللہ تعالی فی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہی ایک یہ تحقیق

السموات والارض واختلاف الیل والنهار لآیت وقوله تعالی افرایت ما تسمون عانتہم تخلقونه ام نحن
 آسمانوں اور زمین کا بنانا اور دن اور رات کا بدلتی آنا البتہ نشانیاں ہیں اور ایک یہ پہلا دیکھو جو پانی چمکاتی ہو اب تم او کو کہتی ہو یا ہم

الخالقون وقوله تعالی افرع یتیم ما تحرثون عانتہم تزرعونه ام نحن الزارعون وقوله تعالی افرع یتیم
 بنائو گے ہیں اور یہ پہلا دیکھو جو بولتی ہو کیا تم او کو کرتی ہو کہتی یا ہم ہیں کہتی کرتی ہو اور یہ پہلا دیکھو تو

الماء الذی تشربون عانتہم انزل تموة من المزن ام نحن المنزلون وقوله تعالی افرع یتیم الناس التي تورون عانتہم انشائتم
 پانی جو پیتی ہو کیا تمی اور تا او کو بادل سی یا ہم ہیں اور تا بولتی اور یہ پہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمی اور تا

بانی جو پیتی ہو کیا تمی اور تا او کو بادل سی یا ہم ہیں اور تا بولتی اور یہ پہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمی اور تا

شجرتها من النشوء وغيرها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل
 اورسکادخت یا چمن او شہا نیوالی اور سوا انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی
 مضمون هذه الايات ويدبر فكم فيهم اذكر فيها من خلق السموت والارض وما فيها من عجائب المخلوقات
 مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو جو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا
 يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغنى شئ منها عن صانع يوجده ويدبره وعلى هذا الاعتقاد
 کہ یہہ تمام شیا صانع پیدا کرنیوالی اور دہرے کی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کرے اور شکر اور عام بنی آدم کیا سکھ
 جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سألتمهم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر
 یہہ ہی اعتقاد رکھتی ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جزو پوچھا اوسکی کسی بنائی آسمان اور زمین تو کبھی اسدی ہر
 من كفر بالاشراك ولذلك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا
 جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ شرک کی شامت سے ہیں اسسبیل تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتے تھے تاکہ لالہ الہ اسہ کی قائل ہوں
 الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة آيات القرآن ما يغني عن اقامة البرهان
 یہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہہ کہا کر دے عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر برہان قائم کرنی کی کچھ ضرورت نہیں رہی
 على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا لاثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى
 لیکن علماء انی تو یہی واسطی اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہہ ہی
 حدوث العالم فبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذاتها
 حدوث عالم کا ہی بہر حدوث یوں معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سی اور اجسام ہیں جو بذات خود قائم ہیں
 والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذاتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما
 اور اعراض سی مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم ہیں کہیں الگ نہیں ہوتی اور یہہ
 حادثا اما الاعراض فخررت بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والصنوع بعد الظلمة
 حادث ہیں اعراض میں سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ ہی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اجالا بعد اندھیری کی
 والسواد بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكر وما الاجرام
 اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل ہی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مکورات کی ضدوں پر اور اجسام کی
 فدليل حدوثها انها لا يتخلو عن الحوادث وكل ما لا يتخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
 حدوث کی بہر دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کہیں خالی نہیں ہوتی اور جو شئی حوادث سی خالی نہ ہوتی وہ ہی حادث ہوتی ہی اور اجسام حوادث سی خالی ہونا
 الحوادث فلا تفادها لا يتخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبداهة ولا اضطراب فلا يجتلب فيه
 یوں ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی او میں کچھ نگرار اور تامل کی حاجت نہیں
 الى تامل وافتكافان من عقل جسم لا ساكنا ولا متفركا كان عن نفع العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا
 کہو کہ جو شخص ایسا جسم خالی کری کہ نہ متفرک ہو نہ ساکن نہ وہ شخص عقل کی صفہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار
 والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما بقضاء كل منهما عند وجود الآخر وذلك
 اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکی آگے پیچھے پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہو جتا ہی
 مشاهد في بعض الاجرام والم يشاهد فيه ذلك فاما ساكن والا العقل يقتضي مجاز حركته واما
 یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی بہر حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہاں نہیں ہی تو یہہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متفرک ہو

مترک الا والعقل یقتضی بجواز سکونہ فالطاری منهما حادث بطریانه والسابق حادث اذ لو کان
 اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہو سکتا ہے اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر
 قدیم ہوتا تو اس پر عدم ہرگز نہ آتا اور جوشی حادث سی خالی نہ ہو اؤ کی حرکت کی یہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہ ہوگا تو بیشک قدیم
 ثابتاً فی الانزل فیلزم ثبوت الحادث فی الانزل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حادث مرتبة
 اور انزل میں ثابت ہوگا اس سے لازم آتا ہے کہ حادث یعنی حرکت اور سکون انزل میں ثابت ہو اور یہ حال ہی کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر حادث سی پہلے ہی انتہا حادث
 لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرہا فانہم ومن تبعم
 جسکا ابتداء نہ پایا جاویں موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوتے ہیں فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان
 فمن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم العلوی قدیم بذاتہ وصفاتہ
 اؤ کی تابع ہیں اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سوا بی اپنی ذات اور صفات میں
 الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلهی حركة الا و قبلها حركة لا الی اول واما العالم
 سواہ حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کل قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلے حرکت ہی بی انتہا اور عام
 السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقا لوان هیولاء قديمة وكل ما فیہ من
 سفلی کہ عالم کون اور فساد کہیں تا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سوا میں یہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی
 الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من طائر ولا بیضة الا من دجاجة
 صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کل نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹ ہی سوا پ سی ہی اور جو لڑا ہی سوا مرغی سی ہی
 ولا دجاجة الا من بیضة ولا نرذع الا من بزر وهکذا الی غیر النہایة فیلزم علی قولہم ان یوجد حادث
 اور جو مرغی ہی سوا لڑی سی ہی اور جو نبات ہی سوا بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اؤ کی قول کی موافق یہ لازم آتا ہے کہ لایسی حادث
 لا اول لها اذ ما من حادث علی قولہم الا و قبلہ حادث لا الی اول و علی تقدیر وجود حادث لا اول لها
 جسکا ابتداء نہ ہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلے حادث ہوگا جسکا ابتداء نہ ملے اور جب حادث غیر متناہی ہوتی
 یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرہا حادث مرتبة
 تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حادث غیر متناہی ہی ترتیب موجود ہوگی جسکا
 لا اول لها فما لو یقض تلك الحوادث بجلتها لاشتہی النوبة الی وجود الحادث الحاضر لان الحركة
 ابتداء نہیں ہر وہ تمام حوادث بالکل گزر چکیں گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آوگی اس واسطے کہ حرکت
 الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
 یومیہ مشا آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلے کی تمام حرکتیں گزریں اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلے کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلے کی سب گزریں
 وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بیا نہ انک اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الی ما قبلہ
 اور اسی طرح ہر حرکت اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری بہر اؤ کی ماقبل کو
 ولا حظتہ وهلم جرا علی الترتیب لا یفضی الی نہایة حتی تجد طریقاً الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان
 لحاظ کری اور اسی طرح اوس سی پہلے کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملے گی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہو دی اس سے لازم آتا ہے
 یکون وجود الحادث الحاضر محالاً لکن وجود الحادث الحاضر ثابت فیطل وجود حادث لا اول لها
 کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فإذا بطل وجود حوادث لا أول لها يبطل كونها لا يخلو عن الحوادث قد يثبت ثابتاً في الأزل فاذا بطل كونه
 بغير جب وجود حوادث غير متناهية كما ترون اشياء كما هو حادث في خالي نبيين بين قديم اورا زلی ہوتا ہی ہا بل ہی بھر جب اورن اشیا کا
 قديماً ثابتاً في الأزل يثبت كونه حادثاً فاذا ثبت كونه حادثاً ثبت كون العالم بجميع اجزائه من
 قديم اورا زلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا بھر جب وہ حادث ہوئی تو یہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء
 السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثاً محتاجاً الى محدث يخرجها من العدم الى الوجود وذلك
 آسمان اور جو جوا وکی اندر ہی اور زمین اور جو جوا وکی اوہ ہی سب حادث اور پیدا کر نیوالی کی محتاج ہیں کہ نیست ہی موجود کری اور وہ
 الحادث يلزم ان يكون قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لا نعلم يكن قديماً
 پیدا کر نیوالا ضروری کہ قديم واحد قديم صاحب ارادہ علم والا ہی ہو اس نئی کہ اگر قديم نہ ہوگی
 بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى محدث فيلزم الدور والتسلسل الذي هو وجود حادث لا أول لها
 بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا بھر دور لازم آوے گا یا تسلسل کردہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی
 وكلاهما محالان ولولم يكن واحداً بل كان أكثر من واحد لوقع بينهما القانع المقضي لعدم وجود العالم
 اور یہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہوگی بلکہ ایک ہی زیادہ کئی ہوں تو ان میں جھگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم ہی
 ولولم يكن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لكان عاجزاً عن ايجاد شئ من العالم لان
 اور اگر فقیر اور صاحب ارادہ اور عظیم اور ہی نہ ہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی میں عاجز ہووے گا کیونکہ
 الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ يقتضي
 ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئ میں جب ہوتا ہی تب اس کا ارادہ کری اور ارادہ اس شئ کا
 العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاثة يقتضي
 اس کی علم پر موقوف ہو کر ایجاد کرنا کسی شئ کا بغیر جانی بوجہ محال ہی اور یہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں تو
 الحیوة لكونها شرطاً فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده
 اس نئی کہ حیات تین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود ہی
 وكونه قديماً واحداً متصفاً بهذه الصفات الأربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلوا
 اور قديم اور وحدت یہ کہ ان چاروں صفات ہی موصوف ہی اسبیل ہی بعضی اہل نظر اس نئی نوٹ پر استدلال جاتا کہ اگر
 بالاثرة على المؤثر ما راينا شيئاً الا وراينا الله بعدة فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوثها
 یہ کہتی ہیں کہ جس جیسی چیز کو دیکھا فوراً اس کی بعد اس کو دیکھا کیونکہ ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی
 وافقارها الى من يوجد لها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً
 موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال ہی جس میں نہ حرف ہی اور نہ آواز یہ کہتے ہی کہ میرا موجد ہی قديم واحد
 متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
 قدرت والا ارادہ والا عظیم ہی تمام سنوا اور صفات والا یہ کلام سب سماعت والی سماعت ہی
 ولا يسمعه الذين هم عن السمع مغزولون والمراد من السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا
 اور وہ نہیں سنتی جو سمجھ ہی بیکار ہیں اور سماعت ہی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جس میں نہ حرف ہوا نہ
 صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتتشارك فيه الهائم الانسا
 آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جسی سواء آواز کی کہ نہیں معلوم ہوتا اور سامعین ہایم ہی انسان کی شریک ہیں

اذ لا قد شئ تشارك فيه البهائم والاحسان والمكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل لا
اسمى كما هو في الحقيقة من بهائم اور انسان یکسان ہوں حاصل یہ ہے کہ انسان بزور عقل صفات الہی میں سے وہی دریافت کر سکتا ہے
مادل علیہ افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى

جس پر اس کے افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كالانضام
کسی دلیل عقلی سے ثابت کرتی ہیں اور کسی دلیل نقلی سے دلیل عقلی ان صفات کی ثبوت کی توبہ ہے
صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتیں ہیں اور اسے تعالیٰ کا صفات کمال سے موصوف ہوتا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے
اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا استدلال ان صفات سے واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت جس پر ہے کہ شرع یعنی کتاب و سنت
ورب ثبوتها له تعالى فوجب لقطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل
انکی ثبوت پر ناظر ہے سو اب انکی ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے

لان تلك الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى
کیونکہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوے اور اس کے ذات

لهم يكن معلوما لا حرج حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم
کیونکہ معلوم نہیں تھا تاکہ یہ معلوم ہووے کہ یہ صفات اسکی حق میں صفات کمال میں انکا ثبوت ضروری ہی نہیں تو

ان يتصف باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة
انکی صفتیں لازم آوے گی اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ صفات کمال میں تو کمال البتہ ہماری حق میں ہی اور ہماری حق میں کمال ہونی سے کیا ضرورت ہے

اليها كما لا ان يكون كمالا في حقه تعالى لا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها امتنعان
ذات الہی کی یہ کمال ہو کیا ممکن معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں اور اسے تعالیٰ کا نسبت متنع ہیں

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التساوي
کیونکہ یہ اجسام کی اوصاف ہیں اس بیان کی موافق لازم ہے کہ ان صفات کی اثبات کی لائق دستاویز

بالنقل عن الانبياء الذين تثبت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي
انبیاء علیہم السلام سے نقل کیا وادی جکی نبوت ایسی معجزہ سے ثابت ہے جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو کہ میرا بندہ

في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى
جو میری طرف سے احکام پہنچاتا ہے سب میں برابر ہے کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سے ہو کیونکہ معجزہ اسے تعالیٰ کی طرف سے
لرسوله لكونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلة منزلة صدق القول في تصديق رسوله في دعوى
رسول کی حق میں فعلی تصدیق ہی اسمی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہے گویا صاف اور صریح رسالت کی دعویٰ میں رسول کی

الرسالة فانه تعالى لما خلقها خارقا للعادة على يد عتداد عائذ الرسالة صار كانه قال صدق
تصدیق کرتا ہے کیونکہ اسے تعالیٰ نے جب کوئی امر خارق رسول کی انتہ پر بر وقت دعویٰ رسالت کی پیدا کیا تو یہ ایسا ہی کہ فرما دیا
رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا
میرا رسول سچا ہی میری طرف سے جو بیان کری برابر ہے کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سے ہو علماء نے اسکی یہ مثال بیان کی ہے جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
 بادشاه کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایچی ہوں تمہاری حق میں فلا فی فلا فی حکم جاری کرنا چاہتا ہوں
 فطلبوا منه الحجۃ تدل علی صدقہ فقال ایۃ صدق فی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
 بہر اس جماعت فی تصدیق کی کئی اسی حجت طلب کی اس شخص سے جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں کہ اپنی خلاف عادت
 من مقاصدہ ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبہ فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك
 اپنی جگہ سے تین بار کھڑا ہوا اور بیٹھ جا بہر بادشاہ کی اس کی کہی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی
 قائم مقام قولہ صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وصفید للعلم الضروري بصدقہ لمن شہاد
 جیسی زبان سے کہتا ہے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے میری طرف سے جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سے جس سے یہ کام مشاہدہ کیا تو اس کو ایسا یقینی علم
 ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشہدہ بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق
 حاصل ہو اگرچہ میں دلیل کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کو دیکھ کر اتفاق نہیں ہوا بلکہ وہی بہت آدمیوں سے بالتواتر یہ حال سنا اس کو بھی اور بیشک یہ مثال
 لحال الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزہم للعلم الضروري بصدقہم لمن شہدہا ولمن
 انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ اس کی معجزہ سے ہی اس کی ہمتی والوں کو
 لو شہدہا بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من یؤمن باللہ وصدق المرسلین
 تو اس سے سنی والوں کو علم یہی یقینی حاصل ہوتا ہے جیسے یہ سچہ جگہ تو یاد رکھ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیوں کی تصدیق کرے
 اذا اراد ان یشہد من اهل العرف لا بد لہ ان یشغل بالطاعات ویجتہد عن السیئات لان الايمان وحده
 یہ سزا دہی کہ اہل عرف میں داخل ہو تو اس کو ضروری ہے کہ عبادت میں مشغول اور موعظات سے بچتا رہے اس کی مثال
 وان کان یجہد من العذاب الموبد لکن لا یفنیہ فی الاغتر بالدرجات بل لا بد لہ من ضم العمل
 اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دیکھے پر حصول درجات کی کوشش نہیں ہے بلکہ اس کی ساتھ نیک اعمال ہی چاہئیں
 الصالح الیہ کما بدل علیہ آیات القرآن من جملتها قوله تعالى وما اموالکم ولا اولادکم بالقی تفرزکم
 چنانچہ کئی آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے منجھو انکی ایک یہ آیت ہے اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ تم کو
 عندنا زلفی الا من عمل صالحا فاولئک ہم جزاء الضعف بما عملوا ومن فی العرفات امنون فداست لایۃ
 ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور سہل کام کیا سو اس کو بدلہ دونا اور کئی پر اور وہ چہرہ کون میں بیٹھ میں خاطر جمع سے ایسی نجات
 علی العمل الصالح لکونہ اقبال علی اللہ تعالی واشتغل بطاعته یقرب العبد الی اللہ تعالی واما الامور
 کہ عمل صالح کہ اس کی طرف متوجہ ہونا اولو اس کی طاعت کا شغل ہے بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتا ہے یہی مال
 والا ولا تدفون کل منہما یشغل الانسان عن اللہ تعالی لا یقرب احد الی اللہ تعالی الا المؤمنین
 اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کرتی ہیں کیونکہ خدا سے نزدیک نہیں کرتی بجز صالحیہ مؤمنین کی
 الصالحین الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ویعلمون ان لا دھم الخیر ویربونہم علی الصلاح فانہم
 جو اپنا مال خدا کی رستہ میں خرچ کرتی ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتی ہیں اور نیک اطواری پر پرورش کرتی ہیں ایسی اولاد کی
 باتصافہم بما ذکر یكون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویكون الواحد عشر اضعافا فوقها وھم فی عرف
 جو ان اوصاف سے موصوف ہیں اور نواہب ہی اس طور کہ اس کی حسنات بڑھتی ہیں ایک سے دس گونہ ہوتی ہیں اس سے بھی زیادہ وہی لوگ
 الجنة امنون من جمیع المکارہ بما عملوا من الصلحۃ بسیرنا اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ المجلس الرابع
 اعمال صالح کی سبب عفو و امن تمام مکروہات سے بچی رہیں گی انہی اپنی لطف و کرم سے ہمہ آسان کر چوتھے مجلس

فی لزوم محبة النبي صلى الله عليه وسلم من يادة من والده وولده

والناس اجمعين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه

من والده وولده والناس اجمعين هذا الحديث من صحاح المصاير رواه انس وليس المراد بالحب ههنا

الحب الطبيعي التابع للشهوة النفسانية لانه خارج عن حد الاختيار فلا يؤخذ به لاسان

لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلي الاختياري الذي هو انشاؤه بقضي

العقل رجائه وليستند على اختياره وان كان على خلاف الطبع الا ترى ان المريض يكره الدواء المرين

عنه طبعه ومع ذلك يميل اليه باختياره ويقصد تناوله بمقتضى عقله لعله وظنه ان محبة

فيه وكذلك المؤمن اذا علم ان الرسول لا يامر ولا ينهى الا بما فيه صلاحه في الدنيا والاخرة

يرجع جانب الرسول على جميع الناس فيتمثل امره ويجتنب نهيه وهذا مما لا يحصل الا بالان

لان الايمان وان كان في اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه في الشريعة بمعنى التصديق مقيدا

بامر مخصوص وهو تصديق الرسول في جميع ما علم ضرورة انه من دينه عليه الصلوة والسلام

والمعتد في التصديق اليقين واليقين لفظ مشترك يطلق على العنيين احدهما عدم الشك فكل علم

يكن فيه شك فهو يقين وعلى هذا المعنى لا يوصف اليقين بالقوة والضعف لعدم التقاوت

في نفى الشك فمن كان في قلبه مثقال ذرة من الشك في شيء مما علم ضرورة انه من دينه عليه السلام

لا يكون مؤمنا البتة بل لابد فيه من يقين هذا المعنى ليحصل له المحبة للنبي صلى الله عليه وسلم

ويتمثل امره ويجتنب نهيه لكن قد يجعل الظن الغالب الذي لا يخطر معه احتمال النقيض

او لا يكون مؤمنا البتة بل لابد فيه من يقين هذا المعنى ليحصل له المحبة للنبي صلى الله عليه وسلم

ويتمثل امره ويجتنب نهيه لكن قد يجعل الظن الغالب الذي لا يخطر معه احتمال النقيض

او لا يكون مؤمنا البتة بل لابد فيه من يقين هذا المعنى ليحصل له المحبة للنبي صلى الله عليه وسلم

شبیہ الاسرینا الله بعدہ فان کل ذرة من ذرات العالم لکونها حادثہ مفقودہ الى من یحدثها الا ان
 جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اسکی بعد اسکو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجودگی محتاج ہی ہمیشہ بن حال ہی
 تنطق بکلام لا حرف فیہ ولا صوتان لہا موجوداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرۃ والارادۃ والعلم
 یہ کلام جسین نہ صرف بکلمہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجود ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ عظیم
 الحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات لیسمع کلامہا السامعون ولا یسمعه الذین ہم عن السمع لغزوف
 حی اور تمام سزاوار صفات والا اور انکی یہ کلام سمجھتی والی سب سمجھتی کہ لوگ نہیں سنتی جو سمجھتی ہیں بیکار ہیں
 والمراد من السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا اعجبی لا السمع الظاہر
 اور سماعت کا مراد باطنی سماعت ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عری ہو نہ عجب سماعت ظاہری مراد نہیں ہی
 الذی لا یسمع بہ الا الاصوات وتشارك فیہا بہائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیہ البہائم
 جس سے آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور آدمین بہائم ہی شریک ہیں انسان کی کیونکہ اونچے کی کیا عزت ہی جس میں بہائم اور انسان برابر ہوں
 الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاتہ تعالیٰ الا ما یدل علیہ افعالہ وامام الادل
 حاصل یہ ہی کہ عقل صفات الہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جس پر اوکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفت پر
 علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتہا لہ تعالیٰ تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجہ
 اوکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کہی تو عقلی دلیل سے ثابت کرتی ہیں اور کہی نقلی دلیل سے
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالیٰ بالعقل فہو انہا صفات کمال واذا دھا صفات نقصان
 عقل دلیل اوکی ثبوت پر تو یہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفات ہیں اور انکی ضدین نقصان کی صفات ہیں
 واتصافہ تعالیٰ بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالیٰ
 اور اسد تعالیٰ کا صفات کمال سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہی اب اسد تعالیٰ کا
 بتلك الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالیٰ بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتہا
 ان صفات سے موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہ ہی کہ شریع یعنی کتاب و سنت سے یہ صفات ثابت ہیں
 لہ تعالیٰ فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالیٰ ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
 اب اوکی ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہی کیونکہ ان
 الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالیٰ حتی یستدل بها علی ثبوتہا لہ تعالیٰ وذاتہ لم یکن معلوماً
 صفات پر افعال تو موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کیونکہ معلوم نہیں ہی
 للبشر حتی یعلم انہا فی حقہ تعالیٰ کمال یجب اتصافہ بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف
 تاکہ یہ معلوم ہو دی کہ یہ صفات اوکی صفات کمال ہیں انکا ثبوت واجب ہی نہیں تو انکی ضدین لازم آوینگی
 باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالاً انہا ہر باضادۃ الینا ولا یلزم من کون الشیء بالاضادۃ الینا
 اور یہ صفا ہماری حق میں البتہ کمال کی ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سے لازم نہیں آتا
 کمالاً ان یکن فی حقہ تعالیٰ کمالاً الا تری ان اللذۃ والارواح مع کونہما بالاضادۃ الینا کمالاً ممتنعان
 کہ اسد کی واسطی ہی کمال کی ہوں کیا مجھ کو معلوم نہیں کہ لذت اور ارحم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں
 علی اللہ تعالیٰ لکونہما من عوارض الاجسام فعلمی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات لہ تعالیٰ
 اسد تعالیٰ کی نسبت ممتنع ہیں کیونکہ اجسام کی صفات ہیں اس بیان کی موافق ضروری کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدك

دست آورده ایی رسول کی قولی سی یحادی جسکی رسالت معجزه سی ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد نبوی کی ہو میرا بندہ

في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله

جو میری طرف سی احکا بناتا ہی سب سچہ ہیں برابر ہی کردہ ہوتا ہی ہو یا فعل سی یا چپ رہی سی کیونکہ معجزہ ہلکے طرف سی رسول کی حق میں خفی تصدیق

لرسوله لكونه فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله

ہوئی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرف ہی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف و صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہی

في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلص امره خارقا للعادة على يد رسوله عند دعائه الرسالة

کہو کہ اللہ تعالیٰ فی جب ایک امر خارق رسول کی اشد پر بردقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسول في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته

تو یہی ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام في مجلس بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني

علماء فی اسکی مثال یہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یہ بیان کری کہ میں اس بادشاہ کا الہی ہوں مجھ کو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب

تمہاری حق میں فلا فی حکم جاری کر نیکی بھیجا ہی اوس جماعت فی تصدیق کی تمنا اوس سی حجت طلب کی اوسی جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی ہی کہ میں

من الملك ان يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا

فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى وصفيده

اب بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی جیسی زبان سی کہہ دیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری تو وہ اسکی

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن له يشاهده بل وصل اليه خبره

جسنی یہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جس میں حاجت یقینی کی نہیں اور جسکو دیکھنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمی سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن

سنا اوسکو ہی اور بیشک یہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اوسکی معجزہ سی دیکھنی والوں کو

مشاهده ولمن له يشاهده بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثاني للبقين ان لا يلتفت

اور تواتر سی سنی والوں کو علم یہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہ ہیں کہ شک کی نہی کا کچھ نہیں ہو

الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع

بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلی تھاؤ اور مخالفت میں اچھا تصرف ہو

على هذا المعنى يوصف البقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف

ان معنون کی لحاظ سی یقین پوری

البقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ كريب في كون الناس سواء في القطع بالموت وعدم الشك

البقین کہتی ہیں باوجودیکہ موت میں اصلا شک نہیں ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہوئی میں تمام ہی آدم برابر ہیں

فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولي خوفه

پر بعضی اوسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور نہ اوسکا کچھ سامان کرتی ہیں گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتی اور بعضی ایسی ہیں جنکی دل پر موت کا خوف

حتیٰ کہ نہ برعلاسلک طریقہ الوصول الیہا فضلا عن المسعی فی تحصیل دخولہا وان المؤمنون یثبِتہ حقیقۃ ایمان
گو یا دوزخ سامنی نظر آتا ہی او کی رستہ بکجہ دوزخ میں گزری کہیں نہیں پہنچتا چہ جائے کہ او کی وصول میں کوشش کری ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتیٰ کہ نہ یربہا لایترک طلبہا بل یسعی فی تحصیل دخولہا وهذا امر یجدرہ الانسان فی نفسه عند
گو یا جنت سامنی نظر آتا ہی او کی طلب میں کہیں قصور نہ کرے بلکہ او کی دخول کی کوشش کرے اور یہ بات ہر شخص اپنی دلیل جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع مایضرہ وجلب ماینفعہ یسرنا للہ من الاعمال ما یوافق رضاء المجلس الخامس
جب امور دنیاوی میں مضرت کو کسی کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالیٰ ہمہ وہ کام آسان کرے جو اس کی رضا کے موافق ہیں پانچویں مجلس

فی لزوم الايمان بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز
ایمان کی لزوم ہونی میں اہل الکتاب پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور او کی مخالفت

المخالفة فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لا يسمعني
جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة يهودى ولا نصرانى ثم يمتدح ولم يؤمن بما ارسلت به الا كان من صفا
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

الناس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة وليس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدليل
یہم حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسکی کہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی انہی

كون اليهودى والنصارى مذکور فيه بل المراد بها امة الدعوة فعلى هذا يدخل فيه جميع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام اہل مذاہب ولی ہی داخل ہیں

الباطلة وتخصيص اليهود والنصارى بالذكر ليعلم انهما مع كونهما اهل كتاب وصاحبى شريعة
اور یہود اور نصاریٰ کا خاص جو نام لیا تو اسلئے کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہو کر

اذا كانا من اهل النار بترك الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرهما من لم يكن له كتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائی سی دوزخی ہو

ولا شريعة اولى بذلك فكانه عليه الصلوة والسلام قال اقسام بالله الذى نفسى بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولیٰ دوزخی ہونگی تو گو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان كل من يسمع بنبوتى ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يموت يكون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرقی دم نہک

ويعلم منه ان الايمان وان كان فى اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه فى الشريعة تصديق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں بشرط من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فى كل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث
کہتی ہیں ہر ایک حکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہ حکام خدا کی طرف سے لائے ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر جگہ ہیں ایسا کہ

يعلم كل احد من غير افتقار فى معرفته الى الاستدلال اصلا بدلائل العقل ولا بدليل النقل وان كان
ہر شخص بدون استدلال کی سبھی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت نہ ہونے نقلی دلیل کی

فى نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجوب الصائم
نفس ام میں او کی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

نفس ام میں او کی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف
 اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ان مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر میں

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وصفاته او بدليل النقل
 استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالیٰ کا وجود اور اسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام
 جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي
 اسکی معرفت میں اصلاً کسی دلیل کی حاجت نہیں ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالاً وليشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلاً حتى ان من لم يصدق بوجوب
 مجمل لحاظ کئی جاتی ہیں وہں اجمال کفایت کرتا ہی اور جہاں ملاحظہ تفصیلی چاہی وہاں تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی دقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها وبجرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمناً بل يكون كافراً الكون
 نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کری وہ مؤمن نہیں ہی بلکہ کافر ہو جائیگا کیونکہ

كل منهما ما علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من ادان
 یہہ دونو حکم تو اتنی سی معلوم ہو چکی ہیں کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہیں اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمناً وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمناً
 اور اپنی زبان سی لا اله الا الله محمد رسول الله اسکی معنی کی تصدیق کری وہ مؤمن ہو جاتا ہی اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

وان لو عرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان
 اگرچہ اسکو فرائض اور محرمات معلوم نہوں پھر اگر اسی کہا جاوی کہ ہر رات دن میں پانچ نمازیں تجہ پر فرض ہیں پھر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتاً على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجاً عن الايمان كذلك
 اسی او اسکی تصدیق کی اور ان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور اسی ہی

مسائل الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل
 اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور جماع امت سی ثابت ہو چکی ہیں اور اگر

عليه مسألة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند
 کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل میں سی اوسپر مشتبہ ہو جاوی تو اسپر بالفعل توبہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالماً يعلم مسائل
 حق ہی میں فی قبول کیا اور بالسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ میں لی مانا مجھ اتنا اعتقاد کہ کفایت کرنا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا مسألوی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسألو اهل الذکر ان كنتم لا تعلمون
 اور سبکاوی پیراوس سی وہ مسئلہ مشتبہ ہو چکی اور چاہیں نہیں کہ اسکی تلاش میں تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پوچھو انہی کو جن سے پوچھنا چاہی ہو

ولا يكون معذراً بالتوقف فما اشكل عليه بل يكون كافراً بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضرورية
 اور اس مسئلہ مشتبہ میں توقف کی بابت میں معذور نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ ضروریات دینی ہی تو معذور توقف کر لی ہی کافر ہو جائیگا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كافر امثلاً من اشكل عليه وحدايته الله تعا
 کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات میں تصدیق میں خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلاً کسی شخص کو اللہ کی وحدانیت میں

او قدرته على شيء او علمه بكل شيء من الكليات والجزئيات او حشر الاجساد او حدث العالم
 یا تو کسی قدرت میں کسی شیء پر یا اسکی علم میں تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدائش میں بعد مرنے کی یا عالم کی حادث ہوتی میں
 ونحو ذلك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى يثبت ايمانه الاجمالي لوجود التسليم والقبول
 یا ایسی ہی کسی ادبات میں شہدایہ ہوا بہرہ قابل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی میں فی مانا تو اسکا اجمالی ایمان ثابت رہی گا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
 اجمالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب ولم يطلب اصلا
 لیکن اگر وہی اس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات میں ہی مثال رکھا دیر میں پوچھا یا کہی ہی نہ پوچھا تو نتیجہ تسلیم
 لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى بل يكون كافرا بترك السؤال و
 اجمالی ہی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا مؤمن نہیں رہی گا بلکہ بسبب ترک سوال اور
 الطلب لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشابين المؤمنين في حال
 تلاش کی کافر چلا گیا کیونکہ یہ تمام مذکورات ضروریات دین کا ہیں انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانوں میں پیدا ہوا ہی جانتا ہی خواصہ یہ ہے
 ان من اشكل عليه كون اله العالم واحدا ومتعددا ولم يعمل قلبه الى واحد منهما يجب عليه
 کہ جس شخص پر یہ مسئلہ مشتبہ ہوا وہی کہ یہ دو دگ عالم کا ایک ہی یا کئی ہیں اور اسکی دل میں کوئی ایک جانب راہ نہ ہو تو اوپر واجب ہی
 ان يقول في الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى ثم يجب عليه الطلب والسؤال بلا توقف
 کہ فوراً یہ کہی میں فی مانا جو خدا کی نزدیک حق ہی پھر اوپر ترنت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی
 ولا تاخير حتى لو اخر الطلب او تركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون
 انا کہ اگر اسنی اس تلاش کو مثال رکھا یا چھوڑ دیا اور دگ عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہ ہوگا بلکہ کافر ہوگا
 كافرا وكذا من توقف في يوم القيمة او في الجنة او في النار او في الميزان او في الحساب او في الصراط
 ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا بل صراط
 او في الصوائف التي كتب فيها اعمال العباد او في شفاعة الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا
 یا نامہ اعمال جس میں بندوں کی اعمال لکھی جاتی ہیں یا شفاعت شافعیں میں توقف کری مؤمن نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
 لان التوقف والتردد بينا في التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان في اللغة التصديق وهو
 اسنی کہ توقف اور سوچ بچار اس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہیں اسکی تحقیق یہ ہے کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتی ہیں اور وہ
 اذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل في الشرع الى معنى اخر بل
 یقین کر کرمان لینا مخبر کی حکم کا اور اس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹھہرنا اور شرع میں تصدیق کو اس معنی ہی اور معنی کی طرف نقل نہیں کیا دلیل یہ ہے
 انه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامثل منهم من امتثل من غير استفسار ولا
 کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی عرب سی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو انہیں ہی مطیع ہوا تو اسنی تصدیق کی نہ معنی پوچھی نہ
 افتقار الى بيان الالحسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله
 بیان طلب کیا ان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی
 بعض التفصيل حين جاءه جابر عيل عليه السلام على صورة رجل غريب الصن الايمان فقال يا محمد اخبرني
 جب کہ جابر عیل علیہ السلام نے ایک مرد مسافر کی صورت میں کہ ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
 عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله الى الخ والحد
 ایمان کیا ہی آپ فی فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کری اللہ کا اور اسکی فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا آخر حد تک

فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظاهره معناه عندهم رسول صلى الله عليه وسلم في ايمان كوا ان افاد سي بيان فرما

ثم قال هذا جبريل انكم يعلمكم دينكم فلو كان الايمان نقل الى معنى غير التصديق تبين نقله

كما تبين نقل الصلوة والزكاة ونحوها والا لكان هذا خطأ بالهم بما لم يفهمه ولما صح ان يكون تعليمهم

ولما صح امتثالهم من غير استفسار فظهر ان الايمان لم يعتد فيه شرعا الا لخصوص باعتبار

متعلقه بعدا اريد به التصديق بالمعنى اللغوي وهو ما يعبر عنه في الفارسية بگرویدن وفي التركية

بانا نطق ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهره على يد رسوله عند انزاله الرسالة تصديقه فانه تعالى

بأظهار المعجزة على يده صار كانه قال صدق رسول في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله

او سكوته وقد مثل العلماء بشخص قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال ان انا رسول هذا الملك بعثني

اليكم بكذا وكذا من التكليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقي اني اطلب من

الملك ان يخالف عادته يقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم بالضرورة

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا ريب ان

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام في افادة معجزته العلم بالضرورة بصدقه

لمن شاهدوها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل اليها بالتواتر

انه عليه الصلوة والسلام ادعى النبوة واظهر المعجزة حتى جرى ذلك مجرى الشمس في الظهور فوجب
 كرسول صلى الله عليه وسلم في نبوت كادعوى كيا اور معجزة ايسا ظاهر كيا كآفتاب كى مانند روشن هى
 علينا تصديقه في جميع ما جاء به من عند الله تعالى من الاحكام التكليفية التي هي وجوب الواجبات
 بغير او كى تصديق تام احكام تكليفى من جبرو خدا كى طرفى كلاى هين واجب هى
 ونذبات المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وكراهة المكروهات ومنه اموالاخرة التي اول
 اور مندوبات كاندب اور مباحات كى اباحت اور محرمات كى حرمت اور مكروهات كى كراهيت
 منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسؤال منكر ونكير ثم كونه امارضة من رياض الجنة
 منزل من سى بى منزل قبرى اور اديمن موده كاجينا اور منكر كير كاسوال
 او حفرة من حفرات النار ثم البعث منه يوم القيمة الى العرش ثم اعطاء الكتب التي كتب فيها اعمال
 يا كرا هى دونخ مين كا بهر ولسى قيامت كى دن محشر كى ميدان مين جانا بهر نامه اعمال كا دينا جمين تمام عمل بندى كى كير هى
 العباد فيوثق في كتاب بعضهم بيمينه وكتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
 هو كى بهر كيكو دهنى نا ته مين ويا جاد كيا اور كيكو بائين نا ته مين يا پس پشت سى بهر حساب كا هونا بهر
 الميزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيئاته فهو في عيشة راضية ومن خفت
 ترازو كير كى اعمال تولدى كى لوى بهر كى نيكيا ن بهار كى ليدنى زياده اور گناه بلى يعنى كتر هر گى ده تو اچى چين مين را اور كى نيكيا ن كتر
 حسناته وثقلت سيئاته فامه هاوية ثم وضع الصراط على متن جهنم لمروا الناس عليه فيم لبعضهم
 اور گناه زياده هوئى كواوكا نيكانا كرا هى بهر دونخ كى اوبى صراط كا تان دينا اديمن كى چلنى كى لوى بهر كوئى تو
 كالنار الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدد عدوا وبعضهم يعيش
 شال نچتى بچى كى اور كوئى مانند تند هو كى اور كوئى مثل دوشى كهورى نچى اور كوئى دوشى تا هوا اور كوئى نچتى هوا تعالى
 مشيا وبعضهم يحجبوا وبعضهم يسقط الى النار ويملقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال فسأل الله
 اور كوئى كهورى تا هوا جاد كيا اور كوئى دونخ مين كير كيا اور دونخ كى موكل اوسكورت زنجرون اور طوق مين قيد كير كى كير كى
 ان يحفظنا من جميع هذه الاهوال وقد تبين جميع ما ذكر ان تصديق الرسول عليه الصلوة والسلام لم يتحقق
 ان تمام بولون سى محقق كير كيو اس تمام تفير سى ظاهر هو كى كرسول صلى الله عليه وسلم كى تصديق
 الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون تلك المعجزة
 بدون ثبوت رسالت كى معجزة سى جواد كى صدق پر دلات كرتا هو متحقق نيين هو كى اور معجزة كى دلا او كى صدق پر اس علم پر موقوف هى كير كير
 فعلا من افعاله تعالى والعلم بكونها فعلا من افعاله يتوقف على العلم بوجوده تعالى وكونه قدما واحدا
 ايكى فعل سى افعال الهى سى اور معجزة كا فعل هو نا افعال الهى سى اس علم پر موقوف هى كرسول تعالى موجود قديم واحد
 متصفا بالقدة والارادة والعلم والحياة لانها لكونها فعلا من افعاله تعالى يتوقف وجودها على وجود
 قدرت والا عليم سى كير كير معجزة جب فعل بغير افعال الهى سى تو نيكى او كى كى انا وجود الهى
 وكونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالى لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشئ
 او كى تمام صفات پر موقوف هو كى اور علم وجود بارى تعالى كا هو كى وسيله سى حاصل هو تا ممكن نيين كى كير كى اس تعالى افعال بهر حساب كى كى
 والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم
 تو عيسى نيين هى جبرائيل كى وسيله سى معلوم هو جاد اور علم وجود الهى كى ايسا بديهي هى كى جيسا هم دو كى ايك سى بشرى جاتى هين تا كير بهر ايت سى

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان
 معلوم هو جوادى اسب بجز استدلال کی مصنوع سى صانع پر اور اثرى مؤثر پر کوئى طرفى نہیں ہی چنانچہ در
 اعراباً سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمار واذا لا قلام
 کہ ایک عربی ہی ایسی دلیل ہے جس سے وجود انہی ثابت ہو جوادى اوسنى جواب دیا کہ میگوئى اونٹ پر اور لید گدی پر اور یا تو کھان نشان
 على المسير فلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجج و بجا ذات امواج على الصانع القدير و روى ان ابا
 جعفر والى پر دلالت کرتا ہی پر کیا بروجن والا آسمان اور رستون والى زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ
 خيفة كان سيفاً حاداً على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقبضوه فبينما هم واقفون على المسجد
 امام ابو حنیفہ دہریوں کی حق میں مثل تیز توار کی تھی اور یہ یہ اودکی قتل کی لئی فرصت کی تاک میں رہتی تھی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹھ ہی
 وحده اذ هم عليه جماعة منهم يسوف مسلولة فقاموا بقتله فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم اقبلوا
 بآکام دہریوں کا غول تنگی تلوامین کہیں کر قتل کی لئی چلے آئے امام صاحب فی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو ہر جو چاہو
 ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فی رجل يقول انى رايت سفينة متشجعة بالاحवाल
 سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام فی کہا کیا کہتے ہو ایسی شخص کو جو یہ کہتا ہی میں فی ایک کشتی مال اسباب کی بھری ہوئی دیکھی ہی
 ملوة بالانقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينهما تجرى مستوية
 کہ دریا کی اندر موجوں کا طباہی اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اس پر پڑتا ہوا پر وہ کشتی
 من غير ملوح تجريها ولا مدبر يدير امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
 بدون ملوح کی جو تیر سى اوسکی خبر داری کری برابر ہی کہتے چلی جاتی تھی آپ یہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی پھر
 الامام ابو حنیفہ یا سبحان الله ان سفينة اذا لم تجز في العقل ان تجرى مستوية من غير ملوح
 امام صاحب فی کہا سبحان الله جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملوح کی
 يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها
 جو تیر سى لی چلی برابر سیم ہی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہ قبول کرتی ہی کہ دنیا سبکی احوال مختلف اور اعمال متفرق
 وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
 اعراف وسیع کمدی الگ الگ بغير صانع کی جو اوسکی حال کو سنہالی اور حفاظت کری قائم ہی یہ کلام سنتی ہی
 بكوا جميعاً فقالوا صدقت لتسويهم وتابوا واسلموا بين يديه و روى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
 سبکی سب دئی اور بولی آپ سچ فرمائی ہیں اور اپنی تروا بین میان کر لین اور توبہ کر کر اودکی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندقہ فی
 عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبتم البحر قال نعم قال هل رايت احواله قال نعم قال هاجت
 حضرت جعفر صادق کی آگي خدا کا انکار کیا حضرت جعفر فی فرمایا تو فی دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ان پھر فرمایا اوس سفر کی سختیاں ہی پہنتی ہیں بولا ان
 يوما سريكم هالكة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
 ایک روز ایسی تھائی جی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملوح ڈوب گئی میں ایک تختہ پر چٹا رہ گیا پھر وہ تختہ ہی چھوٹ گیا
 اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
 اور میں موجوں میں غوطہ کھاتا ہوا کتارہ جا لگا حضرت جعفر فی فرمایا تجھ کو پہلی تو کشتی
 مع الملاح ثم على اللوح بانه ينبغي انك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
 اور ملوح پر پھر پڑتا ہی پھر اوس تختہ پر پھر و سبکی یہ کچھ لگا پھر جب تیری انتہی سى یہ سب چیزیں چھوٹ گئیں تو بول کیا تو فی اپنی جان موت کی حوالہ کی تھی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال من كنت ترجوها فسكت الرجل فقال الجعفر

یا پیر ہی نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا پیر امید کس کی تھی اب وہ ذہنیق چپ ہو رہا پیر امام جعفر فی قولہ

ان الصائم هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعور له به وهو الذي انجلك من الغرق قلما

وہ ہی خدا جیسی تو اوس وقت ہی نجات کی امید رکھتا تھا مگر تجھ کو معلوم نہ تھا اور اوس ہی میں تجھ کو ڈوبنے سے بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة

اوس شخص فی یہ بات سنی دل سے مانا اور تھا اور اوس کی سامنی مسلمان ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق

الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال

استدلال ہی ہی یعنی دلیل میں طور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی

قل انظر لما ذا في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل

تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانوں میں اور زمین میں پیر جو شخص استدلال نہ کری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو عقل کی نعمت اسی ہی دی ہی

ليستدل به على وجوده تعالى وقد مره و وحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و

کہ وجود الہی پر اور اس کی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سے ثابت ہوتی ہیں یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحياة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا لشكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يخض

ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پیر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا سو یہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوس کو اللہ تعالیٰ

الله فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن

تو اختیار ہی یہ شخص اگرچہ اس کا انجام بہشت ہی بہ گناہ کی موافق عذاب ہوگا کہ ایسے تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان يعتنى في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج

کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سے

من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يقين له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق

نکل کر اہل یقین میں داخل ہو جاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ تقلید تو وہ ہوتا ہی جو

السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل خبره

آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں غور اور فکر نہیں کرتا تاکہ اپنے خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو در پست کری بلکہ اوس کو

أحدثها وصدقه فيها ففي صحة إيمانها اختلاف بين العلماء وأما الذين نشأوا في دار الإسلام وسمعوا

کسینی کچھ بتا دیا اوسنی تسلیم کر لیا سو ایسی شخص کی ایمان میں علماء اختلاف کرتی ہیں کہ صحیح ہی یا نہیں اور جو لوگ دار اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور

معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا دخل

معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں فکر کرتی ہیں سو

في صحة إيمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتران على التقدير والتحرير ومجاجة

اوسکی ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہیں اور تقریر اور تحریر

الخصوم ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضي بالله ربا وبالإسلام

فی بیان کیساتھ مناظرہ کرنا اور اوس کا شبہ دفع کرنا پیر شریعت نہیں ہی چھٹی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

ديننا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول

دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکھا

فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من مرضی باللہ سر با وبلاسلام دینا وبمحمد رسولہذا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کا مزہ اوشٹھیں فی چھٹا جسٹھ خوشی ہی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہ
 الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطعمش قلبه بكون
 حديث مصابيح کی صحیح حدیثوں میں ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہ ہیں کہ جسکی دل میں طمانیت نہ آئی
 اللہ تعالیٰ ربہ ولم يطلب رباً غیرہ واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب ديناً غیرہ وقنع بكون محمد
 ربوبیت پر اور رسولہ اوکی دوسرا رب تلاش نہ کری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی

صلى الله عليه وسلم رسولہ ولم يطلب رسولاً غیرہ يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کر کر دوسرا رسول تلاش نہ کری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سی کسی ایک پر ہی
 يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله
 راضی نہ ہوگا اور میں ایمان کا پتہ نہیں کیونکہ شریعت میں ایمان سی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور ان لینا
 وجعله صادقا بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل عالم بصدق النبي عليه
 اور اسکو سچا جان کر صادق ٹھہرانا ترا علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جو کو علم صداقت ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کری
 الصلوة والسلام مؤمناً وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه
 وہ مؤمن نہ ہو کری اور یہ سام غلط ہی اسلی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تھی

كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فدل
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعویٰ پر دلالت کرتا ہی جنکو دی جیسی کتاب وہ جانتی ہیں اور جو جیسی جانتی ہیں ایسی ہیں
 النص على ان التصديق ليس مجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك الجحود والعناد وبناء الاعمال
 اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلوم کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چھوڑ کر اور سی پر اعمال
 عليه وهذا امر نائد على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر
 کی بنا ہی اور یہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہ امر ہی حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم المحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقق
 بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہو اور جو یقین کسی دلیل حاصل ہوتا ہی اسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
 ذلك على ما ذكره الامام التنويسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امر خمسة علم واعتقاد وظن ووهم
 موافق تقریر امام تنویدی کی یہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا اسی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم واعتقاد وظن ووهم
 وشك لان الحاكم باهر على امر ثبوتاً ونفياً اما ان يجد في نفسه جزمًا بذلك الحكم اولاً والاولى ان
 اور شک کیونکہ حکم کرینو الا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اسکی دل میں اس حکم کا یقین جزی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں

هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة امر او برهان فهو علم وليسمى معرفة ويقيناً ايضاً وان كان بغير
 یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بہت سی حاصل ہوتی جیسی محسوسات کا یا دلائل سی حاصل ہوا تو ان دو صورت میں یہ حکم علم ہی اور جو محسوسات اور یقین ہی کہتی
 سبب بل يتقليد محض فهو اعتقاد والثاني ان لا يكون عدم وجود الجزم ان كان راجحاً على مقابله فهو ظن
 دلیل سی حاصل نہیں ہو بلکہ صرف تقلید ہی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر نہیں مقابل غائب
 وان كان مرجوحاً فهو وهم وان كان مساوياً فهو شك فالإيمان ان حصل من الاقسام الثلاثة الاخيرة
 اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہیں

تغیر الجرم وہی الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجرم
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جرم کی دو قسم سی یعنی یہ بہت یا بدین مثل
العلم والمعرفة فالاجماع على صحة القسم الثاني من القسمين وهو الاعتقاد فيقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً صحيحاً والثاني
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جرم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوکی دو قسم ہیں ایک تو نفس الامر کی مطابق یہ تو اعتقاد صحیح کہلاتی جیسی
عالم المؤمنین المقلدین لأمثلة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً فاسداً وجهلاً مرکباً
عام مسلمان کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہیں
كاعتقاد كافة الكفرين المقلدين لأمثلة الكفر فالفاقد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلداً في النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشوائوں کی مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمناً لكنه يكون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
عاصياً بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرتی ہی گنہگار ہوتا ہی پس یہ اللہ تعالیٰ مشیت میں ہی چاہی عاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کری
وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسئلة من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پھر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقاد ہی ہر مسئلہ ایمان کا
مسائل عقائد الايمان بنائيل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد
ایک ہی دین سی سیکھی تاکہ اپنی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقائد تقلید سے حاصل ہوتی ہیں
يخشى على صاحبها الشك عند عرض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالادلة
اور میں یہ خوف ہی کہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو چاہی کیونکہ تصمصم عقائد کی بدولت دلائل کی جب ذرہ پر شہ پیش آوی
لا يامن صاحبها من زوالها عند عرض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہیں ہی کہ زوال سے بچے اور یہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ میں
بالتصميم اللساني فاني يتقعه والقلب الذي هو محل الايمان متخبط يقول لا ادري فيدخل في ذلك
تصمصم زبانے حل میں آوی پھر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر بہہ گئی میں کیا جانو پھر تو منافقین کی عمرہ میں خلی
المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يبرره صاحبه
جو منہ سے ایسی باتیں بتایا کرتی ہیں جو انکی دلیں نہیں ہوتی اسہی اچھی کہتی ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين
ہی دلیں سمجھتا ہی یہ نفاق اور شخص کی ہی جو ظاہر میں اسلام کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہیں اور دلیں کفر چھپا رکھتی ہیں جیسی نفاق دارنگا
كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معانهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرف
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں تھی اور زندقہ اور ملحد انکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوپر
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمات الايمان فيقولون
منافق دلیں تیر نہیں کرتا یہ اور نفاق ہی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہیں پھر دلیں ایمان کی باتیں سن سنا کر جیسی سنہی
مثل ما سمعوا اتباعاً وتقليداً حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصارى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ولیس ہی تقلیداً یا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقاً یہود یا نصاریٰ میں پیدا ہوتی تو انکی ہی کیا کرتی اور یہاں ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعاً وتقليداً من غير ان يلاحظوا من اى شىء خلقوا ولا شىء خلقوا ليعرفوا خالقهم واما امرهم به
 به لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس الٰہی پیدا ہوئے تاکہ اپنی خالق کو جانے اور اسکی امر
 وما نهىهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا في القبر
 اور نہ ہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل پہنچائی بہرہ اول لوگوں میں ہیں کہ جب مرنے کے بعد قبر میں جاویں گی
 وسأله منكر ونكير لاندري سمعنا الناس يقولون قولا فقلنا ه فانهم اذا اتاهم الملكان في القبر ينطقون
 اور منکر وکیر دونوں سوال کریں گی تو جواب دیں گی ہم تو جو اور دوسری سنتی تھی وہ ہی ہم ہی کہتی تھی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دوسری آویں گی
 بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان في ذلك المحل لا يترك كما في الدنيا ان يتكلم بما ليس في
 تو ہی کہہ دے گا کہ اس وقت میں جو دلیں تھیں اسلئے کہ انسان گور میں ایسا غتا نہیں ہوگا جیسا دنیا میں تھا کہ زبان پر کچھ اور دلیں کچھ
 قلبه بل ان كان عالماً بالحق ينطق به وان كان شاكاً فيه غير عالم به يقول لا ادري كما كان يقول بقلبه
 بلکہ اگر حق جانتا تھا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر شک تھا تو کیونکہ میں نہیں جانتا جیسے کہ حقیقت میں دلیں کہتا تھا
 في حال حيوته لا ادري وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد من كان يعبد
 میں نہیں جانتا اور روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کی دن منادی پکارے گا جو شخص جسکو پوجتا تھا
 شيئاً فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
 اب اسکی ساتھ رہی پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا تھا اسکی ساتھ ہوگا اور جو گروہ پوجتا تھا گروہ کی ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا اسکی ساتھ ہوگا پھر یہ امت
 وفيهم منافقون والمراد بالمتنافقين في هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام في منازلهم سراً وظهرت لنا
 سہا پہنی منافقوں کی باقی رہ جاویں گی منافق سہی مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گہر دلی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتے تھے اور مسلمانوں کی
 الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فاند هبون في جهنم مع اهل المراء بهم
 سامنے اسلام ظاہر کرتی تھی یہ لوگ تو بتوں کی ساتھ ہونگی کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سو انکی ساتھ دونوں میں جاویں گی بلکہ منافق سہی مراد
 الذين كان الريب في قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل اكثر من كان
 وہ لوگ ہیں جنکی دلیں تردد تھا اور تقلید کی غلبہ سی اسکو نہ سمجھتی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص
 في شكل العلماء في هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه في درجة المعرفة واليقين مع انه لم يتيقن اچانہ
 جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سے خبر دار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہوا ہے اور اصل میں ایمان
 ولو بد رجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتي الايمان من غير ان يعرف معناها ولا ان يميز بين
 اگرچہ تقلید کی وجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدوں کو کھلی ایمان کی زبان سے تو جڑھتی ہیں پر انکی معنوں سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں
 الله ورسوله لان اكثر الناس في هذا الزمان ليسوا في درجة الاعتقاد التقليدي الصحيح المطابق بل هم
 اور انکی رسول میں تمیز کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہے بلکہ انکو
 في درجة الاعتقاد التقليدي الفاسد الغير المطابق لما في نفس الامر وذلك لان الناس العلماء والراغبين
 تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہے اور یہ تمام خرابی اسکی ہے کہ علماء وچھٹے علم داغ تھا
 في العالم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجة الذين يندمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
 ہو چکی اور غمزدگراہ اور گمراہ کرنیوالی رجال صفت متصوف بن کر بہت پھیل گئی شیطانی جال بچھا کر دین کی مسلمانوں پر
 بنصب جبال الشياطين لما روى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال يكون في آخر الزمان رجال كذابون كذابون
 رہ نہ ہی کریں گے چنانچہ اور یہ سہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کے آخر زمانہ میں رجال کی مانند جوٹے پیدا ہوں گی

یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاتکم وایامکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانه
 ایسی حدیثین روایت کرینگے کہ نہ تمہیں سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سوتے دور رہو اور کسی اور دور کرنا کوئی ایسی بات نہ کہو کہ گمراہی نہ لے لو گمراہی نہ لے لو
 علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان جماعة من اهل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان
 اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ آخر زمان میں جماعت مکار اور فریب باز
 بزئی العلماء والمشاغ وبقولہ للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
 علماء اور شاغیج کی وضع پر پیدا ہو گئی کہ ہم عالم اور شیخ وقت میں ہم گمراہ دین سکھاتی ہیں اور راہ حق بتاتی ہیں
 الحق وهم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبة یعلمونکم اعتقادات فاسدة ویبتدعون
 اور اصل میں جو بڑی ہو گئی اور رضی حدیثین روایت کرینگے اور فاسد عقیدہ کو گمراہ سکھا دینگے اور حق باطل
 لکم احکاما باطلة فاحذروا عنہم ولا تقرؤا عنہم کیدا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنة فعلی
 احکام تمہاری ایسی گمراہ دینگے سو انہیں بچو اور انکی پاس نہ جاؤ مبادا گمراہ کر دین اور فتنہ میں نہ پھنساوین اس
 هذا کل من لم یجاهد نفسه فی هذا الزمان لتعلم علم الایمان یوت علی انواع البدع والکفر
 مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کی واسطی جان کی کوشش نہ کرے گا تو وہ بھڑکھڑی بدعت اور کفریات پر مریگا
 وهو لا یشرعها ویكون من الذین یقولون یوم القیمة ما حکى الله تعالى عنہم بقوله یوم یفوق
 اور اس زمانہ میں داخل ہوگا جسکی قول کی قیامت کی دن اس حدیث کی حکایت کرتا ہی
 المنفقون والمنفق للذین اصوا انظرونا نقتبس من نورکم فانہم یقولون ذلک لکن انہم
 منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو غروہم ہی لیلین تمہاری روشنی سے سر بہ لوگ یہہ ہی کہیں گے کہو کہ یہہ
 مشاة وكون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنة ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما فی
 پیادہ پا ہوں گی اور مؤمنین کہوڑوں پر سوار کہوڑی جنت میں لے جا تی ہوگی اور انکی سامنی اور دھنی روشنی ہوگی چنانچہ اس
 یوم تری المؤمنین والمؤمنت لیسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
 جس دن تو کہیں ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑی چلتی ہی انکی روشنی انکی آگے اور انکی دھنی اور اختلاف ہی اس نور میں کوئی کہتا ہی
 المراد بہ الضیاء الذی یتضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رآہ قال یؤتون
 نور سے مراد روشنی ہی جسکی صراط پر روشنی ہو جاوے گی ابن مسعود ہی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہیں کہ انکو
 نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم
 اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کہوڑی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قد آدم اور کم ہی کم
 نوراً من یكون نورہ علی اہام رجلہ ینطفی عتارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفة الله تعالى
 نور میں وہ ہوگا کہ ادسکی پاؤں کی انکو روشنی پر روشنی ہوگی کہیں چمکتی کہیں بجتی ہوگی انکوئی کہتا ہی نور سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی
 فمقادیر الانوار یوم القیمة علی حسب مقادیر المعارف الالہیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور
 بہر قیامت کی روشنی بلانورہ معارف الہی کی ہوگی جس قدر دنیا میں حاصل کی ہوگی
 فی عرصة القیمة الانور الایمان والطاعة التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الکالات البدنیۃ والقلوب
 قیامت کی میدان میں سوائے نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیلہ اعضاء بدنہ اور قلوب
 الجسمانیۃ من الحواس الظاہرة والباطنة لتفصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطى من النور یوم
 جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہوں گی کوئی اور نور نہیں ہوگا بہرہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاوے گا

القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئاً من المعارف
جنتي اوسى ريانين يقينى معارف حاصله هو كنى اوسى ريانين يقينى معارف من سى كبرى حاصله كنى هو كنى

الدینیہ تبقی یوم القیمۃ فی ظلہ بلا نور علی ماروی عن ابی امامۃ انہ قال یغشی الناس یوم القیمۃ
تو وہ قیامت کی دن اندھیری میں بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابوامامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہیں قیامت کی روز لوگوں کو

ظلمہ شدیدۃً ثم یقسم النور بینہم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمہ باللہ تعالیٰ وعلمہ لہ ویتراک
تاریک اندھیرا فان یلک ہر مؤمن نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الہیہ کی نور ملے گا اور جو اللہ کی علم میں ہوگا اور

لکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما و بین المؤمنین بان یضرب بینهم

سورۃ ون جسر جہنم فی الایۃ السابقتہ اشارۃ الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیہام الشاکون
 یکدیو جسر جہنم سیوری فاصل ہوا دیکھی اور پہلی آیت میں یہاں اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہیں جو حک اور عزم میں گرفتار

المُتَابِعُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَيُدْخِلُونَ مَعَ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِي مَوَاطِنِ الْأَسْلَامِ وَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ
 اَوْرِ سَجْدَتِ مِیْنِ نَمَازِ دَاکَرْتِ تَهی اَوْرِ اِیْمَانِ دَالِوَن کِی سَا اَتَسْمِی کَمَنَاتِ مِیْنِ آتِی جَاتِ تَهی اَسْمِی لَی اَسْمَعَالِی فَرَمَا تَهی

نادونہم الم تن معکم قال ای ولیکنکم فتنم انفسکم وترتبتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء
 لکمکم یکاریگی کیا ہر نہتی تمہاری ساتھ وہ کیسی البتہ پرتمنی بچلا دیا آپ کو اور ماہ دیکھیں یہی اور وہی کی مین پڑی اور یہی امید پڑے آخر کیا

مرالله وعزكم بالله الغرور فدلّت الآية على انهم لم يعبدوا صنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
اسد کا درگھو پہلے گویا اس کے نام کی ضرورت سے یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تھے بلکہ مؤمنین کی جماعت رہتے تھے۔ پر انہوں نے

اسرفين بما وجب عليهم معرفة حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فالقوم
 او منير فاجاب تبارك وتعالى ما علمت الا انهم لم يعرفوا الله تعالى حتى اوفوا به فماتوا
 سراج

يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا وأولئك النازي هو لكم وبئس المصير فاذكركم ذلك لئلا يبينوا
 اوده كافر وشی تبره شیکنا دوع هی دهی تبره اریق هی اوربری بازگشت پس چه مرادیم هوئی تو

[illegible]

صمیمی بی سود و نصاریٰ علی باطلیہم تقلید الا باہم الصالحین المضلین فان لصمیم المقلد علی لیا
 بود اور نصاریٰ بھی جو باطلی باتوں پر اپنی باپ دادا صالحین مضلین کی تقلید سے جمع رہیں
 اس لئے کہ مقلد کی تقسیم کسی

عمره عاکیں شیعہ قائل ہیں جسٹس مع قتلہ کے نہ قائل ہیں جسٹس ایشاں نے یہ فیصلہ دیا کہ قتلہ کی وجہ سے عمرہ واجب نہیں ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے اگرچہ اسے چیرا جالوی پر لگات نہیں کرتے کہ وہ اپنی دین میں بصیرت پر ہی کیونکہ اس کا جزم

میں کسی شے کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینہ حقیقت کی نہیں ہے بلکہ اس سبب سے ہی کہ وہ ایسی قوم ہیں۔ پیرا اچھا ہی کردار و نشانی
و للنشأة و الحال الطة اثر عظیم فی تصدیق کن شء حقاً سواء كان حقاً أو لم يكن الا ان شاء الله

اور بعد ایش اور واسطہ کو
اشیا کی حقیقت میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ برابری کو وحق ہو یا ناحق دیکھو ایسی ہیسی

میںم یوجہ سے سن کر کہیں میں ہوتی ہے
جس میں یوں اور نصاریٰ (سبیل) بعض علماء کہتے ہیں جو شخص

قلبه بكون شئ حقاً ولم يَدْرَ لَدُنْكَ الجزم سبباً خاصاً يرجع اليه فليس له في دينه بصيرة
 اپنی دلیل کسی شے کو حق یقین کرنا اور اس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہ ہو جس کی طرف رجوع کریں تو اسکو دین کی اللہ بصیرت نہیں ہی
 اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادي وكون ما جزم به حقاً فاذ لم يكن بينهما ملازمة يجب عليهما
 کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اس شے کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہی جب اول دونوں علاقہ نہوا تو پھر اس پر واجب ہی کہ
 يأتي بما يكون به بينهما ملازمة لئلا يتركا ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون في دينه علم
 اول دونوں میں علاقہ پیدا کری تاکہ اسکو یہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہیں تاکہ اسکو دین کی
 بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى
 بصیرت پیدا ہو اور یہ تمیز بہتر نظر صحیح اور برہان کی بہت سی نہیں ہوتی کیونکہ عادت الہی یوں جاری ہی
 ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكتفي في
 کہ دلیل ہی جو بہت سی نہ ہو اگر یہ تمیز بہت سی حاصل ہو اگر قی تو عام عقلاء حاصل کر لیا کرتی اور کھٹکتی
 خروج المكلف من التقليد الدليل الجملي الذي يحصل له به في الجملة العلم والطمانينة بعقائد
 تقلید سی پاک ہونی میں مجمل دلیل ہی کافی ہی جس کی علم اور طمانینت عقائد یوں میں حاصل ہوجاوی
 الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادري سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على
 اتنا کہ اپنی دل میں یوں نہ کہی کہ میں نہیں جانتا تو کوئی جرات نہیں کرتا وہ ہی میں ہی کہتا ہوں اور یہ شرط نہیں ہی کہ اس دلیل کو
 ترتيبه على الوجه الذي يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدئ
 علماء کی طور پر موافق قواعد منطق کی مرتب کری اور نہ یہ شرط ہی کہ بدعتیوں کی شبہات دفع کر سکی استعداد ہو
 ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
 اور نہ یہ شرط ہی کہ اسکو صاف بیان کرے بلکہ اسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو یہ وہ عارف ہی اگرچہ اس مجمل دلیل کو
 يعبر عما في ضميره من ذلك الدليل الجملي ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
 دل ہی نشان پر نہ لاسکی اور نہ یہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کیونکہ اکثر
 العلماء يعجزون عن التعبير عما في ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامه والحاصل
 علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرتی ہی عاجز ہوا کرتی ہیں پھر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل ہی ہی
 ان من اراد ان يعلم قدار نفسه من عقائده الايمان هل هو في مرتبة المعرفة ام في مرتبة التقليد
 کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی میں آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ہی مرتبہ تقلید میں ہوں اور آیا میں اپنی عقاید میں
 وهل هو مصيب في عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
 صواب پر ہوں یا خطا پر تو اسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت
 التقليد لئلا يتركا احدهما عن الآخر ويعلم ايها حاصل له فالمرتبة هي الجزم الموافق لما عند الله تعالى
 رد یافت کری تاکہ ایک کو دوسری تمیز کری اور جان کی کہ مجھکو دو زمین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی
 بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
 بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہو اور جو یقین ہی دلیل حاصل ہو تو اسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی
 سواء كان موافقا لما عند الله تعالى اولم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
 برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہوتا ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بل دلیل برابر ہی

حقاً و باطلاً لا مقلد لا معرفة عنده وإنما عنده الحزم بقول الغير خاصة سوا كان حقاً أو باطلاً
 کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کہی نہیں ہوتی اور کوہم فلقین غیر کہی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايها حاصل له فيه فانه يعرف انه هو الحاصل له منهما
 اب جو شخص ان دونو الحقیقت کو سمجھی بہر اپنی دلیل سو بھی تو جان لیگا کہ او کو دونوں ہی کو سامہ تہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اقامة البرهان لتحصيل المعرفة
 پس اگر او کو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو او سپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قائم کری تاکہ معرفت پایاے

في عقائده الايمان وثانياً البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيباً في عقائده ام
 عقائد کی حاصل ہو بہر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید میں حق بہ تھا یا نہیں

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكا فيها
 ہو اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اسد تعالیٰ کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان
 اور اگر صواب پر نہ پاوی تو او سپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلائل میں کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار يسرنا الله تعالى بفضلہ المجلس السابع
 تاکہ او کو دوزخ کی عذاب سے نجات ملی اور بہشت میں جانا میسر ہو الہی اپنی فضل سے ہیر آسان کر ساتون مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالاً على الاصح وتفصيلاً
 اول چیزوں کی بیان میں جن پر ایمان لانا چاہی اور اول پر ایمان جملاً لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلاً

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام حين جلعه على
 بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جبریل ہی فرمایا جب او کی پاس

صورة رجل غريب وسئل عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله واليوم
 ایک مرد سادہ کی صورت میں آئی اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اسکی فرشتوں اور کتابین اور رسولوں پر اور قیامت کی

الآخر وتؤمن بالقدرة خيرة وشرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو
 دن پر اور تو یقین کری نیک و بُد کی تقدیر کا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عمر بن الخطاب کی روایت سے اس حدیث میں

جامع لأصول الدين وما يصح الاعتقاد عليه فان الأصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
 تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہی سب مذکور ہیں البتہ اصل تمام اعتقادات میں مبدأ اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول
 ملائکہ کا جو معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئے کہ مبدأ کی معرفت کو تو مسلم عقلمن پالیتی ہیں

السليمة تكونها ثابتة في فطرة بني آدم من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي
 اسلئے کہی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء پیدایش ہی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالیٰ کی تراش اللہ کی جیسہ

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى
 کہ تراشا آدمیوں کو اور ہی معرفت معاد کی اور اسکا سامان سو لو کا کوئی راہ نہیں ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك
 بوسیلة انبیاء علیہم السلام کی جسکو اسکا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلة اکتب نازل کی حاصل ہوا ہی اسہی لئے یہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لمطالب معناهم بالاستكشاف
 ايمن ايمان كى مفهوم من داخل بين اور اس حديث من سب مذکور بين سوچو اسكى معنی کا طالب ہوو کو جو ہر ہى حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
 ايمان كى تہہ کو ان چہوں اشیاء مذکورہ كى تفصیل سى دریافت كرى تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول ما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
 اول ايمان اللہ پر واجب ہى اور اللہ پر ايمان ہاں سى یہ مراد ہى کہ اللہ موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
 واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور عظیم اسجى اور تمام صفات لا تعدى موصوف جانی لیکن اسكى

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
 وجود کا علم حواس ہى حاصل ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانند آفتاب اور مہتاب كى نظر نہیں آتا تاکہ اسكا وجود حواس كى وسیلہ كا

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاشياء اكثر من الواحد حتى يعلم بوجوده بالضرورة
 معلوم ہوا ہى اور نہ علم اسكى وجود كا ایسا بدیهى ہى جیسا دو كا نہ ایک سى زیادہ ہى تاکہ اسكا علم بالہدایتہ خود بخود آتا

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
 بلکہ علم اسكى وجود كا دلیل سى حاصل ہوتا دلیل عالم كا وجود ہى کیونکہ عالم حادث ہونى كى سبب پیدا كرنیوالیكا محتاج ہوكر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون متصفا بالقدرة والارادة والعلم
 دلالت كرتا ہى کہ اسكا كوئى پیدا كرنیوالی اور وہ پیدا كرنیوالا بالضرورة قدیم قدرت والا عظیم

والحیوة لانه لو لم يكن قدما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والافتقار الى وكلا
 اور حى ہونا چاہئى اسواسطى کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث نہ ہو تو پھر وہ خود محدث كا محتاج رہیگا تو دور اور افتقار كى پیدائش ہوگی

محال ولولم يكن واحدا بل كان اثنين لوقع بينهما القاتل المميت حتى لا يبقيا من الوجود
 محال بین اور اگر واحد نہ ہوى بلکہ كئی ہوں تو آپس میں روكر كى واقع ہوكر جس سى عالم كا وجود نہ ہونى

ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم ان
 اور اگر قدیم اور صاحب ارادہ اور عظیم نہ ہوى تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں كى شى ہى پیدا نہ كرسكى اسلى

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشئ
 کہ ايجاد قدرت كا اثر ہوتا ہى اور قدرت كى تاثير كسى شى میں بدون ارادہ اس شى كى نہیں ہو سكتى اور ارادہ اس شى كا

يقتضى العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث
 بدون علم كى نہیں ہو سكتا اسلى كى پیدا كرنى كسى شى كا ہاں ہى اور یہ تینوں صفتیں بدون

يقتضى الحیوة لكونها شرط فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعية
 حیات كى نہیں ہو سكتیں اسلى كى حیات انہیں شرط ہى اس بیان كى موافق عالم كا وجود بلکہ ہر ذرہ كا وجود یقینى دلیل ہى

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات لا ريب ان لا يعرف من صفاته تمام
 اسكى وجود اور قدیم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سى موصوف ہونى پر اسلى كى اسكى صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
 عقل سى وہ ہى معلوم ہو سكتے ہیں جن پر مد كا اصل متوقف ہیں اور جن پر افعال متوقف ہیں جیسی سمع اور بصر اور كلام اور جہزى

یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی
کہ عقلی دلیل قائم کریں اور کہ عقلی دلیل عقلی
 بالعقل فہو انہا صفات کمال واضدادہا صفات النقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال
کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی
 وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجبا تصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه
اور یہی ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا
نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی
 لہ تعالی ودلیل النقل فہذا المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیہا
اور اس مسئلہ میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لیے کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں
 افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی لم یکن معلوما لا حد حتی یعلم
تاکہ اولی افعال سی ان صفات کو ثابت کریں اور ذات الہی کیونکہ معلوم نہیں ہی جس سی یہ معلوم ہو
 انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف باضدادہا
کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی کمال کی ہیں اللہ کا موصوف ہونا ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہ ہو گا تو انکی اضداد پیدا ہونگی
 وما ذکر من کونها کمالا انما ہو بالنسبة الیہا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الیہا کمالا ان یکن
اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہ ہمارے حق میں ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا کہ
 فی حقہ تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان بہ الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بہا العلم
اللہ کی ذات میں کمال ہونا دوسری چیز ایمان لانا چاہی تاکہ ہیں اور تاکہ پر ایمان لانی سی یہ ہر ادبی
 بوجودہا لکن لا سبیل الی اثبات وجودہا بدلیل العقل بل ہو ما انعقد علیہ الاجماع ونطق بہ
کہ ہر ایک کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور
 الکتاب والسنة فان ظاہر الکتاب والسنة يدل علی وجودہم وکونہم اجساما لطيفة نورانية
کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہی دلائل کرتی ہیں کہ فرشتے موجود ہیں لطیف اور نورانی جسم
 كاملة فی العلم قادرة علی افعال الشاقة وعلی التشکل بأشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
علم میں کامل دشواری دشوار کار کر سکتی ہیں اور مختلف صورتیں بدل سکتی ہیں اور نہ نر ہیں
 ولا نوثۃ شانہم الطاعات ومسکنہم السموات وهم مرسل اللہ علی انبیائہ وامناؤہ علی وحبہ
اور نہ لادہ شغل اوکھا عبادت اور مکان اوکھا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہیں اور وہی پرامن ہیں
 فمن ثبت تعبدہ باسمہ کجبریل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان بہ تفصیلا ومن
اور جن فرشتوں کی تعین نام سی ثابت ہی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور ان پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور
 لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والثالث مما یجب الایمان بہ الایمان بالکتب والمراد من الایمان
جسکا نام معلوم نہیں اور نہ اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی چیز ایمان واجب ہی کتابیں ہیں اور کتابوں کے ایمان سی استدلال
 بہا العلم بکونها کلام اللہ تعالی انزل علی انبیائہ وجملتہا مائة واربعۃ کتب انزل منها علی آدم علیہ
کے یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابیں ایک سو چار ہیں ان میں سی حضرت آدم پر

عشر صحائف علی شریف علیہ السلام خمسین صحیفۃ و علی ادریس ثلثون صحیفۃ و علی ابراہیم
دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شریف پچاس اور حضرت ادریس پچاس اور حضرت ابراہیم پچاس

علیہ السلام عشر صحائف و علی موسی علیہ السلام التورۃ و علی داود علیہ السلام الزبور و علی
علیہ السلام دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داود علیہ السلام پر زبور اور

عیسی علیہ السلام الانجیل و علی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام القرآن فما ثبت تعینہ باسمہ یجب
حضرت علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعین نام سے ثابت ہے

الایمان بہ تفصیلاً و ما لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالاً والرابع ما یجب الایمان بہ الایمان
تو اس پر تفصیلی ایمان واجب ہے اور جس کی تعین نام سے نہیں ہے اس پر اجمالی ایمان واجب ہے اور چوتھی جہہ ایمان لانا واجب ہے

بالرسل والمراد من الایمان بہ العلم بكونهم صادقین فیما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
رسول ہیں اور وہ رسولوں پر ایمان لانی سے یہ ہے کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سے لائی ہیں سچی ہیں بیشک اور اللہ تعالیٰ کی

الی عبادہ لیبلغوہم امرۃ ونہیہ و وعدۃ ووعدہ و ایئدہم بالمعجزات الدالۃ علی صدقہم و اھم
اپنی بندگی کی پاس پہنچا تاکہ اس امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دیں اور معجزات سے ان کی محنت کی جو ان کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب

ادم علیہ السلام و آخرہم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یبین فی القرآن عددہم کم ہم بل المذکور
آدم علیہ السلام میں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں ان کی گنتی نہیں ہے کتنی ہیں بلکہ قرآن میں

فیہ منہم باسمہ العلم علی ما ذکرہ بعض المفسرین ثمانیۃ وعشرون و ہم آدم و ادریس و نوح و ہود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہے وہ یہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح و ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب و یوسف و لوط و موسی و ہرون و شعیب و زکریا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسیٰ اور ہرون اور شعیب اور زکریا

و یحیی و داود و سلیمان والیاس والیسع و ذاکفل و ایوب و یونس و محمد و ذو القرنین و عزیر
اور یحییٰ اور عیسیٰ اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذاکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر

ولقبس علی القول بنبوۃ هذه الثلثة الاخيرة صلوات الله وسلامه علیہم اجمعین قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی

العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانہ ونسائہ و خلۃ اسماء الانبیاء الذین ذکرہم اللہ تعالیٰ فی
علماء کہتے ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیاء کا نام جگتا کرے اللہ تعالیٰ نے

کتبہ حتی یؤمنوا بہم ویصدقوا بجمیعہم ولا یظنوا ان الواجب علیہم الایمان بحد علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنی کتاب میں کیا ہے کہ ان سب پر ایمان لادیں اور سب کی تصدیق کریں اور یہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہے

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمہ فی القرآن اولہم ینکر واجب علی المكلف فمن
اور انہیں کیونکہ ایمان تمام انبیاء پر لانا قرآن میں ان کا نام مذکور ہو یا نہ ہو مکلف پر واجب ہے ہر جس کی

ثبت تعینہ باسمہ یجب الایمان بہ تفصیلاً ومن لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالاً والخامس
تعین نام سے ہو گئی ہے اس پر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جس کا نام معلوم نہیں اس پر اجمالی ایمان لانا چاہی اور انچوتھی

ما یجب الایمان بہ الایمان بالیوم الآخر والمراد من الایمان بہ العلم بما یكون فیہ من احوال
جس پر ایمان لانا واجب ہے قیامت کا دن ہے اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سے مراد یہ یقین کرنا ان حالات

اخذة التي اول منزل من منازلها القبر واحتيا الميث فيه وسوال منكرو نكير وهما ملكان
 اخروي كا جواس روزگاري جي چكي منزلون مين سي بهر منزل قبرى اور دمين نذر كراره كا اور سوال منكرو نكير كا
 مهيبان يقعدان العبد في قبره وليسا لانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من
 ميت ناك صورت قبر من مرده كو بهر كا اوس سي بهر چي مين بهر دكا كو اور دين كو اور نبي كو اور اوس سي كهنگي كون بي
 ربك وما دينك ومن نبيك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكن قبره
 تيراب اور كياي تيردين اور كون سي تيراني اور اولكاه سوال ميت كي بهر پوشتي سوچكو چوب كي توفيق بهري نوادسكي گور
 مروضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون قبره حفرة من حفرة
 ايك چن بي بهشت مين كا اور چكو جواب كي توفيق نهوتى نوادسكي گور ايك شرا بهوگا دوزخين كا
 الناس ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه
 بهر جب نى آدم كو قبرون مين سي او شكار موقف مين ليچاين كي اورده او چكه كړى رهنگي
 ما شاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان
 جسد رضى الله كي هوگي تلي بانو ننگي بدن اور جب وقت حساب كا بهوگا تو حرم بهوگا اعمال ناي چي كا جو كرام كاتبين كي كتب رهي مين اسلي
 الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فينون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من
 كرى آدم جب اپنى اپنى قبرون مين سي او شاي جاويگي نوادسكي اپنى اعمال كچه ان بهن كي اسهلى اوكونا اعمال دي جاويگي تاكرا اپنى اعمال سي خبردار بهن
 يوثنى كتابه يمينه وهو من السعداء لان اخذوا الكتب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلق
 ناسه اعمال دا بهن مين طينكي ده تو سحر بهن كي كيونك ناسه اعمال كا بهن اندي مين لينا بهشت مين جاتي كي اور دوزخ مين بهشت
 في الناس ومنهم من يوثنى كتابه بشماله او من وراء ظاهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس
 ترهني كا شاي اور بعضون كو ناسه اعمال باين اندي مين طينكي يا بهر بهشت كي طرف سي اورده شقي بهنكي بهر تو آدم اپنى طول سي خبردار
 على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
 بهو جاويگي تو بهر اوسى حساب بهوگا بهر جب حساب بهوچيكا نوادسكي تو اعمال تو لنى كيواسطى ترازو قاييم كي جاويگي اسلي كه حساب سي
 يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
 معلوم بهوگا نى آدم كو كريك عدون مين سي كوشا مقبول ي اور كوشا مردود ي اور كوشا اعمال به مين سي معاف بهو
 السيئة وما هو المأخذ بها وبالوزن يطلم على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار
 اور كوشى پر سزا بهوگا اور تو لنى سي معلوم بهوگا كسر اعلا ش بهنكي اور كس بهر عذاب بهوگا اور معلوم بهوگا اندازه
 ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المذنبين من الاعمال السيئة ولذلك يكون
 ثواب كا اعمال نيك مين سي مقبول كا اور اندازه عذاب كا اعمال بهر مين سي قابل دارگير كا اسهلى
 بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في النسخ ان احدا لا غتبه من نور واخرى من ظلمة فالكفة
 ميزان بعد حساب ك قاييم بهوگا اور حديث بهر مذكور كوزا كا ايك پاوا نور كا بهوگا اور دوسر اندر بهر كا يقي سياه بهر ده
 النيرة الحسنات والكفة المظلمة للسيئات والسائر في الآخرة على ما قال علماء ثلاث اصناف
 روشن پاوا واسطى نيكون كي ي رزيه پاوا واسطى بد بهنكي بهر آدم انجرت مين موافق قل جاري علماء كي تين قسم بهنكي
 كفار و متغول و مخاطون اما الكفار فيرسمهم في الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتى
 نرى كفار بهر نورى شقي بهر بهر كار اور بهر چلي بهر كفار كا كفر سياه بهري مين ركه جاويگا اور كوشى عمل نيك او كوشا بهوگا

توضع في الكفة الاخرى فتبقى فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخير فياخر الله تعالى بهم الى

الناز واما المتقون فهم الذين لا يكباثر لهم فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وصغائرهم ان كانت

لهم الصغائر في الكفة الاخرى فلا يجعل الله تعالى لتلك الصغائر وزنا وتثقل الكفة النيرة حتى

لا تقرب من مكانه وترفع الكفة المظلمة الى ارتفاع الفراع الخالي واما المخلطون وهم الذين ارتكبوا

الكبائر ولم يتوبوا عنها فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وسيئاتهم في الكفة المظلمة فيكون

لكبائرهم ثقل فمن كانت حسناته الثقل ولو بصوابة يدخل الجنة ومن كانت سيئاتهم الثقل و

لو بصوابة يدخل النار الا ان يعفو الله تعالى لان مذهب اهل الحق ان العباد اذا اتى بطاعات

كاملات لم يخال لهم كانت له مخالفة واحدة فهو في مشيئة الله تعالى ان شاء يعاقبه عليها ثم

يعطيه ثواب طاعاته وان شاء يعفوها له ولا يعاقبه عليها هذا اذا كانت الكبائر فيها بينة ويزيد

الله تعالى واما اذا كانت عليه تبعات وكانت له حسنات كثيرة فيقدر جزاء التبعات ينقص

من ثواب حسناته فاذا لم يبق له حسنة لكثرة ما عليه من التبعات يحل عليه من اوزار من ظلم

ثم يعذب على الجميع اذ قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وله خصم واحد ينصفه فانق لا يدر

الجنة حتى يرضى خصمه وقيل لو خذ بدائق قسط سبعة صلوة مقبولة فتعطي للنعم ذكر القشيرا

في التجرد اذ انقر هذا فالصنفان الاولان هما المدكوران في القرآن لانه تعالى لم يبد كوفي آيات الوزر

الا من ثقلت موازينه ومن خفت موازينه وقطع لمن ثقلت موازينه بكونه من المفلين

وفي العيشة الراضية ولمن خفت موازينه بخلوده في النار بعد ان وصفه بالكفر ويحق الذين

اورا رام لهندية من هي اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

اورا حكي ذلك يكي هون كهيش كو روزخي هي بعدا سكي كريان كيا اوسكا كفر اورا ياتي رهي ده كوگ

بوجود بانق قسط سبعين صلوة مقبولة

خلط و اعلا صالحا و اخر سیافینہم النبی علیہ السلام حیثا ذکر انفا ثم ینصب الصراط علی جہنم
 جنوں کی اعمال نیک اور بد کو ادا سو او کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دیگی
 قال بعض العلماء ینکون طرفہ الاول فی ارض القیمۃ وطرفہ الآخر فی ارض الجنة وارض القیمۃ تكون
 بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان
 علی النار و ینکون اجتماع الخلائق باسیرم علیہا و تقود النار حتی تعلم من جوانہا و تحیط باهل الحشر
 دوزخ کی اوپر ہوگا اور انہوہ تمام خلقت کا اوہی جگہ ہوگا اور جوش میں آویگی آگ اتنا کہ اوپر جاویگی ہر طرف سی اور گہرے لگی اہل عیش کو
 حتی لا یبقی الجنة طریق الا الصراط فلا ینکون الذہاب الی الجنة الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
 اتنا کہ جنت میں جا نیکا کوئی راستہ نہ بچیکا سوا صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جا نیکی نہوگی سوا صراط کو اور حدیث میں آیا ہی
 انه ادق من الشعر واحد من السیف و یجوزہ الناس بقدر اعمالہم یجوز بعضهم کالبق الخائف و بعضهم
 کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اور سپر کو لوگ گزریگی اپنی اپنی اصل کی موافق بعض ایسی گزر جاویگی جیسی چک بچل کی اور بعضی
 کالرحم العاصف و بعضهم کالفرس الجواد و بعضهم یعدو عدوا و بعضهم یمشی مشیا حتی ینکون اخر
 مانند آندھ تندرکی اور بعضی مانند تیز رو کہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی چہیتی ہوئی ہوں گی ایسا کہ سب سی پچھلا
 من یجوزہ یحبوہا فیقول یا رب ابطأ لی فیقول الرب تعال ابطأ لی انما ابطأ لی عملک و بعضهم
 جاویگا کہشتا ہوا یہ عرض کریگا یا رب تو نے مجھ کو دیر لگادی پھر اس تعالیٰ فرما دیگا میں نے تجھ کو دیر نہیں لگائی تجھ کو تیری اعمال فی دیر لگائی اور بعضی
 یجبر جلاہ و یتعلق یداہ و بعضهم یسقط علی وجہہ الی جهة النار و یتلقونہ الزبانیۃ بالسلاسل
 اپنی ہاتھ کھینچتی ہوں گی دونوں ہاتھوں سی پکڑی ہوئی اور بعضی منہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو نہ بچیر
 ولاخل و یقولون لہ اما نہیت عن کسب الا و زار اما حدیثت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
 اور طوق میں جکڑیگی اور کبھی کیا تجھ کو کسب سے منع نہیں کیا تھا اعمال سی کیا تجھ کو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کر لی اوسکین جب
 نظرت الی جہنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک و ثقلا و زارک علی ظہرک و الخلائق ینبین یدیک
 تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہ گناہوں کا تیری کمزوری اور عام خلق تیری سامنی
 کیف ینزلون و ینکون فتعلو بجلہم و تسفل بءوسہم الی جهة النار و ینکون فی الیوم الآخر من احوال الآخر
 کیونکہ اور ترین گی اور گریگی پہر ہاتھ اوپر کو ہوا دیگی اور سر نیچے کو دوزخ کی طرف اور منہ جو حالات آخر کی جو قیامت کی دن پیش آویگا
 الشرب من الحوض فان لكل نبی حوضا یشر بہ منہ مع امنہ و حوض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کبر
 حوض میں سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوس میں سی پانی ہوگا اپنی امت کی ساتھ اور ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا
 من غیرہ متسع الجوانب والزوايا مقدار مسیرۃ شہر کماروی عن عبد اللہ عمرو بن العاص انه علیہ
 ہوگا کہلی ہوی کناری اور کوئی بمقدار سفر ایک مہینے کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا
 الصلوۃ والسلام قال حوضی مسیرۃ شہر زوايا و زوايا ساء و ماء ابيض من اللبن و احلی من العسل و
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض برابر سفر ایک مہینے کی ہی کوئی اوکی برابر یعنی قائم میں اور اوکا پانی دودھ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیریں
 ریحہ اطیب من المسک و کیزانہ کخمر السماء من لیشرب منہ فلا یظمأ ابدا فقد دل ہذا الحدیث
 اور اوکی خوش بو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوکی آنچورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جتنی اوس میں سی پیا کہی پیا سا ہوگا یہ حدیث پر روایت کرتی ہی
 علی ان من شرب منہ لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنہ من یذل و غیر لما روی عن سہل بن
 کہ جس نے اوس میں سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا بھی نہو دیگا لیکن ہٹا دی جاویگی حوض پر سی وہ لوگ جنہوں نے دین کو بدلا اور ہرعت پیدا کی دینی کہ روایت ہے

در این باب حدیثی از امام علی (ع) نقل شده است

سعد بن ابی وقاص علیه الصلوة والسلام قال انا فوكلكم على الحوض من مر على يشرب ومن شرب لا يظما أبدا
 سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی این تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک اور گنا سویر گنا اور جو شخص پیو گنا کبھی پیاسا نہ ہوگا
 لیرون علی اقوام اسرفهم وبعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال لا تدری ما احدثنا
 البیت آویگی مجھ تک وہ قوم کہ میں او کو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گی ہر میری اور انکی بیچ میں ہوتا ہے گنا میں کہوں گا یہ تو میری ہی ہیں جواباً او گنا آپ کو خبر نہیں آتی
 بعدك فاقول سمعنا سحقا لمن غیر بعدی فانه علیه السلام انما یعرف امتہ فی ذلك اليوم لیسروهم
 بعد آپ کی ہر میں کہوں گا دور دور جس دن کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی پہچانیں گی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویگی پاس
 علیه غرا محجلین من اثر الوضوء كما روى عن حذيفة انه عليه السلام قال حوضي لها شربياضا
 ائمہ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سے چنانچہ روایت ہے حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض البتہ بہت سفید ہے
 من التلبم وأحلى من العسل واني لأصد الناس عنه كما يصد الرجل ابل
 برف سی اور بہت شیریں ہے شہد سی اور اسکی برتن یعنی کونہ بہت زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سی اور میں البتہ روگون کا غیر لوگون کو جیسی او کتا ہی کوئی شخص
 الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله انعرفنا يومئذ قال نعم لكم سيما ليست لاحد من الادم
 غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوں گے ہوگو اوس روز فرمایا ان تمہارا چہرہ ایسی ہوگی جو کسی تمام امتوں میں ہی نہ ہوگی
 تردون علی غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی كون الحوض يوم القيمة حقا لکن
 ثم میری پاس آوگی ائمہ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سے ان حدیثوں سی معلوم ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی
 اختلف فيه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل الميزان او بعده فقال بعضهم انه يكون بعد الصراط
 اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد او یا وہ میزان سی پہلی ہیں یا بیچ میں سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگا
 اذ لو كان في الموقف لما دخل النار من النار من شرب منه لانه حلال في الاسلام قال من شرب منه لا يظما أبدا وقد
 کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو آدمی سی پی لیتا اسو بھی نہ پیر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی جو آدمی سی پیو گنا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور
 ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنين يدخلون النار ثم يخرجون منها بسبب الايمان فمتى يكون
 بیشک یہ ثابت ہے کہ بعضی کفار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاویں گی ہر آدمی سی نکلیں بسبب ایمان کی ہر آدمی سی کب سیر ہوگا
 شربهم منه وهذا القول ليس صحيح بل الصحيح انه يكون في الموقف قبل الصراط وقبل الميزان لان
 اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلی
 الناس يخرجون من قبورهم عطاشا فذلك يقتضي ان يكون الحوض قبلها او قد روى البخاري عن
 کہ نبی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلیں اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری فی روایت کی ہی
 ابی هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال بينا انا قائم على الحوض اذ امره حتى اذا عرفتهم خرج رجل
 ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہوگا چمک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ صہ میں او کو پہچانوں گا تو
 من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعد
 میری اور انکی پیچیں ایک شخص آوا گنا وہ شخص کبھی اونی چلوں میں پوچھوں گا کہ ہر کبھی دوزخ میں قسم خدا کی میں کہوں گا انکا کیا ہی کبھی یہ لوگ میری ہی بعد آپ کی
 علی اذ بارهم قهقري ثم اذا امره حتى اذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت
 پھر پشت اولی پانوں ہر چا چمک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں او کو پہچانوں گا پیدا ہوگا ایک شخص پیچیں میری اور انکی وہ اونی کبھی چلوں میں
 الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا على اذ بارهم فلا رى مخلص منهم الا مثل
 کہ ہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہوں گا کیا حال ہی انکا وہ کبھی یہ ہر گئی ہی پس پشت اپنی معلوم نہیں ہوتا ہی کہ کبھی او میں کا گرا ائمہ

ولیس البینا شئی فکیف نذکر وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعد من الله تعالى سبب حصول
 ہماری اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے پہلا کہو ہو کہ کیوں سرزنش ہے اور کیوں عذاب ہوتا ہے پھر اسنی یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دیکھی سی ہکو اعتقاد کا مکمل ہے
 الاعتقاد فیما وحصول الاعتقاد سبب لہیجان الخوف وھیجان الخوف سبب لتترك الشهوات وترك
 اور اعتقاد حاصل ہونے سی دل پر خوف اتھی خوب طاری ہوتا ہے اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چھوٹتی ہے اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبتها
 شہوات نفسانی کی چھوٹتی سی قریب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بانی والا اور آراستہ کرنا والا ہے
 فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يفقده سلسلتها الى الخير ومن لم يستو
 پھر جو ازل میں سعادت فی جالیا او کو یہ تمام اسباب میسر ہو جاتی ہیں آخر کو وہ پہلے اوکو خیر کی طرف پہنچ لیا تا ہی اور جو کو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع ولا يعلم
 سعادت حاصل نہ ہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام او کی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب سنی کچھ نہ سنا تو وہ
 واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
 اور جب ہی علم ہوا تو پھر کیا خوف ہوگا اور جب کچھ خوف ہی نہ ہو تو دنیا کی رغبت اور اسکی ہوا ہوس کب چھوڑے گا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين المجلس الثامن في بيان
 اور اسکی ہوا ہوس دلیں ہی نہ لگیں تو شیطان کی کردہ میں داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹھکانا ہی مجلس آٹھویں بیان میں
 من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطيع للرسول عليه السلام
 ان لوگوں کی جو بہشت میں جادینگی اور جو شخص بہشت میں نہیں جادینگی رسول علیہ السلام کی فرمان برداروں

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي یدخلون الجنة الا من ابى قالوا
 اور مخالفتوں میں سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امیری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اوس شخص کی جو منکر ہوا
 ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
 منکر کوں ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا مانا وہ بیشک منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابوهريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابي هو الكافر
 صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کا فری ہیں
 فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى یدخل الجنة اما قبل دخول النار
 پھر معنی حدیث کی یہ ہیں کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو میں اسکی طرف سے لایا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بدول داخل ہونے دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا یدخل الجنة
 یا دوزخ سے نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور بازرا ایمان سی ان احکام پر جو میں لایا ہوں اسکی طرف سی تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جادینگا
 اصلا بل يبقى في النار ابا لا ياد ويحتمل ان يكون المراد بالامة الاجابة فعلى هذا فالابي هو
 بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو

العاصي من امنته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
 کہہ میں مبتلا ہیں امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہ ہیں جسنی میرا کہا مانا مجھے ایمان لا کر اور میری طریق منوں پر عمل کیا
 وعمل بشريعتي یدخل الجنة ولا یدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
 اور میری شریعت کو برتا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جادینگا اور جو منکر ہوا ایمان لا کر اور راندہ امیری سنت کی عمل سی

والعمل بشریاتی واتبع هواه وضل عن سواء السبيل يبقی فی مشیة الله تعالى ان شاء یعفو عنہ
 اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بھکا سید ہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت میں ہی چاہی اوکو معاف کر کے
 ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذب به فیہا بقدر ذنبہ ثم ینخرجه منها ویدخل
 بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی اوکو دوزخ میں داخل کری اور موافق گناہوں کی اوسین عذاب دیکر ہر اوسین سی نکال کر جنت میں داخل کری
 الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانہ ودنیاه یکون
 اور حاصل یہ ہے کہ جس نے اپنی مولیٰ کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
 الجنة منزله وما ولیہ ومن تمادی فی غیہ وعصیانہ وارضی فی الدنیا زمام طغیانہ ووافق
 جنت اوس کی کا گہر اور ٹھکانا ہی اور جو شخص کہہ پار اپنی کچی اور نافرمانی میں اور نہ پہلی ڈال دی دنیا میں باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہے
 هواہ فی لذاتہ وشہواتہ یکون النار ولی بہ اذ قال الله تعالى فاما من طغی واثرا الحیوة الدنیا فاما
 اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو دوزخ اس کی لٹا سترا واری اس کی کہ اسد تعالیٰ فی قرابا ہی سو جس نے مشرکت کی اور بہتر سبھا دنیا کا جینا سو
 الجحیم ہی الماوی واما من خاف مقام ربہ وکفی النفس عن الهوی فان الجنة ہی الماوی وروی عن
 دوزخ ہی ہی ٹھکانا اور جو کوئی ڈر اپنی رب کی پاس کھڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹھکانا اور روایت ہی
 ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یأمر رسول الله قال من لم یعمل
 ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا دوزخ میں کوئی داخل نہ ہوگا سوای شقی کی کسینی پوچھا شقی کون ہوتا ہی یا رسول الله فرمایا جس نے
 الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیتہ فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیہ السلام
 خدا کی واسطی طاعت کی اور جس نے اوس کی خوف سی گناہ کو نہ چھوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا چلا طاعت
 قال الکبیر من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
 وہ ہی جس نے خدا کی واسطی اپنی جان چھادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز ناوان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچی پڑھا اور اسد سی بجا آؤنگی
 علیہ الصلوۃ والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
 رسول علیہ الصلوۃ والسلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خواہ کر ہی اپنی جان کو اور اپنی جان کو کام آتی کی تابع بنادی
 الله تعالى ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الآخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالى
 اور اس کا حساب دنیا میں سبھلی آخرت میں حساب ہونی سی پہلی بہر اگر معلوم ہو کہ اوس اعمال خیر کلن آئی تو اسد کا شکر بجا لادی
 وان وجدها عملت شررا یشکر الله تعالى یرتقب الیہ ویبأسف علی ما ضیع من عمرہ ویستعد
 اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد کلن ہیں تو اسد سی بخشش طلب کری اور اوس کی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بریادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لٹی سلاطین
 لعاقبة امرہ بالتوجه الی صالح عملہ والتصل من سالف زلله ولا شتغال بعبادة ربہ فی جمیع احوالہ
 نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گزری ہوئی لغزشوں سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رہی
 فهذا هو الزاد لیوم المعاد والا حتم من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواہ وهو مع تقصیرہ
 بہر ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولیٰ کی کہا مانی میں قصور اور اپنی خواہش حاصل کر لین کوشش کری اور وہ تہہ بہی کہ
 فی طاعة ربہ واتباع شہوات نفسه یمتنی علی الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امر وکفی ثم
 اپنی رب کی طاعت میں قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہی اسد سی آرزوئیں مانگتا ہی پس غرور یہ ہی ہی کیونکہ اسد تعالیٰ فی امر ہی کیا اور نہ ہی کہ
 قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی ہریرۃ انه علیہ الصلوۃ والسلام قال ما من احد یجت
 فرمایا اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اس کی کما یا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی
 فرمایا ایسا کوئی نہیں جو کر

فقد ذاك يكتشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة

اوسوفت ہر مفلس کو اسکا افلاس پہل جاوے گا اور ہر مبتلا کو اسکی مصیبت معلوم ہو جائے گی بیشک خدا آدم آخرت میں کئی قسم پر ہون گی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَاَلْعَلَمُ أَنْفُسُهُمْ أَفْخِي لَهُمْ

پہلی قسم وہ جو اپنی برادری پہنچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو کسی جیسو معلوم نہیں ہوجاے گا اور ہر ایک کی

من قرة أعين جزاء عما كانوا يعملون قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اصددت لعبادي

شہد کسی نگہبان کی بدلہ اسکا جو عمل کرتی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور حکایت کی فرماتی ہیں میں نے اپنی نیک کار بندوں کی واسطی

الصالحين ما لأعين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر القسم الثاني قسم الهالكين وهم

وہ سالان تیار کیا ہی جو نہ کسی نگہبان کی دیکھا اور نہ کلون کی سنا اور نہ کسی طرح پر خطو میں گذرے اور دوسری قسم ہالکین کی ہی دی وہ لوگ ہیں

الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه

جنہوں کی حق کو جھٹلایا اور اسکی تصدیق کی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیوار کی نہیں ہی

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالایمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به

اور یہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہیں حاصل نہیں ہو سکتا ان لوگوں کی از بسکہ حق کو جھٹلایا اور تصدیق کی

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بار الفراق

قواس سعادت سے دور ہو گئی اور وہ اپنی رب سے ایسی اوس روز البتہ اوس میں ہوگی اور جو شخص اپنی رب سے اوس میں رہا ہوا ہوگا جدائی کی آگ میں

وناسر جهنم ابدا لا ياباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا في العمل

اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کو جلتا رہے گا اور تیسرے قسم میں وہ جو عذاب دینی جاوے گی وہ لوگ ہیں جنہوں کی اصل ایمان تو حاصل کیا پھر عمل میں جو سزاوار

بمقتضاه فان اس الايمان التوحيد وهو نفي الشرا وهو اعتقاد العبدان الله تعالى واحد في ذاته و

ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اوصفا

وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فلي هذا

اور افعال میں اور عالم میں جو گذرے تا ہی ہرگز نہیں پیدا ہو سکتا بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدا کر کے اور پختہ کر کے کی سوا اسکی اور کوئی نہیں ہی اس تقریر کی لائق

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله

جو شخص نہایت کہتا ہی لا اله الا الله گویا وہ کہتا ہی میں نے یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وان الترتبت عبادته

اور عالم میں کوئی امر پیدا نہیں ہو سکتا بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدا کر کے اور کوئی نہیں سزاوار پرستش کا سوا اسکی اور میری ذمہ ہی اسکی عبادت

ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هوبه فقد اتخذ الهه هوبه وهو موحد بلسانه

اور میں کیسی عبادت نہ کرے مگر اسکی اور یہہ اقرار کرے جو شخص اپنی ہوا میں کی پیروی تو اسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو پہلایا اب وہ شخص فقط زبانی

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هوبه

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہی اگرچہ ادنی کار میں بلکہ اپنی ہوا میں کی پیروی

ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سوا السبيل وذلك نادر في كمال التوحيد ولعدم خلوصه عن

اگرچہ چھوٹی ہی کار میں وہ سید ہی رستہ سے ہیرا ہی اور اسکی کمال توحید کو بلا گستاخی اور اسکی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کمال توحید پر

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى وَلَئِنْ هَتَكْتُمْ لَا وَارِدُهَا فَيَكُونُ وَرِدَّ كُلِّ احدٍ عَلَى النار متيقنا وانما

تایم نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اس پر گذری میں یقیناً آگ سے کب گذرے گا ہی

الشك فحين ينجم منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف سنة يعني ان يكون كون نجات باوكل بعض حدیثوں میں ایسا آیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی روز خیم میں نکلیں اور سات ہزار برس کی بعد نکلیں گا
سنة ويعضهم يخرجونها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث ويعضهم يمكث فيها لحظة ويدين اللحظة
اور بعضی اوسمیں ایسی گزرا جائیگی جیسی چمکی بجلی ایسی شخص کو دوزخ میں دترہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ میں لحظہ بہر ہرنگ ایک لحظہ سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدة
سات ہزار برس کی اندازہ بہت کدرجہ متفاوت ہیں جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف في الشدة فلا نهاية لاعلانه والتعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب
اور یہ حال سختی کا اوسکی معنی درجہ کا تو کچھ شک کا ناہیں اور کسی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشهادته
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سختی کی ہی اور اعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور علی ظ کثرت اور قلت گناہوں کی اور گناہ

هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزي كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسكى قرآن میں ہیں قل الله تعالى کا آج بلا دی جاوے گی ارجان جو جہاد کی کیا آج ظلم نہیں ہی اور قل الله تعالى کا اور یہ کہ آدمی کو وہ جہاد ہی

ما سمع في قوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب
جو کہ آیا اور قل الله تعالى کا جس سے دترہ بہر ہرنگی کی وہ دیکھ لیگا اور جس سے دترہ بہر ہرنگی کی وہ دیکھ لیگا اور سوائے اسکی جو اور کتاب مجید میں

لله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث میں وارد ہے کہ ثواب اور عذاب دونو بدلے کی کا ہی پس اس بیان کی موافق جیسی اصل ایمان کو درست اور محکم

واحسن جميع الفريض التي هي الاركان الخمسة للاسلام بالتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكاة
اور تمام فرائض اچھی طرح اور کئی یعنی پانچوں رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑ ہی اور نماز کو قائم رکھی اور زکوہ اور زکوہ اور زکوہ

وصومهم رمضان وحج البيت والكباثر ولم يصدر منه الا صفات متفرقة من غير ان يصير عليها
اور روزہ رمضان کی رکھی گیا اور حج بیت اللہ کیا اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہ اور اسی سوائے متفرق صغیرہ بدلتا اصرار کی یعنی دہرہ جانی کی کوئی عذر

وادي معنى ارتكاب الكبائر ولا صر على الصغائر بمعنى لاكثر فيها سواء كانت من نوع واحد او من
اور کسی کی کم کبیرہ عمل کر لی سی اور صغیرہ پر اصرار کر نہیں مراد یہ ہے کہ اکثر اوقات اوسمیں مبتلا رہی یا اس سے کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا

انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سيئاته
کئی طرح کی ہوں تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخص کا عذاب حساب میں سخت گیری کا ہو بہر جب حساب ہو چکا تو اوسکی حسنات کو براہوں پر غلبہ دیا

اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اور اسطی کہ حدیث میں آیا ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اور تاروالتی میں پانچوں روزہ کی گناہوں کو

سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوائے کبیرہ گناہوں کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سے بچتے رہنا اور تاروالتی صغیرہ کو قرآن کی صاف حکم سے وہ یہ کہ قل الله تعالى کا ہی اگر تم بچتے رہو گی مری عفو کا

ما تنهون عنه تكفر عنكم سيئاتكم واول درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہیں تو ہم اور تاروالتی کسی گناہ تمہاری اور کسی کم درجہ معافی کا یہ ہے کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہ ہو

وكل هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہوں گی جنکی تولین بہاری ہوں گی سو وہ نہایت پسندیدہ آرام میں ہیں یہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبیرہ سے بچتا رہ

وادی جمیع الفرائض واما من ارتكب بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
 اولی من تمام فرائض او کئی اور حتی کچھ کیو گناہ ہی کئی اور کوئی کوئی فرض ہی دو انکیا تو ایسی شخص فی اگر کامل توبہ کی
 نصوصا قبل قرب الاجل یتحقق فمن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب للمفسول
 حالت نزع سی پیل توبہ یا دین شامل ہی جتنی کوئی گناہ نہیں کیا اسکی گناہ سی توبہ کرنا والا ایسا ہی جیسی یا گناہ اور دھوپا ہو اوکڑا ایسا ہو ہی
 كالثوب الذي لم يتوسم وان لم يتب بل مات قبل التوبة فامره محط عند الموت اذ ربما يكون موته على
 جیسی پہلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ ہی پہلی کر گیا تو اوکی حق میں رقی وقت کا اندیشہ ہی اسوسلی اکثر اوقات ایسی موت
 الاصل سبب الزوال ايمانه فيختم له بسوء الخاتمة ويبقى في جهنم ابدا لا يباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة
 اسلر پر باعث ایمان کی زوال کی ہو جاتی ہی ہوا وکھا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا ہی گا اور اگر اوکا خاتمہ بد نہ ہوا
 بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذابا يزيد على عذاب المناقشة في الحساب ويكون
 بلکہ ایمان سی ہوا پھر اگر اللہ تعالیٰ فی معاف کیا تو اوکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور
 كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قبح الكبائر ومن حيث
 افزایش عذاب کی دوازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی میں باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
 اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصي وعند انقضاء مدة العقاب ينزل في درجات اصحاب
 تبدل عذاب کی باعتبار تبدل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ولیسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گزرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اوکی رتبہ میں شامل ہو دیگا جنکو
 اليمين وفي الخبر ان اخرهم من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحد
 اعمال نامہ ایسی بات تھیں گئی اور حدیث میں ہی کہ سب سی پیچی جو دوزخ سی باہر اوکیا اوکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ میں سی سوا وچوکی
 وليس المراد من الموحدين من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذي يعبر عنه
 کوئی خلاص نہ ہو دیگا اور موحدی مراد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبانی لا اله الا الله کہہ کر ہی اسکی کزبان کہہ اس عالم کا ہی جسکو
 بعالم الملك والشهادة فلا ينفع النطق به الا في هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبته وايدى
 عالم ملک اور شہادت کہتی ہیں سوزبانی کلمہ پڑھنی سی صرف اسی عالم میں فائدہ ہوگا اسوسلی کہ تلواری مسلمانوں کی اوکی گردن سی دور رہی گی اور اسی
 الغائبين عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة العينة واذالم يسبق الرقية والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصديق
 غنیمت کرنا والوں کا اسکی مال سی الگ ہی گا و گردن اوکل تو زندگی پھر ہی پھر جب گردن اور مال نہ رہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑھنا کچھ کام نہ اوکیگا
 في التوحيد وكما التوحيد الاستقامة على فعل المأمورات وترك المنهيات ولايتا في ذلك الا بغلبة اليقين
 توحید میں صرف تصدیق کام اوکی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قائم رہنی سی ہی اور یہ ہونہ حاصل نہیں ہو
 على القلب بعد نفي الشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مشقال ذمرة خير ايمره ومن يعمل مشقال ذمة
 جب تک دل پر یقین غالب نہ ہو اور شک دین سی بجا تار ہی کیونکہ جسکی گمان میں یہ بات جم گئی کہ جو ذمہ پھر پہلا ہی کو عمل میں لاوکیگا وہ دیکھیگا اور جو ذمہ پھر برائی کر گیا
 شر ايمره لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والسيئات
 سو دیکھیگا تو دیکھتہ شخص جہان تک ہی عبارت کو حاصل کر گیا اور عبارت میں سی تمام چھوٹی اور بڑی کھفایت کر گیا اور تمام گناہ اور برائی کو چھوڑ گیا
 ويحجب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقي والتوحيد اليقيني والناس في هذا
 اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تھوڑی اور بہت سی پچکا اور یہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
 التوحيد متفان ومنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد
 مختلف درجہ کی ہیں بعضی وہ ہیں جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جنکی توحید برابر دنیا کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جنکی توحید

مقدار خردلة و ذرة فمن في قلبه مثقال دينار من الايمان فهو اول من يخرج من النار و اخر من يخرج
 برا برانه رانی اور ذره کی ہی ہر جگہ دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سے پہلی روزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سے پہلی روزخ کی
 منها من في قلبه مقدار ذرة من الايمان واكثر ما يدخل الموحدين النار مظالم العباد وقد جاء في الاثر
 اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور جو حدادی اکثر و ترخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی
 ان العباد لم يوقف بين يدي الله تعالى وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لكان من اهل الجنة فيقوم
 کو ایک شخص سامنی اسد تعالیٰ کی کڑا ہوگا اور اسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہوں گی اگر وہ سب اسکی لئی بھی رہیں تو بیشک جنتی ہوتا ہر اسکی
 اصحاب المظالم فكان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فثقتض من حسناته
 مدنی کڑی ہوگی اسکی اسکو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا ایک ہی خدمت کی تھی کسیک مال چھین لیا تھا اب اسکو سب کا بدلہ اسکی حسنات میں ہی
 حتى لا يبقى له حسنة فيقول الملائكة يا ربنا قد فنيت حسناته وبقي الطالبين كثير فيقول الله تعالى
 آخر اسکی پاس کچھ نہیں بچکا ہر قرشی کبھی یا الہی اسکی حسنات تو ہو لیں اور مدنی بہت موجود ہیں اسد تعالیٰ فرماوینگا
 القوام من سبناهم على سيئاته وصكوا له صكا الى النار و كما يهلك الظالم الوسيطة غير بطريق القصاص
 اسکی گناہ اسکی ذمہ پر رکھو اور اسکی لئی دروازہ روزخ کا کھول دو اور جیسی ظالم غیر کوئی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
 فكن لك ينجز المظالم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنة اليه عوضا عما ظلم به واذا تقر هذا قالوا
 ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنتیں بچ جاتی ہیں جہاں کی حسنت ظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملتی ہیں جب یہ بات پڑی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 على كل مسلم البذل الى محاسبة نفسه كما روى عن عمر الخطاب انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان
 کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں ایسا حساب سمجھ رکھو پہلی
 تحاسبوا ووزنوا انفسكم قبل ان توزنوا فانكم ان كنتم تحاسبون انفسكم اليوم وتزنونها للعرض الكبر
 حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکھو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجھ لوگی اور پڑی وقت کی واسطی تول رکھوگی
 يكون الحساب عليكم خذاهون وتعرضون يومئذ ولا تحققي عليكم خافية وطريق المحاسبة ان
 تول کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اور دن سب سامنی ہوگا کوئی بات چھپی نہ ہوگی اور حساب سمجھنی کا یہ ذمہ ہی
 ينظر المرء في حواله هل عليه شيء من حقوق الله تعالى وحقوق الناس اولا فيقضي ما فاتته من فرائض
 کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجھے کدئی حق اسد یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پھر چاہے کہ ادا کری اگر کوئی فرض
 الله تعالى ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له بيدة ولسانه وقلبه بأن اساء له الظن
 الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا واندہ داندہ پھیر دی اور معاف کر لی ہر یک سی جسکو ستایا ہوا تھا سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اسکی حق میں ہر گالی کی
 ويطيب قلوبهم حتى يموت ولم يبق شيء عليه من حقوق الله تعالى وحقوق العباد ويدخل الجنة بغير
 اور اسکا دل خوش کر دی آخر ایسی حال میں مری کہ اسکی ذمہ ہر کدئی حق اسد اور حق العباد باقی نہ ہو اور بہشت میں ہی
 حساب يسرنا الله بفضله المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه
 حساب چلا جا الہی اپنی فضل ہی پھر آسان کر دی لزوم مجلس
 وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم
 وسلم کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اس میں تحقیق ہی فرمایا رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن نہیں ہوگا کوئی تم میں ہی
 حتى يكون هواه تبع لما جئت به هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
 جب تک ہو دی خواہش اسکی مطابق میری لائی ہوئی کی بہرہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احکم لا يبلغ درجته کمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق
 اسکی معنی یہ ہے کہ بہت کم ہی تم میں سے ہیں جو ایسا درجہ کمال ایمان کا پہنچ سکیں کہ اپنی ہوا پر اس کی خلاف کریں اور تابع حق کا ہوا پر اپنی ہوا پر اس کو حق پر غالب نہ کریں
 بل يكون الحق الذي جئت به مسلطاً على الهوى فان من يعمل بهوى نفسه لا يريد نفسه شيئاً الا
 بلکہ حق ہی جو میں لایا ہوں خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پھر اس کا نفس جو خواہش
 يرتكبه ويخالف مولاه ويجعل هواه لها لنفسه كانه يعبد و لهذا قال النبي عليه السلام ما عبد تحت
 سوار کر لیا اور اپنی سوار کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا اور اس کی پرستش کرتا ہی اس کی اپنی فرمایا ہی بنی علی اسد علیہ السلام یہ کہ کیا آسمان
 السماء اله ابغض الى الله تعالى وفي رواية ان ابغض اله عبد في الارض عند الله تعالى
 تلی کوئی معبود جو بہتر ہو نزدیکی اسد تعالیٰ کی ہر اسی اور ایک روایت میں یہ ہے یہ ایک بہتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیکی اسد کی
 هو الهوى وفي الحقيقة ان من تأمل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون
 ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کر دیکھی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اس کا
 نفسه مائلة الى دين ابيه فيتبع ذلك الميل الذي يعبر عنه بالهوى بل من عادة اهل الهوى ان يستحسن
 دل باپ دادوں کی دین پر چمک رہی ہو یہ شخص آدمی تو جلدی کی پیچی لگا ہوا ہی اسی کو ہوا کہتی ہیں اس کی کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہی کہ جو بت آدمی خوشی
 كلما يوافق هواهم وان كان لكل شرو وصال وان يستقبحوا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير
 موافق ہو او کو چاہا بھیجیں اگر چاہی تمام برائی اور وبال آپری اور جرات آدمی خوشی کی خوف ہو اس کو برا سمجھیں اگر چاہا بھیجیں تمام بہرائی
 ونوال فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه ويتبع هواه ويخالف مولاه ويكون هالكا
 اور خوشی ہو پس چمکتا رہے ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور سوار کی اطاعت کری اور یہ نجات دہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچی ہو لی کا خاطر کر کرے
 لان من يتبع هواه يفعل ما يضر ويهلك حالا او مالا وهو لا يشعر ويشعر لکن خفة عقله يروح
 اس سوار علی جو اپنی ہوا نفسانی کا تابع ہو گا تو وہ ہی عمل کرے گا جو اس کی حق میں مضر اور دنیا اور آخرت میں ہلاک کر دی اور وہ خیال نہیں کرتا یا نہیں تو کرتا ہی یہ ہوتا ہی
 للذة الحاضرة التي لا بقاء لها على العقوبات العظيمة التي لا نهاية لها وبطن لعن بصيرته وغاية حاقه
 حال کی لذت کو جس کو اصل قیام نہیں ہی اور بڑی بڑی عذابوں سے جس کی کچھ انتہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہیہ کا انداز اپنی حاقہ سے یہیہ گانتا ہی
 انه ظفر بشئ من الذائن ولا يعلم ذلك الا حق انه يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من الذائن
 کہ میں نے خوب عیش لگا لی اور احق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے نکلتی ہی یعنی مرقی ہی دیکھ لیا کہ او کو کچھ بھی مزہ حاصل نہوا
 اصلا لا من لذائن الدنيا ولا من لذائن الآخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشئ لان لذائن الدنيا عنه نزول
 نہ تو دنیا ہی میں خرا و دشا یا اور نہ آخرت میں کچھ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا ہی بیکار سر
 ولذائن الآخرة ليس له اليه الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الذم وقد قال ابن عباس
 اور آخرت کا عیش کبھی ميسر نہوگا ابی عرف حشر اور ندامت میں مبتلا رہے گا سواب ندامت ہی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتے ہیں
 ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذمّه فانه تعالى قال بل اتبع الذين ظلموا آهواءهم بغير علم وقال وارث
 کہ اسد تعالیٰ نے قرآن میں جہاں ہوا پر اس کا ذکر کیا ہی سب برا ہی کیا ہی اسد تعالیٰ نے فرمایا ہی بلکہ چلی ہیں یہہ فی انصاف اپنی جاؤ ہیں یہی اور کہا اور بہت لوگ
 كثير ايضا لو ان باهوا عيهم بغير علم وقال ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله فعلم من
 بہکا تی ہیں اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور آدمی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی جاؤ ہیں بن راہ بتائی اسد کی
 هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون في الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عم
 ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہوا پر اس میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بتائے سنگی امر حق کی ہوتا ہی سوار دوسرے کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کر کر اہل حق

دعا مصلحتی

ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذمّه

الباطل ويعمل بالحق ويختار على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
 او كى تميز حاصل كرى پر حق حق كرى اور باطل پر اسكو پند كرى كيونكر جو شخص حق كو نهين پيچا تا وه گراه هوتا هى اور جو شخص حق كو نهين پيچا تا پير غي حق كو
 غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقبلا مرنا الله تعالى ان تسئله في كل يوم
 پسند كرى تو اس پر خدا كا غضب هوتا هى اور جو حق كو پيچان كراو كى اطاعت كرى او سپر خدا كى رحمت هى اور پكر اسكو اس كا حكم هى كه هم اوس هى پيرد عالم انكارين
 وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبين في
 رات مين كنى كنى بار كه دكها پكر رسته اون لوكون كا جن پر تو نى رحمت كى نه رسته اون لوكون كا جن پر تو نى غضب فرمايا اور نه گراه هوتا اور
 ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
 اسه كى ضمن مين بيان كيا كه سعادتمند وه لوكون هوتا مين جنهنون كى حق كو پيچان كراو كى اطاعت كى امداء هيت پايا اور بد بخت وه لوكون مين جنهنون
 لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و
 حق كو نهين پيچا تا اور جهالت كى بارى حق هى خارج هوتا كراه هوتا كى با حق كو پيچان كراو كى خلاف كيا اور اطاعت كى بلكه غير حق كى اطاعت كى اور
 كانوا مغضوباً عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصارى وانما
 او سپر غضب نازل هوا اور حديث هى ثابت هى كه مغضوب عليهم هى مراد يهود مين اور ضالين مراد نصارى مين اور كيا وجبه
 سعى اليهود بالمغضوب والنصارى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالاً ومغضوباً عليهم لكون
 كرم يهود مغضوب عليهم هى اور نصارى ضالين هى باوجود كيه يهود و نوه گراه اور سزاوار غضب كى مين اسه وجبه
 كل واحد منهما فخصاً بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالمغضوب
 كه دونو فرقون كو خصوصيت هى غلبه جهل اور عناد هى سوبوديلون مين تو عناد زياده تها وه تو سزاوار غضب كى هوتا
 والنصارى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
 اور نصارى مين جهالت زياده تها وه گراه هى مخصوص هوتا اسه سفيان بن عيينه كهت هى كه هميشى جو عالم هوتا كراو كى
 فقيهه شبهه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوباً عليهم
 توه يهود يونسى ملتا هى كيونكه يهوديلون كى حق كو پيچان كراو كى اطاعت كى بلكه حق هى الگ هوتا بهر قابل غضب هوتا كراو كى
 ومن فسد من علماء انا فقيهه شبهه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
 اور هم مين هى جو عباد برك جوادى توه نصرايونسى ملتا هى كيونكه نصرايون كى حق كو نهين پيچا تا بلكه نادانسته هى
 ضالين فانه تعالى جعل العبادة سبباً للثواب والمعصية سبباً للعقاب فمن يبرحوا للثواب ينجوا
 آخر گراه هوتا بيشك اسه كى عبادت كو واسطه ثواب كا بنايا هى اور گناه كو واسطه عذاب كا بنايا بهر جو شخص آرزو ثواب كى كرى اور
 العذاب لا بد له ان يعرف العبادة والمعصية ليستغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
 عذاب هى توى تو اسكو لازم هى كه عبادت اور معصيت كى حقيقت دريافت كرى تا كه عبادت كى شغل هى ثواب پادى اور گناه هى بد بخت كراو
 وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضم احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسران
 عذاب هى بچي كيونكه جو شخص ان دونون هى خوب واقف نهوگا اور دونون مين فرق نه كراو كراو كى وسر كى جكه برت ليگا بهر اسكو بڑا هى خساره هوتا
 وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابداً ولا يحصل
 اور هيت اسه كى انسان كى دل مين دو قوتين مين قوت علم كى اور قوت ارادة كى اور هيت دونو كيه بيكار نهين هوتا اور ان دونون
 عمل الابهما سوءا كان خيراً او شراً لان من يفعل شيئاً سوءا كان خيراً او شراً لا يفعل ما لم يبر
 كوئى عمل نهين هوتا برابر هى كنيك هو يا بد هوا اسه كى جو شخص كچه كا كرا تا هى برابر هى كه بهلا هو يا برابر هو تو بدون اراده كى نهين كرسكتا

ولا یریدہ ما لم یعلمہ فکمال الانسان وصلاحہ باستعمال ہاتین قوتین فیما ینفعہ فی الدین
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہو سکتا سو تمام خونی اور پہلی آدمی کی ان دونوں قوتوں کو داریں کی منفعت میں استعمال کرنی ہی
ويعینہ فی نیل الدولتین فلا بد لہ من استعمال قوۃ العلم فی ادراک الحق وتمیزہ عن الباطل
اور ان دونوں قوتوں کی حصول میں مددگار بنانی ہی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی میں استعمال کرے کہ حق کو باطل سے جدا کرے
واستعمال قوۃ الارادة فی طلب الحق وایثارہ علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوۃ العلمیۃ فی معرفۃ
اور قوت ارادہ کو حق کی تلاش میں استعمال کرے کہ حق کو باطل سے اختیار کرے کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال نہ کرے
الحق وادراکہ فلا جرم انہ یستعملہا فی معرفۃ الباطل وما یلقب بہ واذا لم یستعمل قوۃ الارادۃ
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو حق ہی متعلق میں استعمال کرے اور اگر اپنی قوت ارادہ کو
فی طلب الحق والعمل بہ فلا شک انہ یستعملہا فی طلب الباطل والعمل بہ ثم ان الانسان مجبول
طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کرے کہ باطل کی طلب اور اوسکی عمل میں صرف کرے کہ باطل کی خلیق عادت ہی
علی معرفۃ صانعہ ویقتضی طبعہ عبادۃ خالقہ والتقرب الیہ بحکم الفطرۃ التي فطر الناس
کہ اپنی پیدا کر نیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیک حاصل کرے باعتبار اصل پیدایش کی جیسے آدمی کی پیدایش ہی
علیہا لکن لا عبرۃ بالمعرفۃ الجلیۃ والعبادۃ الطبیعیۃ لانہا تكون علی مقتضی النفس متبہ
پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور طبیعی عبادت کی کچھ اصل نہیں کیونکہ یہی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت
ہواہا فلا یخلو عن شوب الشرک وانما المعتبر بالمعرفۃ والعبادۃ علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہواہوس کی ہوتی ہی سوا حقین ملوثی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادت ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کہ
الانتری ان ابلیس کان فی طبعہ السجود لربہ حتی عبد اللہ تعالیٰ فیما یروی ثمانین الف سنۃ
کیا کچھ معلوم نہیں ہی کہ ابلیس نخواستہ طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
وانتظم بکثرة عبادتہ فی سلك الملئکۃ المقربین ثم لما ابالیس علی خلاف طبعہ ابی واستکبر وکان
اور اس عبادت کی بہت سی مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور نہ کرنی لگا اور
من الکفرین فان من یتبع طبعہ وهوہ فانه لا یفعل شیئاً من المعروفات الا ما یوافق ہواہ ولا یر
کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنت میں سی ہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور
شیئاً من المنکرات الا ما یخالف ہواہ وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق ہواہ
منکرات میں سی ہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں سی وہ ہی عمل کرے جو اوسکی مرضی کی موافق
ولم یتراک من الباطل الا ما یخالف ہواہ لا یصل اجر ما عمل من الحق ولا ینجو من وذر ما تراک من الباطل
اور باطل میں سی وہ ہی کام چھوڑے جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کر نیکیا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بھی
بل یرکون هذا سبباً لسوء خاتمۃ وشوم عاقبتہ فان لسوء الخاتمۃ اسباب یجب علی المؤمن
بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہیں مؤمن آدمی پر واجب ہی
ان یحترز عنہا منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزہد والصلاح فان من کان لہ فساد
کہ اوسکی بچتا رہی اوسمیں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی مانتہ زہد اور صلاح ہی کامل ہو کہ کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
فی اعتقادہ مع کونہ قاطعاً متیقناً بہ لہ غیر ظان انہ اخطأ فیہ قد ینکشف لہ فی حال سکرات
باد جو دیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کی وقت میرے ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقّة مثل هذا الاعتقاد باطل
 كما لو كان عليه اعتقاد باطل بتأويله هو كما لو كان عليه اعتقاد باطل بتأويله هو
 لا اصل له ان لو يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد
 انكي كچه اصل بنيا دهنين بي اگر اسكو هر اعتقاد من فرق حاصل نهيتا
 سبب الزوال بقیة اعتقاداته فان خرج روحه في هذا الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
 سبب اعتقاد زائل هو جانیگی
 الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الدين قال الله تعالى فيهم
 ايمان حاصل كرتي تو اسکا خاتمہ ہوگا اور دنیا سے بی ایمان جاوےگا
 وَبَدَّلَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
 اور نظر آئے انکو اسکی طرف سے جو خیال نہیں دیکھتی تھے
 الَّذِينَ صُلِّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فَإِنَّ كُلَّ مَنْ يَعْتَقِدُ
 جسکی دوش بہک رہی ہے دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام
 شَيْئًا عَلَى خِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ أَمْ أَنْظَرُ أَبْرَائِيَهُ وَعَقْلَهُ وَأَخْذًا مِنْ هَذَا حَالِهِ فَهُوَ قَرَفٌ فِي هَذَا الْخَطَرِ وَلَا
 یعنی غلط اعتقاد کرتی یا تو صرف اپنی سمجھ بوجہ سے یا کسی دوسری شخص سے سن کر
 يَدْفَعُهُ الزَّهْدَ وَالصَّلَاحَ وَأَمَّا يَدْفَعُهُ الْإِعْتِقَادُ الصَّحِيحُ الْمُنَاطِقُ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ
 زہد اور صلاح سے یہ اندیشہ دفع نہیں ہوگا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہے جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو
 لَانِ الْعَقَائِدَ الدِّينِيَّةَ لَا يَعْتَدِبُهَا إِلَّا مَا أَخَذَتْ مِنْهَا وَالْإِصْرَارُ عَلَى الْمَعَاصِي فَإِنَّ لَهُ أَصْلًا
 اسو اسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہیں جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہیں اور انہیں اسباب میں سے ایک سبب ہی گناہوں پر اڑانا یا بیکار ٹھکانا
 عَلَى الْمَعَاصِي يَحْصُلُ فِي قَلْبِهِ الْفَهْمُ وَجَمِيعُ مَا أَلْفَهُ الْإِنْسَانُ فِي عَمْرٍهُ يَعُودُ ذِكْرُهُ عِنْدَ مَوْتِهِ فَإِنْ كَانَ
 اڑجاتا ہے تو اسکی دل میں گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور انسان کی تمام محبوب چیزیں زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پس اگر اسکو
 مِيلَهُ إِلَى الطَّاعَاتِ أَكْثَرُ يَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الطَّاعَاتِ وَإِنْ كَانَ مِيلَهُ إِلَى الْمَعَاصِي
 رغبت عبادت کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوےگی
 أَكْثَرُ يَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الْمَعَاصِي فَرِيحًا يَغْلِبُ عَلَيْهِ حِينَ نَزُولِ الْمَوْتِ بِهِ قَبْلَ النَّفْثَةِ
 بہت ہوگی تو مرقی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوےگی سو اکثر اوقات مرقی وقت توبہ سے پہلی
 شَهْوَةِ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَمَعْصِيَةٍ مِنَ الْمَعَاصِي فَيَقْتَدِرُ قَلْبُهُ بِهَا وَيَصِيرُ حَاجِبًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَسَبَابًا
 کوئی شہوت شہوت میں سے اور کوئی گناہ گناہوں میں سے اوسپر غالب ہوجاتا ہے پھر اوکا دل اوسے من لگا رہ جاتا ہے وہ ہی اوسے اور اسکی بین پر وہ ہوتی
 لَشَقَاوَتِهِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَعَاصِي تَرِيدُ الْكُفْرَ وَالَّذِي لَمْ يَرْتَكِبْ ذَنْبًا أَصْلًا
 آخر دم وہ ہی اسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی گناہ کی ترغیب ہوتی ہے اور جسے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا
 لَوْ أَرْتَكِبُ وَتَابَ فَهُوَ لَعِيدٌ عَنْ هَذَا الْخَطَرِ وَأَمَّا الَّذِي أَرْتَكِبُ ذُنُوبًا كَثِيرَةً حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ طَاعَاتِهِ
 گناہ تو کیا بد توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سے الگ ہے اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہے ایسا کا اسکی عبادات سے زیادہ ہوگی
 وَلَوْ يَتَّبِعُ عَمَلًا كَانَ مَصْرَاعًا عَلَيْهَا فَهَذَا الْخَطَرُ فِي حَقِّهِ عَظِيمٌ جَدًّا إِذَا قَدْ يَكُونُ غَلْبَةُ الْإِلْفِ بِهَا
 اور ایسی توبہ ہی کی بلکہ گناہ ہی میں مبتلا رہے تو اسکی حق میں اس خطرو کا اندیشہ ہے اسطی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سبب لان يتمثل في قلبه صورتها ويقعر منه ميل اليها ويقبض روحه عليها فيكون سبب السوء
او سبب لدن گناه کی صورت بحسب روحانی ہی اور اس شخص کو اسکی طرف رغبت آتی ہی اور اسکی حالت میں اسکی جان کھل جاتی ہی یہی سبب ہوتا ہی اسکی
خافقته ويعرف ذلك بمثال وهوان الانسان لاشك انه يرى في منامه من الاحوال التي القها هو
خاتمہ بدکا یہ بات مثال ہی خوب سمجھ میں آتی ہی مثال یہی کہ آدمی بیکر سو کر خواب میں وہ حالات دیکھا کرتا ہی جو عمر بھر محبوب ہوتی ہیں

عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يرى من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره
اننا کہ جسکی اپنی عمر پڑھنی لکھنی میں صرف کی ہی تودہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو علم اور علماء میں متعلق ہیں یعنی دوات قلم کتاب اور جسکی اپنی عمر
في الخياطة يرى من الاحوال المتعلقة بالخياطة والتخياط اذ لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له
درنگی میں کہوئی تودہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درنگی میں ہی متعلق ہیں یعنی کڑنچی اسکی کہ نیند میں وہ سوختا ہی جو سبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فرق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
اور موت اگرچہ نیند کثرت برتری پراوکی سكرات اور حال جو موت ہی پہنچ گزرتا ہی

الغشبية قريبا من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند الموت وعودها في القلب
جسکی غشی یہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہیں اور کثرت الفت کی معاصی ہی یہی جا بقی ہی کہ معاصی موت کی وقت دین ہٹ کر یاد آئیں

وتمثلها فيه وصيل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة ينجته له بالسوء ومنها العدول عن
اور دین صورت پکڑیں اور نفس کو اوپر رغبت ہو ایسی حالت میں اگر اسکی جان قبض ہوگئی تو اسکا خاتمہ ہوگا اور ان سبب میں ہی ایک سبب یہی
الاستقامة فان كان مستقيما في ابتداءه ثم تغير عن حاله وخبر فاما كان عليه في ابتداءه يكون
کہ استقامت ہی تجاؤد کری البتہ جو شخص پہلی توبہ سید را بہا پہنا حال پلٹ کر وہ سید راہ چھوڑ دیا جو ابتداء میں تھا یہی خاتمہ بدکا

سببا لسوء خاتمته كالبليس الذي كان في ابتداءه رئيس الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادات
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سردار اور انکا استاوتھا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتى قيل له يبق في سبع سموات وسبع ارضين موضع شبرا الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
اننا کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین میں ایک بالشت یہ جگہ اسکی سجود ہی خالی نہیں ہی یہی سبب ہو کہ حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

لادم ابى واستكبر وكان من الكافرين وكبلعام بن باعور الذي اشته الله اياته فانس من انما بخلوده
سجود کہ تو انکار کیا اور تکبر کر لی لگا اور کافر ہو گیا اور جیسی ہمام بن باعور جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں دین پراوکی الگ ہو کر جیسی
الى الدنيا واتباع هواره وكان من الغاوين وكبر صيصا العابد الذي قال له الشيطان الكفر فلما كفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہو گیا اور جیسی برصيصا عابد جب اسکی شیطان نے کہا

يا ابني اني تري انك في اخاء الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه فحذرة ان يشركه في العذاب
تو کہ میں الگ ہو جیسی میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ ہے اللہ رب العالمین کا البتہ شیطان نے اسکو کفر کی رغبت دلائی جب اسکی کفر کیا تو اسکی الگ ہوا اور خوف کی ایسا ہو گیا کہ اسکی باتیں
واصفه ذلك كاقول الله تعالى فكانا قمتما انما في النار خالدين فيها وذلك جزاء الظالمين ومنها ضعف الايمان فلن من
اگرچہ اسکی کجی کو کو فائدہ نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پس اخر اذن ردو انکا یہی کہ وہ ردو میں لگ میں سدا میں ہو میں صریح یہی کہ انکا جہنم کی اور وہی جہنم میں ہی لگا کہ سستی ہو

في الاضعف ضعف الله تعالى في يقوى حيث الدنيا في قلبه ويستولي عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لعبه
انکا میں سستی ہوگی اور کو محبت آہی میں سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اسکی دل میں قوی اور ایسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الہی کی کوئی ذہ نہ ہو جگہ باقی نہ رہی گی

الا من حيث حدث النفس بحيث لا يظهر له اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكفر عن المعاصي
ہن اگر ہودی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ میں کچھ بھی ظاہر نہ ہو

درنگی میں کہوئی تودہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درنگی میں ہی متعلق ہیں یعنی کڑنچی اسکی کہ نیند میں وہ سوختا ہی جو سبب کثرت الفت کی

انکا کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین میں ایک بالشت یہ جگہ اسکی سجود ہی خالی نہیں ہی یہی سبب ہو کہ حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

ولا في المحت على الطاعات فينهمك في الشهوات وارنكاب السيات فينزاكم ظلمات الذنوب
 اورنه طاعت کی رغبت پر پس حرف شهوات بین کپیا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پھر دل پر تیریت سیای گنا ہوں گی
 علی القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاءت سكرت الموت
 چڑھتی جاوی گی پھر جس قدر نور مین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہو کر بجھتا چلا جاوے گا پھر نزع کی وقت
 یزید حب الله تعالى ضعفا في قلبه لما يرى انه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وجبها غا لعلیه
 حب الہی مین اور یہی زیادہ دل مین سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھ سی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت کو پھر غالب ہی
 لا یرید ترکھا ویتالم من فراقھا ویری ذلک من الله تعالى فيخشی ان یحصل فی باطنه بغضه
 تو چھوڑی نہیں جاتی اوسکی طرف ہی رہنمایدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو نہ کہ طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل مین بجای حب الہی کی بغض پیدا ہو جاوی
 بدل الحب یتقلب ذلک الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التي خربت فیها هذه
 اور وہ تھوڑی سی محبت جو ہی بغض ہو جاوے گا اگر اوسکی جان ایسی حالت مین کہ جب یہہ خیالات پیش ہی تھی نکل گئی
 الخطر یختم له بالسوء ويهلك هذا كما مؤبدا والسبب المفضی الى هذه الخاتمة حب الدنيا والركن
 نوزاد کا خاتمہ بر ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہے گا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت
 اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال قد عم
 اور دنیا کی خوشی ہی تسیر سستی ایمان کی جسی محبت الہی مین سستی آگئی اور یہہ ہی پیاری سخت ہی جو
 اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنيا ویتقل ذلك الامر فی قلبه یستقر
 تمام خلق کو لگ ہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرقی دم کوئی بات دنیا کی چھا جاوے اور وہ ہی بات اوسکی دل مین تصویر کی طرح صورت پڑ کر رہے گی اور دنیا
 حتی لا یبقی لغیرہ متشع فان خرج روحه فی تلك الحالة یكون راس قلبه منكوسا الى الدنيا ووجهه
 کہ غیر کی لئی کچھہ نگاہیں نہ ہی پھر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکلی گئی تو اسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اوسکا منہ دنیا ہی
 مصروف اليها ویحصل بینہ وبين ربه حجاب لا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخرى
 کی طرف متوجہ رہیگا اور اوس مین اور اوسکی رب مین پردہ طویل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری
 نصار صفة الغالبة علیه ان لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح والاعمال
 جس وہ صفت جاتی ہی جو اوپر غالب تھی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضا جسمانی کی نہیں ہو سکتا اور مرنی ہی اعضا جسمانی سب بطل اور اوسکی اعمال
 ولا مضمع فی الرجوع الى الدنيا حتی یکن التدارك ویبقى فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه
 اور اب یہہ ہی توقع نہیں کہ دنیا مین ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوگی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچھہ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی
 الوحیة فعلیه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر
 تو اسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلیں ہی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سی
 فیها والاحتراس عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرفه فکرم لیه
 اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکھیں ہی پرہیز کری کیونکہ یہہ ہی دلیں اثر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی
 ان یواظب علی الطاعات لکونها اثره محبة الله تعالى ولا یتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته
 پھر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الہی بدون معرفت الہی کی نہیں ہو سکتی
 ان لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالى وعرف ان جمیع النعم الوالدة
 اس لئی کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں رکھتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پھر جسی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھ کو مین

اليه والى غيره ليس الامنه تعالى لاجرم يجب فاذا احبه يسعي في تحصيل مرضاته بالاحترار
يا اور دن کو میں سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ عوام اکو دوست رکھنا پھر جب انکو اپنا محبوب بنایا

عن الأفعال القبيحة والأشتغال بالأعمال الحسنة فعلم من هذا أن المقصود من العلوم والأعمال
توابعها ليس هو بل هو كمالها وكمالها لا يتحقق إلا بالعلم والعمل الصالحين

معرفة الله تعالى حتى يثمر المعرفة المحبة اذ لا ينبغي لاحد ان يفارق الدنيا الا بحب الله تعالى و
 الله تعالى كما معرفت ہی تاکہ معرفت سے محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہ ہی ہے کہ جو کوئی دنیا سے جدا ہو تو خدا کی محبت میں اور

محبا للقاء فان من احب لقاء الله تعالى احب الله لقاءه ومن قدم على محبوبة يعظم سروره
او كل ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلئے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا شوق ہوگا تو خدا کو کی ملاقات کا شوق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوبہ یا پس مناسی

والغالب على القلب حب الولد والمال والمسكن والعقار فهذا رجل جميع محابه في الدنيا والدنيا
 دليل محبت اولاد اور مل اور گھر باہر کی خالب ہوتی ہے تو یہ ایسا شخص ہے کہ اس کی تمام محبت دنیا میں ہیں اور دنیا ہی

جنتہ فموتہ خروج من الجنة وحبلولہ بیدتہ ویدین محبوبہ ولا یخفی الومن بحال بیدتہ وبنین
اسکے بڑے بہشت میں ہیں موت اسکو جنت میں نکالتی ہے اور اسکو اسکی تختہ سی دور کرتی ہے اور ظاہری جسکا محبوب چھوشتا ہے اسکو کھارو عالم ہوتا ہے

محبوبه و اما اذالم یکن له محبوب سوى الله تعالى فالدنیا سجنه فموتہ خرجه من السجن ولقی
 اور وہ شخص جیسا کہ محبوب سوائے ذات الہی کی کوئی نہ ہو تو دنیا اس کی حق میں دوزخ ہے

اور درجہ محض بیگا محبوبہ سوائے ذات انبی کی کوئی ہو تو دنیا اس میں میں درجہ ہی
 محبوبہ فہذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موتہ من الفرح والالہ فضلہا اعدا
 لہا ہی پس یہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سے مرکز جان والوں کو حاصل ہوتا ہے جو
 چہرہ آگے کیا کسائی جو

اللہ تعالیٰ من النعمان المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و
الہ تعالیٰ فی صلیحہ کی واسطی عیش و امنی اور دنیا کی زندگی پسند کرنا ہون کی واسطی جو

رضوا۔ اے لو! پس تم دعاؤ اللہ تعالیٰ وحی ان سلیمان بن عبدالمکمل داخل
 اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا سامان نہ کرے تھی عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے
 بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبدالمکمل جو کہ ارادہ

المدينة حاجا قال هل به رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل اليه فلما اتاه
 جوابه ان ابوحازم ي آدمي يبيح الكحول يا حبه اني

يا ابا حازم ما لنا نكره الموت قال انكم عمرتم الدنيا وخربتم الآخرة فنتكرونها الخروج من الدنيا

الحشر الى الخراب قال صدقت ثم قال ليت شعري مالنا عند الله تعالى خدا قال اعرض عماك
 كپا توئی چه کپا پیر و چا کاشا کچو معلوم بوئا کد کد خدا کی دن چار کپا حال منووالای جواب دیا اینی مثال کو

قرآن کی مطابق کر کے معلوم کریں کہ کس جا مقابلہ ہو سکتا ہے جواب دیا اس آیت میں بیشک شک کوک عیش میں ہیں اور مشک گندہ کار دوزخ میں ہیں اور چاہا

فان رحمت الله قال ان رحمت الله قريب من المحسنين قال ليت شعري كيف العرض على الله تعالى

ہماری رحمت اللہی بیخلف اللہ کی رحمت قریب ہی نیلہ والوں کی
پوچھا کاسی معلوم ہوا کہ علو سطور اللہ کی سامنے جانا ہوگا

عذرا قال أما المحسن فمما الغائب الذي يقدم على أهله وأما المسلم فمما الأبق يقدم على مولاه فبكي
 جوابه بيا بيكي والآن جيبى حجرا هو ابني اهل كى پاس آتاي
 سليمان حتى صلاصوته واشتد بكاءه ثم قال أوصيتي قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
 رويثا اورا كونا بعد هوى اور بيت هى رويثا پير كبا بجو وصيت كى جوابه ديا پيراه كه بجو الله ديكى ييسى جبه جهانى منع كيا هى
 ويفقدك حيث امرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم
 اور نه ديكى جس كيه امر فرماي هى دسوين مجلس فرق كى بيان مين مؤمن اور مسلم مين
 وبين المجاهد والمجاهد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من آمنه الناس
 اور مجاهد اور مهاجر مين فرماي رسول الله صلى الله عليه وسلم في مؤمن وهى جكي اهنه سى لوگ
 على مائهم وأموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه
 ابني جانين اور مال بچالين اور مسلم وهى كه مسلمان جكي زبان اور اهنه سى كوتيج رمين اور مجاهد وهى جسي ابني جان كو
 في طاعة الله تعالى والمجاهر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصاير رواه
 الله تعالى كى فرمان بردارى مين اور مهاجر وهى جو خطا اور گناہون كو ترك كرى ييه حديث مصلح كى حسن حديثون مين سى هى
 فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعى الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
 فضالة بن عبيد كى اهنه سى اسكى سنى ييه مين كه مؤمن وه نهين هى جوايان كا صرف دعوى كيا كرى بله كامل مؤمن ابني ايمان مين وهى
 هو الذى ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دماهم
 جكي امانت اور استقامت ييسى ظاهر هوى كه خلق الله اوسكو امين جان كر ييه خوف نكرين كه بكونا حق مار و ايليكا
 واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
 يلوٹ ليكا اور مسلم وه نهين هى كه صرف دونو كلمه شهادت كى بركا كرى بله كامل مسلمان ابني اسلام مين
 هو الذى لا يؤذى احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والفتنة والبهتان ولا بيده بالضرب
 وهى جو كسيكو مسلمانون مين سى ايزا نه دى نه تواني زباني كاى كلوز دى كر اور غيبت كر كر اور سخن جيبى كر كر اور نهيت ليني سى اور نه ابني اهنه سى نكر
 والقتل واخذ امواله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايداء
 يلوٹ ليكا اور اهنه سى حرم اعضا مين سى صرف ايد و زبان كو كس لى خاص كر ذكر كيا يى باوجود يديك ايد
 كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير واستمع
 جسي زبان اور اهنه سى هوى هى ييسى هى اور اعضا سى هى هوى هى يلوژ زبان اور اهنه سى جسي اكبه اور كلان اور باؤ جب جياكي بجا نكر مين ياكه
 قولهما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما وأما الجمع بينهما فلان
 كى كيت پراو كى لى مرضى يا جاكسى او كى حك مين لى اجازت اسنى ذكر كيا كه اكثر ايداء نهين دونو سى هوى هى اور دونو كو جمع اسنى كيا يى
 كف اليد يحتل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين
 كه اهنه سى كا روكن شايكه بسبب ناتواني كى هو كه اتنى طاقت نهين هى اور جسيان كو او كى سانه روكا تو ييه مقرر هوى كيا
 ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
 كه اهنه سى كا روكن اسلام هى كى جهت سى هى اور مجاهد وه نهين هى كه صرف كفارسى جنگ كيا كرى بله مجاهد كامل وهى جوايى نفس سى جنگ كى كى
 نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشتد
 الله تعالى كى فرمان بردارى پر لگاوى اور الله كى نافرمانى سى اوسكو روكن دى اس لى كه نفس انسانى كا كفار كى نسبت زياده تر

معه من الکفار لکن الکفار فی بعد مکان منه لا یتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الاحیاء
 دشمن ہوتا ہی اسکی کہ کفار تو اس ہی دوسراست پر ہوتی ہیں اسی اتفاقاً کہی کہی مقابلہ اور مقابلہ پیش آجاتا ہی

بعد حین واما نفسه فانها ابدت لایزیمه وتقاتله وتمنعه عن الخیرات والطاعات وتحمله علی
 رہے نفس یہ تو ہم وقت اسکی ساتھ لگا ہوا اور تارہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصی وانواع الفسادات ولا شک ان القتال مع العدو والملازم اہم من القتال مع العدو
 گناہ اور طرح طرح کا فساد پر رغبت دیتی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعید لیشہد لہذا قوله یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار فانه تعالیٰ امر المؤمنین
 یہ قول اسکا شاہد ہی اسی ایمان والو اور قاتل جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو

ان یتبدا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا البعد والماجر
 یہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال ان کفار سی کریں جو اوس ہی پاس ہیں جب پاس کی کفار سی فارغ ہو جائیں تو دور کی کفار سی لڑیں اور مہاجر

لیس من ہاجر من مکة الی المدينة قبل فتم مکة فقط حتی تنقطع علی الهجرة بعد فتم مکة بل الهجرة
 وہ ہی نہیں ہی جو مگر چھوڑ کر کسی مدینہ کو چلا گیا فتح کسی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقیة الی یوم القيمة لانہا انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار السلام ومن
 قیامت تک ہوتی رہی گی اسلوسی کہ ہجرت تو یہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک میں جاتا اور

السیات الی الحسنات وهذه الانشیاء باقیة ما دام التكلیف باقیاً فالماجر الکامل هو الذی
 گناہ ہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہ امور مؤمنان ہی رہیگی جب تک خطاب الہی باقی ہی ہیں کامل مہاجر وہ ہی جو

یترک جمیع ما فیہ اللہ تعالیٰ من المعاصی ولیشغل بما امر اللہ تعالیٰ من محاسن الاعمال کما جاء
 تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی امر بحالانی میں مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فی حدیث اخر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال المهاجر من ہجر ما فی اللہ تعالیٰ عنہ فانه علی الصلوٰۃ
 ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالیٰ فی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام باتن فی هذا الحدیث ان الهجرة الکاملة التامة هی ہجران الفواحش والمکرات والجد فی
 وسلم فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور مکرات کی چھوڑنی اور

الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحیۃ الطاعات والعبادات موقوفة علی صحیۃ الاعتقاد
 طاعت اور عبادت میں کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہ سمجھنا ضرور چاہنی کہ طاعات اور عبادات کہی صحیح اور درست نہیں ہوتی جب تک اعتقاد درست نہ ہو

لان الایمان اصل والعمل فرع والعبادۃ الم یعرف ما الایمان والہدایۃ لا یعرف ما الکفر والضلالۃ
 اسلوسی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہ ہی خبر نہیں کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہ کیا ہی

فتارة تجری علی لسانہ کلمۃ التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم ولا اعتقاد وتارة یتلفظ
 بہر توحیدی اسکی زبان پر کلمہ توحید کہ آجاولیگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کہی کلمہ

بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بھذه المرتبة لو بقی الف سنة
 کفر کا یک دیکھا جتنی مرتبہ ہو جاویا اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فی الصوم والصلوٰۃ لن ینفعہ ذلك الاعتقاد یوم العرض الا کبر ومصیرہ الی النار ومن زعم انہ مسلم
 روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہ اعتقاد پیش کی دن کچھ فائدہ نہ لگے آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعده من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا
 بجهت كرى سيكيني من عقائد الايمان كى جسد وادب وپرفرض عين هي تراوسين ايمان كاصرف دعوى هي دعوى بايا جانا هي
 مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما
 اليس ايمان كافائده صرف دنيا هي من هوتا هي اسلي كدسي خراج حنين ليا جانا هي
 تؤخذ من الكفار لكن يتعدله الوصول في العقبي الى درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتيان بكلمته
 اور كفاي ليا جانا هي لكن اسكو دمج صلوات كا آخرت مين ملنا بهت دشواري كيونكه اوسي حرف كلمه شهادت كا پڑه كر
 الشهادة وتقرير الفاظ الايمان على طريق العادة وعد نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها
 اور عادت كى موافق الفاظ ايمان كى بول كر اول پنج آپ كو مؤمنين مين شمار كر كر بدون سمجھي معنوں كى
 لا يصير مؤمناً بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه ويتقاد في جميع احكامه
 خدا كى علم مين مؤمن نهين هوسكتا يهان نيك كدبني دلى هي تمام احكام شرعي كى تصديق كرى اور تمام احكام كا طبع هوي
 ولا يتشكك ولا يتردد في شئ منها ولوجود هذا التصديق والالتقياد في القلب علامات منها ان
 اور كسي بات مين اصلا شك اور تردد دشواري اور بهت نشانيان مين كه جسي بهت تصديق اور اقياد دل مين موجود معلوم هو ايك بهت هي
 لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعلمه من اهل به والعمل به ومنها ان لا يشتق على قلبه
 كدين كى معاملت سي نكا هو كر نه هوي شي بلكه دين كى درستي مين كوشش كرتا هي ابني اهل كوسكداوي اور عمل كرتا هي اور ايك علامت نييه هي كه اوسكي دلهر دشواري نكزي
 اذ الخبر عن شئ من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر
 جيا مورد دين مين سي كوي ساظم سني اور اوسكو حقير نه سمجھي اور اوسي گردن كشي نكري بلكه اوسكو مان لي اور اطاعت كرى اگر چه ده حكم كيا هي
 في غاية الصعوبة والمخبر في غاية المحقارة ومنها ان لا يكون له هواه امير والشرع تابع له بان
 سخت دشواري هو اور ده حكم سنا نيولا كيا هي ذليل وخواه هو ايك بيد نشاني هي كه اوسكي هوا نفساني حاكم نهو جادوي اور شرع اوسكي تابع نه شي اسلو
 لا ياخذ من الشرع شيئاً الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميراً وهواه اسير له فلا بد
 كه شرعي احكام مين سي ده هي اختيار كيا كرى جو اوسكي مرضي كى موافق هو بلكه واجب هي كه شرع هي اوسكي حاكم اور اوسكي هوا هوس مقيد هو بهر
 من هواه ومراده شيئاً الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر به النبي
 ابني خواهش مين سي بدون اجازت شرع كى كچه اختيار نه كر سكي اگر چه اسمين مال اور مرتبه كا نقصان هو جا اور عزت بگڑ جادوي چنانچه نبى صلى الله عليه وسلم
 عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات
 عليه وسلم في خبري هي فرمايا كه كوي تم مين سي مؤمن نهو كا جبكه كه اوسكي مرضي تابع ميرى احكام كى نهو جادوي جب آدمي مين بهت علامت موجود هو جادوين
 كان مؤمناً حقاً وهذا هو الايمان المخفى من العذاب الابدى لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا
 توده ميشك مؤمن حقيقي هي اور بهت هي ايمان هي جو عذاب ابد يسي نجات ديتا هي ليكن بشرطيكه بجا كهي تمام اليس حالات سني جواس تصديق كو
 التصديق وينافيه مما يجرى على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا
 بكار دين اور كيو دين وه خطرات دلي اور زباني اور تمام اعضا كى مين جن جن سي كفر لازم آجاوي كيونكه ايمان بدون كفر كى نهين گهوتا
 بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي بسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
 اور كفر تين قسم كا هوتا هي بهت قسم كفر جهلي هوتا هي اوسكا سبب بهت نه سنا اور قوه نكرني اور غور اور فكر نه كرنا
 في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان
 آيات مين اور دلائل مين جسي كفر عام لو كر كا كيونكه اكثر عوام بهت هي نهين جانتى كه اوسيه كون كون سي عقايد ايماني كا سمجھنا واجب هي

وأمرهم بها واستقام المؤمنون ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى أن يكفر عنكم
 اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہہ کر کیا ہی یہ بیان فرمایا جو انکی لغت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمہاری
 سبائکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الأنهار وقال فی آیة أخرى ولئن إذا فعلوا فاحشۃ
 برائیان اور داخل کریں گویا خون میں جکی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کرے ہیں کچھ بگاڑا
 أو ظلموا أنفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب إلا الله وکلموا علی ما
 یاہر کرین اپنی حق میں توبہ اور کریں اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اس کا دین اپنی
 فعلوا وہم یعلمون أولیک جزاؤہم مغفرة من ربکم وجنت تجری من تحتها الأنهار خلدین
 کئی پر جاتی ہوگی انکی جزا ہی بخشش اور انکی رب کی اور باغ جسکی نیچی بہتی نہریں وہ پڑی اونہیں
 فیہا ولعم آجر العبدین ثم أخبرناہم تطہرہم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال لک الله حجة
 اور خوب ضروری ہی کام کرنا ان کی یہ یہ خبر دی کہ انکو پسند ہی کہ انکو پاک کری توبہ کہ اگر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیکہ اللہ کو خوش آئے
 التوبین ویجرب المتطہرین فاذا کان کذلک فکیف لا یشغل المؤمن بالتوبة وکیف ینفک عنہا لکن
 توبہ کرنا ہی اور خوش آئی ہیں ستمہائی والی جب یہ ہر تو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر کرے گا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
 لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا یتحقق التوبة الاول الندم بالقلب علی فعل من الذنوب فی
 توبہ کی چار شرطیں ہیں اگر ایک ہی شرط جاتی سی تو توبہ کا پتا نہیں پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر
 الماضی والثانی ترک المعصیة فی الحال والثالث الغم علی ان لا یعود الی مثلہا فی الاستقبال والرابع
 نہ گناہ گذشتہ میں دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری غم کرنا کہ آئندہ کو یہ کہی ایسی حرکت نہ کون گا چوتھی
 ان یکون ذلک خوفا من الله تعالی لا ہر خوفان من ندم علی شرب الخمر وترکہ لما فیہ من الصداق
 یہ کہ تینوں امر اللہ تعالیٰ کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور انکو ترک کیا اسلی کہ اسی سر درد ہوتا
 وذل العقل والخلل بالمال والعرض لا یکون تأمبا شرعا ولا ینال الثواب الموعود للتائبین وکذلک
 اور بیکہ ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور غرت جاتی ہی تو شرعاً یہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی نہیں یا و لگا اور نہ ہی
 من قال بلسانہ استغفر الله وقلہ مصر علی المعصیة فاستغفارة ذلك یحتج بہ الی استغفار مقار
 جسکی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اسکا گناہ پر اڑا لی توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہی
 بالندم لما روی ان علیا رای رجلا قد فرغ من صلاتہ وقال سریعا اللهم انی استغفرك واتوب الیک
 کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی فی ایکے دیکھا کہ اسی نماز سی فارغ ہوئی تجلدی سی یہ کہہ اے نبی میں تجھ کو بخشاں گناہوں اور تیری طرف رجوع کرنا
 فقال علی یا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الکذابین وتوبتک تحتلج الی توبة وعن الحسن
 پس حضرت علی کی کہا ای شخص جلدی ہی زبان توبہ پر چلا فی جوہ لہوں کی توبہ ہوئی ہی تیری یہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
 البصر انہ قال استغفارتنا یحتج بہ الی استغفار قال القرطبی هذا قوله فی زمانہ فکیف فی هذا الزمان
 بصری سی روایت ہی کہ کہتی ہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہ قول حسن بصری کا اور انکی زمانہ میں ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
 الذی بری الانسان فیہ مکیا علی الظلم حریصا علیہ ولا یعلم عنہ والسبحة فی یدہ یزعم انہ یستغفر
 کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ مکرر مکرر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور تسبیح ہاتھ میں لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کرے گا
 منه وذلك استغفراء منه واستغفارا لما روی انہ علیہ السلام قال المستغفر باللسان المصر علی
 اب یہہ ہٹھا چل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنا لا گناہ پر لگا ہوا

الذنب كالمستهمز يبريه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوى بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا

گویند اینی رب می چهل کرتا ہی اور توبہ یہ ہوتی ہی کہ زانی بخش ماگھی اور دل ہی بہ نیت کری کہ یہ کہی تا فرامی نکلون گا

فاذا فعل ذلك يغفر الله ذنبه وان كان ذنبه عظيما اذ ليس ذنبا اعظم من الكفر وقد قال الله تعالى

جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اسے تعالیٰ اوسکی خطا سے توبہ کیسی بھی گناہ ہو کیونکہ کفر ہی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی اور اسے کافروں کی حقین

في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان يكتبوا يغفر لهم مما قد سلف فاظنك فيما دونه من المعاصي

یہ فرماتا ہی تو کہی کافروں کو اگر آزارین تو صاف ہوا تو جو ہو چکا بہر تو کیا سمجھتا ہی کفر ہی کتر گناہوں کو

وقدرى انه عليه السلام قال لو اخطأ احدكم حتى يملأ ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جا دی سید ان آسمان اور زمین کا بہر وہ توبہ کری تو اسے اوپر رحمت کرتا

وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اعتراف کرے ہی توبہ کرتا ہی تو اسے پھر اسے تعالیٰ رحمت کرتا ہی مودہ یہ ہی

اقر بكونه من نبيائهم ندم على ما فعل من الذنوب وعلى ما اكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله

کہ اپنی تین خطا دار کہہ کر پھر گناہ کوئی ہو ہی پر اور برای گائی ہو ہی پر شرم ہو دی اور آگے کو یہ عزم کری کہ پھر ایسی حرکت نہ کرے گا

يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنب على نوعين ذنب بينه و

تو اسے تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا ہی درگزر فرماتا ہی لیکن یہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو مرف حقوق الہی

بين الله تعالى وذنب بينه وبين العباد فالذنب الذي بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار

دوسری حقوق العباد پہر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہیں پہر گناہ کفایت کرے ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود فاذا فعل ذلك لا يبرم من مكانه حتى يغفر له ذنبه

زبان سے اور ندامت دل سے اور عزم دل سے کہ نہ پھر کرے گا جب ایسی توبہ کرے کہ تو فوراً اوسے چھوڑے اوسکی خطا صاف ہو جاتی ہی

الا ان يكون عليه شيء من فرائض الله تعالى فان الشرع لا يكتفي فيه بمجرد التوبة بل يضاف الى ذلك

ہاں اگر اوسکی ذمہ کچھ فرائض الہی میں سے ہی ہو تو اس صورت میں شرع ہی صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس توبہ کی ساتھ

في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة واما حقوق الادميين فلا بد من اتيانها

بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی میں کفارت چاہی یہی حق العباد اسمیں ضروری کہ وہ حق مستحق کی پاس

الى مستحقها فان لم يوجدوا يلزم تصديقها عنهم بنيه ان يكون وديعة عند الله تعالى يوصنها

پہنچا دی اور اگر وہ مستحق نہ ملے تو لازم ہی کہ اوسکو اوسکی طرف سے خیرات کر دی اس نیت سے کہ اسے تعالیٰ یہ امانت قیامت کی دن

الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد سبيلا لخروجه عما عليه من التبعات لا غساره فعليه ان يكثر

انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نہ پائے دی حقوق العباد کی ادا کا تو اسکو یہ لازم ہی

من الاعمال الصالحة ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل

کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں مؤمن مرد و سونوں عورتوں کی لئے اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہ عمل کیا

كذلك يرجي من الله تعالى ان يرخص خصماءه يوم القيمة بالطفه وكرمه المجامع الحادى عشر

تو اسے تعالیٰ کی فضل ہی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدد عیون کرے اپنی لطف اور کرم سے پختی کر دی گناہوں میں بخشش

في بيك افضل الذكر وافضل الدعاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

افضل الذکر لاله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر

سید و کرون بین سید پیر سید لاله الا الله اور سب دعاؤں میں سے بہتر یہی الحمد ہے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جابر کی روایت سے

وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذكر العبد لله وسواله عنه

اور الحمد سب دعاؤں سے افضل اسلئے بہتر ہے کہ دعا اسکو کہتی ہیں کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرے اور سب فضل کا سوال کرے

ففي الحمد للمعنى موجودا ذيق ذكر الربط بين الدعاء والشكر والعلم في لفظ الحمد لله راس الشكر والشكر لله

سوال الحمد میں یہ معنی موجود ہیں اسلئے کہ اس میں رب کی یاد دہانی اور ترقی کی طلبی اسلئے کہ الحمد اصل میں شکر ہے اور الحمد ہی اسلئے کہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والشكر يستلزم المزمع لقوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم فمن قال الحمد لله يصير كأنه سئل عنه

اور شکر میں ترقی ہو چکی ہے اسلئے کہ فرمودہ اللہ تعالیٰ کی اگر حق مانو گی تو اور دون کا نکلو یہ جہنمی الحمد کہہ کر یا اسلئے اللہ تعالیٰ ہی

تعالى زيادة فضله بعد الثناء عليه واما كون لاله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوح

شک کہ فضل کی ترقی طلب کی اور لاله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہے تو اسلئے کہ اس میں وہ معنی ہیں

في ذكر غيره وبسبب معرفة ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى

جو اور ذکر میں نہیں پائی جاتی عقائد معنوی دریا فت کرتی ہے اسلئے کہ جو جو واجب ہیں دریا فت کرتا بہ نسبت ذات باری تعالیٰ کی اور وہ معنی

اثبات الالهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالهية جميع ما يجب على المكلف معرفة

ربوبیت کا ثابت کرنا واسلئے اللہ تعالیٰ کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا سب سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگلیں جنکا جاننا مکلف کو ضروری

ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالهية تشتمل على معنيين احدهما

اوصاف الالهية جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جائز ہیں اللہ تعالیٰ کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثاني افتقاره جميع ماعداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة

اللہ کا بی نیاز ہونا تمام اپنی ماسوا سے اور دوسرا تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحيد لا يستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع ماعداه الا الله تعالى اما استغناؤه

توحید کی یہ معنی کہ نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی سے اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنی کا سوا اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کی بی نیازی

عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات

تمام ماسوا سے جو ہی اسلئے واجب ہو کہ اللہ تعالیٰ موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئے کہ یہ صفات اگر اللہ تعالیٰ کو بغیر وراثت ثابت نہ ہو جاویں

لكان محتاجا الى محدث لان النقصا شئ عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر

تو یہ بلاشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسلئے کہ ان صفات میں سے جوئی نہ ہوگی تب ہی حادث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقائص وجوب السمع و

ہونا ہی اور الہی ہی واجب ہو اللہ تعالیٰ کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونی میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يدفع

بصر اور کلام کا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر یہ صفات واجب نہ ہوگی تو البتہ اس میں نقصان کی باتیں پائی جائیگی اور محتاج ہوگا الہی کا جو اس

عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب

نقصان کو دور کر دے اور ایسی چیز واجب ہو پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہ ہو

له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب

اس کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شے کا جس سے اولیٰ غرض حاصل ہو الہی ہی ضرور ہو اللہ تعالیٰ ذکر پر کچھ واجب نہ ہوتا

علیہ فعل شیء من الممكنات ولا ترکہ اذ لو وجب علیہ شیء منهما لکان محتاجا الى ذلك الشئ
 کسی فعل کا ممکنات میں سے کرنا اور نہ کرنا اسلی کہ اگر واجب ہو اسکی ذمہ پر کچھ ان دونوں میں سے تو البتہ محتاج ہوگا اور شی کا
 لیکن بہ اذ لا یجب لہ تعالیٰ الا ما ہو کمال واما افتقار جمیع ما عدا الیہ تعالیٰ فیوجب لہ تعالیٰ
 تاکہ اوستی کمال بن جاوی اسلی کہ اللہ تعالیٰ کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اسکی محتاج ہوتی سی اسکی طرف واجب ہوا
 القدرة والارادة والعلوم والحیوة اذ لو یجب لہ تعالیٰ ہذہ الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیء
 اللہ تعالیٰ کا قدر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اسلی کہ یہ چاروں صفت اگر اللہ تعالیٰ کو واجب نہ ہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کر نی سی
 من الممكنات وکذا یوجب لہ الوحدا نیۃ اذ لو یجب لہ تعالیٰ الوحدا نیۃ بل کان معہ غیر فی
 عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت ہی واجب ہوتی ہی اسلی کہ اگر وحدانیت نہ ہو
 الا لوهیۃ لو یفتقر الیہ شیء من الممكنات للزوم عجزہا ویؤخذ من افتقار جمیع ما عدا الیہ تعالیٰ
 تو ہر کوئی شیء ممکنات میں سے اسکی محتاج نہ ہوگی کیونکہ یہ کہ ممکن کی دونوں عاجز ہوتا نیگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اسکی
 حدوث العالم بأسرہ اذ لو کان شیء منہ قدیما لکان مستغنیاً عنہ تعالیٰ غیر مفتقر الیہ یؤخذ
 اسکی محتاج ہونے میں تو ایسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلی کہ عالم میں سے کچھ ہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ ہی پر واجب ہوگا اسکی طرف محتاج نہ ہوگا اور یہ ہی
 ایضاً ان لا یؤثر شیء من المخلوقات فی اثراً اذ لو کان فی شیء من المخلوقات تاثر فی اثراً لکان لا اثر مستغنیاً عنہ تعالیٰ غیر مفتقر
 معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھ اثر نہ ہو
 الیہ فعلی ہذا کل من یقول لا الہ الا اللہ یصدیر کاذب یقول لا واجب الوجود الا اللہ تعالیٰ ولا واجب
 بلکہ دنیا نہایت اس نظر سے کہ موافق جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہی گویا کہ وہ یہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی واجب
 القدم والبقاء الا اللہ ولا قادر علی ایجاد الممكنات کلہا الا اللہ ولا عالم بما لا یتناہی من المعلومات
 اور ایسی سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدا نیش پر سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی دانندہ مخلوقات ہی انتہا کا
 لا اللہ ولا منزہ عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی فعالہ واحکامہ الا اللہ ولا مؤثر فی شیء من
 سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی ہر تمام نقصانوں سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام میں سوا اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی اثر کر نی والا کسی
 المخلوقات الا اللہ وعلى ہذا القیاس کل ما وجب فی حقہ تعالیٰ واستحال علیہ وجازلہ فقد
 مخلوقات میں سے سوا اللہ تعالیٰ کی سب طرح جو جو صفات اللہ تعالیٰ کو واجب ہیں اور جو جو اسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جائز ہیں
 ظہر من ہذا ان فہم معنی کلمۃ التوحید یتوقف علی معرفۃ اللہ تعالیٰ ومعرفۃ اللہ تعالیٰ
 اس میں ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنوں کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی
 لیست ضروریۃ حتی یحصل بالبدان ہذہ معرفۃ کون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
 یہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدم جانتی ہیں بلکہ استدلال سی
 بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجباً لانه تعالیٰ امر بہ وقال انظر واما اذا
 معلوم ہو گیا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ ہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکھو کیا کیا
 فی السموات والارض فمن ترکہ یكون اثماً لانه اعطى الانسان نعمة العقل فیهستدل بہ علی وجود
 موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پھر جسکی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلی کہ اللہ تعالیٰ ہی آدمی کو عقل کی نعمت اسکی واسطی عطا کی ہی کہ اسکی ذمہ سے بات
 وقدمہ ووحدة وسائر صفاتہ التي تدل علیہا افعالہ وھی القدرة والارادة والعلوم والحیوة
 اسکی وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم يستدل به لا يكون مؤدياً لشكر نعمة العقل فيكون اثناً فيبقى في مشية الله تعالى
 پیر اگر اسنی دوس عقل سی استدلال کیا تو ادنی عقل کی نعمت کا شکر ادا کیا پس یہ گنہگار ہوگا پیر مثبت الہی میں ہی کا
 ان شاء یعفر عنه ویدخلہ الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبہ بقدر ذنبہ ثم یدخلہ الجنة
 چاہی اسکو صاف کر کے جنت میں بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اسکی خطا کی موافق اسکو عذاب دیکر جنت میں داخل کری
 فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يعتنى في معرفة الله تعالى حتى تيسر له فهم معنى كلمة التوحيد
 اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الہی میں کوشش کیا کری تاکہ اسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنی کا سہل ہو جاوی
 التي هي ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد ائض العلماء على لزوم فهم معناها
 جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سے رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گزری ہیں کہ سمجھنا معنی کا لازم ہی
 ولا لا ينتفع بها متلقظها في الانقاذ من الخلود في النار اذ ليست فضيلتها بائزاع تحريك للسان
 اور نہیں تودانی پڑتی سی اصل فائدہ نہیں ہی کہ دائمی عذاب سے بچی اسواسطی کہ اسکی فضیلت زبان پہ فی سی نہیں ہوتی ہی
 بها من غير حصول معناها في القلب بل فضيلتها بائزاع حصول معناها في القلب بسبب
 جب تک کہ اسکی معنی دل میں نہ حاصل ہوں بلکہ اسکی فضیلت یہ ہی کہ اسکی معنی بسبب معرفت الہی کی دل میں متیقن ہوں
 معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى ليست معلومة
 اور معرفت الہی سی مراد یہ نہیں ہی کہ اسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اسکی ذات تو بشر کو معلوم نہیں ہو سکتی
 للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له ليعلم من
 بلکہ معرفت سی یہ مراد ہی کہ یہ دریافت کری کہ اللہ تعالیٰ کی حق میں کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جائز ہی تاکہ دریافت کری
 يتطوع بها ما نفى عن غيره تعالى وما اثبت له فانها مركبة من نفى واثبات فالمنع كل فرد من
 کلمہ نفی والا کیا وصف نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر فرد
 افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والاثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى
 معبود حقیقی کا ہی سوا ہی ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی میں سی ارادہ ذات الہی ہی اور معنی
 الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب فهمه اذ امر الله ان يصدق
 اللہ کی یہ ہی ہیں کہ واجب الوجود ہو سنو اور عبادت کا اور یہ معنی کل میں کہ صرف باعتبار ادراک کی ہو سکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق
 على كثيرين لكن الدليل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصاً بذات الله تعالى ذلك
 آوی پز دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمیں محال ہی اور یہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ
 الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثاً محتاجاً الى محدث يدل على ان له موجداً قديماً واحداً
 دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہ عالم حادث محدث کا محتاج ہو کہ دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک موجد ہی قدیم واحد
 متصفاً بالقدرة والارادة والحياة والعلم لانه لو لم يكن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى
 اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم پہنچے کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا
 محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحداً بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما
 پیر دور بل تسلسل لازم آوے گا اور یہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو بیشک اسکی آسپین
 القائل المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان
 روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہ ہوگی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک

عاجز عن ايجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرۃ وتأثیر القدرۃ فی شئ من الاشیاء
 عالم میں سی ہر ذرہ کی ایجاد سے پہلے ہی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور تیر قدرت کی کسی شئ میں اس شئ کی ارادہ کرنے پر
 يتوقف على ارادة ذلك الشئ و ارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ
 موقوف ہی اور ارادہ اس شئ کا بدون علم اس شئ کی نہیں ہو سکتا اس لئے اس لئے کسی شئ کی ایجاد کا
 مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة يتوقف على الحيوة لكونها شرطاً فيها
 بدون علم اس شئ کی محال ہی اور یہ تینوں صفتیں کب ہو سکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہے
 فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلاً قطعياً على وجوده تعالى وكونه
 اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا اس کی اجزاء میں سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجود پر کہ وہ
 قديماً واحداً متصفاً بهذه الصفات المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان
 قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اس سبب ہی
 بعض اهل التوحيد يقولون استدلالاً بالاثار على المثر ما راينا شيئاً الا ما راينا الله تعالى ربه فان
 بعضی اہل توحید اس کی مؤثر پر استدلال کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے جس کی شئ کو دیکھا تو اس کی مانند ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھا بیشک
 كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثاً محتججاً الى من يوجده ومرتبه لا يزال يتكلم بكلام لا رفيه
 ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنے والی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جس میں نہ حرف ہیں
 ولا صوت ان له موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرۃ والارادة والعلم والحيوة يسمع كلامه
 اور نہ آواز یہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنے والا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تیز دلی
 السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزلون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع
 اس کی کلام سنتی ہیں اور لی تیز جسکی سمجھ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی جاتی ہی
 به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عرى ولا عصى لا يسمع غير الا صوت وتشارك
 جس میں حرف اور آواز نہ ہو اور نہ عری نہ ہو اور نہ عصی یہ سماعت ظاہری اور نہیں ہی جسی وہ آواز کی کچھ نہ معلوم ہو اور چھوٹے
 فيه البهاثم الانسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهاثم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من
 اور انسان اس میں شریک ہیں کیونکہ اس شئ میں کیا خوبی جسی میں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ آدمی مکلف
 صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لو يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع والبصر
 صفات الہی میں سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جسی سمع اور بصر
 والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
 اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کہی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہ ہی
 انها صفات كمال و اضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه
 کہ یہ صفتیں کمال کی ہیں اور اس کی ضد میں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سی موصوف ہوتا اور صفات نقصان سی
 بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتمام الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
 بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہ ہی کہ
 الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
 شرع ہی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہری پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على شئها
 بہتری عقلی دلیل سی اسلکی کہ ان صفات پر افعال الہی تو موقوف ہیں نہیں
 له تعالى وذاته لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كما يجب ان تصاف بهما بحيث
 اورا وہی ذات کسیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہیں انکا ثبوت ہی چاہی ہونا ایسا
 لولم يتصف بها يلزم ان يتصف باصداها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم
 کہ اگر یہ صفات موجود نہ ہوں گی تو انکی ضد اور موجود ہونگی اور ان صفات کا کالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق میں ہی اور یہ کہ لازم نہیں
 من كون الشئ بالنسبة اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والام مع كونهما
 کہ جو صفت ہماری حق میں باعث کمال کا ہو تو یہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہو کیا مجھکو معلوم نہیں ہی کہ لذت اور ام باوجودیکہ
 بالنسبة اليها كما لا يستعان على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات
 ہماری حق میں کمال میں اسد تعالیٰ پر مستنع ہیں اسلوسی کہ جس کی عوارض سی ہیں اس بیان کی موافق لازم یہ ہے کہ
 تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم و
 ان صفات کی باب میں دست آور نقل بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور
 امانته ونبرته بالمجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسول في كل ما يبلغ عني سواء
 امانت اور نبوت ایسی مجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہی میرا اسلے چاہی جو حکم میں طرف سی بیان کری
 كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لكونها
 کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا صمت سی اسلے کہ مجزہ اسد تعالیٰ کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ مجزہ
 فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة قائما مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة
 ایک فعل ہی افعال الہی خلاف عادت کی قائم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی کئی رسالت کی دعویٰ میں
 فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يد عذائه الرسالة صار كانه قال صدق رسول
 کیونکہ اسد تعالیٰ ہی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہتھ پر رسالت کی دعویٰ کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
 في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان
 تمام احکام میں جو میری طرف سی اوکری برابر ہا کہ وہ تبلیغ رسول کی قوی ہو یا فعلی ہو یا صمت سی ہی ہو علمانی اسکی یہ مثال بیان کی ہی
 رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال اننا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کی رو برو کھڑا ہو کر کہی میں اس بادشاہ کا ایچی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلا فلا نامہ دیکر بھیجا
 من التكليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال اية صدق في اتي اطلب من الملك ان
 اور وہ جماعت اسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہ ہے کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ
 يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
 اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کھڑا ہوا اور بیٹھ جاوی بہرہ بادشاہ کے تکیا کر بیٹھ کر توبیشک
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم
 بہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کی ہی یہ شخص سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسکی علم
 الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولين لم يشاهد بل وصل اليه خبره
 میری ادنیٰ صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں اور جو شخص نہ دیکھیں بلکہ اسکو تو اتنی ہی خبر پہنچیگی

باتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم
 اور مثبک یہ مثال رسول علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے
 الضرورى بصدقهم لمن شاهدوها ولم يشاهدوها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت
 صداقت کامل برہمی حاصل ہوتا ہے دیکھنے والوں کو اور جنہوں نے نہیں دیکھا تو اتنی سی سکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا
 صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصديقهم في كل ما جاء وابه من عند الله تعالى وافضلهم
 معجزہ کی دلالت سے تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لای ہیں اور تمام انبیاء میں افضل
 نبیاً ومولاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانه تعالى قد بعثه الى اهل الارض ليلبغهم امره ونهي صومعه
 اور برتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے انکو تمام اہل روی زمین کی طرف سے بھیجا تاکہ انکو اسکا حکم اور مافقت اور جزا
 ووعيدہ وايذہ بمعجزات كثيرة لا حصر لها ليرصد قوه فوجب عليهم تصديقه في كل ما اخبر
 اور سزا پہنچا دیں اور انکی تائید کی بہت معجزات سی جیسا کہ انتہائے نہیں تاکہ اونکی تصدیق کریں سو واجب ہے انکی سب پر تصدیق اونکی تمام خبروں میں
 وطاعته في كل ما امره والانتفاء عن كل ما زجر من لم يصدقه فيما اخبر ولم يطعه فيما امر ولم ينه
 اور واجب ہے اطاعت اونکی تمام حکموں میں اور باز رہنا جس چیز سے ممانعت کریں یہ جو شخص تصدیق نہ کری اونکی خبروں میں اور اطاعت نہ کری اونکی حکم کی اور باز نہ ہو
 عما زجر يكون من الذين قال الله فيهم في القرآن العظيم الذي هو افضل معجزاته اولئك كالأغصان
 مستقيمة يهيئ الله لهم من ان لوگون میں ہی جتنی حق میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو انکا سب سے بڑا معجزہ ہے فرماتا ہے وہ جیسی چوبایہ
 بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالهايم في كون مشاعرهم متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصودة
 بلکہ اوستی زیادہ بیزارہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو چوبایوں سے مشابہت دی اسباب میں کہ انکی عقین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر
 عليها وعدم التفكير فيما يفرع اذ انهم من الايات القرآنية والاحاديث النبوية وعدم الالتفات بها
 ہرگز نہیں اور ہرگز تامل نہیں ہے اوستی جو کتنی میں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور اصلاً اور وہ توجہ نہیں ہے
 بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شأنها ان تدرك من المنافع والمضار وتجهد غاية جهدها
 بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو چوبایہ سے بیزارہ زیادہ کہا کیونکہ چوبایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہیں اور خوب کوشش کرتی ہیں
 في جلب ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها من بسئ اليها وهو لا
 اپنی منفعت کی پیدا کرتی ہیں اور ضرر کی دفع کرتی ہیں اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہیں اور تمیز کرتی ہیں درمیان اونکی جو اونکی ساتھ احسان کری اور ضرر پہنچائی
 ليسوا كذلك حيث لا يميزون بين المنافع والمضار ويجهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم
 ایسی نہیں ہیں اسلئے کہ اصلاً نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتی اور ضرر سے ان چیز میں مرکب کر کوشش کرتی ہیں اور منفعت سے الگ سمجھتی ہیں
 وسلب ما ينفعهم ولا ينفقون لربهم وخالفهم ورازمهم ولا يعرفون احسانه اليهم ويقدمون على
 اور اطاعت نہیں کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنے والی اور درزی دینی والی کی اور نہیں سمجھتی کہ ان پر اوستی کیا کیا احسان کیا اور عذاب
 العذاب الاليم ولا يقدمون على النعيم المقيم ويكونون من الذين قال تعالى فيهم يعلون ظاهراً
 دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتی یہ وہ ان لوگون میں ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فوٹا ہی جاتی ہیں اور یہ وہ
 من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم غفلون يعني انهم يعلمون ظاهراً حقيراً خسيساً من الدنيا
 دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتے یعنی یہ لوگ یہ ہی ظاہر کی نگہی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہیں
 وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم
 وہ یہ جو کہ انکو نظر آتا ہے دنیا کی رونق اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور انکی ہواؤں کی مطابق ہیں

اور چوبایہ

وهم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطر ببالهم ولا يتفكرون
^{اورده آخرت سي} ^{جو کہ بڑا مطلب ہی} ^{اور میں مدعا یہاں کمال غافل ہیں} ^{اور انکی دلیں خطرہ نہیں آتا اور نہیں سوچتی}
 من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم باصور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
^{دنیا کی حالات کو} ^{اسطور کہ اس سے آخرت کی معرفت حاصل ہوگی کہ علم امورات اخروی کا} ^{علم وجود باری تعالیٰ}
 وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
^{اور اسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا} ^{بدون غور اور تامل کی مصنوعات میں}
 والاستدلال بتغيراتها على حدوثها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
^{اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی سی حادثہ میں اور محتاج ہیں طرف پیدا کرنے والی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور}
 الامرادة والعلم والحیوة وهم قصر والنظر على الظواهر الحسية كالبهاثم ولم يتفكروا في عجائب
^{صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم فی اپنی نگاہ ظاہر دیکھیں پر} ^{چو پائیہ کی طرح کوتاہ کی} ^{اور اسکی عجیب صنعت کو}
 صنعها ليستدلوا بها على وجوده وقدرته وارادته وعلمه وحيوته فيعلمون ما اخبر
^{خیال نہ کیا تاکہ اوتی استدلال ہو اسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر} ^{پہر یہ جاننے کہ جو حدیث میں ہی}
 من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
^{امورات آخرت میں سی ممکن ہیں اور ممکن واقع ہونا ضروری اور جب وہ امور واقع ہوگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک}
 وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير ينسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
^{اور اعمال نیک کی دو قسم ہوگی ایک قسم بہشت میں اور ایک قسم دوزخ میں} ^{ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو} ^{جنتی کری ہمراہ}
 الامرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعته
^{صلی اللہ علیہ وسلم کی} ^{پارہ ہجرت میں} ^{اس بیان میں} ^{کہ بڑا اسعاد دینے والی}
 النبي صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعته
^{قیامت دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی} ^{فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی} ^{بڑا اسعاد دینے والی میری شفاعت سی}
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذ الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
^{قیامت کی روز وہ ہی جنتی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی صلوٰۃ} ^{یہ حدیث مصابیح کی صحیح صحیحون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی}
 وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه عليه السلام قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه عليه
^{اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم فی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جنتی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی سے داخل ہوا جنت میں بیشک}
 الصلوة والسلام قد بشره لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخالص
^{نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونوں حدیثوں میں وعدہ کیا ہی} ^{کہ لا الہ الا اللہ کہنے والی میں خلوص}
 ولا خلاص معنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعد
^{اور اخلاص ہو اور معنی خلوص} ^{اور اخلاص کی یہ ہیں کہ اسکا حال مقال کی مطابق ہو یہ جنتی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اسکا حال مطابق}
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
^{مقالی} ^{نہوا} ^{تو اس میں} ^{اخلاص اور خلوص کچھ نہیں ہی} ^{اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی}
 اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمل على
^{کہ اسکو یہ قول} ^{گناہوں سے باز رکھی} ^{اور طاعات کی نصیحت نہ لائی} ^{اور اگر اسکو گناہوں سے نہ روکا} ^{اور نہ طاعات پر رغبت نہ لائی}

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عارضة يسترد منه
 تواسين خلوص واخلص کہاں ہی اور اندیشہ بہر ہی کہ بہر قول اوچین بطور عارفت کی ہو بہر چہن نہادوی

لان من لم يكن فيه الاصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصر على الذنوب قريب من ان
 کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچھ نہیں ہی اور وہ نیک اعمال میں قصور کرتا رہے اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صادته الرياح العاصفة التي هي الوسائس الشيطانية المحركة لها لا
 درخت ایمان کا جڑ سی اوکڑ جاوی جب اوکو تند ہوا میں صدمہ پہنچا میں کہ وہ دوسری شیطانی ہن جوا اوکو حرکت دیتی رہتی ہیں کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمره لا تثبت
 جکی ایمان کی جڑ دل میں خوب نہیں بیٹھی اور اوکی ٹہنیاں تمام اعضا میں نہیں پھیلین اور نہ اوکو پہلی کچھ پھل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر في
 تو وہ جب ملک الموت آوے گا قائم نہیں رہے گا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹھی ہی اور اوکی ٹہنیاں

في الاعضاء وانما يظهر ثمره فيها اذا سقى بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسخ
 اعضا کا اندر جب پہیلی میں اور پھل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا رہی تاکہ اوکی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت
 اور ثابت ہو کر اوکی شاخیں پھیلین اور اوکو پھل لگی بہر حال دوسری خاتمہ سی معلوم نہیں ہو سکتا اور اصل یہی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصر على
 علوم عقلی میں ثابت ہی بہر ہی کہ ہر فعل بار بار کرتی کرتی نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہی بہر جو شخص گناہوں پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
 اصر کرتا ہی اوکی دین محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں بہر اگر اس شخص کو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
 رغبت طاعات کی زیادہ تھی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
 زیادہ تھی تو بہر موت کی وقت گتہ وہ ہی گناہ یاد آویگی پس بعضی وقت نزدیک علی کسی شہوت کی شہوتوں میں سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتضير سببا لسوء خاتمه فاما الذي غلبت ذنوبه
 یا کسی گناہ کی گناہوں میں سی اوکی جان نکل جاتی ہی اور اسکا دل اس میں نگار ہوتا ہی بہر ہی سبب اوکی خاتمہ بدکا ہو جاتا ہی اور جس شخص کی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يقبض عنها بل كان مصرعا عليها وقلبه فرجا بها فهذا الخطر في حقه
 اور طاعات سی زیادہ ہوں اور توبہ کی نہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہا اور اسکا دل اسی میں خوش رہے تو ایسی شخص کی حق میں اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يمثّل صورة معصية في قلبه وتميل اليها نفسه
 بڑا اندیشہ ہی اسکو سطحی کہ بعضی وقت ماری غلبہ محبت کی صورت گناہ کی اوکی دین پیدا ہو جاتی ہی اور اسکا دل اوپر کر مایل ہوتا ہی

ويقبض عليها وروحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا اصلا او امر تكب لكن
 اور وہ میں جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد بہر ہی اور جس شخص کی کوئی ہرگز گناہ نہیں کیا یا گناہ تو کیا بہر

تائب وهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله ادعاء واجب
 توبہ کر لی سو وہ اپنے پیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر مسلم پر جو لا اله الا اللہ کہتی ہیں واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
 او كل من لم يرد واجب في اكلها كرين اورا پي نہی کو اور عام اعضا کو گناہوں سے بچا دین اسوئی کہ اکثر لوگ یہ کہہ کر لذت ہی کہتے ہیں
 هذا القول شر ينزع عنهم في آخر اعمالهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايصال
 پہاؤنی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا سی ہی ایمان مرقی میں
 وای مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
 اب کوئی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہ مسلمانوں میں درج ہو
 ويكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس الحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
 تو آخرت میں اوسکا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اوسکی حال پر نہیں ہی جرتا جیسی کھل کر
 الحسرة على الذي يخرج من المسجد ويخرج في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
 افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد میں ہی کھل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا دی ہی آدم باعتبار ایمان کی
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
 دو قسم کی ہیں بعض ایسی ہیں کہ اوسکا ایمان عاریت کا ہی ہے جہن جہن جاوے گا اور بعض ایسی ہیں کہ ایمان اوسکو بخشا ہوا ہی
 لا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
 پہاؤں گز نہیں چھٹی گا اور نشان اس میں یہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
 تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اسی پہ نہیں چھینا جاوے گا اور جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عارية يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمنعه من الذنوب وتحمله على
 تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چھن جاوے گا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہوں سے روکتا اور طاعت کی رغبت
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
 دیتا ہے جس کو گناہوں سے روکتا اور نہ طاعت پر رغبت دے تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گھر ہی
 مريض فان القلب قد يمرض ويشتم مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
 بیمار ہی بیشک دل کہی بیماری میں سخت مبتلا ہوتا ہی لیکن اوس شخص کو بسبب غلبہ ہواہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت
 يموت قلبه وهو لا يشعر بهوته وعلاوة ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
 اوسکا دل مر جاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اسکا نشان یہ ہی کہ دلین گناہ کی زخم سی الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جب تک
 فيه حيلة يتألم بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
 زخمہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اوجھیا ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سی الم پیدا ہوتا ہی اوسکی اوس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی ہ
 حرارة الداء ولا يصبر عليها فيؤثر ببقاء الداء على مشقة الداء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
 پڑگی دوا کی بدولت نہیں کرتا وہ اوس پر صبر کرتا ہی بہرہ الم بہت ہی ہتی دوا کی مشقت میں اشر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہواہوس کی مخالفت ہی اور یہ
 اصعب شئ على النفس وليس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هو اك داءك فان خالفت
 نفس پر بڑا ہی دشواری اور اوسکو حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہی سهل بن عبد اللہ کہتے ہیں تیری خواہش تلخ مرض ہی اگر تو ہی اوسکا علاج
 فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وكما من خاف مقام سريام
 تو یہ ہی تیرا علاج ہی اور یہ ہی کہا ہی ہوا ہر کس کو ترک کرنا جنت کی کنجی ہی اعلیٰ ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی سبکدوشی کھڑی ہونی سی

وَكَمْ لِنَفْسٍ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالَفَ هَوَاهُ وَيَطِيعُ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيقُ
 اسعدك انك كواحد من سويست بهی ای فکھانا پس نیک بخت دوی ای جانی بود پس کی مخالفت کرک ای صاحب کی اطاعت کرک الله
 مَنْ يَتَّبِعْ هَوَاهُ وَيَخَالَفْ مَوْلَاهُ فَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَىٰ سَمٌّ قَاتِلٌ مِنْ سُمُمِ الدِّينِ يَفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ
 ده ای کاپنی جو اوس کی پیچی فکھری اور اپنی صاحب کی مخالفت کرک بیشک اطاعت نفس کی زهر قاتل ای دین کی زهر طل میں سی ہمیش کی واسطی مارا لای
 الْأَبَدِ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ هَهُنَا دُولُكُمْ وَلَا مَنَازِلُكُمْ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ فَالْخَائِفُ مِنَ الْهَلَاكِ فِي هَذِهِ
 جملہ کام آدی کوئی ملے شیشی مگر جو کوئی آکا اسد اس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس
 الدُّنْيَا الْفَانِيَّةُ فَإِنْ كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاحْتِرَازُ عَنِ السُّمُومِ وَمَا يَصْرُفُهُ مِنَ الْمُهْلَكَاتِ فَالْخَائِفُ
 دنیا فانیہ میں انصہر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیش زہروں سی اور کامیابیات سی بچتا ہی سو جو کجواک
 مِنَ الْهَلَاكِ الْأَبَدِ أُولَىٰ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاحْتِرَازُ عَنِ الْمَخَاصِيِ الَّتِي هِيَ سُمُومُ الدِّينِ فَإِنَّ
 ابدی کا خوف ہو تو اسکو تو ضرورت واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا ہی کہ وہ دین کی حق میں زہر ہونگے ان زہروں سی
 الْخَوْفُ مِنْ هَذِهِ السُّمُومِ فَوَاتِ الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي لَيْسَ أَعْمَارُ الدُّنْيَا عِشْرَ عَشْرٍ مَدَّتْهَا
 یہ ہی اندیش ہی کہ آخرت فوت نہ ہو جاوی جو ہمیش کو باقی ای اور کی کئی بار دنیا کی عمر میں اور کئی ستون حصہ کو میں حتی
 أَدْلَيْسَ لِمَدَّتْهَا آخِرُهَا وَفِيهَا النِّعَمُ الْمَقِيمُ وَالْمَلِكُ الْعَظِيمُ وَفِي فَوَاتِهَا نَارُ الْمُجِيمِ وَالْعَذَابُ الْأَلِيمُ
 کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر میں ہی اور اوس میں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوس کی فوت ہونی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک
 فَالْبِدَارُ الْبَدَارُ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْإِسْتِغْفَارِ قَبْلَ أَنْ يَجْعَلَ سُمُومُ الذَّنُوبِ فِي رُوحِ الْإِيمَانِ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَهُ
 پس جلدی کرو جلدی طوف توبہ اور استغفار کی پہل اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کرے بہر نہ توبہ ہمیز فائدہ رکھگا
 الْإِحْتِمَاءُ وَلَا عِلَاجُ الْأَطْبَاءِ وَلَا نَصْرُ النَّاصِحِينَ وَلَا وَعْظُ الرَّاعِظِينَ وَيَجُوزُ عَلَيْهِ الْقَوْلُ أَنَّهُ مَنْ
 بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور کہ بہر بہر ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ بہر
 الْكَافِرِينَ وَيَدْخُلُ تَحْتَ عُمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمِقُونَ
 کافر ہی اور اس قول عام کی تلی داخل ہو جائگا ہمیں ڈالی ہیں اوسکی گردنوں میں طوق سودہ میں شوٹوں تک پہنچی سر اٹل ہی ہیں
 وَلَا يَفْرُكُ لَفْظَ الْإِيمَانِ وَقَوْلُ الْمُرَادِ بِهِ الْكَافِرُونَ أَذْ قَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الزَّانِيَ لَا يُزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ
 اور ایمان کی لفظی کہند میں نہ آتا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر میں اسو علی کہ حدیث میں یہ آئی نہیں کہ زانی نہ کرے اور مؤمن ہی ہو
 فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَا أُرَادَ بِهِ نَفْيُ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِاللَّهِ وَمِلْكُتُهُ وَكِتَابُهُ وَرَسُولُهُ
 کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو علم ہی اسد تعالیٰ کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولین کا تسلیم ہو جائی
 فَإِنَّ هَذَا الْإِيمَانَ لَا يَنَافِيهِ الزَّانُ وَسَائِرُ الذَّنُوبِ بَلْ أُرَادَ نَفْيُ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِكَوْنِ الزَّانِ
 کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافاتی نہ رکھتا ہی اور نہ منافاتی تمام اور گناہوں کا بلکہ وہ یہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ نہ اور
 سَائِرُ الذَّنُوبِ مَبْعَدًا عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَوْجِبًا لِمَقْتِهِ فَالْمُحِبُّ عَنْ هَذَا الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ فَرْعٌ
 تمام گناہ اسد تعالیٰ کی درگاہ سی دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکی کا ہیں وہ جانتا تھا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محبب ہوا
 سَيُحِبُّ فِي الْخَاتَمَةِ عَنْ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ حَتَّى قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلُ الْعَاصِيِ لِلْمُطِيعِ إِنَّا
 تو کما بعد ہی کفایت کی وقت اصل ایمان سی ہی محبب ہو جاوی بعضی علما ہی کہا ہی کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع ہی کہ میں ہی
 مَثُومٌ كَمَا أَنْتَ مَثُومٌ لِيَشْبِهَ قَوْلَ شَجَرَةِ الْقَرْعِ لَشَجَرَةِ الصَّنوبرِ إِنَّا شَجَرَةٌ كَمَا أَنْتَ شَجَرَةٌ وَهَذَا أَحْسَنُ
 دلیا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہلکے کہ وہ کی درخت فی میں یہ وہ دلیا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی بہر صورت ہی

ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
 کیا ہی خوب جواب نہایا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ سکیگا جب آندھیاں غزان کی جلیں گی اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بعمر دس مشاركتك اياي في
 تیرا جڑ اوکھڑ جڑی کی اور تیری پتی جڑ کر بکھر جاوے گی تب تیرا یہ کہند کہیں جاوے گا کہ نام میں تو ہی میرا شریک ہی

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكل العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
 درخت کہلاتا ہی یہ جھکو غریب نہیں کہ درخت کیونکر قائم رہتی ہیں سوائی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال ہی واقف ہو گا جب موت کی

سرايا الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بعمر دس مشاركتك للمطعم في
 آندھی جلی کی اور موت کی سكرات پیدا ہوگی تب کہیں جاوے گا تمام غرور کہ نام کو مطعم کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
 مؤمن کہلاتا ہی غریب نہیں کہ ایمان کیسات ہی قائم اور ثابت رہتا ہی اور یہ حال خاتمہ کی وقت کہیں جاتا ہی اتنا کہ بعضی

العارفين اذا ظهرت الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شيء فيدله حيث
 عارف کہیں ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھ باقی نہ رہی اب اوکو اس قدر

من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملة ما كان يبذل لها ليعظم الى عمرة ساعة حتى
 حسرت اور ندامت پیدا ہوتی کچھ اس قدر کہ قبضہ میں تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ آدمی عمر میں ایک کچھ زیادہ ہو جا

يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيفزع غصنة الباس عن التدارك وحسرة الندامة
 کہ اپنی افراط تفريط کا عوض کر دی سوا اس کا کوئی سبیل نہ ہو سکیگا سو خوف کی کہوت کچھ بڑھتی ہوئی تدارک ہی لاچار ہو کر پشیمان ہو گیا

على تضيق العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتفرغ فبغلق عنه باب التوبة فيبقى في
 عمر بیکار ہو کر ایسی کار بار میں جو ضرر پہنچا دین اور کچھ فائدہ نہ دین پھر وہی جان بھری ہوئی میں آواز نہ کرے گی اور روانی توبہ کی بند ہو جاوے گی پھر وہ

الحسرة والندامة ولذلك قيل وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 حسرت اور ندامت ہی وہ جاوے گی اسبیل ہی کہا گیا ہی اور وہی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں بری کام جب تک سامنے ہی ایسی کیسی

الموت قال اتي ثبث لان وانما التوبة على الذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 موت کہیں لگا میں فی توبہ کی توبہ قبول کرتی اسکو ضرور سوا کی جو عمل کرتی ہیں برا نادانی ہی پھر توبہ کرتی ہیں

قريب والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويحوثرها بحسنه يردفها بها قبل
 متناہی اور مراد قرب ہی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوپر شرمندہ ہو کر اسکا نشان مٹا دی کوئی ہی کہ اسکی سادہ ہی عمل کری

ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
 اس ہی پہلی کہ اوکی تاریکی دل پہر جاوے کہ پھر وہ تاریکی اگر نہ جاسی اسبیل ہی فرمایا ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی بڑائی کی سادہ

الحسنة تحوها وقال لقمان لابنه يبنى لا تؤخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
 کوئی کہ کہ وہ کوئی اوکو مٹو گی اور لقمان فی اپنی بیٹی کہا ہی بچہ توبہ میں دیر نہ کرنا کیونکہ موت چاچک آجاتی ہی سو جی جلد ہی توبہ کی

الى التوبة بالتسوية قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر
 اور دیر نہ کرنا کہیں جلد ہی موت اوکو آتی ہی یہ اوکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کری اسبیل ہی حدیث میں آیا ہی

عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
 ابن عباس کی روایت ہی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کرنے والی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہ کہتا ہی ان اب توبہ کرنا

عليه مظلمته فعليه ان يحسن اليه ويسعى في مهماته حتى يستقيل به قلبه اليه ويجعله في

اب اسكو بعد لازم ہی کہ اوسکی ساتھ بدھن ہی پیش آوی اور اوسکی کاروبار میں کوشش کری تاکہ اوس کا دل اس پر نرم ہو جا اور معاف

حل فان الانسان عبيد الاحسان وقد روى عن ابن مسعود رضاه عليه الصلوة والسلام قال

کروی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود ہی روایت ہی کرتی ہی علیہ الصلوۃ والسلام ہی فرمایا ہی

جبلت القلوب على حب من احسن اليها وعلى بغض من اساء اليها فكل من نفر قلبه بسبب علة

عادت ہی دل کی کہ اپنی حسن کی دوست غیر خواہ ہوتی ہیں اور اپنی آزار رسان کی بد خواہ ہوتی ہیں پھر جس کا دل اوسکی بدی کی سببی میں تر ہو گیا ہی

يطيب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بكثرة الاحسان اليه والسعي في مهماته يؤمل ان يجعله

تر ہو ہی ہی خوش ہو جا گا پھر جب اوس کا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار میں سعی و کوشش ہو گا تو امید ہی کہ اوسکو

في حل وان ابى الا الاصرار يكون احسانا له وسعيه في مهماته من جملة حسناته التي يمكن

معاف کروی اور اگر وہ عافی سوائ بدھن ہی کی تو اوسکی بدھن یا ان اوسکی ساتھ اور اوسکی کوشش اوسکی کاروبار میں پھر ہی ایسی حسنات ہیں کہ ممکن ہی

ان يجبرها جنانته يوم القيمة فينبغي ان يكون قد رجع سعيه في فرجه وسر قلبه بالاحسان اليه

کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہو جاوے گی اب یہ نتیجہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرتی ہیں احسان ہی

والسعي في مهماته كقدر سعيه في ايدائه حتى اذا قاوم احدهما الاخر اذاعليه ياخذ ذلك منه

اور کاروبار میں سعی کر لی ہی اتنی محنت اور ہوا دی کہ جتنی اوسی تخفیف دی ہی بیان تک کہ اگر دونوں برابر کچھ دین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ دے جا کہ وہ اپنا اوس ہی

عوضا يوم القيمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه في الحقوق والغية

قیامت کی دن بدلہ لے لی اور اگر وہ حق والا غائب ہو یا مر گیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہیں کر سکتا حقوق غیر مالیکو

المالية او كان فقيرا غير قادر على التصديق بمقدار ما عليه من الحقوق المالية يجب عليه ان

مالیہ ہو یا ظالم بغض ہو قریب نہیں ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پاس کا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کر سکی تو ب اس پر یہ واجب ہی

يكثرا ما قدر عليه من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کا حق میں دعا منفرت کی کیا کری مؤمن مرد و عورت مظلوم یا مؤمن عورت

الاوراق فانه اذا فعل كذلك يرجي من فضل الله تعالى وكرمه ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روى

جب اس نظام فی یہ عمل کیا تو خدا تعالیٰ کی فضل اور کرم ہی امید ہی کہ اوسکی مدد ہی کو قیامت کی دن راضی کروی کیونکہ وہ اپنی

عن ابی هريرة انه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس اذ ضحك حتى بدت ثناياه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ ہی تھے چانچک اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر ہی گئی

فقيل له صم تضحك يا رسول الله قال رجلا من امتي حشيا بين يدي رب العزة فقال احدهما

کہنے ہی پھر چا کہیں ہنسی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کا سامنے رب العزت کی آیت ہی

يا رب خذني مظلمتي من هذا فقال الله تعالى اعط اخاك مظلمته فقال يا رب لم تبقي من

یا ربی مہر بدلہ اس ہی دی اللہ تعالیٰ ہی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کروی اور ہی عرض کیا یا ربی میری حسنات میں ہی

حسنا في شيء فقال الله تعالى ما تصنع باخيك لم تبقي من حسناته شيء فقال يا رب فليحمل

تو کچھ نہیں بچا پھر اللہ تعالیٰ فرمایا اب تو کیا کر گیا اپنی بہائی کی ساتھ کہ اوسکی حسنات میں ہی کچھ ہی نہیں رہا پھر عرض کیا یا ربی تو میری گناہ

عني من اوزاري ففاضت عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم

اوس پر رکھدی پھر بہترین دونوں کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا بیشک یہ وہ دن ہی کہ وہاں

یجتاب الناس فيه الى ان يحل عنهم وشرارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر
 به صاحبك برك او سمين كو كراو كنگاه او به صاحبك
 به فرمايد كه برسانه تعالى به فرمايد كه كو جرح نمائند تا بين انگير و انگير

[illegible]

کان کافر ایکوں الامر مشکلا حلالا نه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق
 مدعی کافر ہوگا تو پھر بڑی مشکل کی بات ہے کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہے اور نہ کافر کی طرف سے نہیں ہے

فیکون خصومتہ اشد وکذاکان الحق للہائم بان ضربہا بغير فنب او ضربہا جہا
 سو کا فرکی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب ہمیں کا حق ہوگا کہ اس کو کولی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اس کی جہرہ مارا ہو

اذا ذنب لها فيجعل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس
اسمى نبيهم خطا وارهو في بين كذا وكنى كذا اسكى ذمير ولامين اورنه اس لايق هي كه حسنت او سكو دوين بهر عذاب هي قائم را

صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدق ما قبلہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی جو کوئی یہ گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہیں سچی دلی سی

الاحرمه الله على النار هذا الحديث من صحيح المصايع رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتض

لذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحداية الله تعالى وبرسالة مرسله ويجري على موجب
 يمينين كمنكر اسكي يمينين كمن جو شخص المسك وحدانيت
 اور رسول كي رسالت كي گواهي ديتا هي اور يمين

اس حدیث میں اس لفظ سے کہ سچی بات کی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سے ہوتی ہے

یتوجه العبد الی طلب مرضی مولاه باشتال الا واهر واجتتاب النواهی واذالم یتمثل بالامر ولم
 تزدی اپنی مولیٰ کی رضا مندی کا شکر کرتا ہی ہو کسی حکم کو بجا لاکر اور منہ سے باز نہ کرے اور اگر کوئی حکم پر عمل کیا تو نہ
 ینتہ عن النواهی یکون شهادتہ بعجز اللسان لاعن قلبہ باعتقاد لان اللسان ترجان القلب
 روکتی ہی رکا تو کوئی وہ گواہی صرف دہاتی ہی دل اور اعتقادی نہیں ہی اسلیٰ کہ زبان دل کا اظہار کرینوالیٰ ہی
 والاعضاء شہود علی ما یدعیہ الانسان باللسان فمن ادعی بلسانہ الا یمان اذ الاستعمل
 اور ہتہ با تو دیگر اعضا مکملہ میں انسان کی زبانی دعویٰ ہے میں جو شخص اپنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہوں اور وہ اپنی ارکان کو
 ارکانہ علی ما یقتضیہ الا یمان یکون صادقاً فی دعواه ویثبت ما ادعاه واذ لو استعمل ارکانہ
 ایمان کی مطابق برتا ہی تو وہ شخص اپنی دعویٰ میں سچا ہی اور اس کا دعویٰ ثابت ہی اور اگر کوئی اپنی ارکان ایمان کی
 علی ما یقتضیہ الا یمان لا یکون صادقاً فی دعواه ولا یثبت ما ادعاه وظہر من ہذا ان ما یجرى
 مطابق استعمال نہی تو وہ اپنی دعویٰ میں سچا نہیں ہی اور نہ اس کا دعویٰ ثابت ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو زبان سے کہا کرتی ہیں
 علی اللسان قد لا یکون عن قلب واعتقاد وان کان صادقاً فی الواقع کقول المنافقین لرسول اللہ
 بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقادی نہیں ہوتی اگرچہ واقع میں سچی ہو جیسی قول منافقوں کا رسول اللہ تم
 صلی اللہ علیہ وسلم تشہد انک لرسول اللہ فان قولہم ہذا کان صدقاً فی الواقع بدلیل قلبہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم گواہی دیتی ہیں کہ بیشک تم اس کی رسول ہو تو یہ قول ان کا واقع میں سچا ہی اس دلیل سے کہ ان کا دل
 واللہ یعلم انک لرسولہ لکن لما لم یکن عن قلب واعتقاد کذبہم اللہ تعالیٰ ولا اللہ یشہد ان
 اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اس کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقادی نہیں کہتی تھی تو اس کا دل ان کو جھٹلا دیا اور اس گواہی دیتا ہی
 المنفقین لکن بؤن وسبب ذلک ان الشہادۃ علی ما ذکر فی الصحاح خبر قاطع وھذا شرط فی
 کہ منافق بیشک جھوٹے ہیں اور اس کا سبب یہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہیں اسلیٰ گواہوں میں
 الشاہدان یشہد بشیء ثابت عندہ بیقین کما قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام اذا علمت مثل
 یہ شہد ہی کہ گواہی تب دیا کرتی ہیں جیسے شے کوئی عندہ میں یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی قرابا ہی جب مجھ کو آفتاب کی مثال
 الشمس فان شہد فمن شہد بشیء غیر ثابت عندہ بیقین یکون کذبا وان کان صدقاً فی الواقع
 ظاہر معلوم ہو تو گواہی وہ پھر جو شخص ایسی مقدم کی جو کوئی نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہو گواہی دی تو وہ جھوٹ ہوگی اگرچہ واقع میں سچی ہو
 ولذلک اعتبر فی الحدیث کونہ صدقاً ناشیاً عن مرکزہ ومنبعہ الذی ھو القلب لیظہر
 اس سے واسطیٰ حدیث میں یہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سے پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکا اور اس کا اثر
 اثرہ فی الاعضاء فعلمیٰ ہذا کل من ینطق بکلمتی الشہادۃ یدعی حصول علم الیقین عندہ
 اعضا میں آدمی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمہ شہادت کی پڑھتا ہی تو وہ دعویٰ کرتا ہی کہ مجھ کو انکی معنی یقیناً معلوم ہیں
 بمعناہا واذالم یکن عندہ العلم بمعناہا لا یکون صادقاً فی دعواه ولا یتحقق ما ادعاه فکیف
 اور اگر کوئی اس معنی معلوم نہیں تو وہ اپنی دعویٰ میں سچا نہیں ہی اور نہ اس کا دعویٰ ثابت ہی پھر
 یکون مؤمناً فان النطق بہما من غیر فہم معناہا لا یکفی فی حصول حقیقۃ الا یمان
 وہ مؤمن کیونکہ ہر گاہ اس سے کہ زبانی پڑھتی ہی بدون معلوم کرنی مسنونہ کہ حقیقت ایمان کی کہی حاصل نہیں ہوتی
 بل لا بد من حصول حقیقۃ الا یمان ان یکون النطق بہما مع فہم معناہا لان جمیع ما یجب
 بلکہ ضروری واسطیٰ حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونوں کلموں کوئی معنی سمجھ کر زبان سے پڑھی اسلیٰ کہ تکلف پر جو عواقب

علی الکلف معرفته من عقائد الايمان و فی حقہ تعالی وحق رسلہ متدلج فیہما لان الکلمۃ الاولیٰ
 کہ مکلف پر جو جو عقائد ایمانی ہیں سی برائیت ذات الہی
 اور بہت رسولوں کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلموں میں داخل ہی ہوگی
 منہما مرکبة من نفی داثبات والذی نفی عن غیرہ تعالی واثبت لہ تعالی علی طریق الحصر انما ہوا
 کہ یہاں مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر الہی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت لگائی ہی حصر کر کے وہ الوہیت ہی
 الالوہیۃ وہی تشتمل علی معنیین احدهما استغناءہ تعالی عن جمیع ماسواہ والثانی افتقار جمیع ماسواہ
 اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک ہے اللہ کی نیازی تمام ماسوی سی اور دوسری حاجت نہ ہونا تمام ماسواہ کا
 الیہ تعالی فعلی ہذا لیکون معنی قولنا لا الہ الا اللہ لا مستغنی عن جمیع ماسواہ ولا مفتقر الیہ جمیع
 اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کہ کسی یہہ بین نہیں ہی کوئی بی نیازی تمام ماسواہ سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام
 ماعداہ الا اللہ تعالی اما استغناءہ تعالی عن جمیع ماسواہ فی وجب لہ تعالی الوجود والقدم و
 ماسواہ کا سوا اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسواہی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور
 البقاء اذ لو لم یجب لہ تعالی ہذا الصفات لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شیء من ہذا
 بقا کو واسطی کہ اگر نہ واجب ہوں واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتیں تو یہ وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا واسطی کہ اگر نہ کسی ایک صفت کا ان
 الصفات لیستلزم الحدوث وکل حادث یحتاج الی محدث وکن یوجب لہ تعالی التذرع علی انتفاء
 صفات میں سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اولیسی ہی واجب ہو جاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصان
 ویدخل فی التذرع عن نقائص حی السمع البصر الکلام اذ لو لم یجب لہ تعالی ہذا الصفات لکان متصفا بالنقائص
 اور نقصان سی پاک ہونی میں یہہ ہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو واسطی کہ اگر یہہ صفات نہ ہونگی تو بہر اوصاف نقصان پایا جاوگا
 ومحتاجا الی من یدفع عنہ تلك النقائص وکن یوجب لہ تعالی التذرع عن الاغراض فی افعالہ واجبا
 در حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جتنی وہ نقائص دفع ہوں اولیسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا عرض سی افعال اور نظام میں
 اذ لو لم یجب لہ تعالی التذرع عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکن یوجب لہ تعالی
 واسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جتنی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی
 ان لا یجب علیہ فعل شیء من امکانات ولا ترکہ اذ لو وجب علیہ شیء منہما لکان محتاجا الی ذلك
 کہ اوکی ذمہ کوئی امر واجب نہ ہو کہ کسی امر ممکن کا یا ممکن نا ممکن کا واسطی کہ اگر واجب ہو دی اللہ تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجت مند ہوگا اوس کار کا کہ
 الشیء لیستکمل بہ اذ لا یجب لہ تعالی الا ما ہو کمال واما افتقار جمیع ماعداہ الیہ تعالی فی وجب لہ تعالی
 تاکہ کامل ہو جاوی اسلئے کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسواہ کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہو جاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی
 القدرة والامرادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب لہ تعالی ہذا الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیء
 قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات واسطی کہ اگر واجب نہ ہوں واسطی اللہ تعالی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں ہی ہر شئی کی
 من الکائنات وکن یوجب لہ تعالی الوحدا نیۃ اذ لو لم یجب لہ تعالی الوحدا نیۃ بل کان معہ
 پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئے کہ اگر اللہ تعالی واحد نہ ہو
 فی الالوہیۃ لو یفتقر الیہ شیء من الکائنات للزوم عجزہا وینوخذ من افتقار جمیع ماعداہ الیہ تعالی
 الوہیت میں شریک ہو تو یہ تمام کائنات میں سی کوئی شئی ہوگی محتاج ہوگی اسلئے کہ دونوں عاجز ہو جائی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسواہ کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی
 حدوث العالم باسرة اذ لو کان شیء منہ قدما لکان مستغنیاً عنہ تعالی غیر محتاج الیہ تعالی
 کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئی عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیازی ہوتی حاجت مند اللہ کی ہوتی

ويؤخذ منه ايضا ان لا يؤثر شيء من المخلوقات في اثر ما اذ لو كان في شيء من المخلوقات تأثير
 في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه تعالى فعلى هذا كل من يقول لا اله
 الا الله يصدق كانه يقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر على
 ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات الا الله ولا متمتزة عن جميع النقائق
 ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شيء من المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس
 كل ما واجب في حق تعالى واستحال عليه وجانزله فقد ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة
 التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى بليل المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى
 ليست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حق تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز
 له ليعلم المراد عند التكلم بها ما ينبغي عن غيره تعالى وما ثبت له تعالى فالمنفي فيها كل فرد من
 افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى
 الاله هو الواجب الوجود المستحق العبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق
 على كثيرين لكن الدليل العقل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وعلى كونه خاصا بذات الله
 وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث
 لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحياة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان
 حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان
 اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة
 كيك سي نذره هون تو انجين آسپين رو كوك حاجه بركي جتي وجود عالم كاپيا نهو كي اور اگر صاحب قدرت اور اراده

والعلم والحیوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان لايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شئ

اور علیم اور حی نبو تو سلسلہ عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ نہ پیدا کر سکیگا اسلی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہو تا ہی اور اثر قدرت کا کسی شے میں

من الاشياء يتوقف على ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ تتوقف على العلم به لان القصد الى

اشیاء میں بدون ارادہ اس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ شے کا بدین علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ ارادہ کسی شے کی

ايجاد شئ مع عدم العلم به محال ولا تضاف بهذه الصفات الثلاث يتوقف على الحيوة لكونها

پیدا کر سکیگا نہ جانی اور حی محال ہی اسلی کہ تین صفتیں ہیں حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات اتین شرط ہی

شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى

اس بیان کی موافق وجود عالم کا ہوگا وجود ہر ذرہ کا عالم کی ذہنیت میں سی یقینی دلیل ہی وجود الہی

وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا

اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ ہی اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسلی کہ

كان بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثار على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعدة فان

بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہمیں جب کسی شے کو دیکھا بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک

كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واحتياجها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف

ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب ہی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجودگی محتاج ہمیشہ زبان حال ہی یہ کلام کرتی ہیں جس میں نہ کوئی حرف

فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة ليسمع

اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجود قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

كلامها السامعون ولا يسمع الذن من هم عن السمع لغزولن والمراد من السمع السمع الباطن الذي

اونکی کلام کو سمجھ والی سبستی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتے جسکی سماعت بیگام ہی اور سماعت سی ملو وہ سماعت باطنی ہی جتنی

يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عري ولا يعنى السمع الظاهر الذي لا يسمع به غير الاصوات

وہ کلام سنتی جاتی جس میں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عری ہو نہ عجی ہو سماعت ظاہری ملو نہیں ہی جس سی حرف آواز سنتی جاتی

وتشارك فيه اليهايم الانسان اذ لا قدر شئ تشترك فيه اليهايم الانسان والحاصل ان الانسان

اور اس میں بھی ایم انسان کی شریک ہوں کیونکہ اس چیز میں کیا غری ہی جس میں آدمی اور جو ہا یہ یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ انسان

لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فما لم يدل عليه افعاله تعالى

صفات الہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی

كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اوجه

جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهوانها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی استدلال عقلی کیا گیا ہی اور ان صفات کی ضدیں نقصان کی

واقصافه تعال بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اسے تعالیٰ کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور ہری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہونا موصوف ہونا اسے تعالیٰ کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهوان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی استدلال عقلی کیا گیا ہی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

بنیة صالحة يصير بها طاعة و اقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذ اثبت هذا يجب على كل مؤمن

نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سے وہ مباح طاعت ہو جائے یا ہی ایسا کہ کسی کم بار بار تعلیم غلو کی جب یہ ثابت ہو چکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہے

ان يكون على حذر عظیم ورجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصنع باذنه او يلفت

کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا لیا ایسا کہ اس سلب ہو جاوے اس سے کہ سنی اپنی کائناتی اور فوجہ کری

يعقله الى خرافات ينقلها في حقهم خذلة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الجملة من المفسرين

اپنی عقل سے غلط بیرونہ نقلوں کی جو بعضی مورخ تا بحال راوی کی حل میں بیان کرتے ہیں اور ان کی ساتھ بعضی جاہل مفسر ہی ہو گئی ہیں

فانهم لم يلقوا تحصيلهم وعدم تحقيقهم بما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب السنة ولهذا

یہ لو کہ سبب یہ علی کی تحقیق بعضی وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی اکثر کر پیش ہیں

قيل القسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب السنة اصل من اصول

کہتی ہیں کہ حجت کرنی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سے اصل کفر کی جڑ ہے

الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقى هذا العلم من مجرّد الكتب والشاخص المصحفين والمتفقهين

امام سنوسی کہتی ہیں اور السنوسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور شاخص تصنیف کار اور فقہاء

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لم يستحالة الكتمان عليهم فلا هم لو كتموا شيئا ما امروا بتبليغه لكان الناس

بی تحقیق ہی کفر کی جڑ ہے اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپا نا کسی امر کا اسلی ہی کہ اگر دنیا کوئی مسئلہ تبلیغی چھپا لیں تو عوام ہی امور ہو گئے

ما مريد بل لاقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور

لو کی پیروی کی دباب چھپا لینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی پہلی بات حاجت مند کا اور کتب خیال میں آسکتا

ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى ان الذين يكتمون ما انزلنا من

کیونکہ چھپا نا حرام ہے اور چھپا نا والا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھ ہمیں اوتارا

الكتاب قاتلهم من بعد ما بينه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون

صاف حکم اور اہل کی نشان بددستی کہ ہم ان کو کھول چکی گوئی کی واسطی کتاب میں ان کو لعنت دیتا ہی اند اور لعنت دیتی ہیں سب لعنتی ہیں والی

واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلا نه لا تضرب رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي صارت ردي في

اور جائز ہوتا حالات بشریہ کہ انبیاء کی حق میں اسلی ہی کہ اس میں کچھ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت میں کچھ خل نہیں ہے بلکہ اس میں اور بھی مرتبہ زیادہ ہے

مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على

باعتبار عظمت ثواب کی کہ ان کو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے

ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختاران يوصل اليهم

کہ وہ تمام ثواب عظیم ان کو بدون مشقت پہنچائی عنایت کری برائی حکمت کاملہ سے یہ ہی پسند کیا کہ ان کو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالهية وفيها ايضا

وہ ثواب اور عارض ہوتی ہوں عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقول پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدا کی ذکر کریں اور میں

دليل على صدقهم وكوفهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهر على ايديهم من الخوارق مخلوقة

ان کی صدفقت پر اور مبعوث ہوتی ہر خدا کی طرف سے بڑی دلیل ہے اور یہ کہ جو خوارق یعنی امور عارض عادت مجازات ان کی اپنے پر پیدا ہوتی ہیں

لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لرفعوا عن انفسهم

وہ سب خدا کی پیدا کی سوتی ہیں انبیاء کو کچھ اور میں خل نہیں ہے کہ پیدا کر لیں اسلی کہ اگر ان کو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اور ہی

ما هو ليس منها من المرض والجوع والعطش والحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
 آسان گارسته دفع كردن بيماري بيهوده پياي تنگي گري سوزني ايتا بخلق كي اور مانند اسكي اور سيني بيماري خا فائده ي
 عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرفنا احكام السهو في الصلوة من سهوه عليه السلام
 كخفت كي واسطى و احكام جو عارض ي متعلق بين جائز هو ان بين جسيما بين سهر كي كي مسائل غير خداكي سهر كي ي معلوم هو كي
 وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهبة اكل الطعام و
 او كيفيت نماز پڑھني كي بيماري اور خوف مين بغير صلي الله عليه وسلم ادا كر لي سي معلوم هو
 شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذان كلمتي الشهادة
 ياتي پني كا اور مانند اسكي آپ كي كها ني پني سي معلوم هو اس سي معلوم هو كه دونو كلمي شهادت مين
 مع اختصاصهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وبحق رسله من عقائد
 باوجود اختصار كي جو جو مكلف پر در باب معرفت الهي
 الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
 ايماني مين سي واجب ي سب داخل ي اسي واسطى شرح ني انكو دليل بر اسي ي عقايد ايماني پر جو دليل هو يي بيان تك كيان كيكي مقبول مين ي
 الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صبا و مساء حتى
 بدون ان يهول كي اسكي مراقب حاق ك لازم ي كر اكل معنى يا دركي
 يمتزجا معناهما بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
 كه دونو معنى اسكي گوشت اور خون مين مخلوق مين اهي بيمر آسان كر مداومت ذكر كي
 الا بالله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة
 سواله تعالى برتر اور بزرگ كي جو دويون مجلس بيان مين اوس ايمان كي جو قيامت كي دن نجات ديگا ايماندار كو
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
 فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم في جو بينه لا اله الا الله كي بيمر جاد كي اوسي اعتقاد پر
 الا دخل الجنة هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابو ذر وظاهرة يقتضي ان يدخل الجنة
 داخل هو كا جنت مين بيمر حديث مصابيح كي صحيح حديثون مين ي ابو ذر كي روايت سي اسكي ظاهري معنى ييه كه يي مين كه
 كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية متحما وليس كذلك لانه
 جو شخص بيمر لكلمه دونو كلون ايمان مين كا پڑي ده جنت مين داخل هو اگرچه دوسرا كلمه نه پڑي اور حقيقت مين يي مين بيمر بيمر
 عليه السلام وان لم يذكر فيه احدي كلمتي الايمان لكننا مراده ان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم
 صلي الله عليه وسلم ني اگرچه اس حديث مين دوسري كلمه ايمان كا ذكر نهين فرمايا پرده مرادي اسواسطى كه جو شخص صرف لا اله الا الله كها يي كچه لازم نهين ي
 دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
 كه جنت مين داخل هو جو بيمر اسكي ساهته محمد رسول الله نه ملاوي اسواسطى كه ايمان بدون دونو كلمي كي پورا نهين هو تا بيمر رسول الله عليه السلام ني
 اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
 اشار كه اس لفظ سي بيمر اوسي بيمر يي بيمر ارشاد فرمايا كه مرقى دم تك بيمر سورا ايمان پر قائم يي اسواسطى كه جو شخص ايمان بير ثابت يي يي بيمر
 ما على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت
 وكفر بيمر يي تو اسكي حق مين بيمر ايمان كچه فائده ذكر كي ايمان ده يي فائده كها يي جو دم مرگ تك قائم يي

حيث يكون سبب الدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يثب عنها فان موته على الايمان

وہی سب ہوتا ہی واسطیٰ دخول جنت کی اگرچہ وہ ہر آدمی گنہگار ہو اور قویٰ ہی علیٰ ہر کیونکہ جو شخص ایمان کی اوجہ تہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير ثابت عما يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفر عنه ويبدله

اگر چه وہ شخص گناہوں پر جا رہا اور گناہوں سے توبہ ہی کی وہ خدا کی مرض میں ہی اگر چاہی اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے

المجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم

یہ عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گنہگار کی برابر نہ اویکر

ان كلمتي الايمان تضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وفعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان

کہ دونوں کے ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہے اور وہی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلیٰ ضروری ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناها لان النطق بهما من غير معرفة معناها لا يكفي في حصول

کون کون کا پڑ پڑا اکی معانی سمجھ کر پڑتا چاہیے کیونکہ اکی پڑ پڑا سی بدھوں سمجھنی معالی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہے

حقيقة الإيمان لأن الإيمان مبناه على هذه الأركان الأربعة فإذا لم يتحقق العلم بالتصميمات

ہوا سستی کہ اصل ایمان کی ان چاروں گن پر قائم ہی پہاگرا کو کو علم ہی نبوا اوتنی مضمون کا

لا يكون لها طائل ولا محصل إذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بأنزاع تحريك اللسان من

پہرہ بانی پرستی سے کچھ فائدہ نہ حاصل
اس لیے کہ ان کھون میں کچھ زبان بانی کی بزرگی نہیں ہے جس کے دل میں

غير حصول معناها في القالب بل فضيلتها بانرا هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا

بلکہ ان کی بزرگی اسی معرفت سی ہوتی ہے کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی

يجب على كل مؤمن أن يعتنق بشأنها في معرفة معناها أذهما من الجنة وسبب الخلاص من الهالك

۴۲ ہر مومن پر واجب ہے کہ جہان نیک بن آدمی معنی دریافت کری
اسو سطی کہ قیمت جنت کی اودیب رستگار کیا

في الدنيا والآخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناها والألا ينفرد بهما متلفظهما في الانقاذ

و نیا اور آخرت کی افادت سی یہی ہیں اور علماء صاف کہہ چکی ہیں کہ سب سے اعلیٰ مخلوق کا پروردہ ہی ہیں تو ان کا ذاتی پرہیزا دانی اگر سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلماتي الايمان ويصلي ويصوم

نجات دینے میں بھرپور فائدہ دینے کیلئے پشاور میں سی پوجا کیا

ويفعل أنواع من العبادات لكن بظقة وعبادته ليس على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال

اور اور بعد دین کرنا
 چاروں کا پرہیز اور عبادت کی پیروی بحسب مقام و مقام کی اور صل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمات لا يمان لكون لا يفهم منها معنى ولا

دوسری مجلس نے لایا جس پر اور لوگوں کو لڑا اور بولتی دیکھتے ہی اس کے دو نوٹ لکھ ایا کہ لی پر ہستی

یہی معنی لالہ ولا معنی الرسول ولا ما نفی ولا ما اثبت ورمایہم ان الرسول نذیر لالہ وھل

[illegible]

يَتَقَفُّ هَذَا الشَّخْصَ بِأَصْدَاعِهِ مِنْ صَوَرِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَهَلْ يَصْدُقُ عَلَيْهِ حَقِيقَةُ الْإِيمَانِ

فمنهم من كان له من الدنيا ما كان يفتقر اليه في الآخرة

فيماء بين الله تعالى أم لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب

سویں بی بی ای جواب دہی حاصل اسلام آباد سے پیچہ نصیب حسین بی

وان صدقته من صور احوال الايمان وافعاله ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
 اگرچه ادسی ظاہری قول و فعل مذکور بیان کی سی عمل میں آتی ہیں
 فی حق ذلك الشخص ظاهراً جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى
 حق میں ذکر کیا ہی سبب ظاہری بتلخیص روشن ہی
 کئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا
 هذا يجب على كل من يريد النجاة من العبد والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق
 اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچنا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اور پھر واجب ہی کہ پہلی کوشش کرے اگر انکی معنی دریافت کر کے پھر معنی پکڑے
 بهما مع فهم معناها ليجد فيه اقربا باللسان وتصديق بالجان ويحصل له حقيقة الايمان
 نہایت ہی پہلی تاکہ اوس میں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوے
 اور حقیقت ایمان کی اوکو حاصل ہو
 فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من نفي واشبات فالمنفي كل فرد من افراد حقيقة الاله
 نہیں پہلا کلمہ ان دونوں میں سے نفی اور اثبات سے مرکب ہی
 سو منفی تو ہر فرد سبب حقیقت کا ہی
 سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود
 سوا ذات الہی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی الہی واجب الوجود
 المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي
 سزاوار عبادت کا اور یہ معنی کلی میں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینہ
 يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
 دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الہی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہ عالم
 حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا
 حادث اور موجود کا محتاج ہو کہ دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنا والا ہی اور وہ محدث ضروری کہ واحد قدیم صاحب قدرت
 بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع القهري
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات ہو اسلی کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو بیشک اوکی آپس میں رکنوں کے ساتھ واقع ہوگی
 لعدم وجود العالم ولو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما
 جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہوگی اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آئے گا تسلسل اور یہ دونوں
 محال ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان
 محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی نہیں پیدا کر سکی اسلی
 الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضي ارادة ذلك واردة ذلك الشئ تقتضي
 کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اسکا ارادہ کیا جاوے اور ارادہ اس شئی کا باجائی ہوگی
 العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث يفتقر
 نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد ایسی شئی کی ایجاد کا کہ اوکو جانتا نہ ہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے ہرگز
 المحيية لكونها شرطاً فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده
 حیات کی نہیں ہونا کیونکہ حیات تین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینہ دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجود پر
 وكونه واحداً قديماً متصفاً بهذه الصفات الاربعة المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
 اور اوکی وحدت اور قدیم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سی اسلی بعض اہل توحید

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعل من الله تعالى لمسئله
 اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہوتا رسول کی اہم پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعل ہوتی ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہائی ہوگی
 لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
 کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی ہی بر خلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی میں
 الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی اہم پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
 رسولی في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
 جو جو میری طرف سے بیان کری برابر ہی کہہ دو کی تبلیغ قرلی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہ ہی
 رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكليف
 کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنے کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلا فی حکم دیکر بھیجا ہی
 فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملوك ان يخالف عاداته ويقوموا
 اس جماعت نے اسی مسئلہ طلب کی جتنی صداقت معلوم ہوا اس شخص نے جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہ ہی کہ میں بادشاہ ہی عرض کرتا ہوں کہ اپنے عادی
 من سريرة ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
 تین بار اپنی تخت پر ہی کھڑا ہوا اور یہی وہی بادشاہ نے اسی کہنی سے وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہی
 قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
 کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہی اور اس سے علم یہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں کہ کسی نے بادشاہ کی اس حرکت کو
 الفعل من الملك او لم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
 بحکم خود دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا بلکہ خبر متواتر سے سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سے اس باب میں
 عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
 کہ معجزہ ہی علم یہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اس میں کچھ فرق نہیں ہی کہ کسی نے اس معجزہ کو دیکھا اور کسی نے نہ دیکھا
 بل بلغه خبرها بالتواتر فغلبت ايمان بعد معرفة معناها باذكر من الدلائل التي تحصل
 بلکہ خبر متواتر سے سنا اس بیان کی موافق جو شخص دو کو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سے سمجھ کر پڑھتا ہی اور کو حقیقت ایمان کی
 له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتنال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
 حاصل ہوتی اور اس پر واجب ہی کہ ایمان کو مضرت سے بچاوی اور امر کو عمل میں لا کر اور نواہی سے پرہیز کرے اور اسکی کیا ان
 يشبه السراج وامتنال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه كجعله في فانوس ووساوس
 چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہہ او کی محافظت ہی جسے چراغ کا فانوس میں بند کر دیا اور شیطان
 الشيطان تشبه الريح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
 دوسری اور تو ہمت ایسی بن جیسی تند آندہ بیان یہہ جسے ایمان کا چراغ اپنی دل میں روشن کرے اور کو محافظت کی اور کو کوطاقا کی فانوس میں نہ رکھا
 الطاعية بآتيان المأمورات وترك المنهيات يحافظ عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
 مامورات پر عمل کرے اور منہیات سے بچے تو اس پر اندیشہ یہہ ہی کہ او کی ایمان کا چراغ بروقت جتنی آندہ
 التي هي الوسوس المشيطانية ولد ذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجرح يوضع على الخنثين
 وسوسہ شیطان کی مجہر بخاوی اسبیل ہی بعض علماء کہتی ہیں یا بچو نہ ہنگامہ سے بیشک گناہ ایسا ہی جیسا کہ جرح گوشت میں رکھ کر

لحرراً فاعلی المؤمن ان یحترز عن جمیع المعاصی لیس ربنا الله لا یحترز عنها المجلس الخامس عشر

عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه

وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابیاه یهودا ینصرانه ویمجسانه کما ینفع البهیة

بھیة جمعاء هل یجدون فیها من جدعاء حتی یتکونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر

الناس علیها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان کل مولود من البشر لا یولد الا

علی الجبلة السلیمة والهیة المستعدة لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما یرکب فیہ من

العقل القویم والوضع المستقیم ولولوی یعترضه من الخارج افة من فساد التزیة وتقلید الابرار و

الانهماء فی الشهوات ونحو ذلك من الافات لصف فطرة الی ما نصب لمعرفة الله تعالی من الدلائل

واستدل بها علی وجوده وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدر والارادة والعلم والخیرة وسائر ما

یلحق به من الصفات لکن یصدر عن ذکر من الافات کما ان البهیة تولد مسویة الاطراف سلیمة من

الجدع الذی هو قطع الانف والاذن والشفة فلولم یتعرض الناس لها بالکی وقطع شئ مما ذکره لبقیت سلیمة

کما كانت فانه علیه السلام شبهه ولادة البهیة سلیمة غیر المراد

بالسلامة فی البهیة سلامة عن العیوب الظاهرة وفي الطفل سلامة عن العیوب المضمومة المانعة عن

معرفة الله تعالی وقبول امره ونهیہ ثم انه علیه السلام بعد ما بین ان الناس کلهم یولدون علی الفطرة

التي هو الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما یرکب فیهم من العقول حتم

علیها فقال علی طریق الافتباس فطرة الله التي فطر الناس علیها فانه فی قوة ان یقال الزم فطرة الله

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
 فطرته الله تعالى مستعداً وقابل لمعرفة الحق ^{او تميزه في درميان حق و باطل} ^{اس تقرير كما هو في حق}
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان ليستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق
 مكلف پر واجب ہے کہ اس فطرت کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کو لائق ہی کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں ^{او تميز کرے بین درميان حق}
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
 او باطل کے احتمال کری اور معرفت الہی ہی مراد معرفت ذات الہی کی نہیں ہے اسلی کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد
 بها معرفة صفاته وصفاته نوات سلبية وشبوتية اما السلبية فتزويه تعالى عن جميع ما لا يليق
 معرفت صفات الہی کی ہے اور صفات الہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کر لی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اسے تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سے جو اس کا لائق
 به لما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الشبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها انفعال
 لاین نہیں ہیں جن صفات کی بنا پر منکر اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم میں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف ہیں یعنی قدرت
 وهي القدرة والارادة والعلم والحياة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها انفعاله وهي السمع والبصر
 اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوساً كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اسے تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہے جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اس کا وجود دیکھ کر لیں اور نہ اس کا وجود دیکھ کر
 ضرورياً كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
 جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدم جانتی ہیں تاکہ اس کا وجود براہت سے معلوم ہو بلکہ اسکی وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة
 اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان ہی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذاتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ينفك عنها وكل
 اسباب کا قائم ہیں اور اعراض ہی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں نہ سہاری قائم ہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھ قائم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھ ہی ہیں
 منها حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 بہ دونو حادث ہیں اعراض میں سے بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی
 والسود بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طر بان العدم كما في اضراد ما ذكر وما
 اور سیاہی بعد سفید کا اور بعضوں کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے اور وہ آجاتا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور
 الاجرام فدل على حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يتخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سے خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہے
 خلوها عن الحوادث فلا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاصطرار
 اجسام کا حوادث سے خالی نہ ہونا تو اسلی ہی کہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر بدیہی بفرورت نظر آتا ہے
 فلا يحتاج فيه الى تأمل وتفكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
 اس میں کچھ تاں نہ در فکر کی حاجت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگے پیچھے پیدا ہونی سے ثابت ہے اور
 كل منهما عند وجود الآخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فما من ساكن الا
 ایک گزر جانا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہے اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہے اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے کہ جو ساکن ہے

جميع هذه هي من آثار

والعقل یقضى بجواز حركته وما من متحرك الا والعقل یقضى بجواز سكونه فالطاري منها حادث
 عقل او كونه متحرك تجوز كنهی اور جو متحرك ہى او كونه عقل ساكن تجوز كنهی پس جو حركت اور سكون میں ہى اس پيدا ہوا گاہہ حادث ہى
 بطر يانه والسابق حادثا لو كان قد يما لا يستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحادث حادثا
 كذا بپیدا ہوا اور پہلے ہی حادث ہوگا اس واسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اس کا عدم محال ہوتا کہیں نہ ہو سکتا اور جو چیز حواش سے خالی نہ ہو تو وہ اسلئے حادث ہوتی ہى
 فلاہ لولم يكن حادثا لكان قد يما ثابتا فى الازل فيلزم ثبوت الحادث فى الازل وهو محال اذ يلزم
 كذا گروہ حادث نہ ہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس ہى لازم آتا ہى ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہى کیونکہ لازم آتا ہى
 ان يكون قبل كل حادث حادث مرتبة لا اول لها كما يقول الفلاسفة فى حركات الافلاك واشتخاص
 کہ ہر حادث سے پہلے حوادث مرتب موجود ہوں جسکا ابتدا نہ تھی جیسى فلاسفہ یونان حركات افلاك اور اشخاص
 الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم
 حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو انکی تابع ہى کہ اپنی شین اسلام کی طرف نسبت کرتا ہى اور اس کو اسلام سے کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم
 العلوى قدیم بذاته وصفاته الا الحركات فانها حادثات باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركه الا
 علوى یعنی افلاك اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہى مگر حركات فلكی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حركت ہى
 وقبلها حركه لا الى اول واما العالم السفلى الذى هو عالم الكون والفساد وهو مات تحت فلك القبر فقالوا
 اس سے پہلے حركت ہى ہی انتہا اور عالم سفلى یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتے ہیں یعنی فلك فرک نیچى اس میں یہ قول ہى
 ان هیولاء قديمة وكل ما فيه من الصور والاعراض حادثات باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولدا
 کہ اسکا مادہ تو قدیم ہى اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اس میں موجود ہیں جڑی جڑی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو کچھ ہى
 من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غیر النہایة
 سو باپ سے اور جو اندا ہى سو مرغی سے اور جو مرغی سے سو اندا ہى اور جو کہتی ہى سو بیج سے اس ہى طور پر ہر بات تک
 فيلزم على قولهم ان يوجد حادث لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول
 پس انکی قول پر لازم آتا ہى کہ اتنی حوادث موجود ہوں جسکا ابتدا نہ تھی اسلئے کہ انکی قول پر جو حادث ہى اسکی پہلے حادث ہى ہی انتہا اور
 على تقدير وجود الحادث لا اول لها يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشتخاص الحيوانات
 اور یہ تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہى کہ پہلے ہر ہر حادث حركات فلكی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی
 وغیرہا حوادث مرتبة لا اول لها فاما لم ينقض تلك الحوادث بجلتها لا تنتمى الترتيب الى وجود الحادث
 حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کی سب حوادث نگذریں گی تو ترتیب پیدا ہوتی اس حادث کی جو حال میں موجود نہیں
 الحاضر لان الحركة اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التى قبلها وجودها
 آج کی اسلئے کہ حرکت آج کی بدول گذریں تمام پہلے حركات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہى وہ حرکت جو اس سے پہلے ہى وہ پہلے گذریں پہلے
 مشروط بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بيا انه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر
 حركات کی نہیں ہو سکتی اس ہى طور پر کہیں جا اور تمام ہو سکتا غیر متناہی کا محال ہى اسکی بیان یہ ہى کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو
 ثم انتقلت منه الى ما قبله ولا حظته وهلم جرا على الترتيب لا تقضى الى نهاية حتى تجد طريقا
 پھر تو خیال کری اس سے پہلے کو اور اس ہى طرح ترتیب سے تو کہیں تو انتہا کو نہیں پہنچیں گے تاکہ طریقہ پیدائش
 الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت
 اس حادث موجود کا انتہا ہى اس سے لازم آتا ہى کہ پیدائش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہى

فی بطل وجود حادث لا اول لها فاذا بطل وجود حادث لا اول لها یبطل كون ما لا یخلو عن الحوادث
 ہیں باطل ہوا وجود حادث غیر متناہی کا ہر جب وجود حادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اول اجسام کا جو حادث سی خالی نہیں ہیں
 قديماً ثابتاً فی الانزل فاذا بطل كونه قديماً ثابتاً فی الانزل یثبت كونه حادثاً فاذا ثبت كونه حادثاً
 قدیم اور انزل میں ثابت ہونے ہی باطل ہوا ہر جب اوکا قدیم اور انزل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو انکا حادث ہونا ثابت ہوا جب انکا حادث ہونا ثابت ہوا
 لثبت كون العالم بجمیع اجزائه من السموات وما فیها ومن الارض وما علیها حادثاً محتاجاً الى
 تو یہ یہ ثابت ہوا کہ عالم سے تمام اجزائی آسمان اور جو اوکی اندر ہیں اور زمین اور جو اوکی اوپر ہیں سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنا اور
 محدث ینخرجه من العدم الى وجود وذلك المحدث یلزم ان یكون قديماً واحداً متصفاً بالقدرة
 کہ اوکو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضروری کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت
 والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى محدث فیلزم الدور
 اور صاحب طاقت اور علم اور حی ہو مطلق کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا بہرہ تو دور لازم آوے گا
 اوالتسلسل الذی هو وجود حادث لا اول لها وكلاهما محال ولولم یکن واحداً بل كان اكثر من واحد
 بالتسلسل جس میں وجود حادث غیر متناہی کا ہی اور یہ دونوں محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو
 لو فتم بینهما التامم المرجح لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة
 تو بیشک دون دونوں میں دوک ہو کہ واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر تو یہ قدرت
 لكان عاجزاً عن ایجاد شیء من العالم لان ایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شیء من الاشیاء
 تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا کر سکی اسلی کہ ایجاد و قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شے میں
 یقتضی ارادة ذلك الشیء و ارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الى ایجاد شیء مع علم العلم
 بدون ارادة اوس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اوس شے کا بدون علم اوس شے کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ قصد کسی شے کی ایجاد کا ہی بھی ہو چکی
 به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یقتضی الحیوة لكونها شرطاً فیها فاعلی هذا یكون وجود
 نہیں ہو سکتا اور یہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
 العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی وكونه قديماً واحداً متصفاً
 عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود ہے اور اوکی قدامت اور وحدت
 بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدلالاً بالاثار علی الیوم ما راہنا شیئاً
 اور چاروں صفتوں کی تصاف ہے اسلی ہی بعضی صاحب نظر اثری مؤثر پر استدلال کر کر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جو کوئی شے دیکھی
 الا ربنا الله بعدہ فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها وافتقارها الی من یوجدھا
 او کی ساتھ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی یعنی موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال ہی
 لا تزال تنکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة
 بہ کلام کرتی جس میں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ پیدا ہو کہ قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
 والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلاماً السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع
 اور علم اور حیات والا تو تمام صفات والا جو اوکی لائق ہیں او کی کلام سننے والی سب سننے ہیں وہی نہیں سننے جکی سماعت کی گارہا
 لمغزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عرفی ولا بحس
 اور وہ اساعت سی سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سننے جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عرف نہ بحس

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الأصوات وتشارك فيه اليها ثم الانسان اذ لا قدر اشع تشارك فيه اليها ثم
ظاهري مراد بين اي جس سي سواء آواز انك كچه نيين معلوم هو تا اور اسين جانور اور انسان يرايو بين اس لي كدوس شي مين كيا خو بهي جسمين جانور

الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فالعلم
اور انسان یکساں ہیں کہ آدمی صفات الہیہ میں ہی بنو عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہی جیسے اسکی افعال دلائل کرتی ہیں اور جن صفات پر

اور اسکی حلال حالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کہی ہستدلال عقلی کیا جاتا ہی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالیٰ بالعقل فهو انما صفات کمال واضد لها صفات نقصاً
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہی کہ یہ صفات کالیہ ہیں اور انکی ضد ہیں صفات نقصان ہیں

و اتصافه تعالی بصفات الکیال و عدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا صفات کا لیے سی اور بری ہونا صفات نقصان کی واجب ہی اس سی واجب ہو اوصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بشيئها له تعالى
 ان صفات هي اوراستدلال نقل ان صفات کی ثبوت پر واسطی استدلالی کہ ہر ہی کہ شرع کا انکار وجود واسطی استدلالی کی ثابت ہے

فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
سواء حب هو اليقين كذا انكى شوبت كا واسطى الله تعالى كي اورد نقلي دليل اس مسلمين دليل عقلى سى بهت بهتري
اسلمى كذا ان صفات بهت

لا یتوقف علیہا افعالہ تعالیٰ حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالیٰ وذاتہ تعالیٰ لہ یکن معلومہ لاحد افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور انکی ذات کسیکو معلوم نہیں ہی

حتی بعلم انها فی حقہ تعالی کمال یحیبا تصافہ بها حتی اولم یتصف بها بلزمران یتصف باضدادها
 ناکہ معلوم ہو کہ یہ صفات اسد تعالی کی واسطہ کالمہ بین موصوفہ بنماض و رجا ہیں اگر ان صفات سی موصوفہ نہ ہوگا تو انکی اضداد کا موصوفہ ہوگا

وما ذكر من كونها كمالات انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة اليها كمالات ان يكون
او كما ليه هو ان صفات كماله بغيره حق من حق
اور كما ليه هو ان صفات كماله بغيره حق من حق

في حقه تعالى كما لا اترى ان اللذة والالهم مع كونهما كما لا بالنسبة اليينا محتجان على الله تعالى
وهي ليست ذات بارها في هي كما ليس هو كما يجب نظرهم انما كثر اورالم بباري حتى من كال ابن بيرة لست الله تعالى في محال بن

لكونها من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
اسو اسطی کہ یہ کیفیت جہانہ من اس بیان کہ موقوفہ ان صفات کی ثبوت کو واسطہ منسک نقل و دل کا حجت

عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدى فى

کلی ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکونه لان المعجزة تضد یق فعلی من الله تعالی
جو جویری طرف سے حکم بیان کرتا ہے کہ وہ تبلیغہ قول سے یا فعل سے یا سکون سے اس کے معنی میں ہے۔

ابن رسول کی کہوں کہ معجزہ ایک فعل ہے، افعالہ تعالیٰ خارقا للعادة منزهة عن صریح القول فی تصدیق رسولہ
 جو جو میرا کرتا ہے میں نے اس کے بارے میں کوئی شے نہ سنی ہے، معجزہ اسدعالیہ ہفت سی فعلی تصدیقی ہے

فی دعوی الرسالة فانه تعالى لما خلق امر الخلق بالعبادة على ما كان عليه من العادة انوار الاله تعالى الى تصار كات

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علی
 یسیر ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف ہی پہنچتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ ہو یا فعلی ہی ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق
 ذکر العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انار رسول هذا الملك بعثنی الیکم
 بیان علماء کی یہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار میں رو برو ایک جماعت کی کھڑا ہو کر یہ کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس
 یکنذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال ایه صدقی انی اطلب من
 فلانا فلانا حکم دیکر پہنچا ہی اس جماعت فی اؤس سی سند طلب کی جس ہی اوکی صداقت معلوم ہو اؤس شخص کی میری صداقت کا نشان یہ ہی کہ میں بادشاہ کی
 الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطیبه فلا سرب
 کہتا لہو کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کھڑا ہو اور بیٹھ جاوی
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وصفید للعالم الضمیر
 یہ حرکت بادشاہ کی قائم مقام اس بات کی ہی کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف ہی بیان کرتا ہی اس ہی علم بدیہ
 یصدقہ لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شاهد
 اوکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں گے اور جو کو دیکھنا مسیر نہیں ہوگا بلکہ اسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اس میں کیا ہی
 ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
 کہ یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال ہی خوب مطابق ہی اس باب میں کہ انکی معجزہ سی علم بدیہ اوکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ انکا معجزہ
 بصدقہم لمن شاهدہا ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقہم
 دیکھتی ہیں اور جو نہیں دیکھتی بلکہ انکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیاء کا صدق ثابت ہوا
 یجب الایمان بہم ولا یحصل الایمان بہم الا بمعرفۃ ما یجب فی حقہم وما یتحیل علیہم وما یجوز
 تو اوپر ایمان لانا واجب ہوا اور اوپر ایمان لانا مستحکم نہیں ہوتا بلکہ دل سے یافت کرنی اول احوال کی جو اوکی حق میں واجب ہوتا اوپر ایمان ہی اور جو اوپر
 لم فما یجب فی حقہم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یتحیل علیہم اضداد هذه
 جائز ہی سو جو اوصاف اوکی حق میں واجب ہیں صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اوپر ایمان ہی ضدین ان صفیوں کی
 الصفات وهی الکذب والخيانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریۃ الق لا تؤد
 یعنی جو پوش اور خیانت اور چپا نا امر معروف کا اور جو اوکی حق میں جائز ہی حالات بشری جس ہی اوکی بلند مرتبہ میں
 الی نقص فی مراتبہم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقہم واستحالة الکذب علیہم فلان معجز
 نقصان عاید نہیں جیسی بیماری اور مانند ہی اور واجب ہونا صدق کا اوکی حق میں اور محال ہونا جھوٹ کا اسلی ہی کہ انکا معجزہ
 قد ثبت علی صدقہم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
 انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر انکو جھوٹ بولنا ہی جائز ہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر ہی باطل ہو جاوگی اور یہ محال ہی اور
 وجود الامانة فی حقہم واستحالة الخيانة علیہم فلا نهم لو خانوا بفعل شیء مما هو حرام ومکروه
 اور واجب ہونا امانت کا اوکی حق میں اور محال ہونا خیانت کا اوپر اسلئے کہ انبیاء اگر خیانت کریں کوئی امر حرام یا مکروہ عمل میں لاکر
 لکننا مأمورین بالتبایع فیہ لانه تعالیٰ امر الخلق بالتبایع فی افعالہم واقوالہم وسکوتہم فلو علموا ان
 تو جو کوئی اوکی اطاعت کا اس باب میں حکم ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی تمام امت کو اوکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت میں پس اگر اللہ تعالیٰ ہی علم میں
 منهم خيانة لما امر الخلق بالتبایع فثبت بذلك انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شیء مما هو حرام او مکروہ
 فسی خیانت جو کتنی توہر کہ خلق کو اوکی اتباع کا حکم نفع لانا سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فی اوکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یقیم منهم لاما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل ما بالنظر اليهم فالحق
 سولوی ده عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق ہی
 ان افعال داثرۃ بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقیم منهم کما یقیم من غیرہم بقتضی الشہ
 کہ افعال او کی صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں اسلئے کہ انبیاء ہی مباح ہی نہیں واقع ہوتا جیسی اور عوام ہی باعتبار شہوت نفس کی
 بل انما یقیم منهم بنیۃ صالحة یصیرہا عبادة و اقل ذلك قصد التعليم لغيرہم اذا ثبت هذا
 ہوتا ہی بلکہ ولسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت ہی تاکہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم ہی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی
 فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حد عظیم ووجل شدید علی ایمانہ ان یسلب منه بان
 تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرنا ہی اور بہت خوف کرنا ہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو جا اس سبب ہی
 یصغی باذنه ویلتفت بذهنه الی خرافت ینقلها فی حقہم کذبۃ للمورخین ویتبعہم فی بعضہا بعض
 کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر ہی اون خرافات کی طرف جو او کی حقین جھوٹی مورخ بیان کرتی ہیں اور بعضی بات میں جاہل مغر
 الجہلۃ من المفسرین فانه لقلۃ تخصیلم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلك بظاہر من الکتاب
 ہی او کی تابع ہو گئی ہیں یہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب میں کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار ہی اتر کر بیٹھی ہیں
 والسنة ولهذا قيل التمسک فی عقائدہ لا یان بمجرد ظواهر الکتاب والسنة من غیر تفصیل
 اس ہی لئی کہتی ہیں کہ سند کی عقائد ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی ہی بدون تفصیل کی
 بین ما یستحیل ظاہرۃ منہما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونه اصلا من اصول الکفر
 در میان اول امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کی محال ہیں یا محال نہیں ہیں سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جھڑی
 والبدعة قال الامام السنوسی وکذا تلقی هذا العلم من مجرد الکتاب والمشافہ المصحفین والتفہمین
 امام سنوسی کہتی ہیں اور لیس ہی مان لیا اس علم کا صرف مشافہ غلط کارون کی کتابوں ہی اور فقہا ہی بی تحقیق
 بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقہم واستحالة الکتمان علیہم فلا ہم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ
 اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہا ہی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیاء علیہم السلام چہا لینی کچھ ہی امر معروف ہی
 لکان الناس ما صورین باتباعہم فی کتمان ما امروا بتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یصل
 تو امت کو بھی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور میں آتا ہی
 ذلك والکتمان حرام ملعون فاعلہ بشهادة قوله تعالى ان الذين یکتُمون ما ازلنا من البینت
 حال یہ کہ چہا نا حرام ہی چہا نیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی ہی جو لوگ چہا ہی ہیں جو کچھ چہی او تار صاف حکم
 والہدی من بعد ما بکیتہ للناس فی الکتاب اولیک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون واما جواز
 اور راہ کی نشان بعد اس کی کہ ہم او کو کہوں چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں او کو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی والی اور
 الاعراض البشریۃ فلم فلانہا لا تضر فی رسالتہم وعلوم منزلتہم بل ہی ما یزید فی مراتبہم باعتبار تعظیم
 حالات بشری او کی لئی اس واسطی جائز ہیں کہ او کی رسالت اور علوم مرتبہ میں اصلا مضر نہیں ہیں بلکہ وہ حالات او کا مرتبہ اور برتری میں باعتبار عظمت
 اجرہم من جهة ما یقدارہا من طاعة صبرہم فانه تعالی کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلك الثواب
 ثواب کی جو او کو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ او کو یہ ثواب
 العظیم بلا مشقة یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
 عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پراپی حکمت مطہر ہی یہ ہی پسند کیا کہ او کو یہ ثواب بعد اس مشقت کی عنایت ہو

رفقا بضعفاء العقول كيلا يعتقدوا فيهم الالهية وفيها ايضا اعظم دليل على صدقهم وكوثرهم
 واسمى نبي كى ضيف عقولهم پر تاکر انبيا کو معبود و سجدہ لین اور اس میں ہی ہوئی صداقت کی طرفی دلیل ہی اور اس کی کردہ اللہ کی طرف سے بھی ہوئی
 صبر ثین من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة لله تعالى من غير
 آئی ہیں اور جو معجزہ اول کی آیت پر ظاہر ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں

ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو ليسير
 او ان لو ان معجزات کی جاری کرنی میں کچھ دخل نہیں ہی واسطی کا اگر ان معجزات پر قدرت ہوتی تو ان کو اپنی جان پر ہی اس کی آسان کو دور کر دیتی
 منها من المرض والجوع والعطش والحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة عظيمة
 یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرگجاری کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اس کی اور اس میں ہی بڑا فائدہ ہی

وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف في شرايعتنا احكام السهم في الصلوة من سهو
 وہ جائز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جالیہ حالات سے متعلق ہیں چنانچہ جاری شریعت میں احکام سہو کی نماز میں معلوم ہو گئی
 نبينا عليه السلام في الصلوة وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه السلام
 جاری نبی کی سہو کرنی سے نماز میں اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف میں نبی علیہ السلام کی فعل سے معلوم ہوئی

وهيئة اكل الطعام وشراب الماء ونحو ذلك من اكله وشرابه المجلس السادس عشر
 اور وضع کھانا پینا کی اور مانند اس کی آپ کی کہانی اور نبی سے سولہیں مجلس

تحقيق السعيد والسفي وبيان اقسام الكفر وغيره قال رسول الله صلى الله عليه
 تحقیق نیکبخت اور بد بخت کی تحقیق میں اور کفر وغیرہ کی فہم بیان کرنی میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد يعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
 وسلم فی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیوں کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیوں کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی
 وانما الاعمال بالخواتيم هذا الحديث من صحاح المصايم رواه سهل بن سعد وليس فيه دلالة
 اعمال خاتمہ تکبر معتبر ہوتی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ہے سهل بن سعد کی روایت سی اس حدیث میں عمل

على ترك العمل بل فيه حث للعبد على مواظبة الطاعات واجتناب السيئات في كل وقت ومن
 ترک کر نیکی دلیل نہیں ہی بلکہ اس حدیث میں بندہ کو واسطی داعی طاعات کی اور گناہوں سے اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العبث خوفا من ان يكون ذلك الوقت اخر عمره وفيه ايضا جزاه عن العجب والفرح
 تمام عمر اس خوف سے کہ سب ادا کر کا یہ ہی آخری وقت ہو اور اس میں زجر بھی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانه لا يدري ماذا يصيبه في العاقبة اذ رب شخص يعمل عمل اهل الجنة من الايمان والطاعات وفي
 اس میں کہ ابھی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اس واسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیوں کی سما کرتی ہیں ایمان اور عبادات اور

تقدیر الله تعالى انه من اهل النار فيتحول في اخر عمره من الايمان والطاعات الى الكفر والمعاصي فيموت
 تقدیر الہی میں وہ دوزخی ہی سو آخر عمر میں وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاوے گا پھر

على الكفر والمعاصي فيدخل النار وارب شخص يعمل عمل اهل النار من الكفر والمعاصي وفي تقدير الله
 کفر اور معاصی پر مرکوز دوزخیوں میں داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہیں دوزخیوں کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الہی میں

انه من اهل الجنة فيتحول في اخر عمره من الكفر والمعاصي الى الايمان والطاعات فيموت على
 وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر میں کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاوے گا پھر ایمان اور طاعات پر مرکوز

فیدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد
 جنت من داخل هو كما اسمي لئلا فرماي نبي عليه السلام في ^{كرا اعمال خاتمه پر معتبر ہيں} ^{مراد یہ ہيں کہ اعمال آدمي کی}
 متعلقة في السعادة والشقاوة بأخر العمر وفي حديث أخره عليه السلام قال اعمالوا فكل
 سعادت اور شقاوت میں ^{آخر عمر سے متعلق ہيں} اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل
 میسر لہا خلق لہ اما من کان من اهل السعادة فیسیر لہا عمل السعادة واما من کان من اهل
 آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادت مند ہی اوکو اعمال سعادت دل کی میسر ہونگی اور جو شخص
 الشقاوة فیسیر لہا عمل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام یقین فی هذا الحديث ان كل احد
 بدجنت ہی اوکو بد بختوں کی ہی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا
 مصباء ومصروف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقد رانه من اهل الجنة یجری اللہ
 سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالیٰ
 علی یدیه اعمال اهل الجنة ویسرها علیہ حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقد رانه من اهل النار
 اوکی اتہ پر اعمال جنیوں کی جاری کر کے اوپر آسان کر دیتا ہی آخر مگر جنت میں چلا جائی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ روز خبی ہی
 یجری اللہ علی یدیه اعمال اهل النار ویسرها علیہ حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل یغلب الظن
 تو اللہ اوکی اتہ پر روز خبیوں ہی عمل پیدا کر کے آسان کر دیتا ہی آخر مگر دوزخ میں چلا جائی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اوکی دلیل ہی
 ان الشخص من آتى الاصفين يكون ومن هذا كان الواجب علی ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح
 کہ آدمی دو نوع میں سے کوئی نہ ہو اس بیان سے واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سے نیک عمل ہی خالی نہ کرے
 فی وقت من الاوقات لانه لا یدری متى یاتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم ولا ی
 کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوکو کونسا وقت آجائی اسکی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہوگی
 لمن رزقه الله تعالى الفهم والیقظة من نوم الغفلة والتفکر فی امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا
 شخص میں جسکو اللہ تعالیٰ نے فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سے اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگا کہ اللہ تعالیٰ کی موت
 فی خبر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين
 آجی وقت بشارت کی ساتھ ہی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سے موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تحقیق جنہوں کی
 قلوبنا الله ثم استغفوا ثم تنزل عليهم الملكة الا تخافوا ولا تحزنوا واخبروا بالجنة التي كنتم
 کہا رب ہمارا اللہ ہی پھر اسمی پر پڑی ہی اول پر او برقی ہیں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تمکو
 تؤعدون فانه تعالى بین فی هذه الآية ان الدين اقربا برؤيته واعترفوا بوحدة الله ثم استقاموا
 وعدہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جس نے اوکی ربوبیت کا اقرار کیا او وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اسی اقرار
 علی ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتیان جميع الما مولات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقر
 اور قبولیت پر موت تک قائم رہے اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہے اور تمام منہیات سے پرہیز کرتا رہے کیونکہ پوری
 الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شيء من الما مولات وارتكاب شيء من المنهيات
 استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجائی ہی مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل ہی
 تنزل عليهم الملكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارة التي هي قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
 تو ایسی لوگوں پر اللہ کی طرف سے موت کی وقت فرشتی یہ بشارت لیکر آتی ہیں کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وَابَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ وَقَالَ لَا عِذَّةَ لَهُ فَمَنْ أَلْكَتِ أَنْ كُنْتُمْ صُلَاحِقِينَ
اور غیر سو بہشت کی جو اللہ تعالیٰ فی تمہی وعدہ کیا تھا تمہاری ہی کی زبان پر اور اسکی دشمنوں کی حق میں یہ خوفناک تو مٹاؤ مگر تم بھی جو
وَلَا يَتَمَنَّوْنَ أَبَدًا بِمَا قَدْ مَاتَ آبَاؤُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ فَبَيْنَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي هَذِهِ لَاحِظَةٌ
اور کہیں نہ مانو گی کہ مرنا اسوسطی کہ آگے پہنچ چکی ہیں انکی آہستہ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں کہ ہنگامہ اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ بیان فرمایا
ان الصّٰدِقِينَ فِي أَقْرَاهُمْ لَكُمْ مَسْتَعْدِينَ لِلْمَوْتِ يَتَمَنَّوْنَ وَلَا يَفْرُونَ مِنْهُ لَكِنْ عِلْمُهُمْ حَسَنًا وَأَمَّا
کہ جو سچا اور کر نیوالی ہیں موت کی سامان جو کرتی رہی ہیں تو موت کو مٹاتی ہیں اور اسکی ہی بہا گئی نہیں اسکی کٹاؤ کی عمل نیک ہیں اور
الظّٰلِمُونَ فَلَعْنُهُمْ مَكُونُهُمْ مَسْتَعْدِينَ لِلْمَوْتِ لَا يَتَمَنَّوْنَ بَلْ يَفْرُونَ مِنْهُ لَكِنْ عِلْمُهُمْ سَوِيًّا فَإِنَّ لِحْمَ السَّوْءِ
ظالم ہیں کہ سامان موت کا نہیں کرتی رہی تو موت کو نہیں مٹاتی بلکہ اسکی ہی بہا گئی ہیں کیونکہ اسکی عمل بد ہیں کیونکہ عمل بد
وَأَنْ لَوْ يَخْرُجُ الْمَوْتُ عَنْ الْإِيمَانِ لَا أَنَّهُ سَبَبٌ لِسُوءِ خَاتَمَتِهِ وَشَوْمِ عَاقِبَتِهِ فَإِنْ سُوءُ الْخَاتَمَةِ لَا يَكُونُ
اگرچہ موتوں کو بی ایمان تو با فضل نہیں کر دیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسوسطی کہ بد خاتمہ اور ہی کا ہوتا ہی
الْإِيمَانُ كَانَ لَهُ فُسَادٌ فِي الْأَعْتِقَادِ وَأَصْرَارٌ عَلَى الْمَعَاصِي أَوْ عَدُولٌ عَنِ الْأَسْتِقَامَةِ أَوْ ضَعْفٌ فِي الْإِيمَانِ
جسکی اعتقاد میں فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اصرار ہوتا ہی یا استقامت سے ٹل جاتا ہی یا اسکا ایمان مست ہوتا ہی
أَمَّا الْفُسَادُ فِي الْأَعْتِقَادِ فَإِنْ يَكُونُ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنْ أَنْوَاعِ الشَّرْكِ فَإِنَّ أَنْوَاعَ الشَّرْكِ سِتَّةٌ أَحَدُهَا
پھر فساد اعتقاد کا یہ ہی کہ اسکی دلیں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چھ ہیں ایک شرک
اِسْتِقْلَالٌ وَهُوَ أَشَدُّ الْهَيْنِ مَسْتَقْلِلِينَ كَشْرِكِ الثَّنَوِيَّةِ فَإِنَّهُمْ قَالُوا لَوْ ائْتَدَى فِي الْعَالَمِ خَيْرٌ أَكْثَرًا وَشَرٌّ
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہ ہی کہ دروازہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ ہم عالم میں بہا ہی بہت دیکھتی ہیں اور برائی ہی
كَثِيرٌ وَالْوَحْدَ لَا يَكُونُ خَيْرًا وَشَرًّا بِالضَّرُورَةِ فَلَا يَدَانِ يَكُونُ لِكُلِّ مِنْهُمَا فَاعِلٌ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ انْتَهَمَ
بہت دیکھتی ہیں اور ظاہر ہی کہ ذات واحدی خیر اور شر نہیں ہوکتا پس بالضرورہ دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پھر اس فرقہ کی
انْقَسَمُوا قِسْمَيْنِ الْقِسْمَ الْأَوَّلَ الْمَانُوِيَّةَ وَالَّذِي صَانِيَةُ فَإِنَّهُمْ قَالُوا فَاعِلُ الْخَيْرِ النُّورُ وَفَاعِلُ الشَّرِّ الظُّلْمَةُ وَالْقِسْمَ
دو قسم ہوئیں پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دوسری صانیہ کلمہ یہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثَّانِي الْمَجْمُوسُ فَإِنَّهُمْ قَالُوا فَاعِلُ الْخَيْرِ يَزِيدَانِ وَفَاعِلُ الشَّرِّ هَرَمٌ مِنْ يَعْنُونَ بِهِ الشَّيْطَانُ ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي أَنْ
قسم مجوس ہیں یہ ہی کہتی ہیں فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل آہرمن ہی یعنی شیطان پھر اہرمن کی حق میں اختلاف کیا ہی
أَهْرَمَنْ قَدِيمٌ كَيْزْدَانِ أَوْ حَادِثٌ مِنْهُ وَالثَّانِي مِنْ أَنْوَاعِ الشَّرْكِ شَرْكُ تَبْعِيضٍ وَهُوَ جَعْلُ الْإِلَهِ مَرَكَبًا
تقدیم یزدان کا خند قدیم ہی یا اسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اسکا
مِنْ آلِهَةِ كَشْرِكِ النَّصَارَى فَإِنَّهُمْ اثْبَتُوا الْأَقَانِيمَ الثَّلَاثَةَ الَّتِي هِيَ الوجود والعلم والحياة وَحَكَمُوا
کئی اسم ہی جیسی شرک نصاریٰ کا نصاریٰ فی تین اصلا ثابت کی ہیں وجود اور علم اور حیات پھر ان تینوں پر
عَلَيْهَا بَأَنَّهُ الْهَيْئَةُ ثَلَاثَةٌ وَاعْتَقَدُوا أَنَّ الْإِلَاحَ جَوْهَرٌ فَرْدٌ مَرْكَبَةٌ مِنْ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ وَقَالُوا مَجْمُوعُ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ
یہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہیں اور یہ اعتقاد کرتی ہیں کہ اللہ جو ہر فرد ان تینوں ہی مرکب ہی اور کہتی ہیں کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکہ
إِلَهِ وَاحِدٌ وَجَعَلُوا الْذَاتَ الْوَاحِدَةَ ثَلَاثَ صِفَاتٍ وَذَلِكَ غَيْرُ مَعْقُولٍ الْعَاقِلُ وَالثَّلَاثُ مِنْ أَنْوَاعِ
لہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ہر تین اور یہ عاقل کی نزدیک معقول نہیں ہی تیسرے قسم شرک کی
الشَّرْكِ شَرْكٌ تَقْرِيبٌ وَهُوَ عِبَادَةُ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى لِيُقَرَّبَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى كَشَرْكِ مُسْتَقْدِمٍ عِبْدَةِ الْأَصْنَفِ
شرک تقرب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالیٰ کی تاکہ اسکی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من خاية الدنيا ونهاية الحقاير قد سوء
 انكى خيال من جب يهيم آيا كه جلا عبادت كرا مولد بزرگ كواس حال من كه بكوند نارت حاصل هي اور هم بڑى حقيقين برى

ادب عظيم يقر بواليه بعبادة من هو اعلی منهم عنده كالمملكة والشمس والقمر والنجوم و
 بي ادبي هي اسلى قرب الله كي واسطى چو جنا اطن بجزو كا شروح كي جوادى اوكى خيال من بهتر هي جيسى فرشتى اور سورج اور چاند اور ستاره اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
 آيا اور انند اسكى پهر انهن كي جب ديكا كه چكى هم عبادت كرتي من وه همارى سامنى سى غيب هوجا قين تو اوكى صوت كي بت تالى چكى كي اوكى سمبول كا

عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم في ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
 اور غرض اوكى اس سى بهتر هي كه نزدك هوجاوين اوس سى جسكا بت بنايان

وقصدهم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم ووقفهم
 اور اس سبب سى بهر مراد هي كه مولى بزرگ سى قريب هوجاوين به شيطان في اوكى عقول كو كهلو بياكر

في الضلال والرابع من انواع الشرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليدا للغير كشرك
 كمره كريا اور چوتى قسم شرك كي شرك تقليدي اور وه پوجا غير الله كا اور اوكى كو ديكا جيسى شرك

متاخري عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباؤهم واجدادهم مشغولين بعبادتها قلدهم فيها
 به چلى بت پرستون كا انهن كي اپنى باب دادون كو جويت پوجى ديكا بت پرستى من اوكى تابع هوگي

وقالوا انا وجدنا اباؤنا على امثله وانا على اثرهم مقتدون وهم كابائهم في ضللي مبين والخاص
 اور كهي گلي هين پائى اپنى باب راوى ايك بيه اور هم اوتى كي قد مولد چوتى هين اور وه اپنى باب راوى اوكى مانده صرچ كراي من هين

من انواع الشرك الاشباب وهو اسناد التأثير للاسباب العادية كشرك الفلاسطة الطما
 باچون قسم شرك كي شرك اسباب هي اور وه نسبت كرا تاثيرات كا اسباب هم هوافي عادت كي جيسى شرك چكا ديونان اور طبيون كا

ومن تبعم على ذلك من جهة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشعب باكل الطعام وارتباط الزوى
 اور جواونكى ساتهين اس باب من اسلاميون من هي انهن كي جب ديكا كه ربط هم سيري كا كهانا كهانا سى اور ربط تازگي كا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ينحصر فهو
 پائى پنى سى اور ربط ستر پوشى كا كچرا پنى سى اور ربط روشنى كا سورج سى هي اور انند اسكى بي قياس تو

بجهلهم ان تلك الاشياء هي المؤثرة فيها ارتباط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهو
 اپنى جهالت كا پيچي كه پيچي مستقل تاثير كرتي هين اپنى اسباب من يا تو اپنى طبع كي تاثير سى يا بنود قوت كي كه الله تعالى في اوتين پيچي كا

غلط وسبب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذى شاهدوه انما هو تاثير شئ
 سبب غلط هي اور سبب غلط كا بهر هو كه محسوسات پر عقلات كو قياس كراياي كيونكه جو بهر ديكتي هين تو بهر هي اثر لينا ايك چيز كا

عند شئ وهذا هو حظ الحس اما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
 پاس كي چيز من سى بهر هي محسوس هوتا هي اور تاثير احصا جواسين هوتي هي سوده حرف عقل سى دريافت هوگي هي چوتى قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرك المراثين فانهم عند علمهم المأمور به
 شرك كي وه شرك اغراض هي اور وه عمل كرا واسطى غير الله كي جيسى شرك رياكارون كا جب بهر رياكار كوئى مامور به

من واجب ومنذوب وعند تركهم المنهى عنه من محرما ومكروه ليس مقصودهم طلب رضا الله
 واجب يا مستحب ادا كرتي هين بل كهي منهي عنه حرام يا مكروه سى امر اكر كرتي هين تو اوكو مقصود رضا مندى خدا تعالى كي نهين هوتي

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبدة اوحيت منه له اورباية من عند اظفر ^{قاله}
 بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الہی ہی ہوتی ہی یا محبت اپنی اوکی دین یا بطرائی اوکی نزدیک یا اونی کمال حاصل کرنا
 من قبلہ اور صرف مذمۃ یحافضہا منہ ومثلہ العمل مجرد الظفر بالحوار والقصور ونعيم الجنان
 یا دور کرنا بدنامی کا جو اوکی طرف ہی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حور و اور محو اور لغتوں بہشت کی
 والسلامۃ من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيدہ تعالیٰ حتیٰ توہمو امکا
 اور واسطی یحییٰ کی آہنگ سی اور یہ سبب فساد نیت اسلٹی ہی کہ خدا کی توحید کو بھول جاتی ہیں یہاں تک کہ اوکو یہ وہم ہوا کہ
 حصول نفع او ضرر من غیرہ تعالیٰ وتوہمو ان الخلق قادرین على النفع والضرر حتیٰ راعوہم
 اور ضرر سواء اللہ تعالیٰ کی اور ہی ہی ہوتا ہی اور یہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ
 في طاعتهم وتوہمو ان طاعتهم صوثة في استجلاب نفع او دفع ضرر في الدنيا والاخرة
 اپنی طاعت میں اوکی رعایت کرنی ہی اور یہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی میں اور ضرر دفع کرنی میں دنیا اور آخرت کی
 وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذہنہم انفرادہ تعالیٰ بخلق جميع الكائنات بلا واسطۃ
 اور حقیقت میں یہ نہیں ہی بلکہ اگر یہ لوگ وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذہن میں قائم رکھتی کہ پیدا کرنی والا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہ ہی
 وعدم تاثير لكل ما سواه في اثرها ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
 اور کسی امر میں کسی کو اصل کچھ تاثير نہیں ہی اور ہی میں انکی طاعت ہی داخل ہی تو کسی اپنی طاعت ہی جسکی اوکو توفیق ہو ہی
 التي وقفوا لها الا مجرد الامثال لا مر الله تعالیٰ ثم لطعوا عندها فيما وعد به اللہ تعالیٰ من
 سواء اطاعت امر الہی کی کچھ غرض نہ کہتی بہر بعد اطاعت کی خواہش کرنی جو اللہ تعالیٰ فی وعدہ فرمایا ہی
 الخیر معہا بعض فضلہ من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعۃ الاولى التي هي شرك
 نعت کا اوکی محض فضل ہی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک
 استقلال وشرك تبعية وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحکم السادس الذي هو
 استقلال ہی اور شرک تبعية ہی اور شرک تقليد ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چھٹے قسم کا
 شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحکم الخامس الذي هو شرك الاسباب التفصيل
 جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچویں قسم کا جو شرک اسباب ہی اس تفصیل پر ہی
 وهوان اهل الشرك في اعتقادهم التأثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
 کہ ایسی شرک اپنی اعتقاد میں تاثير ان اسباب کی اسباب میں کئی طرح پر جانتی ہیں بعضی یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ
 الاسباب تؤثر بطبيعتها وحقيقتها في الاشياء التي تقارن لها ولا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم
 تاثير ان اسباب کی جن اشیا وی بہ طبع ہی طبیعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والوں کی کفر میں کسی کو خوف نہیں ہی اور بعضی
 من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبيعتها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولونزعها منها
 یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ یہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہیں کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالیٰ فی ان اسباب میں پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو
 لا تؤثر قد تبعم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا
 تو اثر ہی نہ ہی اس اعتقاد میں اکثر عوام مسلمان ہی اوکی شامل ہیں ایسی اعتقاد والوں کی بدعتی ہوتی میں خلاف نہیں ہی
 وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يستع في انزاله عن نفسه واصلا
 خوف ہی تو کفر میں ہی ہیں جس شخص میں کوئی سا اعتقاد ہوا ان مذكورات میں سی اور وہ اوکی دور کرتی میں سنی مذکری اور اپنی اعتقاد درست نہ کری

اور بعضی

شأنه یجتم له بالسوء وان كان مع کمال الزهد والصلاح لان زهدا وصلاحا انما یفیه
 تروا کما ختم به ہوگا اگر کمال نہ ہو اور صلاح رکھتا ہو اسو سطحی کہ نہ ہو اور صلاح اسکو جب قائمہ دیکھا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح المواقف لكتاب الله وسنة رسوله وأما إذا لم يكن مع الاعتقاد
 كتب مائته اعتقاد صحيح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد

الصحيح الموافق لها بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لها فلا ينفعه وأما الإصرار على المعاصي
صحيح كما نثره أبووافق كتاب اورسنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اورسنت سی مخالف ہو کر قائم نہ کیا اور معاصی پر ایسی اڑ کرئی

فإن يحصل في قلبه الفها فإن جميع ما ألفه الإنسان في عمره يعود ذكره عند موته فإن كان
 كراول من معاصي کی محبت پہنچا ہر جاوی تو انسان اپنی زندگی بہرین جو جو محبوب رکھتای مرتی دقت وہ یاد آتی ہیں بہر اگر

میلہ الی الطاعات اکثر یكون اکثر ما یحضرہ عند موتہ ذکر الطاعات وان کان میلہ الی
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آویں گی
اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر من ان يحصا عند موته ذكر المعاصي فرما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصي کی طرف زیادہ ہوگی تو مرنے وقت معاصی یاد آویں گی پس بعضی وقت نزع کی حال میں

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبته يهاكوي شهوت تمام شهوات يهاكوي گناه گناه چون ميں گد دل پر غالب آجاتا ہی پھر دس کال اور پھر تین چار ہفتا ہی اوردہ اور اس ماحول

سبب الشقاوتہ فی آخر حیاتہ لقولہ علیہ السلام المعاصی بربید الکفر واما الذی لم یرتکب
 سببین پردہ ہو کر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہے واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر یعنی ہوتی ہیں
 اور جسنی اصل کوئی گناہ

ذنباً اصلاً اور تمکب لکن تاب فہو بعید عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
 یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی مل جاتا

فبان یظهر فیہ الامواج فبان من کان مستقیماً فی ابتداءه ثم تغیر عن حاله وخرج عما کان
 اسطور پر کہ ادسین کجی پیدا ہوا دی اگر پہ شخص ابتدا میں مستقیم تھا پہ اپنی حال سی بدلا گیا اور جن اوصاف یہ

علیہ فی ابتداءہ یکون سبباً لسموع خاتمہ و شوم عاقبتہ کابلیس الذی کان فی ابتداءہ رئیس
بتدین تبارک الگ ہو گیا تو یہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت محسوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين
 دراو كذا استاد اور عبادت مين بڑا ساعی تھا یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں سمین اور زمین میں

موضع شبر الا وهو قد سجده فيه ثم انصرف الى السجود لادم النبي عليه السلام ابي واستكبر وكان من
 كبريائهم. ہر جگہ اسکی سجدہ ہی خالی نہیں رہی تھی پھر جب ادا کو آدم کہ لئی سجدہ کا حکم ہوا تو غنا
 اور کبر کیا اور دہتا

لِكُفْرِهِمْ ۚ وَلِلْعَاقِمِ بْنِ بَاسِعٍ الَّذِي آتَاهُ اللَّهُ تَعَالَى آيَاتِهِ فَاسْتَفْسَحَ مِنْهَا بِجُلُودِهِ إِلَى الدُّنْيَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَ

كان من العارفين وكبر رصيدها العابد الذي قال له الشيطان الكفر فلما كفر قال لي برئ منك إلى آخا
 اور جیسی رصید صا عابد کے شیطان نے کہا منکر ہو جا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجھے الگ ہوں مجھ کا اندیشہ ہی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِعْرَاضَهُ عَلَى الْكُفْرِ فَلَمَّا كَفَرَ تَبَرَأَ مِنْهُ فَخَافَهُ أَنْ يَشَارَكَهُ فِي الْعَذَابِ
 جِبْهَةٌ كَافِرَةٌ هُوَ تَوَلَّى سَيِّئَاتِهِ لِيُكَفِّرَ عَنْهُ وَلِيُجْزِيَ الشَّيْطَانَ فِي أَوْسَعِ مَقَرٍّ لِيُخَيِّرَ كَيْفَا

ولم یفغره ذلک كما قال الله تعالى فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ہے آخر ازل و اولیٰ کہ وہ دونوں ہی آگ میں سدا رہیں اور یہی سزا
الظالمین واما الضعفاء فی الايمان فان یكون حب الله تعالیٰ فی قلبه ضعیفا فان من کان فی

کچھ روکنی اور ایمان کی سستی اسطورہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیں
ایمان نہ ضعف یتولی علی قلبه حب الدنیا بحيث لا یبقی فیہ حب الله تعالیٰ شیء الا من حیث

ایمان میں سستی ہو تو کسی دل پر دنیا کی محبت بچھا جاتی ہے کہ وہ میں محبت الہی کی کچھ گنجائش نہیں رہتی
حدیث النفس علی وجه لا یظهر له اثر فی مخالفة الهی ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی ولا فی الحث

جس سے ہر بات پر ایسی کہ ہر کی مخالفت میں اور کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی ہی رکھتی ہیں جو
علی الطاعات فینھما فی الشهوات وارتکاب السیئات فیتراکم ظلمات الذنوب علی قلبه ولا ترال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کریمیں اور بدیہتوں اور تاریکی گناہ کی تہ بوند
تطغی ما فیہ من نور الا ایمان مع ضعفه فاذا جاء الیہ سكرات الموت وعلم انه یفارق الدنیا وھی

نور ایمان کا جو وہ میں ہوتا ہی بجھتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوکو نزع کی حالت آتی ہی اور جاننا ہی کما دنیاسی چلا اور دنیا
محبوبة له وجہا غالب علیہ حتی لا یزید ترکھا ویتألم من فراقھا یرى ذلك من الله تعالیٰ فیغشی

اوسکی محبوبہ بنتی اور اوسکی محبت اور پراسی غالب ہی کہ اوسکا چہرہ نا نہیں چاہتا اور اوسکی فراق کی رنج اوہنا تا ہی سمجھتا ہی کہ یہ فراق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی الہی
علیہ ان یحصل فی قلبه بغضه تعالیٰ بدل حبه فان اتفق خرج روحه فی تلك اللحظة

یہ ہی کہ اسکی دلیں خدا کی طرف سے محبت کی جگہ کینہ پیدا ہو جاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت میں جان نکل گئی

یختم له بالسوء ویهلك هالکا ابدیا والسبب المفضی الی هذه الورطة حب الدنیا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہو گا اور ہمیشہ کو گنا گندہ ہوا اور سبب اس ہلاکا یہی دنیای کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

الیھا والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالیٰ وهو الداء العضال الذی

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سے محبت الہی سست ہو جاوی اور یہ بڑی سخت بیماری جس میں

عم اکثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعلیہ بعدا خرج حب الدنیا من قلبه وتصحیح

اکثر تخلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سے بچا جاوی اوکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کری بہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان یحترز عن المعاصی عن مشاہدتها ومشاہد اهلها وان یواظب علی الطاعات

درست کر کہ گناہوں سے پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کری

القی هی ثمرة محبة الله تعالیٰ ولا یتصور محبة الله تعالیٰ الا بعد معرفته اذ لا یحب الانسان الا بعد

کہ وہ محبت الہی کا پھل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اس واسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله بما یحب علیہ معرفته وعرف ان جمیع النعم الواصلة الیہ والو

محبوب اوس کی کہتا ہی جسکو جانتا ہی نہیں جو شخص خدا کو پہچانے لگا اول او صاف ہی جو او کو وہ حب میں اور یہ سمجھی کہ جتنی نعمتیں بھگو اور اور دیکو حاصل ہیں

غیرہ لیس لامنه تعالیٰ لا جرم محبة فاذا حبه یسعی فی تحصیل رضائه ویحترز عن موجبات

سبب اللہ کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھنے پر جب او کو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضا مندی میں کوشش کرے گا اور اوسکی غصہ سے بچتا رہے گا

سخطه فیکون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده لیسرنا الله تعالیٰ

بہر تو یہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت میں جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو دیکھا خدا بھکو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمرار

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لعنة الله على اليهود والنصرى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد هذا الحديث من صحاح المصابيح

سرورته ام المؤمنين عائشة وسبب دعائه عليه والسلام على اليهود والنصرى باللعنة انهم كانوا

يصلون فی المواضع التي دفن فيها انبياءهم اما نظر منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا الشك

جلي ولهذا قال النبي عليه السلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد او ظنا منهم بان التوجه الى قبورهم

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لاشتماله على امرين عبادة له تعالى وتعظیم انبياءه

هذا شرك خفي ولهذا نهى النبي عليه السلام امته عن الصلوة في المقابر احتراماً لجن مشابعتهم

بهم وان كان القصدان مختلفين وقال من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد لا تتخذوا

القبور مساجداً في انهم لم يعمدوا الى ذلك قال بعض المحققين والصلوة في المواضع المتبركة من مقابر

الصالحين داخلة في هذا النهي لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيم هؤلاء علما في ذلك من الشرك

الخفي فان مبتدأ عبادة الاصنام كان في قوم نوح النبي عليه السلام من جهة عكوفهم على القبور

كما اخبر الله تعالى في كتابه بقوله قال نوح ربي انهم عصوني واتبعوا من لم يؤدبه ماله وذلك

الاخسار ومكروا مكر كبا سراً وقالوا لا تدركنا الهتك ولا تدركنا وداؤا ولا سواعا ولا يغوث ولا يعقوب

وكسراً قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوم صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام

فلما ماتوا عكف الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعبدهم وهذا هو مبتدأ

الشرك

عبادة الأصنام وقال ابن القيم في غائته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها لا تشك
 بت پرستی کی جاری ہوئی اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی اسناد سے نقل کرتا ہی جس علقہ کی سبب سے شارع فی قبروں کو مسجد
 اتخاذ القبور بھی التي اوفقت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر او في ادونه من الشرك فان الشرك
 بنائے سے منع فرمایا ہی اسلئے بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ بڑے شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
 بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا تجد كثيرا
 صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسلئے ہم بہت
 من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادا لا يفعلون
 لوگوں کو رکبتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتے ہیں اور گڑ گڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں
 مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السجود ورجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما
 کو ایسی مسجدوں میں کہیں نہیں کرتے اور نہ صبح کی وقت کرتے ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر
 لا يرجون في المساجد فحسم مادة هذه المفسدة في النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
 امید رکبتی میں کہ نہیں رکبتی مسجدوں میں یہ بہادہ فساد کا قطع کر نیکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا
 المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلی بصلوته فيها بركة البقعة كما هي عن الصلوة وقت طلوع
 اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنے ہی بركت اور جگہ مقصود نہ ہو جیسی منع فرمایا نمازی میں طلوع
 الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فتع
 آفتاب پر اور صبح غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک سہن آفتاب کو پوجتے ہیں سو غیر صلی اللہ علیہ وسلم
 امته عن الصلوة فيها وان لم يقصد ما قصد المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
 اپنی امت کو ان وقتوں میں نمازی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنے ہی
 تبركا بالصلوة في تلك البقعة فهذا غير المجادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداء
 بركت اور بھکے کی حاصل کیا جا ہی تو اسلئے اسلئے رسول کی عین مخالفت ہی اور دین کی برخلاف بنیادیں
 دين امر ياذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستئذان والاتباع لا على الهوى ولا ابتداء
 احداث کرنا یا جسکا اسلئے حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
 فان المسلمين اجمعوا على ما علوه من دين نبينهم ان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنه
 بیشک مسلمانوں فی ہلالتفاق اپنی نبی کی علم کی موافق یہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسلئے فساد
 الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
 شرک کا سبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت بت پرستی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
 الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما في عن تلك المفسدة سدا للذريعة
 آفتاب کی اور وقت غروب اور برابر دوپہر کی اور یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جب اس فساد کی بند کر نیکی واسلئے مشابہت کی وسیلے سے منع فرمایا
 التشبيه التي لا يكون بشجر او حجر او في ادونه من الشرك فان الشرك
 تشبیہ کی جسکا خطروہی نہیں کہ وہ بڑے شرک میں یا کچھ بڑے شرک میں مبتلا نہ ہو جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچاتی ہی
 بدعته لما لم يرد عليه من وادعته بتلك ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد
 اگر کوئی مرد کی بدعت نہ ہو جس پر اسلئے نہ ہو کہ وہ اپنے مقتداؤں کی نماز کی قبروں کی پاس مسجدوں کی نمازی بہتر ہی

وعزیز ذلک ما هو محادة ظاهرة لله تعالى ورسوله قال ابن القيم فی اذنته من جمع بین سنة
 اور سواد اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اندکی اور اسکی رسول کی ابن قیم ابنی افانین کہتے ہی جو شخص جمع کر کر کہی دریا طریق
 رسول الله علیه السلام فی القبور و ما اهر به و ما لھی عنه و ما کان علیه الصحابة و التابعون
 رسول الله صلی الله علیه وسلم کی قبر کی باب میں اور جوام فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا
 و بین ما کان اکثر الناس الیوم ذای احرها مضاد الاخر و مناقضه بحيث لا یجتمعان ابدا فانه
 اور در میان اوس طریق کی جس پر اکثر لوگ آج کل چلتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولیٰ با و کلا ایسا کہ ہرگز کہی جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر
 علیه السلام لھی عن الصلوة عندها و هم یخالقون و یصلون عندها و نھی عن اتخاذ المساجد
 علیه السلام فی قبروں کی پہلے ہی منع فرمایا اور یہ لوگ خلاف کر کے قبروں کی پاس نظر پڑتی ہیں اور قبروں پر مسجدیں بناتی ہی منع فرمایا
 علیها و هم یخالقون و یصلون علیها مساجد و یمسکونها مشاهد و نھی عن ایقاد السجود علیها و هم
 اور یہ مخالف کر کے اول پر مسجدیں بناتی ہیں اور اول کا نام مشاہد رکھتی ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہ
 یخالقون و یصلون علیها القنادیل و الشموع بل یقفون لذلك اوقافا و نھی عن تجصیصها و البیاض
 خلاف اسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعیں جلاتی ہیں بلکہ اسکی واسطی وقفی خرج مقرر کر دی ہیں اور منع فرمایا کچھ گیری کی اور عمارت بنانی
 علیها و هم یخالقون و یصلون علیها القباب و نھی عن الکتابۃ علیها و هم
 اور یہ خلاف کر کے قبروں پر چوند کی عمارت بنا کر برج بناتی ہیں اور منع فرمایا قبروں کی اوپر کھیتی سی اور یہ
 یخالقون و یصلون علیها الالواح و یکتبون علیها القرآن و غیره و نھی عن الزیادۃ علیها غیر تراہا
 اسکی برخلاف اوپر تختی لگا کر اوس پر قرآن وغیرہ دعائیں شکر کہتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں میں زیارہ اور ہی مٹی مت بڑاؤ
 و هم یخالقون و یزیدونہ علیها سوی التراب الاجر و الاحجار و الجص و نھی عن اتخاذها عیادا
 اور یہ مخالفت کر کے سوائے اصلی مٹی کی بچی اینٹیں اور پتھر اور چوند زیادہ کرتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عیدت بناؤ
 هم یخالقون و یختزنونہا عیادا و یجتمعون لها کما یجتمعون للعیاد و اکثر و الحاصل انهم متافضون
 اور یہ مخالفت کر کے اذکو عید بنا کر اسپر انہو عرس کرتی ہیں جسی عید میں جمع ہوتی ہیں یا اوس سی ہی زیادہ اور حاصل یہ ہی کہ ہر لوگ بالکل
 لما اهر به النبی علیه السلام و نھی عنه و محادون لما جاء به و قدال الامر لہؤلاء الضالین المضلین
 ابن علیہ السلام کی حکم سی اور مخالفت سی ظاہر اور خلاف کرتی ہیں انکی احکام سی اب یہ حال ہو گیا ہی اس طائفہ گراہ اور گراہ کہتے ہی کہ
 الی ان شرعوا للقبور رجاء و وضعوا له مناسک حتی صنف بعض غلاظہ فی ذلک کتابا و سماہ مناسک
 کہ قبروں کا حج کرنا شرع کیا ہی اور اسکی آداب اور طریق مقرر کئی ہیں بیان تک کہ بعضی کثرتن فی اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اسکا نام مناسک
 حج المشاہد تشبیہا منه للقبور بالبيت الحرام ولا یخفی ان هذا مفارقة لدین الاسلام و دخول
 حج المشاہد رکھا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ پڑایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہو کر بت پرستی کی
 فی دین عباد الاصلہ فانظر الی ما بدی و شرعہ النبی علیه السلام فی القبور من النھی عما تقدم ذکرہ
 دین میں داخل ہونا ہی اب دیکھ تو سی کہ در میان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبر کی باب میں کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالاسی
 و بین ما شرعہ هؤلاء و ما قصده من التباہن العظیم و لا ریب ان فی ذلک من الفساد ما یحجز
 اور در میان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہ ارادہ کرتی ہیں کتابا فرقی ہی اور ہوا شباسمین اتنی فساد ہیں
 الانسان عن حصہ منها تعظیم المرقع فی الافتتان بها و منها تقصیلها علی المساجد التي هی
 کہ انسان گستاہوا ہوتا ہی ایک یہ کہ قبروں کی اتنی تعظیم کرنی جس سی اول لوگ فتنہ میں پڑیں ایک یہ کہ قبروں کی خفیت مسجدوں پر ہی جو

خیر البقاء واجبا الى الله فانهم اذا قصدوا القبر بقصد كونها مع التعظيم والاحترام والخصومة
تماما كما لو نسي بغير اوراد الله تعالى کی محبوب میں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انک راز اور خوف
وسرقة القلب وغیر ذلک مثلا لا يفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیرة ولا مثله ومنها انهم
اور حرمی دل کی کرتی ہیں انہی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اور انکو مساجد میں نظر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبروں
المساجد والسریر علیہا ومنها العکوف عنہا وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السندة لها حتی
مسجد میں بناتی ہیں اور دروشتی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چڑھتی کرتی ہیں اور قبروں پر خلاف چڑھتی ہیں اور مجاور رہتی ہیں یہاں تک
ان عبادہا یرجیون المجاورة عنہا علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانہا افضل من
کہ گورہ پرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها التذلل لها ولسندتها ومنها زیادتها لاجل الصلوة عنہا والطواف
خدمت کرتی ہیں بہتر اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاورت کی سنتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گردہ پر کرنا
وتقبیلہا واستلامہا وتعقیر الحرد علیہا واخذ ترابہا ودعاء اصحابہا والاستغاثۃ لہم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی منی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ان مردوں کو پکارنا اور انکی مدد مانگنی
وسوالہم النصر والوزق والعافیۃ والولد وقضاء الدیون وتفریح الکربات وغیر ذلک من
اور اونسی نصرت اور دروڑی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوارا سکی
الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوتانہم ولسی شیئ منها مشروعا بافتاق ائمة
اور حاجتیں طلب کرتی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی تھی اور اس میں سے کوئی بات جائز نہیں نزدیک کسی امام
المسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الذین
ابن اسلام کی اسلٹی کہ اس میں سے رسول رب العالمین کی کچھ نہیں کیا اور نہ کسی فی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین کی
ومن المحال ان یکون شیئ منها مشروعا وعلی اصالحا ویصرف عنہ القرون الثلاثة التي شہد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی ام جائز اور عمل صالح تھو اور تینوں عہدوں سے خالی گذر جاوین جن عہدوں کی صدق
فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر بہ الخلفاء الذین شہد فیہم النبی علیہ السلام
اور عہد الت پر نبی علیہ السلام کی گواہی دی ہی اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاوین جسکی نبی علیہ السلام کی
بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الامر ان یتأتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی یا جسکو اس میں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی دی زمین پر ہی
عن احد منهم بنقل صحیح اضعیف انہم کانوا اذا بذلوا حاجة قصدوا القبر فدعوا عنہا ویمسحوا
کسی ایک کا زمین سے نقل صحیح یا ضعیف اسکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی ہی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگتی اور قبروں کو چومتی تھی
بہا فضلا ان یصلوا عنہا او سئلوا حاجتہم منها کلا لا یمکنہم ذلک بل انما یمکنہم ان یتأتوا بکثیر
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا اونسی اپنی حاجتیں مانگیں یا اگر یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہی کہ اکثر
من ذلک عن الخلفاء التي خلقت من بعدہم ثم کما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر حتی
ان امورات کی سند متاخر ترین سے لاسکین جو اونکی پیچھی پیدا ہوئی ہیں بہر جتنا زمانہ ٹیمتا گیا اور مدت دراز ہوئی گئی وہ امور بھی ٹیمتی گئی یہاں تک
وجرت من ذلک عدة مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائہ المرشدین ولا عن
کہ چند کتابیں ایسی ملیں کہ جن میں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ اونکی خلفاء راشدین سے اور نہ

طائفتان به تشبیه الہ بالبيت الحرام الذی جعلہ تعالیٰ مبارکاً وهدیٰ للانام ثم یلخثون
 قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جس کو اللہ تعالیٰ فی برکت والا اور خفت کی لئی ہدایت بنایا ہی ہے
 فی التقبیل والا ستلام کیا یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباهہم وخرودہم
 بوسہ دینا اور چومنا شد و مح کرتی ہیں جیسے حاجی مسجد الحرام میں کرتی ہیں پھر دھکی مٹی اپنی چہروں اور گالوں کو لگاتی ہیں
 ثم یکملون مناسک حج القبر بالخلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الریش القربین فلا یکون
 پھر تمام ادب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹکوا کر پوری کر لیں پھر اوس بت پرست بنائیاں ذبح کرتی ہیں پس
 صلاتہم ونسکهم وقریانہم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبہ من
 اوکی نمازیں اور ادب حج اور قریانیاں اور اوکا آسویہاں اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتیں
 الحاجاء ویسئل من تغریم الکریات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاہا والبلیات
 مانگتی اور سوالات کشائش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگزر کرنی صاحب بصیت اور بلیات سی
 للہ تعالیٰ بل للشیطان فان الشیطان لبی آدم عدو مبین یصدہم بانواع مکائدہ عن
 واسطی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہیں بلکہ وہی شیطان ہی بیشک شیطان ہی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر و نسی ہی آدم کو
 الطريق المستقیم ومن اعظم مکائدہ ما نصبہ للناس من الانصاب التي ہی رجس من عمل
 سید ہی راہ سی روکتی ہی اور اوکا بڑا مکر یہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام
 الشیطان وقد امر اللہ المؤمنین باجتناہا وعلق فلا ھم بذلك الاجتناب فقال یا ایھا
 شیطان کا اور اللہ تعالیٰ فی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس ہی بچنی کا اور مردمنی اول بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای
 الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ
 ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندہ کام ہیں شیطان کی سوائسی بچتی رہو
 لعلکم تقبلون فالانصاب جمع نصب بضم تین اجمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
 شاید تمہارا پہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش اذن اور صلو کی یا جمع نصب کی ساتھ زبرنون اور سکون صلو کی اوکی سنی جو چیز کہ
 وعبد من دون اللہ تعالیٰ من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب ھدم ذلك كله ومحو اثرہ
 واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالیٰ کی غیر کی جو درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکی اور ان سب کا مسما کر دینا واجب ہی اور اوکا نشان مٹا دینا
 كما ان عمر لما بلغہ ان الناس یقنوا ولون الشجرة التي بویع تحتھا بالنبی علیہ السلام ارسل الیہا
 جیسی حضرت عمرؓ نے جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جا تی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیت کی تھی تو آدمی بھیج کر
 فقطعھا فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التي یأیم الصحابة رسول اللہ علیہ السلام تحتھا و
 کھڑا ہوا پس جب حضرت عمرؓ نے یہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیت کی تھی اور
 ذکر اللہ تعالیٰ فی القرآن حیث قال لقد رضى اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة
 اللہ تعالیٰ کو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والو کی جب اللہ تعالیٰ کی نیچی اوس درخت کی نیچی
 فماذا یکون حکمہ فیما عداھا من ھذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
 پس کیا حکم ہونا چاہی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی جسکی سب سے کٹا ہوا فتنة اور کسی سخت بلا ہی
 بسببھا وابلغ من ذلك انه علیہ السلام ھدم مسجد الضراء فی ھذا دلیل علی ھدم ما هو اعظم
 اور اس سی ہی یہ بھی میرا بت ہی کہ غیر علیہ السلام ہی مسجد ضراء کو گروا دیا اس میں دلیل ہی واسطی گرا دینی اوکا بکا بڑا فساد ہو

فإذا منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض

او يكسبها بخرابها وچوبی مسجدی جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اسے برباد کر دینا ہے۔ زمین سے برابر کر دینا

وكن القبل التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفة وكل

اور ایسی ہی کہنہ اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سب کا ڈالنا واجب ہے اس واسطے کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت ہے۔ اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفة فهو بالهدم أولى من مسجد الضلالة عليه السلام فليهدم

عمارت کہ بنیاد رکھی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اس کا گرا دینا بہتر ہے بدست مسجد عزاوی اس واسطے کہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں پر مسجد

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الي هدمها هي عنه رسول الله صلى الله

سنع فرمایا ہے اور لعنت کی ہے جو قبروں پر مسجد بنائیں پس واجب ہوا جلد سے مشاب گرا دینا عمارت کا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منع فرمایا ہے

ولعن فاعلاه وكذلك يجب ان لا تترك على القبور لان فاعل ذلك ملعون ملعنة

اور اسی کی بنا پر کہ لعنت کی ہے اسی واسطے ہی کہ جبکہ وہ کفر قذیب اور چاروغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیا جائے اس واسطے کہ روشنی کرنے والا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن في حق الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان يبنى

عزیز السلام کی لعنت سے اور جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لعنت کی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اسی واسطے علماء کہتے ہیں کہ سنت مانتی

للقبور شتم لا ريب لا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين

قبروں پر روشنی کی اور شتم یعنی کی اور نذر اس کی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سنت گناہ کی ہے اس کا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہے

ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنقيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوش

اور نہ وقف کیا جاوی قبروں کی واسطے کچھ اچھ نہیں ہے بیشک یہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت کہنا حلال اور نہ جاری کرنا اولیام ابو بکر طرطوش کہتے ہیں

انظر وارحكم الله تعالى ايما وجدتم شجرة بقصدتها الناس ويعظمونها ويرجون البر والشفعة من

خیال کرو تمہارے خدا کی رحمت ہو جس جگہ تم کو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اس پر تعظیم کریں اور صحت اور شفاء کے واسطے اس پر امید کرتے ہیں

قبلها ويضربون بها السام والخرق فهي ذات انواع فاطعموها وذات انواع شجرة للشركين كانوا

اور ان میں سے بعض گھاس ہیں اور جل باتھتی ہیں پس وہ ذات انواعی اور کوکھ کاٹ ڈالو اس وقت انواع مشرکین کا درخت تھا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعهم ويعكفون حولها كما روي البخاري في صحيحه عن ابي واقد الليثي

اکبر اپنی ہتھیار اور اسباب لشکر اور گرد چوکشی کرتے تھے چنانچہ بخاری صحیح میں ابو واقد لیثی سے روایت کرتا ہے

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدة

کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین کی طرف چلی اس میں تھے مشرکین اور مشرکین کا ایک سدت ہوا تھا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعهم يقال لها ذات انواع فمرنا بسدة فقلنا يا رسول الله

او کی گرد چوکشی کرتے تھے اور اس پر اپنی ہتھیار اور اسباب لشکر اپنی اس کا نام ذات انواع تھا جب ہم اس درخت پر گزری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواع كالحرم ذات انواع فقال النبي الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الهة كالحرم

ہماری واسطے ہی ذات انواع مقرر کر دو جیسا کہ ذات انواع ہی میں فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم فی اسد اکبر یہ ایسا قول ہے جس سے اسرائیل نے کہا تھا ہمارے واسطے ہتھیار

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة

جیسا کہ یہودیوں پر یہ کہام جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گے تم جو توڑ پھوس کر رہی ہو تم نے اس کی پیروی کی ہے جس نے اس کی پیروی کی ہے اور یہ کہ تم نے اس کی پیروی کی ہے

والعكوف حولها اتخاذهم لله تعالى معانهم لا يعبدونها ولا يستلونها شيئا فالظن بغيرها ما يقصده

باوجودیکہ یہ اس درخت کو جو جتنی ہی اور نہ کہ حاجت مانگتی تھی ہر تار کا ایک جیل کرنا چاہیے کافرانہ عقائد کی

۱۲۹

من شجر او حجر او قبر و یعظمونه و یرجون منه الشفاء ویقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
 درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اسکی تعظیم کرتے ہیں اور اسکی شفا کی ہمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ درخت یا پتھر یا قبر
 یقبل الذی الذی هو عبادة وقربة ویقسمون بذلك النصب لیستلیمونه ولقد انکر السلف القسم بحجر المقام الذی
 منین قبول کرتے ہیں کہ جو عبادت اور قربت میں اسکو بہت ہمت ملتی ہے اور اسکو اہل بیت کی قبر سے کہیں اور سے کیا ہی سہی یا ہمتی میں اور منکر السلف القسم بحجر المقام الذی
 امر الله تعالى ان یقتل منه مصلی كما ذکره الان ربی عن قتادة فی قوله تعالى واتخذوا من مقام ابن مریم
 کہ یہ پتھر جسکا اسد تعالیٰ پر حکم کرتا ہے کہ اسکو مارتے ہیں تاکہ بنائے جانے لڑتے قتادہ سے روایت کرتا ہے تفسیر میں اس آیت کی اور پھر وہ مقام ابن مریم
 مصلی قال ان الناس امر ان یصلوا عنده ولم یؤمروا ان یقسموا بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
 ہرگز نہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ اسکی پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہے کہ اسپر ہاتھ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ نہ ہاتھ ملے نہ چوم جائے اور نہ بوسہ دیا جائے
 الحجر الاسود واما الرکن الیمانی فالصیحح انه لا یقبل وهذا الشیطان فی کل حین وزمان ینصب لهم قبر
 حجر اسود کی اور رکن یمنی میں صحیح ہے کہ ہاتھ نہ ملے نہ چوم جائے اور بوسہ نہ دیا جائے اور یہ شیطاں دہم اوکی لے کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ
 معظم یعظمه الناس ثم یجعلہ وثنا یعبد من دون الله تعالى ثم یوحی الی اولیائہ ان من نحی عن عبادة
 تعظیم کرتے ہیں انھیں نصب کیا ہے پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کرتا ہے سوای اسد تعالیٰ کی پھر گور پرستوں کی دلیں یہ پیدا کرتا ہے کہ جو شخص گور پرست ہے
 وعن اتخاذه عیدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله وعقوبته یمکروا
 اور گور کو عید بناتی ہے اور بت بناتی ہے منع کری وہ پھر پتھری کرتا ہے اور حق تلفی کرتا ہے پھر جاہل لوگ اسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور اسکو کافروں کی
 واثقہ الا انه امر ان یرفع الله تعالیٰ ورسوله ونهی عما فی الله تعالیٰ ورسوله عنه والذي اوقع عبداً للقبور
 اور اسکو اسکی اوکی کیا خطا ہے کہ اسکی وہی حکم کیا جو اسد اور اسکی رسول فی فرمایا اور اسکی منع کیا جو اسد اور اسکی رسول فی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں
 الاقتتان بما امر منها الجہل بحقیقة ما بعث الله تعالیٰ به رسوله من تحقیق التوحید وقطع اسباب
 بڑھتی ہے کہی سبب میں ایک توجہات حقیقت بعثت کہ اسد تعالیٰ فی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب
 الشریک فالذین قل نصیبهم من ذلك اذا دعاهم الشیطان الی الفتنۃ بها ولم یکن لهم ما یبطل دعوتہ
 شرک کی بجائی پھر جو لوگ کہ نصیب ہیں جب اسکو شیطاں بھارتا ہے گور دن کی فتنہ کی طرف اور اسکو امتا نہیں جس سے شیطانی دوسوہ کو باطل کریں
 استجابوا لہ بحسب ما عندهم من الجہل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احادیث مکن وبہ
 تورا اسکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جہالت کی موافق اور صحیح جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہ بھی ہے کہ جو پتھری بہت حدیثیں
 وضعها علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اشباہ عباد الاصنام من المقابر وہی تناقض ما جاء به
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں کی وضع کی ہیں اور انکا مضبوط سراسر دین سے
 من حدیث کثیر اذا تخیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور وحديث اذا عیتکم الامور فاعلیکم
 خلاف ہے حدیث یہ کہ جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تنگ جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو
 با صحت القبور وحديث لو حسن احدکم ظنہ یحرقنفعہ وامثال هذا الاحادیث التي هی مناقضة
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے تنگ مستقا کوئی بہتر کی مانند تو فائدہ دیوے اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خوف ہیں
 لم یخ لا سلام وضعها اشباہ عباد الاصلام من المقابر وراحت علی الجہال والضلال والله تعا
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند فی وضع کین ہیں اور جہال اہل ضلال کو آتش انگیز اور حال یہ ہے کہ اسد تعالیٰ کی
 انما بعث رسولہ لقتل من حسن ظنہ بالاجار ولا شجار فانه علیہ السلام جتبت امته من الفتنۃ با
 اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بھیجا ہے جو بہتر دن اور بد ختن کو بجا کریں کیونکہ علیہ السلام فی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سے ہر طرح سے بچایا ہے

بكل طريق ومنها احكاميات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلان استغاث بالقبور الفلاني في شدة غلظ

اور یہ سبب ہی کہ کھانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی نے فلانی کی گود سی مرد مانگی سختی کی وقت سواوس سختی سی سخت پائی

منها و لا تزل به ضر فاستدعى صاحبك القبر فكشف ضرة وفلان دعاه في حاجة ففضيت حاجته

اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ فی فلانی قبر والی سی استغاثی سواوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت کھانا سواوسنی حاجت ہوئی

وعند السند والمقاربة بشي من ذلك يطلب ذكره وهم من اكد بخلق الله على الاحياء والاموات و

اور مجاوروں اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت قصی ہیں جنکا ذکر وہابی اور تمام خلقت سی بہت بڑی جہوش میں زندوں پر ہی اور مردوں پر ہی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسيما من كان مضطرا يثبت بكل سبب وان كان

طباع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گھبراہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا پاتا ہی اگرچہ

فيه كراهة ما فاذا سئم احدا من قبر فلان تریاق محرب يسيل اليه فيذهب فيه ويدعوا عنه بخرة وقلعة و

کیسی ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آرمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پیروان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة

انکساری نہیں اندھ تعالیٰ اوسکی دعا قبول کر لیتا ہی کیونکہ اوسکی ولین خوری اور انکسار پڑھتا ہی کچھ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہ شخص ایسی طور رکھان

والحالة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تأثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب

با حاکم یا بازار میں دعا کرتا تو ہی قبول کر لیتا ہی پس چاہی آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا

المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاه يكون راضيا عنه ولا محب له ولا راضيا لفعله

قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی اچھی

فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضاه

بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہی نیک اور بد کاد کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ کچھ آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله

اپنی لطف اور کرم سی اٹھارویں مجلس بدعتوں کی اقسام اور اوسکی احکام امین قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الامور محدثا وكل محدث بدعة

یہ بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہی اور اچھی ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدترین محدثا ہی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت

وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفي حديث اخر رواه عرابض بن سارية

اور ہر بدعت گمراہی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عرابض بن ساریہ کی روایت سی ہی

انه عليه السلام قال من بعث منكم بعدى فسدى اختلافا كثيرا فعليه كسر سنتي وسنة الخلفاء

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو شخص جیتا ہی گامیری بعد سورقب ہی کہ دیکھی گاہت اختلاف سوا لازم پکڑو اپنی اور میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدين المهديين من بعده تسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ اياكم ومحدثات الامور فان كل محدث

راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور اوسنوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی بتیں نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من

بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر بدعت سی جو ان دونوں حدیثوں میں مذکور سی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الكتاب السنة اصل وسند ظاهر وخفي ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون علم

اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ ملفوظ سی یا مضبوطی سمجھتا ہی بدعت حسنہ اور نہیں ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او حتى فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال النخل والوظيفة
 اصل وسند على امر ياخذ بخلق في كونه اليه بدعت كزى نهيين هو في تلك البديعة كهي مباح هو في جسي استعمال جسي في كونه او في طهر
 على اكل لب الخبطة والشبغ وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون
 رد في يمين كحيث كباتي اور كهي مستحب هو في جسي منارة كالتعبير كرا اور كتابين تصنيف كرا اور كهي واجب هو في
 واجبة كنظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي
 جسي راسد كرا دلائل كرا واسطى دفع كرا شبهات محدون ام كرا فرقون كرا اسلي كرا بدعت كرا دو معني هين ايك تو معني لغوي عام هين
 عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
 يعني محدث مطلق برابر هي كعادات هين هو ايعبادات هين هو اور دوسري معني شرعي خاص هين يعني دين مين كچه بڑا
 الدين والنفسان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة
 دارين هين سي كچه كشتا بعد عهد صحابہ كی بدون اجازت شرعی كی كذا قولي هو اور نہ فعل اور نہ صریح اور نہ اشارة العام
 فانها في الحديث وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي
 پر بدعت (و نو حدیثون مين اگر چه عام هي اور شامل تمام محدثات كو پر عموم اور شمول باعتبار لغوي معنوں كی مقصود هين هي
 بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
 يكد عموم باعتبار معنوں شرعي خاص كی مراد هي پر پر عادات كو اكل شامل نهيين هي بلكا سمين بعض اعتقادات
 وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه
 اور بعض صور عبادات كی داخل هين كيونك نبي عليه السلام واسطى تعليم امر دنيا كی نهيين آئي صور واسطى تعليم امر دين كی آئي هين اس حدیث سی
 قوله عليه السلام انتم علم بامور دنيا كذا اذا امرتكم بشي من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد
 سمجھا جاتی كی كتم خوب جاتی سو اپنی دنیا كی كار بار جب مين تمكو دين كی بات بتایا كرون توبلیا كرو پر بدعتين اعتقاد كی
 بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في
 بعض كفر هين اور بعض كفر نهيين هين مگر تمام كیا پر سی سخت هين یہاں تك كی قتل اور زنا سی ہی اور دوس سی زیادہ درجہ كفر كیا ہی اور بدعت
 العبادات وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدعة
 عبادت مين اگر چه دوس سی كتری پر اسكا عمل كرا نافرمانی اور اگر ای ہی خاص كر جب كی سنت موكدة كی مقابل هو اور بدعت
 في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولی فتركها اولی اذا نقر هذا بالمنارة عن
 عادات كی اسكی كرتي مين كچه نافرمانی اور اگر ای نهيين هي بلكا ترك اولی سی ساسكا ہی ترك اولی ہی جب پر پر چكا تومند سی مدد پر ہی
 لا اعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
 واسطى خرمي وقت نماز كی اور كتابون كا تصنيف كرا مدد كاری واسطى تعليم اور تبليغ امر معروف كی اور راسد كرا دلائل كا واسطى دفع شبهات محدون
 والفرق الضالة هي عن المنكر وذبح عن الدين فكل منها ما ذون فيه بل امور به لان البدعة الغير السيئة
 اور كرا فرقون كی باز كرا نهيين سكری اور دفع كراي شبهات كا دين سی سوبك اغني سی رخصت هي بلكا تقبل كا حكمي اسلي كرا بدعة حسنة
 ما لم يحتج اليه الا وائل ثم لا يحتج اليه الا وائل حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
 وه هي كی تقدیر كی كوا كی حاجت نهی پر متاخر كی حاصد هو ای اور سكو بلا خلاف و نزاع پسند آي
 وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلاة
 تقاس كی بدعت حسنة عبادات محضه بدعيه مين نهيين پائی جاتی جسي روزہ اور نماز

وقراءة القرآن وادخا كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سبب لان عدم وقوع الفعل في الصدق لا
 اور تواتر قرآن کی اور فطرت کی تمام عبادتوں پر بدعت ہی ہوتی ہے اسلی کہ نہ تو کسی کا کیا قرآن اقل میں
 ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه على ما والتكاسل عنه او لكرهه وعدم
 یا قریب نہ ہوتی حاجت کی یا بسبب موجود ہوتی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ہر ایک کا ہل کی یا بسبب کورہ اور ناجائز ہوتی کی ہی
 ولا لان متفیان فی العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا
 دونہ ہی سبب تو عبادات خاص بدنیہ میں نہیں ہوتی اسلی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت ہی مستقیم نہیں ہوتی
 وبعد ظهور الاساءة وعلية اهلہ لم یکن منها مانع وكذا عدم التنبيه على والتكاسل عنها منتفا ايضا
 اور بعد ظاہر ہوتی اسلام اور غلبہ اسلام کی اس سے کوئی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی ہی نہیں ہوتی
 اذ لا يجوز ان یظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم یبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
 اس واسطے کہ کہان جائز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے کہ ہر سوار بدعت مکروہہ اور ناجائز ہوتی کی کوئی
 وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبرنا الجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
 اور یہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جب ان کو خبر ہوئی ایک جماعت کے جو بعد مغرب کی بیٹھا کرتی تھی اور ان میں ایک شخص
 يقول كبروا لله كذا وكذا وسبحوا لله كذا وكذا واحمدوا لله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
 کہتا جانا اللہ کبر کہواتی اتنی بار اور سبحان اللہ کہواتی اتنی بار اور الحمد للہ کہواتی اتنی بار پس وہ لوگ کہتے جاتی سوعبد اللہ بن مسعود کی پس آئی
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد
 جو کہتے تھے کہڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں لیکن تم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا او کل بیشک تم بدعت کرتے ہو بہایت سیاہ
 فقام على اصحاب فحمد عليه السلام اعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
 تم قائم ہوئے جو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم میں مرواؤں گی یہ ہی تم جو بدعت کرتے ہو یا تو یہ بدعت ناسیک ہی یا متنی ایسی بات پیدا کی
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تدبرهم له او لتكاسلهم عنه فعلموا هم من حيث العلم بطريق العبادة
 جو صحابہ کی انت نہ آئی ان کی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم میں تم کو اتنی غالب ہو گئی
 والثاني منتف فمعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
 اور دوسری بات نہیں ہوتی تو پہلی بات یعنی بدعت ہی مقرر رہی یہی جاری ہو گئی ہی ہر ایک کی حق میں درباب عبادت خالص بدنیہ کی
 بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
 ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت نہیں تھا اس واسطے کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على اصح العلماء
 تو عبادات میں بدعت مکروہہ کہی نہوا کرتی اور حال یہ ہی کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء فی
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والتزمية والتامين في اثنا الخطبة
 اپنی تصانیف میں طاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اذہین جماعت اور جیسی صل اللہ کہیں اور رضی اللہ کہیں اور آمین کہیں خطبہ پڑھنے میں
 والنوع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجماعة وقدم العز
 اور قائم ترنم جو خطبہ میں اور اذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر بکار کر جنازی کی آگے اور دھن کی آگے
 في الطرق وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
 راستہ میں اور سوا اسکی اور کئی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہی سیکے کہ کہی یہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكرهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثه
 اور كبره بنين بين بله قسم بدعت حسن مشروع سي اي اس دليل سي كه بعضي چیز من لواحد است

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة
 بعد قرن صحابه كحسن بن جهمي مدرسي بنياني اور خاقان اور سري اور انداسكي انواع خيرات كي جو صحابه كي وقت مين او كبره بنين بين
 اذ يقال له ثابت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
 اسواسطي كه جواب يه ي جس كا حسن دلائل شرعية صحيحه ثابت هو پس ده يا تو اصلا بدعت نهين ي اب عام كا عموم

اكتسبت على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
 ده نو حد يثون مين ابني حال ي باقي ي يا مخصوص هو كا اس عام مين سي اور جو عام كراوس سي بعض فرد خاص هو جوي ده دليل هوتا ي بجز فرد مخصوص كي
 فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثه وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
 اس جو شخص عبادات لواحد است كي حسن كا دعوي كرى اور كو مخصوص هوتا ي اس عام مين سي تو حاجت هوتي ايسي دليل كي جو قابل

مخصوصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا
 تخصيص كي هوي اسوسطي كه جلين اكثر شهر اول كا اور اقوال زاهدون اور عابدون كي اس قابل نهين مين كه رسول الله صلى الله عليه وسلم كي كلام سي معارض
 كلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب
 هوتا ي اور ايسي ي دليل مخصص ده دليل هوتي ي جو موافق شرع كي اور اخذ كتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس باهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
 سنت اور اجماع سي هو جو خاص اجتهاد والون سي هو اور جو زاهد اور عابد كه صاحب اجتهاد نهين بين وه عوام وكونهين

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتمدة وهذه قاعدة دلت عليها السنة
 داخل مين او كي بات كا اس باب مين اعتبار نهين ان اكر او كي كلام اصول اور كتب مين معتبر سي مطابق هوتو معتبر ي اور يه ده قاعده ي كه سنت
 والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهوانه تعالى قال **اَمْ لَمْ يَشْرِكْ كُتُبُ شَرِّ عَوَالِمُ**
 اور اجماع سي حاجت ي باوجوديكه كتاب الله مين ي اس طرف اشاره ي ده يه آيت ي فرمايا كيا او كي اور شريك مين جو راه والي ي هوتي او كي

الَّذِينَ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ مِنْ حَدِيثٍ شَيْئًا يَقْرُبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَشَرَّ
 او كي واسطي دين كي جسكا حكم نهين ديا الله تي پير جو كوي نئي بات عبارت كي واسطي تقرب الهي كي بيدا كرى قولي هو يا فعل ي بدن مقرر كرتي

الله تعالى فقد شرع في الدين عالم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ شريكا ومعبودا كما قال
 الله تعالى كي تو ادنى دين مين ايسا نيا طريق نكا لا كه جسكا الله تعالى كي حكم نهين ديا يه جو ادسكا تابع هوا اوسني گوي شريك اور معبود بيدا كيا چانچي

الله تعالى في حق اهل الكتاب **اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ رُفُفًا بِأَمْرِ دُونِ اللَّهِ فَقَالَ عَدِي بْنُ حَاتِمٍ**
 الله تعالى كي اهل كتاب كي حق مين كه يي شراي مين ابني عالم اور دوليش خدا اسكو چيو كر پس عدي بن حاتم تي

لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عِبَدُوهُمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ طَاعُواهُمْ فَمِنْ طَاعَةِ أَحَدٍ فِي دِينٍ لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى
 نبي عليه السلام سي عرض كي وهي نئي عبارت تو نهين كي آپ تي فرمايا او كي اطاعت كي اور جو شخص كيكي اطاعت كي ديني امر مين بدون حكم الله تعالى كي

فقد عبده واتخذ من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو ادنى گوي عبادات كي اسكو پير ر مقرر كيا اس سي معلوم هوا كل بدعتين عبادات بدنية خالص مين سيئه ي هوتي ي اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنه والسيئه فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما مال اليه
 بعضي وقت اكثر لوگ بدعت حسنه اور سيئه مين تميز نهين كرتي ده يه تميز يقي مين كه جوابات دلو پير آوي اور طبيعت او كي طرف متوجه هوا

طابع

طباعہم بخسنا فیعدون السیئة من الحسنة فقد خبطا خطا الخبط عشواء لا یفرق بین الطبع
 ۱۰۰ ہی حسن ہی بہرہ سیکو بہی حسن نظر کرتی ہیں سو وہ رستہ بچی جیل ہی اونٹنی کوئی جلی من مہک رستہ
 المہلکۃ والجمادۃ المنجیۃ فی مشیہا والضابط فی ہذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انہم
 اور صاف رستہ بچائی والا نہیں بچانتی اور قاعدہ اسکا بہہ ہی کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک اوہیں کچھ معلوم
 مصلیۃ اذلو واعتقدوا فیہ مفسدۃ لم یحدثوہ فماتوا الناس مصلیۃ ینظر فی السبب فان کان
 نہیں دیکھتی کیونکہ اگر اوہیں کچھ برائی سمجھیں تو کہیں یہ اگر ہیں بہر جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکھتی ہیں اوسکی باعث میں تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ
 السبب امر اقد حدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فر یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیہ كنظم
 سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیداہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کرنا جائز ہی جیسی کہ ہم
 الدلائل فان السبب الداعی الیہ ظهور الفرق الضالۃ فانہم لما لم یظہروا فی عہدہ علیہ السلام
 دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقوں کا ہی وہ گمراہ فرقے جو نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تھے
 لم یحدث الیہ وان کان المقتضی لفعلہ موجودا فی عصرہ علیہ السلام لکن ترک لعارض زوال بموتہ
 تو دلائل کی ہی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی ان امر لواقعات کا ہی علیہ السلام کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تھا اگرچہ عارضہ نہ تھا
 فذلک یجوز احداثہ کجمع القرآن فان المانع منہ فی حیاتہ علیہ السلام کون الوحی لا یزال یزل
 تو ہی ایسی امر کا احداث کرنا جائز ہی جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلا تاخیر وحی آتی رہتی تھی پھر اللہ تعالیٰ
 فیغیر اللہ تعالیٰ ما یشاء فزال ذلک المانع بموتہ علیہ السلام واما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ
 جو چاہی تھا سو بدل دیتا تھا پھر سبب موت حضرت کی یہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی
 موجودا من غیر وجود المانع منہ ومع ذلک لم یفعلہ علیہ السلام فاحداثہ تغیر لدین اللہ تعالیٰ
 موجود تھا اور مانع اوسکا نہیں تھا اور تو ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی
 اذ لو کان فیہ مصلیۃ لفعلہ علیہ السلام وحتی علیہ ولما لم یفعلہ علیہ السلام ولم یحدث
 اس واسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خیر ہو تو ہمیشہ اسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور جو کو نہ تو وہ کو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی
 علم انہ لیس فیہ مصلیۃ بل ہو بدعة قبیحۃ سیئۃ مثالہ الاذان فی العیدین فانہ لما حدثہ
 تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ خیر نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ جیسی عیدین میں اذان کا پڑھنا اس اذان کو جب
 بعض السلاطین انکرہ العلماء وحکمو ابکراہتہ فلو لم یکن کونہ بدعة دلیلہا علی کراہتہ لقیل
 بعضی سلاطین نے منکر کر کے علماء کو حکم دیا کہ ابکراہتہ کو نہ بدعت ہو کہ کراہت کی دلیل نہیں تو البتہ کوئی بدعت نہیں
 هذا ذکر اللہ تعالیٰ ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ تعالیٰ فیقاس علی اذان الجمعة او یدخل فی العمر
 کہتا کہ صاحب یہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسکی خلقت کو عبادت کی واسطی بتاتی ہیں یہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی
 التي من جملتہا قوله تعالیٰ واذکروا اللہ ذکرا کثیرا وقوله تعالیٰ ومن احسن قولا لمن دعا الی اللہ
 کہ انہیں ہی یہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اس ہی بہتر کسی بات جیسی بتایا اللہ کی طرف
 لکن لم یقولوا اذک بل قالوا اما ان فعل ما فعل علیہ السلام کان سنۃ کذلک ترک ما ترکہ علیہ السلام
 لیکن یہ جواب کہنی نہیں دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کہ جو پیغمبر علیہ السلام نے کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کا کہ جو پیغمبر
 مع وجود المقتضی وعدم المانع منہ کان سنۃ ایضا فانہ علیہ السلام لما امر بالاذان فی الجمعة
 اللہ علیہ وسلم نے یا وجود ہونی مقتضی اور نہ ہونی کسی مانع کی ترک یہ سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

حجت علیہ السلام

وہو بدعت مکروہۃ وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعت احب الی ابلیس من کل
 کچھ بدعت مکروہ ہے اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سے زیادہ تر محبوب ہے

المعاصي لان المعاصي يتاب عنها والبدعة لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم
اساسه ان المعاصي هي قلوبه هو سكتي في اورب رحمت سي توبه نہیں ہوتی اسکا سبب یہ ہے کہ معاصی کرنا اولاد بتائی

بكونه وتركب المعاصي فيرجى له التوبة ولا يستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة عبادة
 كمين ثم اخطا وارسل توبه اورا استغفر كي اميد ياري اور بدعتي توبه جانتا هي كه مين عبادت كرتا هون اور طاعت مين هون

و لا یتوب ولا یستغفر فیهذا ما حکى ایلیس انه قال قصمت ظهور بنی آدم بالمعاصی و لا اوزار و قصموا
 قریبه شخص نہ تو توبہ کر کیا نہ استغفار اور ایلیس بتا چکا ہے کہ کتنا ہی مبینی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں کی توڑ دی اور بنی آدم کی

ظہری بالتوبۃ والاستغفار فاحدثت لهم ذنوباً لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي المبدع

في عبادة العباد فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه
بما تكرر في حادثة اكثر لوكون ان الاستدلال كراهة من بدعات التي يجوز به جنك حادثة كراهي

صیغہ کی بدعت ہے۔ شایع بینہم وهو امرأة المسلمون حسنا فهي عند الله حسن ومראה المسلمین
اس حدیث سے جو لوگوں میں مشہور ہے، یہ کہ جسکو مسلمان نیک مانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہی اور جسکو مسلمان

فتیہ لکھو عند اللزوم فیجوز عمل یحکم هذا الاستدلال منهم ام لا یحکم فالجواب علی ما ذکره بعض الفضلاء
یجوز ہر سووہ استدلال نہ ایک ہی فیجوز یا آپر استدلال اوکا

ان حدیث کے مستند لایحکم والحديث حجة عليهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود
اور یہ حدیث اوکی حق میں مضموی مفید نہیں کیونکہ یہ مقررہ ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

مذہب احمد والبرادر العظیم والصلی اللہ علیہ وسلم ہکذا ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فاختر
مذہبہا کما یشاء وہو خیر اور طبعی اور عقلی اور اسطوریہ کہ اللہ تعالیٰ فی دیکھا اپنی بندوں کی دلوں کو بہرہ دیکھا

محمدؐ فرشتہ برسالت پر پہنچا، تو نبی العباد فاخترہ اصحاباً فجعلہ انصار دینہ و وزیرہ

دیار اہل المؤمنین و حسن انھو عند اللہ حسن و اراہ المسلمون قیماً فهو عند اللہ قیماً ولا شان ان
 یں جس چیز کو اللہ نے مؤمنان حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکھیں انکو مسلمان قیماً پس وہ اللہ کی نزدیک قیماً ہی اور بیشک

لغز میں فی المذمومہ ایضاً ہذا فی الخلق الجنس لان الذم یحدث بحیث یكون مخالفا لقوله عليه السلام يستفترق امتی
 اسلام مسلمین کی لفظ میں مطلق جنس کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ حدیث اب اس حدیث سے مخالف ہو چکی گی قریب ہی کہ میری امت میں

مطلی ثلث وسبعین فرقہ کلام فی النار الا واحده لان کلام فرق الامۃ مسلم پری مذہبہ حسناتی
 اکثر فرقہ بر حائین گار وہ سب بوزخی ہیں سوای ایک کی اسلئے کہ نام فرقہ امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک حائنی ہیں اس سے لینے لے

ان لا يكون فرتة عنها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فليزمن ان لا يتميز
اورا ليسى ي بعضى سلمان نيك باشت كو نيك جاتى اين اور بعضى اوسكو قبيح جاتى اين اب ييد لازم آتاى كه

الحسن من القبرين هو ما للعهود والمهور عاذرك في قوله فاختر له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين

اذا اختلف الناس فعليك بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق وتباعه وان كان للمفسك به قليلا ولحقا
 كرجب او صبيون من اختلاف بڑی تو لازم یکڑا بنوہ کثیر کو اور اس سے مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع او سکا ہی اگرچہ متمسک بہ تقلید ہو اور مخالف
 له کثیر لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قل فضيل بن
 كثير بن اساطم کی حق وہ ہی جیسے پہلی جماعت یعنی صحابہ ہو اور بعد صحابی انہوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نے
 عیاض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال
 یہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریق ہدایت کا اور چھوڑ کر نقصان نہیں ہی تو یہ سالكين ہی اور بچتا رہ گمراہی کی رستہ سے اور غیب میں نہ آتا ہے کہ بڑی کثرت سے
 بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولا حظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رأيك جميع الخليفة وقال ابن
 بعض متقدمین نے کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکھ چکا تو یہ کچھ پرواہ نہیں ہی اگرچہ تنہی رائی کا تمام عالم ہی لطف ہو اور ابن مسعود نے
 مسعودي انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسيأتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثلث المتوقف لكثرة
 کہا ہی تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو جلدی کری کاموں میں اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ میں بہتر سب ہی است رہتی والا تو گفت کرنا ہی سب کچھ
 الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لو ثبت في هذا الزمان ووافق الجماعة خير فيها هم فيه وخاض
 شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں البتہ سچ کہا ہی اس واسطے کہ جو اس زمانہ میں قائم رہے اور انہوہ کی مانند ہو گیا جیسے وہ لگی ہوئی تھی اور لے لے
 فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و
 بایں مانی لگا تو ہلاک ہو گا جیسے وہ ہلاک ہوئی کہونکہ دین کی اصل اور خوبے و درستی عبادت و تلاوت کی کثرت ہی اور
 المجاهدة بالجموع وغيره وانما هو باحرازه من الافات والعاهات التي تأتي عليه من البدع والمحدثات
 یہو کہ کی مسافت اور ٹھکانے میں نہیں ہی بلکہ دین کی خوبے آفات اور صدات سے بچانی میں ہی جو اس سبب بہ حقیقت اور ہی نئی مضامین گذرتی ہی
 فانها اكثر ثمرها وشيئا منها عداوت كانوا من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فإيا ليتنا
 البتہ بہتر بدعتیں اس کثرت سے پہلی ہیں کہ گویا دین کا نعمہ اور نشان ہو گئیں یا ایسی کہ گویا ہمارے اوپر فرض ہیں کہ لکھی ہیں
 كنا نأبشها على انهابدعنا اذ لو كان كذلك لرجى من التوبة والاستغفار ولكننا اخذناها طاعة
 بہ بدعت ہی جان کر عمل میں لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمیں توبہ اور استغفار کی امید ہوتی ہر نئی توبہ بدعت کو طاعت
 وعبادة وجعلناها ديننا لمقتفين في ذلك اثار من سعي او غلط او غفل من بعض من تقدمنا
 اور عبادت اور ایمان میں بنا لیا ہی اسی سبب سے ہمیں پیروی متقدمین میں سے ان لوگوں کی ہی جنہوں نے سہو کیا یا غلط کہا ہی یا غفلت کی
 وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبنا من تلك الامور فان كان ممن له توقير
 اور ہمیں اولوں اپنی دین کا پیشوا بن گیا اب اگر کوئی اگر ہمیں ان بدعت کی کرتی پر اعتراض کری یا برساتا دے بہر اگر وہ معترض یا سببی کہ جسکی ہمارا دین
 في قلوبنا فنقول له هذا جائز ذهب الى جواز فلان وتذكر له بعض من تقدمنا من سعي او غلط
 عزت ہی تو اسکو بہ جواب دیں گی صاحب یہ تو جائز ہی تو ہمارا شخص اسکی جواز کا قائل ہو ہی اور اوس کا نام یہی ہو گیا جرم ہی پہلی سہو کر چکا ہی یا غلط کہا ہی
 او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب
 یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض یا سببی کہ ہمارے لوگوں اسکی عزت نہیں تو ہمیں وہ ہمیشہ اسکی گمان میں تھی رہیں خیال تھا یہ سبب سبب جاری ہیں
 المركب فينا لاننا لو اينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا اجاب من ارشدنا الى الحق واقفا
 کہہ سوتی نہ ہی اس واسطے کہ ہم اگر ہی حمل مرکب ہوئی کو حاشی سو بدعت سبب و شخص کا جسکی حکم رواہ حق بنا یا مان بقی او اس شخص کی بات کو
 معي ارشاد لے اور غفلت جماعتی دینا ان لا يجوز ان يقلد الناس في دينه الا هو معصوم وهو صاحب الشريعة
 کہہ سوتی نہ ہی اس واسطے کہ ہم اگر ہی حمل مرکب ہوئی کو حاشی سو بدعت سبب و شخص کا جسکی حکم رواہ حق بنا یا مان بقی او اس شخص کی بات کو
 جس نے سہو کیا یا غلط کہا ہی یا غفلت کی ہی دین میں جو حق نام کو اس کی جائز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں منقلد ہوئی معصوم کی کردہ صاحب شریعت کا ہو

اصولهم يقبل عنه ولا فلا لان كل من اتى بعدهم يقول في بدعتهم فاستحبة ثم ياتي على ذلك دليل

قاعده اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظر ہی اور نہیں تو نہیں موقوفی جواو کی بعد پیدا ہو گا گی ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہی بہرہ و سپرولیک لیل اور کی

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد لا يقتل بالغير بمجرد حسن الظن انما يجوز

اصول ہی مخالف قائم کر دینا ہی سہیہ دلیل اور کی مقبول نہیں ہی اسلوسی تقلید اور میردی غیر کی صرف ایک گان سی

لمن كان مجتهدا عدلا لمن كان مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل انحصر طريق

مجتہد عادل ہی کی جائز ہی مقلد کی جائز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازی نہیں ہی تو طریق

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء لمن كان قادرا على استخراج

مجتہد کی مذهب در یافت کرنیکی بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء میں مستعمل ہوئی رہی ہو ایسی کی فی جواو کی استخراج پر قادر ہو

واخبار عدل موثوقا به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراج عمل ولا يجوز العمل بكل كتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نہ کہتا ہو سو کہ کتاب پر عمل جائز نہیں ہی

اوظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم

اسلوسی کاس زمانہ میں بہت کتابیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف لوگوں فی بدعت در یافت حقیقت حال کی جمع نہیں ہند ہر عالم کی کہنی پر عمل جائز ہی

اذغلب الفسق في الناس بعد القرون الثلاثة فالمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة للرجحة

اسلوسی کہ بعد قرون ثلاثہ کی لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال ہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری کہ عدالت صدق کو غالب کر لیا ہی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت

نوجود ہو بہر بیان ایک قاعده قرار ہوئی اور کی دریافت کرنا ضروری وہ یہ ہی کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوس میں نظر کرنی چاہی بہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع ہی تو اوس میں کسیکو

فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت اجتهادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من

کچھ خلاف نہیں ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو بہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اسلوسی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه يلزم لاتباع فيها ايضا

اوسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی بہر اگر اوسنی کسی مجتہد ہی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو اوس میں ہی اتباع لازم ہی

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعا

اور اگر مجتہد ہی نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف ہی نقل کیا ہی یا اور مقلد ہی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہیں لیا بہر اگر اوس میں کوئی دلیل شرعی

فلا كلام فيها حينئذ وان لم ينظر ان كان كلامه موافقا لاصول والكتب المعتبرة ولو لم يكن فيها خلا

بیان کی ہی تو اوس میں اب ہی کچھ کلام نہیں ہی اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو اوس میں تامل کیا جائی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ ہی مطابق ہی اور اوس میں خلا نہیں ہی

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليد بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان

تو اوس پر ہی عمل جائز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہی کہ صرف تقلید پر نہ رہے جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس ہی دلیل طلب کری اور اگر

كلامه مخالفا لاصول والكتب المعتبرة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ ہی مخالف ہو تو اوس طرف کچھ توجہ نہیں ہی اسلوسی کہ علماء اصاف کہہ چکی ہیں جس مسئلہ کا بحث ہو

صحیحہ لا یصح اتباعہ وان لم یعلم بطلانہ فضاہما علم بطلانہ المجلس التاسع عشر

بیان بدعتیہ صلوۃ النوافل بالجماعۃ کالرغائب وغیرہا قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ یوم النحر فی حجة الوداع ان الزمان قد استدار کھیبة لیوم خلق السموات

والارض السنة ثمان عشر شہرا منها اربعة حرم ثلاث متوالیات ذوالقعدة وذوالحجة والحرم ورجب

مضرف الذی بنی جادی وشعبان ہذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ ابوبکرۃ ومعناہ ان الزمان

الذی انقسم الی الشہور والاعوام عاد الی ما کان علیہ ورجعت السنة الی اصل الحساب الذی اختار

اللہ تعالیٰ یوم خلق السموات والارض عاد الی الذی الحجة بعد ما کان اهل الجاہلیۃ ازالوہ من محلہ

بالنسی الذی احلۃ وہو النسی الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ وقال انما الشیء زیادۃ فی الکفر

ومعناہ تاخیر تحجیر شہر الی شہر اخر فائتم فی الجاہلیۃ کانوا یحرمون شہر الحرم وراثۃ من ابرہیم

واسمعل علیہما السلام وکانوا یحرمون فیہا القتال حتی احدثوا النسی فغیروا التحريم لاتهم بسبب کون

عامۃ معاشہم من الغارۃ کانوا اصحاب جروب وغارات فاذا جاء شہر حرام وہم فی حرب کان یشتق علیہم

ترک الحرب فیجبون من مکان شہر اخر حتی رفضوا خصوص الشہر واعتبروا مجرد العدد ورجا

نزدوا فی عدد شہور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعۃ عشر یتسرع لم الوقت ولذلك ورد التخصیص

عنی الورد فی الحدیث انہ علیہ السلام بان فیہ ان السنة اثنا عشر شہرا وانہا فی شرعہ مقدر

بسیر القمر لا یسیر فی شہر کما یسیر فی شہر من ہذا الشہر القمریۃ اربعة حرم ثلاث متوالیات

وہی ذوالقعدة وذوالحجة ورجب واما الضیف الی مضرف الحدیث لان قبیلۃ

بنی خثالی

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
 اسكي تعظيم اور حرمت بہت کرتا تھا اس سبب ہو گیا اس مہینہ میں اہل جاہلیت کی بہت احکام تھی ایک یہ حکم تھا

انہم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
 کہ اس میں جنگ و جدال کو حرام جانتی تھی چنانچہ اوپر گذرا اور یہ تحریم ابتداء اسلام میں ہی جاری تھی اور اسکی قائم رہی من علامہ کو السلام

العلماء في بقاءه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي
 اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فوج بلاد میں مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
 اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی ہی یہ منقول نہیں ہوا کہ اشہر حرام میں سی کسی مہینے میں جنگ میں توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
 یہ دلائل کرتا ہی کہ بالا جماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہ حکم تھا کہ کفار جاہلیہ میں اس میں قربانی ذبح کرتی ہی اسکا نام عنترہ کہہ چھوڑا تھا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالأكثر على ان الاسلام ابطالها لما ثبت في
 اسکی حکم میں ہی بعد اسلام کی علماء فی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہ قول ہی کہ اسلام کی اسکو باطل کر دیا چنانچہ

الصحيحين عن أبي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحين اول ولد تله النسا
 صحیحین میں ابو ہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ کی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع سائبر زہرا اور انکی پہلا بچہ جو ادنیٰ جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
 اور اہل جاہلیت اسکو اپنی ہون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت میں ذبح کیا کرتی تھی اور عتیرہ ایک قربانی تھی

في العشر الاول من رجب ونسب رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
 جو رجب کی پہلی دہی میں ذبح کرتی تھی اسکا نام رجبیہ تھا اہل جاہلیت جاہلیت میں اسکو قربان جانتی تھی اور اہل اسلام بھی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
 ابتداء اسلام میں پہر یہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ نسخ ہوئی اور حسن سی روایت ہی کہ آپ کی فرمایا اسلام میں عتیرہ نہیں ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتريه وشبهه الذبح فيه
 عتیرہ جاہلیت میں تھا بعض آدمیوں سی رجب میں روزہ رکھتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب میں ذبح کرنا کو عتیرہ ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاووس انه قال لا يتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
 کہ گو یا موسم اور عید بنا یا ہی اور طاووس سی روایت ہی کہ آپ کی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاء في الشريعة باتخاذ عيدا
 کہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہی کہ کسی وقت کو وقتوں میں سی عید بنالیں سوا انکی جو شریعت میں عید بنچکا ہی یعنی ہر ہفتہ میں

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واماما عند ذلك
 جمعہ کا دن اور ہر سال میں دن عید الفطر کا اور دن بقدر عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنوں سی سوا ان میں

فاتخاذ عيدا ومما بدعت الاصله في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
 سوا انکا عید اور موسم بنانا بدعت ہی شریعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں ہی بلکہ مشرکوں کی عیدی اور مشرکوں کی

اعیاد زمانیۃ و اعیاد مکانیۃ فلما جاء الاسلام ابطالها الله تعالى وعوض عن اعیادهم الزمانیۃ
 بہت عیدیں تھیں زمانی ہی اور عیدیں مکانی ہی پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ انکی سب ابطال کر دی اور عوض میں انکی زمانی عید کی

فی الكتب المتبعة كالکافی وغيره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عدا التراویح والکسوف والخسوف
 جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہے کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوائے تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف
 ولا یستسقاء اذا کان سبی الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداخی بان
 اور استسقاء کی غرضوں کی تکمیل کے لیے اگر سوائے امام کی چار آدمی سوا دین اور کبھی بین کذا نوافل جماعت سے جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
 یجتمه جماعة فی الثلثة ویقتدوا بواحد او بالواقتری واحد واثنتان بواحد لا یکره وفي الثلثة اختلاف
 کہ تین سے زیادہ جمع کرنا مکروہ ہے اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہے اور تین مقتدی ہوں تو تین اختلاف ہے
 فی کلام رجعتیکر انھما قولہ ثلثات فی الاصل ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ الجماعة کالمکتوبات والجمعة و
 وجہ مقتدیوں کی تین باتوں کا یہ ہے کہ اصل میں ثلثات ہر یک کا ہے کہ اگر کرنا نماز کا جماعت سے جن نمازوں میں جماعت جائز ہے جیسی تراویح و عید نماز
 العیدین والتراویح ونحوہ فیہ ضمان اداء کامل وفي غیرہا عیب نقصان بمنزلة الاصبغ الزائدة وتلك الصلوۃ
 اور عیدین اور تراویح اور حضرت من ذر یہہ اور کامل ہے اور ان سے سوا اور نماز میں جماعت سے عید اور تراویح میں جیسی جمعی اور تکلی اور یہہ نماز
 لیست منها فتكون علی تینہم اعشابا ونقصانا ولو بعد النذر لان النفل بالجماعة مکروہ ومعصية والنذر
 ان نمازوں میں داخل نہیں ہیں جیسی جماعت سے نماز کی عیب اور نقصان ہے اگرچہ منت مانی ہو اسلئے کہ نفل میں جماعت سے مکروہ اور گناہ ہے اور منت کر لی
 بالمعصية لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیہ السلام قال من نذر
 گناہ کی جائز نہیں ہے اور اسکا بوجہ کرنا ہی لازم نہیں ہے اسلئے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسی طاعت
 ان یطیع الله ومن نذر ان یعصى الله فلا یعصه فهذا الحدیث يدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا
 اہی کی منت مانی تو لازم ہے کہ پوری کری اور جیسی عیب کی منت مانی معصیت ہو اگر پوری نہ کری تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہے کہ
 کان فی طاعة الله تعالیٰ ولم یطاعة الله هنا فالیس وجب لا معصية لان النذر مفهوم الشرعی یجب
 طاعت الہی کی ہو اور مراد طاعت سے اسباب میں وہ ہی جو واجب ہو اور معصیت ہو اسلئے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کر لینا
 المباح فلا یبغض فی الواجب لا فی المعصية بل ان وقع فی المعصية یحرم الوفاء به ویلزم الکفارة كما فی الیمین
 سباحت کا بے لازم واجب اور گناہ میں نذر ذمہ نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اسکا پورا کرنا حرام ہے اور کفارہ لازم ہو جاتا ہے جیسی قسم میں
 لان حکمہ حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفہ واصحابہ وحجتہم ما روی عن عائشة انه
 اسلئے کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہے امام ابو حنیفہ اور انکی پیروں کا یہی مذہب ہے اور دلیل انکی وہ ہے حدیثی عائشہ کی روایت سے
 عیہ السلام قال لا نذر فی معصية وكفارته كفارة یمین وفي حدیث اخر رواہ ابن عباس انه علیہ السلام
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے نذر معصیت میں اور اسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہے اور ایک روایت میں ابن عباس کی روایت سے ہے کہ آپ نے فرمایا
 فامن نذر نذر فی معصية فكفارته كفارة یمین فان قيل صلوۃ التسمیہ اصلها ثابت عن النبی علیہ
 جیسی کہ کوئی منت مانی تو اسکا کفارہ کفارہ قسم کا سہی اگر کوئی بوجہی صلوۃ التسمیہ کی اصل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات ہے
 فهل یجوز ادائها بالجماعة بعد النذر فی هذه الليلة قال الجواب بان الجماعة فی النوافل لما كانت مکروہة تکرهت تحریر
 لیس اسکا ہی جماعت سے اگر کرنا منت کی بعد اسی رات میں جائز ہے یا نہیں اسکا جواب یہ ہے جب نفلوں میں جماعت مکروہ تحریمی طور پر
 لکن ہا بدعة کان النذر لہا مکروہا ایضا فلا یجوز ارتکابہ لاسیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلو
 بسبب عت ہوئی کہ تو اسکی نذر ہی مکروہ ہے تو اب اسطورہ اور کرنا جائز نہیں ہے خاص ایسی حال میں کہ وقت ہی خاص کر رہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
 اتباع الحق وان لم یدر کوما فیہ من المصالح ولا حذر ان عن البدع والمحدثات وان لم یفہم موما فیہا من المفاسد
 اتباع حق کا ہے اگرچہ اسکی خوب ہوسے واقف نہ ہوں اور بدعت اور محدثات سے احتراز کرنا واجب ہے اگرچہ اسکی مفاسد کو نہ سمجھتی ہوں

فان مفاسدها كثيرة من جعلها ان كل ما احدث من الاعمال في يوم من الايام او في ليلة من الليالي
كيون ان مفاسدها كثيرة من جعلها ان كل ما احدث من الاعمال في يوم من الايام او في ليلة من الليالي
لا بد ان يكون من اجل به معتقدا ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل في سائر
الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعمل فيها افضل من العمل في سائر الليالي

ذلك اليوم بصيام تلك الليلة بقيام لان النبي صلى الله عليه وسلم لم يفرق بين الايام والليالي في صلاته وصيامه
كما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسجدة قال لا تخصم ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصم
يوم الجمعة بصيام من بين الايام لان يكون في صوم يومه احدكم فاعلم من هذا ان الفساد انما يختص
بما لا يختص به في الشرع وهذا المعنى هو جرح شبه النجس لان النجس انما يختص به تلك الليلة بما

الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه
يفعلونه فيها لا عنه تاديه في انما يختص به في الشرع وهذا المعنى هو جرح شبه النجس لان النجس انما يختص به تلك الليلة بما
الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه
الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه

الليلة في وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه
الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه
الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه
الشيء وقت كونه من جملة خصوصيات يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه في خصوصية يومه

ان يقولوا هذا خير من الايام لان الايام افضل من الليالي فان هذه الليلة فان هذه الليلة فان هذه الليلة
ان يقولوا هذا خير من الايام لان الايام افضل من الليالي فان هذه الليلة فان هذه الليلة فان هذه الليلة
ان يقولوا هذا خير من الايام لان الايام افضل من الليالي فان هذه الليلة فان هذه الليلة فان هذه الليلة
ان يقولوا هذا خير من الايام لان الايام افضل من الليالي فان هذه الليلة فان هذه الليلة فان هذه الليلة

لوجود هذا العمل اشد ضرر من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حمة ما فعل فربما يستغفر عنه
 وتجاهل ما فعل من معاصي فربما يستره تحت تزيي اسواسطى كجرح شخص كناه كراي وتجاهل ما فعل من معاصي كناه كراي
 ويهدم عليه ويحصل له الذلة والانتكاس بخلاف هؤلاء فانهم باعقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
 اورا وسير شرمندہ ہوتا ہی اور اسکو ذلت اور انتکاس حاصل ہوتا ہی برعظن اس گروہ کی یہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہ ثواب اور عبادت مشروہ ہی
 فی الدین لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما يند کر عن ابليس
 دین میں نہ تو استغفار کرتے ہیں اور نہ اسیر شرمندہ ہوتے ہیں بلکہ او کو اور تاز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہ ہی جو ابلیس کی حکایت کرتے ہیں
 انه قال قصمت ظهور بني ادم بالمعاصي ولا ورا وقصموا ظهورهم بالتوبة والاستغفار فاحذرت لهم
 کہ کہتا ہی میں ہی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی وجہ سے توڑ دی اور بنی آدم فی میرا پشت توبہ اور استغفار سے توڑ دی میں ہی ان کی ہی
 ذنوب لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع في صورة العبادة ولذلك قيل البدعة شر من الفسق
 میں ہی گناہ بخیر کرتے ہیں کہ نہ او سے استغفار کریں اور نہ او سے توبہ کریں یعنی بدعتیں ظاہر من عبادت اس ہی ہی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سے بدتر ہی
 فان من يفعل البدعة يزعم انه في طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ولرسوله لاستحسانه ما كرهه
 کیونکہ بدعتی یہی نہیں طاعت اور عبادت من مصروف جائنا ہی سو یہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کی رسول پر دشوار گندتا ہی کیونکہ یہ نیک سمجھتا ہی جسکو
 الشرح وهي عنه وهو الاحداث في الدين فانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل
 شرح فی براہمانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی سبب میں بیشک اللہ تعالیٰ مقرر کر چکا ہی اپنی بندوں کی لئے اتنی عبادات جس میں انکو کفایت ہی اور کامل کر چکا ہی
 دينهم ما تحب عليه ثم نعمته كما اخبره في كتابه اليوم اكملت لكم دينكم وانتم منكم عليكم نعمتي فاعلموا
 او گناہ میں اور پوری کر چکی وہی اپنی نعمت چاہتا ہی کہ میں اس کی خبر دی ہی آج کامل کیا میں واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمہاری نعمت پس کامل پر
 على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذكار وقراءة
 کہ نہ بدو کہ نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہیں ہو سکتا کہ کوئی یہ کہی یہہ عانا اگرچہ بدعت ہی ہر اس نماز میں اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
 القرآن فبرحي الثواب في مقابلة تلك الاذكار والقراءة اذ يقال ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلا تلك الاذكار والقراءة
 نماز ہی پس سبب ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا اس واسطی کہ جواب یہ ہی یہ نماز جس عت اور گناہ ہی نہی تو تمام ذکر اور تلاوت جو
 الواقعة فيها من قبل خلط الطاعة بالمعصية وهو معصية اخرى استقبلا ما لا يفي بالاجزاء عنها وكذا اليك احلان يقولون منهم من تلك
 اور نماز میں ہی کسی کو طاعت میں معصیت ملا جا رہی اب یہ ایک اور معصیت ہی پہلی ہی ہی بدعت اس کی اعتبار ہی کرنا چاہی ایسی ہی نہیں ہو سکتا جو کوئی ہم کہی
 الصلوة لقوله تعالى انزعيت الذي ينهي عبدا اذا صلى ولا ان يستدل على خيرتها بما روى انه عليه السلام
 ہر نماز ہی بار بار ثابت کی نہ تھی نہیں تو فی حکما وہ جو منع کرتا ہی بند کی کو جب نماز چڑھی اور نہ یہ یہ حال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سے کہ آپ ہی
 قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو في صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلك
 نماز ہی خیر ہی وضع کی ہوئی اس واسطی کہ یہ جواب ہی کہ یہ حدیث ایسی غلط کی حق میں ہی جو کسی وجہ سے شرع کی خلاف نہی
 الصلوة بخلاف الشرع من وجوه على ما ذكره العلماء في تفصيلها فيهم منها الاعتقاد على الحديث الموضوع
 نماز میں ہی خلاف شرع ہی چنانچہ علماء فی اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہی ایک یہ کہ وضع حدیث پر اعتقاد کیا
 فانها ذات كونه موضوعا ينزج من المشروعية ويكون صفة مستعملة من خدام الشيطان ومنها فاعلم
 اور یہ کہ ذات کونہ موضوعا نیز جہ من المشروعية ویکون صفة مستعملة من خدام الشيطان کا خادم ہی اور ایک یہ کہ
 بالجماعة في النوافل بدعة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقدره انتهى
 جماعت میں النوافل بدعت ہی انہیں کیوں ہو اور ایک یہ کہ خصوصیت سبب جمعہ کی اور حال یہ کہ نہی انکی خاص کر ہی

ليلة الجمعة بقيام وقيام بصيام ومنها اسراج المسح الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبنياً
 شبه جسدی واسطی جائز کی اور خاص کر دن جمع کی واسطی روزہ ایک ہر کسی کی روشنی خوب کرتی ہیں اور یہ جائز نہیں ہی کہ اس طرف ہی
 والتبن بجرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضاً
 اور اس بجرام ہی نص قرآن ہی ثابت اور ایک یہ کہ عوام کو کو مسنون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہیں
 حتی انهم يتركون الفرائض فلا يتركونها بل يبعدونها اس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
 یہاں تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دیں اور اس غارت کو نہ چھوڑیں بلکہ اس کو تمام فرض غارت ہی افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اس کو پڑھتی ہیں اور اس میں
 بعض من لا کار من لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها رطيفة وظائف الدين وشعيرة من
 وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرائض کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ اس کو ایک وظیفہ دین کی وظیفوں میں سے اور ایک نشان
 شعائر المسلمین حتی ان الاحکام ینتہون الائمة والمؤذنین ان لا یفعلوا عنہا فی هذه الليلة بل یظہرون الذل
 مسلمان کی نشان دہی میں سے مقرر کیا ہی یہاں تک کہ حاکم وقت نام اور مؤذن کو غیر وار کرتی ہیں کہ ایسا نہ ہو غفلت ہی اس بات میں تھا کہ اس کو سنا دی کرتی ہیں
 بان من لا یصلیہا یضرب ضرباً شديداً ویعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
 کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھی چنانچہ یہ تمام حال بعضی وقتوں میں
 الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنه التي قال فيها
 بعضی شہروں میں گذر ہی ہیں کاشکی ایسی تاکبہ فرائض اور واجبات میں کرتی اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب میں
 ابن مسعود كيف انتم اذا البستكم فتنة يهزم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجرى على الناس فيخذونها سنة
 ابن مسعود کی کہانی تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو فتنہ گہیر کی کہ پڑا ہو جاوی اور میں کبیر اور جوان ہو جاوی اور میں صغیر حالت ہی لوگوں کی کہ اس کو سنت پڑھتی ہیں
 اذا غيبت قيل غيبت السنة او هذا منكرو كان يقول ايضا اياكم واما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
 جب توئی بدلا تو کہیں توئی سنت کو تبدیل کیا یا یہ بجا ہی اور ابن مسعود یہ کہتی تھی بخیر ہر نوا احداث بدعتوں سے کیونکہ دین ایک باری
 من القلوب بجمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعاً حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
 دلوں میں سے نہیں نکلیا جائیگا لیکن شیطان تمہاری لٹی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان تمہاری دلوں میں ہی نکل جائیگا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر
 كل مسلم ان يحذر من الاعتراض والميل الى شيء من البدع والمحدثات وتصور دينه عن العوائد التي استأثر
 واجب ہی کہ بچتا رہی فریقگی اور غفلت اور توجہی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات ہی بجاوی جس میں الفت پڑی
 بها وترى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
 اور درش پائی بیشک یہ نہ قاتل ہی اسکی آفات ہی کہ بچتی ہیں اور اسکی ساتھ ہی کہیں نہیں ظاہر ہوتا اسکی کہ اسکا نہ بدعتوں کی دل میں ایسا آیا ہی
 يستحسنها طبعاً فم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما أحدثوه فانهم قد
 کہ اسکی دل اس کو پسند کرتی ہیں سو کہی نہ چھوڑیں گی اسی ہی ہشام بن عروہ کہتی تھی کہ لوگوں سے کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو انہوں کی
 اعدوا له جواباً لكن استئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسرنا الله اليوم العمل بالسنة والاحترار عن البدع
 جواب تیار کر رکھا ہی لیکن اسکی یہ پوچھ سنت کیا ہی یہ سنت کو نہیں جانتی اسکی کہ آج سنت پر عمل آسان کر دی اور بدعت سے بچاوی
 المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدعة التي قال رسول الله صلى الله عليه
 بیسویں مجلس اور بیان حج کی بدعتوں کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق مرجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصنفين رواه ابو
 وسلم فی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر نہ غش کہا سامنی عورتوں کی اور نہ برکان کی ایسا پاک ہو جاوے گا جیسا جناتہا اوکی یا ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح ہے نہیں

در بیان بدعتی

من سبعين حجة فيكون ممن ضيع الفديتين في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحجاج ان يلازم
 نهنين هوتا پھر یہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہ ہی تو حاجیوں کو ضرور ہی کہ غمزدین
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسير وبالانفرد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
 وقت پر آسانی میں جماعت ہی اور تنگ وقت تھا ادا کیا کریں پر تيمم ہی احتیاط کریں اگر باقی غلبہ ظن میں
 الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بقاء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
 واسطی وضوء اور پینٹی سکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی ہی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی ہی
 ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحكم تزيين الجمل بالحلل من الذهب
 اور کوشش کریں سمت قبلہ میں اشتباہ کی مقام میں اور حجابیوں کی بدعات میں سی ہی اونٹ کا سونے اور چاندی کی گہنی سی
 الفضة والقلائد والاساور واللباس الحرير وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
 اور قدوم اور ننگن سی اور حریر پہنا کر سنگا کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتوں سی شعلیں روشن کرتی ہی اور یہ ساگ جب اپنی شہری شخصت
 من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم الثوب في جميع ذلك ويشاركهم في الاثام
 ہوتی ہیں اور جب ہنگر ہر اپنی شہر میں داخل ہوتی ہیں اور جب مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں اور وہ سب ان بدعات کی کرتی ہیں ہنگر ہوتی ہیں
 من يتناول الروية ذلك ويستحسنه او يسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند ذهابهم
 جو کھیتی کو جاتی ہیں اور اسکو نیک سمجھتی ہیں یا جب ہو کر منع نہیں کرتی اور حاجیوں کی بدعات میں سی یہ ہی ہی کہ عورتیں ادنی جاتی وقت
 وعند مجيئهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
 اور آتی وقت ساتھ نکلتی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنی گھر میں بیٹھی رہنا اور اپنی رہتی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکاروں کا نکلتی سی
 الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين ولاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
 واجب ہی اور خاوند کی اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہگار ہو گئی اور اجازت کہی جب رہتی ہی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی زانیسی کہا اسو علی کہ باہر نجانا
 المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلعنهما كل ملك في السماء وكل شيء يبر عليه الا الانس والجن وقد
 اور یہی فرض ہی اور اگر وہ بغير اجازت خاوند کی نکلی تو اسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر گنہ گرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہیں اور
 جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضر من النساء فخرج النساء في هذا الزمان
 حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ میری کوئی فتنة اپنی بعد بہتر عورتوں سی نہیں چھوڑا سو نکلتا عورتوں کا اپنی گھر دن میں سی
 من يوتهن من اكثر الفتن لاسيما الخروج المحرم بخروجهن خلف الجنائز ولز يابرة القبور وعند خروج الحج
 اس زمانہ میں بڑا ہی فتنة ہی جب حرام وجہی نکلتا بہتر ہی جیسا جانا عورتوں کا بنارہ کی پیچی اور قبروں کی زیارت کو اور حاجیوں کی رخصت کی وقت
 ومجيئهم والخير لهم قعودهم في بيوتهم وعدم خروجهم عن منزلهم لان ترى انه تعالى امر خير النساء الدنيا و
 اور وہی آتی وقت ادنی حق میں گھر دن کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہیں جانتا کہ اسد تعالیٰ دنیا میں سی بہترین عورتوں کو
 هن امر زوج النبي عليه السلام بعد الخروج من بيوتهن فقال وقول في بيوتكن وهذا النظم المذكور وان نزل فيهن
 کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر گھر دن میں سی نکلتی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرآن مجید و اپنی گھر دن میں اور یہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق
 لان حكمه لا يحميم لما تقران خطابات القران نعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
 پر سکا حکم سبکی حق میں عام ہی کیونکہ اصول میں ہر جگہ ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور انکو جو قیامت تک ہونا چاہیے
 ومن منكراتهم ايضا ان بعض الايجاب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلائزاد ويقولون نحن متوكلون
 اور حاجیوں کی منکرات میں سی یہ ہی ہی کہ جن بی مقدروں پر حج فرض نہیں ہی وہ ہی ادنی ساتھ ہوجاتی ہیں بی توشہ خالی انہذا کہتے ہیں کہ ہم توکل ہیں
 وکل ہیں

اور ان میں وہ بھی کہتے ہوتے ہیں

ان میں سے بھی

فیکون کلاً علی الناس وثقل علیہم غیر متفکین عن ابرامہم بالسؤل والسؤل حرام وھم یرتکبون
 پر وہ لوگوں پر بھاری پڑتی ہیں اور دشوار ہوتی ہیں اور کسی سبب سے ناگفتی نہیں چھوڑتی اور حال یہ ہے کہ مانگتے حرام ہی اور وہ اس حرام کو نہ لے سکتے ہیں
 ذلک الحرام لاداء ما یجب علیہم بل یتزکون کثیراً من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
 ارکانی اختیار کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازیں بچکانہ میں ہی ترک کرتی ہیں اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں پر وہ ہی
 سبب کما الہم و زیادتہم سبباً للنقصانہم و خسارہم و قد قال بعض المفسرین یناقی علی الناس بان الحج اغنیاءہم
 سبب جو انکی خوب اور زیادت کا ہی باعث اور انکی نقصان اور خسار کا ہو جاتا ہی اور بعضی مفسرین نے کہا ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا جس میں دولت مند
 للترفہ و اوساطہم للتجارة و قراءہم للریاء و السمعة و فقرہم للمسئلة و لا یبعد ان یقال و ستر اثم للفقراء
 حج کرینگے واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی اور فقراء واسطی مانگ کہانی کی اور عید نہیں کہ یہ ہی کہیں اور ہی
 والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنۃ و محنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله
 اور حاصل یہ ہے کہ حج آس زمانہ میں بہت لوگوں کی حق میں فتنہ اور محنت ہوگی ہی واسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کو نذر کیا
 علیہم فیہ من حقوق و حقوق عبادہ فانه تعالیٰ اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعة وھی تقتضی
 اپنی حق اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ فی اوپہ حج اس شرط سے فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
 القدرة علی ما یکنی الانسان ما یحتلج الیہ مدة ذهابہ و مجیئہ من ماکول و مشرب و مرکب
 قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لٹی جانی اور آئی کی مدت میں کھانیت کرجاوی کہانی کو اور پانی کو اور سواری کو
 فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد و مراحلة لفقرہ فربما یهلك فی الطريق عند حاجتہ الی الاکل و الشراب
 پر بعضی لوگ جو حج کی واسطی نادار لگی خالی ہتھ لی توشہ اور سواری روانہ ہو جاتی ہیں تو اکثر راستہ کی گذر کہانی اور پانی
 والركوب فیعموت عاصی لان اللہ تعالیٰ نہاہ عن السفر علی تلك الحالة و من خرج الی الحج من غیر ان
 اور سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہیں پر گناہگار ہو کر مرتی ہیں واسطی کہ اللہ تعالیٰ فی ایسی حالت میں سفر سے منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی ہوں
 یهلك ما یکفیه و قصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتلج الیہ فی وقت ضرورتہ من اکل و شراب و رکوب
 اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور زادہ کری کہ یہاں سے نکلتی ہی لوگوں سے حاجت کی چیز کہانا جیسا سواری ضرورت کی وقت تک میں کی
 فقد لساء اکثر اساءة لان الغالب من حال الحج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایتہ لمشقة الحبل بعد
 تو اوسنی بہت ہی بڑا کیا واسطی کہ اکثر حاجتیں کا حال یہ ہی ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور داری راہ کی لیکر جاتی ہیں
 الطريق فمن سافر معہم بلا زاد فانه یضائعهم فی زادہم فیکون سفرہ هذا ذی لنفسہ و لغيرہ و اکثر من
 پر جو خالی ہتھ لوکی ساتھ ہو جاوی تو اوسنی لوکی توشہ میں مہانی مانگی کا پیرا و سکا یہ سفر وبال ہوگا اوسکو ہی اور اور و کو ہی اور اکثر ایسا کام
 یفعل هذاہم الذین لا یعرفون شرائط الدین و احکام الاسلام و لا یقصدون طاعة الله تعالیٰ طاعة
 وہ ہی کرتی ہیں جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ انکو طاعت الہی اور اتباع رسولی کچھ غرض ہوتی ہی
 مرسولہ بل یقصدون قضاء ما نشتمیہ نفوسہم من رذیة الاکان البعیدة الغریبة و رذیة مکة
 بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب غریب دور کی شہروں کا اور دیکھنا مکہ
 والمدینۃ و التفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یأتون من کل فج عمیق وان یقال لہ الحاج لاهمة لہ الا
 اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگوں کی مجلسوں کا واسطی کہ وہ ان دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہانیں اسکی اتنی ہی ہمت تھی
 ذلک و منهم من یرین لہ الشیطان صحبة الركب و لا مقصود لہ الا اخذ اموال الناس من سرقة
 اور بعضوں کی دلین شیطان ڈال دیتا ہی انکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگوں کا مال چوراکر

حج کرنا اور حج نہ کرنا

او غصب او كيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائما في ايقاع بني آدم في الشر فيفتح له بابا من الخير ليرتفع
 به حين كره ما يصطرح به يعني كيو ان شيطان همیشه کوشش کرتا رہتا ہے کہ بنی آدم کو بڑی میں مبتلا کرے پھر اونکی اپنی ہی میں دروازہ خیر کا کھول کر
 في انواع المعاصي والمحرمات في السر ومن منكراتهم ايضا انهم في اكثر الاحوال يضيعون حقوق ميتهم اذ قد
 در پرده قسم کا معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حجاجیوں کی منکرات میں سے بہت سی ہی کہ وہ اکثر حال میں اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتے ہیں
 يموت واحد من رفقائهم حين كونهم نازلين فلا يفسلون ولا يكفونونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون
 جب کوئی اور نکار فتن منزل میں اترتی ہوئی رحلتا ہے پھر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑھتے ہیں بلکہ وہ انکی کوچ کرتے ہیں
 ويتزكوا هناك ضايعا بلا دفن ويقعون في الاثم لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية للتو
 اور مردہ کو اسی جگہ ہی دفن ڈال جاتی ہیں اور گتہ میں پہنستے ہیں کیونکہ یہ سب باتیں فرض کفایہ میں اگر کوئی ایک ہی

اذا ترك واحد منها يا اثم الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين في الطريق فيرمونه في مكان قفر بلا دفن ويأكله
 مترک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعضی وقت رستہ میں چلتی ہوئی رحلتا ہے تو پھر اوسکو پر نہیں جنگل پیشین ہی دفن کئی پہنچ جاتی ہیں اور سکو گھٹ
 السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجراح اخر في ان ياخذ البيت للمال ماله ويختار دن متاع
 بہشتی کہ جاتی ہیں اور ایسی ایسی بہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتے ہیں کہ مبادا اوسکا مال بیت المال میں داخل ہو جاوے اور لوگ دنیا کی بھٹی کو
 الدنيا على الاخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون في الاثم فكيف يكون حجتهم مبرور والى حال
 آخرت کی مقابلہ میں پسند کرتے ہیں اور ایسی ایسی فیض باتوں کو ضایع کر کر گتہ میں مبتلا ہوتے ہیں اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہ ہے

ان من يريد ان يكون حجه مبرور ايلزمه ان يحج باقامة اركانه وواجباته وسننه ويحترز في الاحرام
 جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہو وہی تو اوسکو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان حج میں تمام ارکانات اور واجبات اور سنن اور احرام کی ہمت میں تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصي كلها كبائنها وصغائرها ويتقرب قبل الاحرام عن الذنوب كلها
 منہیات سے جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کیا پر اور صغایر سے احتراز کری اور احرام سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرے

باداء الفروض والواجبات والرضاء المخصوص في حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه ومركبه من
 فرض اور واجبات اور احرام اور حقوق العباد میں موعین کو راضی کری اور اوسکا کھانا اور پینا اور پہنا اور سوارے

احلال الامن الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بالحرام هل يصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا يصح ويجب
 حلال مال میں سے ہوا حرام میں سے ہوا اسواسطی کہ فقہاری اختلاف کیا ہے کہ جو شخص حرام مال خرچ کر کے حج کری تو کیا اوسکا حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں امام احمدی کہ نہیں

عليه ان يحج ثانيا بالاحلال وعند الثلثة يصح حجه ويسقط عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن
 ایسا حج صحیح نہیں ہوتا اور پھر واجب ہے کہ حج دوبارہ مل جلال ہی کری اور تینوں اماموں کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو گیا اور پھر حج دوبارہ ہی نہیں

لا يكون حجه مبرور لان الشرط في كون الحج مبرور الاجتناب عن كل ما في الله عنه مع اداء الحج بشرطه
 اوسکا حج مبرور نہیں اسواسطی کہ حج مبرور کی اپنی بہ شرط ہے کہ اسکی تمام منہیات سے اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه واداءه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور ادائے سب سے اوسکی شرطیں دو قسم کی ہیں ایک شرط ادائیگی اور ایک شرط واجب ہونے کی ہی شرط ادائیگی

فهي الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجوب فهي العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
 وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء في وجوب الحج في هذا الزمان
 بدن اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہے اسلی علماء کو اختلاف پیدا ہو کہ اس زمانہ میں حج فرض ہی یا نہیں

بہ اتفاق الامن بظہور القرامطہ وغیرہم من الفساق والفساق فقال ابو القاسم الصفاری لا شک
 کہ کہ من رستہ کا جاتا ہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور ٹوں کی ابو القاسم صفاری کہتی ہیں عورتوں کی ذمہ سی
 فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان واما الشک فی سقوطہ عن الرجال وقال ایضاً لا اری الحج فرضاً منذ عشرين
 حج کی ساقط ہوتی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اس میں ہی کہ دون کی ذمہ سی یہی ساقط ہی یا نہیں اور یہ یہی کہ ہا کی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
 سنۃ منذ خرجت القرامطہ والبادیۃ عندی دار العرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فريضة
 میں میں کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی میں اور بادیه میری نزدیک دار العرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہیں میں میں نہیں قابل ہوں کہ
 فی زماننا قالہ فی سنۃ ست وعشرين وثلاثۃ وافتی ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
 اب ہمارا وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھیسی کی ہی اور ابو بکر رازی فی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی
 فی هذا الزمان وبہ قال جماعة من المتأخرين قبل وانا قلنا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
 بیشک ساقط ہو گیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ عدم فرضیت کی اسلوسی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دینی بغیر
 الى القرامطۃ وخبرهم فيكون الطائفة نسب للمعصية فحتى صارت الطاعة سبباً للمعصية يرتفع
 اگر حج نہیں کر سکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آتی جب طاعت معصیت کا سبب ہی تو یہ طاعت نہیں رہتی
 الطاعة لكن ذكر في القنية ان من قدر على الحج يجب عليه ان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
 لیکن فنیہ میں یہہ فکر ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو وہ سپہرج فرض ہی اگر چہ دیگر جاتا ہو کہ اس سی خراج بیا جا و گیا اسلوسی کہ اگر اتنی فوج
 الحج به فتی یعمل بقوله تعالى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وَاسْتَأْذِنُوا الْخَاسِئِرَ حَسَنَ لَا يُخْرِجُهُمُ إِلَى الْحِجِّ خَوْفًا
 حج ساقط ہو جاوے تو یہ اس آیت پر کب عمل ہو و گیا اور اسلوسی اسکی ہی لوگوں یہ حج بیت استأذنوا الخ حسن لا یخرجہم الی الحج خوف
 عن القرامطۃ فقال ما سلمت البادية عن آلاف یعنی ان البادية لا تخلو عن آلاف لقلۃ الماء وشدة
 قرامطہ کی حج کر نہیں جاتا اور سی جواب دیا بادیه آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بارہ آفات سی کہی خالی نہیں ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت
 الحر هيجان الریح السموم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
 گرمی اور تیزی ہو تو لوں کی اور فقیہ ابو الليث کہتی ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی توجہ فرض ہی اور اگر احتمال
 الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
 غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سے
 واحد منها يبطل حجه ويجب فضاؤه في العام القابل واجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف
 ایک ہی فوت ہو گا تو حج باطل ہو جا و گیا پھر سال آئندہ میں اسکی قضاء واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروه کی بیچ میں دوڑنا اور
 بالمزدلفة ورمي الجمار والمعلق والتقصير وطواف الصدف للفاق فان ترك شيئاً منها يجوز حجه و
 مزدلفہ میں ٹہرنا اور جمرات میں نکل مارنی اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصدف کو کہ بالوں کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات میں سے ترک کیا تو حج نفاذ
 عليه الدم وما عدا ذلك سنن واداب ووقتہ شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ویکرہ الاحرام للحج
 ہو گا پھر اگر یہ زیچ لازم ہی اور سواران فرائض اور واجبات کی سنن اور اداب میں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ طے کی الحج کی میں اس مدت میں پہلی احرام حج کا پائنا
 قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبروراً فان من احرم للحج والعمره وانك
 کڑہ ہی اسلوسی کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوے کی سوا کثر حرام میں واقع ہو جاوے ہی پھر اسکا حج مبرور ہو گا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا پائنا بہ کوئی قسم کی
 شيئاً من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبروراً وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
 ممنوعات میں سے ہی عذر عمل کیا تو اسکا حج مبرور نہیں رہتا اگر حج فی الفور توبہ کری اسلوسی کہ توبہ ہی گناہ مستوجبات ہی

بجہا الیہ مکبرا محمد احمدا حمد لله تعالیٰ ومصليا علی النبی علیہ السلام ویطوف للقدوم وراء الخطیم
طرف حجرتی اسد اکبر کتھا ہوا اللہ لا اسد پر ہتا ہوا اسد کی حمد کرتا ہوں نبی علیہ السلام پر درود پر ہتا ہوا یہ طواف القدوم کری حلیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذنا عن يمينه هما إلى الباب جاعلا سرداءه تحت ابطيه اليميني ملقيا طرفه على كتفه اليسرى
 واهني طرفي شروخ كركر جسد باب سي متصل بها چادر كودهنی بغل تلی لیکر اورا کوئی کوئی بائین موندھی پر ڈال کر

سبعة اشواط يرمل في الثلاثة الاول فقط من الجرجالي الحجر وكلما هربا الحجر يفعل به ما ذكر من الاستلا
سات گردشین اولی که صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

و یستلم الركن الباقی وهو حسن ولا یستلم غیرهما ویختم الطواف باستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
اورا استلام کری رکن یانی کو یہ بہتر ہی اور سواران درونو کی اور کو استلام نہ کر اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پہر مقام کی پاس و رکعت آخر

عند المقام أو غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم
او كرى يا مسجد مين اور جگہ اگر انہو کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گز کرش

اور کما کیسہ اور یہ کاروبار بھی بعد از وفات پوری عیالت کے لئے
 یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویہلل ویصلی
 بیت کرجہ کا ستنام کری اور مسجدی باہر اگر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کر کے اللہ اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر

ہست کہ جبراً سلام کری اور سجدہ ہی بہار از صفا پر چہرہ جاوی
 علی النبی علیہ السلام ویرفع یدیه ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی ہیئۃ حتی یصل بطن الوالد
 درود در شری اور آنتہ ادا کیا کہ حرج جاوی دعا مانگی
 بہار ہو کہ کھڑی ای چلی من یمنی فی خلفہ یہاں تک کہ بطن وادی پر پہنچی

درود پڑھی اور آہستہ آہستہ کہ جو چاہی دعا مانگی
 ۴۴۰ مردہ یا حرف چلی ای چل میں جیتی یا قطعہ بہان کے بطن وادی پر پہنچی
 نرسیعی بین المیلین الا خضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی هیئتہ حتی یاتی المروۃ فاذا انتہا
 مردہ از بطن مریضہ اخضرین کہ وہ بیکر چلا جب بطن وادی سے نکلی تو اپنی حالت پر حیرانی کی یہاں تک کہ مردہ پر جا پہنچی وہاں جا کر

یصعد علیها ویدخل ما فعل علی الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا يفعل هكذا سبعاً
انکار چو می رود بر صفا که تا بر روزه است که صفا کی طرف حاوی است و هر چه سات دفعه کری صفا می شروع کرد

بالصفا و یختم بالمروة ثم یسکن بمكة محوماً ویطوف بالبيت نعلاماً شاء فاذا صلی بمكة فجزا من

مردود بر ختم کردی بهر مکر من احرام بانهی هوی پستی کی اور بیت کا طواف نعل لیا رکا جعفر چابی جب مکہ میں یوم ترویج یعنی اہولین تاریخ
الشهر يخرج الی منی ویکث بها الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وكلها موقف الا بطن عرفة فبعد

فاحمہ کو صبح کی ناز پڑ چکی مئی کو جاوی وان جا کر نوین تاریخ کی فہرست پڑا رہی پھر عرفات میں جاوی وہ تمام ہر بیلی جگہ ہی سوا بطن عمر نہی جب
 ماصلی الظهر والعصر فی وقت الظہر ینہب الی الموقف یغسل سن وبعء الغروب یاتی الی الزدلفۃ
 ناز ظہر ان عمر کے چمکے کہ وقت پڑ چکا ہے غصہ مسند کے کہ وقت کے جاوی اور دن جیسے مزدلفہ کے جاوی

وكلها موقفة وادی محسّر وینزل عند جبل قرقر ویصلی العشائین ههنا یاذن واقامة فاذا طل

وہ تمام شہر کی جگہ ہی - سوار وادی محمد کی اور جبل قرعہ کی پاس اور تری یہاں مغرب اور عشا ملا کر ایک ڈان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق
 الفجر یصلی الفجر یفلس وہ وظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف ویکبر ویهلل ویلبی ویصلی علی النبی علیہ السلام

ویدعوواذالسمغریاتی منی ویرهی جمرۃ العقبة من بطن الوادی من اسفله الی اعلاه سبعم حجاب

اور دعا مانگی جب خوب روئی ہو جائے تو منی میں اگر حجرۃ العقبہ کو بھی کری
 بخواننا ویکبر بکل منہا فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجا للشیطان وحوزہ اللہ ما جعل حجی مبرورا

ادھر ننگر پیر اللہ اگر کہتا تھا اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک تلودگی شیطان اور اوستی گروہ کی التیہ آج میرا میرا درویش

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صديقا لا يجب عليها الحج والحرم عليها السفر معه وليشترط لها
 ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا يخرجها الى الحج وكذا لو وجب
 عليه الحج بشرط ان يكون حيا او متوفيا او غير ذلك من الشروط

لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج ذلك المصرا لم تنقصر
عدت رسته بين كسي شهرين واجب هو جاوي كراوهين اورمكه كياچين مسافت سفر كى هو تو اوں شهرين سى عدت كى گذرى بغير جاوى
عدتها يسرنا الله تعالى اعمالها مطابقا لرضا بئنه وفضله المجلس الحادى والعشرون

فی بیان فضائل الزکوٰۃ و غوائل ترکھا ^{الہی پیرا سان کردہ اعلیٰ جو سیر ریاضی مطابق ہیں اپنا احسان اور فضل بھی}
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ^{السیورین بحسن}
 زکوٰۃ دینی کی فضائل ^{اور نہ ہی کی سختیوں میں} فرد یا رسول اللہ علیہ وسلم فی ^{نہیں کوئی}

صاحب ذہب ولا فضة لا یوردی منها حقها الا اذا کان یوم القیمة صفحت له صفاء من
سونی چاندی والا کہ اوس میں سی اور سکا حق یعنی زکوٰۃ نادر کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو
اوس کی ایسی تحفہ آگ کی بنائی جاوے گی

فاحس علیہا فی نار جهنم فتکوی بها جنبیہ وجبینہ وظہورہ وکلما یرد تساعیدت لہ فی یوم
 یراؤنکہ دوزخ کا آگ میں گر کر ایک روز کو دوزخ اور رشتہ دار غریب جاوی گی اور جب ہنسی ہو گی پھر گرم کی جاوے گی اور دوزخ

كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
 کہ مزارع بحال و زوار بریں کی ہوگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو جاوے یہر دیکھو اور کھارہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحيح المصباح رواه ابوهريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
 بهم حديث مصابيح صحيح حديثان من ابى هريرة روايت سى اسلم بنى عليه السلام فى مال كروجر بيان فرماين

الذهب والفضة ثم فرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظر الى المعنى دون اللفظ

لان المراد بها ادنانير و دراهم و قيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام و تخصيصها بما بالذكو لفضلها
استلزام كماله اوان دون ذل من ادنانير او دراهم مبرور كونها كتمانها كتمانها مستوفى و جازى سلفى و جازى سلفى

علی ماثر الاموال من حيث انهما اصل القبول وضمن الاشياء وبمثلہ ورد قوله تعالى وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُخْشَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ

فَتَكُونُ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَخُصُولُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْقَهُونَ فَذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

والمراء بعدم اداعحقها وبعدم انفاقها في سبيل الله عدم اداع زكوتها فان الذين يجمعون الاموال

وَيَذَرُونَهَا أَذِلَّةً عَلَى الْحَدِّ يُؤْتِيهِمُ آلِافٌ مِّنَ الْأَنْجَارِ

وهذا الحديث وجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعط نفسه
 اور اس حدیث میں مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہ ہے کہ مال والی آدمی کو جب زکوٰۃ دینے کی عادت نہیں ہوتی
 اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها بجہ وقتها فهو اذ اصاب الفقير الطالب للزکوٰۃ يعبس وجهه واذ اساله يغير
 اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ طالب کو دیکھتا ہی تو ٹیڑھی چڑھتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو دوس ہی نہ
 عنه ويولي اليه جنبه واذ ابالغ في السؤال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهرة وينهض لا يعطيه
 پہر کر کر دیتا ہی پہر اگر فقیر فی سوال میں زیادتی کی تو ابھی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوٰۃ میں ہی
 شيئا من حقه الذي هو الزکوٰۃ فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذب به الله تعالى
 اس کا حق ہی کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اس کی ہر حرکت سے ایذا ہوتی ہی سوئی اللہ تعالیٰ اس کو
 يجعل ماله التي هي الدنانير والدرهم الواحد من نارتكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
 یہ عذاب دیتا ہی کہ اس کی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہیں آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیکھا جن سے اپنی فقیر کو ایذا دی تھی
 وروى عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلد حتر
 اور ابن مسعود ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا لیکن اس کی کھال کو فراخ کر کے
 يوضع كل دينار ودرهم موضعاً على حدة كلمات ووصل اليها من اولها الى آخرها اعيد ذلك الكلى
 ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہ رکھی جاوے گی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخری جگہ لگا پھر وہ ہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کر دینگی
 اولها حتى يصل الى آخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
 اسی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی
 فیری سبیل اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
 پہر دیکھا جا ہی کہ اس کا لہ جنت کی طرف ہی اگر اس کا کوئی اور گناہ نہیں ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالیٰ فی معاف کر دیا گیا دونوں کی طرف ہی اگر اس کا
 على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زکوٰۃ مثله ماله
 کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ فی مال دیا اور وہی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن
 يوم القيمة شجاعاً قرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمته فيقول انا مالك انا كنزك وتم تلا
 اور اس کا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہوں بن کر اس کی گھٹائی میں دو نو جڑی پکڑ کر گھٹائی میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پہر آپ فی قیامت
 ولا يحسب الذين يتخولون بما انتم الله من فضله هو خير لهم بل هو شر لهم سيطوفون ما يتخولوا
 پڑ ہی اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کر کے ایک چیز پر کہ اللہ فی اوکو دی ہی اپنی فضل سے کہ یہ بہتر ہی اونکی حق میں بلکہ یہ برائی اونکی واسطی آگے طوق پڑے گا اور وہ بخلگیاں
 به يوم القيمة فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زکوٰۃ ماله
 دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ فی مال عنایت کیا اور اس نے اپنی مال کی زکوٰۃ نہ ادا کی
 يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر اسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
 قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگی جسکی سر کی بال ماری نہ ہر کی سیب درازی عمر کی جھڑکیاں ہوں اور اسکی
 عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
 دونو آنکھوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں یہ تر ہوئی ہی اور اسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جاوے گا پھر وہ اسکی دونو آنکھوں پر
 وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعه ولم يؤد زکوٰۃ مثله فلما كان في منعه الزکوٰۃ مثل هذا التشديد
 کا ٹیگا اور کہیں میں تیرا وہ ہی مال ہوں کہ جمع کر کر زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کی ندرت میں اتنی بڑی سختی ہی

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في إيجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام بالشهادة
 فلو لم يزم بيان وجه الحكمة في إيجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام بالشهادة
 وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فتعان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال ان
 اورگواهی ہی محبوب کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعویٰ ہی اس کی کہ جو شخص کہتا ہی میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا ہی اس کی کوئی معبود نہیں ہی گواہی دیتا ہی
 رايت بقلبي وعقلي ان لا معبود الا محبوب الله فالتمت عبادته ومحبته ولا اعبده الا
 میں ہی دل سے دریافت کیا اور عقل سے جاننا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اس کی سو میں ہی اس کی عبادت اور اس کی محبت اپنی زندگی میں ہی پیش کرتا ہی
 احببنا اياه فيلزم الوفاء باذعائه من التوحيد في المحبة وتتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
 اور نہ دوست کہ ہوں سوا اس کی اب اس دعویٰ توحید کا پورا کرنا چاہی یعنی محبت ایک کی اور انجام دینا کہ ہم سے کہہ دے کہ کوئی محبوب
 سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشراكة والتوحيد باللسان قليل النفع ونما يظهر درجة
 سوا ایک ہی کسی کو اس کی محبت میں شرکت نہیں ہوتی اور نہ ہی توحید ہی قائم ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہنا ہی
 المحبة بمفارقة المحبوبات والاصول محبوب الخلق لكونها آله لتعظيمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا
 تب تمام محبوبات چھوڑ جاوے اور اصل و اصل خلق کو اس کی محبوب ہی کہے اور دنیا میں اس کی ہی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
 وليس بها ياتسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتنعوا في صدق
 اور اس کی وجہ سے اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سے نفرت کرتی ہیں باوجودیکہ موت ہی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کر لی تاکہ
 دعواهم في المحبة بئذ المال الذي هو معشوقهم وهم في بدن له ثلثة اقسام القسم الاول هم الذين
 انکا معشوق ہی ہیں یہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعویٰ راست ہی یا نہیں اور وہ لوگ مال خرچ کرتی ہیں تین قسم ہیں پہلی قسم وہ لوگ ہیں
 صدقوا في التوحيد ۱۰۰۰ المحبة ويدلوا جميع مواليهم ولو بدت ولا لنفسهم شيئا كما فعله ابو بكر الصديق
 جو توحید میں اور محبت ہی دے سوا میں خوب بھی ہیں اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچھ نہ بچا یا چنانچہ ابو بکر صدیق ہی یہ ہی کیا
 حيث جاء به كل الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
 اس کی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس ہی آئی تاکہ خدا کی رستہ میں خرچ کر دین اور جب اولیٰ رسول اللہ صلی
 الله عليه وسلم فماد البقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفي تمام الصدق فلو بيق عنده سوي
 اللہ علیہ وسلم ہی پوچھا اپنی واسطی کتنا رکھا تو یہ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول سوا یو کی ہی اپنا صدق پورا کیا سوا کی پاس سوا
 محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
 محبوب کی جو اللہ ہی اور اس کا رسول کچھ نہیں تھا یہ بدل اس کی ہی جائز ہی جس کا توکل اللہ تعالیٰ پر پورا اور کامل ہو اور اس کی ہی جب
 سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانما عليه السلام في هذا
 کسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پوچھا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ ہی فرمایا کوشش مفلس کی بیگم ہی صلی اللہ علیہ وسلم ہی احمدی
 الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدق الفقير مع احتياجه اليه واما من لو يكن توكله تاما كاملا
 میں بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روگ کر دیتا ہی اور البتہ جس کا توکل پورا اور کامل ہو
 فلا بد له ان يتصدق نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى سنان بن ابي هريرة انه عليه
 تو ضرور ہی کہنا اور اپنی عیال کا کہنا رکھ لیا کری پھر جو اس سے بچتا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ رعایت ہی پوچھو کہ کس کی علیہ وسلم ہی
 قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى
 فرمایا اچھا صدقہ وہ ہی جو تو ان کی سائتہ ہو دی اور اس حدیث میں اور اس حدیث میں کچھ مخالفت نہیں ہی اس کی کہ تو ان کی غریب کی

غنی للمال و غنی النفس فخير الصدقة ما كان عن احد المعنیین اما عن غنی النفس و عن غنی المال اذا
 توکری مال کی اور توکری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توکری ہو یا توکری مال کی توکری سی اس واسطی
 لا بد للمتصدق فيما يبذله ان يستغنى عنه اما بسخاوة نفسه وقوة شريعته ثقة بالله تعالى كما
 کہ ضروری کہ خیرات کرنیوالا جو دنیا ہی اسی کی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی حد اعلیٰ پر پہنچا کر جیسا
 فعله ابو بکر الصديق او بماله الذي بقي في يده بعد البذل ان لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
 ابو بکر صدیق کی کو یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر اسکی پاس بچا ہی اس واسطی کہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ اپنی عیال کا کھانا ہی فقرا کو
 الى الفقراء ويتركهم جيا عا الا اذا رضوا به واذ نواله فيه بل لا يجوز له ان يعطي احدا الا مما يفضل
 بانٹ دی اور انکو بہوکا ماری ان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدیں بلکہ اسکو یہ جائز نہیں کہ سوا بچتی ہوئی کی
 عن نفسه و عياله كما جاء في حديث اخر ان عليه السلام قال خير الصدقة ما البقت غنى يعني ان
 اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کی کو دی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی قرآن یا بہتر صدقہ وہ ہی جو دینی پر ہی غنا باقی رہی یعنی
 المتصدق لا يذله فيما يبذل له عن احد الا من امان ان يستغنى عنه بماله او يستغنى عنه بحاله وهذا
 خیرات کرنیوالا کو چاہی کہ جو خرچ کر تری دوام میں سی ایک ہر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر کی نیاز نہ ہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونوں
 افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح انه سم قال ليس الغنى عن كثرة المال انما الغنى عن النفس فان الفقير اذا
 استغنى من سيده افضل من السوطي في حديث صحيح من روايت النبي صلى الله عليه وآله في قوله لا توکری مال کی بہتایت سی نہیں ہوتی توکری وہ ہی جو چول سی ہو بیشک
 تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
 خیرات کر دی جو کو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اسکا صدقہ بہت اچھا ہی اس واسطی کہ بیشک
 الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضرب ذلك بدينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہ صدقہ اسکی دین میں نقصان نہ کری جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہو جاوی
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة
 یا نگارہ جاوی اور اللہ تعالیٰ فی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکعتی ہیں انکو اپنی جان سی اور اگر چہ ہوا اپنی اوپر بہوک
 القسم الثاني هم الذين لا يقدرّون على هذه المرتبة بل يسكنون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات
 دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہیں
 وليس قصدهم في الامساك التمتع والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفائض الى
 اور اس روکنی سی انکی عرض عیش و عشرت اور حظ لذت نہیں ہوتی انکی یہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پھر بچتی کو اقسام
 وجرة الخيرات فهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصدون على ادعائهم فلابد ان يكون عليه
 غیرت میں جب پیش آویں تو نگارین یہ قسم وہ لوگ ہیں کہ جو ادھر واجب ہوتا ہی سوا اگر دینی میں نہاوس سی بڑی دین
 ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبعثهم بالمال وميلهم
 نہاوس سی کچھ کم دین اور یہ مرتبہ سب سے کم بجلی ہی اور اسی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مل کی محبت کی
 اليه وضعف جهلهم بالآخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
 اور کمتر مونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہیں اور اس مرتبہ کی بعد اصلا دی محبت نہیں ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب
 نہاوس کا کہ جو ہوا وہ بہت ظاہر کی دیبا ہی کہ میرا دعویٰ محبت کا صرف تیر زبانی سی ہی اس بیان کی موافق و جہب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
 زكوة او ثانی مرتبة پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ ہی تو نہ کر جاویں
 بلکہ اوکو اولیٰ ہی کو کوشش کرے

ما وجب عليه على الفور اظهار الرغبة في امتثال الامر وايصال السرور الى قلوب الفقراء واحتراما
 واجب کو ترت امتیاز کرین تاکہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیروں کی دلوں کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتى ياتم بالتأخير ويرد شهادته وهي انما تجب اذا
 شبہہ ہی پہنچ جاویں اس واسطی کہ بعض علماء کی نزدیک وجوب نہ کوہ کا فوری ہی یعنی ترت چاہی رہا ہو کہ دیکر کی ہی گہنہ گار ہو تا ہی اور اوکا شہادت ہو وی اور زکوٰۃ جب

تم المحول على النصيب فلكل احد حولي يخصه بحسب وقت كونه ماله للنصيب فاذا تم حوله يجب عليه اخراجه
 واجب ہوئی ہی کہ نصیب پر برس دن پور گذر جاویں پھر ہر یک سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصیب کا مالک نہ ہی جب سال پورا ہو جاویں تو اوپر زکوٰۃ نکالی واجب چاہی ہی

زكوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حولان الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول
 کوئی سامہینہ ہو اور اگر جلدی کر کر اپنی زکوٰۃ برس دہ گذرنے ہی پہلی ادا کر دی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برابر ہی کہ اوکا جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول ك شهر رمضان وما قبله من شهر رجب شعبان
 اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت ہر کسی تہی پر نہ ملے گا جیسی رمضان کا مہینہ و راسی سی پلا مریم روزہ کا اور شب بیدار کا مہینہ

اول وجود الا فضل من المصارف بان يكون من التقياء المتقين لتجارة الآخرة فانهم يستعينون به اعطى لهم
 اوکا جلدی واسطی موجود ہوئی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیز گار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کہ ایسی مرد جو اوکا نہ آتا ہی اسی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكاً لهم في ضاعتهم باعانتهم اي شئ فيه لو ان يكون من الاعا ان لا اعطى لهم
 طاعت کی حاصل کرنی ہر پس نہ ہی والا ہی اوکی عبادت میں شریک ہو جا تا ہی کیونکہ عبادت میں اوکا مدد گاہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى كان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقولون في كلامهم
 کوئی علم کی امداد ہوئی ہی اور علم سب عبادات میں اشرف ہی یہاں تک بعضی اعلیٰ بزرگ ہی کہ صرف علماء ہی کو دینی ہوتی اور کسب ہی کی

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمزاد من اهل العلم هم الذين يطيبون العلم لاجل الآخرة لا لاجل الدني فان الذين
 میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ نہیں جانتا اور علماء ہی اور وہ عالم ہیں یہ علم آخرت کی واسطی نہ ہی میں دنیا کی واسطی نہ ہی اور جو کہ

يطيبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونه بصدقة على عصيانهم حتى لا يكون شريكاً
 علم کو دنیا کی واسطی پر ہی میں زکوٰۃ دینی والی کو نہیں چاہی کہ اپنی زکوٰۃ سی اوکی گناہ کا مدد گار نہی تاکہ اسحقاق عذاب میں

لهم في استحقاق العذاب من افضل المصارف ان يكون ذاعبال او مديون او مريضاً او قريباً فان اعطاه
 انہو جاویں اور بہترین مصارف وہ ہی جو کتبہ والا ہو یا قرض دار ہو یا بیمار ہو یا غانی دار ہو کیونکہ انی دار کو

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والصدقاء ولا خور
 دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحمہ کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بیانی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق
 اور مصدق پر مقدم ہوتا ہیں جیسی ثانی دار غیروں پر مقدم ہوتی ہیں لیکن یہ ہی سبب چاہی کہ زکوٰۃ دینی والی کو

لا بد له ان يحذر عن ابطال صدقته بالمن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم في
 لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتنا کر اور تکلیف دہ کر باطل نہ کر دی اس واسطی کہ اس کا مال فرما تا ہی مت ضائع کر دینی خیرت احسان رکھکر

والا ذى وحقيقة المن ان يرى نفسه محسناً الى الفقير فهما راي نفسه محسناً اليه يتفرغ عنه
 اور ستا کر اور حقیقت میں احسان کرنا ہوتا ہی کہ کتنا تین فقیر کا محسن ہی بہر جب اوکی اپنی تین محسن جانا تو بہر اس سی بظاہر ہی حکمت

النبي عليه السلام ينبغي له ان يعرف حمة الوقت وشرقه ويحفظ فيه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذكر فربا يهيئ له نواذير لا يدرى ان وقتا من اوقات الخير قد مضى او لم يزل في اوقات الخير
الكتاب والغيبة وقيمة الكلام وجوارحه عن الخطايا والآثام وقلبه عن العجب والكبر والعدا
جبهته اور غيبت اور بيہودہ کلام کسی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سے اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سے اور خلعت کی دشمنی سے
الانام ثم انه اذا فعل ذلك ينبغي له ان يكون خائفا من الله تعالى هل يقبل منه ام لا يقبل ويدعو
بجاء يہودہ شخص جب یہ سب کچھ نواذیر اور کوالتیق ہی کہ اسے تعالیٰ سے یہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرے یہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
ان يقبل المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان كان رسول الله
کہ قبول کری تیسویں مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان میں تھی رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث
صلى الله عليه وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکھتا کرتی تھی مگر کچھ ہٹو اس افسار کرتی اور ایک روایت میں ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکھتی تھی
من صحاح المصا بيم روته ام المؤمنين عائشة وهذه الرواية الاخيرة موافقة لما روى عن ام سلمة
یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سے یہ پہلی روایت اور روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سے روایت ہے
انها قالت ما رايت النبي عليه السلام يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان فان قيل لم
کہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینے پوری ہی روزی رکھی ہوں سوائے شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
على هذه الرواية ان يكون افضل الصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه عليه السلام
کہ اس روایت سے لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام ہی
قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب بان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچھی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی میں سو جواب یہ ہے کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہ ہی اعتقاد ہی
صيام المحرم ولا شهر الحرم افضل من صيام شعبان لكن الاظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزی سے بہتر ہیں لیکن اسکی خلاف ظاہر ہے بیشک شعبان کی روزی
افضل من صيام الاشهر الحرم يدل على ذلك ما روى عن انس انه عليه السلام سئل اي الصيام افضل
اشہر الحرم کی روزی سے بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے پوچھا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظيما لرمضان وروى عن اسامة انه كان يصوم اشهر الحرم فقا
روزی افضل میں آپ ہی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئے اور اسامہ سے روایت ہے کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکھتا کرتی تھی سو
له رسول الله عليه السلام ثم اثنوا لا فترك صوم اشهر الحرم فكان يصوم شوالا حتى مات فهذا
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمایا شوال میں روزی کہا کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی چھوڑ دی ہر شوال میں روزی کہا کہی آخر مکی یہ حدیث روایت
في تفصيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فاذا كان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزی کی فضیلت پر نفیس ہی اشہر الحرم کی روزی سے بہتر شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزی سے بہتر ہوئی
فكون صوم شعبان افضل من صيام الاشهر الحرم اولى بصيام النبي عليه السلام له دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزی سے زیادہ تر افضل ہوگی اس سے کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان میں رکھتی تھی شوال میں نہیں رکھتی تھی
وانما كان كذلك لانهم ايليان من بعده ومن قبله فظهر من هذا ان افضل التطوع من الصيام
اور یہ اس لئے ہی کہ یہ دونو مہینے یعنی شعبان اور شوال متصل ہیں رمضان کی بعد اور رمضان سے پہلے اسکی صوم ہوا کہ افضل دونوں میں وہی افضل ہے

قريباً من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
 رمضان سي قريب هون پہلی اور چچی پہ ایسی روزوں کا درجہ ایسا ہی جیسی تہ سنتوں رواتب یعنی مکررہ کا فریضہ نمازی
 قبلہا وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذا
 فریضہ سی پہلی اور چچی بیشک سنن رواتب یعنی مکررہ جیسی فضیلت میں فریضہ کی ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسی ہی
 صیام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله
 نفل روزی رمضان پہلی اور چچی یہی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان متصل ہیں اب معنی اس حدیث کی
 افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمول على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
 کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ آبی محرم کی میں مطلق نوافل پر محمول ہوگی اور جو روزی رمضان پہلی اور چچی میں
 فانه ملحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
 وہ تو فضیلت میں رمضان کی شامل ہیں جیسی یہ قول علیہ السلام کا تحت حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی
 قيام الليل انما يراد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
 رات کی نماز ہی اس سے ہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہیں ہی
 وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روى عن اسامة
 اور در باب روزہ رکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوار اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسامہ ہی روایت ہی
 انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں رجب اور رمضان کی پہچان اس نبی علیہ السلام نے یہاں اشارہ کیا
 انه لما اكثفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعترض الناس عنه بالاشتغال بهما فصام
 کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں کی کہیں کہیں ماہ محرم اور ماہ صیام نے تو شعبان سے تو کہہ کر اور دونوں میں مشغول ہوتے ہیں سو یہ مہینہ
 مغفول عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
 بہو لاسبہ ہو گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رجب کی فضیلت شعبان کی روزوں سے افضل ہیں اس سے کہ رجب ماہ حرام ہی اور
 كذلك لما روى عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قومه يصومون رجبا فقال واين هم
 یہ بات نہیں ہی اس واسطے کہ عائشہ ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزی رکھتی تھی آپ نے فرمایا
 عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعضا اشتتم بفضله من الارمان ولاهما من والا لشخاص قد يكون غيرة
 وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر کہہ گئے اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ بعض دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشغول ہو جائے ہی کہیں کہیں
 افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يفتطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالاشتغال
 افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سے جو اس میں ہوتی ہی کہ اکثر لوگوں کی خیال میں یہ آئی تو وہ اس کو چھوڑ کر مشغول ہونے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں
 ويقتنون تحصيل فضيلة ما ليس بشهر وعندهم وفيه دليل على انه خير من رجب بعد اشارة انان غفلة
 اور اس کی فضیلت سے جو اس کی نزدیک مشہور نہیں ہی محرم رجب کی ہیں اور اس میں دلیل ہے کہ رجب سے بہتر ہے اور اس سے کہ رجب ماہ حرام ہی اور
 بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان من السلف يستحبون احببت
 رہتی ہو مستحب ہی اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہی اس میں کہ بعضی علماء نے شعبان سے بہتر سمجھا ہے
 العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة العفوة في ذلك تنبى به الاسلام لما خرم على عماره وهم يفتنون
 مغفول عن عشا کی بہت پسند کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئے اور صحابہ عدائے کفر کے تھے

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا الاشارة الى فضيلة التفرغ بذكر الله
 تفرغوا الى اس نماز کلاسوا تمهاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہے اس میں اشارہ ہے کہ تنہا ذکر الہی میں مشغول رہنا
 في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكوة فيه
 تمام وقتوں میں سے ایسی وقت کو کوئی اوجھت نہ کرتا سب سے افضل ہے ایسی ہی آدمی رات کی وقت میں نماز کی فضیلت سے اس وقت کو اکثر ذکر الہی
 لاكثر الناس في احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائدها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
 غافل ہوئی ہیں اور غفلت کی وقت عبادت کرنی بہت فائدہ پہنچا ہے کہ یہ وقت لمحہ شدیدی اور نوافل چھپا ہوا
 اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
 پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہے خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی ملازمت ہوتا ہے کہ سرسرای اللہ تعالیٰ کی کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس لیے وہی
 فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
 کبھی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہے اور اعمال میں افضل وہ ہے ہوتا ہے جو طبیعتوں پر دشوار ہو اور سبب اس کا یہ ہے کہ طبیعت
 تناسي بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت بقطرة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
 ہم جنس کی حالت میں سے جو دیکھتی ہیں وہ ہے عادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور ان کی عبادت کثرت سے ہوتی ہے تو اہل طاعت ہی زیادہ ہونگی
 المقترنين بهم فتسهل الطاعة عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها ابتاسي لهم عموم الناس فيشوق على
 کیونکہ دیکھا دلی بہت پسند ہونگی پھر ان پر عبادت آسان ہو جائیگی اور اگر غفلت اور غفلت دلی زیادہ ہونگی تو عام لوگوں کی ایسی ہی عادت ہو جائیگی اب جاگنی دلی
 نفوس المتقنين طاعتهم لقله من يقتدرن بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
 عبادت کرنی دشوار ہوگی اس واسطے کہ اس وقت میں ہرگز کتر ہیں اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک عمل کریں تو ان کو اجر
 تحسبن منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العباداة في الهرج كالهجرة
 پیچاس آدمیوں کا تم میں سے ہی کیونکہ تم کو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہیں اور ان کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام فی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی جیسی
 الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واختلاص امور الناس
 میری طرف ہجرت کی بیشک غیر علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بد وقت آشوب اور ابتر ہے چنانچہ آدمیوں کی اتنا ہی
 كتاب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت
 گویا کہ کسی مدینہ کی طرف غیر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی وقت آشوب اور آشوب کی وقت
 يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انقرد من بينهم من
 ایہی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہیں اور ایہی دین کی قید میں نہیں رہتے پھر ان کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہے پھر اگر ان میں سے ایک شخص الگ ہو جائیگی
 يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله
 کہ ایہی دین کو اتنے ہی ندی اور ایہی رب کی عبادت کری اور وہی امر کا تابع اور وہی نہی سے بچتا ہے تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 مؤمننا متعلا وامره محتجب النواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غربيا وسيعود غربيا كما بدء
 مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سے محتجب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام فی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پھر غریب ہو جائیگا جیسی شروع ہوا تھا
 فطوي للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربيا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
 سوزش ہی غریبوں کو مراد ہے ہی کہ اسلام ابتداً ظہور میں غربت تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کتر
 ثم انتشر ومشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
 پھر پھیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اس کے قریب کچھ آدمیوں نقصان اور خلل آجادی یہاں تک کہ باقی نہیں رہے گا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کتر ہیں

الغرائب فطوري لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث آخر أنهم النزع من القبائل يعني أنهم الذين كانوا أقل من
غريبتهم سواء كانوا خوشی ہی اور غریب کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غریب اور وہ ہیں جو تہوڑی ہوں

فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد الا لثان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في
ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو ہوا اور ہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملے گا جیسے کہ ابتداء تصور اسلام میں

ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث آخر أنهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني لهم قوم صالحون عاملون
بہم ہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ غریب وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمیوں میں سے کسی کو غریب قوم صالح ہی

بالسنة في زمان فساد الناس منها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنے والی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرتے ہیں غفلت اور معاصی والوں میں اس کی سبب ہی لوگوں کی ہلاکت ہوتی ہے

عن الناس فكانه يحسم ويدافع عنهم ولا تار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام شعبان
گویا وہ شخص ہو گا حمایت ہی اس کی ہو گی بلکہ دفع کرتا ہی اس باب میں آئندہ بہت آئی ہیں اور اسطی روزی رکعتی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں

معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخذ ذلك ليقتضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ یہی بیان کرتی ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینے میں تین تین روزی رکعتی تھی اور بعض وقت تاخیر فرمادیتی تاکہ اس کا معارض شعبان کی روزی

يعني ان صوم عليه السلام لم يكن لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فات من ذلك في شعبان اذا
کروں مہینہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعض مہینوں میں تین تین روزی نہیں ہوتی تھی سو جب قدر روزی فوت ہو جاتی تھی وہ شعبان میں پوری کر دیتی

كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تھی جن روزوں کا کما کما دینی ہو تا تھا سو آپ کا طریقہ یہ تھا جب او کو ماہ شعبان شروع ہوتا اور او نہ رکھ کر کچھ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکھی ہوں

يقتضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فات من سائر الصلوات
تو وہ روزی شعبان میں قضا کر دیتی تھی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آئی ہی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنونہ کو جو رہ جاتی تھی قضا کر دیتی تھی

وكما كان يقضي بالنهار ما فات من قيام الليل وقالت عائشة ربة ابي ابي ان اصوم فلم اطق حتى
اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تھا وہ دن میں پورا کر دیتی تھی اور عائشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکھتی کا ارادہ کرتی سو نہ ہو سکتا

اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت حرة فتمت فقتضى ما عليه من
بیان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکھتی تو میں ہی انکی ساتھ روزی رکھتی پس عایشہ اس وقت کو غنیمت جان کر جو جو انکی ذمہ پر

صوم رمضان فطرها فيه بالحیض وكان في غيره من الشهور مشغولة بالنبي عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تھی بسبب عارضہ حیض کی سب او کو دیتی تھیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں

فان المرأة لا تصوم وبعلاها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنے بی اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجادی اور وہ پیغمبر علیہ السلام نوافل روزی باقی ہوں

نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه نوافل
تو اس کو مستحب ہی کہ شعبان میں اگر وہی تاکہ اسکی نوافل روزی دو روز رمضان کی بیچ میں آ جاوے اور جب کچھ

من قضاء رمضان يجب عليه قضاؤه قبل رمضان اخره مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخير
قضا رمضان کی باقی ہو تو اس پر واجب ہی کہ دوسری رمضان سے پہلے اگر قدرت رکھتا ہو تو قضا کر دی اور وہ کو بہ جائز نہیں ہی

الى ما بعد رمضان اخره ضرورة وان كان تأخيره لعذر مستقر بين الرضاين كان عليه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بجائے تاخیر کرے اور اگر مستأخر سبب ایسی عذر کی جو دوسری رمضان میں برابر جاتا ہی ہوتی ہو تو وہ سبب

بعد الرضات الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغيره من رقبيل يقضى ويطلع مع قضاء
 بعد رمضان كي قضا لا نرم هو كي اورا و سپر سوار قضا كي اورا كچه نهين هي اورا كچه نهين تاخير بلا عذر هو هي كي تو كهي هي من كي قضا كهي اورا هر روز كي بله
 كل يوم سنتين مسكيناً وهو قول الشافعي وألك واحد اتباعاً لآثار ورسد بذلك وقيل يقضى ولا طعام
 ساجده مسكين كوكبا نادى به قول شافعي اورا ملك اورا حمد كا هي موافق اول آيات كي جواس باب من آي هي اورا بعضي كهي هي قضا كهي اورا
 عليه وهو قول أبي حنيفة وقيل يطعم ولا يقضى وهو ضعيف وقيل في صوم شعبان معنى آخر وهو
 كنهان نهين هي به قول ابو حنيفة كا هي اورا بعضي كهي هي كنهان كهي دي اورا قضا نهين هي به قول ضعيف هي اورا كهي هي كنهان كي روزون كي ايك و جري و ده
 ان صيامه كالقرين على صيام رمضان لئلا يدخل في صيام رمضان على مشقة وكلفة بل يكون
 هي كنهان كي روزي واسطى مشاكي هي رمضان كي روزون كي واسطى تاكه رمضان كي روزون من كچه مشقت اورا كلفت معلوم هو بلكه به حال هي
 قد تمرن على الصيام واعتاده ووجد بصيام شعبان حلاوة الصيام ولذته فيدخل في صيام رمضان
 كي روزي كي عادت اورا خور كچه كچه هو اورا شعبان كي روزون كي حلاوت اورا لذت اورا كچه كچه هو به رمضان كي روزي
 برغبة ونشاط يسرنا الله تعالى عمله بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في بيت فضيلة
 جوي رغبته اورا خوشي هي كهي الهي بهر آسان كي بهر عمل الهي لطف اورا توفيق هي جوي بيون مجلس من بيان
 احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحترار عن البدعة المكروهة قال رسول الله
 شب رات كي جاكهي كي فضيلة كا بطور منون كي اورا احترام بدعت مكروه هي رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لكثير من عبادي
 صلى الله عليه وسلم في فرمايشك الله تعالى ما شعبان كي پندر هو من شب كو طرف وري آسان كي نزول فرمايش بهر قبيل كهي كي بكون كي بالوشي هي
 غم كلب هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين عائشة رض والمراة ليلة النصف من شعبان
 بهر زياده بخشيشا هي بهر حديث مصابيح كي حسن حديثون هي عظام المؤمنين عائشة رضي الله عنها كي روايت هي اورا و شعبان كي اورا هو كي رات كا
 ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنا من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينتقل في
 شب برات هي اورا خاص قبيل كلب كو اسواسطى ذكر كيا هي كه ده بهر نسبت اورا قبيلون كي باعتبار آدميون اورا بكون كي زياده هي اورا معني بهر هي كه الله تعالى
 تلك الليلة من صفة الجلال المقضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الجلال المقضية
 اورا بهر تبيين صفت جلال هي جو سبب هي كنهان كون كي انتقام اورا عداوت كا طرف صفت جلال كي جوا عث هي
 للرحمة والمنفزة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
 رحمت رجسش كا نقل فرمايش اورا حديث كي الفاظ كو ان معنوي بهر اسواسطى حل كيا هي كا ورتنا اورا رجسش اورا حركت اورا سكون چونكه
 من بهر ذات لا ينسأ المتحيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالى منزلة عن الجسمية والتحيز
 بهر صفت جسام متحيزه كي هي اورا برهان قطعي عقلي اورا نقلي هي ثابت هو چكا هي كنهان الله تعالى جسميت اورا تحيز وغيره صفات اجسام
 استعرت بهر النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ذكر اهل الحق هو
 باكي هي اورا بهر نزول معني انتقال مكان بلندي طرف مكان پست كي محال هي بهر معني حديث كي ده هي هي جوي حو كي ذكر كهي هي بهر معني
 نزول رحمته وفضل لطفه ومغفرته على عبادة واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو دين الملوك الكرام
 رحمت كا ورتنا اورا زيادت لطف اورا مغفرت الهي بندون بهر فرمايش اورا ان ليا او كي دعا كا اورا قبول كرنا او كي توبه كا جيسا كه عادت اورا رسم كرم باهي
 والسادة الرعا اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد ورد في سائر
 اورا رحمت بهر وارتد كي هوي هي كه جب و فقير محتاجون كي پاس كزمتي هي تو او كي ساتها احسان كر كي هي اورا سيات كا اگر چه لو تمام راتون من

الليالي ايضا لما روى انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث
 ايام من ليله فيقول من يدعوني فاستجب اليه من يستغفرني فاغفر له من يسئلي فاعطيه ما انا
 منها في رات باقية مني في فرائضه كوني دعا كرتوا الاك من اوكى دعا فبقى كوكب كوني هي مغفرة ما كوني والا كمن اوكى بخترون كوني هي سائل كمن اوكى عطا كرون
 النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا
 اتفاقا في كل ظهوره وادوامه راقون من اس قديمي هي كجب بجبلي تها في رات باقية من شب سرات من يبه قديمين هي
 التقيد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمرئ الشرف والفصل لكونها ليلة شريفة عظيمة
 بلكه مقصود به هي كاس رات من خصوصيت شرافت اور فضيلت كى زايده هي كبر كى به شب بهت هي شريف هي
 كما روى عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان
 چنانچه روایت ہی عطاء بن یساری کر کہتی تھی بوقت قدر کی کوئی رات شب براءت بہتر نہیں ہی
 وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان وطحول
 اور اس شب كى فضيلت میں اور بھی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور طحول
 ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويحتجرون بالعبادة فيها فلما اشتهد ذلك عنهم في البلد
 اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب كى بہت تعظیم کرتی تھی اور اس شب میں عبادت میں مباذرت کرتی تھی جب انكایہ حال ملكون میں مشہور ہوا
 اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم وواقفهم على تعظيمها لكن اكثر العباداء من اهل الحجاز
 تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعضوں نے اس امر کو مان لیا اور انکی موافق ہو کر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
 انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة بنفسه بانواع
 اسکا انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہ سب بدعت ہی اور حق یہ ہے كہ مؤمن تنہا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہو کر نماز پڑھے
 العبادات من الصلوة والتلاوة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع
 یا تلاوت کری اور اسکا نام لی اور دعا مانگی تو جائز ہی مگر وہ نہیں اور اس شب میں مسجد محلہ مسجد جامع میں
 للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في نعالنا فيكرة وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و
 جمع ہونا اور تعظیم پڑھنی جماعت ادا کرنی جیسی جاری زمانہ میں عادت ہو گئی ہی سب مکر وہ ہی یہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
 عالمهم وفقههم وكذا السراج السرج الكثرية في المساجد وایقاد البناديل الكثرية في الجوامع في تلك
 عالم اور فقیہ ہی اور ایسی ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
 الليلة لا يجوز لما ذكر في القنبية ان اسراج السرج الكثرية ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا
 جائز نہیں ہی اس واسطی كہ قنبیہ میں یہ مکر وہی كہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب براءت كو كوچوں اور بازاروں میں بدعت ہی اور ایسی ہی
 في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعتد بذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف
 مسجدوں میں اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف كرنیوالا اگر صرح كر شرط كرتی تو بھی شرعاً وہ شرط معتبر نہیں ہی اور اگر مال وقفی نہیں ہی
 بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا واضاعة المال والتبذير حرام بنص القرآن وقد هي النبي عليه السلام عن
 بلکہ تبرع ہی تو یہ خرچ اسراف میں داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسلاف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشك نبی علیہ السلام نے مال تلف كرنی سی
 اضاعة المال واعتقاد ان ذلك قربة من اعظم البدع واقبح السيئات وكذا التنقل في تلك الليلة بالجماعة
 منع فرمایا ہی اور یہ اعتقاد كرنے كہ یہ ثواب پڑھی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات كو پڑھی جائی تعظیم پڑھنی

الكثيرة بدعة قيحة يجب الإجتنا عنها لأن الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدل التراجع
 بزي بدعت هي اس بدعت سي يجنا جاي اسوسطى كد فقهار سپر سب متفق بين كد فقلون كى جماعت سواى تراويج
 والا يستغناء والكسفى اذا كان سعى الامام اربعة والصلوة التى تصلى فى تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و
 اور صلوة استغفار اور صلوة كسفى كى اگر سوار امام كى چار آدى جمع هون تو كوهه هي اور ده نماز سوار سوات كو بڑى جماعت سي پڑهتي هين نور
 تسعي صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها فى عصر الصحابة والتابعين بل لما ظهرت بعد المائة
 صلوة البراءة او كذا نام كد به چوڑا هي وه هي بدعت هي اسوسطى كد صحابه اور تابعين كى عهد مين نهين هتي بلكه جوت نبوى سي چار سوار سوات كى بعد
 الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت فى المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلاها على
 پيدا هوي هي كيو كد به نماز مسجد اقصا مين سنه چار سوار سوات مين شروع هوي هي اور اسكى اصل موافق بيان
 ذكره الامام الطرسى ان رجلا تابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلى ليلة التصف من شعبان فى المسجد
 امام طرسى كى به هي كد كيك شخص تابلسيا بيت المقدس كى آيا اور مسجد اقصا كى اندر شب برات كو نماز نفل پڑهتي شروع كى
 فاحرم خلقه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما خففها الا وهم جمع كثير ثم جاء فى العام الثانى فصلى معه خلق
 بهر و تلى بچي كيك مقتدى هو كيا بهر دوسرا هوا بهر تيسرا بهر چوتها بهر نماز پڑا نكرى يا تبا كد بڑى جماعت هو كى بهر ده شخص اكلى برس مين آيات او كى تبا
 كثير ثم شاعت فى المساجد وانتشرت فى البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذهب العلماء من
 بهت خزانى نماز پڑا هي بهر اور مسجد مين مشهور هو كى اور ملكون مين بهر كى او خلقت كى طرقي سنون طراليا اور اسكى بڑاى عده علماء متاخرين كى
 اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعالمين عن تغيير تلك
 بيان كى هي اور صحت كيا هي كد به نماز پڑا هي بدعت هي اس مين بهت منكرات هين اس بيان كى موافق لايق هي كد بهر شخص ان منكرات كو دور
 منكرات ان لا يحضر الجماعة فى تلك الليلة بل يصلى فى بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع
 هين كوكنت وادوس شب مين اس فامين شامل هي نهو بلكه تنها اي كبر مين كا زبده كى اگر كوكى مسجد ان بدعات سي خالى نه مسير آوى
 لان الصلوة فى المسجد بالجماعة سنة وتكثر سواد اهل البدع منه عنه وذلك المنع كادى وفضل الواجب صعبين
 اسنى كد مسجد مين جماعت كى نماز تو سنت هي اور بهر عقول كا انبه بڑا مانع هي اور امر ممنوع كا ترك كد واجب هي اور واجب بر عمل كا مستحب
 لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر فى مسجد يشاهد فيه
 خاص ايى شخص كو جسكى علم اور زهد كى نيا مين شهرت هو ايى شخص ير بهر هي واجب هي كد جس مسجد مين بهر بدعات منكر كى تو وان بخاوى
 هذه المنكرات لان حصره من عدم الا تكرار يوم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
 اسوسطى كد وكيا جانا بخوش خاطر امام لولون كو اس و هم مين مبتلا كريكيا كد بهر افعال مباح هين يا مستحب هين
 اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة فى ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
 او سكا جانا هي ايى مقام مين عام لو كوكى كى كان مين بڑا شبه و انيكيا كد بهر افعال ازروى شرع مستحسن هين جب وه شخص
 عادته ولم يحج فى المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لغيره عن تغييره بيدة ولسانه يسلم من الاثم
 ايى بهر عادت چوڑا كيا اور اس شب كو مسجد مين نهين آويكيا اور ايى دلى انكار كريكيا اگر اتبه اور زبانه سي نهين رو ك سكتا تو انيكيا هي بچيكا
 ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند
 اور دوسر كو و هم نهين هو كا بلكه او كى شامل هونى هي بعض لو ك بهر سمجھين كى كد بهر افعال خدا تعالى كو بهر نهين هين
 بل هي بدعة لا يتسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فرما يستمع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الشك
 بلكه بدعت هين شرع انكو حار كرتي هي اور نه اهل دين پسند كرتي هين پس كيا عجب هي كد بعض لو ك اس سي باز آوين بهر اسكو ثواب حاصل هو

یفعل ما یقدر علیه من الإنکار بالقلوب لا متناع عن الحضور والحاصل ان تلك الیللة وان ورد فی
 کبریاوس هی یوم سکتا تها یعنی النکار قلبی اور شام نہونا سو کر چکا خلا صد یہ ہی کہ اس رات کی فضیلت میں اگر چہ کئی حدیثیں
 فضلها احادیث متعدده لکن لیس لاحد ان یعضها بما ذمہ الشرع وهی عنه مع ان بعض العلماء
 آئی ہیں ہر کسی کو اختیار نہیں کہ اس کی تعظیم ایسی ہو میں کرے جس کو شرع برکھتی ہی اور اوس سی مانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعض علماء
 قالوا لم یثبت فی قیامها شیء عن النبی علیہ السلام ولا عن اصحابہ فعلى هذا یجب على کل مسلم فی هذا
 یہ کہ کئی ہیں کہ اس رات کی نماز کی بابت نہیں ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اوندہ اوکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ میں ہر مسلم پر واجب ہی نہیں
 الزمان ان یحذر من الاغترار بالمیل الى شیء من البدع والمحدثات ویصون دینہ من العوامر التي استأ
 کہ بدعات کی پیچھے سی اور محدثات کی توجہ سی پر ہی نہ کری اور اپنی دین کو اول اشغال سی جہین انس پکڑ رکھا ہی
 بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلوة فی
 اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی بیشک یہ اشغال نہر قاتل میں اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اسکی تہہ حق کثر ظاہر ہو گا ہی اوسطی کہ برعت کا مزہ
 قلوب اهلها یستحسنها طبا عہم فلا یترکونها وقد روی عن عکرمہ وغیرہ من المفسرین ان الیللة
 بدعتیوں کی دین الیسا رجحانی کہ طبیعت او سکونیک جاتی ہی سو گر نہیں جو رتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات
 المیزکة الواقعة فی سورة الدخان قد فسرت بلیللة نصف شعبان كما ذهب الیه الاکثرون فانها لیللة
 جسکا ذکر سورہ دخان میں ہی وہ شب براوت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہ ہی کہتی ہیں کیونکہ یہ لیلہ ہی
 یقدر فیها کل امر یمکن فی تلك السنة لقوله تعالیٰ فیها یفرق کل امر حکیم قال عطیہ بن یسار
 کہ جو اوس حال میں ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسین جدا ہوتا ہی ہر کلام جانچا ہوا عطیہ بن یسار کہتا ہی
 اذا کان لیللة النصف من شعبان یدفع الی ملک صحیفۃ فیقال لہ اقبض روح من فی هذه الصحیفۃ
 کہ جب شب براوت ہوتی ہی فرشتہ کونا مدیکر کہہ دیتی ہیں کہ جن جن کا نام اس کاغذ میں ہی انکا روح قبض کر لینا
 فکم من شخص بنی الدور وشد القصور ویغیر من الاشجار ویحفر الانهار ویترک النساء ویتوغل فی
 سو بہتری شخص کبرستانی ہیں اور محلوں کی گگری کرتی ہیں اور باغ لگاتی ہیں اور نہر بن کہوتی ہیں اور عورتوں کی نکاح کرتی ہیں اور عمارت میں پستی
 البذیان وقد کتب علیہ الموت ودفعت نسخته الی ملک الموت وهو فی هواہ ولا یعلم منتہاہ فیا مفر
 ہیں اور انکی موت لکھی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل جکتا ہی اور وہ اپنی ہوا ہوس میں بہول راہی اور انجام کی خبر نہیں سوتی
 بطول الاطل ویامسک بہ سورۃ العن من الموت علی الوجہ فلا تدعی متی ما یھجم علیک الا جل فکم
 امیدوں کی دیو نہ اور ای اعمال بدکی مثالی موت سی ڈرتا رہے تو کیا جانے کہ موت تجھ کو کس وقت آگیری گی سو بہتری
 من مستقل یوما لا یمسک لہ وکم من موطن غدا لا یدرک لہ یدرک لہ تعالیٰ التدارک الموت قبل ہجومہ
 انی سمجھتی الی انیک کی او سکھو را نہیں کرتی اور بہت امیدوار انکی دن کی کہ او سکھو نہیں باقی اچھی عکرمہ کا تدارک او کی انکی سی پٹی آسان کر
 المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب نزویة هلال رمضان قال رسول الله صلی
 پیچیسوین مجلس میں تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت
 الله علیه وسلم لا تصوموا حتی تزوا الهلال ولا تقطروا حتی تزوا الهلال فان غم علیکم فاقدروا له
 اسد علیہ وسلم فی فرمایا روزہ مت رکھو بدون دیکھنی ہلال کہ اور نہ افطار کرو بدون دیکھنی ہلال کی اور اگر کہہ ہو جاوی تو او کو نذر نہ کرو
 له وفی روایۃ فاکملوا العدة ثلثین هذا الحدیث عن صاحب المصنف یجوز ان ینسخ معناه من النسخ
 اور ایک روایت میں ہی نو گنتی تین دن پورے کرو یہ حدیث صاحب المصنف کی صحیح حدیث ہے نہ کہ نسخہ ہے نہ کہ نسخہ ہے

اذا كانت مصحبة ولم يكن فيها علة فلا تصوم او صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تقطروا
 ان آسمان اگر صاف ہو اور دسین کچھ ابر یا غبار نہ ہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت مکتوبہ اور نہ عید الفطر کی دن
 یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم عليك كوا هلال ولم تروه فقد راعى الشهر الذي كنتم فيه
 بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر میں آجادی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسین تم موجود ہو

ثلاثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدس شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدس رمضان وفلك
 تیس دن کرو پھر روزہ مکتوبہ اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہ
 لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقاءه والشهر كان ثابتا يبين وقوع الشك
 اسلی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی ہی رہی ہی جب تک کوئی دلیل اسکی عدم کی نہ ملے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی نہیں ہو سکتا

في خروجه فلا يخرج من البروية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
 کہ تمام ہو چکا یا نہیں تو اسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہیں ہو سکتا اور دونوں میں سے کچھ نہ ہو تو وہ ہی مہینہ باقی رہی گا موافق
 الى ما روي انه عليه السلام اشار بأصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وعقدتها
 اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام فی اپنی دونوں ہتھکی او انگلیاں کہوں کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا ومن غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
 اگلیوں میں موٹیا یعنی تیس دن پھر فرمایا اتنا اور اتنا اور اتنا ابکی بار اگلیوں میں بند کیا یعنی تیس دن اس سے معلوم ہوا کہ مہینہ کبھی
 تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
 انیس دن کا ہوتا ہی اور کبھی تیس دن کا شبہ رہتا ہی رمضان کی آئی میں اور تمام ہونی میں اور جس صورت میں کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصده صوم رمضان اذ يلزم
 تمام نہ ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آئی ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی
 ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
 کہ وقت سی پہلی ادا ہو جا سو یہ حرام ہی اسے واسطی عمار بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی

الشك فيه ان ليسوى طرفا العلم والجحول ان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرك
 شک اس میں یہ ہوتا ہی کہ دونوں جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی انیسویں تاریخ میں ابر ہو جاوی اور یہ نہ معلوم ہو
 ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
 کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت میں تاوقت یہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انیسویں شعبان کو تلاش کریں

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
 پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورا کریں پھر روزہ رکھیں
 لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم كوا هلال فاكملوا عدد شعبان ثلثين
 موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پس اگر تمہاری نظر ہی ہلال ابر میں ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پوری کرو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
 اور وہ دن جسین یہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہ ہی کہ اس دن کا روزہ مکروہ نہیں
 اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
 اگر نفل ہو اسلی کہ نبی میں سے اسکو جہاد کر دیا ہی اس حدیث میں کہ شک کی دن میں جسین یہ شک ہو

فیقیم عن المستحق واصل الکراہۃ لایستلزم عدم الاستیجاب بل عکس لان المباحات
سوحی دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جو کہ نہیں منع کرتی بلکہ استیجاب کو رفع کرتی ہے
بدون عکس کے اس واسطے کہ مباحات

لا یتصف لہا وان ظہرانہ من شعبان یکون تطوعاً ولو افطرہ قضاء علیہ لانہ فی معنی المظنون حیث
ان دولوسی عالی ہوتی ہیں اور اگر یہ ظاہر ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو دیکھا اور اگر افطار کر دی تو اس پر قضا نہیں ہی اس واسطے کہ حقیقت میں مظنون

ظن ان علیہ صوماً وتبین ان لیس علیہ صوم والمظنون لایقتضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس لیے یہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہ ظاہر ہوگا کہ اوپر روزہ نہیں تھا اور مظنون کی قضا نہیں آتی اس لیے کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر یعنی سی آتی ہی یا شیخ کی لازم

والثانی ان ینوی عن واجب آخر وہو مکروہ ایضاً للحدیث السابق لانه ادون فی الکراہۃ لعدم التشبہ
دوسری سبب ایک اور واجب کی نیت کر ہی اور یہ سبب مکروہ ہی اور یہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اس کی کراہت کمتری اس واسطے کہ اس میں

بأهل الکتاب لان التشبہ بہم انما یکون اذا صام فیہ بنیۃ صوم رمضان ثم ان ظہرانہ من رمضان
اگر کتاب کی تشبہ نہیں ہی اس لیے کہ اہل کتاب سی تشبہ توجب ہو کہ اس دن رمضان کی نیت سی روزہ دیکھی بہرہ اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ

یقع عنہ لان صوم رمضان یصح من الصبیح المقیم بمطلق النیۃ وبنیۃ النفل وبنیۃ واجب آخر لکن الوقت
ہی کا ہوگا اس واسطے کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہو جائی اور نفل کی نیت سی ہی اور اور واجب کی نیت سی ہی درست ہو

متعبینا لہذا الصوم فینتفی شرعیۃ غیر فیہ والاطلاق فی المتعین تعیین وبنیۃ النفل واجب آخر لغو لان
اسی روزہ کا مقرر ہی اس واسطے کہ روزہ جائز نہیں ہی اور تسعین میں مطلق نیت ہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام غوی اس واسطے

الوقت لایحتملہما لعدم مشرعیۃ ہما فیہ فاذا بطل الوصف یبقی نیۃ اصل الصوم فیکون فی حکم المطلق
کہ یہ وقت اور روزوں کا نہیں ہی کیونکہ وہی اس دن میں جائز نہیں ہیں جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی ہی اب وہ نیت مطلق کی حکم میں ہی

فینصرف الی الشرع فی الوقت ونظیرہ من کان متوحداً فی الدار فانہ اذا نودی بیارجل او باسم غیر اسمہ یراد بہ
سوا اس روزہ سی متعلق ہوگی جو اس وقت میں جائز ہی اس کی نظیر یہ ہی جو کوئی شخص کیا کہ میں ہوجب او کو کوئی یون پکار گا ہی شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکارا

فلک وان ظہرانہ من شعبان یکون تطوعاً ولا یکون عما نوی لان الصوم فیہ منہی کیوم العید تادی
تو وہی شخص اگر ہوگا اور اگر یہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جائیگا اور حکم نیت کی ہی وہ ہوگا اس واسطے کہ اس دن روزہ منوع ہی جیسی عید کی دن ہیں کیونکہ

بہ ما وجب کمالہ والصحیح ان یمکن عما نوی لانہ ادری فی یوم یصح فیہ النفل بخلاف یوم العید وان لم یستثن
اور ہوگا جو کمال واجب ہو ہی اور روایت صحیح یہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اس لیے کہ اسی ایسی دن روزہ رکھا ہی کہ جس میں نفل جائز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا یسقط الواجب عن ذمۃ لاحتمال کونہ من رمضان والثالث ان یتزدد فی وصف النیۃ بان ینوی
تو واجب اس کی ذمہ سی ساقط نہیں ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو

ان کان الغد من رمضان فانا صائم عنہ وان کان من شعبان فمن واجب اخرا عن النفل وهو
اگر کل دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ ہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلا فی واجب سی ہی یا نفل سی یہ نیت

مکروہ ایضاً اما الاول فلترددہ بین الامرین المکروہین نیۃ صوم رمضان وبنیۃ صوم واجب آخر واما
یہی مکروہ ہی پہلی صورت اس لیے کہ سوترو ہی درمیان دو مردوں مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثانی فلکونہ ناویاً للفرض من وجہ ثم ان ظہرانہ من رمضان یقع عنہ لعدم التردد فی اصل النیۃ
دوسری صورت اس لیے کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی بہرہ اگر وہ دن رمضان کا ہو تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اس واسطے کہ اصل نیت میں تردد نہیں تھا

وهو کا وان ظہرانہ من شعبان لایکون عن واجب آخر بل یکون تطوعاً فی کلا الوجهین ولو افطرہ قضاء
روزہ سی ہی کافی ہی مگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اس واجب سی نہیں ہوگا بلکہ روزہ صورت میں نفل ہو جائیگا اور اگر افطار کر ڈال تو اس پر قضا

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والراي ان ينوي التطوع
 نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسکی کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسکی کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتھی جسک نقل کی نیت کرنا
 وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصحيح ثم ان ظهرا نه من رمضان يقرب عنه لما مر انه يصح
 اور گذر چکا ہی کہ نقل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراهت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہو کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی
 بنية النفل وان ظهرا نه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرح ملتوا بخلاف
 نقل کی نیت ہی ہی درست ہو جاتا ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو گا اور اگر افطار کر لیا تو قضا لازم آدیکہ الوسطی کا ہی ذمہ پر لیکر شروع کیا ہی
 مسألة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
 بخلاف سند مظنون کی پہر سمجھنا چاہی کہ ہلال کا دیکھنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار و فطر کا سبب ہی موافق اس حدیث کی
 صوم الرويته وافطر الرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي لهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا
 کہ روزہ رکھو ہلال دیکھ کر اور فطر کرو ہلال دیکھ کر ہر اس حدیث پر بدوون حکم قاضی کی عمل نہیں ہو سکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہی پہر اگر
 كان في السماء علة سوا كانت عينا او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل في هلال رمضان خبر
 آسمان من کچھ علت ہو برابر ہی کہ کبھتا ہو اور ہوا یا غبار ہو یا بخار ہو یا آبی کچھ اور ہو تو رمضان کی چاند میں خبر ایک عادل
 مسلم عاقل بالغ حر كان او عبدا ذكر كان او انثى لانه فخر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
 مسلمان کی کما قائل اور حران ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی الوسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگوں پر روزہ واجب ہی سوا کی خبر قبول ہو
 خيرة لكن بشرط ان يقبل رايته خارج البلد او بين خلال السحاب ط ما بدون التفسير فلا يقبل لكان
 نیکو بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ معنی چاند شہر سی باہر کی اندر دیکھا ہی اور بدوون تفصیل کی معتبر نہ ہوگا کیونکہ
 لتهمة والفاسق اذا بص هلال رمضان ينبغي لمان يشهد عند القاضي لاحتمال قبول شهادته لكن
 شب کی گجہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکھ لی تو اسکو چاہی کہ قاضی کی روبرو جا کر گواہی دی شاید کہ اسکی گواہی مقبول ہو جاوی
 القاضي بد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي لا يشترط
 قاضی اسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی کی کہای کعدالت
 العدالة ومن المشايخ من قال راديه المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان
 شرط میں ہی بعض مشایخ کہتے ہیں کہ اس میں مستور الحال ہی اور دعوی ہی شرط نہیں ہی اور نہ لفظ شہادت کچھ ضرور ہی اور رمضان کی حال میں
 الواحد على شهادة الواحد ومن راي هلال رمضان في الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاضي فان كان
 ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گواہیوں میں دیکھا جہاں نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ
 الراي ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين
 دیکھنی وہ ثقہ ہی تو سب لوگ اسکی کہتی ہی روزہ رکھیں پہر اگر قاضی ہی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی حال کی قبول کر لی اور اسکی موافق تیس روزہ
 ابوا ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روى عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
 اپوری ہوئی اور ہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو ہی فطر نہ کریں موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی اسواسطی کہ فطر ایک آدمی کی گواہی ہی ثابت نہیں ہوتا
 وعن محمد انه يفترون وينتبت الفطر في ضمن ثبوت الرضائية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء
 محمد ہی روایت ہی کہ فطر کریں کیونکہ فطر ثبوت رمضان کی ضمن میں ایک ہی آدمی کی گواہی ہی ثابت ہو جاتا ہی اگرچہ ابتداء ثابت نہیں ہوتا
 فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل لا بشهادة حرين او حرو حرتين لتعلق حق العباد به لانهم
 جسک شوال کی چاند دیکھنی میں اگر آسمان میں امیر یا اگر غبار ہو تو مقبول نہیں بدوون گواہی دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد و آزاد عورت کی اسواسطی کہ اس میں حق عباد

میں ہی اسکی گواہی

یثبت ففوت به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
 اسر سی فائده مند ہوتی ہیں سوا ہی طرز ثابت ہوگا جس طرح اس کی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اس سے صرف حق شرع کا متعلق
 وهو الصوم فیکتفی بخبر الواحد وما اذ لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان
 یعنی روزہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پھر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
 ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمہ کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
 اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں بہر تو اتنی بڑی جماعت چاہی جسکی خبر سے یقین حاصل ہو جاوی اور اس جماعت کی مقدار میں اختلاف
 ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر من کل جانب
 بعضی کہتے ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہیں اور بعضی کہتے ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمدی روایت ہے ہر طرف سی پی در پی خبر کا آنا چاہی
 والصحیح انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعالم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعی الموجب للعل وهو غلبة
 اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطے کہ مراد علم سی جو اس کی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سے عمل کرنا واجب ہو جائے یعنی ظن غالب
 الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهادة بروية الهلال ثمه ففی ظاهر الرواية
 علم بمعنی یقین نہیں ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی اگر گواہی دی کہ وہ ان چاند دیکھا ہی ظاہر روایت میں اس کی گواہی مقبول نہیں ہوگی
 لا یقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانم فی خارج المصر وكذا الشاهد
 کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی فی ذکر کیا ہی کہ اس کی شہادت مقبول ہی اس واسطے کہ شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
 بروية الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد ولویقبل شهادته کان علیہ
 دیکھنے کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور بعضی رمضان کا چاند تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو ہی اس کو لازم ہی
 ان یصوم لقوله علیه السلام صوموا لرویتہ فانه قد لاه فیلزمه الصوم وان افطر کان علیہ القضاء ود
 کہ روزہ رکھی اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہی سوا سکور روزہ رکھنا لازم ہی اور اگر افطار کر لیا تو اوپر قضاء لازم ہی
 الکفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلغوا فیہ والصحیح ان لا یجب علیہ الکفارة والحاکم اذا رای هلا
 کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہوئی سی پہلی افطار کر ڈالے تو اس صورت میں اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تنہا رمضان کا
 رمضان وحده یصوم ولا یامر الناس بالصوم ولوان الناس غم علیہم هلال رمضان واکملوا شعبان
 چاند دیکھ ہی تو وہ آپ روزہ رکھی اور ون کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند بسبب برکی نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان کی
 ثلثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين یوما ثم اوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدا وشعبان
 تیس دن پوری کر کے رمضان کی روزی اٹھائیس دن رکھی تھی پھر شوال کا چاند نظر آ گیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی
 عن غیر روية قضوا یومین وان کان عذرہ عن روية قضوا یوما واحدا فیکون شہر رمضان فی تلك
 ہی چاند دیکھ پوری کی تھی تو دو روزی قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی تھی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اس سال میں
 السنة تسعة وعشرين یوما حتی انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
 انیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی انیس روزی رکھ کر دیکھا
 یوما لا یلزمهم شیء ولوان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين یوما فشہد جماعة
 تو انہیں کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکھی پھر ایک جماعت نے قاضی کی پاس
 عند القاضي فی الیوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی ليلة کذا قبلکم بیوم
 کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیسویں دن پہلی دیکھ کر روزی
 انیسویں تاریخ میں یہہ گواہی دی

نصامو وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة

نکمی بن احمد یہ آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہے اور اس شہر والوں نے اس رات کو چاند نہیں دیکھا

والسماء مضيئة لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح في تلك الليلة لان هذه الجماعة يشهد

اور آسمان صاف تھا تو انکو اگلے دن افطار کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اوس رات میں تراویح ترک کرنی جائز اسلئے کہ اس جماعت نے چاند دیکھ لیا ہے

بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكواروية غيرهم واما لو كانوا شهداء عند القاضي ان قاضي بلدة

نہیں دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہے اور نہ کسی دیکھنے کی خبر بیان کی ہے اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنے یہ گواہی دیتی کہ ہمارے شہر کی

کذا شهد عند شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جائز هذا القاضی

سامنے دو گواہوں نے فدا کی رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے ان کی گواہی کی موافق حکم دیا ہے تو اب اس قاضی کو جائز ہوتا

ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ ان کی گواہی کی موافق حکم دیتا اسلئے کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہے اور یہ حکم اس کی قریبی موافق ہے جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتا

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للروية ايضا

یہاں تک کہ اگر ایک شہر والوں نے چاند دیکھ کر تیس روزے رکھے اور ایک اور شہر والوں نے چاند ہی دیکھ کر تیس روزے رکھے

فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يومه ولا يشبهه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان

تو اس صورت میں جنہوں نے تیس روزے رکھے ان پر ایک روزہ کی قضا ہے اور موافق بیان زبیدی کی بہتر یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر معلوم ہے

كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتبار ما روى عن كريب انه قال قد صمت الشام واستعمل

کہ ہر قوم کو وہی حکم ہے جو ان کی پاس ہے اور یہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار اس کی کرب کی روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں شام میں دار ہوا اور مجھ کو

على شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فاستلني عبد الله بن جبا

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو یہی شب جمعہ کو چاند دیکھا یہ میں مدینہ شریف میں آخر مہینہ میں آیا تو مجھے عبد اللہ بن عباس نے پوچھا

فقال متى رايت الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى

تنتهي رمضان كما چاند نہ دیکھا تھا میں نے کہا میں نے چاند شب جمعہ کو دیکھا تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا میں نے ہفت کی شے دیکھا

نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكتفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه

السلام کہ تیس دن پوری ہو جاویں یا نہ ہو میں نے کہا معاویہ کی دیکھنی اور روزہ رکھنے پر کیوں نہیں اتنا کرتے یہ کہنا نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخرجه

اور یہ اسلئے ہے کہ الگ الگ اقطار کا آفتاب کی شعاع سے مختلف مسافت کی مختلف ہوجاتی ہے جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت

اختلاف مستحق مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق میں زوال ہو دی تو لازم نہیں آتا کہ مغرب میں ہی زوال ہو جاوے بل آفتاب جب کوئی درجہ

درجۃ فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروى ان ابا موسى

قطع كركيا فوذه ابيك في ليل طلع في اوروسري في واسطی غروب ہی اور کسی کو آوی رات ہی اور کسی کو طلوع فجر ہی اور روایت ہے کہ ابو موسیٰ

الضري الفقيه قدم الاسكندرية فمشى عن صعد المنارة فرأى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافر قال في المحیط اختلافوا في وجوب الكفارة والاكثر
 فطر کا عصر کی وقت دیکھا پھر اس خیال ہی کہ مدت روزہ کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط میں کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثریوں کا کہ
 علی الوجہ بقدر ظن بعض الناس ان النہی عن الصوم قبل رمضان بیوم او یومین یراد به اغتنام
 یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگوں کو یہہ گمان ہی کہ روزہ کی مخالفت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ
 الاکل والشرب واخذ النفوس شہواتہا قبل ان تمتع منها بالصیام وهذا کله خطأ وجهل اذ قد ذکر
 کہا ناچینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی شغل فرمونا اس کی پہلی کہ روزہ کی سبب مخالفت ہو جاوی الثبوت ہی یہہ نام خیال آ خطا اور جہالت ہی المسلمین کی کہ
 اصل ذلك متلقى من النصاری فانہم عند قرب صومہم یفعلون کذلک فیلزم التشبیہ بہم وقد کان
 کرتی ہیں کہ یہہ اصل میں نصاریٰ سی لیا ہی کیونکہ نصاریٰ کی جب روزہ نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی یہہ نصاریٰ سی تشبیہ لازم آتی ہی اور
 النہی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنہ التشبیہ بالکافر فیما لنا منہ بدو وهو مذموم شرعا لقولہ علیہ السلام
 نہی روزہ کی اس وقت میں صرف کفار کی مشابہت کی سبب ہی جس جگہ کہ عسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبیہ شرعا مذموم ہی واسطی بتا در سول علیہ السلام
 من تشبیہ قومافہومنہم وریبما لا یقتصر بعضہم علی الشہوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن
 جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سی پس وہ انہی میں ہی ہی اور کہیں کہیں بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہوتا ہی جسکا
 کان هذا حالہ فالہاتم اعقل منہ ولہ نصیب وافر من قولہ تعالیٰ ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من
 ایسا حال ہو تو اس سی تو فکر ہو شیار ہیں اسکا اس آیت میں بڑا حصہ ہی اور عسی یہہ لکھی ہیں دورج کی واسطی بہت
 الجن والانس لہم قلوب لا یفقهون بہا وکم اعین لا یصرون بہا وکم اذان لا یسمعون بہا اولیٰک
 جن اور آدمی جنکو دل میں اوس سی سمجھتی نہیں اور نگین ہیں اوس کی دیکھتی نہیں اور کان ہیں اوسی سنی نہیں وہ لوگ
 کالانعام بل هم اضل و بعضہم لا یجتنب کبار الذنوب الا فی رمضان فیقول علیہ وبیکرة صیامہ ویشوق
 جیسی چاہتا بلکہ اوسنی زیادہ بہرہ میں اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کہیں نہیں باز آتی سوا وکو رمضان دوہر سو جاتا ہی اور روزہ کی بکریہ ہو
 علی نفسہ مفارقتها کالوفاتها فبعد الايام والالیالی ليجود الی العاصی وبعضہم لا یصلی الا فی رمضان فیستقل
 اور اوکی طہر مفارقت کبار کی رستوار ہو تی ہی جیسی فوت ہو گئی پھر دن رات رات گشتا ہی تاکہ معاصی بہر حاصل کری اور بعضی ہوا رمضان کی نماز میں بڑی ہمت
 رمضان لا یستقل العبادات المشترعة من الصلوة والصیام وبعضہم لا یصبر علی العاصی فی واقعہا
 رمضان اون پر بہاری بڑ جاتا ہی سبب گرائی عبادات کی جو رمضان میں ہوتی ہیں گز روزہ اور بعضوں کو گناہ ہونسی صبر نہیں ہوتا یہہ رمضان میں
 فی رمضان وهذا هو الخیر المبین المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان
 ہی بہت بہت ہی دور بہرہ ظاہر ہو لے او پھانا ہی چھیسویں مجلس رمضان کی فضیلت میں
 ورعاية حقہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی
 اور اوکی حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کھل جاتی ہیں اور ایک
 مروایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جہنم وصفدت للشیاطین هذا الحدیث من صحیح المصابیح زیادہ
 روایت میں جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہیں اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہیں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی
 ابوہریرہ وهو ان حمل علی معناه الظاہر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان ما دام فی الدنیا لا یتسبیح للصوت
 ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد ہو تو کجہ خوب بڑا فائدہ نہیں ہی اس لئی کہ انسان جب تک دنیا میں ہی تو اسکو آسمان پر شربنا نہیں
 الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فائے فائدة فی فتح الابواب وغلاقتها الا ان یقال من مات من
 ہو سکتا اور نہ بہت اور روز میں داخل ہو سکتا ہی بہر دروازوں کی کہلنی اور جگہ جوتی کیا فائدہ ہوا مگر یوں کہیں کہ جو شخص صحیح ایمان والوں میں

اور انکو جان

صلیاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها و نسیمها فوق ما كان یاتیم قبل الفتح و
 مرجع تانی توجب دروازی جنت کی کھلی تھی تو انکو جنت کی ہوا اور خوش بو زیادہ تر آتی ہے بہ نسبت اوکی کہ دروازی کھلتی ہی پہلی آتی تھی اور
 من مات من عصاة تم اذا غلقت ابواب جہنم لا یصیبهم من حرها و سمنها کما کان یصیبهم من حرها
 جو کھنگار مر جاتا ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہیں تو انکو اسکی گری اور لپٹ اونچی نہیں آتی جتنی گری
 و سمنها قبل التغلیق و هو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امر و ابد من صوم شہر رمضان و تحرم
 اور لپٹ بند ہوتی ہی پہلی آتی تھی اور یہ معنی بعید میں اسلوسی کہ یہ مضمون صرف وسطی آدمیوں کی ترغیب کی ہی جو انکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزوں کا
 علیہ حتی يستعد له و تصیر ابواب الجنان کأنها ابواب النین کأنها اعلقت علیہم قیلزم
 تاکہ روزوں کی واسطی تیار ہو جاوین اور گویا جنت کی دروازی اوکی لئی کھلی گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اوکی اوپر بند ہو گئی اب کوئی تاویل
 الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کناية عن تواتر نزول الرحمة و توالی صعود الطاعات الی الباری
 کرنی لازم ہی کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کی دروازوں کا اشارہ ہی فی درجہ رحمت کی آئینہ اور پی در پی عبادت کی چڑھتی کا اسلوسی کہ جب دروازہ
 فتح یخرج ما فی داخلہ متتابعاً و یدخل ما فی خارجه متوالیا و یؤید هذا التاویل ما جاء فی رواية اخرى فتحت
 کھلی تاجی جو اوکی اندر ہی فوراً کھل تھی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت میں آئی ہے کھلی تھی
 ابواب الرحمة و فتح ابواب الجنة کناية عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات و تغلیق
 دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازوں کا کھلنا اشارہ ہی اولی امور کی حاصل ہویکا جو جنت کی اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا
 ابواب جہنم کناية عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السيئات لان الصائم یتنزہ عن الکبائر
 دوزخ کی دروازوں کا اشارہ ہی دور ہونی اولی امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتی ہیں یعنی ہر قسم کی گناہ اسلوسی کہ روزہ دار ایسی کبار گناہوں سے بچتا ہی
 التي من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له بركة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحديث الصلوات الخمس
 جنکی اندر اگر فی صغیر گناہوں کی ہی داخل ہی سو روزہ کی برکت ہی اوکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ پانچ نمازیں
 و الجمعة الی الجمعة و رمضان مکفرت لما بینہن ان اجتنبت الکبائر و تصفید الشیاطین
 اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک سچ کی گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اگر کسی گناہ ہوگا بہتر کئی جا اور قید ہونا شیاطین کا
 یحتمل ان یتکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین حقیقة تعظیما للشہر و علامة ذلک ان اکثر النمازین
 احتمال یہ ہی کہ اس سہار وہ ہی معنی ظاہری ہوں کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینہ کی قید ہوجاتی ہیں اسکی نشانی یہ ہی کہ اکثر لوگ گناہوں میں کچھ
 فی الطفیان یجتنبون المعاصی و لا یزید حرمہم علیہا و یشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا
 گناہوں اور بدی ہی بچتی گنتی ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حرمہ ہوتی ہیں اور غارت پریشی شروع کر دیتی ہیں باوجودیکہ نمازیں
 یتھا و نون بها و یقبلون علی استماع النصیحة و تلاوة القرآن و اما ما یرى من بعض الفسقة انہم لا یستغفرون
 کال سستی کرتی سنی اور غلط نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہیں اور بہرہ جو فاسق معلوم ہوتی ہیں کہ اپنی فسق ہی ذرہ باز
 عن فسقہم بل ان ترکوا انوعاً منه یاتون نوعاً اخر قد لک من اثر ما بقی فی نفوسہم الخبیثة من تسویلات
 نہیں آتی بلکہ اگر ایک قسم گرتی ہیں تو دوسری قسم کرنی شروع کر دیتی ہیں سبب اثر اور خباثت کا ہی جو انکی دلون میں دوسرے شیطانی باقی ہیں
 الشیاطین و قال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاماً الا ان المراد به رؤسائهم یؤیدہ ما جاء فی بعض
 اور بعضی علماء کہتی ہیں لفظ شیاطین کا اگر جہ عام ہی بہرہ ادا اسکی شیطانوں کی گردن کشاں ہیں اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی یعنی
 طرق هذا الحديث و سلیست مرحة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرہم من شیاطین الانس و الجن
 روایت میں واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہیں سرکش شیطان بہرہ فساد اور طعن کی صورت ہی جو شیاطین جن اور انسان کی ہیں واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبل و ساء و سهم و ذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم
 و کثرت من کبره مجاز ہی اصل روزه و اربعون کی دل شیطانی و سوسہ قبول کرنی سی بازرہتی ہیں اس واسطے کہ جب رمضان آج ہی تو آدمی روزہ میں مشغول ہو جاتا ہے
 فتکسر قوتہم الحيوانية التي هي مبدء الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسوق والفجور وتتبعث قواهم
 سواہ کی قوت حیوانی ضعیف ہو جاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کہ ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف بھاگتی تھی اور ان کی قوت عقلی
 العقلية داعية الى الطغاة ناهية عن المنكرات فتجعلهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن
 بید ہو کہ رکوعات کی طرف بھاگتی ہی اور منکرات سے منع کرتی ہی یہاں کو روزمرہ کی مقدری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے
 اصناف المنكرات فيصيرون كأنهم فتح لهم ابواب الجنان وخلقت عليهم ابواب النيران ولم يبق
 بجز ان کر دیتی ہی یہاں وہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ او کی ہی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اٹھ بند ہو گئی اور
 عليهم للشيطان سلطان و روى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان
 ان پر شیطان ان کا اصول تسلط غلبہ باقی نہ رہا اور ابھر ہی سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
 صفدت الشياطين و مردة الجن و خلقت ابواب جهنم فلم يفتح منها باب و فتحت ابواب الجنة فلم
 توشیا طین اور سرکش جن قید ہو جاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کھل نہیں رہتا اور وہاں بہشت کی کھل جاتی ہیں سو
 يغلق منها باب فينادى مناد يا باغي الخير اقبل و يا باغي الشر اقص و الله فيه عتقاء من النار و ذلك
 ان غیر ہی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا ہر منادی بکارتا ہی ای طالب خیر کی اور آؤ اور ای حدیسی بڑھتی ہائی شکر میں کر اور رمضان میں اس کی از کوئی آگ ہی بہشت میں
 في كل ليلة ومعنى هذا الحديث علم من تاويل الحديث السابق لكن هذا زيادة لا بد من بيان معنى تلك
 ہر شب میں ہوتی ہی اول اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل ہی معلوم ہو گئی لیکن اس میں کچھ نقد زیادہ ہیں او کی معنوں کا بیان کرنا ہی ضروری ہی
 الزيادة وهو ان مناديا ينادى في ليالي رمضان ويقول يا طالب الخير اقبل و يا طالب الشر اقص و الله فيه عتقاء من النار و ذلك
 وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں بکارتا ہی یہ کہتا ہی ای غیر کی طالب یہاں آؤ ثواب لی یہ ایسا وقت شریف ہی
 ثوابا كثيرا يعمل قليل لشرف الوقت و يا طالب الشر اترك الشرفان عذاب المعصية فيه اكثر و تب الى الله تعالى
 کہ جوڑیسی کا پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدھ ہی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف
 فانه تعالى يعشق كثيرا من عباده الصائمين من النار و يغفر ذنوبهم لما ضبة لحرمة الشهر كما جاء في
 رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بہت بندہ روزہ دار آگ ہی از کو کرتا ہی اور او کی بچھل گناہ اس مہینے کی بکثرت سے عاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی
 حديث اخر من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من صامه مصدقا
 جسے رمضان کی روزہ واسطے ایمان اور ثواب کی بکھی تو اس کی تمام بچھل گناہ معاف ہوتی ہوں یہاں ہی کہ جسے رمضان کی روزہ اس کی حقیقت
 بحقيقته و فرضيته و طابا لرضا الله تعالى و ثوابه لا خوف من الناس و استغناء منهم يغفر له ذنوبه
 اور فرضیت تصدیق کر کہ اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرے کیونکہ کسی شخص کی خوف ہی اور نہ کسی کی حیا لا ج سے تو اس کی تمام بچھل گناہ
 المتقدمة وذلك النداء يكون في كل ليلة من ليالي رمضان و روى عن ابی امامة الباهلي انه عليه السلام
 معاف ہو گئی اور یہ نداء رمضان کی راتوں میں ہی ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی ہی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض و في حديث اخر
 جسے ایک روز واسطے خدا کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخص کے بیچ ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث میں
 رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعث الله تعالى وجهه من النار
 ابو سعید خدری ہی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے روزہ ایک دن کا واسطے اللہ کی بکارتا ہو اس کی چھو کو آگ ہی ستر میں کی بلکہ ہر روز اگر

سبعین خریفا یعنی آن من صام یوما فی سبیل اللہ و رضائہ ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عبر عن النجاة
 مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطیٰ اس کی اتنی رضا مندی کی کہ اس کو اللہ تعالیٰ آگ سے نجات بخشیگا اور یہی کو بطور تھیں کہ
 بطریق القلیل لیکن ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیہ البتہ والمراد بالخریف
 بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہو کہ واسطیٰ کہ جو شخص ایک چیز سے استغدر و در مسافت پر ہو تو وہ چیز اس تک پہنچنے میں
 السنۃ ذکر الجزء و اريد الكل و انما عبر عنها به دون غیرہ من الفصول لكونه وقت بلوغ الفلاح و حصول
 سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو جزو کو خریف کی مانند واسطیٰ بیان کیا کہ اس وقت میں پہل بھی ہیں اور عیش
 سعة العیش و روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال کل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالها الی
 فرخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑھتی ہیں اور دس ہی
 سبع مائة ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فان صلی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی روزہ کی سوار کیونکہ روزہ میری واسطیٰ ہی میں ہی او کا بدلہ ہو کیونکہ اپنی شہوت کہا تا ہینا سب کوئی ترک کر دے
 یعق ان کل طاعة و خیر اذا لم یکن مریاء و نفاقا ف اقل ما یعطی لصاحبہ من الاجر عشرة لقولہ تعالیٰ من
 مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبارت اور خیر اگر بظن رہا اور نفاق کی ہو تو کم ہی کم اور سکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند ہی
 جاء بالحسنة فله عشر امثالها و قد زاد الی سبع مائة و اکثر لقولہ تعالیٰ مثل الذين ینفقون أموالهم
 لاوی بہلانے اور واسطیٰ ہی اوس ہی دس گونہ اور کبھی سات سو تک یا زائدہ تک نرسیت بڑھ جاتی ہی اس سند ہی مثال دیکھ جو خرچ کرتے ہیں اپنی مال
 فی سبیل اللہ کمثل حبۃ آتیت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائة حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء
 اس کی راہ میں جیسا کہ وہ اوس ہی کو گین سات خوشہ ہر خوشہ میں سو سو دانے اور اس بڑا ہی جسکی واسطیٰ جاتی
 و اما الصوم فتشابه بغير حساب لانه لا یتادی الا بالصبر و قد قال اللہ تعالیٰ انما یؤتی الصابرین اجرهم
 اور روزہ کی ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ برفان صبر کی پورائیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنے والوں کو ملتا ہی ان کا اجر
 یغفر حساب ثم الصابرین کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ
 کی گنت پھر صبر اگرچہ سوار روزہ کی اور عبادات میں ہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات میں ہوتا ہی
 لانه ثلاث انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ و صبر علی محارم اللہ تعالیٰ و صبر علی الالام و الشدائد کلما
 کیونکہ صبر تین طرح کا ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں
 یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات و صبر علی ما حرم علیہ من الشہوت
 اتینون قسم کا صبر موجود ہی واسطیٰ کہ روزہ میں صبر ہی اوس طاعت پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور اوس شہوت پر صبر ہی جو اس پر حرام ہیں
 و صبر علی ما یشیبہ من المأجور و حرارة العطش و ضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحر و نقصان
 اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک نکلتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دہلا اور کم زور ہو جاتا ہی
 و المفیض الی الہلاك طلبا لرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث یتبدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 اور واسطیٰ طلبکاری مرضی الہی کی پاکت میں پڑتا ہی اس کی طرف اشارہ ہی جو تذکرہ کی کہ اپنی شہوت اور کما تا پیرا میری خاطر چھوڑ دیتا ہی
 و ایضا ان الصائم یسبب منع نفسه عن الاکل و الشرب و الجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لکنہ تعالیٰ
 اور یہ ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کما فی اوستیٰ اور جماع سے روک کر خوب صفات الہی کا ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ
 منزہا عن ہذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ و تولى جزاؤہ بنفسہ
 ان سب امور سی پاک و صاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہ خوب بیان ہوتی ہیں تو اسے تعالیٰ فی ہفہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا پتہ

اولی بیکہ الی غیرہ فاعطی الصائم من عندہ اجر الیسر له حد ولا عد وقیل ان الصوم سبب یدینہ ویدین العبد
 ذمہ دارہو کسب وپر حوالہ نکلیا بہ روزہ دار کو پتی دے گا کہ ایسا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ نہ تھا اور شائبہ نہیں اور بعض یہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک بڑی ایسا اور بزرگ کاری
 یفعلہ خالصا لوجهہ وطالب الرضائہ لا یطلع علیہ غیرہ لکونہ نیة وامساکا حتی قبل ان الحفظہ
 یج من کما وکذا لعل واسطی اسکی اور واسطی اسکی رضا مند لکی اور اگر تابی اوکی سوا کسیکو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور مساک کا ہی پناہ ہے کہ کہتی ہیں کہ
 لا تطلع علیہ ولا تکتبه بخلاف الطائعات فانہا مما یطلع علیہ غیرہ تعالی فلما کان ہوا العالم بہ دون
 کرم کاتبین کہ ہی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہاں کو کہتی ہیں بخلاف عبادت کی کیونکہ اور عبادت کو اور ہی سوا اسد تعالی کی جان خانی ہیں وچونکہ روزہ کی خبر
 غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاء بنفسہ ولم یوکلہ الی غیرہ کا نہ تعالی قل الصوم ولا یطلع علیہ
 سوا اسد تعالی کی اور کو نہیں ہوتا تو اسکو اسد تعالی فی اپنی ذات ہی خاص کر کر آپ ہی اوکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکلیا کہ اسد تعالی نے یہ شان و فرما یا روزہ
 غیرہ وحرانا اتولی الجزاء علیہ ولا اکلہ الی غیرہ والکریوا اذا اخبر انہ یستولی الجزاء بنفسہ یقتضی ان یکون
 ثوب میں ہی اوکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہتی ہیں کہ میں آپ اوکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہے کہ وہ
 ذلک الجزاء فی غایۃ العظمتہ ونہایۃ الکثرۃ بحیث لا یکن لہ احصاء ولا حساب وروی عن ابی ہریرۃ
 عوض بہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں کوئی اور نہ حساب میں اور نہ پیمائی روایت ہی
 قال الصائم فرحتان فرحة عند فطرہ وفرحة عند لقاء ربہ یعنی ان الصائم لہ سرور مرتین علی البصر
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کو پتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی فیاضی کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو
 مرة من الفرح وهو السرور واماسرورہ عند لقاء ربہ فیما یجدرہ من ثواب الصوم من خرا عند اللہ تعالی
 فرح ہی شستن ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور پر روزہ کا مکی ملاقات برابستہا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اسد تعالی تعالی پاس پاوکیا
 فان من ترک طعامہ وشربہ وشہوتہ لله تعالی یعوضہ اللہ تعالی خیرا من ذلک کما قال اللہ تعالی
 من ہی کہ جنتی اور نہایت اور شہوت حد کی واسطی چوڑی نوحہ افعل او کا عوض اور ہی بہتر عطا کر لگا چنانچہ اسد تعالی فرماتا ہی
 وما ثقتکم من خیر تجدوہ عند اللہ ہو خیرا واعظم اجرا وقال النبی علیہ السلام لرجل
 اور جو لگی پیچوگی ہی واسطی کوئی بیکل اور کوئی وکی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا بنی علیہ السلام فی ایک شخص کو
 انک لن تدع شیئا انتقلہ الا انک لله خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمۃ مائدة
 تو بزرگ میں بیک کہ لگا کوئی گناہ خدا کی خوف ہی مگر عطا کر لگا لگا اسد تعالی بہتر اس ہی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی فیاضت کی دن دسترخوان
 تحت العرش یلکون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لہؤلاء یا کلن ونحن فی الحساب فیقال اہم کانوا
 عرش کی تہی چنا چا و لگا اور یہ بھی کہا و لگی اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہو گئی وہ لوگ لیکے یہ کہیں گی یہہ کون لوگ من کہ کہا نا کہانی ہیں اور ہم حساب میں
 یصومون وانتم تغفرون فی الصمیمین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ ربان لا یدخل منہ
 روزہ کی کہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اس دوازہ ہی
 الا الصائمون والمزاد بالصائمین ہم الذین یکثرون الصوم فانہم تجلو انعب العطش حصارا یارب فیہ الری الاکان
 ہر روزہ دار ہی داخل ہو گئی اور روزہ داروں ہی مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ بہت کہتی ہیں کیونکہ انہوں ہی جو بہت پیاس کی شدت اور شہائی تواریجی روزہ ہی خاص ہوئی
 من العطش قبل تمکینہم من الجنة واماسرورہ عند فطرہ فیما یتناولہ من الطعام والشرب والجماع لان النفس
 کہ جسمین تانہ کی اور یہ سر کا بچا و جنت میں داخل ہونے ہی ہی اور فطما کی وقت سرور واسطی ہوتا ہی کہ کہا نا ایسا جماع سب حاصل چاہی کیونکہ آدمی کا بچا
 مجبولة علی البیل لی ما یلا ثمتہا من المظم والمشریب والمنکم فاذا منعت من ذلک فی وقت من الاوقات ثم اذن
 بطور عادت کی اپنی مناسبات کہا نا یعنی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی جب او کو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کہ ہر دوسری وقت میں

سورہ بقرہ کی آیت میں ہے کہ من لم یتطعم لیس فیہ منہ

کلمہ ہر قاری ہی درجہ بزرگ ہے

لها فی وقت آخر یفرج بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتقا
 قهره ووجده وخرش بوتاهی خاص کرجب اوسکو اور ہر بہت حاجت ہر وی کیونکہ بھوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہر جگہ ہی ملے گا
 بل اخذ حاجتها لشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابتلت
 اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تھی پیاس بجگتی اور گین تازہ ہوتی
 العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهار صيامه ان يتناول هذه
 اور ثواب ثابت ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن میں یہ حرام کر دیا ہی کہ ان شہوت کو عمل میں لاوی
 الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل احصنه تعجيل الفطر في اول الليل وتأخير السور الى اخر الليل
 لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل میں لاوی بلکہ رات کی آئی ہی جلدیسی افطار کرنا اور صبح تاخیر کر کے آخر شین کہانی مستحب
 لما روى عن أبي ذر انه عليه السلام قال لا تزال امتي بخير ما اخروا السور وعجلوا الفطر وروى ان الله تعالى
 ہر روز کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہی گی جب تک صبر کہانی میں تاخیر اور افطار کرنی میں جلدی کریں اور روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ
 وملائكته يصلون على المتصمين وان احب عباده اليه اعجلهم فطر والحاصل ان الصائم يترك شهواته
 اور اسکی فرشتی صبر کہانی والوں پر رحمت بھیجتی ہیں اور میری محبوب بندے اللہ کے وہ ہیں جو جلدی افطار کرتی ہیں حاصل یہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت
 بالنهار تقربا الى الله تعالى طاعة له ويتناولها في الليل تقربا الى الله تعالى وطاعة له فلا يتركها الا بامر الله
 دن کی وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کی اپنی ترک کرنا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل میں لانا ہی اوس اللہ تعالیٰ کی حکم ہی
 الا بامر الله وطاعة له فان المؤمن الصائم لما علم ان يصوم في ترك شهواته قد مضى صومه على طاعة الله تعالى فلهذا لا يتركها الا بامر الله
 ترک کرنا ہی اور اسکی حکم ہی اختیار کرتا ہی پس وہ روزہ حال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان برداری کیونکہ مؤمن روزہ دار سی جب تک کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت
 اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب لعلمه
 تنگدین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم کر ہی تو اوسکو واسطی خلوت کی شہوت تنگ کر ہی میں زیادہ لذت ہی بہت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت
 بکراهته لفطر فيكون لذته فيما يرضى صومه وان كان مخالفا لهواه ويكون له فيما يكرهه صومه وان كان
 کہ روزہ کہنا میری صاحب کو ناپسند ہی ہوا اوسکو لذت اس بات میں ہوگی کہ سب سے بڑا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو بوجہ تکلیف
 موافقا لهواه فاذا كان هذا حراما لعرض الصوم من الطعام والشراب والجماع ينبغي ان يتأكد ذلك فيما
 بات میں ہوگی جسکو اسکا مولیٰ ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہ حال طاعت محرمات میں ہی جو روزہ کی سبب سی منع میں ہیں کہانہ اپنا اور جماع
 حرم على الاطلاق كالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغير حق وكسر اعراضهم فان كل ذلك مما يسيخط
 تو یقین ہی یہ حالت زیادہ تر ہر وی اور ان امور میں جو مطلقاً حرام ہیں جیسے زنا اور شراب خوری اور کسی کے مال ناحق لینا اوسکا کی لی ابروی کرنی کیونکہ یہ تمام اعمال ایسی ہیں کہ
 الله تعالى في كل حين ومكان فاذا كان ايمان المرء كاملا يكره ذلك كله اشد من كراهته لالم الضرب ثم ان
 اللہ تعالیٰ ایسی ہر وقت اور ہر جگہ سب سے بڑا ہوتا ہی جبہ کی کامیابی کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوت کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی بہر
 المؤمن في حال صومه لما علم ان له ربا يطعم عليه في خلوته وقد حرم عليه ان يتناول شهواته التي جبل
 مؤمن روزہ دار میں چونکہ یہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت میں ہی خبر داری اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جسکی طرف دل کو رغبت ہی
 على الميل اليها اطاع ربه وامثل امر واجتنب نهيه خوفا من عقابه وصيلا الى ثوابه ولهذا كان نوم
 حرام کر دیا ہی تو یہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی غبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور نہ ہی بچتا ہی اسے لی روزہ دار کا سونا ہی
 عبادة كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائما
 عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسی عیب نکرے عبادت میں ہی اگرچہ اپنی بچھوٹی ہی

وہاں لکھا ہے کہ روزہ دار کو روزہ کی سبب سے منع میں ہیں کہانہ اپنا اور جماع

على فراشه فعل هذا ليكون في ليله ونهاره على عبادة وروى عن أبي هريرة أنه عليه السلام قال لخولف
 . سوتا هو اس قول کی موافق روزہ دار سات دن عبادت ہی میں ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ

فم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعني ان الخولف وهو يضم الخاء ملاحظة حاصله في
 روزہ دار کی منہنگی کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مدو بہ ہی کہ خولف خاکی پیش سی اوں بو کو کہتی ہیں جو

فم الصائم من تصاعد الا بخلة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة
 روزہ دار کی منہ میں معدہ میں سی بخارات چڑھ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ کھالی ہی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو

لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعي الى
 پر اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہیلو علی الہم شافعی کی مذہب میں

استحباب استدامتها وكرهية ازالتها بالسواك بخلاف الخولف الذي يحدث من غير الصوم حيث يلزم
 اوں بو کا باقی رکھنا مستحب ہی اور مسک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی بخلاف اس بو کی جو فاقہ میں بدون روزہ کی پیدا ہو جادی اوسطی کر اوسکا

ازالتها بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب ضاه فنشأ من ذلك العمل آثار مستكرهة للنفوس
 دور کرنا مسک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضا مندی طلب کری اس میں اگرچہ آثار آدمیوں کی خلاف طبع

فتلك الآثار غير مستكرهة عند الله تعالى بل هي محبوبة طيبة عنده ويجعلها في الآخرة طيبة
 ناپسند پیدا ہو جادی تو وہ آثار اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان محبوب اور پاکیزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان آثار کو آخرت میں مشک کی زیادہ تر

سريع المساك فان الصوم لكونه سارا بين العبد وربيه في الدنيا يظهر الله تعالى في الآخرة ويكون علانية
 پاکیزہ کر دیکھا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا میں ہمدردی تھا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ظاہر کر دیکھا پھر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

وليشتم اهل الصيام بذلك بين الناس لما روي عن ابي هريرة عن الصادقين يخرجون من قبورهم يعرفون ببرح
 روزہ دار اس سی تمام خلقت میں مقبرہ ہوا ویکلی چنانچہ اللہ سی مرفوع روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبروں میں سی اوں میں کی تو منہنگی خوشبو سی چائی جائیگی

فواهم فان سريحا فواهم اطيب من ريح المسك والحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل
 کیونکہ اوں کی منہنگی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما يستكره منه في الطباع البشرية من الرائحة باطيب ما يرام ويطلب ويستشيق من
 اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرمادیں تو جو چیز آدمیوں کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہنگی کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی ہوا

الرائحة والمقصود من هذا التشبيه الشاء على الصائم وتطيب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم
 سوگئی جاتی ہی اور عرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی تشا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہ میں بو پیدا ہوتی ہی میٹ نہ ہی

الجانب للخولف وحيث فضل ما يستكره منه على اطيب ما يستلذ من جنس الطيب ليقاس عليه ما فوقه من الاثار
 اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی نعمت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ آثار کو اس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند افطار دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
 روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لكن بشرط ان يكون افطاره على حلال فان من صام عما احله الله تعالى وافطر على ما حرمه الله تعالى لا
 پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کہ جو شخص حلال چیز دہی بندہ ہو کہ روزہ رکھی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

دعاه ولا يقبل صومه لما روي عن أبي هريرة انه عليه السلام قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله
 اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اوسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولن اور کذب عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ

حاجة في ان يدع طعامه ويشربه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
 كيا براهي استي كده ليا كيانا اور پينا ترك كوي مراد يهي جو شخص جهوت بون اور باطل اعمال كو نه چوٹي تواسه تعالى ايسكا روزه قبول نہیں كرت
 صومه ولا ينظر اليه لان ما صامك عما يبره في غير حال الصوم ولم عيساك عما لا يحل له في جميع احوال
 اور نہ او سكي طرفه جكري اسكي كه جو چیزين او كو برون روزه كي مباح چين اوني تو از روزه اور جو چیزين او كو ہميشه كه حرام چين اوني باز نہ آيا
 لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
 كيو كه روزه سي مقصود صرف بهوك بهاس نہیں هي بكو روزه سي مقصود هي جواو سكي بعد حاصل هوني بين شهوت كا تورتنا نفس لاهه كا مغلوب
 وقهر النفس الامارة بالسوء فاذ لم يحصل شيء من ذلك فاني فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
 كرنا جبا نين سي كچه هي حاصل نهوا
 يكون نفى الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبل نفى السبب واردة المسبب وفي حديث اخر انه
 حاجت كي نفى هي مقبول نهوا روزه كا مراد هي جيسي سبب كي نفى كر سبب كي نفى مراد يهي بين او كيك صحت مين هي كه بنبر صلى الله عليه وسلم
 قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
 فرياد روزه اول هي جب كو هي تم مين سي كسي روز روزه دار هو تو غش نهكي اور نه چلاوي بهر اگر او كو كوئي گالي دي يا راضي كوي تو لازم هي كه كهدي
 اني امرئ صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر
 مين تو روزه دار نهون مراد يهي كه روزه جنته هي اور جنته جيم كي پيش هي ذال كو كهتي مين اور روزه كو اسلي ذال نهوا هي كه روزه دار كو سبب كثرت ثواب
 عن النار لكثرة ثوابه ويحفظ به عن المعاصي وروسوسة الشيطان لانه يطبق مجارى الدم التي هي
 اگر سي بجا يهي اور روزه دار روزه كي سبب گناهون اور شيطاني وسوسه سي بچ جاتا هي اسواسطه مسامات خون كي جو شيطان كا رسته هون هي
 مجارى الشيطان فان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فتكسر الشهوة وليسكن الغضب لكن ينبغي
 بند هون هي بين كيو كه شيطان ابن آدم كي اندر خون كي مثال بهرتا هي الوسطي شهوت ضعيف هون هي اور غصه بجه جاتا هي ليكن
 ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
 سمجني كي بات هي كه ذال سي جيسي كچه فائده حاصل نهون هون جيتك يوري اور مضبوط اوري خل نهو اليهي سي روزه سي او ط حاصل نهون هون سكي
 التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينقص مقداره
 جيتك كروه خطا اور خلل سي صاف محفوظ نهو
 ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
 اسيلي نبي صلى الله عليه وسلم ني اس حديث مين بهر فرماي هي اگر تم مين كوئي كشي روزه دار هو تو غش نهكي اور نه چلاوي
 والرفث الفحش من القول وما يضاهايه من التصريح مما يجب ان يكفى عنه عن الفاظ الجمل والغضب بالخاء
 اور رفث كي معني بهر ده باتين گالي غلوز وغيره اور جواو سكي نهو يعني جماع كي افطون مين سي صاف كهنا اوس لفظ كا جواو سته گنا جادي اور غضب خار
 المعجمة الصليخ والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
 لفظه دار سي چيضا چلاو اور جگر كرنا اور مراد يهي كه روزه دار كو لازم هي كه تكرر كي وقت كلام بهر ده فحش نهكي اور نه بهر ده بكار كر لوي
 صوته بالهذه يان بل يلزمه ان يكون همسا عن جميع المناهي لامن الطعام والشراب فقط فان شتمه
 بلكه او كو لازم هي كه تمام مناهي سي بند رهي نہ صرف كهاني اور بيني سي
 احد فليقل بلسانه صيانه لصيامه وليسمع شاتمته اني صاثر وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
 تو چا هي كه واسطى حفاظت روزه كي اپني زباني گالي ديني والي كو سادي كه مين روزه دار نهون اور او سكي گالي كا بهي جواب سمجي اور بعضي كهتي مين

وَلَا تَبْطُلُوا أَسْمَاءَكُمْ وَالضِّيَافَةُ عَدَدٌ فِي حَقِّ الضَّيْفِ وَالْمُضَيَّفِ وَمَنْ ظَنَّ أَنَّ عَلَيْهِ صَوًّا أَفْشَرَهُ فِيهِ

اور نہ باطل کو فتح اپنی اصل کو اور مہمانی ہی

ثم علم عده فاكل لا يتركه شئ لانه ظان والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالا لزام او بالا لزام

روزہ رکھا یہ معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا را او سیر کچھ نہیں آتا اسوٹھی کہ اسکو یقین نہیں تھا اور شبہ کی بدلی قصہ نہیں آتی اسوٹھی کہ قصا یا تو لازم کوٹھنیسی آتی ہی یا نام

ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان للاسلام والعقل والبلوغ وفرضية ادائه

سوال: دو دن میں سہا کچھ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہوئی کی شرط

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الاطعام القضاء لكن صوم المسافر افضل وصحة

شرط صحیح یعنی جیسا کہ او راقا مست یعنی مسافر بنو کہ وہ بیمار اور مسافر کی لٹی جائز ہے کہ اظہار کر کے پھر قصا کرے لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہے اور اس میں صحیح

ادائه الطهارة عن الحيض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصاب جنبا وانما واحدا

اداکہ کی شرط، پاک ہونا، حبض اور نفاس ہی فقط حیائیت سی پاک ہونا شرط نہیں ہی اس واسطے کہ اگر حیائیت میں صبح ہو جاویں ماؤں کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومها بل يلزمها الافطار ثم القضاء لكون الحائض تفتطرس لاجمها وكذلك

نمونه جاستری اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جائز نہیں ہے بلکہ انکو چاہیے کہ افطار کر کے نیکو حیض والی عورت جیسی ہوئی، افطار کر کے ظہر کی آیت پڑھے۔

من أجله الإفطار لانه اذا اكل ولم يكن العز ظاهر امكن متجمعا عند الناس بالفسق الذي هو اكل مضطرب

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک بڑے بڑے آدمی کے ساتھ بیٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ایک بڑے بڑے آدمی کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

والآخـرة. ومضمـن التـمـهـيـد وحـثـ الكـارـوـي أنـه علـيـه السـلام قـال: مـن كـان ثـمـنـه بـالله والـبـمـلـأخـفـلـيـقـفـ.

[illegible]

مداققة التهرؤد ذك في الذازنة از. م. ا. کا في شهر رمضان سنة ١٢٠٤ م. امتوا اده بقتا ولا صنوا

موقوفه امامزاده سید علی بن ابی طالب علیه السلام در شهر تبریز

مقام پر بہترین علم ہوا اور بزرگی میں ملواری کہ جو محض اہل مصالحین نام ہی بر ملا صدائیا لری تاوانگو مشل ترین اسوسٹی کو لادکا یہاں

كَلِمَاتُ اللَّهِ فِي تَرْجُمَانٍ فَكُلُوا وَشَرِبُوا مِنْهُ غَيْرَ مُقْتَرِفِينَ وَمِنْهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

دلیل حال صحیح کی ہے اور مصنفان کی موزوں کارناموں کی چاشت کی وقت تک نیت کر کے اور مطلق نیت کی اور نفل کی نیت کی اور دوسری وجہ

ہر سال ہاے بد من سب سے اچھے یوم والا فصل نہایت مہربانیا۔ میں نہیں بیٹھوں اور چورس من صوم ہم سب

درینست ای که صحیح بیرون از ترکیب بدن که این علوه نیست ضروری است و نیستی فضل بی یعنی رانست بی نیستی که تا که بیرون ضروری است و کاشی نیستی واقع بود

والتيه لا يعرف بقلبه ان يصوم ولا غيره بالنية بالمسؤول على العروب والتمسك بالنية المتعسر

اور نیت ہم ہی کہ اولین قصد کرنا کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب ہی پہلی ہو اعتبار اور ہی نیت کا ہی جو آفتاب کی روشنی سے

عن العرب حتى يورى قبل ان يعيب الشمس يكون صائدا لم عقل الى الزوال من العبد يجوز صوم

پنجی ہو بیان تک کہ اگر آفتاب کی روشنی سی پہلی یہ نیست کہ زمین کل روزہ رکھو لگا بہر اگلی دن دویہ تک ہوں گیا تو اسکا روزہ جائز نہیں ہے

ولو لم يكن بعد غروب الشمس مجرى النذر المطلق لا يصح إلا بالنية من الليل وما النذر المعين والنقل وقد

اور اگر آقا کی دوستی کی بجائے یہ نیت کی تو روزہ جائز ہی اور نذر مطلق رات سے نیت کی بغیر جائز نہیں ہے اور نذر معین اور نفل دونو

منها كاداء صوم رمضان يجوز بالنية من ايل الى الصخرة الكبرى لكن النية من الليل افضل لها

مانند ادا در روزہ رمضان کی سات سکا لیکر دوپہر ہی پہلی پہلی نیت کرنی سی جائز ہو جاتی ہیں ہر سات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فكل صوم لا يتأدى إلا بالنية من الليل إذا نواه مع طلوع الفجر يجوز لأن الواجب قرآن النية بالصوم لا تحقق

پھر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صیام کی سادہ ہی نیت کر لی تو یہی جائز ہو جائے گی اور صیام کی نیت کا روزہ کی مانند نہ ہو۔ واجب ہے نیت

عليه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون قضاء ما مضى من رمضان
بطل بطله من غير أن يكون له قضاء في ذلك اليوم بل يكون له قضاء في كل يوم من رمضان
واذا وجب على أحد قضاء يومين من رمضان واحد فإراد أن يقضيهما ينبغي له أن ينوي أول يوم
أولاً ثم الثاني بعده ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
وجب عليه من هذا رمضان وأن لم يعين الأول يجوز وكل ما كان من رمضان ينبغي له أن ينوي
واجب هو أي أو إذا أراد أن يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
قضاء يوم رمضان الأول وأن لم يعين اختلافه فيه والمختار أنه يجوز ومن أفطر عمداً في يوم من رمضان
قضاء ما مضى من رمضان في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
حتى يجب عليه الكفارة وهو فقير وصام أحد وستين يوماً عن القضاء والكفارة ولم يعين
بما لا يربطه من الكفارة واجب هو أي أو إذا أراد أن يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
يوم القضاء يجوز ويصير كأنه نوى القضاء في اليوم الأول وستين يوماً بعدة عن الكفارة وتقديم
قضاء ما مضى من رمضان في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
الكفارة على القضاء هل يجوز أم لا قال القاضي الأمام يجوز والكفارة إنما يجب بإفساد أو إفساد
قضاء ما مضى من رمضان في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
لا بإفساد قضاؤه ولا بإفساد أداء غيره أو قضاؤه وهي اعتاق رقبة وإن عجز عنه فصيام شهرين
قضاء ما مضى من رمضان في كل يوم من رمضان ركعتين ثم يقرأ في كل يوم من رمضان ركعتين
متتابعين وإن عجز عنه فطعام ستين مسكيناً بأن يعطى لكل واحد منهم نصف صاع من
بذرة أو تمر أو زبيب أو غيره من طعام مسكين أو ما كان له من طعام مسكين أو ما كان له من طعام مسكين
برأصلاً من شعير أو زبيب أو تمر أو غيره من طعام مسكين أو ما كان له من طعام مسكين
بذرة أو تمر أو زبيب أو غيره من طعام مسكين أو ما كان له من طعام مسكين
ولا يشترط أن ينزل في الجائنين إذا توارت الحشفة وكذا الواكل أو شرب غداء أو دواء عمداً يلزمه القضاء
ولو في حقين إنزالهما هو شرط نہیں ہے اگر سرگرم غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصداً تو قضا اور کفارة وطلو لازم ہیں
والکفارة اما الواكل او شرب او جامع ناسیاً لا یفسد صومہ سوءاً کان فرضاً او نفلاً ولو ظن ان صومہ
فسد فاکل عمداً فی رمضان یلزمہ القضاء دون الکفارة وکذا الواطر فخطاً بان کان ذاکراً للصوم
جائزاً یفسد صومہ رمضان من کمالها تا باب قضاء لازم ہو کر کفارة نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطائی لی اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ تو باقی
وتنضمض فوصل الماء فی جوفہ یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق للذی
پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اتر گیا تو روزہ جائز ہے اور قضاء لازم آوے گی کفارة نہیں آتا اور اگر تھوک جو اوٹکی نہیں میں
اجتمع فی فیہ لا یفسد صومہ بل یکرة وکذا الواطر الخاط الذي یتزل من رأسه الى الفم لا یفسد صومہ
جمع ہوا آتا ہوگا تو روزہ نہیں جاتا پر مکروہ ہے اور ایسی ہی اگر بلغم جو سر کی طرف سے منہ میں آتا ہے تو روزہ نہیں جاتا

اور ایسی ہی اگر منہ کی اندر کچل کی جمد تراوت ہائی کی باقی ہی اور اوکو ہر تہک کی نگل کیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں کچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر
 الدم من بین اسنانه و دخل فی حلقه و ابتلعه ان كانت الغلبة للذواق ولم يجد طعمه لا یفسد صومه
 او کی دانتوں میں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اس کو نگل کیا اگر تہک زیادہ تھا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی
 وان كانت الغلبة للدم یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا الواستویا یفسد صومه
 اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہک اور خون دونوں برابر ہوں تو
 احتیاطا ولو کان بین اسنانه شیء فابتلعه لا یفسد صومه ان کان قليلا لانه تبع للزقی وان کان
 احتیاطا لانی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوکی دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اوکو نگل کیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوٹی ہی اسلی کہ تہک میں شامل ہی اور اگر کچھ
 کثیرا یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة و قد لا المحصنة فما فوقها کثیر وما دونها قليل و
 زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سے کمتر ہو گیا تا ہی تہوٹی میں
 الدم وعرق السوجه اذا دخل فيه وابتلعه ان کان قليلا کالقطرة والقطرتان لا یفسد صومه وان کان
 اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہ میں چلا جاوی اور یہ نگل جاوی اگر وہ تہوٹی ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
 کثیرا حتی یجد ملوخته فی جميعه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو ادخل لا یسیم
 یہاں تک کہ اس کی کچھنی تمام منہ میں ہو گئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر برشیم رنگین منہ میں چلا گیا
 المصبوغ فیہ فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة
 اور اس کا رنگ اور تکر تہک میں مل گیا اور اس کو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا
 وکذا لو ابتلع شیئا مما لا یغذی به ولا یتداوی به عادة کالتراب والحجر ونحوها یفسد صومه ویلزمه
 اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کھنک اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
 القضاء دون الکفارة و ذکر فی القنیة نقلا عن الفقیه ابی جعفران من افطر فی رمضان مرة بعد
 آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سی نقل کر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار
 اخرى بتراب او مدلا لاجل المعصية فعليه الکفارة نجر الله وکتب غیرہ نعم والفتویٰ علی ذلك و به اخذ
 مٹی یا کھنک سی روزہ توڑ ڈال کی گناہ کی راہ سی تو اس پر دہلی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں کی لکھا ہی کہ ان اور اس پر فتویٰ ہی اور تمام ملک کی
 اثمة الامصار و ذکر فیہا ایضا ان المحترف المحتلم اذا علم انه لو اشتغل بحرفته یلحقه ضرر مبیح للفطر
 علماء کا یہ ہی مذہب ہی اور اس میں یہ ہی مذکور ہی کہ کار بیکر محتاج اگر یہ جانی کا پنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی مانگی ہو جاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی
 یجرم علیه الفطر قبل ان یبرض و ذکر فیہا ایضا ان الخباز لا یجوز له ان یخبز خبزا یوصله الی ضعف
 تو اس پر مانگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہ ہی مذکور ہی کہ پیشہ کو جائز نہیں کہ اتنی روٹیاں بکاوی جس سی ضعف ہو کر
 مبیح للفطر بل یخبز نصف النهار ویستزیم فی النصف و ذکر فیہا ایضا ان من اتعب نفسه فی عمل حتی
 افطار مباح ہو جاوی بلکہ اگر دن روٹی بکاوی اور آدمی دن آرام کری اور اس میں یہ ہی مذکور ہی جس فی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی
 اجتهد العیش و افطر یلزمه الکفارة لانه لیس یسافر ولا یرض بخلاف الامة فانها اذا اصابتها ضعف
 کا کو شہد کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لوٹی کی کیونکہ لوٹی اگر مرنی کا
 من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغيرها وخافت علی نفسها و افطر کان علیه القضاء دون
 کار بار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی بکا کر اور کپڑی دھو کر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کر دی تو اس پر قضا آدگی

شامل ہی

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
 شرجا جاري يبروزه جاري كما
 كيونك جرح استنجاء من مبالغه كرى بيان تك كحقنك كجبة بنج جاري تروزه جاري كما

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التزاورج
 كفارة نہیں آتا یہہ ہین روزہ کی احکام اہل سون مجلس تراویج کی کیفیت

وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء ليلاليه واحياء بعض من كل ليلة
 اور فضيلت کی بیان ہین اور قایم رہنا رمضان کی راتوں میں اس سی تمام تمام راتوں کو جاگنا یا ہر یک رات میں سی تھوڑا تھوڑا جاگنا

باداء التزاورج فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعز
 واسطی اور تراویج کی ترغیب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلائی تھی لیکن حکم عزیمت کا نہیں فرمائی تھی

فيقول من قام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
 یوں ارشاد کرتی جو شخص رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اس کی تمام گناہ گزری ہوئی ستا ہوگی مراد یہی ہے جو شخص رمضان کی راتوں میں

ليالي رمضان تصديقاً بحقيقته وسنتيه وطلب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفاً من مذمة النا
 او سکو حق اور مسنون سمجھ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کی غرض نہ تھی بل کہ خوف تو گون کی بڑھتی تھی

واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذا ان الشرط ان لا ينفك عنها عمل سواء كان فرضاً او
 اور گون کی شرم نہ ہو تو اس کی تمام گناہ معاف ہوگی اور یہ دونوں شرطیں تمام اعمال میں معتبر ہیں کوئی عمل ظالی نہیں بڑھتی کہ فرض ہو یا

نفلاً اذها شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملاً الا بهما وبعد هما شرط اخر لا بد منه وهوان
 نقل ہو واسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونے کی یہ شرط ہے اور اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہ کرے ان شرطوں کی قبول نہیں کرتا اور بعد انکی ایک اور بھی شرط ضروری ہے یعنی

يكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الجماع
 عمل سنت کی مطابقت ہو واسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور تراویج مسجد میں جماعت سی

في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساءوا وكانوا تاركين للسنة ولو اقاموا
 اور اگر کسی مسجد میں ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی بیان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کریں تو سب گنہگار اور تارک سنت ہوگی اور اگر بعضوں کی

البعض في المسجد بالجماعة وتختلف البعض وصلاتها في بيته فالتخلف يكون تأسراً للفضيلة ولا يكون
 مسجد میں جماعت سی اور اگر کسی مسجد میں ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی بیان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کریں تو سب گنہگار اور تارک سنت ہوگی اور اگر بعضوں کی

مسيئاً ولا تأسراً للسنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدر
 اور سنت کا تارک نہیں ہوگا اسلی کہ بعض اصحاب سی رعایت ہی کہ جماعت میں شریک نہیں ہوتی تھی اور ابو یوسف دم سی روایت ہی کہ جو شخص

على اداها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحبة بالجماعة
 تراویج کو جماعت سی اپنی کہ میں اور اگر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اس کو کہ میں پڑھنا افضل ہی اور صحیح یہی کہ ہر کی اللہ

في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حال احدي الفضيلتين وترك الفضيلة
 جماعت کرنی میں ایک فضیلت ہی اور مسجد میں جماعت کرنی میں اور ہی فضیلت ہی سو اسنی دونو فضیلت میں سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزايدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التزاورج
 الزائدہ لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التزاورج اسلی نہ ہی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہی جواب فرایض میں ہی اور لیکن صرف تراویج

فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله
 ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک بجلی ہین سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ينبغي تركها والدليل على هذا ما روى ان النبي عليه السلام اتخذ في المسجد حجرة
 سوزا وچ کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد میں حصیر یعنی یورپ کا حجرہ بنایا تھا
 من حصیر یصلی فیها السنن وكان یخرج من الحجرة ویصلی القراویح للناس بالجماعة فعل هكذا
 تاکہ اوکی اندر سنتین پڑا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں سے باہر اگر تراویح لوگوں کی ساتھ جمعیت سے پڑھا کرتی تھی تین رات تک ایسی ہی
 لیل فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهلہ فلما رای غلبة الناس دخل الحجرة
 اتفاق ہوا جب جو غریب رات آئی تو غلبت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں تنگی سی بکھرے ملو جب آئیں یہ انہوں نے دیکھا تو فرض پڑھتی ہی حجرہ میں تشریف لیگئی
 بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیہم فزالوا ینتظرون خروجه وظنوا انہ یفعل بعضہم ینتظمن لیمخرج الیہم
 پھر باہر نہ آئی اور یہ لوگ تشریف لائی کی منتظر بیٹھی رہی آخر یہ خیال کیا کہ آپ سو گئی یہ کہیں تو کہا نہ شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لائیں
 وبعضہم یقول الصلوة فخرج الیہم فقال ما زال بکم الذی رايت من صلیعکم حتی خشیت ان یکتب
 اور کوئی کہتا تھا نماز تیار ہی ہو آپ باہر تشریف لائی فرمائی گئی کہ میں تمہارا یہ شوق جیٹ دیکھتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہو کہ تمہارے فرض ہو جاویں
 علیکم ولو کتب علیکم ما قنتم بہ فصلوا الیہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیتہ الا
 اور اگر تمہارے فرض ہو جاوے لیگی تو ادا نہ کرو گی سو تم آتی صاحبو اپنی اپنی کہیں پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا اور فریض کی کہیں افضل ہوتی ہی
 الصلوة المكتوبة فتوفی رسول اللہ علیہ السلام ولا مر علی ذلك ثم کان الامر علی ذلك فی خلافة
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وفات کی اور حال یہ ہی رہا پھر حضرت ابو بکر کی خلافت میں ہی حال یوں ہی رہا
 ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافتہ رای الناس یصلون التزایج فی المسجد
 اور ابتدا خلافت میں حضرت عمر کی ہی پھر حضرت عمر نے اپنی ایام خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑھتی ہیں
 منفردین فامرہم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتیمم الداری لیصلیانا بالناس امامة فصلیا
 تو ان کو یہ حکم کیا کہ جماعت سے پڑھا کرو اور ابی بن کعب اور تیمم داری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اولوگوں کو نماز پڑھا دیں سوا ان دونوں
 بالجماعة والصحابہ مر متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ
 جماعت کرائی اور اصحاب اوس وقت بہت موجود تھے یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ
 وغیرہم من المهاجرین والانصار ومارد علیہ واحد منهم بل بساعة ووافقه وامره بذلك
 اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تھے سوائے ان کی کسی کچھ اعتراض کیا مگر اوکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی
 واطبوا علیہا حتی ان علیا اثنی علیہ ودعا لہ بالخیر وقال نواللہ مضجع عمر کما نور مساجدنا
 اور آپ پڑھتی ہی یہاں تک کہ حضرت علی نے عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعائیں فرمائی اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اوسنی ہماری مسجدیں روشن کرے
 وقد قال النبی علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدين من بعدی وهی عשרون رکعة
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پڑا کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہیں
 یسمی کل اربع رکعات منها تزویجة مجاز المافی اخرها من التزویجة التي هی اسم للجلسة وانما سمي بها
 ہر چار رکعت کا نام مجازاً تزویجہ ہے کیونکہ اوکی آخر میں تزویجہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لٹی پڑ جاتی ہیں تزویجہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو تزویجہ
 لان الصحابة كانوا یستزبحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامہم فی الصلوة ولكل تزویجة تسلیقة
 اسطوطی کہتے ہیں کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹھ کر آرام کیا کرتے تھے کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرتے تھے اور ہر تزویجہ میں دو دو سلام ہیں
 فتكون التسلیمات عشرًا والتزویجات خمسًا والامام والجماعة یأتون بالشاء فی کل تکبیرة الا فتسلیمات
 اس یعنی سلام دس ہوتی اور تزویجہ پانچ ہوتی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سناںک الہم آخر تک پڑا کرین اور ہر دو تزویجہ کی

بین کل الترویجین قدر ترویجاً واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتعارف من زمن الصحابة

بچین بقدر ایک ترویج کی بیشی مکررین اور ایسی ہی باتچون ترویج اور ورتوں کی بیشین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہی حال رہا ہے

الی یومنا هذا وهم فی الانتظار مخبرون ان شاء واسبحوا وان شاء واهلوا وان شاء واسکتوا ای

اور صلیوں کو استراحت کی وقت میں اختیار ہی چاہیں سبحان اللہ پڑھیں اور چاہیں لا الہ الا اللہ پڑھیں اور چاہیں چپکی بیٹی پڑھیں

ذلك فعلموا فهو حسن نقول عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون

جو کرین سو ہی بہتری واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز میں ہی اور مکہ والی ہر دور ترویج کی

بالبيت بين كل ترویجین اسبوعاً ویصلون رکعتین للطواف واهل المدينة كانوا یصلون

بچین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تھی اور دو رکعت طواف کی پڑھتی تھی اور مدینہ والی اس وقت میں

فی ذلك اسبوعاً رکعات ثم الا فضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب

چار رکعت پڑھ کر تھی بہر افضل تراویح میں یہ ہی کہ ادھی سی زیادہ رات استراحت اور نماز میں صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخیرها الی انتماء ثلث الليل ثم الا صبحاً ان وقتها بعد العشاء الی اخر الليل قبل الوتر وبعده لانها

تہائی رات کی تہائی تک مستحب ہی بہر صحیح یہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور صحیح کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی كل شفیع ان یتوی الترویج قال بعضهم یحتاج لان كل شفیع

نوافل بعد عشاء کی سنت میں اور یا یہ حاجت تراویح کی ہر شفیع میں جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہیں ان حاجت ہی کیونکہ ہر شفیع

صلوة علیحدہ والا صبحاً لان كل یمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلاً

جدا گانہ نماز ہی اور صحیح یہ ہی کہ حاجت نہیں ہی اس واسطی کہ سب کی ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوے تو اصلاً قضائے میں ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی

نہ جماعت سی اور نہ بدو نہ جماعت کی اس واسطی قضاء کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشاء کی نماز علیحدہ پڑھی تو اسکو جائز ہی کہ تراویح

الترویج بالامام ولو تزکوا للجماعة فی الفرض لم یصلوا الترویج بالجماعة ومن لم یصل الترویج بالامام

جماعت سی پڑھے لی اور اگر سب ہی فرض کی جماعت ترک کی تو بہر تراویح کی ہی جماعت مکررین اور جس فی تراویح جماعت سی نہیں پڑھیں

یحوز له ان یصلی الوتریه ولو اقاموا الترویج بامامین فصلی كل امام تسلیمة قال بعضهم یحوز

تراویح کو جائز ہی کہ وتر جماعت سی پڑھی اور اگر تراویح میں ہر امام کی ہر ہر امام فی ایک ایک شفیع پڑھا تو بعضی کہتی ہیں کہ جائز ہی

والصیحح انه لا یستحب المستحب ان یصلی كل امام ترویجاً فاذا اقام الترویج بامامین

اور صحیح یہ ہی کہ مستحب نہیں مستحب یہ ہی کہ ہر امام ایک ایک ترویج پڑھی اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کی ساتھ

على هذا الوجه یحوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر الترویج ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل

اسطور پر جائز ہوا تو جائز ہی کہ امام فرض پڑھاوی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ میں قرار ت کو

الرائد عن حدیث اقل السنة فی القراءة ولا ذکر علی وجه یحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتفیر

اور فی حدیث سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو کر وہی کیونکہ اس میں لوگ جماعت سی بہا لگن گی

عن الجماعة والتفیر عن الجماعة مکروه ولكن لا ینبغی له ان ینقص عن حدی اقل السنة فی القراءة و

لیکن یہ ہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرات اور

التسبیح للملکم لانهم غیر معذورین فیه وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الركوع والسجود

تسبیحات میں ادنی ملائت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ انکو اس میں کچھ عذر نہیں ہی اور کم سی کم جسمیں سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوے

ثَلَاثَ لَقَاءٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدَكُمْ قَلِيلًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَذَلِكَ إِدَانَاهُ وَ

تین بار میں واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کر کے کوئی غنہ دار تو جہاں کہ سجا لڑائی العظیم تین بار کہی اور یہی اور اپنی عدمی اور

اذا سجد فليقل سبحان ربى الاعلى ثلاث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنى ما يحصل به السنة

جب مسجد کری توجہ ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ

ولذلك يكره النقص عن الثلث وكذا يكره للإمام التعجيل على وجه يعجز الجماعة عن إكمال قُلِّ

اسی لیٰ یقین باری کہ کہا نہ کر وہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی مجاہدی کردہ ہی کہ جماعت کی لوگ کسی کم عدد مسنون کی پھر اگر فی سب کو

السنة في تسبيحات الركوع والسجود وعن كمال قراءة التشهد بل يزيد الإمام على التشهد ويأتي

اور قراءتِ تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہو جاؤ ہیں بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کری اور

بالصلوة على النبي عليه السلام ان علم ان لا تثقل على الجماعة وان علم انها تثقل عليهم لا ياتي بها

نی علیہ السلام پر درود پڑھی

يس يتركها لكن لا جميعها بل يقتصر فيها على قوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد لأنها وإن كانت

تیک کردی لیکن بنامہ ترک نکردی بلکه اسین اختصار کر کرتا ہوں اللہ صل علی محمد و علی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ

سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعي وبهذا القدر يتاقي القولان ويكره للمعتزلي ان يقعد

ساری مذہب میں سستی برشا فوج کی نزدیکی فرضی اور تہی کلمات میں دونوں قول ادا ہو جاتی ہیں اور معنی کی کو مکروہ کی کہ تزلزلہ کی وقت میں

ففي التراويح حتى إذا اراد الإمام أن يركع يقوم ويقتدي لأن فيه إظهار التكاسل في الصلوة والتشبه

یہاں تک کہ جب امام کرجہ میں حاوی تو کرا ہو کر نیت کر لی کیونکہ اس میں غاں کی سستی ظاہر ہوتی اور منافقوں سے

المُنافقين الذين قال الله تعالى فيهم وإذا قاموا إلى الصلوة قاموا كسالى يراءون الناس ولكن إذا

مساہبت آتی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب کہ زمین ہوں غار کے نوکری ہوں جی اسی دکھائی کو لوگوں کی ایسی ہی اگر

تَلَبُّ النُّوْمِ بِكَرِهَةٍ إِنْ صَلَّى بِالنُّوْمِ بِلْ يَبْتَغِي لَهُ إِنْ يَنْصَرَفَ وَبِنَامٍ وَلَا يَصِلُ حَتَّى يَسْتَقِظَ لَا

اور نماز نہ پڑھی جیتک ہوشیار نہ ہو کہ

في الصلاة مع النوم لها وأغفلة وترك التدبر ثم إنه إن نام في القعدة كلها فإنه إذا انتبه يفرض

دگمته یهوتی نماز شریعی من انت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی بہر اگر مصلی تمام قعدہ من سوتانا
توجب ہوشیار ہوا سپر فرض ہی

عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسيد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة

اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کر لگا تو اسکی ناز فاسد ہو جائیگی اور اسطی کہ جتنی ارکان غائب کیے ہیں اسکی حالت میں

نوم لا تعتبر لصدرها بلا اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر وقوعها إلا سيما

یوں ہیں اور انکا کچھ اعتناء نہیں کی گونگا کی اختصار سے من آتی ہیں تو انکا ہونا ہونا برابر ہی اور بہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

فِي لَيْلٍ إِلَى الصَّيْفِ وَالنَّاسُ عَنْهَا غَفَلُوا ثُمَّ اخْتَلَفَ الْمَشَايخُ فِي مَقْدَارِ الْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْرَأُ

اور لوگ اس مسئلہ سے غافل رہیں یہ مشائخ میں اختلاف ہے مقدار قرأت میں سول بعضی یہ کہتے ہیں

کا بشفع مقدلا صايقاه في المغرب يعني انه يقرأ من قصار المفصل وهي من سور لم يكن الذين كفروا

شعاع مرآت از مشرق، چنانکه مغرب که نماز من مشرق است، من مرآت و بعدی که قضا و فصل من سی اورده سورہ کہ من سی

اخذ القان لان التطوع اخف من المكتوبة فيعتبر باخف المكتوبات وهي المغرب وهذا القول

اور یہ قول

لیس بصحیح لان هذا القدرك لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة
 صحیح نہیں ہی اس کی کہ اتنی قرات ہی ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا سنو کی جماعت والوں کی کسالت کی مادی حرکت کرتے
 حتی لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لثلايل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكن
 یہاں تک کہ اگر امام کی کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلی پڑے کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرات ہی طول نہیں
 له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم واما افضل فزماننا ان يقرء الامام على حسب
 تو انکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کبھی ہیں کہ جاری زمانہ میں یہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
 حال الجماعة من الرغبة والمنفعة فيقرء قد لا يوجب التفسير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
 حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑا کری سوا قدر پڑ ہی جمیع جماعت ہی نفرت کی یہ اس واسطی کہ جماعت کا زیادہ سونا
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على آية قصيرة اويتين قصيرتين
 تطویل قرات ہی بہتر ہی بہتر ہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتوں چھوٹی چھوٹی پراقتصار کر ہی
 لان قراءة ثلاث آيات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتمدوا
 اس واسطی کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہرگز فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تجنيس میں مذکور ہی کہ بعض لوگ بھی عادت ہی
 قراءة سورة الفيل في التراويح مرتين وسوا حسن في هذين الزمانين من بعض المشايخ
 کہ سورۃ فیل ہی آخر قرآن کتب دوبار پڑھنی ہیں اس زمانہ میں یہ بہت خوب ہی اس واسطی کہ بعضی مشایخ ہی روایت ہی
 على ما ذكر في فتاوى قاضيان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
 چنانچہ فتاوی قاضیان میں مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلی کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی
 طبائعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشدة ليتجددوا سيدنا وان يروا سبيل النجاة
 طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھیں راہ ہدایت کی نوید نہ پھر اوہ راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی پھر اوہ راہ
 سيدنا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لاعباداة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
 راہ سوان لوگوں کی تراویح کو عادت کر لی ہی عبادت نہیں جانتی جس میں قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 فيها من القراءة وغيرها فيتحدون صلواتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقنوت والجلوس
 تراویح میں قرات وغیرہ کی شرط کی ہی سوا ایسی امام کی پیچی نماز شروع کرتی ہیں جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قنوت اور نہ جلوس
 ولا يترتل القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
 اور نہ جیسی حکم الہی ہی قرآن ترتیل کی ساتھ پڑ ہی بلکہ وہ جلد کا کاما صاف راگنی میں پڑھنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حروف یا حرکات رہ جاتی ہیں
 حرکاتها وقد ذكر في الزانية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحنًا لا بأس
 اور بزانیہ میں مذکور ہی کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی میں مذکور ہی کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص
 للرجل ان يترك سجدة ويحول الى مسجد اخر فانه لا ياتم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقى
 اوس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانی لگی تو کچھ مضائقہ نہیں اس ہی گنہگار نہیں ہوتا اس واسطی کہ یہ شخص بہرہ گار کی پیچی تراویح پڑھتا ہی
 وقد قل النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقى فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
 اور نبی علیہ السلام کی فرمایا کہ جس نے نماز عالم کے پیچی پڑ ہی تو گویا نبیوں میں سے کسی نبی کی پیچی پڑ ہی اس میں یہ اشارہ ہی
 الى انه لو ترك مسجدك بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر
 کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دی تو گنہگار ہوتا ہی اب اوکھا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہیں اور جلدی ہی

الی مسجد یکن فیہ انواع من الانعام والا لحان ویطلبون اما ما لا یتیم الرکوع والسجود ولا یرتل القرآن
 البی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی مرغی اور گائے ہوتی ہیں اور ایسا امام تہاش کرتی ہیں جو نہ رکوع تمام کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قرآن کو ترسیل دے
 بل ربما ینکرون علی من یتیم الرکوع والسجود ویرتل القرآن وینفرون عنه ویکونون من الذین اتخذوا
 بلکہ بعض وقت ایسا نام برا اعتراض کرتی ہیں جو رکوع اور سجدہ پورا کرے اور قرآن کو اچھی طرح پڑھے اور اس سے نفرت کرتی ہیں پھر وہ ایسا لوگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی
 دینہم لعباد لکھنا وعزیمہم الحیوة الدنیا وہم عن الآخرة غفلوا فان من صلی التراويح بترك القیمة
 جن کو کسی کیل نظر آئے اور فریب کہایا دینا کی زندگی کا اور وہ آخرت سے غافل ہیں بیشک جس نے تراویح ایسی پڑھی ہیں کہ نہ قیومہ پڑھ لیا
 والجلسة والطمانیة المقدرة بمقدار تسبیحة فیہا یکن عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
 اور نہ جلسہ اور نہ طمانیت کا ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو نگہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہ
 الاشیاء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بتركها وواجب عند ابی حنیفة ومحمد فی
 سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک طمانیت میں
 ساریۃ حتی یجب إعادة الصلوة بتركها وافی رواية اخرى سنة وعلى هذه الروایة یکن تاركها مستحقا
 واجب ہیں بیان میں انکی ترک سے اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہے
 للعتاب حرمان الشفاعة فیکون من الذین ضل سعيهم فی الحیوة الدنیا وہم یحسبون انهم یحسبون
 اور شفاعت سے محروم پھر وہ لوگوں میں ہی جنکی روٹ بھٹک رہی ہی دنیا کی زندگی کا ہی اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں
 صناعا ومن الذین بداهم من اللہ ما لم یکنوا یحسبون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
 کام اور وہ لوگوں میں سے کسی کو نظر آیا اور کو اس کی طرف سے جو خیال نہ کہتی تھی اور یہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی ہیں
 ان ههنا نکتة لابد من التنبيه علیها حتی یتنظم من کان فیہ انصافا ومیل الی الحق وهما التراويح عشر
 بیان ایک نکتہ ہی اور سکا بیان ہی ضروری ہی تاکہ جہیں انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پندہ پیر ہو وہ نکتہ یہ ہی کہ تراویح میں کچھ تین میں
 رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانیة ما وفی ترک کل منها ذنب فلو ترکت طمانیة احدها یکن
 اور ہر رکعت میں ایک قیومہ اور ایک جلسہ ہی اور دو نوخیز طمانیت اور دو نوخیز سے ایک رکعت کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی
 عد الذنوب عشرین ولو ترکت طمانیة یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسها یصیر
 تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر دونوں کی طمانیت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونوں خود ہی ترک ہوئی تو
 مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیہ معصیة الاظهار یصیر مجموعها مائة وستین ذنبا واذا ضم
 تمام گناہ اتنی ہو جاوے گی اور اگر اسکی ساتھ معصیت ظاہر کرنے کی طمانیت تو تمام گناہ ایک سو ساٹھ ہو جاوے گی اور اگر اسکی ساتھ
 الیہ عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائة وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذکورات یکن سببا
 اعادہ نہ کرنا واجب تھا یا جاوے تو سب ملکر ایک سو ساٹھ گناہ ہو جاوے گی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنے سے جو ذکر انتقالات کی اندر
 لا تیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفي تیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات
 مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمام انتقالات کی ہو جاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں انکو
 بعد تمام الانتقال کراہتان ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروہات
 بعد تمام انتقال کی لاتی ہیں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سے ٹلا دینا اور غیر جگہ تکبیرنا اب ہر رکعت میں چار مکروہ ہو جاتی ہیں
 فیلزم منه ترک اربع سنن فان من ترک القومة والطمانیة فیہا یقع سمع الله لمن حمده والتکبیر حین الخفا
 اور اس سے ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جس قیومہ یا قیومہ کی اندر طمانیت کو ترک کیا تو سمع اللہ من حمده اور اللہ اکبر جہنکی ہوئی کہی ہیں اور گنتی

يهرى السحور في حقهم وفي حديث آخر انه عليه السلام قال لا يزال امتي بخيرا ما اكلوا السحور وعجلوا
 مقام سحور كيتا اورا كيتا حديث میں ہی کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جب تک سحر میں تاخیر اور افطار میں
 الفطر لکن ينبغي ان لا يؤخر على وجه يقع الشك في طلوع الفجر فان من شك في طلوع الفجر فلا فضل له
 جلدی کرتی رہیگی لیکن لایں یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کری کہ صبح صادق کی کہنی میں شک پیدا ہو جاوے کیونکہ جسک صبح صادق میں شک ہو تو اسکو یہ ہی نصرا
 ان يتراكل كل نخرة من الوقوع في الحرم ولو كل فصوم تام لان الاصل بقاء الليل ولا يخرج بالشك وروى
 کہ نہ کھادی ایسا نہ کہ حرم میں واقع ہو جاوے اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پورا ہی واسطی کہ اصل قورات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہیں ہو
 عن أبي خيفة انه لو كان في موضع يتبين له الفجر لا يلتفت الى الشك ولو كان في موضع لا يتبين فيه
 اور ابو خیفہ سی روایت ہی کہ سحر نہ کیا اگر ایسی مقام میں نہ ہو کہ شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں غیر ظاہر
 الفجر او كانت الليلة مقمرة او متغية او كان ببصرة علة تكون مسيئا في اكل مع الشك ثقله عم
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہتا ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کہنا ناجہا نہیں واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 دعوا يربك الى هلا يربك وان كان أكبر رائه انه اكل والفجر طالع فلا احتياط فيه ان يقضى ذلك
 چہو تو اسکو جس میں شک ہی طرف اسکی جس میں شک نہیں اور اگر اسکی رائے میں احتیاط غالب ہے تو کہہ نا کہنا ہی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط نہیں یہ ہی
 اليوم عملا بغالب الراي لان أكبر الراي كاليقين فيما ينبغي على الاحتياط وعلى ظاهر الرواية لا قضاء عليه
 غالب احتمال پر عمل کرنی کو واسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اسکو پھر قضا نہیں ہی
 لان اليقين لا يزول الا بمثله ولاصل بقاء الليل ولو ظهران الفجر قد كان طالعا يلزمه القضاء
 اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فجر بیشک ہوگئی تھی تو اسکو پھر قضا لازم ہی
 ولا كفارة عليه لانه يبنى الامر على الاصل الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التسحر واما الافطار
 اور کفارہ نہیں ہی اسواسطی کہ بناء اوسمی اصل پر ہی کہ رات باقی تھی یہ سب احکام سحر کی تھی اور رات افطار
 فيستحب تجيله قبل طلوع النجوم لما روى عن سهل بن سعد انه عليه السلام قال لا يزال الناس
 سوا ذی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری تکلفی نہ پاوین اسواسطی کہ سهل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ خلقت
 بخير ما عجلوا الفطر يعني ان الناس ما داموا يحفظون هذه الخصلة يكونون على خير واذا تركوها
 بہلائی پر ہی گئی جب تک افطار میں تعجیل کر ہیگی مگر وہ یہ ہی کہ خلقت جب تک اس طریق کو لگے رہیگی تو بہلائی پر رہیگی اور جب اسکو چھوڑ دیگی
 ينقص خيرهم فان السنة ان يعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتا
 تو اوکی بہلائی میں نقصان آوے گا کیونکہ طریق مسنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈھنسا معلوم ہو چکی اسواسطی کہ اہل کتاب
 كانوا يؤخرون الافطار الى اشتباك النجوم ثم صار في ملتنا شعرا لاهل المدينة وسمة لهم وندب
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تھی کہ ستاری خوب روشن ہو جاوے یہ یہ ہے ہی ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہوگئی اور طریق بہر گیا اور افطار میں تعجیل
 تعجيله مخالفة لهم وقد روى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال قال الله تعالى احب عبادي الي عجل
 اوکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مجھ کو محبوب تر وہ بندے ہیں جو افطار میں
 فطران من كان اكثر تعجلا في الافطار فهو احب الى الله تعالى لكونه متمسكا بشريعة نبيه ومعتبرا
 جلدی کرتی ہیں سو جو شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوکی نیکی کی شہادت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
 عما يخالفها من انه اذا فطر قبل الصلوة يودي الصلوة عن حضور القلب وطمانينة النفس فمن كان
 پر توجہ نہ کی اور یہ ہے ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کر لیا تو پھر نماز خوب دکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پھر ایسا شخص

کہ اس حدیث کا وزن بہر کس کی

هذه الصفة فهو احب الى الله تعالى من لم يكن كذلك وينبغي ان يفطر على امر او يقوم مقامه
 الله تعالى كما يحب سكونه من هو كما
 في الخلاوة كالتي والزبيب وان لم يجد فعلى ماء لما روى عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل
 مقام هو حبس البحر يا موز اورا گرنه مسير آوى تولى في اسوسطى كذا نسى روايت بي كذا بغير صلى الله عليه وسلم نمازسى پيلي
 الصلوة على بطيات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حساسا من الماء وقال عليه السلام اذا
 ناده جوارى سى افطار كرتى اگر نهوتا تو خشك چوارى اگر بهر به نهوتا تو كى كونه باقى اور فرما صلى الله عليه وسلم فى جب
 افطار احدكم فليفطر على تمر فانه بركة فان لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور ويدعو عند الافطار
 كوتى افطار كرتى تو تر سى افطار كرتى كيونكه بهر بركت هي اگر نه پادى تولى سى افطار كرتى كيونكه نهات پاك هي اور افطار كرتى وقت
 باهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
 اينى بركت سى بركت طلب كى دعا مانگى كيونكه اسوقت ظن قبوليت كاي چنانچه حديث من آيا هي كرونه واسكى لى افطار كى وقت دعا مقبول هي
 وروى عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا فطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
 اور عبد الله بن عباس سى روايت هي كنى صلى الله عليه وسلم افطار كرتى هوئى بهر فرقاى اللهم لك صمت الى آخره اتي تيرى واسطى من فى روزه كه نور تيرى اور نهات باقى
 افطرت ووقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا قبل الليل من ههنا
 معنى روزه كه ولا اور وقت افطار كا وه هي وقت هي جو عمر بن الخطاب روايت هي كنى صلى الله عليه وسلم فى فرما يا جب بهانسى رات سامنى آوى
 وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا فى
 اور بهانسى دن چلاوى اور آفتاب دُوب جاوى تودوزه دار نزلت افطار كرتى اس حديث من دونو كجه لفظ بهان اسم اشارة كا بيان فرماي هي
 الموضعين ولشاهه الاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهور ولا من ذلك الجانب والليل عبارة
 اول مقام من اشارة مشرق كى طرف هي اسوسطى كى رات كى تاريخي هي اور سى طرف سى ظاهر هوئى هي اور رات اوس هي
 عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق وانشاء بالثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
 تاريخي كا نام هي جو مشرق كى طرف سى پيدا هوئى هي اور دوسرى مقام من مغرب كى طرف اشارة فرمايا اسلى كى دن كى روشنى جو
 من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبثا عن بقاء الشمس واذا غربت يذهب النهار وعلو
 آفتاب سى هوئى هي اور سى طرف كو جاتى هي اور آفتاب كى باقى رهئى كى دن كهئى بين جب آفتاب دُوب جاتاي تودن جاتا نهاتاي
 هذا يكون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنى الذهاب ولا حاجة الى قوله
 اسجل كى موافق آفتاب كا چهب جانا تو لفظ ادبر النهار سى معلوم هو چكا نه اسوسطى كى ادبار جاتى كى كوتى بين اب اس لفظ كى
 وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
 وغربت الشمس كيا حاجت هي كين بهر بهر لفظ واسطى بيان كمال غروب كى فرمايا كوى بهر خيال كرتى كى آفتاب كى آدى نهاتى نهوئى بهر بهر افطار جايزي
 والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكمل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
 مرد بهر هي كى آفتاب كا غروب جب خوب پورا هو چكى تودنه دكو وقت افطار كا آگيا بهر او كوا افطار جايزي بلكه تعييل مستحب هي
 تعييله لكن في يوم الغيم لا يستحب تعييله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
 خبر اسكى دن تعييل مستحب بهر هي اور افطار بهر گز نه كرتى جهنك كى اسكى گان غالب بين آفتاب غروب هوئى اگر چه مغرب كى
 للمغرب و ان شك في غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء
 ان غروب من شك هو تو افطار نه بهر سى اسوسطى كى حاصل دن كا باقى نهاتاي اورا اگر افطار كرتى كا تود سهر نهاتاي

اور سى طرف سى

لا سيما اذا افطر واكبر اياه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء على الاصل الذي هو بقاء
خاص ليس وقت كذا افطار كرى اورا وكي راي من احتمال غالب هو كغروب هي بيلي افطار كيا تو اسير قضا واجب هي تاكه اصل پر ہو جاوی كره دن كا
النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولوتين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان
باقى رہنا ہی بخلاف گذشته کی جو سحر کی حال میں گذر کیونکہ دن اصل وقت کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہو جاوی کہ آفتاب نہیں چھپا تو لایق ہی کہ
يجب الكفارة نظر الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دن کا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہو لای
اور جسنی روزہ چوک کر یا گان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہی
ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياتم افساد صومه
اور باقی دن بہر امساك لازم ہوتا ہی اور قضا اس پر واجب ہی اور اس پر کفارہ نہیں آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلی فاسد نہ
فلا تنفاه مكنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کی غلطی ہی اور سکا رکن فوت ہوا جس ہی احتراز ہو سکتا تھا اور امساك باقی دن کا اسلی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہو سکی اور کرنا چاہی
الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذريه يصير متهمًا عند الناس بالفسق والتحرُّ
اور تاكه ذمہ پر تہمت نہ ہی اسلی کہ اگر فی عذر کھاوی پیو لگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی اور تہمت کی جگہ سی
عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواضع التهم
بجہتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اسلام پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ پر گرنہ چاہی
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاءه واما وجوب الكفارة
اور قضا اس واسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع میں اور سکا بدلہ ویسا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اس واسطی واجب نہیں ہی
فلكون الجنایة قاصقة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي الاثم ايضا لما روي عن
کہ خطا کمتری پوری نہیں کیونکہ بلا قصد صادر ہو گئی ہی اور جب قصد نہیں ہوتا تو گناہ ہی نہیں ہوتا اس واسطی کہ روایت ہی
عمرانه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي كاس
عمری کدہ اپنی یادوں کی ہمارہ مسجد کوفہ کی صحن میں رمضان میں شام کی وقت بیٹھی تھی سو کوئی شخص
من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رآى الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا بہر عمری اور اوکی اصحاب فی پیالہ پر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑھا تو دیکھتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی ہوا
الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لاراعيا ما تجانفنا لاثم نقضي يوما مكا
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمری جواب دیا تجھ کو اذان پر بھی کو بھیجا ہی یا آفتاب دیکھنی کو بھی گناہ کی طرف رغبت نہیں کی ایک دن اسکی بدلی
فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
قضا کر دینگی ہم پر ایک دن قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچھ نہیں ہی
لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم غل الى الاثم واتعذرنا في ذلك اسركاب المعصية وكذا كل من
اس واسطی کہ اور کھا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہ ہیں کہ ہم نے گناہ کی رغبت نہیں کی اور ہم نے اس افطار میں غم معصیت کا نہیں کیا اور یہی ہی جو شخص
كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولم يكن في اونه كذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكفا
آخر روزہ میں روزہ کا اہل ہو اور اول روزہ میں روزہ کا اہل نہ ہو تو اسکو امساك باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روزہ میں کہ فرما ہوا
وبلغ الصبي وفاق المجنون وقدم المسافر وبرى المريض وظهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوی تو ہر ایک کو ادھین سی

یلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين ولا صل في هذا الممن كان في اثناء النهار على صفة
 باقی روز کا امساك روزہ داروں کی طرح لازم ہے اور قاعدہ اسمین یہ ہے کہ جو شخص درمیان روزہ ایسے حال پر ہو
 لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
 کہ اگر روزہ میں عیسا ہوتا تو اوپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساك لازم ہے اور جو ایسا نہ ہو تو اوپر امساك واجب نہیں ہے
 كمن كان مريضا أو مسافرا أو حائضا أو نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
 جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساك واجب نہیں ہے اسلئے کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
 هذه الاعتذاريهم فانها كما تنع عن الصوم عنع من التشبه اما في الحائض والنفساء فلا الصوم عليها
 اور عین یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسی روزہ نہیں ہے ایسا ہی روزہ داروں کی مشابہت ہی نہیں حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو احلی کہ اوپر روزہ
 حرام والتشبه بالحرمان حرام واما المريض والمسافر ولان الرخصة في حقها باعتبار الحرمان ولو الرضاها
 حرام ہی اور حرام کی سائبہ مشابہت ہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئے کہ انکی حقین باعتبار حرج کی اجازت ہے اور اگر ان پر ثابت ہو
 التشبه عاد الحرج نثر الحائض تاكل سراجا وكذا كل من ايجله الافطار ياكل سراجا لاجهر الا ان يكون
 تو وہ ہی حرج کا حرج موجود ہی ہے حایضہ عورت پر شبیہ کھادی ظاہر کھادی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہے پویشیدہ کھادی ظاہر کھادی ان جسکا
 العذر ظاهر كالمريض والسفر والنفساء لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهم بالفسق
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کھادی جیسی بیمار اور سفر اور نفاس اسلئے کہ اگر یہ کھادی اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو خلقت کی نزویک فسق کی تہمت
 الذي هو اكل رمضان ولا حتران عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
 انکی ہی یعنی رمضان میں دن کو کھانا ہی اور تہمت کی جگہ ہی احتران کرنا واجب ہی چنانچہ گزر چکا ہے جانی کی بات ہے کہ بیمار دو طرح کا ہوتا ہی ایک تو ایسا
 لا يضر الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
 جسکو روزہ ضرر نہیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہے اسلئے کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
 مرض ہی نہیں ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجھنا چاہی اور طریقہ اسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجھ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ ہی
 بالتجربة انه ان صام يزداد المله ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
 جان کی کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو روزہ رکھنے ہی میرا کھانا اور مرض بڑھ جائیگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب داناسلما عادل ہو
 لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مرد ودغير مقبول بخلاف السفرفان الرخصة يتعلق بنفسه
 فاسق نہ ہو اسلئے کہ فاسق کی خبر دیانات میں مقبول نہیں ہے مردودی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی متعلق ہے
 لانه لا يخرج عن المشقة فاقم مقامها وأدير الحكم عليه المجلس الثلاثون في بيان غائلة من افطر
 کیونکہ سفر مشقت ہی کہی غالی نہیں ہوتا سفر کو قایم مقام مشقت کی ہر اگر حکم نکادیا تیسویں مجلس شرکی بیان میں اس شخص کی جو ایک دن رمضان ہی
 يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
 روزہ توڑ دی اسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ
 يوما من رمضان من غير خصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان
 بی اجازت شرعی اور بدول بیان کی توڑ ڈالا تو اسکا عوض تمام عمر کی روزی نہیں ہو سکتی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں
 المصابيح رواه ابوهريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
 ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہ حدیث برسیل ڈرائی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہے کہ روزہ توڑنے میں کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا

فانه لا يجد فضيلة الصوم المفروض بالصوم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء
 كيونك فضيلة فرض هذه كي ساري عمر كي فضل روزي نسين حاصل هو
 يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك فان لا جامع على انه يجزئه قضاء يوم مكانه لصام الكفارة
 قضاء كي نيت سي روز كه كاهي تو او سكي ز مه سي قضاء او سدن كي ساقط نسين هو كي كيوكه سكا اتفاق هو كاهي كاهي كي كيوكه كي قضاء كي يي يي يي
 ان كان افطاره بما يوجب الكفارة بما هو غدا عاودا وعاودا وبغير الكفارة ان كان افطاره بما لا يوجب الكفارة
 كفارة كي اگر وني افطاره يي جزيي كاهي كاهي واجب هو تاي جزيي غدا وعاودا وعاودا يا بغير كفارة كي اگر يي جزيي افطاره جزيي كفارة واجب نسين
 مما ليس غدا وعاودا من المفسدات للصوم فلي هذا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة
 جزيي نختار هو اورنه واورنه فاسد كنوال جزيي نسين سي اس بيان به دهوان يعني حقه جواس نمت مين كفارة كي طرف سي
 العدة كاهل الايمان وابتلي به كافا لانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب في مان قول
 جواب بيان كي دشمن مين پيدا هو يي اوراسين تمام خلقت خاص وعام مبتلا هو يي مين آيا وروزه فاسد كراي يانمين سوا سكا جواب يي يي كي
 الفقهاء في عامه قالوا كتب وان كان نصابا على ان سطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد لكنهم قالوا في تعليقه
 فقها كاهي قول عام كتابون مين اگر چه يي يي كي مطلق دهوان اگر حلق مين داخل هو جاوي تو وروزه نسين ثومنا ليكن او كي علت يي بيان كي يي
 لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فيه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس
 كروزه اسو سكي فاسد نسين هو تا كه دهوان مين سكا و نسين هو سكا كيوكه وروزه دارو سكا كي علاج كرات كراي مين مينه كراي اورنه وروزه حلق مين مينه وروزه
 ان يفسد صومه لوصل المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لايضا في الفساد كالتراب والحصى وهذا
 مين مينه آيا كي وروزه جاتاي اسو سكي مفرط مين او كي اختيار كاهي اور غدا هو تا فساد كي منافي نسين يي جزيي مكي اور كركي وروزه فاسد جاتاي
 التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قالوا قاضيا
 تعليل جاتاي يي كي حقه كاهي دهوان وروزه تو وروزه هو كيوكه يي دهوان اختيار يي يي مين جاتاي او قيل قاضيا خان كافه مين سبي يي يي
 في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر
 اور اگر او كي كان مين باني والين تو اسين اختلاف يي صحيح يي يي وروزه جاتاي اسو سكي كي اختيار يي افند جاتاي اب ريكيه تو
 كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فان لم يوا غتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعمل
 اختيار يي افند جاتاي كاهي وروزه ثومني مين مينه اختيار كاهي كيوكه اگر باني جوي ياني كان مين جلا جاوي تو وروزه نسين ثومني اس سي معلوم هو
 من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى اذنه مستعمله من لانه دواء يلزم ان يجب الكفارة
 كروزه ثومني مين اختيار كيوكه يي بلكه اگر حقه بوشونكي دعوي كواضيل كركه حقه وواي تو لازم آيا كي كفارة يي واجب هو
 لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء او الدواء الى الجوف من المسالك المعتادة في نهار رمضان على وجه المعتاد
 اسو سكي كي قاعدة كفارة واجب هو كاهي يي كاهي غذا يا واورنه كير طارت كي بله سي رمضان مين دن كو قصد داخل هو
 وهذا المعنى على نقد يصدق دعويي يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله اعم لا كركه
 اور يي امر اگر او كي دعوي سجا يي توجه مين موجود يي يي يي بات كي حقه خالي دلون مين يي وروزه آيا مين حلال يي يانمين تو
 فيه الاقوال والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة
 اسين هست گفتوري اور حق بات جبر اعتماد يي يي كي اختيار كاهي كاهي مكلف كي قصد سي صادر هو تو اگر اسين كوي فائده دين كا
 دينية او دينويه فهو داير بين العبد والله ولم يفرق بين هذه الثلاثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق
 يانمين كاهي تو وروزه كاهي يا عبت يا لعب اور يي هو تاي اور لغت كي كتابون كي لوز اسين كچه فرق نسين كاهي اور فرق ضرور جاتاي

بيان

كفارة

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدل ممن كانوا استعمالوه قد اختلفوا فيه فمنهم
 اسوا سلكي سداقي اور عدم سداقي میں شک ہے کیونکہ نصف عادل حقہ نوشون کو اس میں اختلاف ہے بعضی بائین میں
 من يقول بضرة ومنهم من يقول بعدم ضررة ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحر
 ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتی ہیں ضرر نہیں ہے اور بعضوں کو ضرر میں شک ہے لیکن اکثر اشخاص کہ جن بات اولی طرف
 الیہ اقرب يقول انه في ابتداءه يجد ثقل قوة في الجسم وحدة في البصر وضعف في الطعام ولثقل في الاعضاء
 قریب تر معلوم ہوتا ہے یہ کہ جس وقت پیدا کرتا ہے اور نگاہ میں تیزی اور کھانسی کا طعمہ اور اعضا میں
 فاذا حصلت المداومة يورث غشاوة في البصر وثقل في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن
 پہر جب مداومت ہو جاتی ہے تو میں تھی پر پردہ کرتا ہے اور اعصار میں گزرتی اور ضعف میں امساک اور بدن میں سستی
 وذلك لانه كما قال الأطباء مخفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتداءه ما ذكره أولا وفي انتهائه ما ذكره ثانيا على انه
 اور یہ اس لئے کہ جیسا طبیب کہتے ہیں کہ ہواں خشکی کرتا ہے کچھ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہی اثر کرتا ہے جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہے جو ہم پر پہلی
 لو تحقق نفعه فبعد النفع ينعم من استعماله لانه حريكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
 کہ اگر فائدہ ثابت ہے تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اس لئے ہے کہ حقاب دوا ہوا اور دوا کا استعمال پوری جاتی کی بعد جائز نہیں ہے کیونکہ دوا
 لم يجد مرضا ينزله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر واما يؤدي الى الضرر فينعم من استعماله وان كان فيه
 اگر بیمار کو نہیں پائی کہ جس کو دفع کری تو یہ بدن میں اثر کرتی ہے بہر اوس سی ضرر ہوتا ہے اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہوا اس کا استعمال کرنا منع ہے اگر طبع میں
 نفع الا ترى ان الخبر المحرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر
 فائدہ ہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہے قرآن میں اوکی فائدہ کی خبر نہ دے گی چنانچہ اقلی فرماتا ہے جسے یہ حکم شرعاً ہو گیا
 قل فيهما انتم كذبتون مانع الناس لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر فيجوز جانب الضرر حتى قال الفقهاء
 تو کہہ انہیں گناہ بڑا ہے اور فائدہ ہی میں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سے اگر ضرر کی جانب مقابل ہو جاتی ہے تو ضرر کی جانب محفوظ ہوتی ہے یہ بیان ملک فقہاء کہتے
 لو كان في شيء وجه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة
 اگر ایک چیز میں کئی وجہ ہوں جس سے حلت اور جواز لازم آتا ہوا اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطی احتیاطی
 احتیاطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول
 حرمت کی جانب کو غالب کیسکی اگر کوئی اعتراض کری کہ حق نوش دعوی کرتی ہیں کہ حقہ پیٹی کی بعد بدن میں خفت پیدا ہوتی ہے یہ کیونکر کہتی ہو
 بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتأولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم
 کہ اس میں فائدہ نہیں ہے پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشوں کی جنہوں کی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہے یہ کہ حقہ نوش کو حقہ پیٹی ہوتی
 حال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المتأولون
 ایک سخت الم ہوتا ہے جب وہ پی چمتی ہیں تو تب اوس المی نجات ہوتی ہے اور ایک طرح کی راحت ملتی ہے سو یہ بجا ہی یہ جاتی ہیں
 ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
 کہ یہ راحت حقہ پیٹی ہی حاصل ہوتی ہے یہ نہیں سمجھتی کہ یہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوتی ہے
 لنا في معرفة حرمة الاشياء وابطاحتها وجهان احسن ارجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة
 ہمارے پاس واسطی دریافت اشیا کی حرمت اور اباحہ کی ایک ضرب وجہ ہے اصول سی متفق ہے وہ یہ ہے کہ جن یوں ہے کہ بعثت سی پہلی
 ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقول الاول انها متصفة بالحرمة الا
 اشیا میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تھا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہیں اول یہ کہ تمام اشیا حرام
 مگر

علاوة على

مادل دليل الشرع على اباحتها والثاني انها متصفة بالاباحة الامادل دليل الشرع على حرمةه والثالث
 يجوز دليل شرعي في مباح كوديا اورد سراقول تمام اشياء مباح مگر جيكو دليل شرعي في حرام كوديا اورد تير اخول

وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهوان المضار متصفة بالحرمه بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع
جو صحيح هي كذا اشياء من تفصيل هي كذا نام اشياء ضرر رسلان تو حرام يعني اصل او نهي حرمت هي
اورا اشياء رفع منه

متصفه بالا با حقه لقوله تعالى هو الذي خلق لكم في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معوض الامتنان
سبح من واسطی اس آیت کہ وہی ہی جس نے بنایا تمہاری واسطی جو کچھ زمین میں ہی سب کیونکہ اللہ تعالیٰ فی سب آیت منت دے گی کہ پہاڑوں پر بھی

ولا يكون الامستان الا بالمنافع المباح فكانه قيل هو الذي خلق لاجل نفعكم جميع ما في الارض من المنافع لتتقنوا
اور منت رہی بدون منفعت مباح کی مبین ہو سکتی گویا یہ مطلب ہوا کہ ان تعالیٰ وہ ہی جتنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزیں جو زمین میں ہیں بتیادیا

بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان أيضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة
 لما كان من مباحات قول سي جو صحيح في حقه كما حكم به نكلتاي ويشك حقه اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل میں مباح ہوتا

لكن قد ثبت باخبار الحذاق من اطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع فيه الشك
ليكن حاذق طبيب من خبر ديني سي ثابت هو چكاى كه حقه مضر هوتاى اگر چ انجام مين پهر اصل حقه مين حرمت هى بگو اگر خبر كرنى مين شك هوتا

غالب جانب تحریمہ لکھا ہوا ہے۔ فقہ علیہ السلام کا الحلال بین و الحرام بین و بینہما اشتہات
تو ہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہری اور حرام ظاہری ان دونوں کی بینہما اشتہات

۱۰ یقیناً میں نے تیرے لئے اس قسم کی شبہات پیدا کر دی ہیں اور عرض ہے کہ میں نے تو تم کو تو اس کی پناہ دی اور اب تو یہ سب کچھ ہو گیا ہے اور میں نے تو تم کو تو اس کی پناہ دی اور اب تو یہ سب کچھ ہو گیا ہے اور میں نے تو تم کو تو اس کی پناہ دی اور اب تو یہ سب کچھ ہو گیا ہے

جیسی چو پایہ سیرکار دچترتا بیڑ کی لندز کس جانا ہی اور علما فی اختلاف کیا ہی ان مشبہات کی حکم میں بعض تو

فی سوسنہ ۸۰۰ علیہ السلام ولا خبر فی ہذا الحدیث بال من برکۃ ما استتہ علیہ حکمہ ولم یبلسف
او کا مرمت کی قائل ہوئی مین سوسنہ کی کوئی خبر نہیں اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص فی ترک کیا ایسی چیز جو حکم او کو معلوم نہ ہو او اس کا حال

سر لیون کیسے تھا، وہاں پھنسا، وہاں پھنسا، ناچیا، ناچیا، عیبیہ ویدام علیہ وھن لم یرکھ بل فعلی لم

پہر چینی اور کو ترک کیا نہ پیا تو اسکا دین

اور نقصان سی بجا ہوا ہی طقت کی طرف سی نہ اوکو کچھ عیب ہی نہ علامت اور جینی ترک کیا بکھ پیا حرام میں پھنسا اور

بعضی علماء استنبات کی گزارشات کے قائل ہوئی ہیں اسلئے کہ اس کی اور حدیث میں آیا ہی کہ آپ نے فرمایا :
 تین چیزیں ہیں مایکے جسکی خوبی بھوکہ معلوم ہوگی اور اچکی پیر کرے

اینچونکه معلوم ہو گیا تھا کہ ایسی چیزیں لکھنے سے جو جہنم میں لے جاتی ہیں، سو اب چھوڑ دینا چاہیے۔ اور شکر نہیں کہ حق تعالیٰ ایسا ہی چھین شک اور اضطراب اور

وسکا مرتبہ نہ ہو۔ بہت خیالی ہیں نہیں آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون کی حلت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا سی

ووجدوا في استعماله دواء لأمراضهم لأن ذلك من إبليس إبليس عليهم وتزنيهم لهم حتى يتولد من تلك النقمة في
هذه أو سكوني كرايني بماربوني شفا باني اسوسطى كه او نيم بر شيطاني ديو كه او بوليس كي ار شكي دي هوي هي تاكه ديوان جتي جتي آخر كو
عاقبة امره داعه دواء فان تكراره يسود ما يقابل في تولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داعه دواء ثم يلزم
السي باري پيدا هر چسكي كچه روانين هي كيونكه حقه كا بار بار پينا ساسني كي جكه كوسياه كوديتاي پير اوس سي گرمي پيدا هوني هي پير آخر كو ايسا مرض هو جاتاي
علي دعوتهم ان يكون الناس كلهم مرضي ان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
جسكي روانين هي پير انكي دعوي كي موافق پير لازم آتاي كه تمام آوي بيا همون اور اونكي بيماري تمام سال چارون فصلون مين نيك هي قسم كي هو اور
معالجتهم فيها بشي واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اصابة المال
اونكا علاج هي ايك هي دواسي ايك هي طريقه پير هو اور اسكا بطلان هر يك عاقل پير ظاهر هي پير اسمين مال كا تلف كراي
لانه يشترى بتمن خال فيدخل في الاسراف المحرم مع نفع ربحه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد
كيونكه مهنگي رام سي خريده تاي اب اسراف مين جو حرام هي داخل هوا اور اسمين بدو كه اون لوكون كي دماغ كو جوشين پيتي مين بهت تكليف ديتي هي اور
روي انه عليه السلام قال كل موء في النار وقال الكناسي الرائحة المنتنة تحرق الخياشيم وتصل الى الدماغ
روايت هي كه سفيان صلي الله عليه وسلم في فهدا ايزا ديتي والي سب دوزخ مين اور كناسي كني هي بدو ناك كه نيتون كو جواديتي هي اور دماغ مين جاك
وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقرب مسجدنا يؤذيها برحمة والمراد من هذه
آدمي كو ايزا ديتي هي اسبي واسطى بني صلي الله عليه وسلم في فهدا ايزا جس في اس درخت مين هي كنيها هو توهارى مسجد كي پاس نه آوي كه كهواو كي بوي ايزا ديتي هي
الشجرة كل ماله سرائحة كريهة يتأذى منها الانسان بدليل تعليل عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئاً مما له
علت بيان فواي سي ثابت هي كه مراد اس درخت سي وه هي جسين ايسي بدو موجود هو كه اس هي انسان كو تكليف هو اور مراديه هي كه جو شخص ايسي چيز كنيها
رائحة كريهة يتأذى منها الانسان فلا يقرب مسجدنا لانه يؤذيها برأحة الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم
جسين بدو هو كه انسان كو اس سي ايزا هوني هو توهارى مسجد كي پاس نه آوي اسلي كه كهو بدو سي ايزا ديكا اور صحيح مسلم مين ثابت هو چي هي
انه عليه السلام كان اذا وجد من اجل في المسجد ربح البصل والثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء
كه نبى صلي الله عليه وسلم اگر کسی شخص من مسجدی اندر بوی پیاز یا لپس کی باقی تولید کی طرف نکلو ادیتی اسبی واسطی فقها کہتی ہیں
كل من وجد فيه رائحة كريهة يتأذى بها الانسان يلزم اخرجاه من المسجد ولو بجره من يده ورجله دون
جسين ايسي بدو آي هو كه آدمي انسان كو تكليف هو وي تاواو اسكا مسجد سي نكال دينا لازم هي اگر چه دهنه سي اور پانوي كنيه
لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخرج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد في هذا الزمان لوجود رائحة
آدمي اور سر كي بال كچه كنيه اس رويت كي موافق اس زمانه مين اكثر امامون اور مؤذنون كا مسجد مين سي نكال دينا لازم آتاي كيونكه ادنين پير هي
الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل هم قد يستعملونه في داخل المسجد الجا
بدو موجود هوني هي كيونكه هميشه حقه بود اسبي جاتي هي
فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان
انكي حق مين كرايت بهت سخت اور بر تري اور بعض علماء مالكي ذهب في ملك حجاز مين ايك سوال كا جو حقه كي باب مين تها پير جواب كنيها هي
وهلوا استعمال الدخان حرام كاصل لانه اصله الخشبة والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
كه هو مين كو استعمال كرا حرام هي جيتكي اصل اسوسطى كه او كي اصل كوي هي اور آگ كيونكه دهوان كوي كا جز هو تاي كچه آگ لي هوي سو دهوان
من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون أموال اليتيم
اسلي كه او سمين كچه آگ هوني هي استعمال كرا حرام هي واسطى قول الله تعالى ان الذين ياكلون أموال اليتيم

كَلِمَاتٍ اَلْمَا يَكُونُ فِي بَطْنِهِمْ نَارًا فَاذِلْ النَّصْرَ عَلَى حَرَّةِ النَّارِ فَيَحْرَمُ الدِّخَانَ الْحَاصِلَ مِنْهَا وَاَيْضًا اَنَّهُ تَعَالَى جِسْلُهُ
 نَاحِي وَهِيَ كَمَا فِي بَيْنِ اَبْنِي بَيْتٍ مِنْ اَكْ يَسَدَّ اَيْتَ اَكْ كِي حَرَمَتْ بِرَدَّ اَلْتَّ كَرَفِي هِي سَوْدَ هَوَانِ هِي جَوَاسِ هِي بَيْدَا هَوْتَا هِي حَرَمِ هِي بَوِي هِي هِي كِي اَلْقَدَالِي
 عَمَّا يَعْذِبُ بِهِ حَيْثُ قَالَ فِي حَقِّ قَوْمِ بَوِي النَّبِيِّ عَلَيَّ السَّلَامُ لَمَّا اَمْسَوْا كَشَعْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخُرِّي فِي الْحَيَوَةِ الدُّنْيَا
 دَهْوِي كُو عَذَابِ كِي حِيْرُوْنِ مِنْ مَقَرِّ كِيَا هِي جَانِجِي قِيْمِ يُوْسُ كِي حِيْ مِنْ فَرَمَا هِي جَبْ بَقِيْنِ لَمَّا كِيُوْلِ دِيَا هِي اُوْنِيْرِي ذَلَّتْ كَا عَذَابِ دُنْيَا كِي جِيْ
 فَالْعَذَابُ الْمَكْشُفِيُّ عَنْهُمْ كَانَ دَخَانًا وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ دُخَانًا هَبِيْنِ يَغْشَى النَّاسَ
 سَوْدَ عَذَابِ جَوَانِي مَوْقُوفٍ هَوَانِ هِي تَهَا اُوْرَ اَكْ اُوْرَ اَيْتِ مِنْ فَرَمَا هِي سَوْتُوْرَا دِيْكِي جِسْدُ كَرَاوِي اَسْمَانِ دَهْوَانِ صَرِيحِ جَوَاسِي لَمَّا كُوْلُوْنِ
 هَذَا عَذَابُكُمْ اَلَيْكُمْ وَالْمَرَادُ بِالدِّخَانِ الْمَذْكُورِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ مَعْنَاهُ الْحَقِيقِيُّ عَلَى قَوْلٍ وَعَلَى هَذَا الْقَوْلِ يَكُونُ الظَّم
 يَهِي دَكْبِي مَارِ اُوْرَ مَرَدُ دَخَانِ سِي اَسْ اَيْتِ مِنْ اَيْكِ قَوْلِ كِي مَوَافِقِ حَقِيقِ مَعْنِي هِي اُوْرَ اَسْ قَوْلِ كِي مَوَافِقِ اَيْتِ كِي حَبَارَتِ سِي
 الْكَرِيْمُ صَرِيحًا فِي كَوْنِ الدِّخَانِ عَذَابًا اَلَيْمًا وَمَا بِهِ التَّعَذُّبُ يَحْرَمُ اسْتِعْمَالُهُ فَانَ الْفُقَهَاءُ قَدْ اتَّفَقُوا عَلَى وَجْهِ
 صَافٍ مَعْلُومٍ هَوْتَا هِي كُو دَهْوَانِ دَرْدَنَاكِ عَذَابِ هِي اُوْرَ جَسْ حِيْرِي عَذَابِ وَاقِعٍ هَوْتَا هَوَاوَسْكَ اسْتِحَالِ حَرَمِ هِي كِيُوْلُ كِي تَامَ فُقَهَا كَا اِتْفَاقِ هِي كُو
 الْفَرَارِ مِنْ مَحَلِّ الْعَذَابِ كَبَطْنِ مَحْشَرٍ فَانَّهُ عَلَى لَفْظِهِ اسْمُ الْفَاعِلِ مِنَ التَّخْشِيرِ اسْمٌ وَاَدَا هَلْكَ اَللَّهُ تَعَالَى فِيهِ
 جَسْ كِي كِي اَمْتِ كُو عَذَابِ هَوَاوَسْ كِي هِي بَهَا كَا وَاجِبِ هِي جِيْسِي بَطْنِ مَحْشَرٍ كِيُوْلُ كِي اَسْمُ فَاعِلِ كِي وَذَلِكَ بِرَدِّ تَخْشِيرِ مِنْ هِي نَامِ اَيْكِ وَاَدِي كَا هِي جَبَا اَللَّهُ تَعَالَى فِي
 اَصْحَابِ الْفِيلِ فَانَّهُ وَاجِبُ الْفَرَارِ مِنْ مَحَلِّ الْعَذَابِ فَوَجِبَ الْفَرَارُ مَا بِهِ الْعَذَابُ اَوَّلِي ثَمَّ اَنَ الْمُسْتَعْلِينَ لَهُ تَرْهَمُ
 اَصْحَابِ فِيلِ كُو اَلَاكِ كِيَا تَهَا بِرَجَبِ عَذَابِ كِي جَكِي سِي بَهَا كَا وَاجِبِ هَوَاوَسْ كِي عَذَابِ كِي حِيْرِي سِي بَهَا كَا اَمْتِ خَرُوْرِي بِرَحَقَّةِ بِيْنِي وَالْوَلِ كُو تُوْ دِيْكِي تَهَا هِي
 اَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ حُلُوْقِهِمْ وَانْوَفَهُمْ وَفِيهِ تَشْبِيْهُ بِاهْلِ النَّارِ الَّذِي يَهْلِكُوْنَ فِي اَخْرِ الزَّمَانِ مِنْ اَلْاَشْرَارِ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ
 كَرُوْمَانِ اُوْرَ اَكِي حَقِ مِنْ كِي اُوْرَ اَكِي مِنْ سَلَكْتَا هِي اُوْرَ اَسْ جَالِ مِنْ دُوْرِ خِيْلِ كِي مَوَافِقِ اُوْرَ اَكِي بِرَابَرِ مِنْ جَوَا اَخْرَزَانَهُ مِنْ شَرِيْرُ لُوْ كِي اَلَاكِ هُوْ كِي جَانِجِي حَدِيْثِ مِنْ اَلْحَقِ
 اَنَّهُ يَكُوْنُ فِي اَخْرِ الزَّمَانِ دَخَانٌ يَمْلَأُ اَرْضَ بَقِيْمِ عَلَى النَّاسِ اَرْبَعِيْنِ لِيُوْا اَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَصِيْبُهُ كَهَيْئَةُ الزَّكَامِ وَامَّا
 كِي اَخْرَزَانَهُ مِنْ اَلْيَسَادِ هَوَانِ بِيْدَا هُوْ كَا كِي تَامَ رُوِي زَمِيْنِ كُوْ دِيَا نِيْ كُوْ كِي اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ اَلْيَسَادِ
 اَلْكَافِرُ يَخْرُجُ مِنْ مَغْرِبِهِ وَادْنِيْهِ وَعَيْنِيْهِ حَتَّى يَصِيْرَ رَاسُ اَحَدِهِمْ كَالرَّاسِ الْخَنِيْذِ اَيِ الْمَشْوِيِّ فَلَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ
 كَا فَرِي دُوْرِ تَنْهَوْنِ مِنْ سِي اُوْرَ دُوْرِ كَا نُوْنِ مِنْ سِي اُوْرَ دُوْرِ اَلْكَلْبِ مِنْ سِي دَهْوَانِ كَلِي كَا اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ كِي اَلْيَسَادِ
 اَنَّهُ يَتَشَبَّهُ بِاهْلِ الْعَذَابِ لَا اَنَّهُ لَيْسَتْ عَلَيْهِ مَا هُوَ مِنْ نَوْعِ الْعَذَابِ وَلَا هُوَ مِنْ مَلَابِسَاتِ اَهْلِ الْعَذَابِ وَقَدْ كَرِهَ جَمِيْعُ
 نَحْوِيْنِ جَا سِي كُو عَذَابِ وَالْوَلِ كَا سَا حَالِ نَبَا لِيْنِ اُوْرَ نَهِيْ جَا سِي كُو عَذَابِ كِي حِيْرُوْلِ كُو اسْتِحَالِ كِيْنِ اُوْرَ نَهِيْ عَذَابِ اَلْوَلِ كِي سِي صَوْرَتِ بِنَاوِيْنِ اُوْرَ تَامَ عِلْمَا رِي
 مِنَ الْعُلَمَاءِ التَّخْتَمُ بِالْحَدِيْثِ النَّحَاسِ لَمَّا ثَبَتَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّهُمَا حَلِيَّةُ اَهْلِ النَّارِ وَصَحَّ عَلَى اَذْكُوْرِهِ اَلْهَلَالِي فِي مَخْضَرِ اَلْحَدِيْثِ
 لَوِي اُوْرَ تَابِي كِي اَلْكَلْبِ مَوْسِيْ بَرْتِي كُو مَكْرُوْرِهِ كِيَا هِي كِيُوْلُ كِي حَدِيْثِ سِي ثَابِتِ هُوْ كِيَا هِي كُوْ لُوْ اُوْرَ تَابِي نَاوِيْرُ دُوْرِ خِيْلِ كَا هِي اُوْرَ اَفِيْ جَالِ اَلْوَلِ كِي تَخْمُرُ اَلْحَدِيْثِ
 اَنَّهُ عَلَيَّ السَّلَامُ كَانَ بَكْرُهُ الطَّعَامُ السَّضَنُ وَيَقُوْلُ اَنَّهُ تَعَالَى لَمْ يَطْعَمْنَا نَارًا فَهَذَا الدِّخَانُ اَوَّلِي بِالْكَرَاهَةِ لَا نَهْ مَخْطُطٌ
 صَرِيحِ هَوَا هِي كِيُوْلُ كِي اَلْيَسَادِ سَلَمِ كَرَمِ كِيَا هِي كُو مَكْرُوْرِهِ جَانِيْ اُوْرَ قَرَفَا كِي اَللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَطْعَمْنَا نَارًا فَهَذَا الدِّخَانُ اَوَّلِي بِالْكَرَاهَةِ لَا نَهْ مَخْطُطٌ
 بِاَجْزَاءِ نَامِرِيَّةٍ كَمَا مَرَّ قَوْلُ بِيْكَنِ فِي اسْتِعْمَالِهِ لَا تَسْوِيْدُ الشَّيْءَ اِلَّا بِدَانٍ وَكَرَاهَةُ الرَّاحَةِ وَالْاَشْتِنَانِ يَكْفِيْ نَاجِرَ الْعَاقِلِ عَنْ
 اَجْزَاءِ نَامِرِيَّةٍ اَلْوَلِ كِي اَلْكَلْبِ مَوْسِيْ بَرْتِي كُو مَكْرُوْرِهِ كِيَا هِي كِيُوْلُ كِي حَدِيْثِ سِي ثَابِتِ هُوْ كِيَا هِي كُوْ لُوْ اُوْرَ تَابِي نَاوِيْرُ دُوْرِ خِيْلِ كَا هِي اُوْرَ اَفِيْ جَالِ اَلْوَلِ كِي تَخْمُرُ اَلْحَدِيْثِ
 اسْتِعْمَالِ اَلْوَلِ كِيُوْلُ كِي اَلْيَسَادِ سَلَمِ كَرَمِ كِيَا هِي كُو مَكْرُوْرِهِ جَانِيْ اُوْرَ قَرَفَا كِي اَللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَطْعَمْنَا نَارًا فَهَذَا الدِّخَانُ اَوَّلِي بِالْكَرَاهَةِ لَا نَهْ مَخْطُطٌ
 بَلْ كَرَا سِي بِيْنِي مِنْ كِيُوْلُ كِي اَلْيَسَادِ سَلَمِ كَرَمِ كِيَا هِي كُو مَكْرُوْرِهِ جَانِيْ اُوْرَ قَرَفَا كِي اَللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَطْعَمْنَا نَارًا فَهَذَا الدِّخَانُ اَوَّلِي بِالْكَرَاهَةِ لَا نَهْ مَخْطُطٌ
 اَلْاِسْلَامُ لَكَ اَنَّهُ اَعْتَدَ الْعَاقِلُ عَلَى اجْتِنَابِهِ وَمَا نَعَا عَنْ اِرْتِكَابِهِ لَكِنْ اَكْثَرُ اَهْلِ الزَّمَانِ طُبَايِعُهُمْ خَادِمَةٌ صَعْبَةٌ
 قُوْبِيْ عَاقِلِ كِي لَوِيْ اَعْتَدَ اَجْتِنَابُ كِيَا تَهَا اُوْرَ اَسْ اَخْتِيَارِ كَرَفَا سِي مَانْعِ اَتَا لِيْكِنْ اَسْ نَهَا نَهِيْ كِي لَوِ كُوْلِ كِي طَبِيْعَتِيْنِ اَيْسِيْ جِيْ هِي هِي كِي اَصْلًا مَطْبُوعِ نَهِيْ هِي هِي

في الاعتكاف

دخل المسجد ونوى الاعتكاف لا أن يخرج بغيره معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
 مسجد من آوى اور تخلف في وقت من اعتكاف في نيت كرى تو معتكف هو جاك وكي جيتك مسجد من مسجد كا اور كو اعتكاف كون كا ثواب ميكا
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن أبي حنيفة أن الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية أقله يوم ثم الاعتكاف
 مسجد مي تكليكا تو كوكا اعتكاف پورا هو جاك وكي اور حسن امام ابو حنيفة سي روايت كرتا هي كه روزہ صحت اعتكاف كي شرط هي اس روايت كي موافق كسي كم مدت
 لا يخرج الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة اشتراط الصلوة
 سوا مسجد جماعت كي جسكا امام اور مؤذن معين هو اور مؤمنين پانچون نمازين جماعت سي هوتي هون درست نهين هو اسلوسلي كه نماز كي انتظامي كرتا هي
 فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلواتها في بيتها ولا يخرج منه
 سوا سي جكه هو نا چاهي جان وه نمازين هوتي هون اور عورت اپني كهر كي مسجد مين اعتكاف كرى يعني جس كجائي كهر مين نماز پڑھي هي پورا اس جكه سي
 اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلواتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
 اگر اعتكاف كيا تو نه نئي اور عورت كو جائز نهين هي كجائي كهر مين سوا نماز كي جكه كي اور كهر مين اعتكاف كرى اور اگر او كى كهر مين نماز كي جكه كرى معين نهين
 لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كما الجمعة او طبعية كالبول و
 قرا وكو كهر مين اعتكاف كرنا جائز نهين هي اور معتكف مسجد سي بطون حاجت شرعي كي باهر نه نكلي جيسي نماز جمعه يا برون حاجت طبعي كي جيسي پيشاب نور
 الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يكت في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين تزل الشمس
 پاخانہ اور اگر واسطی پيشاب يا پاخانہ كي مسجد سي باهر آيا تو طهارت سي فايرج هو كر كهر مين ديرنه لگاوي اور نماز جو كي واسطی آفتاب ذہني كي وقت وائت
 ان كان معتكفا قربا من الجامع بحيث لا ينتظر زوال الشمس لا يفرقه الخطبة وان كان تفوته الخطبة
 اگر مسجد جامع سي نزديك معتكف هو ايسا كه اگر آفتاب ذہني كا انتظار كرى تو خطبة فوت هو جاكوي اور اگر جائي كه خطبة هو چكاي كا
 لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكنه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
 قرا آفتاب ذہني كا انتظار كرى بلكه ايسی وقت روانه هو كر مسجد جامع مين جاك چار ركعتين نماز كي اول اذان سي پہلي پڑھي جومبر كي سامني هوتي هي
 المنبر وفي رواية ست ركعات ركعتان تحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يكس بقدر ما يصلي اربع
 اور ايك روايت هي كه چار ركعتين پڑھي دو ركعت تحية المسجد اور چار سنتين اور بعد نماز جمعه كي اتنا پڑھي كه چار ركعتين
 ركعات اوست ركعات على حسب اختلاف اخبار الواردة في المناقاة بعد الجمعة ولا يكس اكثر من ذلك
 يا چار ركعتين پڑھي موافق اختلاف حديثون كي كه جمعه كي بعد كي غفلون مين وارد هوتي هي اور اسقدر سي زياده ديرنه لگاوي
 وان مكث لا يضره ولو يوما وليلا لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعبادة المريض ولا لصلوة الجنابة ولا
 اور اگر دير لگاوي تو كچه نقصان نهين هي اگر چه ايك دن رات تك ليكن بيہ خفاست مستحب اور چار پڑھي كي واسطی نہ جاكوي اور نہ واسطی نماز جنازہ كي جاكوي او پڑھي
 لاداء الشهادة وهذا كله قول أبي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف وعند
 گواهي ديني جاكوي بيہ تمام قل امام ابو حنيفة كا هي اسواسطی كه مسجد مين سي بلا عذر نكلتا اگر چه ايك ساعت كي لئي هو او كى نزديك اعتكاف كو فاسد كرتا هي
 وهو الاقيس لان الخروج بينا في اللبث وما ينافي في الشيء يستوفي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحديث
 اور بيہ سي قابل قياس كي هي اسواسطی كه باهر نكلتا اندر پڑھي كي خلاف هي اور جوشي كسي شي كي خلاف هوتي هي اسمين تہو روايت سب برابر هي جيسي ہند ميكلانا
 في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض يبطل لان الخروج بعد المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
 اور حضور مين حدث اور ايسی ي اگر ايك ساعت كي واسطی بيماري كي عذر سي نكلي تو اعتكاف باطل هو جاكوي اسواسطی كه بيماري كي عذر سي نكلنا باين اعتبار كرتا در وقوع هي
 مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعد المرض وكذا اذا خرج لغير عذر
 ايسی كهي هوتي هي ايجاب سي مستثنى نهين هو اي سواب گواي بلا عذر باهر نكل آيا بان آسا هي كه بيماري كي عذر سي نكلني مين كجائي كهر مين هو نا اور ايسی ي اگر بلا عذر

لا يجب - ولفظ الشائع اذا دار بين المعنى الشرعى والمعنى اللغوى يتعين حمل على المعنى الشرعى ما لم يكن لان
 معنى بين اور شائع کی کلام اگر در میان معنوں شرعی اور معنوں لغوی کی دایر ہوئی ہی تو وہ معنی جہاں تک ہو سکے شرعی معنوں پر حمل کئی جاتی ہیں اس واسطے
 الغالب من حال النبی علیہ السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر
 کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہیں بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا
 على الانسان لغاتين احدهما كونها كفارة لخطاياہ وتطهير له ما صدق عنه في حال الصوم من اللغو واللغو
 انسان پر دو فوائد کی واسطے واجب ہوئی ایک تو کفارہ ہے اور دوسری تطہیر ہے اور اس کی کفایت ہے اس سے جو عذر کی حالت میں ہوا ہو اور لغو
 الذين ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرث الذي هو الكلام القبيح وما يضاہيه من الفاہ الجاهل
 جنہن کوئی فائدہ نہیں ہے نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہے رفت سے یعنی کلام بد اور جو اس کا اندیشہ الفاہ جماع کی
 لان الحسنات يذبحن السيئات والثانية كونها اقوت للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في
 البیت نیکیان دور کرتی ہیں برائیوں کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہے یہاں تک کہ فقیر اس روز قوت حاصل کرے یعنی کی مانند ہوتا ہے
 وجدنا القوة وعدم الاحتياج الى السؤال لانه عليه السلام قال اغنهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشأ
 اور حاجت سوال کی نہیں رہتی اس واسطے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا انکو سوال کر لی ہی آج کی روز معنی کرو اور یہہ اشارہ ہو
 الى ان هذا اليوم انما يكون عيد للفقراء اذا استغنوا فيه عن السؤال بوصول صدقة الاغنياء اليهم
 کہ یہ دن فقیروں کی حق میں عید ہے کہ تو انکو دن سے صدقہ لیکر سوال کر لی کی حاجت نہ رہی
 لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسائر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مأمورون
 اس واسطے کہ تو انکو دن کو حکم ہے کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں یہود یہ ہے کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہے اور انکو محبت الہی کا حکم ہے
 بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
 اور وہ ہی صرف ایمان کی راہ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اس لئے کہ ان کا قول لا الہ الا اللہ اس کے معنی ہیں جتنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
 لا معبود ولا محبوب الا الله فالترصنا لعبادته ومحبتنا ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال عبادة
 نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اللہ کے سو معنی اس کی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اس کی سوائے کی عبادت کریں نہ کسی کو محبوب رکھیں سوال کا خرچ کرنا
 لخيرهم ومصدق الصدقة من حيث ان جميع المحبوبين يتبدل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبهم
 تو کسی محبت کا نشان مقرر ہوا ہے اور اس کی بھی دعویٰ کی تصدیق ہی اس خلاصہ کی تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطے کہ ان کی محبت دل میں زیادہ تر ہو خرچ کرنا
 فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عهدوا الله عليه ومن لم يبدل يكون من الذين يقولون يا قوم
 سو جس نے مال خرچ کیا وہ اول لوگوں میں ہے کہ اسے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا اور جس نے مال نہ خرچ کیا وہ اول لوگوں میں ہی جو دہانی دہ باقین بتاتی ہیں
 ما ليس في قولهم بل من اتبع هواه وجعله اله لنفسه حتى كانه يعبد فان من يعبد الهوى نفسه لا
 جو اس کی دلیل نہیں ہیں بلکہ انہیں ہیں جو اپنی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا معبود بنا لیا ہے گویا وہی کی عبادت کرتا ہے کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہے
 يهوى نفسه شيئا لا يتركه ويخالف مولا له ولهذا قال النبي عليه السلام بفض اله عبد في الارض عند
 تو ہوا اس کا نفس جو شہوات کرتا ہے یہ ہوا اس کی مخالفت کرتا ہے اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدتر معبود کو زمین کی اوپر ہوا گویا
 الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العبادته الاشياء الاول ترك المعاصي فان العصية
 خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اس کی موافق نہ کہ اس عید میں کئی چیزیں واجب ہیں اور عبادت ترک کرنا کیونکہ معصیت کا ترک کرنا
 وان كان تركها لازما في الدنيا
 اگرچہ ہمیشہ ہر وقت میں لازم اور نہ

الشهر عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلك الشهر
 القديم فلا تظلموا فيه من أنفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
 في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات والارض من تلك الشهور الا اثني عشر
 اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور اربعة للمعينة حرمها هو الدين
 المستقيم دين ابراهيم واسماعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيه من أنفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
 فيها فان العمل الصالح كما انما عظم اجر آفة من كذلك المعصية فيمن اعظم وزر من المعصية في غيرهن
 وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العیدین ولياليهما
 اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بالخصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
 الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة هذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
 بالهتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
 المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة فيها فمن عجز عنها فاقل احواله في التعظيم ان يحتزر عما يحرم عليه ويكره له
 فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمان فقد
 اخذوا ضد هذا المعنى حيث كانوا يسألون في ايام العیدین ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرها من انواع
 السيمات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيدة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما
 ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول استخاطه خالقه بخالفه امره والثاني تفريح ابليس الذي
 فقه ابوالليث في تنبيه الغافلين من دس خبيثا هو قاتل ابن خلدون في ان امور من خلاف اختياره لياي

هو عدة وعد الله تعالى والثالث بعدة من الجنة والرابع قربة من جهنم والخامس جفاء من

جوارحها وهي اوضارها دشمنی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی اثر کنی پانچویں اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تجنيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ابد اللفظة

جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ فی پاک پیہ کیا ہی ساتویں کرام کا تین کو ایہ ادبی

الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه

جو کہ اسکو نہیں ستاتی آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اللہ تعالیٰ کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانتة لجميع الخلائق لان المصطفى يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فاذا

دسویں تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہوں کی شامت سی مینہ برسنا بندہ ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہ حال ہو تو بہر دیکھو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على

اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنوں مین باوجودیکہ دعاؤں نصیحت کرنا والی منہوں پر کچا رکھ کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تفرغ بالعود انما

کہی جاتی ہیں کہ عید اوسکی لئے نہیں ہی جوئی کپڑی پہن لی عید اوسکی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی ہی نہیں ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد

عید اوسکی ہی کہ تو بہ کر کر بہر شہنشی عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زینت سی ارایش کری عید اوسکی ہی جو توشہ تقویٰ سی آسائش کری عید اوسکی نہیں ہی

من ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن يسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقا

جو اونٹنیوں پر سوار ہو عید اوسکی ہی جو خطا سی مٹا کر عید اوسکی نہیں ہی جو فرش فرش بچاوی عید اوسکی ہی جو عراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملامح معصية والجنوس عليها فسق والتزديع ما كفروا وى انة عليه السلام

انہی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ ملائح کو سماعت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوسکی لیدہ کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعهم ليسمعوا امثال تلك الكلمات ولا يلتفتوا اليها بل يترك دعوات

ملائیح کی آواز سنکر کانوں مین اونٹکی ان دسویں مین اب ہر لوگ ایسی ایسی کھڑے ہوتے ہیں اور اوس روایت کی طرف توجہ نہیں کرتی مگر ان اسلام کا دعویٰ

الاسلام وعبادة الله ورسوله ومع هذا يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام

کرتی ہیں اور اسناد اور رسول کی محبت جتنا ہی ہیں اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہیں اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حکام وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان بأكيا فليبك على

ان تمام منہیات کو دیکھتی ہیں اور مین سی ذمہ منع نہیں کرتی بلکہ اوس مین اور مدد دیتی ہیں اب جو کوئی روی توجہ ہی کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما ابد اغريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان

غربت پر روی کیونکہ اسلام اب ولسای غریب ہو گیا جیسی عرب شروع ہوا تھا ان مین دن فرح اور سرور مین پر مین چاہی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا كالاعتسال والتنظيف ولبس احسن الثياب

کہ خوشی اور سرور ایسی سبب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانا اور اچھی اچھی مباح پہنی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما ينبغي لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوص في الباطل لان العيد

کہ وہ یا نئی ہوں یا مہوی ہوئی ہوں یا مہوی ہوئی ہوئی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پٹا اور باطل باتوں مین گستاخ کیونکہ عید کو

انما اسمي عيد لانه تعالى يعوده فيه على المؤمنين بالمغفرة ولا احسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيا

اسی نام ہی عید کہی مین کہ اللہ تعالیٰ ان مین دن دوبارہ مغفرت اور احسان کرتا ہی بہر اوس پر ہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکش سی کندہ کریں

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العرفين انه
 انك سادات مند اور باق رضامند ہاکی ہوں بدبخت اور ٹوٹی دالوں میں ہوں اور بعض عارفوں سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

مر یوم العید بقوم بلعبون ویضحکون فقال ان کان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان یشکروا ولہذا
 عید کی دن ایک قوم ہر پہنچی کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو انکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہ شکر گزار لوگ

فعل الشاکرین وان کان لم تقبل منهم لزمهم ان یخافوا ولیس هذا فعل الخائفین ثم ینبغی ان یعلم ان بعض
 کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہ فیضیوالین کی کام نہیں ہیں ہر پہنچی کی بات ہی کہ بعض لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابابکر دخل علیہا یوم
 کہتی ہیں کہ دف و اثرہ بجاتا اور گانا عید کی دن جائز ہی اسکی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ انکی یہاں عید کی

العید وعندها جاریتان تغنیان بالدف ورسول اللہ علیہ السلام متغیش بشوہ فزجرهما ابوبکر فکشف الثیاب
 دن آئی اسوقت انکی پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر اور ہی ہوئی تھی اور انکیوں کو ابوبکر کی منع کیا تو نبی صلی اللہ

وجہه فقال دعهما یا ابابکر فان لكل قوم عیداً فہذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ان
 وہم فی منہ کہہ کر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے تاکہ عید ہی عید ہو اور انکی قول ہر جو جائز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لکن لیس لازماً ان ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث موقوف غیر معول بہ لقولہ تعالیٰ ومن الشا
 ہر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من یشترک فی شئ من حدیث فان المراد من لہو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس
 کہ ضرور اس میں کہیں کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعکوفہ وسعید بن جبیر الغناء وافی معناه من المعازف والمزایر والمراد من اشتراہ واختیارہ والمعنی ان بعضاً
 اور حکمران اور سعید بن جبیر سی غنائی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزما بجاتی اور اشتراہ سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس یختار الغناء وافی معناه من العازف والمزایر لیضلل عن سبیل اللہ یغیر علمہ ویفتن ہاھو
 جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بجا دین اسکی راہ سی بن سحبی اور ہر اون اسکو ہنسی

اولئک ہم عذاب اللہ فی عذاب عذاب لای یخرج علی شریک الغناء وافی معناه من الملاحی ویدل علی هذا ایضاً عائشہ
 وہ جو ہیں اور انکو زلت کی مار ہی یہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اسکی مثل ہوگی چیزیں ہیں اور حرمت اس میں ہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغہا لم یقل عنہا الا ذم الغناء والمعارف والثانی مما یجب علی المكلف فی هذا العید صدقة الفطر
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانع ہو کر غنا اور معارف کی سوای برائی کی کچھ منقول نہیں ہیں اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقة الفطر ہی

فانہ انجب علی کل مسلم حرغنی والغنی الذی ہو شرط لجوبہا ان یمتک نصاباً او ما یكون قیمته نصاباً فاضلاً
 صدقہ الفطر ہر ہر مسلم آزاد تو اگر ہر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب سدقہ فطر کی جاسی اتنی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شئی کا مالک اسکی قیمت نصاب کی

عن حاجتہ الاصلیة ولا یعتبر فیہ وصف الغناء فمن کانت لہ دار لا یسکنہا فیلو جرحہا او لا یأجرہا تعتبر قیمتها
 برابر ہو حاجت اصلی ہی زیادہ ہو اور می ہونا یعنی ہر شئی والی چیز ہونا کچھ ضرور نہیں بہ نکرہ میں معتبر ہی جو سکی پاس ایک کہ ہو کہ حسین ہا نہیں کرتا پر کرایہ دیتا ہو

فی الغنی وكذا اذا سکنہا وفضل عن سکناہ شئ یعتبر قیمۃ الفاضل فی الغنی لان ما کان من حاجتہ الاصلیة
 اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی گرا دین ہر ہا اور ہر ہی کی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ غنا اسکی حاجت میں ہی

یاد رکھو کہ یہاں جو غنا کی بات ہے

لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعة تارض بما فی دهرهم وبنی فیها دلمر یسکنها فهو غنی بها لانها فاضلة
 کما ان کرایه کی گهر من رهنما هو اور ایک اور قطعه زمین کا دوسرا حصہ کو مول لیکر رہنے کی گهر بنا یا تو اب اس گهر کی ملکیت ہی غنی ہو دیکھا اسنی کہ یہ گهر مسوقت وکی جگہ تک
 عن حاجته الحالية وانما یحتلر الیها فی المستقبل ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی
 فاضل ی اگر حاجت ہوگی تو نہ اندیشہ میں ہوگی اور کسی مکان میں دو مقام ہوں گرمی کا اور چاروی کا

لا یكون بها غنيا ولو کان فیها ثلثة بیوت یعتبر قیمته الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یكون
 غنیاً بثلث دسجات احدها اللبذلة والثانية للحنة والثالثة للجمع والاعیاد وكذا بالفرانج
 تین جوڑی کپڑی ہی غنی نہیں ہوتا ایک روزمرہ کی پہننے کا اور دوسرا کریمہ وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنوں کا اور تیسری دو چھوڑوں کی پہننے کی

وما زاد علی الدسجات الثلث من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی بغرسین
 اور جس قدر تین جوڑے اور دو چھوڑوں ہی زیادہ ہوگا تو غنی ہوتی ہیں اور کسی قیمت حساب میں لیا جاتی ہے اور غنا کا مقام دو کھوڑوں ہی
 لا یكون غنیاً وان کان له ثلثة افراس یعتبر قیمته احدها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب
 غنی نہیں ہوتا اور اگر تین کھوڑے ہوگی تو ایک کھوڑے کی قیمت غنی ہونے میں حساب کیا جاتی ہے اور جس قدر ایک چوپایہ ہی زیادہ ہوگا

لغیر الغازی فرسکان او حمار اللدهقان او غیره او الخادم الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وكذا کتب
 سوا غازی کی اور شخص کی پاس کھوڑا ہو یا گدا رئیس گاؤں کی لئی یا اور کسی یا ایک خادم ہی زیادہ تو غنی ہوتی ہے اور کسی قیمت حساب میں لیا جاتی ہے اور تیسری
 التفسیر والحديث والفقهاء لاهل ما زاد علی نسخة واحدة من رواية واحدة یعتبر قیمته فی الغنی
 تفسیر حدیث فقہ کی کتاب میں علامہ کی لئی جو ایک ایک نسخہ ہی زیادہ ہوگی تو ایک است بن غنی ہونے کی قیمت اور کسی حساب میں لیا جاتی ہے

وكذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والقرآن من یحسن
 اور تیسری جو ایک قرآن ہی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب میں اور کسی قیمت معتبر ہے اور کسان دو بیویں ہی اور کسی کی لچھری لچھری کا
 لا یكون غنیاً وان کان له ثلثة ثیران یعتبر قیمته احدها فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمته فی الغنی
 غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوگی تو ایک کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی میں ہو تو غنا میں اور کسی قیمت لیا جاتی ہے

والخیار اذا کان له حنطة او علم یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا القصار اذا کان له اشنان او صابون یعتبر
 اور تین پنکے پاس اگر کپڑوں اور کھانے کی قیمت دسوی غنا کی معتبر ہوگی اور تیسری ہی دسوی اگر کسی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی
 قیمته فی الغنی ومن کان له قوت سنة یساو کصاف فقیه کلام والظاهر ان لا یعد من الغنی ذک من قاضی
 قیمت لئی لیا جاتی ہے اور جس کی پاس ایک سال کا کھانا جس کی قیمت فصل کا برابر ہو تو اس میں اختلاف ہی اور ظاہر ہے کہ وہ غنی نہیں شمار کیا جاتا یہ قول قاضیان فی

فی فتاواه والمرأة اذا كانت لها جواهر ولا یلی تلبسها فی الاعیاد وتزین بها للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا
 اپنی فتادی میں ذکر کیا ہے اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی پہنانے کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اس کی قیمت معتبر ہوگی اور
 ان كانت لها دار تسکن فیها مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی ان قدر الزوج علی الاسکان ویتعلق بهذا النصف
 ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں گھر ہو جس میں خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس گھر کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی یا دس شہر پر کہ اور خاوند گھر دینی کا مقدور کہتا ہو اور رہتی

حرمه اخذ الزکوة ووجب صدقة الفطر والاضحية لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یجزم علیہ السؤال
 زکوة لینا حرام ہے اور صدقة فطر اور قربانی واجب ہوتا ہے کہ کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہیں ایک ایسا غنی ہوتا ہے جس کو سوال کرنا
 واخذ الصدقة ویجب علیہ صدقة الفطر والاضحية والزکوة وهو من یملک نصاباً کاملانا مایا وغنی
 اور صدقة لینا حرام ہوتا ہے اور اس پر صدقة فطر اور قربانی اور زکوة واجب ہوتی ہے ایسا غنی وہ ہے جس کی ملک میں پورا نصاب کامل نامی ہوتا ہے اور کھانا

أوامر ولد أو كافرا ولا يعطى عن عبدة للتجارة وعن مملوكه إلا بق فان عاد مملوكه عن إلاباق بعد ماضى
 أيام ولد هو يكافره أو سودا كركى كى غلام كى طرف سى دينا لازم نہیں ہى اور نہ ہاگى ہونى غلام كى طرف سى بہر اگر غلام ہاگى ہوا ایسی وقت حاضر ہو کہ دفعہ فطر کا گذر گیا
 یوم الفطر حتى ان من مات من مایکک واولاده قبلہ لا یجب صدقته وکذا للولد له ولدا وطاک عبدہ
 یہاں تک کہ اگر کوئی غلام مومن سى یا ان دین سى صبح صادق سى پہلی عرجاوى تراو سکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق كى پہلی عرجاوى
 بعدہ لا یجب علیہ صدقته ولو ولد له او طاک عبدہ او طاک عبدہ قبلہ کان علیہ صدقته وکذا للوارث غنیا قبلہ
 ایک غلام کا مالک ہو گیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق سى پہلی عرجاوى پہنچا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اس کا صدقہ واجب ہو گیا اور ایسی ہی اگر پہلی عرجاوى پہنچا ہو گیا
 وبعدہ لا والمستحب اداءها قبل صلوۃ العید ولا تسقط بتأخیرها وان افتقر وطال المدة لانها
 تو واجب ہى اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید كى نماز سى پہلی عرجاوى پہنچا ہوا اگرچہ فجر ہو جاوى اور سپردت ورنہ گذر جاوى
 متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديہا عن وقت وجوبها بلا تفصیل فیہ بین مدة ومدة فی الصبح
 کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہى کچھ مال پر نہیں ہى اور صدقہ فطر وقت وجوب سى پہلی عرجاوى پہنچا صبح نہ سہین حابز ہى کہ مدت کو زیادہ کا فرق نہیں ہى
 یجب دفع فطرہ کل شخص الی فقیر واحد حتى لو فرقت الی فقیرین لا یجوز لان المنصوص علیہ الاغناء
 اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہى یعنی کیونکہ كى آدمی صاحب سى کہنے کا اگر دو فقیروں کو دیا تو باوصاف تقسیم کر لیا تو جائز نہیں ہى لیسو كى حدیث کا سنا
 لقوله علیہ السلام اغنؤهم عن المسئلة فی مثل هذا اليوم ولا یستغنى بآدوں ذلك وقیل یجوز دفعها
 لفظ غنى كى دینا ہى اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال كرنى سى آج كى دن غنى كر دو اور اس سى کتر میں غنى نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہں ایک فطرہ
 الی فقیرین لکن الاول اولی ویجوز دفع ما وجب علی جماعة الی فقیر لکن الاولی ان یکون الدفع بدفعات
 دو فقیروں کو ہى دینا جائز ہى پر اول مذہب بہتر ہى اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جائز ہى برادى یہہ ہى کئی بار ایک ایک فطرہ علیہ وکرا کا ہوا
 لا دفعه واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادیر یمنع التقصان لا الزیادة فاذا وقع التفریق فی
 یک دفعہ ہى نہ دیوے اس واسطے کہ آدم صاع کم سى کم مقدار ہى سو کتنی سى روکتے ہى زیادت سى نہیں منع کرتا سو جب دینی میں غلہ علیہ وکرا
 الدفع یکون الفقیر فی الدفعة الثانية فی حکم مسکین اخره لا یجوز دفعها الی اصوله وفروعه ومایکک
 تو گواہ ہى فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہى اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماہ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلام غلامہ وغیرہ کو
 وغیرہم من لا یجوز دفع الزکوۃ الیہم ویجوز صرفها الی فقراء اهل الذمة لکن بیکرہ بخلاف الزکوۃ حیث لا یجوز
 دینا جائز نہیں ہى جن جن کو زکوۃ کا دینا جائز نہیں ہى اور صدقہ فطر ذمہ فقیروں کو دینا جائز ہى برکوردہ برخلاف زکوۃ كى کیونکہ زکوۃ کا دینا
 دفع الزکوۃ الیہم الثالث ما یجب علی المكلف فی هذا العید الصلوۃ وقبل الصلوۃ یمسح بالرجل السویک
 زبیروں کو ہرگز جائز نہیں ہى تیسری اس عید میں جو مکلف پر واجب ہى نماز ہى اور نماز سى پہلی عرجاوى پہنچا ہوا سو اس كى
 والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جریدا وغسلا لا حیرافانہ حرام
 اور نہانا اور خوشبو لگانا ہى اور اچھی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دھوئى سوئی ہوں حریر نہر کیونکہ حریر
 علی الرجال حتی الصبیان لکن لانتم علی من البسہم ولا فطار بالحو واداء صدقة الفطر و صلوۃ الغداة
 مردوں پر بچوں تک حرام ہى پر گناہ اور نہر ہى جو ان کو پہنا دین فقط اور نہنا کہنا اور صدقہ فطر کرنا اور نماز اشدائى كى
 فی مسجد حیة والتبکیو وهو سرعة الانتباه والابتکار وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیہ ما
 محلہ كى مسجد میں اور تبکیہ یعنی حلق تیار ہونا اور بھگنا كى معنی یہاں عید گاہ كى طرف حلقہ دینا ہونا اور پیادہ ماحاتا
 والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی الجبابة سنة وان وسعہم الجامع لکن لیستختلف الامم من
 اور دوسری رستہ سى آنا ہر جگہ میں جانا مسنون ہى اگرچہ مسجد جامع میں تمام نماز آسکتی ہوں لیکن امام کہتے ہاں علیہ وکرا

کان علیہ صدقة فطر حتى وقت وجوبها طالع الفجر من يوم الفطر
 اور اس صدقہ فطر گذشتہ واجب ہى اور صدقہ فطر وجوب کا وقت یوم فجر صبح صادق ہى

والمجلس الثاني والثلاثون

یصلی فی المصبر بالضعفاء والمريض بناء على ان صلوة العید فی الموضعین جائزة بالاتفاق بخلاف
 جهره کی انحراف تا اولی اور یارون کو غار پڑادی کیونکہ عید کی غار ایک شہر میں دو جگہ بالاتفاق جائز ہے بخلاف
 الجمعة فانها جامعة للجماعة والتفرق بینا فيه ويستحب التكبير فی طریق المصلی لكن عند ایحیفة لا یحضر
 جمعة کی جمعة جگہ جائز نہیں ہے کیونکہ جمعة جماعاً کو جمع کر دینا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہے اور عید گاہ کی رستہ میں تکبیر پڑھنی ہوئی جانا مستحب ہے یعنی عید گاہ کی رستہ
 فی هذا العید وعندها یجهر به وهو رواية عنه ایضاً وعن ابی جعفر انه قال لا ینبغي ان یمسح
 عید الفطر من آستہ آستہ پڑھے اور صاحبین کی نزہتیک بکار کر رہے ہیں ابو حنیفہ سی روایت ہے اور ابو جعفر سی روایت ہے کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا
 العامة عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیت فعلى هذا كان الاولی بهم ان یکبروا لکن لاصل هیئة
 اچھا نہیں ہے کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کتر ہے اس روایت کی موافق ہے ہی بہتر ہے کہ تکبیر پڑا کرین پر سبکو ملکہ
 الاجماع والاتفاق فی الصوت وهرجات الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل واحد بنفسه واذ ا
 اور ایک اور آواز نہ کرانگی کی تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ تمام طریق حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھے اور جب
 بلغ المصلی قطع التكبير وروی عن ابی موسی الرضا ان یمیکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی بلغ الجبابة
 عید گاہ میں چاہیجی تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی الرضا سی روایت ہے کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک ایک تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک پہنچ جاتی تھی
 ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیدل من فرسخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل رقت الصلوة
 اور اگر کوئی گردواج کا رستہ کی ولاریات کو عید گاہ میں کوس بہر ایک زیادہ فاصلہ سی آجادی تو صبح صادق ہوئی ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے ہر جگہ کا وقت
 وخرجه وقت الكراهة بارتقاء الشمس یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبروا ولا للافتاء
 آجادی اور وقت مکروہ اقرب بلند ہوئی ہی گزراوادی تو امام لوگوں کی ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھے پہلی تکبیر تحریمہ ہے
 ثم یضع یدیه تحت سترته ثم ینشی ثم یکبر ثلاث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرة بقدر ثلث تسبیحات
 پھر دونوں ہاتھ کی نیچی باندھے پھر سجائے اللہ پڑھے پھر تین دفعہ تکبیر کی ۱۱ تکبیر کی گنج میں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکھی
 لانها تقام بجمع عظیم وبالموالاة یشتبہ علی من كان بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من ثلاث
 اسواسطی کہ بڑی انورہ میں اتفاق ہوتا ہے ہی درہی فی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی نہ دی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر تکبیر کی ساتھ
 التکبیرات الثلاث ویرسلهما فی ثنائیهن ثم یضعهما تحت سترته بعد الثالثة ویتعوذ ویسبح ثم یقرأ
 تینوں دفعہ کان تکلموا ہی اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑی رکھی پھر بعد تین بار کی ناف کی تلی رستہ کی موافق باندھے لی اور غول اللہ تبارک ہی اور سہلہ پڑھے
 الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکم فاذا قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدها ثلثا یفصل
 سورہ فاتحہ اور یکھائی سورہ پڑھے پھر اسد کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کی واسطی کہہ اھو تو قرات قرآن کی شروع کرے ہی پھر بعد قرات کی تین تکبیر (۱)
 بینهن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولسن هنا وضع ثم یکبر ویرکم فیکون
 اونکی بیچیں ہی اسبہ قدر فاصلہ کی جواب دہ کیا ہی اور دونوں ہاتھ اوٹھادی اور ہر تکبیر پڑھ چوکی اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہے ہر تکبیر کسکر رکوع
 الركعتین تسعا ثلث منها اصلیت تکبیرة الافتتاح وتکبیرتان للركوع وستة منها زائد ثلث فی الركعة
 سب تکبیرین دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین نو اونیں ہی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونوں رکوع کی اور تین ہی چھ تکبیرین زائد ہیں تین پہلی رکعت میں
 الاولی قبل القراءة وثلث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولونسی التکبیر فی الركعة الاولی حتی قرأ بعض
 قرات سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرات کی چھی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی ہوگئی گئی اتنا کہ تھوڑی سی
 الفاتحة اوکھا ثم تذکر یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة یکبر ولا یعید القراءة
 اسلاری سورہ فاتحہ پڑھے ہی بہر تہب یا وادی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھے کر یا وادی تو صرف تکبیر ہی کی قرات کو دوبارہ

بجائی

کافعا

لانها تمت وبعد التمام لا يقبل النقص بالاعادة بخلاف الاول والثاني فانها لم تتم فيها فصارت كما علمت بشي
 اسو اسطى كه قرار ت پوری کا ہوگا اور پوری ہوئی کی بعد پٹائی سی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرار ت دونوں صورت میں پوری نہیں
 فيها فيعيد هار حاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيها بالتكبير ويفصل بينهما
 شروع نہیں کی صورت قرار ت کو ترتیب کی واسطی ہٹا دی پھر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی مشروع کری اور دونوں خطبوں میں اتنی دیر
 بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه وليس فيها ما ليس في خطبة الجمعة
 جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاوین اور اس خطبہ میں وہ ہی امر سنو ہی جو جمعہ کی خطبہ میں سنو ہی
 ويكره فيها ما يكره فيها وفي هذه العید يعلم فيها احكام صدقة الفطر ومن لم يدرك صلوة العید لم يام
 اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر میں خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگوں کو سنا دی اور جو عید کی نماز امام کی بنا
 لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع كبر لا افتتاه قائما لان تكبيرة الافتتاح شرع في القيام المحض
 ہاتھ نہ آوی تو اس پر قضا نہیں ہی اور جس نے امام کو رکوع میں پایا تو اہل حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کی اسو اسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی میں جائز ہے نہ
 للعید ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصل لتكبيرات العید القيام المحض وان خاف فوت
 پھر عید کی تکبیر نہ کی اگر یہ معلوم ہو کہ تکبیر میں عید کی کہہ کر ہی رکوع میں امام کی ساتھ شامل ہو جاوے گا اسلئے کہ اصل جگہ عید کی تکبیر ان کی صرف قیام ہی ہی اور اگر خوف
 الركوع مع الامام يكبر للركوع ويكره ثم يكبر تكبيرات العید في الركوع لانها واجبة ولا اشتغال بها اولى
 کہ تکبیر نہ کہیں میں امام کی ساتھ رکوع ہاتھ نہیں آئیگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوے پھر رکوع میں جا کر تکبیر میں عید کی ادا کری اسلئے کہ عید کی
 ويترك تسبيحا الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة سنة
 اور تسبیحات رکوع کی ترک کر دی اسو اسطی کہ سنت میں رفع یدین ہی موقوف رہی اسو اسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور اہل ان کا کھڑن پر کہنا ہی سنت
 ايضا ولا وجه لاشتغال سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه فيسقط عنه ما بقي من التكبير
 ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چھوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کھڑا ہو جاوے تو پھر اسکی دوسری جگہ عید کی کہہ کر ہی ہو سکتا پٹائی
 فلا يقيمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
 اس بات سے تکبیر کو نہ تو رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت کی ہی جلد رکوع ہی کھڑا ہو جاوے کیونکہ متابعت فرض ہی واجب اسلئے نہیں ہو سکتی اور اگر
 في القومة لا يكبر فيها لانه يقضى تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة اذا قام الى قضاء ما سبق بيده
 امام کو قومہ میں پایا تو قریب تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کر لیا اور جب تک ایک رکعت فوت ہو جاوے تو جب فائتہ کو قضا کرے تو کھڑا ہو تو اہل ان
 بالقراءة ثم يكبر بعد هاتكبيرات العید ويكره ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في سجدة السهو فانه يقوم
 شروع کری پھر بعد قرار ت کی تکبیر میں عید کی ادا کری پھر رکوع میں جاوے اور اگر امام کو التحیات میں بابا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہ کھڑا ہو کر
 ويصلي باتيان التكبير في محلها وليستحب تأخير الصلوة في هذا العید وتخييلها في عید الاضحى في
 نماز پڑھی اور تکبیر میں عید کی اپنی جگہ کی سرکھی اور اس عید کی نماز میں کچھ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی میں شتا کی کرنی مستحب ہی اور
 التقنية تقدم صلوة العید على صلاة الجنازة اذا اجتمعوا و صلوة الجنازة على الخطبة وفي البرازية اذا اجتمع
 قنہ میں ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑھیں پھر جنازہ کی پڑھیں پھر خطبہ عید کا پڑھیں اور برازیہ میں ہی اگر عید
 العید والكسوف يقدم العید لانه واجب كما يقدم على الجنازة لكون وجوبه عينا ووجوب الجنازة كفاية
 اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑھیں کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسو اسطی کہ عید کی نماز واجب ہی اور جنازہ کی نماز
 ويكره التنفل في المصلی قبل صلوة العید وبعد هالامام وغيره وان غم هلال الفطر وشهد الشهور بعد الزوال
 واجب تکبیر ہی اور عید گاہ میں جا کر عید کی نماز سی پہلی نظر میں پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہیں اور اگر التیسویں کو کھانا چاہا جاوے تو گوارہ کر

بسم الله الرحمن الرحيم

تکبیر و اذان میں اگر امام کا حکم ہو

الحمد لله رب العالمين

عند الامام بروية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تأخير بعد وقد ورد
 امامي في پاس چاندکي گواهي دين تواب امام عيدکي نماز گوگون کو اکلي دن يعني دوسري تاريخ پڑھ دی کیونکہ لچا مکا من تاخير ہوئی اور ردائیت ہی
 ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال بروية الهلال فامر النبي عليه السلام
 کہ ایک قوم فی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اگر دو پہر ٹہری چاندکي گواهي دی آتی تویی صلی اللہ علیہ وسلم فی حکم فرمایا تھا
 بالخروج الى المصلي من الغد واما التأخير فغير عند فلا يجوز ان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
 کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلین اور ہی عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جس میں اکلي دن ہی نماز نہ ہو سکي
 الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لکن قد ورد
 تو پہر نماز نہیں ہی کیونکہ اصل اس میں یہ ہے ہی کہ اکلي روز ہی نماز نہ پڑھیں کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف میں
 الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
 اکلي دن بیکي تاخیر عندکي حالت میں اکلي ہی سوا اسکی بعد قیاس کی مطابق منوع ہی بہر سمجھنی کی بات ہی
 ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا
 کہ چاندکي دیکھنی ہی اگرچہ روزہ رکھنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہو جاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی روزہ رکھو چاندیکہ کرو فطر
 لرويته لكن العمل به لا يلزم لا بعد قضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
 کہ چاندیکہ رکھ کر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہیں ہوتا اس سبب اسکی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی بہر اگر آسمان میں کچھ
 علة سواء كان غيا او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
 رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دھواں ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر میں گواہی مقبول نہیں ہوگی بدون دو مردوں
 او رجل وامرأتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانه
 یا ایک مرد اور دو عورتوں کی اور جیسی یہ بہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہ شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس حق العباد متعلق میں
 يتفقون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
 اسکی کہ انکا اس میں نفع ہی سو عید کا چاند اس کی طور شہادت ہوگا جسطور انکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند ہی صرف حق شرع کا متعلق ہی
 الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد العدل حر كان او عبدا ذكر كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا
 یعنی روزہ سوا اس میں ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ان اگر آسمان صاف ہو کچھ رک نہ ہو تواب
 شهادة الواحد فحلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر واما تقبل شهادة جمع كثير فيعلم بخبرهم
 گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند میں اور گواہی دو شخص کی عید الفطر کی چاند میں مقبول نہیں ہوگی اب گواہی بہت انبوی کی قبول ہوگی جتنی خبری یقین آجادی
 واختلفوا في مقدار ذلك فقل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
 اور اس انبوی کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ والی چاسمین اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاسمین اور امام محمد ہی روایت ہی کہ ہر طرف ہی
 الخبر من كل جانب والصحيح انه مفض الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
 خبر کا ہی دینی آنا چاہی اور صحیح مذہب کیہ ہی کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطی کہ جو علم انکی خبر ہی حاصل ہوتا ہی تو اس ہی علم شرعی مرادی جس سے عمل
 للعمل وهو غلبة الظن العلم بمعنى التيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
 کہ واجب ہو جادی یعنی ظن غالب ہو جادی علم یقین کی درجہ کا مراد نہیں ہی اور اگر کسی فی عید کا چاند کیل فی دیکھا اور قاضی کی رو برو جاکر گواہی دی راوی کو ہی
 شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو رأى الامام هلال الفطر وحده لا
 مقبول ہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکھنی افطار نہ کری اور اگر افطار کری تو قضا کری اور اس پر کفارہ نہیں ہی ور کلي امام فی اگر عید کا نہ دیکھا تو افطار کری

ولا یخرج لصلاة العید ومن رأى هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافرط قال فی المحيط المختار
 اور عید کی نماز کو ہی بخاوی اور اگر کسی نے عید کا چاند عصر کی وقت دیکھ کر اس خیال ہی کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی مضیہ افطار کر لیا وہ محیط میں کہتا ہی
 فی وجوب الکفارة والا کثر علی الوجوب ولوان اهل بلدة واها لال رمضان صاموا تسعة وعشرين
 کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقہ کفارہ واجب بتائی ہیں اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکعت ہی
 یوما فشهد جماعة عند القاضي فی الیوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
 کہ اس میں ایک گروہ نے قاضی کی پاس انیسویں تاریخ اگر کوئی دی کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں شب میں تیس ایک دن پہلی
 لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلاثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
 دیکھ کر روزی رکعت ہی اور آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی فقط اور حال یہ کہ اس شہر والوں کو اس شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا
 فی تلك اللیلة والسماء مصحیة لا یباح لهم الفطر خذوا ولا یترک التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالبرویة
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان کو لو کہ ان اہل ان افطار کرنا مباح نہیں اور نہ تراویح ترک کرنی اسلئے کہ اس گروہ نے نہ چاند دیکھنے کی گواہی دی ہی
 ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا برویة غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضي ان قاضی بلدة کذا
 اور نہ اور کوئی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اور دن کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہ گواہی دی کہ فلاں شہر کی قاضی کی سامنی
 تشهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضى ذلك القاضي بشهادةهما جازلهما القاضي
 دو گواہوں نے فلاں شب میں چاند دیکھنے کی گواہی دی ہی اور اس قاضی نے ان کی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو ہی جائز ہوتا کہ ان کی گواہی کی موافق
 یقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي لاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه
 حکم کر دیتا اس واسطے کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اور پھر عمل کرنا جائز ہی اچھے چہر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
 وکرمه امین یا معین المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله
 کرم ہی قبول کر یا مددگار تینتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا
 من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحیح المصابیر رواه
 جس نے رمضان کی روزہ رکھی پھر اس کی پیچھے چھ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہ حدیث مصابیر کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ اور
 ابو ہریرہ و ابو ایوب لا نصاری واما کان ذلك کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر مثلاً
 ابوالایوب انصاری کی روایت ہی اور یہ روزی مانند روزوں سال کی اسلئے ہیں کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہیں
 فمن صام رمضان یصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ايام من شوال یصیر
 پھر جس نے رمضان کی روزی رکھی تو گویا دس مہینوں کی روزی رکھی پھر اگر بعد اس کی شوال میں چھ روزی رکھی تو
 کانه صام شهرین فیکون المجموع کاشی عشر شہرا فان قبل یفہم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
 گویا دو مہینوں کی روزی رکھی پھر سب ملکر گویا بارہ مہینوں کی روزی ہوئی اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سی یہ سمجھا جاتا ہی کہ دہر سی مراد
 السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلام ہم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
 ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنوں میں عرب کی کلام میں پایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ادبی پر بولتی ہیں
 وقد اتفق ابو حنیفة واصلحابہ علی ان الدهر المعروف باللام یكون للمعروف الظاهر ان یحل علی مدة العصر
 اور اہل ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ الف لام کی سائنہ یعنی الدهر تمام عمر کی معنوں میں ہی تو اب ظاہر ہوتا ہی کہ تمام عمر
 ولا وجه لجماع علی السنة فالجواب ان العمل علی السنة هو العمل علی مدة العصر لان المكلف لا بد له ان یصوم
 معنی میں ایک سال کی معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہی تو جواب یہ کہ سال کی معنی یعنی یہ مدت عمر کی ہیں اس واسطے کہ مکلف آدمی کو ضروری کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعد ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
 رکھی ہے جب یہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکھی
 من صام شہرا کمالا ای شہر کان ثم صام بعد ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
 جب کوئی کسی ایک پوری مہینہ کی روزی رکھی پھر اوسکی بعد چہ روزی اور رکھی تو یہ ہے برابر ایک سال کی ہوئی موافق مضمون اس آیت کی
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلًا فَاَوْجَهُ تَخْصِيصُ رَمَضَانَ وَشَوَّالٍ بِالذِّكْرِ فَلِجَوَابِ اِنْ شَهِرَ
 جو کوئی لایا نیکی اوسکی اوس ہی دس گونہ ہے خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ رمضان کا
 رمضان متعین للصوم وشہر شوال لوقوعه عقیبہ کان صیلمہ کصیامہ فی الفضل ولحقاقہ فی الشرف
 مہینہ وروزوں کی لئی متعین چلا آتا ہے اور شوال کا مہینہ چونکہ اوسکی بعد اوس ہی متصل ہی تو شوال کی روزی ہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرف میں
 حتی قيل صيام ستة ايام من شوال يلحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
 اوسکی مانند ہی ہوئی ہیں بیان تنگ کہ ہفتی میں چہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہ روزی ہر ماہ رمضان کی اواری اوسکو ایسا تو
 الدهر فرضا فلذلك خص اياهما بالذكر من بين سائر الشهور ثم لا فضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
 ہی گویا تمام سال کی فرض روزی اوسکی اس لئی خاص ان دونوں مہینوں کا تمام مہینوں میں ہی ذکر کیا پھر افضل یہ ہے کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی
 متولية وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 پنا در پی ہونے اور بعضی علماء اسی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہیں تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو
 على الفرض لكن كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
 لیکن مختار یہ ہے کہ کراہت نہیں ہے کیونکہ کراہت تنبیہ ہے کہ یہ خوف ہو کہ یہ روزی رمضان میں شمار کی جائیگی
 ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد نزل هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
 اور مشابہت نصاریٰ کی فرض پر پڑا یعنی میں ہوتا ہے اور یہ بات کہاں ہی جب کہ عید کا روز پچھن آجانی سی اتصال جاتا رہا
 الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابى حنيفة انه
 باوجودیکہ فقہاء کی کلام میں یہ اشارہ ہے کہ عوام کی حق میں مکروہ ہے اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہے اور روایت ہے ابو حنیفہ سے کہ
 كرهه متابعوا ومتفرقا والمتأخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان لا فضل
 مکروہ جانتی تھی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء وحقی مذہب اس میں کچھ باک نہیں جانتی پراسین اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں
 التابع والمتفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون العبد من شبهة
 با جدا جدا اگر جدا جدا کی یا اول ماہ ہی گذر کر آخر مہینہ میں رکھی تو اسکو فضیلت اتباع کی ملجائی ہے اور اختلاف کی شبہ سی ہی الگ ہوتا ہے
 الاختلاف اما قيل هذا شيء وضعه الجاهل وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسلم هذا
 اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ بات جاہلون کی گہڑ ہے اور جو حدیث اس باب میں مروی ہے وہ سب موضوع ہیں تو یہ طعن سنن کی لابی
 الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدي الصحيحين لا يسلم طعن الوضع فيه
 نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو اس میں عجیب و غریب ہونیکا نسخہ نہیں
 ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يسنا في التزوم في شوال ويتطيرون به وهذا من اهل الجاهلية
 پھر سمجھتی ہیں کہ بعض آدمی شوال میں نکاح کر نیکی مبارک نہیں جانتی اس میں یہ غالی لیتی ہیں سو یہ بات جاہلیت کی ہے
 فانهم كانوا يتشاورون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
 جاہلیت والی شوال میں نکاح کر نیکی محض جانتی تھی اسکا سبب یہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تھی

من الستین ومات فيه كثير من العرّيس فتشام به اهل الجاهلية وقد ورد في الشرع باطلاله
 او من بہت نئی واپسین مرگئی نہیں سوال جاہلیت کی اسکو شخص ہر الیا اور شیخ من اسکا بظہان ظاہر موجود ہی

کما روی عن عائشة أنها قالت تزوجني رسول الله صلى الله وسلم في شوال وبنی بی فی شوال فانی
 چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مجبسی ہ شوال میں نکاح کیا اور عہ شوال میں مجبسی جماعت کی ہر گز

نسأ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احظى عنده منى قال للنووي انها قصدت به ذرعا ما كان عليه
 بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجبسی زیادہ ابہرہ مستحبی نووی کہتا ہی کہ عائشہ مقصود اس بیان ہی رو کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزويج في شوال فانهم كانوا تشامون بشهر شوال في النكاح خاصة كما كانوا يشامون
 اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کر کے بد شکوئی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال میں صرف نکاح کر کے خوش جانتی تھی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشؤم وكثير من الناس في هذا الزمان يوافقونهم ويتشامون
 مطلق حسب باب میں من خوش جانتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ بہت من خوش ہی اور بہت لوگ اس زمانہ میں ہی اوکی ساتھی بنگر ماہ صفر کو من خوش سمجھتی ہیں

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزويج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشمير شوال
 اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ میں کرتی بیشخص خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسی ماہ شوال

وغیره غیر صحیح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل نهان شغله العبد بطاعة
 وغیرہ میں صحیح نہیں ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہی جہیں تمام عباد اسکا بار کر رہے ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشؤم عليه والشوم واليمن
 وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق میں نحس ہی اور نحس اور مبارک

في الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدي بن حاتم بن المرء وشوميه بين لحبيه يعني لسان
 حقیقت میں معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونوں جڑوں میں ہی ملاؤں گی

وقال ابن مسعود ان كان الشوم في النشئ فغيا بين المحيين يعنى اللسان واشئ اخرج الى طول السجين
 اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو کر فی تو اس میں ہوتی جو دو قولوں میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوائے زبان کی ایسی نہیں جو قید کی نالی ہو

من اللسان وروی عن عائشة أنه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم في الحقيقة الا المعاصي
 اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا نحوست بد خلقی ہوتی ہی سوا حقیقت میں نحوست سوا معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقيا في الدنيا والاخرة واذا
 گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سی سزاوار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بد بخت ہی اور اگر

رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه عن
 کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہی اور بعضی صالحی کی پاس عام معصیت کی جہیں

بلاء وقع الناس فيه فقال ما اري ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون
 بلاء خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بار میں تم گرفتار ہو بجگو سوار نحوست گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصي مشؤما على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيم الناس
 نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پھر سبکو پکڑ لی

خصوصا من لم يتك عمله فالبعد عنه لانهم وكذلك الاماكن التي يفعل فيها المعاصي
 خاص اہل لوگوں کو جو اوسکی عمل سی انکار نہیں کرتی سو اوس ہی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اہل مکانوں سی جہاں معاصی عل میں آتی ہیں

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحابه
 دورهمنا اور ہمارا گناہا ہستی اس خوف کی ماری کہ مہاراجہ جو اس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یادوں کو
 حین مر علی دیار ثمود بالجرۃ تدخلوا ما کن هؤلاء المعتدین الا ان تکونوا باکین خشية ان یصیبکم ما اصابکم
 منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم ثمود پر گذریا کہ ان لوگوں حدیسی یہی ہوئی کہ ان کا زون میں داخل نہ ہونا مگر وہ تو یہی اس خوف کی ماری مبادا تم پر یہی وہ عذاب
 فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المأمور بها التي سبب المغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذر
 جو اون پر کیا تھا آج بھی بیٹھک اہل عصیان ہی طاب ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جس کا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جہنمی
 قتل مائتہ نفس من بنی اسرائیل مثل عالمنا من علماء ہم هل لہ توبة فقال لہ العالم نعم واهم ان ینتقل من
 سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کے اپنی جانوں میں سے ایک سی پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نے ان کو کوجواب دیا ان اور ان کو بتایا کہ مفسد
 قرية الفساد الى قرية الصلاح وادبرکہ الموت بينهما واختصم فيه ملثثة الرحمة وملثثة العذاب وادحی
 گاؤں میں سے صالح گاؤں میں چلا جا پھر وہ دو لوگ گاؤں کی پیچیدگی جاتا ہوا گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سے اس کو کون لی
 الله الیہم ان قیسوا بینہما والی ایہما کان اقرب الحقوہ ہا فوجدوہ الی القرية الصالحة اقرب برصیۃ الحجر فالقو
 اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ پوچھو کہ کونسا گاؤں پر نزدیک ہوا اور ہر ملا دو پھر اس کو صالح گاؤں کی طرف اتار دو ایک پایا جتنا اہل بیت کی ہیں
 بها برحمة الله تعالى ر مغفرته المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة العشر الاول من ذی
 سوائہ کی رحمت اور مغفرت سے اتر ہی ملا دیا چوتیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشر کی فضیلت کی بیان میں
 الحجۃ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہ من احب الی الله تعالى من هذه الايام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہے جہن جہن عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنوں کی
 هذا الحديث من صحیح المصابیر رواہ ابن عباس المراد من هذه الايام العشر الاول من ذی الحجۃ بدلیل قوله
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عباس کی روایت سے اور مراد یہہ الايام سے ذی الحجہ کا پہلا دہائی اس واسطے کہ اور حدیث میں ارشاد ہے
 فی حدیث اخرها من ایام احب الی الله تعالى ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ يعدل صیام کل یوم منها
 کوئی دن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اور عبادت محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کی کاسمین ہی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر
 بصیام سنة وقيام كل ليلة منها بقیام ليلة القدر واما کان العمل الصالح فی هذه الايام افضل لانها ایام
 اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہے اور ان دنوں میں عمل صالح اس قدر افضل ہے کہ یہ دن بیت اللہ
 زیارة بیت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یكون العمل الصالح فیہ افضل
 اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہے تو اس میں عمل صالح بھی افضل ہوتا ہے
 وروی عن ابی الدرداء انه قال علیکم بصوم ایام العشر واكثر الدعاء والاستغفار والصدقة فیہا فانی
 اور ابو درداس کی روایت ہے کہ کہتی تھی اپنی اوپر روزہ ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الولی لمن حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصة فان فیہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا افسوس ہے اس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سے محروم رہا اور یہی وہ خاص کر نون تاریخ کا روزہ لازم کر کے کہتے ہیں
 من الخیرات اکثر من ان یحصیہا العادون وروی انه علیہ السلام قال یوم عرفة احتسب علی الله تعالى ان یکفر السنۃ
 اس قدر خوبی ہے کہ شمار کر نہ سکیں ان کی انفرادہ سے چوتھی ہے اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسا لگان کرتا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
 التي قبلها والسنة التي بعدها یعنی ان میں صام یوم عرفة ارجو من الله تعالى ان یغفر ذنوبہ الصغائر
 اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہ ہے کہ جس کی تاریخ ذی الحجہ کا روزہ کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی لڑائی تمام گناہ

الواقعة في السنة الماضية ويكون في حفظ الله تعالى وكنته من اقتران الذنوب في السنة الثانية قال قاضيان
 جواسا كذا شئت من يومى بين معاف يهولون
 اور سال آينه مين اسه تعالى كي حفاظت مين سري كنگنه اوس سى تام سال مين بنوفى قاضيان
 في فتاواه ولا باس بصوم يوم عرفة سوامكان في الحضر والسفر اذا كان يقوى عليه ويكره صوم عرفة بعرفات فكان
 اپنى فتاوى مين كنه سى عرف ك دن ك نده مين كچه رمضان مين سى بر سى مقيم هو با مسافر هو اگر روزه ركبتى كي طاقت ركبتا سى اور عرفات مين عرف ك دن ك نده ركوده سى اور
 يوم التروية لانه يجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها النبي عليه السلام
 في حجة الوداع في تاريخ كارهه اسلمى كي اكر كان حج كي او كرى سى كنه سى كا كرا كرى سى ساره ركوى كره ثواب اور فضيلت جو بغير صلى الله عليه وسلم في ذكر فتاوى سى حاصل كره
 ينبغي له ان يعرف حكمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه لسانه عن الكذب والغيبة وقيم الكلام وجوارحه عن الخطايا
 توبين حاس كره وقت عزت اور شرف كالحفاظ كرى اوسين اپنى زيان كو جهوشه اور غيببت اور سيرة كلام سى بند ركبتى اور اپنى اعضا كنگنه اتبه وغيره خطا سى بچارى
 والا تامل قلبه عن العجب والكبر وصادرة الانام هذا ما بينه النبي عليه السلام من العبادة في يوم عرفة واما الاجتماع
 اور اپنى دل كو غرور اور كره اور طقت كي دشمنى سى نگاه ركبتى عرف ك دن مين يوم عبادت سى جوبنى عليه السلام في فتاوى سى
 في ذلك اليوم في الجامع او في مكان خارج المصرتشيبا بالواقفين فليس بشئ لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات
 مسجد جامع مين يا جملك مين كسى مكان كي اندر انوه كرنا عرفات والاول كي مشابها كى لى صرف لى اصل سى اسوس كى كوقوف بعرفات عبادت مخصوصه عرفات سى
 فليكون عبادة في غيرها كساثل للناسك حتى ان احدا طاف حول المسجد سوى الكعبة يخشى عليه الكفر وروى عن
 سوره او كسى حكمة عبادت مين بكنائى جيسى حج كي اور احكام بيان كنگن كركوى شخص كسى مسجد كي كره طوف كرى سواى كعبه كي كره كا خوف سى
 ام مسلمة انه عليه السلام قال اذا دخل العشر ايام ان يضحي فلا عيس من شعرة وبشرته شيئا وفي رواية من راي هلا
 روايت سى كي بغير عليه السلام في فرايا جبعشه ذى الحجة كاشروع هوى او قربا لى كركبكا اراده هو قوتى بال اور دن كو كچه نه جوى
 ذى الحجة واراد ان يضحي فلا ياخذ من شعرة واطفاره قال في شرح السنة اختلف العلماء في العمل بظاهر هذا الحديث
 اور قربا لى كركبكا اراده هو قوتى بال اور اخن نه تراشى شرح السنين مكره سى علماء اس حديث كي ظاهر روى كرى مين انصاف كرى مين
 فذهب قوم الى ان يريدا التضحية لا يجوز له بعد دخول العشر ان ياخذ من شعرة وظفرة مالم يدبح وقالوا اللهم
 سوايك كره كا بهر سبب سى كي جوش شخص قربا نيكما اراده كرى قوا وسكوماه ذى الحجة كاشروع هوى كي بعد قوتى في دبح كرى سى سبلى اپنى بال ناخن تراشى جائز مين مين او كرى مين كمانعت
 فيه للتعريم وكان ابو حنيفة ومالك والشافعي يرون ذلك على الندب والاستحباب قال في شرح المنية يندب لمن
 واسطى حرم كى سى اور امام ابو حنيفة اور امام مالك اور امام شافعي اسكودوب اور سبب سمجق تبي منيكى شرح مين كنه سى قربا نيكما اراده كى سبب سى
 امر ان يضحي تاخير تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان يضحي ولا يجب ان يستلزم التأخير الكراهة كما يوثق وهو ما
 كره قربا لى دبح كرى كنگن ناخن تراشى اور سر سوزا لى مين تاخير كرى اور واجب مين سى اور اتقى تاخير كرى مين اگر كراهت لازم آتى هو قوتى تاخير كرى اور كراهت مين
 زاد على الاربعة ان قد ذكر في القنية ان افضل للعباد ان يقلم اظفاره ويقص شاربه ويجلق عانته وينظف بدنه
 كوا ليس دن سى نايده هو جوا كى اسلمى كى قنيت مين مكره سى كى آدمى كوا فضل سبب سى كي بهر هفت مين ناخن تراشى اور مين كتر وادى اور مين جاني موندى اور بهاد مكره كى كو
 بالاغتسال في كل اسبوع فان لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا حد في تركه وراى الاربعة فالاسبوع هو افضل
 ياك صناعى سبب سى بهر اگر بهر هفت مين نهوكى قوا ريندره دن كي بعد اور جاليس دن كي بعد دير كرى مين كوى عذر مين سى س هفته وافصل مدت سى
 والخمسة عشر لا وسط والاربعة لا بعد ولا حد له فيها وراى الاربعة ويستحق الوعيد لمن ان النهي ليس للتعشبه
 اور ريندره دن مدت درميانه سى اور جاليس دن انتها كى مدت سى بهر جاليس دن كي بعد كوى عذر مين سى بهر سوزا اور وعيد كاسى بهر سبب مانعت بال موندى كى كاس لى مين سى
 بالحج المحرم كما ذهب اليه بعض العلماء اذ لو كان للتعشبه لشاع في سائر محظورات الاحرام ولم يختص باليوم من اجزاء
 كى حجاج احرام والوقى سى مشابها كى بهر جوا كى سبب سى كى كره كره مانعت مشابها كى كى هوى قوا حرم كى تام ممنوع مين سى جوا كى سبب سى جوا كى قتل حرام وغيره

حرام است

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة

تقریر یون مستحبی که گوشت سارا صدق ذکر بانکه دی اوچین سی کهادی بنین پیستسوی مجلس من بیان فضیلت قربانی ذبح کریمکا

هراقة دم القربان فی ایام الفریضه وکیفیتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایام نحر من اوراوسکی اقسام اورکیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قربان یا کوی عمن آدم کا

ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها واشعلها وظلها

یوم نحر من ایسا بنین ہی کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو بخیر ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی فیامت کی دور عیج سلام سیکیون اور مان درسون کی موجود ہو

وان الدم ليقع من الله تعالى بمكان قبل ان يقع على الارض فضيوبها نفسا هذا الحديث من حسان المصابين

اور اللہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر کری اللہ تعالیٰ کی ان قبول ہو جائی سواسی بدل خوش رہو بعد حدیث مصباح کی حسن مدنی سوزی

روقه ام المؤمنين عاتشة رضي الله عنه ان افضل العبادات يوم النحر هراقة دم القربان وانه ينفذ في يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عاتشہ کی روایت سی اسکی یہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت برہم نحرین قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی است قدامت کی دن

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شيء ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكر وقت يختصر

جیسو دنیا میں بتی بعینہ موجود ہوگی کچھ سمن سی کم نہوگا تاکہ اوکی ہرہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور ہرہر ہر سوری بن جاوی درہر وقت میں انب ایک

بعبادة وهذا اليوم اختصر لعبادة فعلها ابراهيم النبي عليه السلام ولو كان شيء افضل منه ما فدى به نفسه

عبادت ہوئی ہی اور اس دن میں خاص وہ عبادت ہی جسکو ابرہیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوئی تو حضرت اسماعیل ہی ہر ہرہر ہر کو کھیل

ولهذا قال صاحب خلاصة شرائع الاضحية بعشره وذبحها افضل من التصديق بالقرية التي تحصل

اسکی اسطی صفا خلاصہ کتابی قربانی دس رہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار رہم حیات کرنی ہی بہتری کیونکہ قربان قربانی ہی حاصل ہوتا ہی

بلمراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان مراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہیں حاصل ہوتا لیکن سمجھنا چاہی کہ خون کا بھانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالى لن يكفلكم الله حومها ولا ذمها ولكن بئنا اهل التقوى منكم يشير الى ان المعتد ليس مجرد اراقة

پراس آیت میں اللہ کو نہیں پہنچتی اونکی گوشت حومہ ہو لیکن اوکو پہنچتا ہی تمہارا دل کا ادب یہاں اشارہ ہی کہ صرف خون کا بھانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتد بتحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعة كلها ما فان الله تعالى ارشانا يقبل الله

اور گوشت کا کھانا معتبر نہیں ہی بلکہ اصل معتبر تقویٰ ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کا شرط ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

من المتقين والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والالتزام بجميع المأمورات واذا لم يحصل ذلك لا يغني

ادب والوں سی اور تقویٰ جی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجالا دی اور اگر یہ عبادات نہیں ہی

عنهم مراقة الدم والتصدق باللحم وان كثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

تو خون بھانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچھ کم نہ آویگا کتابی بہت کیا کرد سواس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرحا

معاصی ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بری پر بعضی وقت زیادہ ترہم اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشر الزمان فيكون تركها الزم ووجب لقوله تعالى ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم

واسعی شرف اوس وقت کی اہم وقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر سی مہینوں کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینہ ہیں اللہ کی حکم میں جن

خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم ولا تظلموا فيه من انفسكم يعني ان عدد الشهور القمرية

مہینہ کئی آسمان وزمین اوچین چارہین ادب کی یہی ہی سیدہ دین سواو نہیں ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قری مہینوں کی گنتی

التي عليها يدرك كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

جن بر اكثر شتر على احكام كما مداري حكم التي من باره سبيلي بين لروح محفوظ من ثابته جسي اسد تعالى في اسمان

والارض من ثلاث الشهور الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اورز من سبدي كئي اول باره من سبي چار اداب اور عزت كي بين ذيقعد اور ذوالحجة اور محرم اور حجب يعني خالي بقرة عبير دامري روزه اور ان چالو

الاربعة المعينة حرم اهل الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام ولا تظلموا فيمن انفسكم بهتاك

معين كما ادب عزت والا سونا سبدي دين درست دين ابراهيم عليه السلام كما سوا مين تم اپني چالون بران اوقات كي حرمت كيو كر

حرمها وار كتاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيمن كذلك المعصية فيمن اعظم من

اور انمين معاصي اختيار كر كر ظلمت اور تارو كيو كر نيك عمل كا ان سبديون مين جسي ثواب زياده هوتا هي الي سي مي معصيت ان سبديون مين

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت كي معصيت سي بدتر هي اور الي سي مي معصيت ماه رمضان مين اور محرم كي دن اور عرفة كي روزه اور انكي راتون مين اور شب قدر مين

وايام العيدين ولياليها اكثر وزنا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دونو عبيد كي دن اور انكي راتون مين ستر مين نيلو تر هي اسكي كد اسد تعالى لي ان اوقات كو خاص خاص عبادات سي جوان اوقات مين عمل كي جاتي بين فضيئت دي سي

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة هذه الامة

اور عبادات كا ثواب اور رحمت كا نازل فرماتا اور مغفرت كر تي ان اوقات مين به نسبت اور اوقات كي مقرر فرماتا هي هر دو اسلي جنت كي

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بار كتاب انواع الدنوب فيها فقد

مردود پر سب جو شخص اس نعمت كي قدر جو اسوقت مين اسپر سبذل هوتي هي ثنائي بولا سوقت كي حرمت اور ثواب كي طرح كي گناه عمل كر كر توبيشك

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

بيهر شخص سزا ودي كا اسكر سخت عذاب اور عذاب هي عقاب هو سوسلمان كو انمين هي كاس نعمت كي قدر جو اسپر سبذل دي سبجي اور جكو اسدي

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دي هي اسكي تعظيم كر تاكه اسدي كي نزديك عزت باوي اور تعظيم ان اوقات كي بهر هي صالح اعمال كي كثر ت سي هوتي هي

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

بهر جو شخص اعمال صالح سي عاجز هو تو كم سي كم اسكي تعظيم بهر هي كر ان اوقات مين تمام محرمات اور مكروات سي كساو كر كي بهر تمام بدعات اور منكرات

وعلا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو سب سبوره كار اور ممنوع مين ترك كر كي اور بعضي لوگ كهي كهي ان اوقات مين اسكي خوف كر ميشي بين چنا چيلا

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليها الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيئات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

سبدي مين شب وروز بهو لعب وغيره اقسام منهيات مين معروف رهي بين بعض خود عمل كر تي بين اور بعضي

بالمشاهدة مع ان للسيرة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسفا

تمشاد كي يتي بين باوجود كي ايك گناه مين موافق بيان فقيه ابو الليث كي كتاب تنبيه الغافلين مين درس ضرر مقرر بين اولايي مذكور

خالقه عليه بخالفه امره والثاني تفرغ البليس الذي هو عدوه وعداؤه تعالى والثالث بعدة من الجنة و

اپني حال پر اسكي حكم كي مخالفت كر كر ارده كرنا دوسري البليس كا خوش كرنا كدو اسكا اور اسد كا بهي دشمن هي تيسري جنت سي دورى چوتري

توبه من جهنم والخاص جفاء من هوا حب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

اورخ سي نزديكي انچين اپني حال پر جفا كرنا جو سب سي نذارة محبوب هي چيئي اپني جان كو ناپاك كرنا جكو اسد تعالى لي پا كيزه پيدا كيا هي

طاهرة والسابع ايداء الحفظة الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الاوصياء
 ساتون كرام كاتين كوستانا اورده اسكو نهين ستاني آهون نبي صلى الله عليه وسلم كوقبر شريف كي الله غناك كرتا قرين زمين
 والليل ولهم كلفق هو العاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة
 اوردهات اورده كواهي گناه پر گناه مقرر كرتا دسوي تمام خلق اسكي برخواهي كيونكه گناه هون كي شامت سجا منبه كم پرستايي پر حال باو سجا هي جسي ايك گناه كيا
 هذا فماذا يكون حال من يفعل فونا من السيئات سيما في هذه الايام المباركة مع ان الخطباء ينادون على المنابر
 اب قيا سجا چاهي اسكا حال چوقه قسم كي گناه كرتايي خاص ايسي مبارك ايام مين كيا هونگا باوجود كي نصيحت گر منبرون پر بچا بچا كرتي هين
 ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن آمن الوعيد ليس العيد لمن تجوز بالعود انما العيد للتائب الذي
 كرم عيد او كمي نهين هي جوني پتري نهين هي عيد او هي كي هي جود عيدي محفوظ پر هي عيد او هي نهين جود خوشيون بس جودي عيد او هي كي هي جود بركر
 لا يعون ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود ب زاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن
 بهر نه پر هي عيد او هي نهين هي جود دنيا كي زيب وزينت كرتي عيد او هي كي هي جود تقوي كا توشه پيدا كرتي عيد او هي نهين جود هين پر سوار هو عيد او هي كي هي
 ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبي عليه السلام استعمل الله معي مصيبة
 جود خطاي باز پر هي عيد او هي نهين جود فرش پر بيوشي عيد او هي كي هي جود صراط پر كوسامت كرتا جودي ايسي صلى الله عليه وسلم في فواياي هي سجا تو مصيبت هي
 والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون
 اورده پر بيوشي سجا پيشه كرتا فسق هي اولوس هي مر او شكا كرتي اوردهايت هي كي جدي عليه السلام في سماع كي آواز سي اپني دونون كا نون مين او نكلن ادين نهين اورده پر بيوشي سجا
 امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يذعنون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومعهم هذا يخالفونها
 كلمات سنتي هين اوردها اصل او توجه نهين كرتي بلكه اسلام كا اوردها اوردها رسول كي محبت كا دعوي كرتي هين اورده پر هي اوام اوردها مين
 في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل
 خدا رسول كي مخالفت كرتي جاتي هين اب كيا مشكل كي بات هي كه حكم وقت هي ايسي ايسي حركات ممنوعه كو كي هين اورده نه منع نهين كرتي بلكه
 يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على اسلام وغرته ان قد عاد الاسلام غربا كما بد اغريبا نعم ان هذا
 اسمين اوردها كرتي هين اب جود روي تو چاهي كا اسلام اوردها اسكي غربت پر روي كيونكه اب اسلام غربت جو گيا هي جيسي كه شروع هولتا هين پر دن
 الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كما لا غشال التطيب
 خوشيان كرتي كي دن مين پر دن چاهي كه خوشيان ايسي وقت مين با مستحب هون يا مباح جيسي نهنا خوشبو لگاني
 ولبس احسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الجرب والخرق في الباطل
 جسي كه كچه بدني بيغي ناي هون با دهر وي هوي هون حرام يا مكروه نهون جيسي حرير كا پهنا اور باطل امور مين كه سنا
 لان العيد انما سمي عيد لان الله تعالى يعوده فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا العصية
 كيونكه عيد كو ايسي نبي عيد كرتي هين كه الله تعالى مؤمنين پر دوباره مغفرت اور احسان فرماتا هي سوؤ منين پر واجب هي كه مصيبت اور كرتي هي
 والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس
 رجعتاب كرتي تا كه سعادتمند اول اهل رضوان هو جادون بد بخت نهون دهم زاده جادون هر سمجني كي بات هي كه بعضي گناهي هين
 قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد عند
 كرون كا بچانا اور كا گانا عيد كي روز جايز هي كيونكه عارت سي روايت هي كه ابو بكر عيد كي روز اكي ان اكي او كي پاس
 جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بشو به فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عليه السلام
 دو طرف لي جاتي بهين اوردها رسول الله صلى الله عليه وسلم كپڑا داني هوي تبي سولون كركين كو ايوكرني دانا پر نبي صلى الله عليه وسلم كي منبه كول كر

فقال لهم يا ابا بكر فان لكل قوم عيد فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ايسر كان زعمنا

افضل ذكر في نصيب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس من يشترى نفسه

لغير الله فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن

جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

الغناء وما في معناه من المعازف والمزمار والمردم من اشتراكه اختياره والمعروفان بعض من الناس يختار

يعطيه ولو كان له مال كثير ثابت في يد بشر بركة او مضارب به ومعه ما يشتري به الاضحية من الحج
 يدليكا او اگر بهت سمال اسكي قبضه سي باهر هو شريك با مضارب كي قبضه من اصله كي قبضه من
 سونا يا چاندی اتقی کی قربانی خیر کرلی
 او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
 بیکر کا حساب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی احوال وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہتی والوں کی حق میں
 العید علیہا فی حق اهل الامصار حتی لا یجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
 عید کا اگر کہیں بیان تک کہ شہر میں رہتی والی کو قربانی ذبح کرنی جائز نہیں ہی جب تک امام دو گناہ سی فارغ نہ ہو لی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کر دی تو درست نہیں
 ضعی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبابة وامر رجلا ان یصلی بالضعفاء فی
 یعنی قرآنہ اسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ہر گز جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہو اور کسی شخص کو نایب کیا کہ اسے اتنا دن کو شہر میں نماز پڑھاوی
 المصر و ضعی البعض بعد فاصلي احد الفريقین یجوز استحسانا وان كانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
 اور بعضی جہازندوں کی قربانی ذبح کر دی بعد فراغت فترتیک شخص امام یا نائب کی تراختا تا جائز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسین عید کی نماز نہیں ہوتی
 العید ما لعمد الامام او لعلبة اهل الفتنة یجوز التضحية فی اليوم الاول بعد الزوال و فی اليوم الثاني و
 یا تو مسئلہ کہ امام نہیں ہی یا اہل فتنة کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دھیر ڈھلی جائز ہی اور اگر امام نہیں اور
 الثالث یجوز قبل الزوال و بعدة وقال بعضهم فی ذلك المكان یجوز التضحية فی ای وقت كان لوقوع الیاس
 باہر ہوتی ہیں دو پھر دھلی سی پہلی ہی اور بعد دو پھر کی ہی جائز ہی اور بعضی کہتی ہیں کہ ایسی جگہ قربانی جسوقت کر دی ہر وقت جائز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو کچھ نہیں
 عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العید ینبغي للناس ان یخرجوا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج
 اور اگر امام عید کی روز نمازین دیر نکلاوی تو لوگوں کو ہی چاہی کہ قربانی میں دو پھر ڈھلی تک تاخیر کریں اور اگر امام نماز کی لٹی
 الامام الى الصلوة فی الغدا و بعد الغد وقد ضعی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فاته وقت الصلوة
 اگل دن یا اگلے سی اگلے دن روانہ ہوا اور بعضی تو کہتے ہیں امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کر دی تو جائز ہی السوطی کہ مسنون وقت نماز کا
 علی وجه السنة ثم للمعتبر مکان المذبح لا مکان المالك حتی لو كانت الاضحية فی المصر وصاحبها فی السواد
 تو جانا تا بہر جواز ذبح میں قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہاں تک کہ اگر قربانی شہر میں ہو اور مالک شہر ہی دور ہو
 فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو كانت الاضحية فی السواد وصاحبها فی المصر و امر
 بہر اہل مالک کی کسی شخص کو کہہ دیا کہ میری قربانی ذبح کر دینا اوس شخص کی نماز سی پہلی ذبح کر دی تو جائز نہو گی اور اگر قربانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور سوا
 اهل به بالذبح فذبح اهل قبل الصلوة یجوز و کذا لو كان رجل فی مصر و اهلہ فی مصر اخر و كتب الیہم ان یجوز
 یعنی اہل کو کہہ دیا کہ ذبح کرو یا تو اہل کی نماز سی پہلی ذبح کر دی تو جائز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور مالک اہل اور شہر میں ہوں اور اوس شخص نے اپنی اہل کو کہا
 يلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیہ باعتبار المكان الذی بیحہ ومن اراد ان یتجمل
 تو انکی ذمہ یہ کہ وہ کسی طرف سی واک کی امام کی نماز کی بعد جسین وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسین جدیدی گوشت کھانا چاہا
 له اللحم واخرج اضحية من المصر و ذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدرا علیہا للمساقر قصر الصلوة
 اور قربانی کو شہر ہی باہر لیکر نماز سی پہلی ذبح کر لی تو علماء کہتے ہیں اگر اوس قربانی کو اتنی دور لیکر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز
 فیہ یجوز فلا هذا کله فی حق اهل الامصار و اما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من
 تو جائز ہی انہیں تو جائز نہیں ہی بہر سب بیان شہر والوں کا تاہم اگر و نواح اور گاؤں کو گین کی لوگوں کو دسویں تاریخ ذبح کی صبح صادق کی بعد
 الیوم العاشر من ذی الحجة و اما اهل البوادی و معہ لا یجوز الا بعد صلوة اقرب الائمة الیہم ولخروجها
 ذبح کرنا جائز ہی اور جنگل کی رہتی دہلی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قربانی کا

بیکر کا حساب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی احوال وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہتی والوں کی حق میں

بہر اہل مالک کی کسی شخص کو کہہ دیا کہ میری قربانی ذبح کر دینا اوس شخص کی نماز سی پہلی ذبح کر دی تو جائز نہو گی اور اگر قربانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور سوا

تو علماء کہتے ہیں اگر اوس قربانی کو اتنی دور لیکر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز

اختلفت كالاخصية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة تبسم الزيادة لا النقصان حتى يكون
 كئي طرح كي هو جيسي قربانه اور قران اور متعه اور عقيقه اور سات تنگ كي حد بانجھي سي زياده كي مانعت منگي يي كئي كي مانعت نهين يي بهان
 عن ستة خمسة واربعة وثلاثة واثنين ان لو يكن لاحد من اقل من السبع كاذالرجل وترك ابنا وامراة
 كه چيه يا پانچ يا چار يا تين يا دو آدميون كي طرفي يي جايز يي اگر كسيكا حصه ساتوين حصه سي كتر نهو جيسي كسي شخص هو اور سني ايكه يي ايكه يي
 وبقرة وضحاياها لايجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثا
 اور ايكه كئي تركه يي چو شوي اونهنون ني ده گاي قرباني كي تو جايز نهين اور ايسي يي اگر تين آدميون ني مكر قرباني خريدي ايكه ني چار دينار دي دي اور دوسري ني تين دينار دوسري ني
 دينار واشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحاياها لايجوز ولو اشترى سبعة في بقره
 كئي رديا بهر گاي مولی اسطو پر كه دينارون كي حساب پر شركت يي اور نبيج كي قرباني جايز نهين يي اور اگر سات آدمي ايكه گاي مين شركت يي
 ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاخصية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية فيكون
 اور كسي ني نيت نفل كي كي اور كسي ني اوسي سال كي قرباني كي نيت كي اور كسي ني بچي سال كي قضا كي نيت كي قوسب جايز يي
 الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقيم عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق
 ليكن جيسي بچي سال كي قرباني سي قضا كي نيت كئي اوكي نفل هو جائي كي اوكي قضا ذمه سي ساقط نهو كي بلكه اوكو لازم يي كه قيمت درميانه
 بقيته شاة وسطا مضى لو اشترى احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
 بركي كي بعض سال گذشت كه خيرت كوي اور اگر ساتون شركت مين يي ايكه مكر گيا اور اوكي داندون ني كه اوكي طرفي يي ايكه طرفي يي نبيج كولو تو استحسانا جايز يي
 ولو اشترى سبعة وضحاياها لايجوز واقتسموا اللحم وزنايجوز ولو اقتسموه جزافا لايجوز الا ان يضم الى اللحم شيء
 اور اگر سات آدميون ني مكر گاي قرباني كي اور گوشت قول كر بانها تو جايز يي اور اگر اكل يي بانها تو جايز نهين يي ان اگر گوشت كي ساته كچه كچه
 من الكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشيء من الكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم
 پانه يا چتره عاين تو جايز يي برابر يي كه هر حصه پر كچه گوشت اور كچه پانه يا هر حصه پر كچه گوشت اور كچه پانه
 شيء من الجلد او كان في جانب اللحم والكارع وفي اخر اللحم وجلد وانما يجوز جزافا الجنس الى خلاف الجنس ولو
 كچه چتره يا ايكه حصه پر گوشت اور پانه اور دوسري حصه پر گوشت اور چتره اس صورت مين اكل كي تقسيم اسلي جايز يي كه هر جنس كا خلاف جنس يي
 لم يضموا الى اللحم شيئا وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لايجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاء
 مشاء ساته ديون ني پانه يا چتره كي تقسيم كي بركي شخص دوسري كو يي بركي كي اجازت دي كه حلال كوي تو جايز نهين اسلي كه بركي كا حلال كرنا هبه هوتا يي اور هبه مشاء
 فيما يحل القسمة لايجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني لايجوز ولو جعلوا
 تقسيم هو نيوالي چيز مين جايز نهين يي اور اگر گوشت قول كر بانها تو جايز يي اور چتره اسب ني مكر ايكه فقير كو ديديا ياكسي غني كو بخشه يا تو جايز يي اور اگر
 اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصى والجماء التي لا قرن لها والثؤالاى الجنبون
 گوشت اور چرلي كي سات حصه مين اكر كئي كس مين اكل سي تقسيم كر يا تو جايز يي اور بدنيا اور مندا جكي سينگه پيدائشي نهون اور باولي جايز يي
 ولايجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العملاء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا فم في عظمها
 اور انهي جكي دونو انگين نهون اور كاسي جكي ايكه انگه نهو اور ايسي دلي جكي پوي كي اندر مغز پاشه نهو
 ولايجوز العمياء التي تشي ثلث قوائم ويجوز الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
 اور انگري جوتين پاؤن پر چلتي هو اور چوتني پاؤن كو زمين پر نه كئي يا تو جايز نهين يي اور اگر چوتني پاؤن يي زمين پر هو يي بركي كه
 خفيفا وتستعين بها الا انها تتأبل عند المشي تجوز ولايجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها
 مدت ييني يي پرانها يي كه چلتي وقت جكي يي تو جايز يي اور جكا تها يي زياده كان يا خفيفه يا انگه جائي يي هو تو جايز نهين يي

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المفقوعة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف

اور طريقه دریافت تهای انگه جانی کایه بی که اول هوئی هوئی انگه بند کر شدت بهوک کی حالت مین او سکو کاس د کبابین

فينظر من اي مكان تری العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اي مكان تری العلف

بهر خیال رکبین کتنی دوری کاس دیکه بیتی ہی بهرچی انگه بند کر کاس د کبابین اب بهر خیال کرین که کتنی دوری کاس دیکه بیتی ہی

ثم ينظر تفاوت ما بين المكانين فان كان نصفاً فالذهب نصف وان كان ثلثاً فالذهب ثلث وهكذا

اب در دو مکان مین فرق دیکبین کتبی ای اگر آوهون آوه کافرق هی تو آوهی انگه نبین هی اور اگر تهنای هی تو تهنای انگه نبین هی اور ایسی هی صاحب پر

يشق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ الحول وذهب عينها او كسرت رجلها في

اور چری هوئی کان اور داغدار هوئی سی قربانے منع نبین هوئی اور ایسی ہی سینگ توئی سی ان اگر مغربیک جا بهی تاجیز نبین اور اگر ذبح کرینی ای بچھاڑ فی هوئی کفر

معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يجوز وان ارسلها وضحي بها في وقت آخر في ذلك اليوم او في يوم آخر

اگر او سکو نه چور او سقوت ذبح کر دیا تاجیز ہی اور اگر او سقوت چور دیا اور اور وقت اسمی دن مین یا ایام محرمی روز اور دن مین

من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان

ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جائز ہی اور یہ ہی منسوب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبح حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا ولا افضل ان

لازم ہی که بچہ کو ہی ذبح کر دیا اور اگر بچہ کو ذبح نکلیا اور ایام محرم گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا غیرت کر دی اور افضل یہ ہی

يذبح اضحيته بيده ان قل لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غايه ولا ياهر

که اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنے ہاتھ ہی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہ ہی ہا کہ اپنی ذات ہی اور اگر نہیں ہو سکتا تو اور کو کہدی اور

الكتاني لانه قربية وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح بجوز لانهم من اهل الذكوة والقربة يحصل بانابته و

کتانی شخص کو نہی اس واسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہیں ہی اور اگر کتانی ہی کہدی اور او سقوتی ذبح کر دی تو جائز ہی اسلی کہ ذبح کتانی کا درست ہی ہو تھاتا

نيتة لكن بكرة ويستحب اجداد شفرته قبل الاضجاع وبكرة بعدة لما روى انه عليه السلام مر على رجل

ہو جائیگی پر مکروہ ہی اور چری کا تیز کرنا بچھاڑی مستحب ہی اور بعد بچھاڑی کی مکروہ ہی اس واسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع مشاته وهو يحد شفرته وهي تلحظ اليه ببصرها فقال اتريد ان قيمتها موتات هذا احدت

کر وہ بکری بچھاڑ کر چری تیز کرتا تھا اور بکری ایچہ انگه سی اور در دیکیتی تھی سو آپ فی فرمایا تو چاہتا کی اسکوئی موت سی ماری بچھاڑ فی سی پہلی چری تیز

شفرته قبل ان تضجها وبكرة جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة وبكرة النحر وهو الذبح

کیون نہ کر لی اور قربانی کو ٹانگ پر کر مذبح تک پہنچی ہوئی لی جانا اور قبل کی طرف منہ نہ کرنا مکروہ ہی اور نحر ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشديد حتى يبلغ النخاع وبكرة السلق قبل ان يسكن عن الاضطرار ويستحب ان يحضر الانسان اضحيتة

که نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمچ چیلنا ہنڈی ہوئی سی پہلی مکروہ ہی اور سقوب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوئی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يده القصاب في المذبح حتى يكون ذا الجامع القصاب قال الشيخ الكاظم

پاس حاضر ہی اور اگر قربانی کی ایک فی ہی اپنا ہاتھ قصائی کی ساتھ چری پر رکھ دیا تاکہ قصائی کی ہمارہ ذبح مین شریک ہو جاوای تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب على واحد منها التسمية حتى لو ترك احدهما لا يحل المذبح لان شرط حل التسمية عليه

بن الفضل کہتی مین کہ دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہاں تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر کر لیا تو مذبح مرام ہوگا اس واسطی کہ شرط حل ہوئی کی

لقوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه فالذبح اذا تركها عدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو

موافق اس آیت کی اور او مین ہی نہ کہا و جیسر نام نہ لیا اللہ کا بہر ذبح کر نہی الا اگر تکبیر عدا ترک کر لیا تو ذبیحہ مر وار ہی ہو سکا کہنا حلال نہیں ہی اور اگر

بهر خیال رکبین کتنی دوری کاس دیکه بیتی ہی بهرچی انگه بند کر کاس د کبابین

کتانی شخص کو نہی اس واسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہیں ہی اور اگر کتانی ہی کہدی اور او سقوتی ذبح کر دی تو جائز ہی اسلی کہ ذبح کتانی کا درست ہی ہو تھاتا

بن الفضل کہتی مین کہ دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہاں تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر کر لیا تو مذبح مرام ہوگا اس واسطی کہ شرط حل ہوئی کی

فكر مع اسم الله تعالى خيره ان كان بالعطف مثل ان يقول بسم الله ومحمد رسول الله يحرم وان كان بغير
 اسم تعالى في نام كسأته او يكبه يبي كبد يا اگر عطف كسأته كبا اسطوره كبا كسم الله ومحمد رسول الله تؤذ بغير مرامی اور اگر بغير
 العطف لا يحرم بل يكره ويكره ايضا ان يدعوا بشيء بعد التسمية قبل الذبح مثل ان يقول بسم الله اللهم
 عطف كبا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کے بعد ذبح سے پہلے کچھ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یون کہی کہ بسم الله
 تقبل مني او من فلان واما بعد الذبح فلا بأس به لما روی انه عليه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
 مجبسی اور غائی سی قبول کرتی ہے ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی الذبح کی فرمایا الہی یہ قربانی قبول کرے
 عن امة محمد من شهد لك بالوحدانية ولى بالبلاغ وما تداولته الا لسان عند الذبح بسم الله والله اكبر
 محمد کی تمام امت کی طرف سے جو جہت تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہیں اور ذبح کرتی ہوئی جو زبان پر جسے پڑا ہے بسم الله والله اكبر
 تکرر ذکر فی القنیة ان المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر بدلت الواو ومع الواو يكره ولو ذبح رجل اضحية
 تسمیہ میں تکرر ہے کہ مستحب ہے ہی کہ بسم الله الله اكبر بدون واو کی کہی اور واو کی سأتہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی
 غيرة بغير اذنه يجوز استخسانا ولو كان بين الاثنين شاتان فذبحهما عن نسكهما يجوز ويأكل من لحمها
 فی اہانت ذبح کردی تو استخسانا جائز ہے اور اگر دو آدمیوں میں دو بکران مشترک ہوں بہر دونوں فی بلا تین اپنی اپنی طرف سے ذبح کریں تو جائز ہے اور ہوا
 ويؤكل غيره من الاغنياء والفقراء وهب لمن يشاء ولا يعطى اجر الجزار منها وندب التصدق بثلاثها وندب ترك
 اور ہوا کو کھادی غنی ہو یا فقیر اور جو چاہی عطا کری اور ضروری میں قصائی کو اوس میں سے ہدایا اور تہائی کا خیرات کر دینا مستحب ہے اور
 التصدق ايضا الذي عيال توسعة عليهم ويجوز ان تستفام بجلدها بان يتخذة جرابا او غرابا لا ويساطا او
 صلح عیال کنہ والی کو خیرات تکرر ہے مستحب ہے تاکہ عیال بفرغت ہو جائی اور اس کی چیز ایسی فائدہ دار ہو جاتی ہے کہ تھلا یا تویرہ یا ڈول یا بچھونا
 غيرها وله ان يبدله بما ينتفع به مع بقاء عينه كالخف ونحوه لا بما ينتفع به الا باستملاذ عينه كالخجل
 اور غیرہ بنائی اور اسکو جائز ہے کہ اسکی بدلہ میں ایسی چیز لے جس سے نفع ہو وہی ہدات باقی رہی جیسی ہوزہ اور تھلا سکی ایسی چیز بدلہ میں نہ لے دی جیسی بدلہ میں ہوا کی ٹانگہ
 ونحوه ولا بأس ببيعها بالدرهم لتصدق بها على الفقراء وليس له ان يبيعه بالدرهم لينفقها على نفسه وعياله
 وغیرہ اور اسکا ڈر نہیں کہ چھوٹے بچے کو خیرات دیدی اور یہ جائز نہیں کہ چھوٹے بچے کو کچھ کر اپنی اور اپنی عیال پر خرچ کری
 وان فعل ذلك يتصدق بثمنه ولو امر اذ ان يبيع لحمها ليتصدق بثمنه ليس له في اللحم الا الاكل والاطعام و
 اور اگر ایسا کیا تو اسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بچ کر اسکا ثمن خیرات کردی تو اسکو گوشت میں آسانی صرف کی کہ کھائی اور کھیکو دیدی
 ليس على الرجل ان يضحي عن ولده الصغير في ظاهر الرواية وان كان للصغير مال قال بعض مشائخنا يضحي عنه
 اور ظاہر روایت میں کہ کیا کہ یہ ذمہ نہیں ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہاری بعض علما صدقہ فطر پر قیاس کر کہتی ہیں
 ابوه او وصيه من مال الصغير عند ايجافه قیاسا على صدقة الفطر وقال الامام السرخسي نعم بعض المشائخ
 کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہے کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری کہ بعض مشائخ یہ کہتی ہیں
 ان على الاب والوصي ان يضحي من مال الصغير عند ايجافه خيفة على قیاس صدقة الفطر ولا يصح اذنه ليس له
 کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہے کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو
 ان يفعل ذلك وان فعل اخذ بقول بعض المشائخ لا يتصدق بشيء منه بل يأكل منه الصغير وما بقي يبدل
 قربانی کر کے اختیار نہیں ہی اور اگر موافق قول بعض مشائخ کی قربانی کردی تو اوس میں سے کچھ خیرات تکرر بلکہ اوس میں سے وہ صغیر کھادی اور بچتی کی بدلہ میں
 بما ينتفع به الصغير مع بقاء عينه كالشوب ونحوه لا بما ينتفع به الصغير الا باستملاذ عينه كالخبز
 صغیر کی دستھی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز بدلہ میں صغیر کو بدلہ میں ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہ ہو جیسی روٹی

وینسب فی الذبح

مذہب حنفی

وآخره اسلمی که واجب صرف ذبح کتابی است خیرات کرنا سووه احسان یا و صغیر کمال قابل احسان کی زمین ای و تبدیل اسلمی جایز ای که چرخه کو آخر تبدیل کی است
 علی الجار فان الجار یجوز ان ینتقم به وان یدل بما ینتقم به مع بقاء عینه لان البدل لم یکن فی حکم البدل فیکو
 کیونکه چرخه ای قائده لینا بهی جایز ای و بدیل لینا نفع رسان چرخه کا بهی جایز ای برادر کی ذات باقی رہی کیونکه بدیل چرخه اوس اصل مبدل کی حکم میں ای ایسا ہی
 کا لا ینتقم بعینه فلما کان الحکم فی الجار هذا قاسوا علیه اللحم اذا کان للمصبی ضرورة والثالث مما یجب علی الکف
 گو یا اصل ای سی نفع پایا چرخه کا جو یہ حکم ہوا ایسی پرکشت کو قیاس کر لیا ای اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شے جو مکلف ہو

فی هذا العید تکبیر التشریق فانه عند الحنفیة یجب علی الاحرار المقیمین فی الامصار عقیب کل فریضة اذ
 اس عید میں واجب ای وہ تکبیرات تشریق میں سو یہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادوں شہر میں موجود ہونے والوں پر یعنی جو مسافر نہ ہوں چچی ہر فرض نماز کی جو
 یجاعة فلا یجب علی اهل القری ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المفرد ولا علی المرأة الا اذا اقتدی هؤلاء بمن یجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہیں گان کوین والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز میں ای اور نہ عورت پر ان اگر ہوں جو عینک اس پر
 علیہ التکبیر فی یوم یوم معہ تبعالہ لان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغیرہا یجب ہر دن بہ لان
 تکبیرین واجب نہیں ہیں مقتدی ہر جا وین جبہ واجب ہیں قرب او کی سائبر تکبیرین امام کی تبعیت میں مگر عورت کی مکر نہ ہی و سکواؤں کا ہی چپا نا جا ہی اور انا

السنة فیہ الجوهر وکامانم ولا یجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل ان تلك الصلوات لیست بضروریة
 کہ اسمیں آواز کا بلند کرنا اسلمی ای اور کوئی مانع ای نہیں اور عید کی نماز کی چچی واجب نہیں ای اور نہ چچی تتر کی اور نہ چچی نفلوں کی کیوں کہ یہ سب نمازین فرض نہیں ہیں اور نماز
 عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة وعندها یجب علی کل من یصلی المكتوبة ولو کان قرویا أو مسافرا أو عبدا أو منفرا

جموعہ کی چچی واجب ہی کیونکہ جموعہ کی نماز فرض ہی ہوا چھین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کرے واجب ہی اگر چہ گانوں میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکہا ہوتا ہو
 وامرأة ولبتداءه من فجر یوم عرفة الی عصر یوم النحر عندی حنیفة فیکون التکبیر عقیب ثمان صلوات
 یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فرضی ہی دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیرین تہہ نمازوں کی بعد ہوں ہیں

وعندهما الی عصر اخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فیکون التکبیر عقیب ثلثة وعشرین
 اور صا حین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیورین تاریخ تک تکبیرین تیئیس نمازوں کی بعد ہوں ہیں

صلوة والعمل فی هذا الزمان علی قولهما احتیاطا فی باب العبادات وکیفیتہ ان یقول مرة واحدة بعد السلام
 اس زمانہ میں واسطی احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہی اور وہ کی کیفیت یہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الکلام الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر والله اکبر الله اکبر لا اله الا الله اکبر الله اکبر
 ہونی سی پہلی کی اور اخص ہوں ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام کی

لما اضعج ولده اسمعيل عليه السلام لان جبریل علیہ السلام ان یدن هب بالفداء فلما جاء
 جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی فرج کرئی کی لایا تو اللہ تعالیٰ فی جبریل علیہ السلام کہ حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبریل علیہ السلام بالقرآن خاف ان یجعل ابرهیم علیہ السلام فقال الله اکبر الله اکبر فلما سمع ابرهیم علیہ السلام
 قرآنی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہ ہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کر شہین تو جبریل فی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام کی

صوت جبریل علیہ السلام وقع فی قلبه انه یاتیه بالبشارة فهل وذكر الله تعالى بالوحدانية والکبرياء فقال
 جبریل کی آواز سنی تو انکی دل میں یہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لائی ہیں سو انہوں نے لا اله الا اللہ پڑا اور اللہ کو وحدانیت اور برائی سی یاد کیا یہ

تکبیرین واجب نہیں ہیں

تکبیرین واجب نہیں ہیں

تکبیرین واجب نہیں ہیں

ولستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جمہا فی طریق المصلی بالاتفاق لاصلیہ فی الاجتماع والاتفاق فی الصلوة
 اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عید گاہ کی سنت میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاویں پر سب کو ملے اور ایک آواز نہ بنا کر رائی کی
 ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذ بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
 تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب عید گاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسیٰ
 موسیٰ الرضا آنہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرقة حتی یمبلغ الجبابة ولو توجه الرستاقی الی المصلی لم یلا
 رضا سی روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک پہنچ جاتی تھی اور اگر کوئی گردن اوچا کر اپنی ولارات کو
 من فرسوخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بالرفع الشمر
 کون بہر کی فاصلہ سی عید گاہ میں آ جاویں تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑھتی شروع کری پھر جب نماز کا وقت آ جاویں اور آفتاب بلند ہوئی سی وقت کو روک کر جاویں
 یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اول الا فتحة ثم یضع یدیه تحت سترته ویثنی ثم یکبر
 تو امام لوگوں کیساتھ دو رکعت پڑھتے اذان اور اقامت کی پڑھتی ہیں تکبیر تحریمہ کی پھر دو رکعت ناف کی پچی باندھ لی پھر جاک انعم پڑھی پھر میں بار
 ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث شیعہ لانہا تقام بحجم عظیم بالمولاة یشتبہ علی من کا
 تکبیر کہ ہر تکبیر کا پچیس بقدر تین تین تسبیح کی فرق کہی اسطرحی کہ ہر ایک انہو میں اتفاق ہوتا ہی یا صلی یا فاصلہ کہی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی
 بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلاث یرسلهما فی اثنا ثلثین ثم یضعهما تحت سترته
 ندی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کیساتھ تینوں دفعہ کال تکا دھتا ہی اور پچیس دونوں ہاتھ چھوڑی لکھی پھر دونوں ہاتھ بعد تین اسکی ناف کی پچی
 بعد الثالثة ویتعوذ ویسعی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذ قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم
 اور اعوذ باللہ پڑھی اور رسم اند پڑھ کر سورہ فاتحہ اور ایک اند کوئی سورہ پڑھی پھر اسد الکبر کہ کر رکوع کیا پھر جب دوسری رکعت کی واسطی پڑھو تو قرات قرآن
 یکبر بعدھا ثلثا یفصل بینہن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولبس هنا لوضع ثم
 بعد قرات کی تین بار تکبیر کی اور او کی پچیس اسبہ بقدر ما ذکر کی جواب کر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اور پچیس پڑھ کر رکوع کی اسوقت آتے کہ باندھنا ثابت نہیں ہے
 یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الركعتین تسعا لث منها اصلیت تکبیرة الا فتحة والتکبیرتان للركوع وست
 تکبیر کہ کر رکوع کی اب تکبیرین دونوں رکعت کی تو ہو گئیں تین تو انہیں سی اصلی میں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیرین دونوں رکوع کی اور جب تکبیرین غائب ہیں
 من اول ثلاث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلاث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسبت التکبیر فی الركعة
 تین پہلی رکعت میں قرات سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرات کی پچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کوئی پہل گیا آنا کہ
 الاولى حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تدکر بعد قراءة الفاتحة والسورة
 تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھ لی تو اب تکبیر کہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یا آوی تو صرف تکبیر کی
 یکبر ولا یعید القراءة لانہا تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانہا لم تتم
 قرات کو نہ پڑھاوی اسطرحی کہ قرات پوری ہو گئی اور پوری ہونے کی بعد پڑھنا ہی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرات
 فیہا فصا رکازہ لم یشعر فیہا فیعیدھا سرایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیہا بالتکبیر ویفصل
 سورہ ایسا ہی گویا قرات ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرات کو ہٹاوی پھر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دفعہ
 بینہما مجلسة خفيفة مقدارها ان یستقر کل عضو منہ فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولین
 خطبہ میں اتنی دو مجلسہ خفیفہ کری کہ عام جوڑ توڑ میں کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں
 فیہا ما یسن فی خطبة الجمعة ویکبرہا فیہا ما یرکعہ فیہا ویعلم فی هذا العید احکام الاضحية وتکبیر التشریق ومن
 وہ ہی امام مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی اور اس میں وہ ہی ام مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قرائی اور تکبیرات تشریف کی

دوسری روایت

تکبیر

دوسری روایت

تکبیر

لا يبدل صلاة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام الركوع تكبير للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح
عيدية غار امامك مساندة شاذي توافر سيرة فضائهم في اورجني المم كركوع من بابا تاويل كبري هو تكبير تحريره كي اسوسطي ككبير تحريره
شمر في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يبدل الامام في الركوع لان المحل الاصل لتكبيرات العيد القيام
صرف حالت قيامهم جازي يهر عيد كي تكبير من كي اكر به معلوم هو تا هو ككبير من عيد كي ككركوع من جالون كما اسلي كاصل ككبير عيد كي تكبير من كي صرف
المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويترك ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة ولا اشتغا
قيام هي اورا ككبير خوف هو ككبير من ككبير من ركوع امام كي مساندة فوت هو ككبير تكبير تحريره كي ككبير ركوع كي ككركوع من جالون يهر ركوع من ككبير من عيد كي
بها اولي ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة
اولي هي اورسما كركوع كي ترك كركي اسواسطي كسنت من اور ركوع من رفع يدين هي اور اتون ككبير من ككبير من عيد كي
سنة ايضا ولا وجه لانيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات
سنت هي اسكي كوي وجه من ككبير من ككبير من ركوع امام كركي اسواسطي كسنت من اور ركوع من رفع يدين هي اور اتون ككبير من ككبير من عيد كي
فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعتها الامام لانها فرض فلا يترك الواجب ولو ادرك الامام
الركوع من ككبير من ركوع من اور ركوع من ككبير من ركوع من جالون يهر ركوع من رفع يدين هي اور اتون ككبير من ككبير من عيد كي
في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء
قومه من بابا تاويل من ككبير من ككبير من ركوع امام كركي اسواسطي كسنت من اور ركوع من رفع يدين هي اور اتون ككبير من ككبير من عيد كي
ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرة العيد ويترك ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في
تاويل قروا شرو كركي يهر بعد قراوت كي تكبير من عيد كي اورا كركي يهر ركوع كركي اورا كركي ككبير من عيد كي
سجود السهو فانه يقوم ويصلي وبات في التكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلاة في هذا العيد وتأخيرها
سهو كي سجود من بابا تاويل يهر كركي اورا كركي يهر ركوع كركي اورا كركي ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
في عيد الفطر في القنية تقدم صلاة العيد على صلاة الجنازة اذا اجتمعتا وصلاة الجنازة على الخطبة
اور قنية من كي عيد كي غار جنازة كي غار سي سيلي ادا كركي اكر وونو جمع هو جالون اور غار جنازة خطبة سي سيلي ادا كركي
وفي البرازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه
اور بران من كي اكر غار عيد اور غار كسوف جمع هو جالون تزويد كي غار سي سيلي ادا كركي اورا كركي ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلي قبل صلاة العيد وبعدها للامام وغيره وان قدم
عيني هي اور جنازة كي غار واجب كفاية هي اور عيد كاه من جاك عيد كي غار سي سيلي ادا كركي اورا كركي ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
في هذا العيد عذر يمنع من صلاة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقوفة
اسر عيد من كوي عذر عيد كي غار سي سيلي ادا كركي اورا كركي ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
بوقت الاضحية فتجزي ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر من ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة
وهي اضحية ككبير سوجب تكبي جازي كي كركي باقيا هو كركي باقيا وقت نكلي جازي من ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
حتى لو كان تأخيرها الى الغد وبعد الغد بغير عذر يجوز الصلاة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر
يملك كركي كركي باقيا هو كركي باقيا وقت نكلي جازي من ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي
فيه لنفي الجواز حتى لو كان تأخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسرنا الله تعالى علاما موافقا لرضائه بلطفه و
واسطي نفي جواز كي يهان تك كركي اس غار من تاخير كركي باقيا هو كركي باقيا وقت نكلي جازي من ككبير من عيد كي اورا كركي ككبير من عيد كي

اہم شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل والمعنی ان کل طاعة وخیر ذالم یکن رباء فاقبل ما یعطی صاحبہ من کل شیء

عشره نقولہ تعالیٰ من جاءہ بحسنة فله عشر مثالیہا وقد یزاد الی سبع مائة واكثر لقولہ تعالیٰ مثل الذین

ینفقون أموالهم فی سبیل اللہ کمثل حبک ان تبنت سبع سنابل فخر کل سنبلہ وائہ حبک واللہ یضعف

خروج کرانہ یعنی مال لہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ دس سو اویس سات ہزار اور کی سات سو گونہ اور اس سے زیادہ ہوتا ہے واسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال

لن یبطلوا الصوم لہم فتراہ بغیر حساب لانہ لا یتاتی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ انما یتقوا الصیام ان یجزم

بغیر حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فی غیرہ لیس کوجودہ لانہ ثلاثہ

ان گنت پہر صبر اگرچہ سوار روزہ کی تمام عبادات میں ہی ہوتا ہے پر صبر اور عبادات میں اتنا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہے

لنوع صبر علی طاعة للہ تعالیٰ وصبر عن محارم اللہ تعالیٰ وصبر علی الالام والشدائد وکلہا یوجد فی الصوم

نیم روزہ ہی صبر علی طاعة للہ تعالیٰ اور صبر اللہ تعالیٰ کی محارم سے اور صبر رنج اور بخیرین پر اور یہ تینوں صبر روزہ میں موجود ہوتے ہیں

بہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیہ من الشهوات وصبر عما یصیبہ من الالم والجوع

کیونکہ روزہ میں طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہے اور شہوات سے صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہوتی ہیں اور بہوک کی تکلیف پر

وحارۃ عطش ضعف البدن فانه یعرض بدنہ النحول والنقصان الذی یفزی فی اہلک طلب الرضاۃ تم

اشیر الیہ حیث قیل یدع شہوتہ وطعامہ وشرابہ لاجل بخلاف سائر الطاعات ثم انہ بسبب من نفسه عن

یکل والشرب والحما یرصد مختلف باخلاق اللہ تعالیٰ لکرنہ منہا عن ہذا الاشیاء فلما کان فی الصوم

عند المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ وتولی جزاء بنفسہ ونہ یکملہ الی غیرہ والکریم اذا خبر انہ یتولی الجزاء

مفسہ یقتضی ان یکون ذلک الجزاء فی ذیہ العظۃ ونہایہ اکثرۃ بحیث یکون انہ سدد ولا یرقد روی

عن فی امانۃ الباہلی انہ علیہ السلام قال من صام یوفا فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ و بین النار خذ کا بیان

ولا یجوز فی حدیث اخر رواہ ابوسعید الخدری انہ علیہ السلام قال من صام یوفا فی سبیل اللہ بعد اللہ وجہہ

عن ثار سبعین خریفا وصغنی الحدیث ان من صام یوفا لوجہہ ورضائہ بنجیہ اللہ تعالیٰ من النار عبر عن التجنیۃ

بظریق القشیل یکون البلم لان من کان بعید عن شیء یزاد المقدلہ لا یصل الیہ البتہ والمرد بالخریف السنۃ

ا۔ جو سنہ کی طرف سے دور کیجئے اور صغنی حدیث کی یہ ہے کہ جس نے ایک روز صرف واسطی یعنی اللہ کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی تمام نعمتوں سے

بظریق القشیل یکون البلم لان من کان بعید عن شیء یزاد المقدلہ لا یصل الیہ البتہ والمرد بالخریف السنۃ

ا۔ جو سنہ کی طرف سے دور کیجئے اور صغنی حدیث کی یہ ہے کہ جس نے ایک روز صرف واسطی یعنی اللہ کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی تمام نعمتوں سے

ا۔ جو سنہ کی طرف سے دور کیجئے اور صغنی حدیث کی یہ ہے کہ جس نے ایک روز صرف واسطی یعنی اللہ کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی تمام نعمتوں سے

ا۔ جو سنہ کی طرف سے دور کیجئے اور صغنی حدیث کی یہ ہے کہ جس نے ایک روز صرف واسطی یعنی اللہ کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی تمام نعمتوں سے

ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر به عنها دون غيرها من الفصول لكونه وقت بنوع الثمار وسعة العيش وروى عن
 جركا ذكر كرمي كرم الدنيا في اورخ نصف خاص كرمي بنوع الفصول كرمي بنوع وقت مبروت كرمي بنوع وقت مبروت كرمي بنوع وقت مبروت

جرحه و در لری علم ادبیاتی و در حریف خاص از بیعت اور و خصوصاً سوسنچی در بیاضیه وقت میوهون کی چکنی و در پیشانی فراخی و بی و در بر و در

بی روایت ہے کہ جنہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرنے ہوتی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی تفسیر

أن للصائم سروراً مرتين على أن الفرح مرة من الفرح وهو السرور بالسرور عند لقاء ربه فيما يحده من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار سرد ہونا ہی اس واسطے کہ فرحت کا لفظ مرتب کی واسطے فرحت ہی مشتق ہو اسی و فرح کی معنی سردی کہ میں اب سرد روزہ دار کا رب کی لگا چاہتا ہوں

مدخل عند الله تعالى فان من ترك لله تعالى طعامه وشربه وشهوته يعرضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله
الاستغفار ان كان يكسار في ضمة كساها او ككسر في شدة كساها او كفتح في سكون كساها

وَالْقَدْ مَرَّ بِالْأَنْفُسِ كَمْ جَزَاءٍ خَدُّهُ عَنْدَ اللَّهِ وَخَدُّهُ آخِرُ الْأَجَلِ وَالْزَمَانِ

اور جو آگے پہنچو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اور سکو پاؤ گی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب من راہوہ
اور نبی صلی علیہ وسلم سے یہ حدیث مختلف ہے یہی قرآن

لَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِنَّ تَكُنْ اِلَّا فَاسِقًا مُّذِرًا
 لِّنَفْسِكَ فَاصْبِرْ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کر گیا تب ہی اللہ تعالیٰ بھگوانوس۔ تر نہایت کڑی اور رو بہتی کہ مرنے والے دھن و دھن کی دھن کی دھن کی

يَا كُفْرًا عَلَيْهِمُ وَالنَّاسِ فِي الْحَسْبِ: يَقُولُ النَّاسُ هَؤُلَاءِ يَكُونُونَ وَنَحْنُ فِي الْحَسْبِ: يَقُولُ اللَّهُ لَهُمْ نَعَمْ كَانُوا يَصُومُونَ وَنَحْنُ نَقْدُ

اوس پر بھی کہا وینگی باقی لوگ ابھی حساب میں ہونگی سودہ لوگ کیسے ہی بہ کون تو میں کہ سہی کہاتی ہیں اور ہر حساب میں کتنے سوچ سمجھا کر ہیبت و ڈر کتنی ہی دہراؤ

و فی الصحیحین نہ علیہ السلام قالن فی الجنة با بقیۃ من ریت لای دخل منہ الا الصائمون و لیس فی تصانیف
اور صحیح بخاری اور مسلم میں یہ کہ جو خدا کا رحمت کا کبر و جہت ایک بیان کرتے ہیں انہیں صحیح ہے ورنہ داکٹر کا حوالہ درمیان وارزہ

اور صحیح کلام اور رسوم میں ہی کہ سید محمد علیہ السلام کی قربانیاں احدثات کا بیڑا بن گئیں۔ ان کے لئے جینا، پھینکنا یا کسی اورے والا دل و دماغ ضرور ہمارے پاس ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ تمام باتیں جو ابھی عرض ہوئی ہیں وہ آپ کو اپنی زندگی میں عملی طور پر لایا جائے اور آپ اس سے اپنے لیے بہت سی چیزیں سیکھ سکیں۔ آمین

وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان کو لوگوں کی جو پیاس کی شدت اٹھانی تو انکی طبییسا دروازہ خاص کیا گیا جس میں جہت میں جانی سی علی سینہ مرتبہ کی ہے۔

واما سرده عند افطاره فيما يناله من الطعام والشراب ان النفس مجبولة على الميل الى ما يراعى من المطعم وشرب

دوروزی کجواتی وقت استوسطی خوشی هفتی یک

والمسلم فاذا صنعت من ذلك في وقت من الاوقات هم ذنوب في وقت اخر تفرح بذلك صلو حصى رشتند

الحاجة اليه لتأثير الجمع والعطف فهما تقاضيه باخذ حجة يشهد بها روى عن محمد بن عبد الله بن مسلم

در پیاس کی نایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا نفاذ مانگو ۔
 نہ عمر کو دیت سی یہ مضمحل ثابت موتائی نہ پیغمبر صلی علیہ وسلم

كان اذا فطر يقول ذهب الظم وابليت العزّة وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان فيه عند فطوره دعوة

فطاری کی وقت یہ۔ فرمایا کرتی تھی جنگلی بیاس اور ترنمیں گئیں اور ثابت ہو گیا وہ اب ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی بڑی کھفہ کی فوٹ دے

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة من يكون نوعه عبادة لله تعالى

مقبول ہوئی ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کی نئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہے بلکہ اس کی خواب بھی عبادت کی حواشی بتاتی

صائمہ فی العبادۃ عالم یعتب وان کان ناما علی فرستہ فعلی ہذا یلیون فی لیلہ و نهارہ علی عبادۃ تفرق فی صوم و غیرہ روزہ دارم وقت عبادت میں ہی جب تک سہیت نکرنا اگر یہ یعنی بستر بر سوزا رہی اس قول کی موافق روزہ دار نسب و روز عبادت میں ہی یہ ہے و ہم کہ فی روزہ میں

معنی آخروہوان الاشہر الحرمہا كانت فضل الشہد بعد رمضان وكان صوم کلھا مندوباً لا امر النبی علیہ السلام

ساورات ہی یعنی شہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام ہینوں میں افضل ہیں اور ان سب ہینوں کی روزی سبب میں موافق ہر شادی صلی علیہ وسلم ہ

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها الزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام الحرم فيها
 اوراؤن من ہی بعضا مہینہ قمری سال کی قاضی ہی اور بعضا مہینہ قمری سال کا اعتبار ہی تو لازم ہی کہ جس ذی الحجہ میں سوار چاروں کی جنین روزی حرام ہیں
 الصیام وصام الحرم قد ختم السنة بالطاعة فقتضی بالاطاعة فیہ حی ان یکتب سنة کمال طاعة وعبادة لیسر الله
 روزی رکھی پھر ہم کی روزی کہی تو اسی سال عبادت ہی میں تمام کیا اور عبادت ہی میں شروع کیا اب سید یہ کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت میں کمال حاصل کیا
 علمه بلطفه وكرمه المجلس السابع والثلاثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل

بالحال ہی لطف وكرم ہی آسان کری سنیستون مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت میں اور اس روز کیا کیا عمل میں آوی
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتساب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث من
 رسول مد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشوراء کی روزی کان غالب ہی کہ اللہ تعالیٰ ایک سال گذشتہ کا کفارہ کر دی یہ حدیث مصابیح کی

صحاح المصابیح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء رجو من الله تعالى ان يعفو ذنوبه التي وقعت في
 صحیح حدیثوں میں ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہ ہے میں جس ذی الحجہ میں روزہ رکھا تو میں اللہ تعالیٰ ہی امید کرتا ہوں کہ اس کی گناہ جو کہ
 السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر ان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث آخر رواه ابو هريرة انه
 سال گذشتہ میں ہوئی ہوں صاف کر دی اور گناہوں میں مراد صغیرہ گناہ ہیں اس واسطے کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہیں ہوتی اور ایک حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت کا

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله الحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله الحرم وهو
 کہ سید صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل یعنی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی میں مراد یہ ہے کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اور یہ حدیث
 ان كان ظاهر في فضيلة صيام شهر الله الحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام
 اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزوں کی فضیلت میں ہی بعد روزوں ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہیں کہ مراد اس ہی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اس دن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت
 اسلمی افضل ہی کہ اوائل اسلام میں فرض تھا پھر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو ذی الحجہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
 فرضيته افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف
 ہوا تو ہی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول میں مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز ہی زائل ہو جاتا ہی پھر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه
 یہ روزی فضیلت کیون کر ہو سکتی سی سو جواب یہ ہی کہ اس کی اندر وجوب صام جب منسوخ ہوا تو وہ روزی کی واسطی ایسا ہو گیا جیسے اور ساری دن میں
 فيكون افضل قال ابن عباس ما رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا
 سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ تلاش کرتی ہوں روزہ کسی روز کا جس کو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ في تفضيل صومه عالم يبالغ في تفضيل صوم غيره وقال ابن
 دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ سب سے زیادہ اس یوم عاشوراء کی نصیبت میں تھا ماؤز فرمائی تھی جو اور روزی کی فضیلت میں نہیں فرمائی تھی اور ابن
 عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وهو يصيب فيه قاتوا يا رسول الله لا يوعظ اليهود والنصارى
 عباس یہ بھی کہتی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور وہ صحابہ کو دس درہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ دن ہی کہ اس کی یہود و نصاریٰ

فقال النبي عليه السلام ان بقيت الى قابل لا صوم من اتسعه قبل انما ارد ان يضم اليه يوما اخر ليكون هديه مني
 سنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں گلی سال تک جیتا تو بالصور نوین تاریخ کا ہی روزہ رکھوں گا کہتی ہیں عاشوراء کی ساتھ ایک روز کی طاعتی کا اسلمی ملا دیکھا تھا تاکہ
 لهدى اهل الكتاب فلميات العام القابل لا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء
 بل کہنے کی دین سے آگے ہی سوہ سال آئی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم عاشوراء کی فضیلت میں

يوم مبارك يبدى المؤمن ان يصومه لكن المستحب ان يصوم معه التاسع والحادى عشر فحاشا لقلوبهم ان يتركو
 روز مبارك ہى مؤمن کو چاہی کہ اس روز روزہ رکھا کری پر مستحب یہ ہى کہ اس کو ساتھ ہی سو روزہ صائی کی عادت کی نئی نوبت تاریخ یا گیارہویں تاریخ کا ہی روزہ رکھے
 ويتصدق على الفقراء بما قدره واما الصلوة في هذا اليوم لا رضاء لخصوم على ما وقع في بعض الكتب فقد ذكر في البرزخ
 اور اپنی مقصد کی موافق فقرا کو جو چاہے اور اس روز کی نماز عموماً کی پر جانی کی نئی جو بعض کتابوں میں آئی ہى
 انہا لا تغفل ان خصمه ان كان حافيا فهو لا يؤخذ باطله يوم القيمة فما الفائدة من ان كان لم يعف يخلص من
 کہ اس نماز کا کچھ فائدہ نہیں ہى اس واسطے کہ مدعى اگر معاف کر چکا ہى تو اس ہی قیامت کی دن کچھ مواخذہ کر لگا بہر آب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہیں کیا
 حسناته يوم القيمة ان كان له حسنات وان لم يكن له حسنات يؤخذ من سيئات خصمه ويحل عليه ثم يطاع
 تو قیامت کی دن اس کی حسنات لیلیکا اگر اس کی پاس حسنات ہوں گی اور اگر اس کی پاس حسنات ہوں گی تو اس مدعى کی گناہ لیکر اس کی سرکہہنگی بہر آب میں پیش کی گئی
 في النار كما جله في حديث رواه ابوهريرة انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم معه
 چنانچہ حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سی آئی ہى کہ پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہى عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہى جسکی پاس نہ درہم ہو
 ولا متاع قال المفلس من امتى من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وصيام وباتى قد شتم هذا وقد ف هذا وض
 اور یہ کچھ اسباب ہوتی ہى تو ایسا مفلس یہی است میں وہ ہى جو قیامت کی دن موع نماز اور زکوۃ اور روزوں کی کوئی اور نیکی نہ لگا ہوگا اور اسکو حق لگائی تھی اور اسکو مال نہ تھا
 هذا واكل مال هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان غنيت حسناته قبل ان يقضى عليه
 اور اسکا مال کھا لیا تھا بہرہ اسکی کچھ حسنات اسکو دی جائیں گی بہرہ اگر اسکی حسنات اس ہی پہلی کہ حقوق اور اپنی ہو چکی تو اسکی گناہ لیکر
 اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار في حديث اخر رواه ابوهريرة ايضا انه عليه السلام قال من
 اسکی ذمہ کہہ کر آگ میں ڈالا جائیگا اور ایک اور حدیث میں ہى ابو ہریرہ لگی روایت سی ہى کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی
 كانت عنده مظلة لاختيه من عرض او مال فليقتل منه اليوم قبل ان يوحده منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان
 ذمہ کوئی حق کسی بیڑہ کا ہو آبرو کا یا مالی کا تو آج اس ہی مضاف کر لی اس ہی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہ ان نہ دینا نہ ہوگا اور نہ درہم اگر
 كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلة وان لم يكن له حسنات يؤخذ من سيئات صاحبه فحق عليه قيل خذ
 اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچھ نہ ہوں گی تو اس مدعى کی گناہ اسکی ذمہ رکھی جائیں گی کہتی ہیں
 بقدر لائق وهو سدس درهم سبعة صلوة مقبولة اديت بحجاة فيعطى للخصم واما خلط الجوارح في هذا اليوم فقد
 کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چھ حصہ درہم کا ہوتا ہى سات سو غارین مقبول جو حجت سی ادا کیں گے لیکر مدعى کو دینہنگی اور کرنا خشتیوں کا یعنی نمکین ہونا سرفین
 ذكر في القنية انه لم ير فيه اثر قوي لكن لا بأس به بل ربما ينفع عليه وكان الاكتمال فيه سنة نكن لما صار علامة
 سرفینہ میں مذکور ہى کہ اس باب میں کوئی روایت وارد نہیں ہى پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ کبھی سپر نواب ہوتا ہى اور سرمد لگانا اس دن میں سنت تھا لیکن جب ہی نشانی
 لمبغضى اهل البيت وجب تركه وكره فعله حتى قيل لبعض السلف اهو سنة من غير ذلك يوم عاشوراء فقال انه
 دشمنان اہل بیت کی ہر گز ہی تو اسکا ترک نہ کرنا چاہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی بیان نہ کر کے کسی اہل سلف سی پوچھا کیا سرمد لگانا بغیر بعض اہل بیت کی روز عاشوراء میں سنت ہی
 سنة الخنثين واما اتخاذ ما تملا اجل قتل الحسين بن علي رضي كما يفعل الروافض فهو من عمل الذين صل سعيهم
 یہ سنت زمانوں کی ہى اور اس دن میں ماتم کرنا واسطی شہادت نام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی جیسی فقہ کرتی ہیں سو یہاں لوگوں کا عمل ہی جسکی جاتی رہی گا
 في الحيوة الدنيا ومم يحسبون انهم يحسنون صنعا اذ لم يامر الله ولا رسوله باتخاذ ايام مصائب الانبياء ومم
 دنیا کی زندگی میں اور وہ صحیح ہیں کہ خوب بتائی ہیں کام اس واسطے کہ اللہ نے امر کیا اور نہ اسکی رسولی کہ انبیاء وعلیم السلام کی ایام مصیبت اور علیم ورسول
 ماتم فليف جادونهم والقاص الذي يذكر الناس قصة القتل يوم عاشوراء ويخرق ثوبه ويكشف لاسه ويأمرهم
 ماتم کیا کرو یہ جو انبیاء سی کتر ہی اسکا تو ماتم کہاں اور قصہ خزان جو لوگوں کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء میں سنائی ہیں اور اپنی پٹری پٹائی میں رنگی سر لگی ہیں

سید

وہاں

بِالْقِيَامِ وَالْتِسِيمِ تَأْثِقًا عَلَى الصَّيْبَةِ يَجِبُ عَلَى كَالَّذِينَ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ وَالْمُسْتَعْنُونَ لَا يَعْزِلُونَ فِي الْإِسْتِخَارَةِ

چونکہ اس مسئلہ حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ کہتی ہیں دین کی جانگاہ پر واجب ہے کہ انکو منع کر دین اور سنی والی ہی معتد نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الإمام الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابييين

انہم عربی و صیغہ قرنی ہیں کہ وہ عربوں پر حرام ہی بیان کیا امام حسین کی شہادت کا

جبرک اور خصومت واقع ہوئی کہ ایک کسان نے اس کا بغض پیدا کر دیا تو ای او ایل نے ملنے سے انکار کیا اور یہاں پر کوئی شکیں نہ تھیں۔

من الأئمة فالطاعن فيه طاعن في نفسه ودينه وقال الشافعي وغيره من السلف تكلموا بما طهر الله تعالى عنها

الطاهر بزرگوار، سیکھا سرجو داد کی عجیب جوئی کری دھجیچھنچھن اندھیری میں، کھجیچھنچھن اور دام شاخنی اور سواروں کی اور بزرگ سلف کی کھجیچھنچھن اور کسکسکسکس کی اعلیٰ کی پہاڑی اترتے ہیں۔

ایدینا فلنظهرعنها السنننا وقد روی عن عبد الله بن معقل أنه عليه السلام قال الله صفا لا تتخذون من

[illegible]

نہایت سبوتا اور غیب کی کسوٹی پر محبت سے غیب کی کسوٹی پر محبت کا بار ادا ہو۔ کہ اگرچہ وہ ایک ستارہ آدھی ہوتی ہے

الله ومن اذى الله تعالى فيوشان ياخذة وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تشبوا

مذکورہ کتاب اور جعفری مذکور کتابیں اور قریب ہی کہ انداز کو کہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے ابو سعید خدری کی روایت سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری بارگاہ کو نہ امت کو نہ

أصحابي فقلون أحدكم لو اتفق مثل أحد هبما ما بلغن من أحدكم ولا تصيفه ضل على هذا فيجب على المؤمنين تعظيمهم فقلون

دوہم میں ہے کہ وہ احمدی بزرگ سوانح نگار کری کوٹھی پیر میں بھی سیدی بزرگ ہوگا اور نہ اذہم کی زبان پر اب سوانح نگار سیدی بزرگ نہیں چاہی اور وہی عظیم اور خیر

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے کچھ دینا چاہے تو اسے دینا چاہیے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے مال میں سے کچھ دیا ہو۔

هراء و بدع و قعر في بطونهم من المتقدمين والمتأخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لان ال تزداد حتى

در بیت مذہب اهل اور دین عین پیدا ہو گئیں جنہیں بہتری مقدم اور بہتری متاخر مہند ہو گئی اور صد ہا جہول قضا اور اہل مذہب اور بدعتین شریعتی جاتی میں یہ لکھ

حدثنا أبو يعقوب شرحها فمن جملة ما ابتدءنا به كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلة ما تمايز هرون فيه النياحة

وہابیوں کی طرف سے جو یہودیوں کے ساتھ کیا گیا تھا وہ ان کے مذہب کے خلاف تھا۔

اور اس کا بہت بڑا حصہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ اور ان کے پاس ایک بڑی سی کتاب تھی جس میں لکھا تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرے گا، وہ میری خاص امت ہے اور میں اس کو ستر بار عافیت دے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم واتفق المسلمون فان الحسن قد اكرم الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو واخوه الحسن

اور با اتفاق مسلمانان کی مابین پیشک حضرت امام حسینؑ کو اوس نے اللہ تعالیٰ فی شہادت سے شرف فرمایا وہ اور انکی بیٹا حسینؑ

شبان اهل الجنة وقتلها وان كانت مصيبة عظيمة لان تعالى شرع المسلمين عند المصيبة الاسترجاع

برآمد اعلیٰ عالم سلیمان کی اسی نصیحت کی وقت امام احمد و انانیہ راجوں ہمارے قریب ہی

بقوله نعم وبشير لغير الذين واصابهم مصيبة قالوا لالهنا عليه الرجعى وانك عليهم صلاتك من الذين

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَذَكَّرُونَ وَرَوَى عَنْ سَعِيدٍ جَاهِلِيٌّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أبا عبد الله عليه السلام يقول في تفسيره

اور صید بن جبریل ۱۲ امت ہی کہ کبھی ہیں کہ استرجاع نام استوں میں سی سوار اس امت کی کہ کبھی نہیں ہوا اور اعطاف ہونا

اسباب المرض والتلف والله تعالى الخلق المسبب عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق
 اور پک کی سبب سے اور اللہ تعالیٰ ہی وقت پر مرض کو جو سبب ہی پیدا کر دیتا ہے کچھ کسی سبب ہی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور سبب دونوں کا خالق ہے
 سواء لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و
 اور کسی ہو کہ کسی طاق نہیں ہی لیکن یہاں دو قسم ہیں پہلی قسم وہ اسباب خیر ہیں سو نعم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعم صرف سبب اور مقدر کی نسبت ہی
 مقدرها فما ظهر منها يندفعي ان يفرح بها وينشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تعالى
 سورہ بہتر ہی پیش آوی نہ لایا ہی کہ اس میں خوش ہو اور دینی شے حاصل کری اور اس کی طرف متوجہ نہ رہی بلکہ خلق اور سبب کی طرف متوجہ ہو جس طرح اللہ تعالیٰ عزوجل ہی
 في امداد المؤمنين بالمشكة **وَجَعَلَهُ اللَّهُ الْإِنشَاءَ وَلِتُطْمِئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ** واكثر الناس
 جعفر شون ہی مؤمنین کی امداد کی اور یہ تودی اس کی خوشخبری اور تاجپن کی طرف دل نہاری اور وہ نہیں مگر سہ سی اور اس بات کی طرف
 في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فما اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع
 سبب کی طرف تو یہ بل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل سبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجھی گئی ہے ہی
 اعتقاده انه ليس من الله نعم فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي ونوع
 اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہی تو حقیقی شریک ہی اور اگر اسباب کو بلا کر نام ہی سے سبب ہی ہی اس سے علیٰ ذہن ہی اور وہ سہ سی
 الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الى الذنوب كما قال الله تعالى **وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ آيَاتُهُ**
 ضم اسباب شر سے مصائب شر میں ہوں ہی علاقہ کہ نہیں ہیں جنہی اللہ تعالیٰ عزوجل ہی اور وحشی تر کہ نہیں ہی سختی سوزنا اور کا حکا یا عبادہ ہی ہوں ہی
 وما ظهر منها يندفعي ان يتقي عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل التقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدرم على مكان الخط
 اور جو اسباب یا مصائب شر میں ہوں وہ اس سے تاثر ہی کرنا چاہی کہ جتنا شرعی عبادت ہی ہی جس طرح شرعی اور مجذوم کی جہت ہی ہی اور باکی ہوں میں داخل ہوں ہی
 واما ما خفي منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حذر
 ورجو اسباب یا مصائب کو تنبیہ میں اور اس سے ہی پرہیز کرنا مستحب میں نہیں آیا کہ ہر بد بد شکوئی میں داخل ہی حرمیت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جناب
 الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يطهرون وينتشلون بالرسول والتباعه وسبب تشاؤمهم بهم
 اللہ تعالیٰ اس کو اپنی کتاب میں کئی جگہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسول علیہم السلام اور ان کی اصحاب ہی بد سکونی کر کر محبت سمجھا کرتی تھی اور یہ شخص سمجھی جاتا
 ان الرسل لمادعهم الى دين غير الوفاء واستغفروا واستنصحوه ونفرت عنه طبايعهم اذ من عادة العوام ان
 کہ رسول علیہم السلام ہی جب ان لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھی گئی اور ان کی طبیعتیں نفرت کر لی گئیں کیونکہ عوام کی یہ عادت ہی
 يتهموا بكل ما يوافيهم وان كان جالبا لكل شر وروبال وان ينشأ عموما بكل ما يخالف هوامهم وان كان خازنا بكل خير
 کہ اپنی جوش کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ ان میں سراسر بدی اور بال ہو اور جو ان کی مرضی کی مخالفت ہو ان کو خس جانتی ہیں اگرچہ ان میں سراسر رحمت اور رحمت ہو
 ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن
 اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمایا بد شکوئی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ ہی فرمایا بد شکوئی شرک ہی درکتگوئی
 اسباب البستر بالرطل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا
 غیب کی باتوں میں بوسیلہ رطل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھ کر اور کنگوئی اور جھکا دانا وغیرہ سی یہ ہی طیرہ ہی جسکی مانعت ہوتی ہی اور اس میں کنگوئی نہ دانی
 يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعا بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر
 وہ کام نہیں کرتی جس سے بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ کہ میں بکسر یہ نہ رہتی ہیں اور جتنا یہنا خوف کر دیتی ہیں اس سے قضاء اور قدر بند نہیں ہوتی
 ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا ما يقوى وقوم البلاد ونفوة والذي جالوت به الشريعة هو ترك البحث عن
 اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتی ہیں یہ اسباب کام ہی جہنم خواہ خواہ بلا آوی اور ان کی حوارج واسطی رفع ملاکی شرع میں آیا ہی وہ یہ ہی کہ اس میں کنگوئی

شقیقاً فی الدنیا والاخرة واذا مرضی عن عبد یكون ذلك العبد سعیداً فی الدنیا والاخرة وبعض اصالحین دنیا اور آخرت میں شقی بد بخت ہوا اور جس بندہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی کو بخت کی پاس قد شکی الیہ عن بلاء وقع فیہ الناس فقال ما لری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم لوگون کی ایک بلاء میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونیہ کی جواب دیا کہ مجھ کو یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ پر یہ بلاء صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سے نازل ہوئی ہی ہوگی عاصی علی نفسه وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصاً من لم یحک عملہ فالبعید عنہ کلامہ واکوہ اور غیر وہ یہ بھی ہوئی ہی اس واسطے کہ کہاں پہنچے کہ اس گنہگار پر عذاب نازل ہو پر سب غنی پر پہل جاوی خاص ان لوگون پر جو اس کی عمل کو برا سمجھتے کہ الا ما کن التی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان ایسی ہی ان مکانات سے الگ رہنا ضروری جہاں معاصی عمل میں آتی ہوں اس طرح سے کہ مبادا عذاب انوں سب پر نازل ہو جو جودان ہو جو ہوں کیونکہ ہجران اهل العصیان واما کنہم من جملة الهجرة المأمور بها ومن عاداتہم ایضاً البحث عن اسباب الشر بالرجل فضرر ترک کرنا تا فرارون کا اور ان کی مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جس کا حکم ہی اور ان کی عادت میں یہ بھی ہی کہ ہوسیدہ رمل اور

الحصى والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلك وذلك كله من قبیل الطیرة المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالانزال لم کنکرین اور نہ جو کہ اور نہ ان میں نظر کر کے اور سو اس کی غیب کی حالات میں بحث کرتی ہیں یہ تمام بد شکوئی میں داخل ہی جی کہ مانتے ہوئی ہی اور استقسام بالانزال ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قیم مالم یقسمم والانزال المقداس التی کان اهل الجاہلیة یکتبن علیہا الامر اور معنی استقسام کی یہ بھی کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور انزال تیروں کو کہتی ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ان یا نہیں کہتی تھی والنہی یکتبن علی بعضہا فقل الامر فی ربی وعلی بعضہا لا تقفل امرنا فی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا امر احدہم امر یا بعضی یفعل یعنی کر یا امر فی ربی یعنی اس کا حکم الہی یہ کہتی تھی اور بعضی لا تقفل یعنی مت کر یا نہی فی ربی یعنی اس کا حکم نہیں کہتی پیر اور کو ایک باسن میں نہ کہتی پیر چہرے کی ادخل بید فی ذلك الوعاء واخرج قد حان خیر فیہ الامر مضی لما قصده وان خیر فیہ النہی کف عما قصده وقا تو اس برتن میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جس میں حکم تھا تو وہ اپنی کا کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جس میں نہایت ہی قویا کا موقوف کرتا اور سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیة حصبت قد ام اصنامہم اذا المراد احدثہم امر من السفر وغیرہ استقسمہم ہی ای سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر کہتی تھی جب کوئی سفر وغیرہ کا اندکھو تو انہیں استقسم کرتے تھے کہ انہیں علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرنا کہ یہ کد کون طلب علم ما قیمہ من الاقدام والاحجام وقال بواسع الزجج وغیرہ الاستقسام بالانزال حرام لانہ دخول فی یانہ کردن اور ابرو اسحق زجاج وغیرہ کہتے ہیں استقسام بالانزال حرام ہی اسلئے کہ یہ علم الہی میں

علمہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ولیمونہ قال القرآن وقال دانیال ونحوہا فانہا لیست من ما خلعت ہوئی ہی حالانکہ وہ ہمیں پوشیدہ ہی اور اس میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہیں اور اس کا نام قرآن کی قال اور دانیال کی قال اور اندھ کی کہہ چوڑی کی کہتے ال قال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالانزال ولا یجوز استعماؤها ولا اعتقادہا حق لان فیہا الخبر عن طریقہ وہ قال نہیں ہی جو شرح میں محمود ہو کہ یہ ہی استقسام بالانزال کی جنس سے ہی سو اس کا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ اس میں غیب کی خبر

الغیب والتطیر بالقران العظیم واما القال المحمود فی الشرع التیمین والتبرک بالکلمۃ الموافقة للمراد کالراشد والنجم علی اور قرآن کی ساتھ تطہیر ہی اور قال جو شرح میں محمود ہی وہ یہ ہی کہ عین اور برکت کسی کلمہ سے یعنی جو راہ کی موافق ہو جس میں باشد یعنی راہ یا بندہ اور شیخ

سوی عن انس نہ علیہ السلام کان یعجبه اذا خرج للحاجة ان یمسح بامرأته یا نجمہ فی حدیث اخر انہ علیہ السلام چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کا رکوع جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجمہ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان یمقل ولا یطیر وفي حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یحب القال وبیکہ الطیر قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام قال یا کرئی تھی اور تطہیر نہیں کر کرئی تھی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کو محبوب رکبتی تھی اور تطہیر کو مکروہ جانتی تھی علماء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یجب التناول ویکره الطیرۃ لان الطیرۃ فیما الحکم علی الغیب وسوء الظن بالله تعالی وتوقع البلاء وما الفال فلیس فی الحکم
قال کو محبوب اور طیرۃ کو مکروه الخجالتی تہی کہ طیرۃ میں غیب کی خبر اور اسد تعالی کی جانب میں بدگمانی اور توقع ہلاکی ہوتی ہی نہی فال سوا میں غیب کی
علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظنہ سبب اذا خرج فی
خبر نہیں ہوتی بلکہ اس میں خبر کی طلب اور اسد تعالی کی جانب میں نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظنہ سبب کو غیب کی اگر اس میں یہ
اصل من اللہ تعالی خیر النعمۃ عند سبب فی وضعیف فهو خیر له واذا قطع رجاءہ واصلہ من اللہ تعالی فهو شر له لقوله نعم
خیر اور ارز و نعمت کی کری تو اس کی حق میں بہتری اور اگر اسد تعالی ہی اپنی امید منقطع کری تو اس کی حق میں بدہی کیونکہ اسد تعالی فرماتا ہی
اِنَّهٗ لَا یَاقُیْسُ مِنْ دُوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ وقد ذکر فی نصاب الاحساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصلح العقیق
نامیہ نہیں ہوتا اس کی فیض ہی مگر قم منکر اور اصحاب الاحساب میں مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی ہی روانہ ہو اور کو اہول بڑی
ورجع من سفر یکفر عند بعض المشائخ و ذکر فی محیط ان الہامۃ اذا صاحت فقال رجل یوموت المرید یکفر القائل
اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ چند کی توڑ پر اگر کوئی شخص کی بیمار ہو جا دکانا تو وہ شخص
عند بعض المشائخ ومثال التناول ان یکون لہ حاجۃ فیسمع من یقول یا واصل فیقع فی قلبہ رجاء الوجود ان او یکون
بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور فال کی یہ مثال ہی کہ کسی شخص کو یہ مطلب پیش آوی وہ یہ سن لی کہ کوئی کہتا ہی یا واصل یعنی ہی یا یزید لی پر اس کی ظن وقوع مطلب
لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما
شخص کی بیمار ہو اس کی کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ہی سلامت رہی والی اب اس کی لین اسید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق قال اور طیرۃ میں باوجودیکہ دونوں
استدل بالاعلامۃ علی عاقبۃ الامر و آلہ ان الکلمۃ الحسنۃ التي تجری علی لسان الانسان لذلک لہا علی المعنی العوا
کار کی انجام اور فال پر نشانی ہی استدلال کرتی ہیں یہ کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتی ہی اس کی مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی تو اس کا مراد بہ
للمراد یکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیرۃ الطیر وحركات البہائم واصواتها فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یکن
استدلال کرنا ہوکتا ہی یہ بات جانور کی پرواز میں اور وحشوں کی حرکات اور آواز میں نہیں ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس ہی
الاستدلال بہا علی شئی وان کان اهل الجاہلیۃ جعلوا العبرة فیہا تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالولہا وتارة
کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت لی اوس میں ہی اعتبار ٹھہرائی ہی کہیں اوکی حرکات ہی اوکی آواز ہی اوکی رنگوں ہی اوکی
باسماہا ولشأونہا بعضہا ویتعین بعضہا فافہم کانا یتشاورون بالعباقرة والفراب علی الغیرۃ یتعین بالہدھ علی الہدی کذلک کانا یتعین
ناموس ہی اوس بعضی کو سنوس لی ہی اوس بعضی کو برکت سمجھتی ہیں اہل جاہلیت عقاب ہی عقبت یعنی عذاب کی نخواست شئی ہی اور غریب غریب ہی مساف ہی اور یہ ہی ہدایت کی برکت یعنی ہی تو
بالسائم ویتشاورون بالبارح السائم ما یر من الطیر والوحش من جهة یمینک والعراب کانا یتعینون بہ لاکان مریہ وصیدہ
اور بارح ہی غوست یعنی ہی اور سائح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائیں طرف ہی دہش طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجھتی ہی کیونکہ اوکی تیر مارا ہو چکا ہو
من غیر الخراف والبارح ما یر من الطیر والوحش من جهة یمینک الی جهة یسارک والعراب کانا یتشاءمون لعدم
بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو دہش ہی طرف ہی بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اس کو شخص جانتی ہی
امکان مریہ وصیدہ من غیر الخراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا للاحاجۃ وراوا الطیر والوحش یریمونہ
کیونکہ اس کو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہیں ہو سکتا قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ جبہ کسی کار کی ہی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ دہش طرف
یتبرکون بہ ویزہبون فی حاجتہم وان سراوا الطیر والوحش یریسرق ینشأ وھون بہ ویرجعون الی بیوتہم ویراکون
چلا گیا تو اس کو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ بائیں طرف چلا گیا تو اس کو سنوس جان کر اپنی کھرہ شاتی اور بعضی وقت
ینفرون الطیر والوحش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویزہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات
پرندہ کو اور اگر اور وحشی کو بدکار کو دیکھتی رہی کہ اگر وہ دہش طرف کو چلا گیا تو اس کو
مبارک سمجھ کر اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائیں طرف کو چلا گیا

بہر شخص کی بیمار ہو جا دکانا تو وہ شخص

بہر شخص کی بیمار ہو جا دکانا تو وہ شخص

يَتَشَاءُونَ بِهَا وَيُرْجِعُونَ عَنْ حَاجَتِهِمْ فَفَعَلَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَنَ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ أَقْرَبُ الطَّرِيقِ عَلَى وَكُنَاتِهَا
تَوْخُوسَ بَانِكِرْ كَارِيَا سِي كَهِي هِيَا قَاتِ
سُوْنِي صِلِي لَدِي عَزِيْزِي سَلْمِي اِسْ عِلْوَتِي سِي رُوْكَرِيَا
قَرْنِيَا جَانُوْر كُوْكَوْتِي تَشِيْشَارِي سِي دُوْرِي

وَرَوَى عَنْ معاوية بن حكيم انَّهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَلِكَ شَيْءٌ يَبْعِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصْدُقُكُمْ
أَمْرٌ مَالِيٌّ بَرَكَمَ فِي رِوَايَتِهِ كَمَا بَيَّنَّ عَرَضَ كَيْفَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هُمْ تَطَيَّرُ كَمَا كَرِهَ أَتَى فِي فَوَائِيهِمْ تَهْدِي دَلَّ كِي دَعَى اعْتِقَادِ بَيْنَ سَوَاسْتِي ابْنِي كَارِ وَابْنِي كَارِ
يَعْنِي أَنَّ ذَلِكَ شَيْءٌ يُوْجِدُهُ فِي النَفْسِ مِنْ قَبْلِ الظُّنُونِ الَّتِي تَقْرِبُكُمْ بِحُكْمِ الْبَشَرِيَّةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لَهَا تَأْثِيرٌ فِي شَيْءٍ
مَرَادُ بِهِمْ هِيَ كَيْفَ بِيَدِ الْإِسْطِي بَاتِ جَوْدَلُونَ مِمَّنْ آتَى فِي قُوَّةِ بَشَرِيَّةٍ كِي حَبِثَ فِي سَبِيحَاتِ هَوَا فِي حَرْفِ فِي تَأْثِيرِ اسْمِ فِي شَرْحِهِ
مِنْ الْمَنْعَرِ وَالضَّرْفِ فَلَا يَصْدُقُكُمْ عَمَّا تُوْجِّهُونَ إِلَيْهِ مِنْ مَقَاصِدِكُمْ وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ أَخْرَازَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ
لَقَعَ دَ كَرُوْنِي ضَرْبَ سَوْبِهِ دَهْمَ كَمُوكَارَ مَقْصُودُ كِي كُنْتُ دَرْتُ سِي شَدُوكَ دِي اَوْرَاكِي لَمَرَّ دَرْتُ مِمَّنْ آيَا هِيَ كَرُوْنِي عَلِيَّ لَمَرَّ فِي فَوَائِي

من ادب الطير عن حاجة فقد اشرع فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك
مكوكا راسي به شگونی وک دیکمی ودمشک چ کسی بی پوچھا یا رسول اللہ سکا کفارہ کیا ہی آپ فی فرمایا یہ کہنا چاہی اللہ کی آخرہ نہیں کوئی فال بخیر
ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ثم یعضی الی حاجتہ یعنی ان کل ما یصیب الانسان من الخیر والشر والنعم والضرر
قال کی اور کوئی خیر سوائے تیری نہیں کوئی معبود سوا تیری پہرانی کلام کو چلا جاوی مراد یہ ہے کہ انسان کو جو بہائی اور برائی اور نفع اور ضرر
والین والشوم لا یصیبہ الا بقضائک وتقدرک وحکمتک وصیبتک وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام

[illegible]

مقصودہ متوکلا علیہ یسرنا للہ تعالیٰ علامہ وفقا الرضائہ بلطفہ وفضلہ وکرمہ المجلس الرابعون فی
ادبہر ہر وسا اگر اپنی مقصود کی لچ چا چاہتا ہی اسہ تعالیٰ اپنی الطفہ اور فضل اور کرم ہی ایسا عمل آسان کردی جو اوکا مرضی کی موافق ہی چالیسویں مجلس
بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون الآخرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التوۃ
دنیا کی کار بارین سوی اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمایا

کلی شیء الا فی عمل الآخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان
 ہر شیء مگر آخرت کی عمل میں یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سے روایت کرتا ہے اور اس کی معنی یہ ہیں کہ
 اتانی مستحسن جمیع الامور الا فی عمل الآخرة فان التانی فیہ غیر مستحسن اذ لا شک فی کونه خیرا ولا خیر فی تأخیر
 سوا میں درنگ اور تاخیر خوب نہیں ہے اس لیے کہ اس کی خوبی میں شک نہیں ہے سوا اس کی تاخیر میں غرض نہیں
 المستحسن فیہ المسارعة الیہ بقولہ وکسار عو الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعلمت
 میں جلدی خوب ہوتی ہے اس پر تیزی اور زور و بخشش اپنی رب کی اور جنت پر جس کا پیراؤ ہی آسمان اور زمین طیار ہو کر ہے

مَقِينٌ وَاَمَّا الدُّنْيَا فَلَا يَوعِلُمْ اِنْهَا خَيْرٌ فَيَعْمَلُ بِهَا اَوْ شَرٌّ فَيَحْتَرِزُ عَنْهَا فَلَمَّا ذَاكَ تَشَرَّكَتِ الْمَسَارِعَةُ فِيهَا فَانْ هَمَّ

الخبرات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي أمور الدنيا على نفس الفعل وأما الجعولة والفسق فالذين
خبرات واسألني وقت كما جئتكم نفس فعل كمن يمين هو تا اور امور دنيا ميں صرف فعل پر ہوتا ہی نہیں کہوں یا کہوں اور وقت کا پڑنا الگ اور جہاں اور فسق

ضلو ا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا غرم احدكم على امرين هب الى صاحب المنزل والحصى الشعير
جوراء حق سي يهكي بين اورسيد هي راه سي خارج بين جب وکسی کار بارک اعظم کرتی ہیں . نورمال اور کنکروین والہ اور جوراء

والبا قلاء فيلعبون بعقله وينزاد بسواهم جهلا وخساراً بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة
اورا قلاء وال پاس جاتابی سوده گوارا سكو باؤا سنا بی بین اورا وحشی برهم کر امر بی جمل اور خسارت نلیدہ ہو جاتی کیونکر لوکی قول کی تصدیق کرتا ہی اورا و سپر او کو فروغ دیتا

ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك ينهدم دينه ودنياه لما ذكر في شرح العقائد ان تصديق الكاهن بما يخبره
او بچاره کو پہ خبری نہیں کہ اس میں دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اس لئے کہ شرح عقاید میں مذکور ہے کہ غیب کی خبروں میں کاهن کو سچا سمجھ کر فرما

عن الغیب کفر لقوله عليه السلام من أتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد والكاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اس کی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہو اور ان آیات سے جو محدث پر نازل ہوئی ہیں اس کا ہن وہ ہی ہوتا ہے جو غیب کی

عن الغيب سواء كان بالرب أو الحصى أو الشعير أو غيره فلا فكله حرام لكونه من قبيل الخيرة المنهي عنها ومن قبيل خيرة تاهي برابري که رب می ہو یا گنګرین سہ یا جوسی یا سواء اسکو اور سہی سب حرام ہی کیونکہ یہ طیر کی طرح کا ہی جسکی نہی ہوگی ہی اور

الاستقسام بالانزلام والطيرة مصدر يعنى التطير واصل التطير التقاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتقاؤل به وليعد
استقسام بالانزلام كى ما تسمى الطيرة مصدرى تطير كى معنونه بين اصل بين تطير كى معنونه بين طيرى فال لى بهر هر يك قال بين جو محوس هوئى هوستعمل بويگيا

شعواء سواء كان طيرا او غيره وقد روى انه عليه السلام قال الطيرة شرك يعني انها من اعمال الشرك كما حكاها
 بزمهری کہ طیرہ جو یا کچھ اور ہو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ مشرک ہی مراد یہ ہے کہ طیرہ مشرک کی اعمال میں داخل ہے چنانچہ اسے تعالیٰ

اللہ تعالیٰ عنہم فی مواضع من کتابہ فانہم کانوا یتشاؤن بالانبیاء واتباعہم وسبب تشاؤہم بہم ان الانبیاء
او کی طرف سے اپنی کتاب میں کئی جگہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور ان کی اتباع کو منحوس سمجھتی تھی اور سبب منحوس سمجھتی تھی کہ انبیاء اور ان کی

لما دعوا الى دين غير الوفاء لم يستغروا واستقبضوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجملة والفسقة
 نيا دين سكتها في تهي تواضع وغريب ديكس كرتيج جاني تهي اوراد كي طبعيت اوس ي نفرت كرتي تهي كيونكو جا بلون اور فاسقون كي به عادت هولي كي كو جوانكي خواش كي

ان یتیموں کو اکل میو افق ہو ایم وان کان جالب الکل شر و یال وان بیتشاء مو اکل میو الخاف ہوا ہم وان کان موافق ہو او کو مبارک جانتی ہیں اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو او کی خواہش کی خلاف ہو او کو منحوس سمجھتی ہیں اگرچہ

جاء بالكل خير نوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم ولا نزلام القدر التي كان اهل الجاهلية
 سائر خير بركت هو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقصود کی غیر مقصود میں سی اور نزلام قاسر کا تیر ہوتی ہیں جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتبن علیہا الامر والنہی ویکتبن علی بعضہا افعال واہرئے ربی وعلی بعضہا لا تفعل وینہانی لربی ویضعونہا فی ردا
 امر اور نہی لکھہ دیتی ہتی اور کسی پر افعال یعنی کر
 یا امر فی ربی یعنی یہ حکم رب کا ہی اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی لربی یعنی حکم رب کا نہیں لکھتی ہتی

فإذا أراد أحدكم أن يدخل يده في ذلك الوعاء واخرج قد حافان خرب فيه الأمر مضى لما قصد وأن خرج مافيه
أو لم يكن أو لو كان من قبله حتى يخرج ما كان الكركم تير كان اگر ایسا تیر نکلتا جیسرا اجازت ہی تو اپنا کار شروع کر اور اگر ایسا نکلتا

الذی کف عما قصده وقل سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیۃ حصۃ قد اصابنا هم اذ الراد احد هم امر السبق
 جبین عامتہ ہی تو ای کاسی بند رہتا اور سعید بن جبیر کتبہ میں اہل جاہلیت بتوں کی سامنی ٹکڑیں رکھا کرتی تھی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیرہ استقسام بہا ای طلب ہما علم ہا قسم لہ من الاقدام والا حجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کچھ پھر اور بشر اوس کا سر کی کرتی اور نگرنی میں دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتے ہیں کہ انہم سی

وذا رقة باسمائها ويتشاءمون بعضها ويتبين بعضها فانهم كانوا يتشامون بالغراب على الغربة وبالعقاب
 كهيئتهم التي اوردهم من نحو جاني بين اوردهم من كسبها كهيئتهم جاني بين جاني والى غراب من غراب من نحو جاني بين جاني بين اوردهم من كسبها
 على العقوبة ويتمنون بالهدى والهدى وكذا كانوا يتبركون بالسائم ويتشاءمون بالبارك والسائم
 عقوبة من نحو جاني بين اوردهم من كسبها كهيئتهم جاني بين جاني بين اوردهم من كسبها كهيئتهم جاني بين جاني بين اوردهم من كسبها
 ما يبر من الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لا مكان رمية
 ده برنده جانور او وحشي برتاني جوتيري باين طرف من داسني طرف كوجلا جاوي اور عرب اسكو بهت مبارك ماتي تقي كيو كده اسكاشكر
 وصيده من غير اخراف والبارك ما يبر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون
 تيري اغير گوش كيو كده اور عرب اسكو بهت مبارك ماتي تقي كيو كده اسكاشكر
 به لعدم امكان رمية وصيده من غير اخراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا للحاجة تروا الطير
 كيو كده اسكاشكر تيري سون گوش كيو كده اسكاشكر
 والوحش يتر يمينه يتركون به وينهبون في حاجتهم وان راوا الطير والوحش يترسبون به يترجون
 باجايدي تيري طرف جاني تير او اسكو مبارك جاني اور بايني كام كو چان جاني اور كيو كده اسكاشكر
 الى يمينهم ورجا كانوا ينظرون الطير والوحش فينظرون انها ان خذت ذات اليمين فيتركون بها وينهبون في
 ربي آتي اور بعضي وقت جانورون كو او اكر اور جانور بايني كيو كده اسكاشكر
 حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فمنه النبي عليه السلام عن ذلك بقوله
 اور كيو كده اسكاشكر
 اقرا الطير وكذا انها وروى عن معاوية بن الحكم انه قال قلت يا رسول الله كذا تطير قال ذلك شيء يحبه احد
 كيو كده اسكاشكر
 في نفسه فلا يصدهم يعني ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقركم بحكم البشرية من غير
 ان يكون له تأثير في شيء من النفع والضرر فلا يصدهم عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث
 اخر انه عليه السلام قال من رقت الطيرة عن حاجته فقد اشرقت فقبل ما كفارت به يا رسول الله ان يقول اللهم
 لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يضي الى حاجته يعني ان كان ما يصيب الانسان من الخير
 الاشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث
 اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وامنا الاول لكن الله
 يذهب بالتوكل في قولنا فامنا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود في
 او اسكو توكل في قولنا فامنا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود في

حذف واختصار ومعناه ليس من الامن يقع في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على ما جرت به العادة

كجاء حذف اور مختصر اسكي سبب مني من كجی ایسا کوئی نہیں کہ اس وقت اوکی دلین کچھ دھم وخطر نہ آوی کیونکہ یہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستغفر فيه بل بحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسأل التخيير ويستعين به من الشريعة

ہمدہ دلیں نہیں نہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوتا تا ہی کہ سوائی اللہ تعالیٰ کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا ہم وہ ہمدہ خدا سی خیر انگنائی اور برائی سی بیاض

على مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى علاما وفق الرضائه بلطفه وكوفه وفضله الجاسر

اور خدا پر بہرہ و سہا کر ایچہ کار انگنائی انہی عمل پشی رضی کی موافق اپنی لطف و کرم اور فضل سی بہر آسان کر دی

الحادی والا ربعون في سبب نزول البلية وسبب دفعها من التوبة والدعوى

اگر افسوس محسوس میں نزول بلاء کی سبب کا بیان اور اسکی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور دعویٰ ہے اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت متي خمس عشرة خصلة حل بها بلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ عادتیں اختیار کر لیتی تو وہ بلا نازل ہوگی بہر حدیث

من صحاح المصائب واہ على بن ابي طالب وعده هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفی مد ولا امانة مغنا

مصالح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی علی بن ابی طالب کی روایت سے اور وہ عادتیں گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غیبت کو دولت سمجھ لیں اور امانت کو لوٹ

والزكاة مغوا واطلم الرجل امراته وعق ما به وترصد بيقه وجفأ باه وظهرا لصوات في المسجد وساد

اور زکوٰۃ کو ڈنڈہ اور مرد جو روکا فرمان گزار ہو جائے اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسا کرے اور باپ پر جفا کرے اور مسجد میں بکا کر لیں اور قوم کا سردار

الزكاة مغوا واطلم الرجل امراته وعق ما به وترصد بيقه وجفأ باه وظهرا لصوات في المسجد وساد

وقت میل نہ کرے اور اسے شہم و کان سر عیم القوم اذلہم و اگر مرد الرجل مخافة شره و ظہرت المغنیات والمعانف و

وہیں سے کہ ہو و رئیس قوم کا تو میں کا مل تر ہو اور مرد کی عزت اسکی ہی کی خوف سی کریں اور گناہی والیاں اور تال موجودہ غم و غما ہوتا

شرب الخمر وليس المحرم ولا من اخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

لو شرط میں لکھیں اور حریر میں شروع کریں اور یہی امت پہلی امت ہے لعنت کر لی گئی توبہ یہ لوگ سزاوار ہو گئی کہ انہیں بلا نازل ہو دی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب فلو كنتم قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

اس حدیث کی موافق جو جو بلا و مصیبت کسی قوم پر آتی ہی شرف و نال اوکی گناہوں کا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور جب پڑی غیر کوئی سختی

فما اكسبت ايديكم وفي لمة اخرى انه تعالى قال واكلنا ما هم لكي القرى لا واهلها ظالمين فيلزمهم ان يتركوا ما

سودا و سکا جو گناہ انہوں نے کی ایک آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور یہ نہیں کسی ایسی بستیوں کو مگر جبکہ وہ ان کی لوگ گناہوں میں اب اوکھلا رہے ہی کہ جو گناہ اختیار

ارتكبو من الاثم ولا يشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد

بن وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول نہ ہوں تاکہ اوکی سرسی وہ بلا جو انہیں منوجہ ہوئی ہی رفع ہو جاوی اسلامی کہ عبد اللہ

بن عمر عليه السلام في من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورنقه من حيث لا

یہ حدیث کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنا لی تو اللہ اسکی واسطی ہر تنگی سی چھٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کر دینگا اور اسکو رزق دینگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

جہاں سے گناہ نہ ہو بلکہ اوکو بہر نام ہی کہ ہر صبح اوکو کرنا پڑے اگر نہ کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس حدیث کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا احزنه امر فخرج الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

مگر کسی کاری غم پیش آتا تو نماز شروع کر دیتی پھر دعا میں مشغول ہوتی اسلامی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا و پکار ہی

مما نزل وما لم ينزل فعلى كعبه عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بيق في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس بلا سی جو نازل ہو چکی اور جو ہی نازل نہیں ہوئی سو تم اللہ کی بندہ اپنی اور دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث میں بیان ہو چکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

مثلهما وفي لفظ آخر ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما ادعاه وفي حديث آخر انه عليه السلام قال ما من مسلم
اور دوسری عبارت میں اس کی برائت نہ مٹا ہو جائیگی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم

یدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سأل او كف عنه من السيئة مثله ما يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل
جو کچھ دعا لگی مگر جو کو اللہ تعالیٰ جو طلب کرتا تھا فرماتا ہی یا اس کی کوئی مصیبت اس کی برائت نہ مٹا ہی جس تک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کرے پہ گناہ کی دعا تو ایسی ہی
ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم
ہی مشکوک ہی الہی مجھ کو بینا شرب کا یا قتل انسان کا یا وطي غلام کی میسر کر یا اور کچھ سوار اس کی جس کا عمل اور حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلاً

مثلاً ان يقول اللهم باعذيني وبين الى والي اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذا بين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد
میں ہی الہی در کہہ مجھ کو اور میری باپ کو اور کو یا بھائی کو یا اور سوار اس کی بیشک بہرہ و طرح کی دعا قبول نہیں ہوتی یہ یہ شخص جب دعا مانگو گا تو
ان يدعوني ينبغي له ان يتوب ولا عن خطايا ولا تاتم ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويحتمل على
تو لا ہوتی کہ پہلی بات گناہوں اور مصیبت سی تو سب کی اور مظالم اور خطا کی حقوق ادا کرے اور وضو کرے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعتی

ركعتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويسأله ما ادعاه ثلثا لما روى عن ابن مسعود انه عليه السلام
پہر دو رکعتی پڑھا کر نہایت انکسار اور فروتنی ہی دعا مانگی اور کہی تین تین بار سوال کرے اس واسطی کہ بن مسعود ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا دعى دعا ثلثا واداساں سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمردب الجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا
تین دعا لگتی تو تین ہی دعا لگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور عامیں عبارت جمیع کو پسند فرماتی اور ادجاس کا وہ عبارت ہی جس میں لفظ تہوری ہوتا

قد جمع بين خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب
اور معنی بہت ہوتا جس میں تمام خوبی دنیا اور آخرت کے آجای چنانچہ اس آیت میں ہی ای رب ہماری دیکھو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور کجا ہو کہ عذاب کی عذاب ہی اور دعائیں
الاعتدال وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا يعتدى في دعائه فيسأل الا يليق به
تعدی ہی ہی اور تعدی یہ ہی کہ شرع کی حد سے باہر ہو جاوی اب اولی یہ ہے کہ دعوت ماثورہ ہی جو حدیثوں میں ہیں تجاؤز کوئی تاکہ دعا کی اندر تعدی نہ واقع ہو جاسا

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا خر سورة البقرة فان قالوا
اسواسطی کہ ہر ایک شخص چھی دعائیں جان سکتا اور کہیں کہی نہ سکتا دعا کی اندر سات کلمات سے زیادہ نہیں پڑاتی ہی اور اس کا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سوائہ تعالیٰ فی
لم يخرجني موضع من ادعية عبادة اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اس سے زیادہ نہیں پڑا جہاں یہ بیان فرمایا کہ انہوں نے ای رب ہماری دیکھو اگر ہم ہمیں یا کہیں ای رب ہماری

ولا تحمل علينا اضراركم كما حملت على الذين من قبلنا ربنا اولنا نحنا مالا طاعة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا
اور نہ کہہ مجھ پر جو جیسا کہ تمہارا حملہ ہے اٹھو پر
اَنْتَ مَوْلَانَا قَانَصْرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه المجلس الثالث والاربعون
نوعاً صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کا فریب ہمہ رسان کری اللہ تعالیٰ عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف ہی تینتا بیسویں مجلس میں

في بيان مسنونة الصلوة عند ظهور الآية المخوفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
بیان نماز مسنون ہونیگا وقت ظاہر ہونی نشان خوف نک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی فرمایا جب تم کوئی

سراية آية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالآية العلامة التي يخوف الله تعالى
خوف نک نشان دیکھو تو نماز پڑھو یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت ہی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جس میں اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو
فيها عبادة والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال يابها الناس اذا رايتهم علامة من العلامات التي يخوف الله تعالى
در آیت ہی اور سجدوسی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا ای لوگو جب تم کوئی ہی علامت دیکھو علامت سی جس میں اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

بها عبادة فقوموا إلى الصلوة فعلى هذا إذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالسقوط والخسوف والزلزال والاصح
 اینی چند کوفته های توهم نمازین معروف بوجاه اس معلوم کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج کھن اور چاند کھن اور بیخوابی اور بھجی کا کرنا
 ولا مطار الدائمة والرياح الشديدة والظلمة الماثلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب
 اور متصل باش اور سخت اندام بیان اور زمین اندام ہولناک اور شت کوروشنی ہولناک اور دہائی بیابان اور دشمن کا قوی
 من العدد ونحو ذلك من الاهوال والا فزاع ينبغي للناس ان يقوموا إلى الصلوة ويصلون ان شاء واركتين
 خوف اور تنداسی اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جائیں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں
 وان شاء والارباعان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عبادة كما قال تعالى وقارسل
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نشانیاں جو ہم
 بالآيات لا تخوفنا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايتم شيئا من هذه الا فرعوا فافزعوا إلى الصلوة فانه
 پہنچتی ہیں سو ڈرائی کو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب تم ایسی کوئی شے خوفناک دیکھو تو نماز پڑھنی لگو اسلئے کہ
 عليه السلام كان اذا حزبه امر فزع إلى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان ياهر
 نبی علیہ السلام کو جب کسی باب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور بروقت بند ہوئی کسی نشان کی عذاب کی نشانیاں میں سے نماز پڑھنی
 بالصلوة والدعاء والاستغفار وليشتغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات
 اور دعا مانگنی اور توبہ کرنا اور فرماتی اور آپ بھی اسی مشغول رہتی یہاں تک کہ لوگوں کی سرسری وہ نشان مل جائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ علامت عذاب میں ہی
 العذاب ويخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب انما
 کوئی نشان پیدا کرتا ہے اور اپنی بندوں کو اس سے ڈراتا ہے تاکہ اس کی طرف رجوع کر کے اسرار میں اس کا نام بیان سے معلوم ہو کہ علامت عذاب میں سے جب کوئی علامت پیدا ہوئی
 ظهرت فالمشروع الاستغفار بالتوبة والاستغفار وما يرجو ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى
 تو توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا شروع ہی جیسا تو قیام عذاب ہولناک کی دفع ہوتی ہو یعنی اعمال نیک اور بہ ہرگز گاری
 فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به الاله لاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل
 بیشک یہ تمام واسطی دفع کرنی ہلاک بڑی علاج ہی اور اشتغال بمعاصی اور ہوا لعب کا سواس سے بڑا نہیں ملتی بلکہ ہلاک
 يقوى وقوعه كما يدل عليه قوله تعالى وقاصا لكم من مصيبة فيما كسبت ايديكم وقد روى ان بعض
 آمدنی اور زور پڑتی ہی چنانچہ اس آیت سے ثابت ہے اور جو پڑی تیر کو مصیبت سوبدہ رسکا جو کایا تمہاری ہتھوں میں اور روایت ہے کہ ایک
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما اري ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي
 صالح مرد کی پاس عام ہلاکی شکایت گزری جیسا تمام خلقت مبتلا تھی سواس صالح مرد نے فرمایا میں اس بلاء کو بجز نخواست تمہاری گناہوں کی نہیں جانتا پس اگر بگاری
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعلم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي
 مخوف ہوتا ہے اپنی جان پر اور غریبوں پر اسلئے کہ یہ بچاؤ کہاں ہی کہ اوپر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اذن لوگوں پر جو اس کی عمل کو ناپسند نہیں کرتی
 عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه
 اسلئے کہ بدیات کی مانعت واجب ہی جب اس وجہ کو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی مستحق عذاب کی ہوگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا صابهم
 نہایا نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں مکر معاہ کیا کری اور حال یہ ہے کہ او کو یہ قدرت ہے کہ منع کر دیں پر منع نہیں کرتی مگر اس سب پر
 منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بين نوب الخاصة
 جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کی گناہوں سے تمام خلقت کو عذاب نہیں کرتا

[illegible]

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته خساده ليشغل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة

کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ نخواستہ اور کسی عمل کی اور انجام بدو کی فساد کا سبب بن جاتے ہیں اور ایک یہ ہے کہ ان سفینہ کا کھڑے ہو کر

ومنهم من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر

کشتی توڑنے کی کوشش کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سے بچاتا ہے ایسی ہی دینداروں کا مستعمل ہو کر کھڑے ہونا اور منکر سے روکنا

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق

گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب بن جائے اور ایک یہ ہے کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہی شخص اختیار کرتا ہے جو اتنا احمق ہو

يستحسن ما هو قديم في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها

کہ اصحا بہ امور کو نیک سمجھی اور دینی سے واقف نہ ہو ایسی ہی معصیت کو وہی شخص اختیار کرتا ہے جو اس کو نیک سمجھی اور یہ نہ جانتی کہ اس میں

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضر ما يفعل خارق السفينة لما

کتنے بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ معصیت تیری دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسی کشتی کا توڑنا تو لاکھوں گناہوں کی معصیت کو بھی

اقدام عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم

اختیار نہ کرتا اور ایک یہ ہے کہ کوشی اہل سفینہ میں سے جب اس کشتی توڑنے والا کو توبہ کرے اسے اگر کوئی اور شخص اس پر یہ اعتراض کرے کہ تجھے کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحق وقلة العقل وندم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من

توہمیشک یہہ اعتراض کرنا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سے ناان کہ وہ کچھ اس واسطے کہ روکنے والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا

کشتی کی توڑنے سے معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سے بچاتا ہے ایسی ہی جو شخص اس پر اعتراض کرے جو منکرات سے منع کرتا ہے توبہ اور اعتراض

من عظيم حقه وقلة عقله وندم علمه بعاقبة المعصية وشوقها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفر

بڑی حاکت اور بیوقوفی اور معصیت کی انجام اور نخواستگی کی نادانی سے ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہے توبہ واسطے اور اگر نہ فرض کی

المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا استكثرو

جہ معترض وغیرہ پر آنے کو ہی کوشش کرتا ہے اور اس کو خطا سے بچاتی اور عقاب سے چھوڑنے میں سعی کرتا ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی والی اگر توڑنے والی سے

عمن يريد خرقها ولم يمنعوا فانهم كما يكونون سوادا في الهلاك معه ولا يميز الفارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك

چشم پوشی کرے گی اور اس کو منع نہ کرے گی تو یہ سب جس حال میں ہوں گی اس کا ساتھ ڈوبنے میں برابر ہو جائیں گے اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ ان میں توڑنے والا کونسا ہے اور نہ کہ کھڑے والا

اهل الاسلام اذا استكثروا عن تغيير المنكر بعد علم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره

ہی اور یہ کہ کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنے میں چشم پوشی کرے گی تو سب پر عذاب آوے گا جیسا کہ پہچان نہ ہوگی منکر کا عمل کرنا والا کونسا ہے اور صاف کونسا ہے اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال الاله الا الله ينفذ من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة عالم يستحقوا الجحيم

پہچان نہ ہوگا اور یہ کہ اگر کسی واسطے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ جس کو سب جگہ جیتا فائدہ دیتی رہی گا اور اس پر ہی عذاب اور فخر ہوگا جیسا کہ اس کی حق کو ضعیف

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بها قل يظهر العن معضي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام

عرض کیا یا رسول اللہ اس کا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہے فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہوں گے لیکن یہ نہ کوئی اور نہ کوئی بدکاری بیشک نبی علیہ السلام نے

اخبرني هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بالكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن المناطقين بها

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تہریر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہے سو کلمہ پڑھنے والوں پر ہی عذاب کو دفع نہیں کرے گا

وإذا اهل فعلى كل مسلم ان ياهر بالمعروف وينهى عن المنكر بقدر طاقته ثم ان كان الوالى راضيا به فيها وان لم
 اور جب وہ سستی نہ کری تو پھر ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ اہل المعروف اور منکر سے اپنی مقدار موافق کیا کری پھر اگر حاکم اس پر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر

لیکن راضیاً بل کان سنا خطا فسنخطه منکر یجب الا انکار علیہ لان العلماء قد فہموا من العمومات الواردة فی الامر راضی بنہو بکذا تاخوش ہو تو او کی تاخر شئی ہی منکر ہی اس ہی ہی انکار چاہی اس واسطے کہ علماء اولیٰ عموماً ہی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو راضی ہیں بالمعروف والنہی عن المنکر دخول الامرء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یحتاج الی اذنبہم فی الانکار علیہم یہ ہی صحیح ہیں کہ امراء اور سلاطین ان عموماً ہی ہی داخل ہیں بہر او کی اجازت او کی عمل کیہ کر نہیں کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہیں

وقد كان من عادات السلف لا تكاد على الامراء والسلاطين كما روى ان المأمون بن هارون الرشيد بلغه ان رجلا
تنبه كذا امرا اورسلاطين كما مقرقا
چنانچه روايت ہي کہ مامون بن ارون رشيد في يہہ سنا کہ ایک شخص
يشي في الناس وياهرهم بالمعروف وينفهم عن المنكر ولم يكن طامورا بذلك من عنده فامر ان يدخل عليه فلما قام بين
ارون من امر المعروف اور نہي عن المنكر کرتا پھر تاہي اور مامون کی طرف سے اوسکو يہہ حکم نہتا سو مامون في اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی اکر کڑا ہوا

یہ دیکھ کر بلغی نے کہا میں نے اپنے تئیں لائق ابراہیم کے سمجھا ہی اور ہامون کرسی پر بیٹھا ہو اگر کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو ہامون کی کہانی سنائی تو اپنی تیئیں لائق ابراہیم کے سمجھتا ہی اور ہامون کرسی پر بیٹھا ہو اگر کتاب کا مطالعہ کرتا ہے

فی کتاب ففعل فوقه منه الكتاب وصارت تحت قدمه من حيث لا يشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم سوايها جو اس ہوا اگر کتاب او کسی بات سے کسی کو کر پائوں گی تلی الگئی ایسا کہ مطلق اسکو خبر نہ ہو تو اس شخص کی کہ اسے کی نام پر سی اپنا پاؤں اٹالی یہ

فقال ما تشئت ولم يعفهم المأمون مرده فقال ما ذا تقول حتى اعاده ثلثا ولم يعفهم فقال هل ترفع ام تاخذ لي حتى ارفع
 امر جاري سوكتا مأمون اوسكى مراد كونه محببا كما توكلت ايتهاي آخر اوس شخص في تين ياريدى كها پرده نه سمجها پير اوس شخصى كها گویا تو او دها تا هی با محبی اجازت دیتا هی كری
 فقال دست فلما توجه الرجل الى الرفع نظر المأمون فرأى الكتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تأمر بالمعروف
 و نهی عن المنکر فی کما یستی اجازت دی جب وه شخص او دها تا كریكها تو اوس من فی كیک كتاب پانون علی انگی هی پیر اوی او دها كرجم هی پرده هی كهنی كها كریون امر بالمعروف

وتمت عن المنكر وقد جعل الله ذلك اليينا ونحن من الذين قال الله تعالى فيهم الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ
 وَأَوْفَوْا بِالزَّكَاةِ وَأَمْرُهُمْ شَاوِيحٌ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
 اور ہنی عن المنکر کرتی ہے یہ کہ تو اسے تعالیٰ نے یہودیوں کی اور کلمہ لوگ میں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کہ اگر ہم انکو مقدور دین ملک میں کبھی کریں نماز
 ادا کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یہی کام اور منع کریں یہی سب اوس شخص کی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا صاحب سلطنت اور صاحب مکتب پر

خیر انما اعوانک واولیاءک فیہ لاینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسولہ اما الکتاب فقوله تعالیٰ
 ہم تمہاری اصل یارین مددگار اور ساتھی ہیں اس امر کا وہ ہی انکار کرے گی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہ آیت ہے
 وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضُهُمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنۃ فقوله علیہ السلام
 اور ایمان والی مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں سکھاتی ہیں نیک بات اور منع کرتی ہیں برائی

[illegible]

فاستمر الرجل علی ذلک وقد جرى کثیر من ذلک الجماعة من السلف قالوا لیس من مقتضى رحمة اهل المعاصی ان
سوءه یخص اذی حال پر در اولی بیت لوگ سلف میں گزری ہیں وہ یہ کہتے ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضی یہ نہیں کہ وہ کوئی منکر
الانکار علیہم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیہم ووردہم الی منہم القویم والصلح المستقیم فان المؤمن
اور انکی حال ہی متعرض نہ ہو بلکہ اوکی حال پر بڑی رحمت یہ ہے کہ اوکو منع کرنا ہی اور اوکو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لا دی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع باسیر من اسائر المسلمین فی ارض العدو یرجوه ویدل حالہ ونفسہ فی تخلصہ فكیف لا یجتهد فی تخلص
جب سنا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو اس پر رحمت کرنا ہی اور اپنا مال اور جان اوکی چھڑانی میں گناہی پر اپنی بیانیہ مسلمان کی چھڑانی اور بچانی میں
الخیر المسلم وانقاذه اذا مرہ اسیر نفسہ وشیطانہ وھما اعدی عدوہ فان عرض عنہ وترك اسیر ھما
کیونکہ کسی نہ کر گیا جب اوکو نفس اور شیطان کا قیدی وکشتا ہی اور یہ دونوں سب ہی بڑی دشمن ہیں اب جو اس ہی پر دوائی کری اور ستم کو نفس اور شیطان کی قیدی
فذلک من جملہ فان المؤمن بانقاذا اسیر من ید عدوہ الا یضربکون ثوابہ فاذا ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ بقولہ
قید رہی دی یہ اوکی جہالت ہی کیونکہ تو من کو چھوٹی سی دشمن کا تہیسی قیدی کی چھڑانی میں تو یہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ بڑے کرنا ہی
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فَمَا خُلِكَ مِنْ أَفْقَادِ اسِيرِ الْمَعَاصِي مِنْ بَدْعِ عَدُوِّهِ الْكَبِيرِ وَقَدْ قَامَ الْعُلَمَاءُ
اور جیسی جلائی ایک جان تو گویا جلائی سب لوگوں کو پھر تیرا حال کہہ رہا اوکی حق میں جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کا تہیسی قیدی ہی اور بیشک علامہ
الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مقام جہاد لان منع المسلمین من المعاصی القی تقضی الی دخول النلاضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ مقام جہاد کا پہلا ہی اسواسطی کہ مسلمانوں کا معاصی پر روکنا جو دفع میں کہتے ہیں لہذا ہی کفار کی قتال ہی
من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجہاد ان یفروا احد من اثنین کذلک فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من رای
بہت بہتری اب جیسی جہاد میں یہ جائز نہیں کہ ایک شخص روکی مقابلی ہی ہلکا جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دوشمفہ ہو
رجلین علی منکر لا یجوز لہ ان یتروکھا علی منکر بل یجب علیہ ان یامر بہنہی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسہ
کسلا منکر پر دیکھی تو اوکو جائز نہیں کہ اوکو منکر پر متوجہ نہی دی بلکہ اوکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہ اپنی جان کا خوف کرنا
فھو فی سعة من ترکھن لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسہ کان
تو اوکو گناہ بیش ہی کہ چپ پوری پر منع کرنا تو ہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کبھی میں جسکو معاصی کی منکر بنی حالت ہو پر جان کا خوف ہو
انکارھا مندوب الیہ وھو محتویا علیہ لان الخافرة بالنفوس فی اعزاز الدین مامور بہا کما فی قتل الکفار والبغاة
تو اوکی طاقت محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہی فزان برادری ہی جیسی کفار اور باغیوں کی قتل میں
وقد روی ان رجلا سال النبی علیہ السلام ائی الجہاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علی السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نے علیہ السلام ہی پوچھا کہ جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام ہی
جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل للجہاد لان قائلھا یجوز لنفسہ لا اعلام کلمة الحق ونصرة الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد ہی افضل ہوا اسواسطی کہ حق بیان کرنا واسطی ہنہ کا کلمہ حق اور اعلام دین کی اپنی جان تک دگر نہیں کرنا باوجودیکہ وسکا
یدہ عنہ بخلاف من یلاق عدوہ فی القتال فانه یبسط یدہ الیہ ویرجوان یغلبہ ویقتلہ فلا یكون بذلہ
بندی پر خلاف اوکی ہر صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرنا ہی کیونکہ یہ تو دشمن پر انتہہ چلا تا ہی اور اسید کرنا ہی کہ غالب ہو کر اوکو ہار دانی سواسطی حالت میں
لنفسہ مع رجاء سلامتھن لکن ینبغی ان یراعی فیہ التدبیر فییدا فی الکلمۃ
جان کا آگ کرنا باوجود اسید سلامتی کی اوکی ہر صف جنگ باوجود خوف سلامتی کی جان آگ کر دیتی ہی لیکن لایق ہوں ہی کہ اس بات میں آہستگی اور سہولت کی رعایت دیکھی جیسی پہلی
اولا بالاسہل والارفق فانه یبیدا اولاً بالوعظ والنصیحة والتخويف باللہ تعالیٰ ویمنظر الی المعاصی بنظر الرحمة
طاقت بطور سہل زری کی ساتھ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالیٰ ہی ڈراوی اور عاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری

ویری اقدارہ علی المعصیۃ مصیبة علی نفسه لكون المسلمين کفر واحدة فان امرته بالمعروف ونهته عن المنکر اور مصیبت میں اسکا جملہ ہونا ایہ مصیبت سبھی سیکر کہ مسلمان تمام انذاریہ جان کی ہیں اب حکم کو ظمور بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فہو علی شفیق رحمہم فایاک ان تدفعہ وترحمی بہ فی قعر جہنم اذ قد متعلق بک فتقم معہ فیہا وذلك ان امرته بیک وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سوچتا رہا ایسا نہ ہو کہ اسکو کوکھا دیکر دوزخ کی تہ میں پھینک دی اسواسطی کہ شاید شخصی لپٹ جاویں یا نہ تو ہی اسکی ساتھ جاویں یہ اسطی بالفاظہ والعنف اول مرة فلعلہ یتعدی علیک بالاذی بالید واللسان فتكون قد نذرتہ شر علی بشر ففہذا کہ تو نے پہلی ہی اسکو سختی اور شدت سے کہا تو شاید وہ تجھے ہمہ جو کر کے تہمت سے اور زبان سے ایذا دی اب تو نے خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نے اپنی جان پر اسکا کر بعدا هلاك نفسك واما اذ لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعلم منه الاصرار علی المعصیۃ فلا بد ان یُعَظْلَہ اور سکو ماک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سے باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب ہا جاؤ ورنہ یہی کہ سختی سے کہہ جاؤ

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاهل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یحی الله تعالی و اور نا برا کہی جسین فحش نہ ہو مثلاً یہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای احمق ای ظالم ای وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا نحو هذا الکلام ویلحی فیہ الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاہل ابی ہی اور لفظ اور اسمین سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں بھی ہیں اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرے ای فاسق جاہل احمق لان الاحق من اتبع نفسه ہوں ہا و متنی علی اللہ تعالیٰ کا اور فی الحدیث ولینجز من استرسل الغضب احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کر دی اور خدا سے آرزو نہیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اولاً من ی کف عن نفسه ماری کلام نا جائز نہ کہنی لگی وخروج الکلام الی ما لا یجوز مما ہو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من ازالة المنکر الا بضرب ہر تکتبہ جو کہ صاف جھوٹ ہو اور فحش قبیح اور جس سے دور کرنا منکر کا بدو نہ زاد کو کوب کنگار کی نہیں ہو سکتا

فلیضرب بیدہ ورجلہ ونحو ذلك فاذا دفع المنکر یجب ان یکف ویجوز ان یضرب کثیر من الناس من الاسترسل اور چاہی کہ کھڑکات وغیرہ ماری بہر جب وہ منکر چھوٹ جاویں تو واجب ہی کہ دہری اور سی ہی چھوٹا ہی جو اکثر لوگ بعد ورنہ ہونی منکر کی ماریت میں فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلك لیس بالحکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیدہ ولا بلسانہ بیکرہ لہ تحریماً نہادے کرتی ہیں بہر مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے تو اسکو کوکھ دے تحریماً ہی ان ینذکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القریۃ یقدر علی منعه لانه اذا لم یطع الله تعالی بازالة المنکر فلا یجب ان ینذری مسلمان کی عیوب کیساتی کہتا ہی ہری مساوی ایسی صاحب طاقت کی جو اسکی روک ٹوک کی طاقت رکھتا ہو اسنی کوجب اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری منکر کی دکر نہیں بنیۃ المسلم المجلس الرابع والأربعون فی بیان صلوۃ الکسوف والخسوف فی ظہور الامور المخوفۃ ہتھوڑا تو سکا کی غیبت کر کر نا فانی ہی سکر ہی جو المصنوع خمس سورج کہن اور چاند کہن کی نماز کا بیان مروت طہر ہونی امور سونہ کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات الله تعالی لا یخسفان بموت احد من راسیہ صلى الله عليه وسلم فی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو آیتان ہیں نشانین میں ہی کیسک موت ولا یخسوفان فاذا رايتہم ذلك فاذا ذکر الله تعالیٰ هذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ عبد الله بن عباس اور صحیح کی سبب ہی نہیں گئی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اسکی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سے وسید بن بشرہ علی حاجاء فی حدیث اخر رواہ ابو مسعود الانصار ان الشمس انکسفت لیوم مات ابراهیم ابن ارسلی اور سبب یہ تھا اسرحکم کا موافق ہی مضمون کی جو حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سے آیا ہی یہی کہ جس نے ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت دیکھی اور سبب یہ تھا انکسفت لیلۃ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر آیتان فمن آیات الله کہ دیکھ کہنی لگی ابراہیم کی مرثیٰ سے سورج کہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانین میں ہی دو نشانین ہیں

لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا رمیت فشیئا من هذه الافراع فاقول فی الصلوة فانه علیه
سکینی موت و حیات پر نہیں گیتی جب تم کچھ ایسی چیز اور خوف کی کوئی چیز پڑھیں شروع کرو
السلام قد امر فی الحدیث بالصلوة عند ظهور شیء من هذه الاهوال التي من جملتها کسوف الشمس
اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی احوال کی جن میں سورج گھٹن ہی یا غریب نما کا حکم فرمایا
وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى فی الحدیث السابق الامر بالصلوة فانه علیه السلام
اور اس میں یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی ہی جو پہلی حدیث میں مذکور ہے غلظہ کا حکم ہے
قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الکسوف واجبة کما ذهب الیه بعض العلماء
کیونکہ نبی علیہ السلام نے
صلوة کسوف جماعت ہی پڑھنی ہی اور قیاس میں آئی ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چند کچھ بعض علماء کا یہ مذہب ہے
واختار صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انه سنة لانها ليست من شعائر
اور صاحب اسرار نے یہی اختیار کیا ہی اس واسطے کہ امر وجوب کی نئی ہوتا ہی بد جہود علماء سنت کہتی ہیں کیونکہ یہ نماز اسوہ کی نہایت ہی نہیں ہی
الاسلام وانما توجد بمرض الکسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة
یہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گھٹن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نے جو یہ نماز جماعت ہی پڑھنی ہی تو سنت ہی جماعت ہی ہوا کہ سنت
بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الذنب فعلى هذا ينبغي لا صلاها بجماعة اذا كسفت الشمس ان يصل
اور علماء نے اس کو مستحب کیا ہی رکھا اس بیان کی موافق امام جہدہ کو لایا ہی کہ جب سورج گھٹن ہو تو یہ نماز ہرگز ہی
بالناس فی الجماعه او فی المصلی رکعتین کل رکعة بركوع واحد کھیتہ الہی افلا ترون ان فی الامر ولا
سجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھنی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کری جیسو میں یہ نماز ان کے لئے واجب ہے
خطبة ویقرأ فیها ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عند الجلی حنیفة و عند رومی یجزم لا یصل تطویرہ
خطبہ اور ان دو رکعت میں جتنی چاہی قرآن پڑھی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرأت جہلی ہی ہے و صاحبین نے اس کو واجب سمجھا ہی اور وقت میں
القراءة فیہما لان فیہ متابعة النبی علیہ السلام اذ قد ثبتت قیامہ علیہ السلام کان فی الركعة اربع
تھو یہ قرأت افضل ہی اسلئے کہ مسین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اس واسطے کہ ثابت ہوگی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رکعت میں
بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ویجوز تحقیقہ لان السنة مستطیعة
بقدر قرأت سورة بقرہ کی تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة آل عمران کی تھا و اس میں تحقیق ہی جائز ہی ہوتی کہ سنوں نماز
الوقت بالصلوة والدعاء لما روی عن مغيرة بن شعبه انه علیه السلام قال ان الشمس انظر آیت ان
اور دعا میں وقت کا پورا کر دینا ہی اس واسطے کہ مغیرہ بن شعبہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج ریزہ ہو تو آیت انظر آیت ان
من آیات الله تعالى لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا مرایتوها فادعوا لله تعالى وصلوا حتی
دونشانیاں ہیں نہ سکی موت پر گیتی ہیں اور نہ سکی حیات پر جب تم اوسکو دیکھو تو اس دعا کی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑھو
تجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدھا یطول الآخر
کہ سورج منہ ہو جاوی اس حدیث میں معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا میں وقت کا پورا کرنا چاہی اگر ایک رکعت چھوٹی کر دی تو دوسری بڑا دی
وبعد الصلوة یعدو حتی تجلی الشمس لان السنة فی الادعية تاخیرھا عن الصلوة ثم هو فی الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اس واسطے کہ طریق مسئلہ دعاؤں میں دعا مانگی کی بھی ہی
مخیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجہہ او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی یہی کر دو مستقبل دعا مانگی اور چاہی پڑھا ہو کہ گولن کی طرف منہ کر کر یا مستقبل ہو کہ دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجماعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

وركانا امام جوه موجود فهو قوسب لو ك عبيده عليه غار بدين چا بين دور كست
ركعتين وان شاءوا ريعالان هذه الصلوة تطوع والا صل في الطلوعات ذلك كذا في خسوف القمر

اور چا بين چار ركعت كيونكه بهه غار نفل ي اور نوافل بين بهي قاعده ي اور يسي چا چا بين بين

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة تتعذر لاجتماع بالليل وربما يكون سبب للفتنة بل يصلي كل واحد

بنفسه وكذا في انقضاء الكواكب وضوء المائل بالليل والظلمة الهائلة بالانهار والرياح الشديدة والامطار

الداشمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العود ونحو ذلك من الافراء و

الاهول يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا امر ايت شيئا من هذه الافراء فافزعوا

الى الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

الانجيل في الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وعالمنا نزلنا

فی بیان مسنونہ صلوۃ الاستسقاء عند امساك المطر قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم بيان سنون ہونی فان استسقاء بوقت خشکی بارش کی

المصایح رواها ابو هريرة ومعناه ان القطر ليس بان لا ينزل عليكم المطر بل القحط ان ينزل عليكم المطر

صحيح حديثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت ہے اور اسکی معنی یہ ہے کہ کمال یوں نہیں ہوتا کہ قطر مینہ نہ برسی بلکہ کال یوں پڑتا ہے کہ قطر مینہ تو برسی

لكن لا يثبت من الارض شيء او يذبت ولكن يهلك ولا يدخل في ايدىكم شيء فان وقوع الشدة بعد توقع

پڑنے میں سے کچھ نہ پیدا ہو یا تو کسی چیز پر ایسا تباہ ہو جاوے کہ تمہاری آہ تپہ کچھ نہ آوے یا تو کسی چیز پر ایسا تباہ ہو جاوے کہ تمہاری آہ تپہ کچھ نہ آوے

السعة وحصول اسبابها اقطم ما كان الياس حاصل من اول الامر وليس هذا طهي عن الاستسقاء

اور حاصل ہونی اسباب زحمت کی بہت ناگواری ہوتی ہے نہ تپہ نا امید کی جڑ پھیلی ہی حاصل ہو اور یہ مانعت نہیں ہے کہ مینہ نہ مانگو اور

الاستسقاء بل هو فني عن اعتقاد حصول الزرق بالمطر وعدم حصوله بعدم المطر فاللازم على العبد ان

استسقاء دعا کرو بلکہ اس اعتقاد کی مانعت ہے کہ زرق کا ملنا منہ پر موقوف ہے اور زرق نہ ملنا منہ نہ برسی ہی اس بندہ کو لازم ہے ہی

يسلم نفسه الى مولاہ ويعتقد ان الخيل في جميع ما يحى اليه من مولاہ وان كان مخالفا للمراہ وهو فعلی

کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کر دی اور یہ جانی کہ جو مجھ پر گزرتا ہے مولا کی طرف سے ہی سوبہ بہتر اور خیر ہے اگرچہ مراد اور خوشی کے موافق نہ ہو اس میں مشکوک

هذا ينبغي للعبد ان يستسقى ويعلم ان الزرق من الله تعالى فان الاستسقاء والاستسقاء مستم

موافق آدمی کو چاہی کہ مینہ کی دعا مانگی اور استسقاء دعا کرے اور یہ سمجھے کہ زرق اللہ کا دیا ملتا ہے اسلی کو مینہ ملتا اور استسقاء دعا کر کے سنو ہی

لورود الاخبار ولا تار الكثرة فيه فيستحب للحكم ان يامر الناس ولا بصيام ثلثة ايام ثم يخرج بهم في اليوم

کیونکہ اس باب میں خبریں اور آثار بہت درمیں سوچا کہ مستحب ہے کہ پہلی نام لوگوں سے تین دن کی رخصتی رکھوادی بہر چوتھی روز سب کو جگمگاتے ہو جاوے

الرابع الى الصحراء قين ينبغي لهم ان يخرجوا ثلثة ايام متواليين لانها مودة ضربت لارباب الاعذار ولم ينقل

کہیں ہیں کہ ہنریوں ہی کہ تین روز برابر ہی در پی استسقاء کی جاوے اس واسطے کہ عذر واللہ کی لٹی یہ ہی مدت مقرر ہے اس سے زیادہ

اکثر من ذلك ويخرجون مشاة في ثياب البذلة التي تلبس كل يوم لابشيا بالزينة كما العید بل يخرجون

مدت مسفرین نہیں ہی اور پیادہ پا پہنٹی پڑا سیل کیل کٹری جو روزمرہ پہنتی ہوں پس کراوے عزت کی پہری عید کا دن کی سے پہن کر نہ جادین

متن الذين متواضعين خاشعين لله تعالى ناكسين سر وسهم ويقدمون الى مدقة في كل يوم قبل خروجهم

بلکہ بس حالت ملک رکرتی ہو خدا کا خوف مانتی ہوئی سر جھکا ہی ہوئی جاوے اور ہر روز عید کاہ کی طرف جینی سے ہی خیرات کیا کریں

الى المصلی فان كل خير في مثل هذه الاوقات ما صوبه لكون الخیرت دافعة للعقوبات ويردون الظالم

کیونکہ سب سے بہتر فتن میں خیرات کرنا غصبات کو دفع کرتا ہے اس واسطے کہ خیرات کی ہوتی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت موسیٰ بنی

وبجدون التوبة فان ذلك هو السبب القريب في الاجابة امری عن كعب الاحبار انه قال اصاب

اور اسے سر خوشی سے توبہ کر لی کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہ ہے ہی اسلی کہ کعب اخبار سنٹی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت موسیٰ بنی

الناس قط شديد على عهد موسى النبي عليه السلام فخرج موسى النبي عليه السلام ببني اسرائيل الى الاستسقاء

علیہ السلام کی عہد میں لوگوں پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسیٰ علیہ السلام استسقاء کی واسطی ہی اسے ایل کو لیکر

ثلثة ايام فلم يسقوا فادعى الله تعالى الى موسى النبي عليه السلام ان لا استجيب لكم وفيكم فام قال موسى

تین دن تک براہ کرتی پر مینہ نہ برسا یہاں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بنی کو وحی پہنچی کہ میں تمہاری دعا سننی قبل نہیں کرتا کہ تم میں ایک جتنی خیر ہی ہو کر

میں دن تک براہ کرتی پر مینہ نہ برسا یہاں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بنی کو وحی پہنچی کہ میں تمہاری دعا سننی قبل نہیں کرتا کہ تم میں ایک جتنی خیر ہی ہو کر

النبي عليه السلام يا رب من هو حتى نخرج من بيننا فإوحى الله تعالى فإوحى في أذانكم عن الغيبة فإكون
يا آهي نه کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی میں ہی نکال دیں پھر اللہ تعالیٰ فی یہ روحی بھی ایہوسی میں لگو چل خرقہ سی منکر تہا ہوں پیر میں خود

تماماً فقال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل توبوا باجمعكم من الفسقة فتابوا فارسل الله تعالى عليهم
 جنوداً كثرى كلون بهم موسى عليه السلام في بني اسرائيل في قتلهم جميعاً ثم سب نبيهم في توبه كرو
 سوؤنهم اني توبه كما بهر الله تعالى في اوتيه

الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سمیع سنین حتی اكلوا الجیف والاطفال
مینہ برسہ اور سفیان سی روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کھا گئی

وكانوا يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى قادمي الله الى انبيائهم اني لا اجيب لكم داعيا ولا ارحم
اور وہ پہاڑوں میں جا کر نہایت انکساری دعا کیا کرتے تھے پھر اسے تعالیٰ نے ان کی نبیین پر وحی بھیجی جن سے تمہاری دعا قبول کروں اور نہ

لکم باکیا حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فطرطاً وروی ان عیسی النبی علیہ السلام خرج مع قومه
منہاری رونی پر ہم کروں جب تک کہ تم حق داروں کی حقوق نہ ادا کرو سوائے ان کی حق ادا کی تو ہم مینہ برسائے اور روایت ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنے قوم کو لیکر

لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسی النبی علیہ السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فوجوا کلهم
 دعا استسقا لئلا یأخروا عن حب مینہ برسا تو اوسنی عیسی علیہ السلام نے کہا تم میں سے جو کونسا ہو وہ ہٹ جاؤ تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام اما لك ذنب فعال والله لا اعلم لى ذنبك
 اؤنكى ساتھ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
 اوس ہی پر چھاتو تو کوئی گناہ نہیں کیا کہا اس کی قسم جو کوئی گناہ معلوم نہیں

غیرانی کنت ذات یوم اصلی فمرت لی امرأۃ فظنرت الیہا بعینی ہذہ فلما جاوزت ادخلت اصبعی
سوی اسکی کرین ایکدن نماز پڑھتا تھا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میں نے اسکی طرف اس انگلی سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی اونگلی انکھ

فی عینی فانزعجتها فاتبعته المرأة بها فقال له عیسی علیه السلام فادع حتى اؤمّن علی دعائك فذعاً
مین دلال کر نگهم نکال لی اور اوس عورت کی پیچی پرینک دی پیراوس سی عیسی علیہ السلام فی کہا تو دعائے گ
فقالت انما انا ابنة رجل مسکین و قد اصابني من الفقر ما لا یسعني و قد اصابني من الفقر ما لا یسعني

پھر ترزت آسمان میں کب کبرگئی اور پیچھے برسا اور عطاء سہمی رویت ہی کہتا ہی کہ جہیر مینہہ برسا بند ہو گیا سو ہم ہستفا کی دہمی کھلی

فقلت لا لكنا منعنا العيث فخرجنا لسنسقى فقال يا عطاء بقلوب سماوية اوبقلوب
 مين في کہا نہیں تو پر ہم چری منہ پر سنا بند ہو گیا اسلی استسقا کی دھلی باہر آئی ہیں پر کہا ای عطا آسانی دل کیکر آئی ہو
 یاز منی دل

[illegible]

بجای آنکه تهرانی اسماء فقال اهی وسیدی یا اهل کھلک بلادک بدلتوب عبادک ولکن بالاسما
 بینا ہی پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اچھے وسیدی اپنی شہر دن کو گنہگار بنہ دن کی بدلی میں پاک کر ست کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وادراكك حجبنا لك اسفماء علفا حجبنا به البلاد ونروى به العباد يا من نسو
 نامن كى برکت سی اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں یہ بھائیانی بنی انتہا پلا جسمیں تمام شہر زندہ اور بندى سیراب ہو جاوین اکادہ

کاشعہ قدرب قال العطاء في الستة الکاد حجة لوعات السماء والاراة - وحارة بسط کاف اء الف

جو رہنمائی پر قدرت رکھتا ہے وہاں کرتا ہے کہ اوسنی ایسی دعا پوری کی جاتی ہے کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مہینہ پرستی لگا جیسی شگ منہ پرستی جانتا ہے

وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدينة فی عام شديدا فخرج الناس يستسقون وخرجت

اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تھا سو تمام لوگ واسطی دعا استسقاء کی نکلی اور میں ہی

معهم اذا قبل غلام اسود قطعني المجلس قد اثر باحدلها والقي الاخرى على عاتقه فجلس الى جنبی فسمعت

انکی ساتھ چلا تاکہ ایک حبشی رکھ موٹی کی کی چٹھری لگی ہوئی کہ ایک کا انہیں ہی تہنہ کر رہا تھا اور دوسرا اپنی ٹونڈی پر ڈال رہا تھا اگر میرا برا بر میرے گیارہ ہی سنا

يقول الهي اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساوي الاعمال وقد حثبت عما غيث السماء

کہ وہ کہتا تھا اے ہی کہ تیرے ہون کی کثرت اور اعمال کی برائی کی جبری بگڑ گئی اور میرے آسمان سی تہنہ برسا موقوف ہوا

لتودب بذك عبادك فاسئلك يا حليما اذا اناة يا من لا يعرف عبادة عنه الا الحميل ان يستقيم

تاکہ تیری ہدایت اور پندیر سون سون میں تجھ ہی حال کرتا ہوں اے حلیم خداوند اے ہی وہ ذات جسکی ہندہ سوائی رحمت کی کچھ نہیں جانتی تو اے ہی سبیل

الساعة فلم يزل يقول الساعة الساعة حتى اكتسب السماء بالغمام واقبل المطر من كل مكان

کہ وہ یہ وہ یہ ہی کہتا تھا اور ہی یہاں تک کہ آسمان میں کھنکھانے لگی اور ہر طرف سی تہنہ برسا شروع ہوا

فعلى هذا ينبغي للحاكم ان يستسقى بصلحاء الناس وصغارهم وفقراءهم لاجل الدواب والحاشية

اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقاء کی اس صبی اور صغیر اور فقیران سی واسطی پالیسی چلیاؤں

والانعام السائمة والاطفال المعجزة لما روى ابيه عليه السلام قال لولا صبيان وضع وبها ثم رجع

اور چہ نہ ہویشی اور بچوں جلد ہی مانی ہوں لی وہ ہی واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر وہ بچے اور چرائی ہوئی جانور

وعبادكم لصعب عليكم العذاب صبا وعول في دعائه كما قال النبي عليه السلام اللهم اسع عبادك

اور عبادہ سیدی ہوئی نہ تم پر عذاب کوٹ پڑت اور دعا اس ہی طرح کری جس ہی علیہ السلام کی ہی ای پانی دی ہوئی ہندون کو

وبها منك وانت رحنك وحي يدرك الميت ويستقبل القبله بالدعاء قائما والناس قاعدا

وہی پیام کو پانی بلا وانی رحمت پہنچا اور پانی تودہ چکر زندہ کر اور رو بظہر پہنچا اور کد دعا مانگی اور پانی لوگ رو بقبلہ پہنچا رہیں

مستقبلين القبلة لما روى انه عليه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعى يوقن بالاجابة

سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی رو بقبلہ دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری

ويصدق رجاءه لما روى انه عليه السلام قال ادعوا لله وانتم موقوفون بالاجابة وقد قال الله

تعالیٰ اور اسطی امیر لو ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا اس ہی قبولیت کا یقین کر لی مانگو اور اللہ تعالیٰ ہی ہوا ہی

تدعوني استجب لكم وقال في آية أخرى وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة

محبو کار کہ منجوں تمہاری بکار کو اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی اور جب تجھی کہ میں سدی میری تجھ کو ہرگز نہ یک سون پہنچا ہوں بکار ہی کی بکار کو

الدعاء إذا دعان ويحتد في الدعاء سرا ويقول اللهم انك امرنا بدعائك ووعدتنا اجابتك

جسوقت تجھ کو بکار تیری اور دعا میں خوب مبالغہ کریں پوسیدہ چہ کی ہی ہوں مکتوبی ہی دعا کر نیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد دعوناك كما امرتنا فاجبنا كما وعدت اللهم فامن علينا بمغفرة ما فرطنا واجابتنا في سقيانا

سو میں نے تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو انی وعدہ کی موافق فرما کہ تھی ہمارا زیادتیان جستر کر اور انی قبولیت ہی پانی برسا کر

بوسعة رزقنا وليستحب للناس اذا كان فيهم رجل مشهور بالصلاح ان يستسقوا به ويقولوا

اور خارجی رزق کی دہی کہ میرے منت راہ ہو کوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص دین نیکی مشہور ہو تو اس ہی استسقاء کی دعا کریں اور ہوں کہیں

اللهم انا نستسقي ونستشفع اليك بعبدك فان اذروني في صحيف البخاري ان عمر بن الخطاب كان

اقر محمد بن جعفر منہ مانگو ہر۔۔۔ تیری سامنی ہر ہی علی بنی بنہ ہی شفا علف زالی ہیں۔۔۔ ہی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا فحطوا يستسقى بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقيننا وانا
 جب فحطوا حضرت عباس ک و سید کریم دعا استسقاء کرتی پوت کرتی تھی تم تیری سامنی بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تھی سو تو ہمیں برساتا تھا اب ہم
 نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة روح
 تیری سامنی بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی سن سو نکو بانی دی پس ہند پرستان اور ستھو جین نام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس حدا ناجزا واما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار
 نامسنون جماعت کی ثابت نہیں ہی اگر کوئی جدا جدا نماز پڑھ لیں تو جائز ہی ہے لیکن تنہیک استسقاء دعا اور استغفار ہی

لقله تعالى فقلت استغفروا ربكم انه كان عقابا يرسل السحاب عليكم ولذا لا يؤمذركم باموالكم
 اس دلیل ہی تو میں کہا کہ انہ غشوا اپنی بستی سنکے ہی بخشنی والا جو وہی آسمان کی غیر دیرین اور برستی دی نکو مان اور

بينكم ويجعل لكم جنات ويجعل لكم اهلها فان كانت حكاية لما قال نوح النوح عليه السلام لقول
 بیون ہی اور بنادی نکو مانغ اور بنادی نکو نهرین پس یہ آیت الہیہ نوح بنی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تھا

فكن يصح الاستسقاء بالان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكها ولم يرد
 یہاں آیت ہی استدلال صحیح ہی اس کی کہ ہم ہی پہلی شہ ہمتین ہی ہماری ہی شہ ہمت من جب اوکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بیان فرمادی اور اسکا انکار نہ کرے اور

فيها النسخ كما في هذه الآية فانه تعالى بين فيها ان الاستسقاء سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روي ان
 اوکا نسخہ وارد ہو جیسی اس آیت میں ہی پس نہ خانی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب ہی مینہ پڑے گی

نوح النبي عليه السلام كذبه قوم بعد تكثير الدعوة دهر طويلا فحسب الله تعالى عليهم المطر واعظم
 کو دیکھ ہی علیہ السلام کو اسکی قوم فی حد تکرات عت کی مدت دراز تک تکذیب کی سوا اسفل فی چالیس برس تک اور معنی نبی ہے

ارحام نسائهم ربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من
 ستر برس تک او پھر مینہ برساتا ہند کیا اور عورتوں کو رائج کر دیا پھر نوح بنی علیہ السلام فی وقتی حد یہاں کہ جو وہ اپنی گناہوں کی توبہ کریں تو انکو

ذبحهم برقه الله تعالى الحصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء لدعاء والاستغفار
 اللہ تعالیٰ تارنگی اور رزق فی فراخی دی اور نصبت میں سنو میں وہ در کردی اس کی معلوم ہوا کہ استغفار میں دعا اور استغفار ہی سنو ہی

وروي عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول
 اور انس ہی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اپنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم هذه الموتى وخشيها الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم موافقی تو مرنے والے لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہی سنم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نکو بانی عنایت کی یا رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريثا غدا مغيثا عاجلا غير اجل قال الراد
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دون ہند او ٹھاکر دعا کی تھی میرے مینہ برساتا اسما مینہ نہ کہ نہی الا ست فائدہ مند ہی میرے

فما كان في السماء قرعة فالرفع السحاب من ههنا و ههنا حتى صار كالثمام مطرت سبعاً من الجمعة الى الجمعة
 کہ آسمان میں کچھ ابر نہ تھا بہا ابرہہ ہر ابرہہ وار ہوتی تھا بیان شک کہتا کہ گھنٹی ہر سات آن تک اس حدی کی کلی جود تک برس گیا

ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب والسماء تنكب فقرا يا رسول
 یہ وہی شخص اگل جمعہ کو مسجد میں آیا اسوقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اور نہتہ رینا تھا عرض کیا یا رسول اللہ

الله تعالى ان يسقنا فادع الله تعالى ان يسقنا فادع الله تعالى ان يسقنا فادع الله تعالى ان يسقنا فادع الله تعالى ان يسقنا
 اللہ تعالیٰ کہہ دے گئی اور رستی بد موگئی سو دعا کرد کہ اللہ تعالیٰ مینہ کھول دی پس پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بملاۃ بنی آدم ثم رفع یدیه فقال اللهم حولینا الیہم علی الاکام والظراب بطون الاودیة ومنابت
 بنی آدم کی ملاقات سے تسم کیا پھر دو فرما تہ اوٹھا کر ہمدعا کی الہی ہماری گردنوں پر پھیر نہیں الہی شہون اور زمین کی پشون پر اور پھاڑوں پر اور نالوں کی اندر اور چھا
 الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجاہت السحاب عن المذینۃ حتی صارت حولها کالاکلیل قال الراوی
 درخت پیدا ہوتی ہوں راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں خرقہ کھلا ہوا تھا سو دینہ کی اور ہی ابریکس گیا یہاں تک کہ دوسری گردن تاج کی مثال ہو گیا پس راوی کی اس خبر پر
 لم یدکر فی ہذا الخبر غیر الدعاء فعلم منہ ان الصلوۃ فی الاستسقاء غیر مسنونۃ وقد ثبت ان عمر
 سوار دعا کی اور کہہ بیان نہیں کیا اس میں معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
 استسقی لم یصل ولو كانت الصلوۃ سنۃ لما ترکھا لانه کان اشد الناس اتباعا لسنۃ رسول اللہ علیہ السلام
 استسقاء کی دعا کی اور غار نہیں پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہر گز نہ چھوڑتی اسلی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہیں تھا
 صلی فیہ رکعتین کصلوۃ العید فذلک انما یدل علی الجواز وليس الکلام فیہ بل الکلام فی کونھا سنۃ والسنۃ
 استسقاء میں دو رکعت عید کی سی غار پڑھی ہواس میں جواز معلوم ہوتا ہی اور میں کلام نہیں ہی بلکہ کلام مسنون ہونی میں ہی اور سنت ہونا ایسی حکایت سی
 لا تثبت بمثلہ بل انما تثبت بالمواظبۃ ولم یوجد المواظبۃ لانه علیہ السلام فعلھا مرۃ وتركھا اخرى ولم یکن
 ثابت نہیں ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہیں پایا جاتی اسلی کہ نبی علیہ السلام فی کبھی اسکو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا
 فعلہ اکبر من ترکہ حتی یكون مواظبۃ وقال یصلی الاکام بالناس رکعتین کصلوۃ العید بلاذان ولا اقامۃ
 ترک کرنی سی زیادہ نہیں تھا جسکو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتی ہیں کہ امام لوگوں کو ہر اہل لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی
 مع التکبیرات الزوائد والجہر بالقراءۃ ثم یخطب خطبتین یفصل بینہما بجلسۃ خفیۃ ویکن الاستغفار
 اور تکبیرات زوائد اور قرأت یکجا کر پڑھی پھر دو خطبہ پڑھی دونوں میں بیچیں یکساں جلسہ کری اور استغفار دونوں خطبوں کا عمدہ مضمون ہو
 معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبۃ یستقبل القبلة ویجلی رداء فی ہذہ الساعۃ تقولا یتحول احوال
 جب خطبہ پڑھ چکی تو روہ قبلہ ہو کر اب چادر کو واسطی تقابل بدل جانی حالت کی اوٹھی
 فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائہ اللهم اسق عبادک وبہائمک
 پس داسنی طرف کا پلہ بائیں طرف کر لی اور بائیں طرف کا پلہ داسنی طرف کر لی پھر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہ خطوں اور الہی بنی ہندوں اور الہی حیوانات کو پانی کی
 وانشر رحمۃک واسح بلا داک المیت اللہم انک امرتنا بذر عاتک و وعدتنا اجابتک فقد دعوناک کما امرتنا
 اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مروت شہر زندہ کر الہی تو ہی ہکود دعا کر نیکی حکم دیا اور قبول کر نیکیا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی
 فاجبتا کما وعدتنا اللہم فامن علینا بمغفرۃ ما فرطنا واجابتک فی سقیانا وسعة رزقنا اللہم لا تھلک بلادنا
 یہ تو اپنی رحمت کی درافق قرار کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہکود پانی دیکر اور رزق کی فراخی کر کر پھر منت کر الہی گنہگار ہندوں کی ہمدانی شہون
 عبادک ولكن برحمۃک الشاطۃ ونعمناک لکاملۃ اسقنا ماء غدقا یسحی بہ البلاد وتروی بہ التباد انک
 ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہکودنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام ہندی سیراب ہو جاوین تو بیشک
 علی کل شیء قدیر ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و فتننا عذاب النار المجلس السادس
 ہر شی پر قادر ہی الہی ہماری ہکود دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی دی اور ہکود دوزخ کی عذاب سی بجا چہا بیسیوں
 والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی
 مجلس پن بیان وجوب تعلیم فرائض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض ہذا الحدیث من حسان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا سیکہ فرائض اور قرآن کہ کیونکہ میں قبض ہونیوالا ہوں یہ حدیث مصابیح کی

بل انما یجوز باللفظ نفسا دون نطقه ودها بحسنه لكن یجوز بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان
 انک لفظ بکرم جاتی ہی کیونکہ لفظ کی طرف اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اس بیان میں سی ہو سکتی قائل نہیں ہی
 بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغيرات كلها في الصلوة وغيرها بیان ذلك ان القرآن
 کو قرآن فصیح نہیں ہی اور اسی ہی ایسا ہیسی قام لغیرت غار کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہی
 انما انزل بالفصحى واللغات التي هي لغة العرب المعربة وهي لغة قریش وهزبل وهو نزل وحلى وثقیف واليمن وبني تميم
 کو قرآن الفصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خاص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزبل اور ہوازن امدی اور ثقیف اور یمن اور بنو تميم کی
 فلا بد ان یراعی فیہ قواعد لغتهم من احوال الحروف من مخارجها وحیاطة صفاتها من ترفیق المرقق وتفخيم
 اس ضروری کہ انکی بولی کی قاعدہ رعایت کنی جاوین یعنی حرفوں کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نکھانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ
 المقغم ومد المد وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المصمر واخفاء المخفی وغير ذلك مما هو لازم في كلامهم
 پر مد کی جگہ مد قمر کی جگہ قمر ادغام کی جگہ ادغام در اظہار کی جگہ اظہار اور اخفاء کی جگہ اخفاء اور سوا اسکی جو اونکی کلام میں ضروری ہی
 الذي هو سليفهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلك یصدركانه قرء القرآن بغير لغة العرب وهو
 اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اونکی پسند نہیں کرتی ہیں قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نہ کری تو اسکی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑا ہے
 ان كان قاریا صورة لكنه ليس بقارئ حقیقہ بل هو هارثی وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القرآ
 اگر ہذا میں قاری ہی پڑہ حقیقت میں قاری نہیں ہی بلکہ وہ جہل باز ہی ایسی حالت سی نہ پڑتا ہی بہتر ہی اسکی کہ ایسی قرات سی
 یصدركانه الذين صل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابو الجوزی
 اون لوگوں میں داخل ہو چکا جسکی دورہ جسکی ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اسہی ہی امام ابو الجوزی
 في كتابه المسمى بالنشء لا شك ان الامة كلها متبعون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتفق
 اپنی کتاب میں جسکا نام مشہر ہی کہتے ہیں بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حروف کی فہم دینی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرات کی
 من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحیة العربیة التي لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
 اسول ہی منقول اور حضرت نبوی ہی فصیح عربیہ کی وضع متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جائز نہیں اور نہ اسکو چھوڑ کر اور وضع اختیار کرنی
 غيرها والناس في ذلك بين محسن ماجور ومسيء اثم ومعدلا فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ
 اور اس باب میں لوگ کنی وضع کی ہیں بعض محسن قابل ثواب کی بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار جس ہی یہ ہم ہو سکتی ہی کہ کلام اللہ کو سمحت الفاظ
 الصحيح العربي الفصیح وعدل عنه الى اللفظ الفاسد الجمی القبیح فانه مقصر بلا شك وان لم یلازم یب
 اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو یہ اور وضع کو چھوڑ کر لفظ فاسد جمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور اور اور ہی سبب گنہگار ہی اور
 ما من كان لا يطأ وحه لسانه ولا یجد من یرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا یكلف الله نفسا الا
 پس جسکی زبان قابو میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکھا یوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی نہ تکلیف نہیں دنیا کسی شخص کو کہ
 وسعها لكن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلك امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیان ان
 جو اسکی گنجائش ہی لیکن ایسی شخص کو جب ہی کہ خوب محنت کنی جائی شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیان میں مذکور ہی
 الرجل اذا كان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلك وان كان لا ینطق لسانه فی
 کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف کو تک طور نہیں پڑھ سکتا ہی تو اسکا ہم ہی کہ خوب محنت کری سمین وہ معذور نہیں ہی اور اگر کوئی زبان جمی حرف نہیں بولی سنی
 فانه لا یجوز ان یرحمه اية لیس فیها تلك الحروف وقراها فی صلوة تجوز عند الكل وان قرأ الاية التي فیها
 اگر کسی ایسی جس پر وہ معذور نہیں ہیں اور نہ ہی آیت نہ پڑھی تو بالاتفاق حرام ہی اور اگر ایسی آیت پڑھی کہ وہ معذور

بعض اصحاب القرآن واقامة حروفه على الصفة المتفق
 اور اسکی حدود قائم کرنا کہتے ہیں

حتى لا يكاد يفهم ما يقولون وما يقرءون من كثرة النعمات والتقطيعات وكذا حال المؤمنين في التصلية والذكر
 فإن تلك النعمات كثرة نعمات الله عليه السلام من غير أن يكاد يفهم ما يقولون وما يقرءون من كثرة النعمات والتقطيعات وكذا حال المؤمنين في التصلية والذكر

والتأمين وتكثير الانتقالات والسامعون الحاضرون من تكبير هذه الكبيرة ورعايتهم بعضهم
اورا من كفى من اورا تكثير الانتقالات من مؤذن كاحال ہی اور سی والی جو موجود ہوئی ہیں یہ کبر اختیار کرتے ہیں اور بعض وقت کوئی کوئی اچھا ہی کئی گنا ہی
بل هو لا کثر فی اکثر من غلبة الهی وعدم مبالاة تم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکى عن ظهیر الدین المرغینا
بکثر انتقام من اکثر یہی ہوتا ہی کہ ہوسے فوسے کا غلبہ اور مرید ہی میں ہی پر دانی بہت ہو گئی ہی مولانا ہم یہ آہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینا کی
ولکنا من یحضر الزاویہ فی لیل الی بعضنا لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسما الله
کافر ہوتا ہیں اور ایسی ہی جو تراویح میں ہاہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کی واسطی جمع ہوتے ہیں کہ کونکر
الواقعة فیہما مثل یحسان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والمملوک تسبیحات ذی
الملک من جوت سبحان کی اندائی ہیں جیسے یحسان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جی جان ذی الملک والمملوک سبحان ذی

العرف والجبروت وغير ذلك من الاسماء الحسنى والصفات العليا بكثره الابقاء ولا لجان يغترونها ويحرفونها و
هزئت والجبروت اورا وسوار اسكي اسماء حسني اور صفات عليا انين كترت سي نفعي اور اللان كرر اسقدر تهنيد او تغير اور تحريف افعال كرتي مي

يخففها إلى مرتبة لا يمكن تمييزها وتشخيصها مثل قلم سويجان المايليكي الحاذان سويجان الماواكي المانان

بافراط المد فی ضمة السین وفتحۃ النون والمیم وفي کسر اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل

[illegible]

عن حضورها وسماعها ويطلب مسجد خاليا عنها اذ صورتها عبادة وحقيقتها معصية وكبيرة فعله

يستحسنها ويهدم دينه وهو لا يشعر بحال ان السحر لا يكون عذرا ولا يظن احد ان المراد بالتعني للناس قرارة

الابیات والأشعار بالأصوات المحزونة دون قراءة القرآن والأذكار فإنه ظن فاصدا بل هو يعم التفتق بالقرآن

وغيره لان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالالحان معصية ويكون التالى والسامع اثنین قال البزارى

سليكم على عقبات صافات كهذه كقرآن كالحان كاسم كالحادي
 اور چرخی والا اھستی والا دونو تنجھاد ہوتی ہیں بڑائی کھائی
 القرآن بالاحسان معصية والتالى والسامع اثنان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحريه المثلث

فلان الحان سی پر ہنسنا کہ ہی اور یہی نامی دو دو گنگنا رہتی ہیں اور یہی وجہ درجوات مذکورہ میں سی یہی کہ یہ حدیث مذکور
 یکنون معارضاً المخرج الترمذی عن حذیفۃ انه عليه السلام قال قرؤوا القرآن بلحون العرب واصواتها وایلیکم

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْفُسْوَاحِ وَالْجُنِّ أَهْلَ الْكِتَابِينَ فَانَّهُ سَبَّحِي بَعْدَ قَوْمٍ يَرْجِعُونَ الْقُرْآنَ فِي تَرْجِيمِ الْغَنَاءِ وَالْوَهَابِ نَبِيِّهِ

محسن سی احمد بیہودہ احمد فضاری کے محسن کا بیچہ البتہ قریب ہی میوہ لکھنؤ ایک قسم پرگہ کا قفران میں مانند خرچ خانا اور راہبوں اور لکھنؤ کے بیچ

ولا یجوز حرجهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعفی
 اور قرآن اور کئی گونسی نیچی نہ اور ترکی اور کئی دل اور کئی دل جو ادنیٰ وضع پسند کرتی ہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جعفی نے
 فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
 شاطبی کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہ بڑی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہونی کا اور نہ جائز ہونی کا اور
 یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
 اس باب کی مسائل یہی ہیں اور جو شخص اس صلی واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اس واسطے کہ بعضی تغنی کو حرام
 فی جمیع الادیان فیلزم الکفار مستحله وبعضهم اجازة فی الشریعة الحمدیة وکذا اللحن فقیر
 اور ان میں حرام کئی ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال ہے کفار بھی اور بعضوں کی شریعت محمدیہ میں جائز رکھا ہے اور ایسی ہی لمح کا حال ہے
 الناظر لی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
 سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اب تغنی اور لحن کی معنی کا سمجھنا ضروری اور جو ان دونوں کی مراد ہے اور کئی جو جواز کا قائل ہیں
 بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك أما التغنی فهو اما من التغنی بالکسر
 اور اور کئی جو ناجائز بتا رہے ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنوری خلاص ہوئی اب تغنی یا تو مشتق ہے غنی سے جو غن کی ہے
 والقصر ومن الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو معنی الاستغناء وان کان من الثاني فهو
 بدون مد کی اور یا غنائی مشتق ہے غن کی نیز اور مد سے پہر اگر تغنی اولیٰ سے مشتق ہے تو اس کی معنی استغناء ہی ہے اور اگر دوسری ختی ہے تو
 بمعنی التزیم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع
 اور کئی معنی سے وہ اور آواز کا بلند اولیت کرنا اور جہاں اس واسطے کہ غنائیہ ہے آواز موزون بنی ہوئی نرم دلیں چھتی ہوئی کہ کئی ہیں اور تغنی اور ترنم اور ترجیع
 والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخرجه
 اور تطریب اس آواز موزون کا برتن اور استعمال کرنا اور اس کا حل میں پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجاتا اور یہ اس کا ہر لانا
 اخرى علی الطريقة المستفاد من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
 اس طرز پر جو گوی کرتے ہیں اور یہی مشہور معروف تغنی ہی مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے
 الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار ولم یقرن بشئ منها
 برابر ہی کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکر میں یا شعر میں یا ان میں کسی میں بھی نہ ہو
 ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغیر ذلك
 اور یہی ہے جو کہ صاحب مجمع الفتاوی نے بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سنا جیسی ڈنکی وغیرہ سے لیجاتا
 ہی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا من الکفر ومن یسمع
 یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سنا ملاہی معصیت ہے اور اس کو پیش کرنا فسق ہے اور اسی مزہ اور ہانا کفر ہے اور کئی کان میں
 بغتة فلا ینہ علیہ لکن ینبج ان یمتد کل الجهد حتی لا یسمع لما روى انه علیه السلام ادخل صبیغہ
 ناگاہ آواز لگتی تو اس پر گناہ نہیں لیکن واجب ہے کہ نام ترک کر دے کہ وہ آواز کان میں نہ آوی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام آواز سکرانی کاؤں میں
 فی اذنیہ عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیہ معصیة وان لم یقرن
 اور حکیمان دی لین ہیں کہا ہے کہ اس مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غنا اور اس کا سنا معصیت ہے اگرچہ کسی شے میں
 بشئ من القرآن وغیرہ وجہ الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
 قرآن وغیرہ ہی جاری نہ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملاہی ہی نری آواز موزون ہوتی ہے اور کئی نہیں ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وتزجده في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعل القشتي في مصيعة
 آواز موزون كالمند كرتا اور پست كرتا اور حلق كرتا اندر پھر زنا بدل كرتا كرتا وغيره من جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گانہ می
 وكن اذا قرأت القرآن اولاً اذاناً والخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لان خلط المعصية بتعاليمها
 اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا
 وتلق بالدين وان استغفر هذا الصنيع الشنيع عبادۃ فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى وآماله
 اور دین میں کہیں شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہ عمل بد عبادت ہی تو یہ الگ بڑی گناہ یہی گناہ کبیرا ہی
 فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من
 سورہ موافق اوس معقول کی جو صدر الشریعہ کی کلام ہی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہ کہ کلمہ کبیرا ہی کی تغیر ہی ہوتا ہی اسطوریہ کہ کئی حرف کی حذف
 حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات
 میں ہی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطوریہ ہوتا ہی کہ اوس میں کوئی حرف حذف ہو وغیرہ میں ہی بڑا ہی اور کبیرا ہی حروف کی صفات کی بدلتی ہی
 حروفها بان ينقص شيئا من كنهيات الحروف او يزيد ليلك الحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء
 ہوتا ہی اسطوریہ کہ کبیرا ہی صفات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکانات اور مدات اور ادغام اور خفی کرنا
 واشباع الحركات وتوفير الغنائات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني
 اور حرکت کا بڑا اور غناء کا پورا کرنا اور مانند اسکی جتنی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبیرا ہی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں
 وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويؤاد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا حق قبل يجوز قراءة القرآن
 اور کبیرا ہی تمام لغویں ہی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کہ یوں کہی کہ قرآن کے
 بالالحن يراد به حسن الصوت والحن العربي كما في قوله عم اقرء القرآن بلحن العربي المراد بلحن العرب صولهم الطنعية التي
 پڑھنا الحان ہی جاری ہی خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ ہی عربوں کی اصلی لہجہ
 هي المد والمد وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفتيم المفهم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء الخفي وغير ذلك مما هو لازم في
 آواز میں ہیں مد یعنی دراز کرنا و مد و قصر کا مقصور کرنا و طویل کرنا و اظہار کا اظہار کرنا و اخفاء کا اخفاء کرنا و غیرہ لہجہ عربی و عربوں
 كلهم ان هو سلمية فلم لا يحسنون غير وقتي قراءة القرآن بالالحن حرام يرا د به لحن اهل الفسق كما في قوله جازا لحن
 کی لہجہ میں نوازتہ ہیں مراد اصل لہجہ کہ جو کی خلافت اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان ہی حرام ہی تو بلحن فاسقوں کی مراد میں ہی جہنم میں ہی
 اهل الفسق والمراد بلحن اهل الفسق لانعام المستفاد من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا ريب فيه كسيف
 فاسقوں کی لحن ہی پختی رہو فاسقوں کی لحن ہی وہ نغامت ملازم ہو گو تون کی طرز پر ہوتی ہیں اسلی کہ جو شخص یہ نغمی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرا ہی حرام ہی
 الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشايخ يبيحون قراءة القرآن بالالحن على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها الانعام
 کیونکہ انہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشایخ الحان ہی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعض فتاویں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس ہی وہ نغامت ہوں
 المستفاد من الموسيقى كيف يبيحون فاصح صريح النهي عنها بقوله عليه السلام يا اكم ولحن اهل الفسق على تقدير كون المراد بها
 موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو ان کو مباح کہہ سکتی یا جو دیکھ اس حدیث میں مستفاد فرمایا ہی فاسقوں کی لحن ہی پختی رہو اور اگر مراد اس ہی خوش آوازی
 الصوت ولحن العرب كيف لا يبيحونها وقد امر النبي بقله اقرا القرآن بلحن العرب وقد يقع الغلط على اقسام بعض الناس في ظن المراد بحسن الصوت
 اور لہجہ عرب کا جو کوئی نہ کر سکتی یا جو دیکھ نئی لہجہ میں
 اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور دیکھ بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہی وہ یہ
 في قراءة القرآن الخطبة والاذان هي التغني المعرف المشهور بها هي المداينة في انكاد انهم عن هذا المعنى لغزولون ثم انهم لا يكتفون بما ذكرنا
 حوز قرآن کی پڑھنی اور خطبہ اور اذان میں دیکھ ہی ہی تغنی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس وکی سمجھہ پر حق تو یہ ہی کہ وہ ان معنوں میں بہت دور ہیں یہ یہ ہی تو نہیں کہ جو اختیار کر رہا ہی

ان کے لحن ہی اور خوش آوازی ہی

يوجب الجهر على خلاف الأصل وهو كونه اعلاما لآوقات وهذا المعنى الزائد اوجب فيه حكما عارضا على

جسسي كذا كرهنا اصل في برضا وقت ہو گیا اور وہ بات ہے کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہے اس ہی برحق بات فی اذنین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہے

الأصل وهو الجهر لانه لا يصلح ان يكون اعلاما الا بصفة الجهر بيان ان الاذان وان كان ذكرا يوجب الخفاء

یعنی پکار کر کہنا اس واسطے کہ اذان سے بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہے جس میں اخفاء واجب ہے

الا ان اخفاء ما مستمع فيه لانه قوي هو كونه اعلاما لان الاعلام لا يمكن حصوله الا بصفة الجهر ووجوب

یہ ممکن نہیں اخفاء ایک قوی مانع کی سبب سے ممنوع ہے وہ مانع یہ ہے کہ وہ اعلام ہی اس واسطے کہ عام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہے اور ایک

علة توجب حكما على وجه لا يستمع وجود علة اخرى توجب حكما اخر مخالفا للدول بل اسمه ايضا يدل على

علت سے اسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہے کہ اس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جائے بلکہ اسکا نام ہی یعنی اذان

وجوب الجهر فيه لانه في اللغة الاعلام مطلقا وفي الشريعة اعلام مخصوص على وجه مخصوص بالفاظ

کرتا ہے کہ اسمیں جہر واجب ہے اسلئے کہ اذان کا معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوصی

مخصوص وقد سبق ان الاعلام يستمع حصوله بدون الجهر بل بسببه ايضا يدل على لزوم الجهر فيه وهو انه

دوسرا وہ گزر چکا ہے کہ اعلام بدون جہر کی جگہ نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی اسکا سبب ہی دلالت کرتا ہے کہ اذنین جہر لازم ہے وہ سبب یہ ہے

عليه السلام لما قدم المدينة وبني المسجد شاور اصحابه فيما يجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة

کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد تیار کی تو یہی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت میں آتی کی لئی کیا علامت مقرر کریں

فذكر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذكر له النفر في القرن فقال هو من شعائر اليهود فذكر

کسی نے ناقوس کا بیان کر دیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاریٰ کا ہے یہ صورت چوک کی دکر لیا یہ کہ آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریق ہے یہ کہ کسی

له ايقاع النار فقال هو من شعائر المجوس ففرقوا من غير ان يتفقوا على شيء وكان فيهم عبدالله بن ربيعة

جنگ جلائی کا ذکر کیا یہ آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہے یہ یہودی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہ ہوئے اور اس مجمع میں عبد اللہ بن زید انصاری بھی تھے

فاهتموا شديدا لهم رسول الله عليه السلام فلم يأكل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح اتى رسول

سوا و انکو سبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر تھا کہ اوسنی اسی رات کو کھانا نہ کھایا اسی فکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني كنت بين النوم واليقظة اذ مرايت نازلا من السماء عليه

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا ہوں

بردان اخضر ان فقام على جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر الى تمام كلمت الاذان فقال

دو بار دہر اور ہی ہوئی پھر وہ کہہ کر دیوار پر رو بقیہ کڑا سو کر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تھگ پس رسول

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني كنت بين النوم واليقظة اذ مرايت نازلا من السماء عليه

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا ہوں

عليه فقام على ارفع سطح فاذا سمعته عمر بن الخطاب وكان في بيته فخرج يجر دأئه حتى اتي رسول الله

پھر بلال نے ایک اونچے جگہ پر کھڑی ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنی کہ میں سنی سو جا رہا تھی ہوئی کہہ کر رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رايت مثل ما قال فقال رسول الله صلى الله عليه

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم یہی اوس اندک جس نے تجھ کو بھیجا میں نے یہی دیکھا ہے جیسی بلال کہتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فله الحمد وروى انه راى في المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبدالله بن زيد قلما

فرمایا الحمد اور روایت ہے کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیوں نے خواب میں یہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی بہر جب

ثبت شرعية الاذان بهذه الروية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
 اذان كما مشروعه هو ان اذان من ثابته بوجهك حتى خفتت بين نبي عليه السلام في كواهي دى تؤذان ثابته سلام كما مقرر هو ان كان كذا
 اصدر على تركه اهل مصر واهل قرية واهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
 کسی شهر یا گاه واهی یا اهل محله والی اذان سراسر جهادین تو اذان دقت اذان پر نور دیر برده وادی وادی -
 يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
 ماین تو اذان پر جهاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اسکا سراسر ترک کر دینا مستغفرتی سنی جدا کرنا لازم ہوا اور
 روى عن ابنه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سماع الاذان امسك ولا اغار
 انس سی روایت ہی کہ نبي عليه السلام کا سفر جہاد میں یہ روایت تبا جب صبح ہوئی تو اذان کی طرف کان لگائی اگر اذان کی آواز سی تو کھ جائی اور میں تو غارت کرتی
 يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
 مراد یہ ہی کہ نبي عليه السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہ عادت تھی کہ رات کو روانہ ہوئی جب کسی ایسی شہر پہنچی کہ اسکا حال معلوم نہ ہوتا
 حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سماع الاذان امسك
 توضیح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوی کہ یہ شہر مسلمانوں کا ہی یا شہر کفار کا ہی پھر اگر اذان سن جائی تو غارت گری
 عن لا غارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
 بڑھتی اور اس شہر کو چھڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین میں سی ہی
 يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوة
 اسہی سی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی پر عام مشائخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی یہ صحیح اور ایسی ہی بکیر پانچ نماز کی وسطی سنت مؤکدہ ہی
 الخمس اذا صليت بالجماعة اذ وقضاء والجمعة لانها فرض الواجب كصلوة النور والعیدین ولا تسنن
 بشرطیک باجماعت ہرین وقت پر ادا ہون یا قضا اور جمعہ کی نئی ہی اسواسطی کہ جو فرض ہی اور عزا و جب کی واسطی نہیں ہی جیسی نماز تراویح اور نوافل اور سنت کی واسطی
 كالنوافل ولا النوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات يزيد المؤذن
 جیسی تراویح اور سنت نفول کی واسطی جیسی نماز سورج گمن اور استسقاء کی اگر جیسی سب نمازین اجماع پڑھیں اور مؤذن فخر کی اذان میں
 بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم **روى ان بلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم**
 بعد صبح علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دوبارہ زیادہ ہی اسواسطی روایت ہی کہ بلال نبي عليه السلام کی پاس آیا
 فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام احسن هذا جعله في اذانك انما خسر
 تو اچکھو سوئی یا تا پس بلال ہی الصلوة خیر من النوم پس نبي عليه السلام ہی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو تو اپنی اذان میں داخل کر لی اور خصوصیت
 الفجر لانه وقت نوم وغفلة فاحتج الى زيادة اعلام واقامة مثل الاذان لانه يزيد بعد فلاحا قوله
 فجر کی اسٹی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سو اسہی وقت تنبیہ کی حاجت تھی اور تکبیر اذان کی ہی برائے فرق ہی کہ تکبیر میں بعد صبح علی الفلاح کی اتنا نفع
 قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويجرد في الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبطل اذا
 قد قامت الصلوة یعنی قدم ہوئی نماز دو بار کی اور اذان میں پڑھا پڑھا کر کی اور تکبیر میں شش تکبیر ہی کہ کیوں کہ روایت ہی کہ نبي عليه السلام ہی بلال ہی فرمایا جب تو اذان پڑھی
 فترسل واذا اقيمت فاحذر والترسل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحذر ان يوصل بين كلمات
 تو پڑھا پڑھا کر اور ترسل یہ ہی کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرنا جاوی اور یہ ہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملتا جاوی
 الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روى عن ابراهيم التيمي انه قال شيخان يجزمان كانوا لا يعرفون الاقلت
 اور اعراب یعنی حرکات کو دھو میں ترک کری اسواسطی کہ ابراهیم تیمی ہی روایت ہی کہ کہتا تھا - جیزین جزم سی ہیں یہی لوگ انکو اعراب نہیں دیتی ہی اذان

والاقامة قال الزبلي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينزى الوقف قاله الهروي وعلوم الناس
 اور کچھ زبلی کہتا ہے یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہے اور کچھ میں وقت کی نیت کری یہ قول ہر وہ کامی اور علوم لوگ یوں
 بقولون الله اكبر الله اكبر يضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتيها بنقل فتحة هرة اسم الله تعالى اليها
 کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر پہلی راہ کی ضم ہے اور ابو العباس مبرد اس راہ پر زہد پختہ ہیں اس کی الف کا زہد نقل کر کر اس راہ کو دیتا ہے
 لا استقاء السالكين كما يفهم الميم في قوله تعالى الله لا اله الا هو ومن ان الاصل في الحروف المقطعة الاستسقاء ويزن ترتيب
 واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت میں مفتوح ہوتا ہے اور جو دیکھ اصل حروف مقطعات میں سکون ہے اور اس کی کلمات کو کسی ہی مرتب ہے
 كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضها واخر بعضها فلا فضل لاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ويستقبل بها
 جیسی مشروع ہونی میں یہاں تک کہ اگر کسی کو آگے اور کچھ پیچھے کوئی توجہ دے رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہے اور دو کو دہرانا بہتر ہے
 القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يميناً عند قوله حتى على الصلوة وشمالاً عند قوله حتى
 پڑھے اور اذان میں دونوں پاؤں جمائی ہوئی ہوتی ہیں جگہ میں حتی علی الصلح کہتی ہوئی دہنی طرف منہ پھری اور حتی علی الفلاح کہتی ہوئی بائیں طرف
 على الفلام لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن لحوال
 اس واسطی کہ اذان کی اول اور آخر میں مناجات ہے اور اواسط میں منادات یعنی لوگوں کو بکارت ہے سو مناجات میں رو بقبول ہے اس واسطی کہ بہتر حال
 الذاکرين استقبال القبلة في المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطاب لهم فيتوجه اليهم واذا كان في
 یاد آتی کہ کہو لوگوں کا رو بقبول رہنا ہے اور بکارت کی وقت اور طرف منہ پھری جگو بکارت ہے اس واسطی کہ اب وہی کو خطاب ہے سو ادھر ہی کو منہ پھری اور اگر مؤذن
 المناصرة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه ليستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه
 مناصرت کی اندر ہوتی اور منہ پھرنے کی دونوں پاؤں اپنی جگہ پر جمی ہوئی ہوتی ہیں فائدہ یہو تو اس کا اندر گردش کری اور اپنی دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں کر لی
 لما روى انه عليه السلام قال لبلال جعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه
 اس واسطی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال کو فرمایا اپنی دونوں کانوں میں دو انگلیاں دے لی اس سے تیری آواز بلند ہوگی اور اگر وہ انگلیاں نہ ہوتیں مگر
 في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روى ان ابا محمد ومرة ضم اصابعه
 بلکہ دونوں ہاتھ کہانہ کہانہ پر رکھے لی تو یہی بہتر ہے اس واسطی کہ روایت ہے کہ ابو محمد درہ نے اپنی چاروں انگلیاں ملا کر
 انهم هم ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدي يديه على اذنيه فحسن ولا يؤذن للصلوة
 ان کا نام رکھ لیں تین اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتھ اپنی کان پر رکھ لی تو یہی اچھا ہے اور کسی نماز کی واسطی
 قبل دخول وقتها ويجيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلاً
 وقت آن سے پہلے اذان کہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلے کہی ہو اس واسطی کہ اذان وقت کی آئی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سے پہلے پہلا وادینا ہے
 لا اعلاماً وعند ابي يوسف هو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و
 اعلام نہیں ہے اور ابو یوسف کی نزدیک اور ہی قول شافعی کا ہے فجر کی آئی وقت گزرنے کی بعد اذان جائز ہے بسبب عمل ہر ایک اہل حرمین اہل مکہ اور
 اهل المدينة والحجة على كل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا نذيره عرضاً و
 اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہ حدیث ہے جو آپ نے بلال سے فرمایا اذان مت دینا جب تک تجھ کو فجر ظاہر نہ ہو پھر اپنا ہاتھ عرض میں نہ کیجی اور
 لظهور التوراة في الامور الدينية استحسن المتأخرون التشبيب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب
 اور مؤخرین میں سستی موطاہر ہونی لگی ہے تو متأخرین علماء نے تشویب کو درمیان اذان اور کچھ کی بجز مغرب کی تمام نمازوں میں پسند کیا ہے
 وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب طعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بميتعارف
 اور تشویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک فہم آگاہ کر کے موافق تعارف ہر ایک قوم کا اس واسطی کہ تشویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہے بعض تعارف قوم کی نہیں ہو سکتا

و ابو یوسف خص به من له من زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي المقتضى لانهم لا يعرفون وقت
 الحضور ولو حضروا كما سمعوا الاذان ولم يحضر الجماعة يحتاجون الى انتظار فيتعطل مصالح المسلمين فينبغي
 حضوره كما بیان نہیں ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتے ہی چلی آکرین اور جماعت جمع نہ ہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسنون کی کار بار معطل ہوتی رہیگی اور مؤذن کو یوں چاہی
 للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
 وقت الصلاة ليتهيئوا بالطهارة فيحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ينتفي هذا المقصود وطريق الفصل
 ان الصلاة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينهما بصلاة سنة كانت او غيرها ما روى عن عبد الله
 بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلاة بين كل اذانين صلاة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد
 بالاذنين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلاة التطوع سواء كان سنة او غيرها من التطوع
 فاذا كان الاذان او تكبيرة بطور تغليب
 لا الفرض بدليل تخييرة عليه السلام في المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث على التنفل بين الاذان
 والاقامة لان الدعاء لا يرد بينهما على ما روى عن انس انه عليه السلام قال لا يرد الدعاء بين الاذان والاقامة
 فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادة بينهما افضل وان لم يفصل بينهما بصلاة يفصل
 بينهما بجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشرين آية او مقدار ما يصلي اربع ركعات لحصول المقصود
 وان كانت الصلاة مما لا يتطوع قبلها كصلاة المغرب فعند ابي حنيفة يفصل بينهما قاشا بسكتة
 مقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصارا واية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلث
 خطوات ثم يقيم لان التججيل مأمور به والتاخير مكره فيكتفي بادي الفصل ليكون اقرب الى التججيل
 وعند ابي حنيفة بجلسة خفيفة لان الفصل مكره ولا يحصل الفصل بالسكتة لوجوبها
 بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضي الغاشة باذان واقامة لانها
 اذان في كل وقت من هي موجودة سوا التي يقرأ فيها جنتي دير خطيب دون خطبتين من هي شيتا

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على
 كونه دونها كما سقينا بين كجدة وقت كسنتين بين بهر اكر نماز فائده ايك بي هو نماز اذان اور تكبير دونها چاهين تاكه قضاء اداكي وضع پر
 سنن الاذان وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الفجر صلاة ليلة التعرّيس مع الجماعة باذان واقا
 بواجب اور راييت بي كه نه عليه السلام ليون التعرّيس كي صحيح كو فبرلي نماز جماعت كي سائبة اذان اور تكبير سي قضاكي
 وان كانت متعذرة وادبها قضاءها متواليه يؤذن وتقيم للأولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء
 اور اگر ده نمازین کئی سون اور ايك دفعه بي اولي قضا كما حاجي توكيبي نماز كئي اذان اور تكبير دونو كئي اور باقي نمازون بين عتري بي حاجي
 اذن واقام ليكن القضاء على حسب الاداء وان نشاء اقتصر على الإقامة لما روى انه عليه السلام شغله
 دون اور تكبير دونو كئي تاكه قضا اداكي صورت پر سواجي اور اگر حاجي قامة بي پر اكتفا كري اسلي كروايت بي كه نه عليه السلام كرم مشركون لي
 المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الأولى مع الجماعة باذان واقامة واسوها باقامة
 حكت خندق بين سواد نماز كجرك چار نمازون كي فرصت ندي سواك لي اولي نماز مع الجماعة اذان اور تكبير سي قضاكي اور باقي نماز تكبير سي
 فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها فمن سئل عن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
 اور مسافر كجكل بين اذان اور تكبير دونو سي نماز پر كرين اور انكوه كوتر كرا كرهه بي اسلي كذا اذان اور تكبير متعلقه جماعت سي بي اور سفر سي جماعت
 ما هن من سننها ولو اكتفوا بالإقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليخبر الغائبين
 نهين سافطه بي اور نه جماعت سي متعلق بي او اگر مسافر نري تكبير بي پر اكتفا كرين اور اذان نه بجز كرون تو كروه نهين بي اسلي كذا اذان وقت كجاني كي خبر نهين كي واطي بي تكبير كجرك
 والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم احضا
 غائب بين اور حاجي كار باد بين حاجا كئي هو بي ده سبب جادين اور فريق سفر كي حاضر بي بين اور بي خودگاه بين جمع هو بي بين اولو كئي جمع كوني كي حاجت اور طي كي خدمت نهين
 واما الإقامة فهي للاعلام بالشروع في الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اداها المكتوبة مع الجماعة في
 ربي تكبير شمس خبر كي واسعي بي كه نه زشت وبع هو بي او او كوا سكي حاجت سوني بي اور نه صون كا حاجت سي مسجد بين ادا كروا
 المسجد بغیر اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان في المصلى القرية مصل
 بدون اذان اور تكبير كي مكروه بي اور كرون لي اندر اور باخون بين اور باهم متعلق قرير بي كروه نهين بي اسلي كه شهر اور قرير كي اذان اور تكبير لو كوا كئي بي
 والاقامة يكفيهم والمقيم في المصرا اذا صلى في بيته وحده ينبغي ان يصلي باذان واقامة ليكون الاداء
 اور مقيم شهر كي اندر اگر تنها انا كرم بين نماز نه بي توبته او كوه بي كه اذان اور تكبير كسلا تاكه نماز جماعت كي وضع پر ادا پر جواي
 على هيئة الجماعة وان تركها معها لا يكره ان وجدا في مسجد محلة لانه وان كان مصليا بغیر اذان انا
 اور اگر او سي دونو كوتر كرا تو كروه نهين بي جس صورت بين كه محرك سي بين هو كي سون اسولي كه به مصلي اگر چه حقيقت بين بدون اذان اور تكبير
 حقيقة تكتنه مصل لها حكما لان المؤذن في المحلة ناشئ عن اهل المحلة في الاذان واقامة لنصبهم لياه
 كه نماز نهين بي پر ده كوا اذان اور تكبير سي پر نهين بي تاكه كوا كوا اذان اذان اور تكبير بين ابن محرمه ماسي بي سيو كوا ابن محرمه في او كوا سي في مكره بي
 لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامته وهذا حين اراد ان يصلي في بيته بعلاقة
 توب او كوا اذان اور تكبير سي بي جسي سب كي اذان اور تكبير اسلي واطي بي ابن مسعود بي انا كرم بين نماز نهين بي كا اذاده كيا تنها بهراه علقه
 ولا سواد فقليل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحى يفيينا واما المسافر اذا صلى في المفازة وحده بغیر اذان
 اور اسود كي لو سني اسلي كها اذان اور تكبير كيون نهين كئي تو ان مسعود بي جواب ديا كه اذان حركي كئي كافي بي اور مسافر اگر كجكل بين اكيل بدون اذان اور
 إقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغیر اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه
 تكبير كذا نهين بي تو او كوا كروه بي اسولي كه ده حقيقت اور حكما بدون اذان اور تكبير كي نماز نهين بي اسلي كه او كوا كجرك جهان ده بي مكره كوي اور نهين بي

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلى في المسجد ان صلى جماعة يصلى باذان واقامة ويكره له

جس من ماسن غانكي لي اذان اوراق مستكي سو اور صلي مسجد من اگر جماعت سي نماز پڑھتا ہی تو اذان اور تکبیر ککر نماز پڑھی اور اوسکو

ترك كل منها وان صلى منفردا فحكمه حكم المصلى في بيته واما القرى فان كان فيها مسجد وكان في ذلك

اور نو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اوسکا حال ایسا ہی جیسی جی کہ من نماز پڑھتا ہی اور کا تو گوین اور اوین مسجد ہی اور اوس مسجد من

المسجد اذان واقامة فحكم من يصلي فيها وفي بيته كما هو وان لم يكن فيها مسجد كذلك فحكم المصلى فيها

اذان اور تکبیر ہی ہوتی ہی تو اوسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد من نماز پڑھی یا ایسی کہ من چنانچہ گزرجکا اور اگر اوین ایسی مسجد نہیں ہی تو اوسکا حال ایسا ہی

حكم المسافر ثم ينبغي ان يعلم ان السنة في الاذان ان يكون بلاحن ولا تغن لان المقصود منه دعوى الخلق

جیسی حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہی کہ طریق سنون اذان میں یوں ہی کہ بدون سخن اور تغنی کی ہو کر ہی اسکی کہ غرض اذان سی نماز کی ہی خلقت کا بلانا ہی

الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان يكون على وجه بتمام السامع الفاظة حتى يظهر فائدة معنى قول

یہ خبر جتنا کہ کہ وقت ہو گیا ہی اب ضروری کہ اس وضع پر بروی کہ الفاظ کا سننی والا سمجھ لی تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہو ہی کہ

حي على الصلوة حي على الفلاح فان معناها اسرعو الى الصلوة اسرعو الى ما فيه نجاتكم من النار وبقاؤكم في الجنة

حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح لیوند سنی الی یہ ہیں جلد آؤ واسطی غانکی جلد آؤ ہر جیسے آگ ہی تھادی نجات ہی اور نیست میں ہمیشہ کہ رہتا ہی

لكن قد عيرت هذه السنة في هذا الزمان في اكثر البلدان لان اهلها يؤذون بانواع النغات والالحان

لیکن اس طریق سنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل والا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ہی نغات اور الحان سی پڑھتی ہیں کہ

لا يقيم ما يقولون من الفاظ الاذان ولا يسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض كصوت المزمار وهي على ما ذكر في المد

یہ نہیں سمجھتے ہیں آنا کہ الفاظ اذان میں ہی کیا کہتی ہیں اور کچھ سننا میں نہیں آتا سوای آواز کی کہ کبھی بلند ہوتی ہی اور کبھی پست جیسی آواز فرما کر اور یہ طرز موافق نبی صلی علیہ وسلم کی

بدعة قبيحة احدثها بعض الامم في مدبرته بناها ثم سرى ذلك منها الى غيرها ثم اقم غرضهم على التغني لم يكتفوا

دعت قبیح ہی اسکی بعضی امم نے ہی بدعت میں جاری کی ہی یہ بدعت ہنسی ساری میں نہیں ہی بہر اذنی الی تغنی کی جس کی بدلت اذان کا الفاظ پر نہیں کیا

بكلمات الاذان بل زاد في بعضها بعض الكلمات من الصلوة والتسليم على النبي عليه السلام فان الصلوة والتسليم

بلکہ اذان پر اوں نکتوں بعضی اور کلمات درود اور تسلیم ہی علیہ السلام کی بڑھائی

وان كان مشروعا بنص الكتاب السنة وكان من اكبر العبادات واجبة لكن اتخاذا عادة في الاذان على المذ

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت میں سی ہی ہر اسکا اذان کی اندر مشاہدہ کی اور عبادت کرنا

له يكن مشروعا اذ لم يفعلها احد من الصحابة والتابعين ولا غيرهم من ائمة الدين وليس لاحد ان يضع العلام

مشروع نہیں ہی اسلوسی کہ یہ سننی نہیں کی نہ صحابی اور نہ تابعین ہی نہ کسی فی سنیہ بان دین کی اور کیونکہ یہ ختیار نہیں ہی کہ عبادت کو اور کچھ

الا في موضعها التي وضعها فيها الشرع ومضى عليها السلف لا يرى ان قراءة القرآن مع كونها من عظم العبادات

سوا اوقر موضع کی جہاں اول مرتبہ ہی وضع کیا ہی بزرگ متقدم اور مکرئی علی ہی ہی نہ نہ آتا کہ تو وہ تہ قرآن کی باوجود یہ عظمیٰ عبادت ہی

لا يجوز المكلف ان يقرأها في الترويع ولا في السجود ولا في لفافة لان كلامها ليس محذورا لذات ذوات ثم انظر الى هذه

تکلف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھ کر ہی اور نہ سجود میں اور نہ لفافہ میں اسلوسی کہ یہ سنون تمام تلاوت کی محنت میں ہی اس بدعت کو دیکھو

البدعة التي احدثوها في الاذان من النغات والالحان كيف تعدت الى محرم اخر وهو ان جعلوها في الصلوة

جو ان تو گوین ہی اذان کی اندر نغات اور الحان پیدا کی ہیں ایک اور محرم ہی حرف کسی پڑ گئی ہی وہ یہ ہی کہ ان تو گوین ہی نغات کو نماز کی اور بدعت انتقالات میں

حال التبليغ في الانتقالات وذلك كلام في الصلوة على طريق العذر فيبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم ليس

داخل کیا ہی اور یہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سوا اکی نماز باطل ہر جائی ہی اور جب اوکی نماز باطل ہوئی تو اب یہ فساد

ما امر به نزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويستغل باداء المأمور
 ترويه داغ او سکی دل پر کسی ایک نیک دور ہونی چاہی بہر گناہ کرنی سی بہر ہیز کرتا ہی اور ادارہ مامورات میں مشغول ہوتا ہی
 التي من جلته صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
 جنین جمعہ کی نماز ہی داخل ہی بیشک یہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو لی
 فقله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا توردوا الصلوة فاسمعوا للذكر الله فانهما
 یہ آیت ہی ای ایمان والہ جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تود وروا اللہ کی یاد کو بیشک استغالی فی
 امر في هذه الآية بالسعي الى ذكر الله تعالى ولا امر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
 اس آیت میں یہ لکھا کہ طرف ذکر الہی کہ جلد جاؤ اور امر واسعی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی کا مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی ہی
 صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو
 صحت کی شرط ہی بہر جب سنی خطبہ کی ہی ہوتا جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہونی توسی واسعی مقصود اصل کی
 المقصود الاصل وهو صلوة اولى واخرى ثم انه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
 كونه نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب ہوتا ہے کہ ہر اندہ تعالیٰ فی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی تاکید فرمایا
 وذكر البيع لان ذلك لا يكون الا امر واجبا واما السنة فقله عليه الصلوة والسلام اعلوا ان الله
 اور ترک کرو بیع کو واسطی کہ ایسا حکم دون امر واجب کی نہیں ہو سکتا اور حدیث یہ ہی قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جان تو کہہ تعالیٰ فی
 كتب عليكم الجمعة في يومى هذا في شهرى هذا في مقامى هذا فمن تركها تها ونايها واستخفا
 تجہر جمعہ فرمائی ہی آج اس مہینہ میں اس مقام میں بہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور انکا حق ہلکا سمجھ کر
 بحققها وله امام جائز او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صلوة له الا
 اور حال یہ ہی کہ اسکا امام ہی جائز یا عادل ہو خبردار جمع ذکر الہی اسکو ترک نہ کرے خبردار نہیں ہی اسکی نماز خبردار نہیں ہی اسکی زکوٰۃ خبردار نہیں ہی اسکا فرض نہیں ہی
 ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه
 اگر توبہ کر لی بہر جسنی توبہ کی اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعی
 الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظاهر الجمعة واثاما
 آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمیں اختلاف نہیں ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض میں ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت
 كان يسقط الفرض باداء احدهما وطأ شرط ثلاثة على شرط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرط ستة منها
 دونین ہی ہیک کی ادا کرنی سی فرض فمسی ساقط ہوجاتا ہی اور اسکی ہی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطین ہیں چہاں شیخ ہی
 في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكوة فلا تجب على المرأة والثاني
 مصلی میں ہیں بہر شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہیں بہر شرطین ادا اور صحت کی نہیں ہیں پہلی مصلی کا مرد ہونا سوغورت پر واجب نہیں ہی دوسری
 لاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خسر المصريف في حكم المسافر والثالث الحرية
 مقیم ہونا پس مسافر نہ ہوا جب نہیں ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پہلے مسافر کی حکم میں ہی تیسرا آزادی
 فلا تجب على العبد اتفاقا واختلاف في المكاتب والمأذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه
 سوغام کسیکی نزدیکی واجب نہیں ہی اور مکاتب اور مأذون کی باب میں اور اس غلام کی حق میں جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا کہوڑا پکڑی کھڑا ہوا
 والاربع الصلوة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
 چوتھی صحت و سالم ہونا ہیں بیمار پر واجب نہیں اگرچہ میں جانی سی بیماری بڑھیکا یا دیر میں اچھا ہویکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

[illegible]

المطر والتلج والوحل ونحوها فهو لا الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها

اور پڑھیں تو وقتی فرض نلزمی بملا ہو جاتا ہے اور چار شرطین سوای مصلیٰ کی ہیں اور یہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی

المصروف لا يجوز ادائها في المغارة والقرى لكن ان صلحت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل قول
شهر كما هونا پس جمعہ کا ادا کرنا جھکل اور گاؤں جا رہیں ہی یکں اگر گاؤں کے اندر جمعہ پڑھنی لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو چھوگو جمعہ میں جانا اور علی شک

عَلَى أَيْكِهِ وَاسْبِقُوا إِلَى الْقُلُوبِ لَنَكْأَهُ وَأَنْ كَانَ عِنْدَكَ اعْتِزَالُ فُلَيْسَ كُلِّ سَلَامَةٍ تَكْسِرُ قَطِيعَانَ تَشْدِدُهُ عَنْ سَلَامَةٍ
قَوْلُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ فِي بَيِّنَاتِ حُسَيْنٍ لَوْ كُنِيَ دُلُوفٌ مِنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيهِ إِسْرَافٌ لَكِنْ كُنْهُ عَزْزٌ حَاصِلٌ بِرُكُونِهِ بِرُكُونِ سَامِعٍ مُتَكْرِّمٍ بِبَهْنِ يَكْرَأُ وَكَوْنُهُ عَزْزٌ مُتَكْرِّمٌ

قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقعده موقع التهم واختلاف
اور فرورد حديث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ائمہ پر اور قیامت کی تک بیر ایمان لایا ہے وہ تہمت کا جگہ نہ بنے گا کہی اور معرکہ

فی تفسیر المصروع الصحیح انه الموضوع الذی یکون فیہ بیعت و سکا و اسواق و امیر و قاضی و فندان الاحکام
تقریب میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مصروع ایسا موضع ہے جہاں بیعت و سکا و اسواق و امیر و قاضی و فندان الاحکام

دو قسم الحرد و ليس من شرط اٹھا المسجد الجامع لجاوا اٹھا في فناء المصرو هو ما اتصل به معدني
اور شرط ادا من مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اسو اٹھی کہ فناء مصر میں ہی جو جہ جائزی اور فناء ہی جو میل مصر کی قریب مصالح کی

کر بس الخیل و جمع العسکر و دفن الموتی و صلوة الجنائز و نحوها و بجوار الخليفة و امير الحجیلم اقامت ماہنی

في الموسم لا تكون مصر في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصرفها من لا مبر والقاضي لا يمنية ولا سوا
 ولان من جازيها السني كمن في موسم كل التامين منزله في كبرج جاني في السوا على كبرج شرفين مصر كى اوسين جمع جوجاني بن امير قاضي اوربا زارين

الانها لا تبقى مصر بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصر ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست
من امتنا بل هي من الامم الكافرة التي لا تقبل الاسلام ولا يجرى فيها حكم الله تعالى

بمصر ولا من فناء بل هو فضاء ومفاضة وفي ظاهر الرواية عن أبي حنيفة لا يجوز اقامتها في المصر الا في شهر
 مصر ابدنه فناء مصر بكونه ابدان اورجی ای اور ظاهر روایت من امام ابوحنیفہ سی کہ جو قایم کرنا مع من سوار ایک مسجد کی

واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تخریمة وقیل فراغا وقیل فیہا جمیعا وان لم یعلم

ایہما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامته في موضع متعدد وفي رواية

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما فخر عظیم کدجلة فی بغداد و فی رابطة عنه لا یجوز
 میں قائم کرنا جمعہ کا دو جگہ جائز نہیں مگر ایسی دو جگہ کہ اونکی بیچ میں بڑی نہر ہو جس میں بغداد میں رجل اور ایک روایت میں ابو یوسف ہی

اقامتھا اذا كان عليه جسر حتى روى عنه انه كان يامر يوم الجمعة برفع الجسور وقت الصلوة ليكون
 قائم کرنا جگہ کا یعنی دو جگہ جائز نہیں اگر اس نہر پر پہلے سو پیمان تک نہر ہو تو ابی یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پہلے اوپر اور پھر تہی تاکہ وہ جگہ

مصرین فی کل موضع وقع الاشتباه فصحة الجمعة لتعدد دھال و وقوع الشك فی المصر اذا قاما اهلہ ینبغي لهم
 مانند وہ شہر والے کی ہر جگہ جمعہ میں بسبب تعدد دھال و وقوع الشك فی المصر اذا قاما اهلہ ینبغي لهم

ان یصلوا بعدھا فردی اربع رکعات قائلاً کلاً واحد منهم نوبت ان اصلی اخر ظہر در رکعت و قته ولم اصل
 ان یصلوا بعدھا فردی اربع رکعات قائلاً کلاً واحد منهم نوبت ان اصلی اخر ظہر در رکعت و قته ولم اصل

تواؤموا وادری کہ بعد اوستی چار رکعت اور الگ الگ پڑھیں ہر ایک نیت کی وقت یہ کہ نیت کرنا ہوں کہ اور اگر وہ پچھلے ظہر جسکا میں نے وقت پایا ہر ایک پڑھی
 تواؤموا وادری کہ بعد اوستی چار رکعت اور الگ الگ پڑھیں ہر ایک نیت کی وقت یہ کہ نیت کرنا ہوں کہ اور اگر وہ پچھلے ظہر جسکا میں نے وقت پایا ہر ایک پڑھی

بعداً واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعةین فیہما مع اختلاف العلماء فی
 نہیں اور اسکا اصل موافق بیان قنیہ کی یہ ہے کہ مرو کی لوگ تھوڑے تھے (جگہ جمعہ پڑھنی لگی باوجودیکہ علماء میں دو جمعہ کی جواز میں اختلاف تھا

جوازہما امرهم اتمتہم باء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حقاً احتیاطاً لان الجمعة التي صلواھا
 تواؤموا وادری کہ بعد اوستی چار رکعت اور الگ الگ پڑھیں ہر ایک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سے ضرور پڑھا کری

ان لم یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان كان علیها ظہر فائت یسقط عنه ذلك
 اگر جائز نہیں ہوا تو فرض وقت کی ذمہ سی یقیناً پاک ہو جاوے گی اور اگر جمعہ جائز ہو گیا تو یہ اگر اوستی ذمہ کوئی ظہر فائت ہو گیا تو اب وہ فائت اور ہر جگہ

الفائت وان لم یکن علیہ ظہر فائت تكون تلك الاربع نفلاً واحتمال كونها نفلاً لا یدان یقر فی الاخرین
 اور اگر اوستی ذمہ ظہر فائت نہیں ہی تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جاوے گی اس احتمال کی کہ شاید نفل ہوں ضروری کہ پچھلے روز کی رکعت میں

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضاً فقراً السورة لا تضروا ان وقعت نفلاً فقراً السورة واجبة والثانی
 بعد سورۃ فاتحہ کی سورۃ کی ذمہ سی یقیناً پاک ہو جاوے گی اگر وہ فرض ہو میں تو سورۃ کی پڑھنی میں کہ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہو میں تو سورۃ کا پڑھنا واجب ہی اور

من الشروط التي فی غیر المصلی السلطان وراثته والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
 شرط جو غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اوستی نائب کا ہونا اور جو متغلب کے سند سلطانی نہیں رکھتا اوستی قائم کرنا جگہ جائز ہی

الجمعة اذا كان سیرته فی رعية سيرة الافراء وكان یحکم بینہم بحکم الولاية اذ بذلک یتثبت السلطنة
 اگر اوستی کا معاملہ رعیت سی بطور امرار کی ہو اور رعیت پر حکومت حاویوں کی طور پر کرتا ہو اس واسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فتحقق الشرط ولما امور بالجمعة ان لیستخلفه وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
 بہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی نئی مامور میں جیسے قاضی وغیرہ اختیار رکھتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگر وہ اوستی کو خلیفہ کر فی اجازت نہوا اور اس کی بیعت ہو

الغدر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس فلیس
 نہیں خواہ کہ عذر ہو یا عذر نہ ہو اور نہ کہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذ لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطه لیس له ان یصلیہا بہم فان مات
 قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑھاوی اگر وہ کو سلطان کا حکم نہیں ہی اور ایسا ہی عتبس کو جائز نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑھاوی اور اگر حکم شہر کا ہو

والی المصر فقیل اتیان والی اخر لوصلی لهم خلیفة والقاضی اوصاحب الشرط یجوز لان امر العامة فیوض
 تو دوسری حکم کی مقرر ہو فی سی پہلی اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑھاوی تو جائز ہی اسلی کہ انتظام عام کا اوستی ہر ہی

لیہم وان لم یکن احد من هؤلاء فا جتمع الناس علی احد و یصلی بہم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
 اگر نہیں ہی کوئی موجود نہ ہو لیہم وان لم یکن احد من هؤلاء فا جتمع الناس علی احد و یصلی بہم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز اگر نہیں ہی کوئی موجود نہ ہو تو لوگوں کی

الا باذنه ولو شرع المأمور بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل شرعها لا يصح شرعها
 مدون اوسكى اذن کی جائز نہیں اور اگر قاضی وغیرہ جو جمعہ پڑائی کی اجازت تھی بلا شروع کر چکا ہو پھر ایسی جگہ پر دوسرا مقبرہ ہو کر آگیا تو توڑ دینا اور اگر بنا شروع کر لی
 والثالث من تلك الشروط وهو وقت الظهور فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العصر لو
 پہلی آگیا تو شروع نہیں اور تیسری شرط اون مشرفین میں سے وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو وہ پھر دفعی ہی پہلی جائز نہیں اور نہ بعد چالی دقت عمر کی اور اگر
 خرم الوقت وهو فيها يستالف الظهور ولا يبنيه عليها لاختلافها كهيئة وشروط والرابع من تلك
 نمازی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑھی اوسیکو بڑا کر ختم نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدس اور شرطوں میں مختلف ہیں اور چوتھی شرط اون
 الشروط الخطبة ولها شرط وركن واجب وسنة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
 شرطوں میں سے خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہیں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کی اندر ہو دینی یہاں تک کہ اگر پیش از وقت
 قبله لا تقم وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تقم وكونها جهر
 خطبہ پڑھنا تو صحیح نہیں اور جماعت کی سامنی چاہی یہاں تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑھ لیا اور جماعت جمع ہو گئی تو صحیح نہیں ہی اور ایسا بیکار کر پڑھنا چاہی
 بحيث ليس معها من يكون عنده اذ لم يكن مانع واما ذكرها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
 کہ جو اوسکی پاس موجود ہوں سب سن لیں اگر کچھ مانع نہ ہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبہ کی نیت سے ہی یہاں تک کہ اگر خطبہ فی
 الحمد لله اوسبحان الله ولا اله الا الله على قصد الخطبة يخرج عن عند أبي حنيفة اما لو قال لعطاس
 الحمد لله يا سبحان الله لا اله الا الله خطبہ کی نیت سے کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ثلاث ان اگر چہ تنہا کر
 او تجب فلا يجزئ وعندها لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار آيات وقيل مقدار التشهد
 یا تعجب سے کہیں تو کافی ہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر درخصو ہی جو خطبہ کہ سن اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہے کہ تشہد کی برابر ہو
 من قوله التحية لله الى قوله عبدة ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحية الواحدة
 لفظ التحیات لہ سے عبدة ورسوله تک اوسطی خطبہ معتقظ علیہ واجب ہی اور الحمد سدا کیلئے
 والنسيجة الواحدة والتلهيلة الواحدة لا تنتمى خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وسائر
 اور سبحان اللہ ایک بار اور لا اله الا الله ایک بار خطبہ نہیں کہتا اور خطبہ کی واجبات بادشور ہوں اور کہتی رہیں اور دعوت کا
 العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على
 قدہا اور خطبہ کی سنت دون خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک جلسہ کی فرق ہی اور انہوں میں حمد اور تشہد اور درود
 النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة آية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اور پہلی خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پندہو اور دوسری میں صدقہ مرو اور عربوں کی حق ہیں
 بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلم ثلثة سوى الامام ويشترط كونهم رجلا عاقلين
 بدلہ پند کی طہاریہ بخیر شرط اون شرطوں میں سے جماعت ہی کہ کسی کم تین آدمی سوا امام کی ہوں بشرطیکہ تینوں مدعاقل ہوں
 بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرا ولا عقيمين فتعقد بالعبيد
 پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سے نہیں ہوگی اگرچہ شرط نہیں ہی کہ آزاد یا عقیق ہوں پس جماعت نری غلاموں
 والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفر فاقبلها او نقصوا عن ثلث ثم
 اور مسافروں سے ہو جاوے گی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ شرط ہی کہ ہیں سجدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلی سجدہ ہی پہلی ہاں گئی یا تین سے کم رہ گئی
 يستقبل الظهور وعندها لو نفر وابتعدا تحريمية يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
 تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریم کی چلی جاوے تو جمعہ پورا کر لی اور چوتھی شرط اون شرطوں میں سے اذن عام ہی

وهو ان یفتح باب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واغلاق باب به وصلوا فیها الجمعة لا
 اسودت علی مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آتی کی اجازت ملی یہاں تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوسکا بند کر دیں اور جو تکبیر نماز مسجد میں پہلے
 یجوز وکذا السلطان لو اخلق باب قصره وصلی فیہ بحشمه لا یجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
 توحید نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کر اپنی فوج کے ہزارہ جمعہ کا نماز پڑھ لی تو جائز نہیں ہی اسلئے کہ جو اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص

الدین فلا بد من اقامتها علی طریق الاشہار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیہ یجوز سواء
 امرن میں ہی ہی سوا کو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آتی کی دیدی تو جائز ہی پھر برابر ہی
 دخلوا ولا لکن بیکره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها یجب السعی
 کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکرر ہی اسلئے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہوا اور جب یہ تمام شرطیں پوری جائیں تو اصح قول پر سعی اور

ترك السبع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصل لانه المعتبر في
 بیچ کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو مندرجہ وقت ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسلئے کہ یہ ہی مقبول

هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روى انه عليه السلام
 اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ فاعداش ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں نہ تھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

والامامین بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن
 اور بعد حضرت کی دو زمانہ زوال کی بعد اذان ہی پہلی منبر پر جاتی تھی پھر مؤذن اولی سامنی اذان پڑھتا تھا پھر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس رأى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليه فيختر
 عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو اولی ہی میں یہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جاتی ہی پہلی اذان کہا کری تاکہ اول کو آواز جاوی اور شکر آجودین

وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة اية
 اور دوسری اور اذان چاروی کیسے گھر پر جو حدیث کی بازار میں مسجد کی پاس تھا اور کا نام زوراء ہی اور یہ اذان ہی مسنون ہی

لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين بعدي واقال النداء الذي يكون في وقت
 اس حدیث کی موافق لازم کہ لو اپنی اوپری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل
 اطلاع دینی کو کہ یہ دن جمعہ کا ہی سو یہ - عت ہی اسکو حجاج لی جائی کیا تھا کتاب مجمع الفوائد میں یہ ذکر کیا ہی مطلب یہ ہی کہ جو

اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الصلاة
 اذان دو پہر ڈھلی ہی پہلی سو اوسکا کچھ اعتناء نہیں ہی بلکہ معتبر ہی اذان ہی جو دو پہر ڈھلی کی بعد ہوتی ہی اسی کہ اس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان كل من يجبل عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزم السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي
 بیشک جب جمعہ واجب ہی جب یہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ میں دوڑ جانا چاہی پھر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو بیٹھتی ہی پہلی

قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذ توجه الامام الى صعود المنبر يجده
 دو رکعت تحیة المسجد کی پھر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑھی پھر جب امام منبر پر جاتی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کا نزدیک

الصلوة والكلام عند ابی حنيفة حتى يتم الخطبة وعند هال باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا
 نماز اور بات جیت سب حرم ہی جب تک خطبہ تمام ہو جاوی اور صاحبین کی نزدیک غمخیز شروع کر لی ہی پہلی پہلی ہائی کچھ مضامین نہیں اور جب

جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذ اتم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما مجلس
 امام منبر پر چاہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑھی اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کھڑا ہو کر دو خطبہ پڑھی اور اذان کی چھین

خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يتقبلوا الامام عند
الحظية لكن الرسم لانهم ليستقبلوا القبلة للمخرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في
شرح الهداية للسروحي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي
بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددھا ووقوع الشك في المصدر
يصلي بعدھا كل واحد منهم فردي اربع ركعات اخر ظھر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة
عند ابي حنيفة وعندھا ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي
معھا ادرك ويبنى عليه الجمعة وقال محمد بن ادرس في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة
وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظھر ومن عذرله اذا صلي
الظھر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصم ظھرہ لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين
والمسجونين ذاء الظھر في المصبر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة
للمحتاج وفي ذاء الظھر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا الجمعة
عبارهم ولا يفيض ذاء الظھر بالجماعة الى تفريق الجماعة وتقليلها فيكون ذلك في حقم كسائر الايام
في جواز ذاء الظھر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للسريض ان يصلي الظھر قبل فراغ الامام من الجمعة
لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملان وامر ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم
بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام
وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ
اور فقيه ابو جعفر هاري اصحاب في توكيرتاي كخطي كا كچه مضاعف نين جب يك امام في خطبة نين شنه وكيلا اورا خطبة شنه كركيا توكيرتاي

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذى احدا والثاني ان لا يكون الامام في
 اس واديت کی موافق تخطی جائز ہونی کی لئی دو شرط ہیں ایک تو یہ کہ کسی کو ایذا نہ ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرصائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان
 الہی چکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی

المصافحة وبيان كيفيةها وفوائدها وبدعيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اور او اسکی کیفیت اور طرز اور فائدہ اور اسکا بدعت ہونا بی محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی فرمایا

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان
 نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر دونوں جہاں سے پہلی بخشش جائیگی اور ایک روایت میں ہی جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمد الله واستغفر الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصاير رواه البراء بن عازب
 اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ حمد کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اسے اول دن روزن کو بخش دے گی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی براء بن عازب کی روایت ہے

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الا لتقام والتصافح على ما ذكر في صحيح البخاري
 اور فاء اس میں لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس میں مصافحہ ملاقات سی چھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضنون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاختيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
 مصافحہ کا مشروع ہونا ہر وقت ملاقات ایک مسلم کی بہائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور ملن دونوں سلام کی تہائی ہی واسطی کہ

روى عن ابي امامة عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
 ابوامامہ سی روایت سی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمام تمہاری آپ کی سلاموں کی مصافحہ ہی یہ حدیث بھی دلائل کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات التحيات
 کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام نے مصافحہ کو تمام تحیات کا ہڈیا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
 جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہیں اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہیں ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تہائی ہی اب سزاوار ہے ہی کہ

حيث وضعها الشارع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكتا البيدين واما في غير حال الملاقاة
 مصافحہ اسی جگہ ہوا کہ جہاں اسکو شرع نے قائم کیا ہی اور اسکی ہر یکہ سنون کی رعایت ہو اور سنون اسطور پر ہی کہ دونوں ہاتھوں سے ہو اور ہر دون وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعیدین كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
 جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جواس زمانہ میں عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہیں ہی پس یہ

بلادليل قد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرد ما روى عن
 بلا دلیل ہی اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اور میں تقلید جائز نہیں بلکہ یہ عارضہ غلطی کی روایت بھی رد ہوتا ہی

عاشته انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نیا پیدا کیا ہماری سر دین میں جو دین میں سی نہیں ہی سو وہ سب ہی یعنی مردودی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا تَكُنُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
 سواء نبی علیہ السلام کی کسی نہیں ہی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو دی حکم رسول سولی نو اور جس سے منع کری سو چھوڑ دو

وقال في آية اخرى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
 اور ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اسکی حکم کا کہ پڑی اول پر کچھ خرابے یا پہنچی اوکو دکھ کی مار

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یومر بها واذ ابلغ عشر سنین ولم یصلها یشرب علیها لما روی انه علیه السلام قال
 یجب صیات برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک برسک
 مراد اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضر یومر علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا
 کما کرا وابتی بالاولاد کو واسطی نماز کی جب صیات برسک کی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑا واجب وہ دس برس کی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ او نہیں نماز فرض نہیں ہی
 علیہم الا انہم عند بلوغهم عشر سنین لیسبتحقون بتركها عقوبة الشرع فی الدنیا لبعثتادوها وایستأنسوا بها فی ضعف
 پر جب وہ دس برس کی ہوں تو نماز چھوڑنی پر دنیا میں سزاوار شرعی سزا کی ہیں نماز نہ کر کے جو جادین اور لو کہ میں اوس ہی دل نگاہی
 حتی لا یتروها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب السنة واجماع الامم اما الکتاب فقوله ان الصلوة کانت علی
 تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہ نماز ہی مسلمانوں پر
 المؤمنین کتبنا موقوتنا ای فرضا موقتا فل النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها
 وقت باند حکم ای فرض وقت بندی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہی بلا عذر وقت سی او نہیں
 بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوة حتی مضی وقتها ثم قضی حرجب فی النار حقبا والحقبة ثمانون سنة
 اگر گزیر نہیں اسو اسطی کہ رویت ہی کہ نبی علیہ السلام فی نماز کہ جس فی نماز نہ پڑھی اتنی کہ او کا وقت نکل گیا پھر قضا کی تو دفعہ میں کی حقبة عذاب کیا جاوے گا اور حقبة استی پکا ہوگا
 والسنة للثمانیة وستی یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی للمبیم لتاخیر الصلوة عن وقتها ستة
 اور برس تین سو ساڑھ دس ہر دن کی مقدار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹکنا مباح ہوتا ہی چہ
 انشیاء ما أحدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغناء والرابع الجنون والخامس الخیض والنفاس وفيها عدا هذه الاعذار
 چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوائے ان عذرات
 المنکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی فیکفی الذخيرة ان امرأة اذا خرجت راس ولدها وخافت وقت الصلوة تنوض
 مذکورہ کی نماز میں وقت سی دیر کر فی جائز نہیں ہی بیان تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جتنی ہی سر پہی کا نکل چکا ہو وہ وقت نماز کا وقت گذرنے کی
 ان قدرت والایتمیم وتجعل لیس لدها فی قدرا وحفرة ونضلی قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعها اتومی ایماء یعنی
 وضو نہ کری اگر کسی نہیں تو تیمم کری اور اوس ہی کاسر ہنڈ یا میں یا گڑھی میں رکھ دی اور نماز پڑھ کر رکوع اور سجود سی ادا کری اور اگر یہ نہیں ہو سکی تو اشارہ سی ادا ہو سی
 انها تصلی بحسب طاعتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تنسقط عنها ما لم تنصرف نفسها وذلك بخروج اكثر الولد والدم وكذا
 کہ او وقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چھوڑی اسو اسطی کہ نماز او کی زد سی ساق نہ نہیں ہوتی جب تک کہ صلا نفس نہیں ہوتی اور نفس جب ہوتا ہی
 من وقف فی البحر علی لوح وخاف خروجه وقت الصلوة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترك
 جو نہ کی اندر تخت پر بیٹھا جا ہی اور نماز کا وقت جانی لگی تو اعضا وضو کی وضو نہ کیست سی پانی میں داخل کری پھر اشارہ سی نماز پڑھ لی اور نماز کو ترک
 الصلوة وكذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیہ ایتیمیمه یمسح وجهه وذراعیه علی الخاط بنیة التیمیم
 مذکورہ کی اور ایسی ہی کھڑو لغاتہ میں نہ جادین اور اسکی ساتھ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کر ہی تو اپنا ہنڈ اور ہاتھ کہیںون تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی
 ویصلی ولا یجوز له ترك الصلوة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التي یتینها الفقهاء اهل
 اور نماز پڑھ لی اور او کو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ ترک کرنا وقت سی جائز ہی اب دیکھ تو ای عاقل اور سوچہ تو ان مسائل میں جو فقہاء فی بیان کئی ہیں کیا
 تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المكلف لا وسعته فی ترك الصلوة
 جبکہ تاخیر نماز کا ہی وقت سی سوا عجز تام کی کوئی عذر ملنا ہی چھپی کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہی مکلف نماز ترک کر لی کی اور نہ وقت سی
 ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکا اذا تھا فی وقتها بائی وجه کان هذا بیان کو انھا فرضا موقتا واما کو انھا خمساً ففقوله فعالی
 تاخیر کر لی باوجود وقت ادا کی اگر گناہش نہیں ہی کوئی عذر ہو اگر ہی یہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور یہ پچگانہ بنا سوس آیت شی جت لی

فانما هذا هو الحق والبرهان

كما في قوله تعالى والصلوة الوسطى وهذه الآية قاطعة الدلالة على كون الصلوات المفروضات خمساً

لا نه تعالى فرض جمعاً من الصلوة التي معها وسطى واقل جمع صحيح معها وسطى هو الاربع لا الثالث فكان الامر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطى امر بالصلوة الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فسبحان الله حين تمسون

وحين تضحون وله الحمد في السموات والارض وعشياً واوجين تظهرون والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

الاقوات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزاء واردة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

ابن عباس رضي الله عنه انه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القرآن قال نعم وتلا هذه الآية فالمراد بقوله تعالى

حين تمسون حين تضحون حين تظهرون حين تمشون حين تعشون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون حين تعجلون

من نظره يعني ان من صلى صلوة المفروضة ووقع فيها نقصان يكمل تلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من

نفلوں کی پور ہو جاوے گی کہ جس میں غرض کا سر پڑے اور اس میں کہ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلوں کی عوض ہو کر نکل جائے گی اگر نفلین ہوں گی یہ حال تو یہ ہے کہ جو

لا يحسن القرض يف يحسن الفعل بل هو في النقصان أشد حجة الفعل عند الناس عدم مبالاهم له وليست هذه هي من أخطأ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم آية للذين يتقون الله ويحذرون
من عذابه العظام

پیش کی طرح غفلت بلکہ غرضوں میں اُٹھان کی غفلت نہیں کوئی اور مرغی کی شوگر مار رہی ہیں اسے علم کا جو جانور کی مثال ہیں

وَأَنَّ تَعْدِيلَ الْأَرْكَانِ عِنْدَ أَبِي يُونُسَ وَالشَّافِعِيِّ فَرْضٌ بِجُلِّ الصَّلَاةِ بِتَرْكِهِ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَرَجُلٍ وَجِبَ وَفِي رِوَايَةِ الْكِرْكِيِّ

میں نے یہ سب کچھ دیکھا اور سوچا کہ اگرچہ میں نے اس شخص کو پہچان نہیں کیا تھا، لیکن اس کی باتوں سے لگتا تھا کہ وہ ایک عوامی شخص ہے۔

لا يبطل صلوة بتركه بل ان ترك سهواً لم يترك سجدة السهو وان ترك عمدًا لم يترك سجدة السهو ولا تم وجوب الاعادة لما هو الحكم في كل صلوة

أبنت مع الكاهن التتيم قوتس : فذكر في القصة أن فلان فلانة ولدوا له ولدان فذكر في القصة أن فلان فلانة ولدوا له ولدان

کای جو مکودہ و مخبرسی ہوجائی کہ ادا بیت من سنت سی نہیں اس روایت کی موافق نہ سیکرہ سہو کا لازم آتا ہے اور نہ عبادہ کا لازم آتا ہے

بتركه عمداً بل يستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فإذا كان كذلك فمن يصلي التواضع بغير تعديل الأمر كان

عمر، ترکہ کی بکری، مستحب بنی، تیرہ سو اور عتاپ اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہ ہی تو جو شخص نفعین، بیون قندیل ارکان کی پڑھتا ہی

فعلى رواية الوجع يبيّنون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار ويجب عليه اعادتها وان لم يعدها يبدون معصية اخرى

[illegible]

اور محمودی شفاعت کا یہی پر جب نفی کا یہ حال ہی تو ایسی غلیظ و فوض کی انھما کو کہا اور

لأنه يقل ما انتقص من المفروض هيئات بل ولم يصل تلك النوافل لم يكن مستحقاً للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان

کریچی ای ای ملک الکریسی فزینین نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

من عفا عنه وقدر روى انه عليه الصلوة والسلام رأى رجلا يصلى وهو لا يقيم الركعة ويبيح في المسجد فقال هوذا نبي

[illegible]

اس جگہ پر میرا توجہ لافطتِ خود کی مروت اور بعضی مفاصلہ گوں پہل رہی ہیں جو ان کے تخیل پر ایک کی گستاخوں نے بن واقع ہوئی ہے۔ یہ کہیں نہ ہو، مگر جیسے

والطائفة فيهم اهل بيوتهم في اذكارهم في الصلاة وفي النجوى في العبادات بمعنى وقولهم في الصلاة ان الله يحل ولا

وہی ایک شخص تھا جس نے کوڑک کر کے اور یہ نہیں جانتے کہ اس کا کیا نام ہے، لیکن جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے منہ سے نکالا ہے۔

بما أنكم تبيحون هذه ترك القهوة والحسنة والرسالة فيه وقال من جنى الله نوره وهذا عن أبيه

[illegible][illegible]

في الضرورة ويدخل في الذم المرتبة على ذلك بقوله عليه السلام تلك صلوة المنافق يحمله من ضرب الذم من حيث كانت يدير

۱۰۰ - شکرک داری ، اے رسول گناہین جو اس فضل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہو گا یہہ نماز صافق کی ہے کہ پیدا ہوا اکتب کا منتظر ہوتا ہی ہوتا ہے

قر فی الشیطان قام فنفق فاذا كانت الصلوة بهذه الصفة لدخل صاحبها تحت قوله تعالی **تُخَلَّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ** شیطان کی سیکنگ من چاہیہا وچاہیہا کی جب نماز کا یہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون میں داخل ہی ہیں اور کی جگہ ناخفت آنی جنہوں کی اصناف الصلوة والتعبوا الشیطان فسوف یلقون عذابا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکھا گنہائی نماز اور سچی پڑھی عزوں کی سوا کی ملکی گڑھی بیشک بہت سی علماء کا یہ قول ہی کہ نماز صلیج کر لی ہی یہ مرد نہیں ہی کہ نماز ترک کر دی بل ہوان لا یقیم حدودها بعد رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحو وقد روی عن ابن مسعود بکے یہ روای کہ نماز کی حدود کو قائم نہ کی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری ہی الانصاری انہ علیہ السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الركوع والسجود والاخبار فی هذا المعنى كثيرة روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہی جس میں نماز کی رکوع اور سجود میں کر سیدی نہ کری اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں وہی تین المراد فی قوله تعالی **وَأَصَاغُوا الصَّلَاةَ** فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطهارتها ورکوعها وسجودها کرده اس آیت سی واصاغوا الصلوة معنی مرد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواہ اضعیف وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة کرتا تودہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی محافظت کی تو تھیک نماز کو صلیج کیا سوا اور کو نیکو تر کہی ہی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی قائم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظک اللہ كما حفظتني فترفع واذ الساء الصلوة فلم یتم رکوعها وسجودها اور سکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہ دعا دیتی ہی ضاعتی حفاظت کری جیسی توفی میری حفاظت کی یہ نماز قبول ہوتی ہی اور اگر نماز بیک طرح پڑھی رکوع اور سجود پورا کرتا قالت الصلوة ضیعک اللہ کما ضیعتنی فتلغ کما تلغ الشوب الخلق فیضرب بها وجهہ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام تو نماز کو سستی ہی اندھو صلیج کر ہی جیسا تو ہی کھانچ کیا پھر اس نماز کو پرائی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوکی منہ پر دیتی ہیں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا قال ان الرجل یصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوة لعلہ یتم الركوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الركوع فذلک انہ کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھی جاتا ہی اور اوکی نماز ایک ہی مقبول نہیں ہوتی اسلی کہ کبھی رکوع پورا کرتا ہی تو سجود پورا نہیں کرتا یا سجود پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہیں ان یعرف صلوة مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرَاتِ** انہ ان کان یصلی الصلوة سوں کیا چاہی کہ اوکی نماز میں مقبول نہیں یا نہیں تو اس آیت میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی بجائے ہی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ چھگات نماز پڑھتا ہی الخس ولم یکن بعد ذلک حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوة غیرا اور پھر ہی اوکا حال رب کی سادہ درست نہیں ہی بلکہ اس کی کچھ کچھ فواحش اور منکرات عمل میں آتی ہیں تو جانا چاہی کہ اوکی نماز میں مقبولة بل ہی ویال علیہ ومبعدة من اللہ تعالیٰ کہا قال ابن مسعود وابن عباس من لم تاهره صلوة بال معروف ولم تنهه مقبول نہیں ہیں بلکہ وہ نماز میں اور خدا سی دور کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہیں کہ جو نماز مراد معروف پر شوق نہی اور منکرات سے

عن المنکر لم یزد فصلوته من اللہ الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوة عن الفحشاء والمنکر فصلوته ویال منع نکری وہ نماز اس سی ہوا اور وہ کی کچھ نہ بڑا دی گی اور حسن وقتادہ کہتی ہیں جو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز کو سپر ویال ہی علیہ فان من یصلی الصلوة برعایة شرائطها وادکائها واجباتها وسننها وادبائها یعصمہ اللہ تعالیٰ عن الفحشاء والمنکر بیشک جو شخص تمام نماز میں شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور ادب کی رعایت کر کی پڑھی گا تو اسے اسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیا گماروی عن انس انہ قال کان فقی من الانصار یصلی الصلوة الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لم یدع شیئا چنانچہ انس روایت ہی کہ ایک جوان انصاری چھگات نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ اور کرتا تھا پھر یہ جو فحش پڑھتا تھا

من الفواحش الا مرکبہ فوصف ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام ان صلوة تنهٰہا بوماء فم یلبث سوکر شہتات پھر کہی ہی پھر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آتھل فرمایا بیشک اوکی نماز کسی ان کو سکودک دیگی پھر کچھ دیرنگلی

وہی تین المراد فی قوله تعالی واصاغوا الصلوة معنی مرد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں کرتا تودہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی محافظت کی تو تھیک نماز کو صلیج کیا سوا اور کو نیکو تر کہی ہی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی قائم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظک اللہ كما حفظتني فترفع واذ الساء الصلوة فلم یتم رکوعها وسجودها اور سکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہ دعا دیتی ہی ضاعتی حفاظت کری جیسی توفی میری حفاظت کی یہ نماز قبول ہوتی ہی اور اگر نماز بیک طرح پڑھی رکوع اور سجود پورا کرتا قالت الصلوة ضیعک اللہ کما ضیعتنی فتلغ کما تلغ الشوب الخلق فیضرب بها وجهہ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام تو نماز کو سستی ہی اندھو صلیج کر ہی جیسا تو ہی کھانچ کیا پھر اس نماز کو پرائی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوکی منہ پر دیتی ہیں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا قال ان الرجل یصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوة لعلہ یتم الركوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الركوع فذلک انہ کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھی جاتا ہی اور اوکی نماز ایک ہی مقبول نہیں ہوتی اسلی کہ کبھی رکوع پورا کرتا ہی تو سجود پورا نہیں کرتا یا سجود پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہیں ان یعرف صلوة مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرَاتِ انہ ان کان یصلی الصلوة سوں کیا چاہی کہ اوکی نماز میں مقبول نہیں یا نہیں تو اس آیت میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی بجائے ہی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ چھگات نماز پڑھتا ہی الخس ولم یکن بعد ذلک حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوة غیرا اور پھر ہی اوکا حال رب کی سادہ درست نہیں ہی بلکہ اس کی کچھ کچھ فواحش اور منکرات عمل میں آتی ہیں تو جانا چاہی کہ اوکی نماز میں مقبولة بل ہی ویال علیہ ومبعدة من اللہ تعالیٰ کہا قال ابن مسعود وابن عباس من لم تاهره صلوة بال معروف ولم تنهه مقبول نہیں ہیں بلکہ وہ نماز میں اور خدا سی دور کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہیں کہ جو نماز مراد معروف پر شوق نہی اور منکرات سے عن المنکر لم یزد فصلوته من اللہ الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوة عن الفحشاء والمنکر فصلوته ویال منع نکری وہ نماز اس سی ہوا اور وہ کی کچھ نہ بڑا دی گی اور حسن وقتادہ کہتی ہیں جو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز کو سپر ویال ہی علیہ فان من یصلی الصلوة برعایة شرائطها وادکائها واجباتها وسننها وادبائها یعصمہ اللہ تعالیٰ عن الفحشاء والمنکر بیشک جو شخص تمام نماز میں شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور ادب کی رعایت کر کی پڑھی گا تو اسے اسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیا گماروی عن انس انہ قال کان فقی من الانصار یصلی الصلوة الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لم یدع شیئا چنانچہ انس روایت ہی کہ ایک جوان انصاری چھگات نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ اور کرتا تھا پھر یہ جو فحش پڑھتا تھا من الفواحش الا مرکبہ فوصف ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام ان صلوة تنهٰہا بوماء فم یلبث سوکر شہتات پھر کہی ہی پھر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آتھل فرمایا بیشک اوکی نماز کسی ان کو سکودک دیگی پھر کچھ دیرنگلی

حتى تأتیب وحسن حاله اللهم حول حالنا الى حسن المال المجلس الثاني والخمسون في بيان فرضية
 کہ اتوی توبہ کی اور اسکا حال سونگیا الہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس پانچون میں بیان فرضیت نماز

الصلوة المفروضة و ارکانها تفصیلا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من امرء مسلم يحضرة
 مفروض کا اور اسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان جو آدمی کو ہر وقت
 صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها ألا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يات
 نماز مفروضہ کا پھر وہ اسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کرے مگر وہ پہلے گناہوں کا بدلہ ہو جاوے گی جب تک

كبيرة وذلك الدهر كله هذا الحديث من صحاح المصايب رواه عثمان بن عفان وقد بين فيه ان من يصلي الصلوة
 کبیرہ گناہ نکما ہوگا اور ہمیشہ کفارہ ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ جو شخص
 المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها وركوعها وسائر اركانها تكون كفارة لذنوبه
 فرض نمازین اول وقت ہر اچھی طرح وضو کرے اور اسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرے اور اگر کچھ توبہ نماز گذشتہ گناہوں کا

لماضية ما لم يجعل بكبيرة وذلك التكفير يكون في جميع الزمان وانما الكففي بدرك الركوع دون سائر اركان لان
 کفارہ ہو جاوے گی جب تک کبیرہ گناہ نکما ہو اور یہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ میں ہوتا رہے گا اور کفارہ صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام ارکان کی اسلی ہی
 المشارع اذا امر باحسان ركن واحد من اركان الصلوة يفهم منه احسان سائر اركانها فانها وان وقعت
 کہ شارع فی واسطی دستھی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان میں ہی امر کیا تو اتنی تمام ارکان کی درست سی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن میں

في ثنايا الله تعالى متفرقة حيث تثبت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر ذلك فكبر
 متفرق جگہ مذکور ہی واسطی کہ فرضیت تکبیر تحریم کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور پنی سب کی بڑائی بول
 وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وقوموا لله قانتين وفرضية القراءة بقوله تعالى في سورة الفاتحة وقروا ما نزلنا
 اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ میں اس آیت سی اور کبر میں رہو اللہ کی آگے سب سی اور فرضیت قنوت کی سورہ مزمل میں اس آیت سی سورہ ہر جہاں
 من القرآن وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يا ايها الذين آمنوا ارکعوا واسجدوا ولكن علم الترتيب
 آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورہ حج میں اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعليم النبي عليه الصلوة والسلام تأمره بفعله وتاسر بقوله على ما بينه العلماء في كتبهم فعلى هذا ينبغي للبشر من ان
 بتعلیم اللہ کی تعلیم سی معلوم ہوئی کہی فعل ہی اور کہی ارشاد کر لی سی چنانچہ اسکو علماء فی اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق ہو کر
 يلازم عليها في اوقاتها باتمام جميع فرائضها وهو مست الاولى تكبيرة الافتتاح ولا دخول في الصلوة الا بها وهي ان
 چاہی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کرے اور اگر تار ہی اور فرائض چاہی ہی اول تکبیر تحریم کو تکبیر افتتاح ہی آتی ہیں اور بدو ان اسکی نماز شروع نہیں ہوتی اور

يقول من يريد الدخول في الصلوة الله اكبر بلا ادخال مد في همزة الله وهمزة اكبر وبائه اذ لو حصل المد في
 اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کرے تو کہی اللہ اکبر کہی ہمزہ پر اور اگر کہی ہمزہ پر اور بآہدہ نہ کرے
 احرك الهزتين لا يصير دخلا في الصلوة بل تفسد لو وقع في انشائها ولو تعدد يكفر لانه يصير استنفاها ما يقتضاه
 کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز میں داخل نہ ہوگا بلکہ نماز فاسد ہو جاوے گی اگر نماز میں کچھ تکبیروں میں آجائے اور اگر قصد کچھ کچھ تو کافر ہوگا واسطی کہ اگر

الشك في كبرياء الله وقال محمد بن مفضل ان كان لا يميز بين المد وعدمه يكون دخلا في الصلوة ولا تفسد لو وقع
 شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی میں اور محمد بن مفضل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور مد میں کچھ تیز نہیں کرتا نماز میں داخل ہو جائے اور نماز ہی فاسد نہیں ہوتی اگر وہ
 في انشائها ولا استنفاها يحفل ان يكون التقدير والاول احو لان مثل هذا الجمل لا يصلح ان يكون عذرا والتقدير المستفاد
 نماز میں کچھ تکبیروں میں آجادی اور استنفاہ میں بہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح ہی اسلی کہ ایسی حالت قابل عذر کی نہیں ہی اور استنفاہ جو تقریر کہ

استنفاہ کی بڑائی تکبیر اور استنفاہ استنفاہ

کسر وق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية الملائكة
جیسی من ادق اورن سوسین اختلاف ہی اصح یہ ہے کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جائز نہیں اور اگر بڑی آیت میں سی جیسی آیت الكرسي اور آیت الملائكة
فی رکعة ونصفها فی رکعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ اية تامة فی کل رکعة وقال ائمتهم
آدمی ایک رکعت میں بڑی اور آدمی دوسری رکعت میں قاسمین اختلاف ہی جیسی کہی ہیں جائز نہیں اس واسطی کہ اسنی ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھی اور علم فقہاء
تجوز لان بعض هذه الايات یزید علی ثلث ايات قصار او تعذر لها فلا تكون ادنی من اية وعندهما ادنی ما یجوز
کہی ہیں جائز ہی اس واسطی کہ مکرر ان آیتوں کا چھوٹی چھوٹی تین آیت سی پڑھی ہی یا برابر ہی ہر صورت ایک ہی کہ نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم کچھ فقرات جو کافی ہو
منها ثلث ايات قصار و اية طويلة تقوم مقامها لان القرآن معجز و ادنی ما یقع به الا عجزاً سورة لقوله تعالى
تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو ادنی برابر ہو اس واسطی کہ قرآن مجزی اور کم ہی کہ جبین اعجاز واقع ہو وہ سورة ہی واسطی قول استغفر لی
فَاَتُوْا سُورَةَ هٰذَا مِنْ ثَلَاثٍ وَاَقْلُ السُّورَةِ الْكُوْثَرُ وَهِيَ ثَلَاثُ اَيَاتٍ وَمَنْ كَانَ اُمِّيًّا وَلَمْ يَطَاوِعْ لِسَانُهُ عَلٰی نَعْلَمِ
لاؤکوی سورة ایسی اور سورقون میں سب ہی چھوٹی سورة کوشی سوی اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص ہی ہو کہ ادنی زبان قرآن سیکھتی ہو تو قابو میں ہو
القرآن انکان یجتهد لئلا یلبس باللیل واطراف النهار تجوز صلوته وفي وان ترک الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو ادنی نماز جائز ہی اور جو وہ محنت چھوڑ دے گا نماز جائز نہ ہوگی اس روایت کی موافق
کل من کان فی دأمر الاسلام و ترک التعلم وبقى امیاً واعتاد ان یصلی صلوة امی لا تجوز صلوته لان الامی انما تجوز
جو شخص دار الاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکھی اور اقمی و عادی اور استیون کسی نماز کی عادت کر لی تو ادنی نماز جائز نہیں ہی اس واسطی کہ کمالی نماز جب ہی جائز ہی
صلوته اذا بلغ احوال جنونه او اسلم و هم الوقت ولم یتکلم من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم یتقید به
کہ جب بالغ ہو یا جنون سی ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور ترک وقت نماز کا عادی اور فرصت قرآن سیکھنے کی نہ ملے یا جس صورت میں سیکھنے کی فرصت ہو اور محنت میں لگی
فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأطأ رأسه مع
تواؤکی نماز جائز نہیں اور چوتھا فرض نماز کی فرضوں میں سی رکوع ہی اور وہ سر جھکا کر بڑی کر کہ
انحناء الظهر قليلاً ان کان الی الركوع اقرب تجوز وان کان الی القيام اقرب بان یوجد طأطأة رأسه مع
اور کچھ تھوڑی کر بڑی کہ اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جائز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اس طور کہ سر نہ جھکے یا کچھ موڑ ہون کی میلان سی
المیلان فی منکبیه ولا یوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه یعد قائماً لا راكعاً ومن کان احادیب وبلغت حلیته
پر کہ کہہ رہی نہیں ہوئی تو جائز نہیں ہی اسنی کہ کوفہ قائم کہی ہیں رکوع نہیں کہنا اور جو شخص کڑا ہو دی اور اسکا کوب رکوع کی
حد الركوع یخفض رأسه فی الركوع تحقیقاً لا انتقال من القيام الی الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نیت کو جائز ہی تودہ رکوع میں سر کو جھکادی تاکہ قیام ہی رکوع کی طرف انتقال یا جاوی یا بچوان نماز کی فرائض میں سی
السجدة وهي وضع الجبهة علی الارض او ما یصل بها والکمال فیها وضع الجبهة والاینف والیدين والركبتین
سجدہ ہی اور وہ کہنا پیشانی کا زمین پر یا جزمین کی قائم مقام ہو اور کمال سجدہ میں رکنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہتھوں کا اور دونوں گھٹنوں کا
و اطراف القدمین لقوله علیه السلام امرت ان اسجد علی سبعة عظام علی الجبهة والیدين والركبتین و اطراف
اور دونوں پاؤں کی اور گھٹنوں کا واسطی قول علیہ السلام کی مجھ کو حکم ہا کہ سات ہتھوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں ہتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں
العقدین والاینف داخل فی الجبهة لكون عظمها واحداً ولو وضع جبهته دون انفه یجوز یکن بیکره ان کان من
پاؤں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسنی کہ بڑی دونوں کی کہی ہی اور اگر پیشانی تو رکھ دی اور ناک نہ رکھی تو جائز ہی پر مکرر اگر سجدہ ہی
غیر عذر وکنانک ولو وضع انفه دون جبهته لیجوز عندنا لیضعه لیکن بیکره ان کان من غیر عذر وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکھ دی اور پیشانی نہ رکھی تو ابوظیفہ کی نزدیک جائز ہی پر مکرر اگر لی غرض ہی اور صاحبین کی نزدیک

نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد في باء الكبر بان يقول اكبر بزيادة الالف المال بين الباء والراء
 اپنی ذات کو اس قدر کہ یہ گنجینہ کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر وہ اکبر کی باء پر پتہ ہوگا کہ وہ اکبر کہہ دے الٰف کو نالہ کرے
 لا يصير مشارعا في الصلوة ايضا ولو وقع في اثنا عشر تنفسا اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل انه جمع كبير
 تو یہ نماز شروع نہوگی اور اگر بیچین آجادیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسکی کچھ کہیں نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ جمع کبیر کی
 بفقتین وهو الطبل وقيل يصير مشارعا في الصلوة ولا تنفسا لانه اشباع والاول اصح لان
 روز برسی نقاہ کو کہتی ہیں اور بعض کہتی ہیں نماز شروع ہوتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آجادی اسوہی کہ یہ اشباع ہے اور روایت اول اسوہی
 الاشباع انما يكون في الاخر في الوسط وتحمل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الخطأ
 اسوہی کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہے بیچین نہیں ہوتا اور تکبیر کہی کا محل خاص قیام ہی بیان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پانچ اور کہتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں یہ
 لا يصير مشارعا في الصلوة لان شرط الشرع فيها وقوع التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع
 تو نماز شروع نہوگی اسوہی کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہ ہے کہ تکبیر خاص قیام میں واقع ہو اور اگر کہتی ہوئی تو اللہ اور رکوع میں اکبر کہتا
 اكبر لا يصير مشارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما اذ كان من غير عذر یا ثم ولا ياتم
 تو یہ نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں تہ اوٹھانی سنت ہیں بیان تک کہ اگر آتہ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑ دی تو گنہگار ہوگا اور گناہی گاہی
 ان تركه احبانا فعلى هذا ينبغي لمن يريد الشرع في الصلوة ان يرفع يديه حتى يجازي بابها ميه شخصي
 ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہے کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونوں تہ اتنی اوٹھاوی کہ دونوں انگلیوں کی ٹوکے برابر ہو جائیں
 اذنيه بلا ضم صابعه ولا تفريقهما بل تركهما على حالهما قال قاضيان وميمس بطرفي اليها ميه شخصي اذنيه
 اور اونگھیلے کو آپس میں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چھوڑ دی قاضیان کہتا ہے کہ سری انگلیوں کی کانوں کی لوسی نگاری
 ويجعل بطن كفيه نحو القبلة كما لا لاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو
 اور ہتھیلیاں دونوں تہ کی قبلہ کی طرف رکھے تا مواجہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعض کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہر ایک تہ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھے پھر اللہ اکبر کہے اور یہ
 الاصح لان في فعله معنى النفي وفي قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو فعله الذي هو رفع اليدين ينفي الكبرياء
 اصح ہے اسوہی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں موصی اپنی عمل سے یعنی تہ اوٹھانی سے غیر اللہ کی بڑائی کی نفی کرتا ہے
 عن غيره تعالى ويقول الله اكبر ينفي اله تعالى والنفي مقدم على الاثبات كما في كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه
 اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہے اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہتا اور تہ نہ اوٹھانی
 حتى فرغ من التكبير لا يرفعها لفوات محلها وان ذكره في اثنا عشر تكبيرا يرفعها لعدم فوات محلها وان لم يمكنه رفعها
 اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھادی اسوہی کہ اسکا محل ہو چکا اور اگر اثنا عشر تکبیر کہتی ہوئی یا اگر کیا تو اوٹھادی اسوہی کہ محل باقی ہے اور اگر موضع مسنون تک اوٹھاسکی
 الى الموضع المسنون يرفعها قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احداهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روى انه عليه السلام
 توجہاں تک کہ مسنون اوٹھاوی اور اگر ایک اوٹھا سکتا ہے دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسکی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعها الا بالزيادة على المسنون يرفعها لانه يات بالمسنون
 جب میں تمکو کوئی کار کہوں تو اسکو اپنی مقدور ہر بجالا اور اگر اس کی دونوں تہ نہیں اوٹھاسکتی بدون زیادت کی مقدار سنون پیر تو یہ اوٹھاوی اسوہی کہ سنت پر عمل
 ولا يستطيع ان يمتنع عن الزيادة والمرة ترفعها الى منكبها هو الصحيح لكونه استرها واذا فرغ من التكبير يضع
 کرتا ہے اور یہ طاقت نہیں کہ زیادت سے رک رہے اور عورت اپنی دونوں تہ موند ہوں تک اوٹھاوی یہ ہے صحیح ہے اسوہی کہ عورت کی دھڑلی یہ ہے حال زیادہ پردہ پوش ہے
 بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويخلق بالخنصر فالا بهام على الوسم تحت سرتة وهذا الوضع سنة في كل
 تو پھر دھنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھے کہ چھوٹگی اور انگوٹھی سے بیچنی پر ناف سے نیچے حلقہ باندھے اور یہ ہے وضع مسنون ہے جس میں

قیام فیہ ذکر مسنون واما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الارصال کما فی قوة الركوع وتکبیرات العیدین و
قیام من ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمین ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کوع کی بعد قومین اور عیدین کی کثرت میں
المرأة تضعها علی صدرها لانه استلها ثم یقول سبحانک اللہم ونحمدک وتبارک اسمک وتعالی جلالک ولا الہ
عورت دو ہاتھ اپنے سینہ پر رکھی کیونکہ یہ ہی پردہ پوش ہی پہر پہر ہی پاکی اور کراتا ہون تیری یا الہی اور تیری حکمت بالجو بابرکت ہی تیرا نام اور تیری تیری بڑی اور تیری
غیرک ولا یقول وجل ثناءک لانه لم یذکر فی الاحادیث المشہورہ و ذکر فی الکافی انہ لو سکت عنہ لا یؤمر بہ
سو اتیری اور نہ ہی جل ثناؤک اسلحہ کی احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہ مذکور ہی کہ اس کی کثرت ہی لازم نہ کریں
ولو اتی بہ لا یمنع عنہ ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عندابی حنیفة و یحکم
اور اگر ہی تو منع ہی نہ کریں پہر یہ ہی ہتھ مار گلتا ہون اسکی شیطان راندہ سی اور یہ عبارت ہمراہ قرات کی ہی ثناء کی ساتھ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور حکم
حتی باقی بہ المسبوق دون الموت ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی رواية ابی یوسف
یہاں تک کہ مسبوق تو ہی موت نہ ہی ہر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی اور بسم اللہ بیکے رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
ثم یقرء الفاتحة ویقول فی آخرها آمین ثم یضم الیہ السورۃ او ثلث آیات من ای سورۃ مثلاً فان قرأ معہا ایتہ قصیر
ابو حنیفہ ہی اور اسکو مقتدی نہ ہی پہر سورۃ فاتحہ ہی اور اسکی آخر میں آمین ہی پہر اسکی ساتھ کوئی سورۃ ضم کریں تین آیتیں جس موت میں ہی ہی ہیں فاتحہ کی ساتھ
اوایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهۃ التحریمۃ لتركہ الواجب لان الواجب فی رکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتیں چھوٹی ہی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسکی کہ واجب ترک کیا اسلحہ کی واجب دونوں ہی رکعت میں بعد پڑھنی
الفاتحة ان یضم الیہ السورۃ او ثلث آیات قصار او ایتہ طویلۃ تعدل ثلث آیات قصار فہذا یخرج عن الکراهۃ
سورۃ فاتحہ کی یہ ہی کہ اسکی ساتھ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی میں آیت کی بدھو دو سو سے مضامین نہ ہوت تحریمی ہی تو
التحریمۃ لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ التحریمۃ لانه لا یزاد ان یکون فی السفر والحضر
بج حاتی ہی ہر مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تحریمی میں آجاتا ہی اسکو کہ اس حال ہی میں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضررۃ من خوف أو عجلۃ یقرء بفاتحة الكتاب ای سورۃ شاء او مقدار سورۃ
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سے یا شتاب ہی سورۃ فاتحہ ہی اور ایک اور سورۃ جو سی چاہی یا بزرگ سورۃ کی
من ای محل تیسرے فی حال الاختیار وعدم الضررۃ یقرأ فی صلوة النحر مع الفاتحة سورۃ بزرگ و حشوہا فی الظهر
جس جگہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت ہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۃ فاتحہ کی سورۃ بروج اور اسکی مذ اور ظہر میں ہی
کذلك و فی العصر والعشاء دون ذلك و فی المغرب یقرأ بالقصار جدا کما لعصر والکثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچھ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں جیسی سورۃ عصر اور کثر ہی ہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفقد الصلوة وان لم یحذف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الركعتین اربعین ایتہ
گرجانی کا خوف ہو تو اتنا پڑھی کہ اسکی نماز فوت نہ ہو اور اگر وقت کی جالی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونوں رکعت میں چالیس آیتیں ہی
وهو ادنی السنۃ اوستین ایتہ وهو اوسطها او مائة وهو اعلاہا لما روى انه علیہ الصلوۃ والسلام کان یقرأ
اور یہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھ آیتیں اور یہ بیچکار درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
فی صلوة الفجر اربعین ایتہ اوستین ایتہ او مائة ایتہ واحیاناً کان یقرأ والصفۃ واحیاناً کان یقرء سورۃ
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھ کر آتی ہی اور بعض دفعہ سورۃ والصفۃ اور بعض دفعہ سورۃ ق پڑھتی
ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور عاتق ہو چکا ہی کہ ابن عمر ہی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرات میں تخفیف کی ہی مروتی اور امامت کی وقت والصفۃ پڑھنی ہی اس سی معلوم ہوا

اور

ابو حنیفہ

ساتھ

وخذلك لعدم استقرار المجهة على الارض واما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
 اورند انك كنزك ميثاقی زمین پر یا جزمین کی مثل یمنین یعنی اورند و نه اورند و نه کهنون کا زمین پر کہیں سجود میں فرض نہیں
 بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدرى والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدمي
 ای بکے سنت ہی اورند و نه پاؤں کا کہنا سو قدری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی بیان تک اگر سجدہ تو کیا اورند و نه پاؤں
 واحدها على الارض بل رضعها عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما لا يجوز لكن يكره وذكر الترمذی ان وضع اليدين
 یا ایک پاؤں میں پر نہ لگنا یا بلکہ دو کو زمین ہی اوٹھانی نہ تو جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں ہی لگائی کہنا جائز ہی ہے کہہ اور ترمذی کہتا ہی کہنا اورند و نه پاؤں
 والقدرين سواء في عدم الفرضية وقال كمال الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية ان تباعد عن الحق
 اورند و نه پاؤں کا فرض نہ ہونی میں برابر ہیں اور کمال الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی یہ ہی حق ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ بعد حق ہی مبیہ ہی
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون لاهتمام
 اورند و نه پاؤں کو کہتی ہی موافق بیان خلاصہ کی پاؤں کی انگلیوں کا نکالنا امر ہی اورند و نه پاؤں کی انگلیوں کا متوجہ رہنا قبلہ کی طرف ہے تا کہ ہر ذری
 عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما واحدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا يجب حفظه
 بیان تک کہ اگر پشت دو پاؤں کو زمین پر رکھی اور انگلیاں دو پاؤں کی یا ایک پاؤں کی قبلہ کی طرف نہ رکھی تو اسکا سجود صحیح نہیں ہی اسکا ناکہ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذي ربه فاذا مضى جلس وسكن
 اور اکثر لوگ اس امر ہی غفلت کرتی ہیں پھر بیکسر کہتی ہوئی سر اوٹھا کر بیٹھ جاوی اورند و نه راتوں پر کہی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اٹھائی
 اضطرب اعضاءه بان يكثر مقدار التسبيح في تكبير ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
 باقی نہ ہی اسطورہ کہ باز وہ ایک تسبیح کی زمانہ گزر جاوی تو بیکسر کہہ کر دوسرا سجود پہلی سجود کی طرح پر کری اور اس میں اختلاف ہی
 الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعبد
 کہ پہلی سجود ہی دوسری سجود کی واسطی کتنا بٹری اور صحیح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہ ہی کہ اگر سجدہ ہی قریب ہی تو سجدہ ثانی جائز نہیں ہی اسکی کجاس
 جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصبر كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى المجلس اقرب لا يجوز لانه لا يعبد
 انہیں شمار کیا جائے اسو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر مجلس ہی قریب ہی تو جائز ہی اسکی کجاس بیٹھا ہوا
 جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جهة والارض يجوز لكن لا تقصدا عليه
 شمار کیا جائے ہو دوسرا سجدہ ثابت ہوتا تا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی فی اتنا سر ابدیاد کہہ ہوا وہی پیشانی اور زمین کی بچھون کو گزر جاوی تو جائز ہی ہے پراسی پر کفایت کر لینا
 يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
 سخت مذکورہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکوئی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ ہی فارغ ہو چکی تو بیکسر کہی
 ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عز بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
 اور سید کہہ رہا ہو جاوی اور بعد ان غڈکی اپنی ہاتھوں کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی کھنٹی پر سہارا کر کر کہہ رہا ہو جاوی اور دوسری رکعت میں وہ ہی عمل کری جو اول
 الركعة الاولى الا انه لا يفتقه ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفعه راسه من سجدة الثانية يفتش رجل اليسرى
 رکعت میں کہ چکائی اتنا فرق ہی کہ بیکسر کہہ کر ہی اورند و نه پاؤں کا ہی اور دوسری رکعت پوری کر چکی اور اوکی دوسری سجدہ ہی اوٹھی تو انیان پاؤں پر ہمار
 ويجلس عليها وينصب جلته اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذييه ويبسط اصابعه ويوجهها
 توجہ پر بیٹھ جاوی اور دایبہ پاؤں کا کہی اور اسکی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھی اورند و نه راتوں پر کہی اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پسپا کر قبلہ کی طرف کر دی
 نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمرأة تتورع بان تخرج رجليها من جانب اليمين
 اسکی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسئلہ ہی اور عورت سر نہی اسطورہ ہی کہ دو پاؤں کا دایبہ کی طرف کو نکال کر

وتجلس على البیتا البیضا لانه استقر لها ثم يتشهد ويقول التحیات لله والصلوات والطیبت السلام علیک ایها
 النبی ورحمة الله وبرکته السلام علینا وعلى عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
 نبی اور رحمت الله کی اور برکتیں اور صلوات اور سلام ہم پر اور صلوات بندگان الہی پر
 محمد عبده ورسوله ثم ان کان ما یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی هذا القدر من التشهد
 کہ محمد عبده اور رسول اور کما ہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی شہیدی تو اتنی تشہد ہی زیادہ قعدہ اولیٰ میں کچھ نہ پڑھی
 فی القعدة الاولى بل یکبر ویقوم الی الرکعة الثالثة بلا اعتداد بیدیه علی الارض ان لم یکن له عذر ثم
 بلکہ تکبیر کہ تیسری رکعت کی لئی کھڑا ہو جائی
 انہ فی ما بعد الاولین متخیر ان شاء قرأ الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاولین
 اسکو پہلی رکعتوں میں اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۃ فاتحہ پڑھی یہ تو افضل ہی اسلوسی کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا پہلی رکعتوں میں
 سنة فی ظاہر الروایة حتی لو ترکها اوضح الیہا سورة سهوا لا یلزمہ سجود السهو وان شاء سهو ثلاث
 سنت ہی ظاہر الروایت میں یہاں تک اگر سورۃ فاتحہ کو ترک کری اسکو سانسہ سہوی کوئی صورت ملادی تو سجود سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح بھی
 مرات وان شاء سکت مقدارها الا ان صان سکت عما یكون مسئيا لترك السنة وان لم یکن ما یصلی
 اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کھڑا رہی ہر انتہائی کہ اگر عذر چپکا کھڑا رہی گا تو چاہا نہیں اسلوسی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہی
 فرضا بل کان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظہر والجمعة لا یكون مخبرا بین هذه الثلاثة بل یتعین علیہ
 بلکہ نفل ہو یا سنت مؤكدة ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں تو سب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ اوپر پڑھنا
 قراءة الفاتحة مع ضم سورة الیہا لكون القراءة فرضا فی جميع رکعات النفل والسنة ثم انہ فی النفل یزید علی
 سورۃ فاتحہ کا ساتھ ہی کسی سورت کی مقرر ہی اسلوسی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی یہ مصلی نفلوں کی قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھی
 للتشهد ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدة الاولى ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثة لكون
 درود زیادہ کر دی اور سبحانک اللہ اور اعوذ باللہ ہی پڑھی جب تیسری رکعت پڑھ کر ہو اسلوسی
 کل شفیع صلوة علی حدة واما سنة الظہر والجمعة فذکون کل منہما صلوة علی حدة لا یاتی فیہا بالثناء والتعوذ
 کہ ہر درود و رکعت الگ الگ نمازی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلوسی کہ درود نماز علی حدة مستقل ہیں تو سبحانک اللہ اور اعوذ باللہ
 اذا قام الی الثالثة ولا یزید علی التشہد فی القعدة الاولى حتی ذکر فی القنیة انہ لو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 جب تیسری رکعت پڑھ کر ہو تو نہ پڑھی اور پہلی قعدہ میں تشہد پڑھ کر یہاں تک کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی
 فی القعدة الاولى من سنة الظہر ففی وجوب سجود السهو قولان ثم انہ یقع فی القعدة الاخيرة کما یقع فی القعدة
 قعدہ میں اگر درود پڑھ دی تو سجود سہو کی واجب ہونی میں دو قول ہیں یہ مصلی قعدہ اخیرہ میں اسطورہ پڑھ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں
 الاولى ویتشہد وبعد التشہد یصلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام یقول اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
 بیٹھا تھا اور تشہد پڑھی اور بعد تشہد کہ درود پڑھ کر
 علی ابرہیم وعلی آل ابرہیم انک حمید مجید ثم یستغفر لنفسہ ولوالدیہ ان کانا مؤمنین ولجميع المؤمنین والمؤمنات
 اور ابراہیم اور آل ابراہیم کی یتک تو صاحب حمد اور برتری پھر استغفر ذکر کا اپنی اور اپنی ماں باپ کی داخل اگر وہ دونوں مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد و اور مؤمن عورتوں کی
 ویقول اللہم اغفر لی ولوالدی ولجميع المؤمنین والمؤمنات یوم یقوم الحساب ویدعو بالدرجات الماشوقۃ عن
 واسطی اور یوں کہی الہی بخش دی مجھ کو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعا پڑھیں پڑھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی

المواضع سواء قصدوا له يقصد وما ينبغي لها ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال التيميم قدمه بيمين اصابعه مضمومة
 يرقى الى براهي نصد الى ياد كرى اور متصل كو پد پي چاسي كو دونو پاؤ كو چپس قیام کی وقت برابر چاروی ہونی اور غیرو کی قرین کر ہی

انجلس الرابع والخمسين في بيان فضيلة الجماعۃ و ذکر الیوم سعید فی تولد اقبال رسولکام

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے لیے صلوٰۃ الجماعۃ تفضلہ۔ نونۃ الفذ بسبع وعشترین درجۃ ہذا کا بیٹھ کر
 ملے۔ اور ہر نماز پر ستائیس درجہ برستی ہے۔ ہر جمعہ ایک درجہ ملے۔

المصائب... ان الصلوة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلوة المنفرد بجمع وعشرين...

فعلی هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على اداء الصلوات الخمس بالجماعة ليمانال الثواب الوعد فان الجماعة فيها

سنة فمؤازرة ثابتة التكوين في قوة الواجب حق لوتروا اهل بلدة يجب قتالهم بالسلاح من شعائر

الاسلام وحده صالحه نقي لم تكن في سائر الاديان وان تركوا بعض هذه المعتقدات غير ضرورية

شهادت و اینچنان بالسکونت تنه و المطر والطين والبهيد الشدید والعلیه فی فی بره دور

وَمَا تَكُنْ مِنْهُمْ مَبْشُورًا ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مَبْذُورٌ ۚ

[illegible]

في مسجد النيلان جماعة الى مسجد اخير وعلى ممر الحاشية فهو خمس وان على في صبيحة ٥٠٠

[illegible]

تاریخ تاجیکستان

و کتب و اسناد ... و کتابخانه های عمومی را که در اختیار مردم است، باید به دسترس همه قرار دهد.

[illegible][illegible]

یتم المقصدی التشهد فانه یتم ثم یقوم وان قام قبل ان یتیمه یجوز وكذا الوسم الامام فی القعدة الاخيرة قبل ان

کرمقصدی تشہد پورہ کرے پھر کلمہ اہوا اور اگر پورہ کرے ہی پہلی کلمہ اہوا دی تو ہی جائز ہی اولی ہی اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس ہی پہلی

یتم المقصدی التشهد فانه یتم ثم یسلم وان سلم قبل ان یتیمه یجوز وكذا الوسم الامام قبل اتيان المقصدی بالصلوة

سہم پیرہ دی کہ مقصدی تشہد پورہ کرے تو اب مقصدی تشہد پورہ کرے پھر سلام پیرہی اور اگر تشہد پورہ کرے ہی پہلی سلام پیرہی تو ہی جائز ہی اور اگر امام فی سہم اس ہی پہلی سلام

والدعاء يتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة

اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کرے اسلوسی کہ یہ سنت ہی بخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہی مجلس پچیس

الجنائزہ وکیفیتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخصلوه الدعاء هذا الحديث من حسان

اور اس کی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اس کی ہر ایک خالص دعا کرو یہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابيح رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقول

حدیثوں میں سے ہی ابو ہریرہ کی روایت سے اور بیشک سین نماز جنازہ کا ذکر ہے کہ اس میں مردہ کی واسطی خالص دعا ہر سوا اس کی معرفت ضروری اور وہ دلیل اس کی ہے

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكُمْ سَكَنٌ لَهُمْ فانه تعالى امر بها في هذه الآية فتكون فرضا وانما كانت فرضية على الكفاية

اور نماز پڑھو ان پر بیشک تیری نماز اس کی ہی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اوس نماز کا اس کی بین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اس کی فرضیت ہی کفایہ اس کی ہی

لان في ايجابها على الجميع استحالة اوجرها فالتقي بالبعض ولو كان واحدا لكان افضل ان تكون بالجماعة ويقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنے میں تو جمعیت و شوری اور حرج ہی لاچار بعض پر کفایہ کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو یہ افضل یہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت ہی ہو اور جتنی

كثرتم لها روى عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا

زیادہ ہو سوت پھر اسلوسی کہ اس عبا کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی قولہ جو شخص جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا يشركون بالله شيئا الا شفعم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة و

کچھ شریک نہیں کرتے ہیں کہ میں کہتی ہوں پھر اللہ اس کی شفاعت اس کی حق میں مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی

قال ما من ميت يصلى عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلمة يشفعون له الا شفعم الله فيه وسبب

وہا یا جو مردہ کہ اوپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ اب اس کی شفاعت کرن تو اس کی شفاعت اس کی حق میں اللہ قبول کرتا ہی اور جو

وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنائزہ وشرط صحتها اشرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته

اس نماز کا میت کی ہی اسلوسی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوة الجنائزہ کہ جس کی ہی اور اس کی محنت کی ہی نماز کی ہی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وكونه امام المصلين وركنها القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء الا ان الامام يتحمله عن السبق

اور نماز پڑھنے کی سامنے ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہ ہو اور چار تکبیریں اور دعا استنا ہی کہ امام مسوق کہ طرف سے کافی ہو جائے

فانه اذا خشى ان ترفع الجنائزہ يترك الدعاء ويكتفي بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لايجوز

چاہے یہ خوف ہو کہ جنازہ اٹھائیگی تو دعا موقوف رکھی اور تکبیر ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سے ایک کو بھی ترک کر دیا تو اس کی نماز

صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع كارباع الظهر فحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد

جائز ہوگی اسلوسی کہ اس میں ہر ایک تکبیر قائم مقام ایک رکعت کہی اور پہلی کلمہ کہ فی میں چاروں جہیں ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلاث تكبيرات لكون البداية بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجح

کہ بعد ہو اسلوسی کہ اصل اللہ تعالیٰ کا ثناء پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور پھر دعا

مجلس

مجلس

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما فی ما بعد التشہد وبعد التکبیرۃ الثالثة الدعاء لنفسه وللمیت ولسائر المؤمنین
 درود ہودی جیسے تشہد کی بعد پڑھتی ہیں اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق میں اور مردہ کی نئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

و بعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير ينوي
اسلمى كرا ب وقت نماز سی فارغ ہو نیگا ہی سوئی فقط سلامی فارغ ہو لیکن یہ اور چوتھی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہیں ہے

بہ المیت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وعائنا وصغيرنا وكبيرنا
سوام میں قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہ پڑھی اے جی بخشدی ہماری جنتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر و غائب کو اور چھوٹی اور بڑی کو

وذكرنا وانتانا اللهم من احببته منا فاحبه على الاسلام ومن توفيته منا فوفه على الايمان وخص هذا
اور مرد اور عورت کو الہی ہم میں سے جسکو تو زندہ رکھی تو اسکو اسلام پر زندہ رکھے اور ہم میں سے جسکو تو موت (موت) دی تو اسکو ایمان پر موت دی اور اس مرد کو

المیت بالروح والراحۃ والرضوان اللہم ان کان مُحْسِنًا فیرِزْہ فی حسانہ وان کان مسیئًا فنجأوْہ عنہ
ساتھ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاطر کہ آئی اگر یہ نیکو کاری تو اس کی بدنامی نہ بادہ کردی اور اگر گنہ گری تو اس کو معاف کر

[illegible]

معین وان کان المیت صبیبا او محبونا کلا یتغفر لهما اذکذا ذنب لهما بل یقول بعد قوله ومن توفیتہ منا

فتوفه على ايمان اللهم اجله لنا قولا اللهم اجعله عاجزا وخر اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمته

یہاں پہلے سے ایک کبریاں تھیں جن کی طرف سے ان کے بانیوں نے ان کو یاد کیا تھا۔ یہاں پہلے سے ایک کبریاں تھیں جن کی طرف سے ان کے بانیوں نے ان کو یاد کیا تھا۔

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح في صدر مسبقا بتكبيرة فاذا سلم الا قام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و

[illegible]

لا امام يقضيه ما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما اكبر الامام ثلثا لا يكبر حتى اكبر الامام الرابعة فيكبر معاً

سابقہ اثبات تکبیرت فاذا سلم الامام يقضيهم متواليه بلا دعاء قبل ترفع الجنازة اذ لو دفعت قبل

نائبین کا سبق ہوگا پھر جب امام سلام پھیرے تو گھیرنے پر درپے بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹھنی سے پہلی قصا کر لی اسوقت اگر جنازہ گھیرنے پر پوری ہوئی ہو پہلی نماز میں بتطل صلاۃ وان جاء بعد کبر الامام الرابعة فقد فاتہ صلوۃ الجنائزۃ بخلاف من کان حاضر

لما بالصف ولم يكبر مع الامام لعقلته اولكونه مشغولا بالنية فانه يدبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

برام کی ساتھ بے غفلت کی یا نیت کی مشغلہ سی تکبیر کہنی یا یا سو یہ شخص تکبیر کی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر رہی کیونکہ یہ شخص
نزلة المدرک لتکبیر اذ لا یمکن ان یکبر معہ الا بخرج وان لم یکبر الا وحی تکبیر الامام الثانية

ولو وضعوا امر الميت عملاً لیسار الامام يجوز لكن لو تعدده يكونون مسيئين وليس يجب ان يصفوا ثلثة صف
او اكثر نعم في ميت كاسر امام کی بائین ہند کی تحصیل کو پانچویں بار اگر سرخ قصدا ایسا کیا تو جب خلاف ارہین اور تحبی ہی کرتے ہیں صفین بنا دین۔

حتی لوکانو سبعة یتقدم احدهم للامامة و یقف ثلثة وراءه و اثنتان وراءهم و واحد وراءهما و افضل
بیانک اگر کسی لوکانو سبعة یتقدم احدهم للامامة و یقف ثلثة وراءه و اثنتان وراءهم و واحد وراءهما و افضل

الصفوف في جدولة الجنازة آخرها وفي سائر الصلوات اولها ولتجهز الميت صبيحة يوم الجمعة ليكره تأخيرها الى غداً فإنه في تمام صفوف من فضل قبل صلاتي بي اي اور تمام ملازون بين ال صفات اور اگر جنازہ جمعہ کے دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کی وقت تک تاخیر نہ کرے

وقت الجمعة لیصلی علیہ جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوة علیہ عند طلوع الشمس وعند استوائها
 ناکہ او سپر جمع کی بعد اتیوہ کثیر نماز جی مکروہ ہے اور نماز بانہ طلوع اقباب کے وقت اور زوال کے وقت

و عند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تودی كما وجهت لان
 لوز وکین قه جائزین ہی الزمانه اوت اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات میں آتی ہو تو بلا کراہت جائز ہی

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرن وذكر منها الجنائز ولو حضر بعد الجنائز في يومه لم يضر في بي افضل هي او تاخير مكروه هي واسئل ارشاد نبى عيسى السلام كي دير كر كننا اور لو سمين جنازه كو ذكر فرمايا اور اگر جنازه بعد

غروب الشمس بدر المغرب ثم صلوة الجنازة ثم سنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب أيضاً ويكره الصلوة على
 غروب آفتاب کی موجود تو قبل مغرب کے وقت میں پھر جنازہ کی نماز پھر مغرب کی ستین پھر اور کوئی کہتا ہے مغرب کی ستین ہی پہلی پھر اور جنازہ کی نماز مسجد میں

الجماعة في المسجد ان كانت الجماعة فيه وان كانت الجماعة والا امام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة

والقوم على غير طهارة فلا تلاؤا لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حواميت ويسقط فرض صلوة الج ازالة لعدم قواداة صحيح اسلمى كوامم كى نماز صحيح ہو كنى ہى اور اس حین میں كا كنى ادا ہو كيا اور فرضيت نماز باوجود كى دستى ساقه ہو كنى

عن الجماعة شرط فيها أن لم يوجد من يصلح عليه من الرجال وصلت عليه النساء ووجد من جماعة يجوز
 بكونهم من طائفتين هي اورا كروون من هي كوتی ملائیر سے والا میسر نہوا اور نری صورتوں فی جماعت کرا تا دیر ہی تو جائز ہے

وإن امت المرأة الرجال فيها لا تعادلان صلوة الرجال وإن كانت فاسدة لكن صلواتها صحيحة ولو أيا تم حتى الميتة

و بتادی فرض صلوة الجنائزۃ فلا تعاد لان تکرار را باینچه مشعر عن نیا و من ولد و ظہر منه عند ولادتہ
 مریدان ضلالتہ کن و مرید اداسہ گئے ہر اعادہ ہو گا اسلی کہ اسکا کور شرع میں جاری نہ کیا جاتا ہے اور پیچیدہ یا ہوسا اور بیدار ہے ہوئے

اسی زمانہ میں کہ منہج صریح لکھنؤ میں لکھی اور غسل و اصلاح علیہ و آباءہم فی اہرمصنہ عندک دتہ
 اس زمانہ میں کہ منہج صریح لکھنؤ میں لکھی اور غسل و اصلاح علیہ و آباءہم فی اہرمصنہ عندک دتہ

[illegible][illegible]

وان كان نرائدا ينقص منه مراعاة السنة ولا يصلي على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد اكثر الميت او
اوراگر برپستی پڑا تو اسکی رعایت سنت کی کم کر دیں اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں ہے بل جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اسطور کہ کہی ہی زیادہ ہو
نصفه مع راسه بخلاف الووجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا يغسل ولا يصلي عليه والمصلو
سرعتی آدم ہو بخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہوتا ہو یا آدھ طول کی جانب سے چرا ہو اسکی کسی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا
يترك على خشبته ثلاثة ايام عقوبة له وجزر الغيرة ثم يائمه له ثلاثة ايام يغسل بینه وبين اهله ليدفنه ولو
تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی ہی سزا ہی اور اوروزن کی کوئی خوف پر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کریں اور اگر
مات كافرا ولم يكن له ولي من الكفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه كما روى ان عليا لما مات ابو
کوئی کافر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہ ہو اور اوسکا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کہ داب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اوسکا باپ مر گیا
جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مر گیا آپ فی فرمایا
اذهب فاغسله وكفنه وواسره لكن لا يغسل كفيل المسلم بل يصب عليه الماء ويغسل غسل الثوب النجس من
جا اوسکو نہلا اور کفنا کہ داب دی پر اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ نہلا وین بلکہ اوسپر پانی بہا دین جیسی گند کپڑی کو دھوتی ہیں
غير وضوء ولا بداية من التيامن ويلف في خرقة من غير مراعاة سنة الكفن ويحفر حفرة من غير تحد ويلقى فيها
نہ تو وضوء وکراہین اور نہ ہنئی طرف سے شروع کریں پھر کپڑی میں لپیٹیں کفن میں کچھ رعایت سنت کی نہ کریں اور اگر وہ بدون تحد کی کہو کہ ڈالیں
ولا يوضع ويجوز دفنه الى اهل دينه وان كان له ولي من الكفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يغسل بینه وبينهم
اور مردہ کی طرح نہ دفن دین اور جاوی ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والین کو حلال کر دیں اور اگر کفار میں سے کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہی کہ اوسکی کاروبار کا نظارہ
ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذ لم يكن كفره بالامر تدا واما اذا كان كفره بالامر تدا فلا يدفع الى اهل
ہر جطور اپنی مردہ کو کرتی ہوں سوا اوسکو کریں یہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد اوسکا نہ ہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو ہی تو اوسکی ملت والین کو جنگی دین میں
الدين الذي انتقل اليه بل يلقى في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسرنا الله تعالى النجاة من زوال الايمان و
ملگیا ہی نہ دہریں بلکہ کئی کی مثال ہی غسل اور ہی کفن کپڑی میں ڈال دین آبی ہو زوال ایمان سے بچنا اپنی لطف و کرم سے آسان کر

المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان اخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان اخر كلامه لا اله الا الله

لا اله الا الله ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جسکا پہلا بول لا اله الا الله ہو

دخل الجنة هذا الحديث من حسان المصايد رواه صاذين جبل ومعناه ان كل من كان اخر كلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی مساذین جبل کی روایت سے یہی ہے کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو
كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعفو ذنوبه او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعلى هذا كل من
دہ جنت میں داخل ہوگا یا تو ہی عذاب اگر خطائیں معاف ہوئیں یا گناہوں کی برابر عذاب ہوگا اس بیان کی موافق

يكتم من حياته ينبغي له ان يكثرا الاستغفار ويتوب عن ذنوبه ويستحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقات

جسکو توقع زیست کی نہ ہی تو اوسکو چاہی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہوں سے توبہ کری اور اپنی دلیں سے خیال کہی کہ دنیا میں سے میری یہ ہی وقت آخری السلام
من الدنيا ويحتمل ان يختمها بخير ويسارع في قضاء دينه لئلا يبقى في قبره مرتدنا بدنيته كما اخبر به النبي عليه
اور یہ بہت کرے کہ اوس وقت کو خیر پر تمام کرے اور صلی ہی اپنا قرض ادا کرے تاکہ فکر کی اندر قرض میں الجھا نہ پڑا یہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة تبدينه حتى يرضى عنه ويبادر في أداء سائر الحقوق إلى أهلها من رد المظالم والردايع والاداء

فرا یا مؤمن کی جان قرض میں لے لی ہو یا جس تک قرض خود راضی ہو وی اصل ہی کی تمام حقداروں کی حق ادا کر دی

واستحوال أهله من زوجته والديه وأولاده وخدمته وجيرانه وأصدقائه وكل من كان معه معاملة أو صداقة

اور پنی اہلی شری بی بی ۰ اور والد اور غلاموں اور جمہالیوں اور دوستوں سی اور کسی ساتھی کے معاملہ پر تاہو یا ہمیشہ ہی ہوش و حواس رہی

وہی حال ہی میں ایک نیا ملک بن گیا ہے جس میں حقوق اللہ تعالیٰ کا صلہ و انصاف و رائج

وغيرها يجب عليه ان يوصي لهذه الحقوق بثلاث ماله ان احتج اليه وان لم يكن عليه حرم هذه الحقوق ولا

تو سپرو چہ پی کہ واسطی از امان حقوق کی تنہا مال میں کی وصیت کر دی اگر مال کی حاجت ہو دی اور اگر تو کی ذمہ ایسی حقوق ہیں تو کوسہرہ کر دے

يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان يظن الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغاراً فالأفضل له ترك الوصية وكذلك

کوی وحیت واجب بین ہی بلکہ او کو یہ چاہی کہ ورثہ کی اصل کو اپنا کری کیونکہ اگر ورثہ نہ جی میں تو افضل بہم کی کہ وحیت نوری اور ایسی ہی

کونانی ببار و در میان کوه و یستغون جبهه ام من نکرده و آن روز تو صیبه افضل و آن کالو غنیمت و یستغون
اگر باله یون کنی ایستی محتاج که ترک کنی من این اساطیر کنی و غنیمت کنی و یستغون کنی و یستغون کنی و یستغون کنی

بجسدهم من التركة فالأفضل له ان يوصى بأقل من الثلث فما هو طاعة لا معصية فيه فسدأ عن الناس

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہوا جو دین تو اب افضل ہے یہی کہ تہاں سی مال سی اکی ایسی صیت کری جو طاعت ہوا دین کوئی معصیت نہ ہو ہر اسی قرآن میں سی ایسی سی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالخير وقد الاستغناء عند الحاجة على اذ في قضايا الخلافة والارضية ان

اگر وہ محتاج بہن بلکہ عقی بہن تو مجھ پر کسی شروع کری اور غدار اسحاق نام جو حقیقت کی نزدیک مافی اوی جو خلاصہ اور بزرگی کی وصایا میں

جنت بوسیدہ اربعہ الف و ستم فصلی عشرہ الف و بعد توصیہ یلمعی بہ ان یحسن
 خدمت ادا کر جائزہ از سرک وارث کما فی جزمین از فضل سرسبز روایت کی کہ در روز رات کچھ ہجوم اور صحت کی آگاہی حاصل کر کے ان لوگوں

ظنه بالله تعالى بأنه يرحمه ويعفو ذنوبه وليست حاضرة في ذهنه أنه حقيق في مخلوقاته تعالى

جناب الہی میں درست کری کہ مجھ پر پادشہ رحمت ہی کر لگا اور میرا گناہ معاف ہی کر لگا اور اپنی دلیلین بہرہ خیال کری کہ اس کی مخلوقات میں سب ہی کیسے ہوں

وانه تعالى عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة آيات من القرآن العظيم في الرجاء

اور نہ کمالی کو میری عذاب اور عاقبت کی خبر سے کہیں کہ وہ ایسا ہی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جو مجھ پر لکھی اور اس میں دعاوی کی پڑھی

یا اسکی پاس اور لوگ بڑھیں پیہ سفتاری اور ایسی ہی رجا کی حد بشین بڑی بالور لوگ (کی) پاس زمین اور

هو يسوع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس

اوراد کی مرقی دم کی حالات سنی اوراد کو چاہی کہ چھک نہ نماز کی اور

غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فإنه إذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي

سوی اولی اور وظائف دینی

توبہ بیشکر رکوع اور سجدہ کی ساتھ پڑھ اور اگر رکوع اور سجدہ کی قدرت نہ ہو
تو بیشکر (مشارہ مس) پڑھ

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايما

پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہ ہو تو کھڑے پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑ ہی

مضجعاً ومستلقياً لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفساً الا وسعها ويجتنب الخفاسات فاستطاع
 اجتنبها بل هو كذا عانت عانت قدر عانت هو ہی اس آیت ہی تکلیف نہیں ہے کسی کو مگر جو اس کی گنجائش ہو اور گنجائی ہی جہانگ ہو کسی ہی
 حتیٰ اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذکان علی بدنہ او ثوبہ او موضع صلواتہ نجاسة و عجز عن ازالة التیمم یصلی معہا
 یہاں تک کہ کفائی استعمال کر کے تو تیمم ہی نماز ٹھہری اور اگر اس کی بدن نہ ہو یا کپڑی پر یا غار کی جگہ پر گندے ہو اور پاک کر کے تو ویسی ہی نماز پڑھے
 ولا یزک الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها مادام عقلہ ثابتاً خوفاً من حصول اجل بغتۃ وقد حصل منہ التقصیر فی انیان
 نہ نماز کو بالکل فضا کر دی اور نہ وقت ہی تاخیر کری جب تک کہ اس کی عقل قائم ہو کہ یہ خوف ہے کہ ناگہ موت ایسی ہی نہ آ جاوی کہ
 ما وجب علیہ بقدر استطاعته ولیجز من التمساہل فی ذلك اذ من اقم القیام ان یکون اخر عہدہ من الدنیا التی
 وہیات کی اور اگر کسی قاصر ہو اور اس وقت میں کسی ہی نہ کرے کیونکہ یہ بڑی قیامت ہی کہ دنیا میں جو

هو من رقة الاخرة التفريط فيما وجب عليه او نذب اليه ويجتهد في ختم عشرة باكمل الحالات ويوصي اهله واصحابه
تحت كتابت هي انكى اخرى قن من اجابات پختبات كى اداكى كوناى باى نجاو او چا پيے كى بنى عمر كو اچى سى چى جلات پى عام كرى اور اپنى اهل اور اصحاب كو
بالصبر والا احتمال على ما يصدر منه في مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء عليه ويقول لهم قد صم انه عليه الصلوة
اون كانه جواد سى يارسى من اتق جون طارو نول كو چيكيه اور وصيت كرى كو صبر كرنا رو كونا پنا نين اور اسطور بنه كرى كه صبح روايت هي كنى عليه السلام
والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه فاياكم يا احباي والسعي في اسباب عذابي ويوصيهم ايضا باجتناب
في ذما اچى ميت كو او كى اهل كى روى هي عذاب هوتا هي سوز ميرى عذاب من سى كرى سى سچو اور پيہ وصيت كرى كه ماتم من

مما جرت به العادة من البدع في الجنائز ونحو ذلك وينبغي له ان يقول في وقت بعد وقت متى مرايتم مني تقصيرا
 او غيبا انا كذا وكذا اسمي اذ كان في وقت من اوقات الصلاة او في وقت من اوقات الصوم او في وقت من اوقات الحج او في وقت من اوقات العمرة او في وقت من اوقات الفريضة او في وقت من اوقات النفل او في وقت من اوقات التطوع او في وقت من اوقات الاستسقاء او في وقت من اوقات الاستسقاء او في وقت من اوقات الاستسقاء

فی شئی نہ ہوئی علیہ برفق فانی معرض الغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فشطونی وعانونی علی اہبۃ سفری
 علوم ہو تو چکو نرمی سے بتا دیا کرو کیونکہ میں اپنی غفلت اور کامل اور تسبیح میں مبتلا ہوں اور جب مجھے کسی قصور ہو تو چکو مجھ سے اور اس سفر کی سامان پر چکو
 هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة علی شقہ الايمن قال الزيلعي والختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقد ماء
 ہر جب دم گلنے لگے تو دلہتے کر و شہرہ و سکا مونہ قبلہ کی طرف پھیروں تزیینی کہتے ہیں غبار سن مانہ میں بہی کہتے ہیں اگر اس کے بالوں

الى القبلة ويرفع لاسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختير ذلك وان كان الاول سنة تكلّفه
بدن كطرف كركم كعبه نبوذا اسوا سكا سر او بياردين ناكه او سكا سته قبل كيرف بوجا و آسمان كى طرف نرى بيه سلى نما نثير بيه اگر چه صورت اون سنون بى ك
ليس لخروج الروح ويكفن الشهادة لانه موضع يتغرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتل به الى مذكرو صنبه على
اسمى نزع روح كى آسان بى اور كلك شهادت تلقين كرن كيونكه اس وقت شيطان او سكا احقا وخراسا كرنكو ليترسا سوا ب توحيد با دودلانى وال كى

توحید و کیفیۃ الملقین ان ینکر عنده کلمۃ التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان یتضجر و یردھا لکن الحال صعبا
 اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اوس کو سنا کر کلمہ توحید پڑھیں
 اوس کو کہیں کہ کلمہ توحید بخوف ہی کہہ دل تنگ ہو کر رد کر دی کہ نہ کہ اوس پر

تجلی اور جبے ہ ایک بابی بڑی قوم اور سپرداؤ کریں ہن کر اوسکی بعد اور جیسے ہر تواب دوا و تعلق کریں تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ نوحید ہو

ما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقل يلحق لظاهر ما روى عن ابى سعيد الخدرى انه عليه الصلوة والسلام
 رُبْع موت کی جو تلقین کرتی ہیں اوس میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے تلقین کرنا جائز ہے باعتبار ظاهر معنوی آیت ابوسعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے

للقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقى لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان حات مؤمنا لا يحتاج الى التلقين
يا ايها المتوكلون لا اله الا الله تلقين كبرياءكم بعد موتكم اس من كبره فائده نفي الحق كذا هو ايمان حتى اتوب تقيج كى كيا حاجتم

ان مات كافرا لا يقيد بالتلقين وما ذكر من الحديث فالجواب عنه ان المراد بالملوق هم الذين خضرهم الموت وقتلهم
اور اگر کافر مر رہی تو اسکو تلقین ہی کیا فائدہ اور یہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اسکا جواب یہی کہ موت اس کو دہ آدمی میں جو نزع کی حالت میں ہیں اور کوئی
عملی و لایتمی عنہ و اذ مات یغض عینہ و یثقل لحياءه بصلابة عرقین من فوق راسه لان فیہ تحسین اذ لو تزلزل علی
تہامی نہ تو تلقین کر سکیں اور نہ من کرین اور جب تم سنا کہ تود و لون انجمن اوکی بند کر دین اور دو بیڑی جوڑی پٹی سر پہننے دین کیونکہ یہی ہے حق پرانی لگاؤ کو
حال بقی قطع المنظر ولا یؤمن من دخول الحمام فی جوفه والماء عند غسله و علی طرفه و یوضه علی بطنه حدیث
ی حال پر چڑھ دین تو یہ حدیث جو کہ کلامہ جاوے کہ جس سے بچاؤ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی بات پر جاوی اور اس کے ہاتھ پاؤں پھر سیکر کر دین اور پٹی پر لگا کر کہ دین
لما لا یستقر ویقول مفضله بسم الله وعلى صلاة رسول الله اللهم یتسر علیہ امره و یتزل علیہ ما بعدہ و اسعدہ بلفاؤ و اصل
ناکیمیل بخاوی و ناگیمین ہند کرنا لایسیر ہی بسم اللہ علیہ السلام کہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہی پر کلام حال تھا اور یہ کلام بعد غسل ہم کو کافی دیدار میں ہے اور اگر
ما خرج الیہ غیر ما خرج عنہ و یکرہ قراءة القرآن عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمہ لما روی ان ادم النبی علیہ
لئی وہ منزل جہان بناگا اور مثل ہی جہان کھاتا ہے ہرگز اور اس کے ہاں قرآن پڑھ کر کہ میرا شہلا چلین پڑھنا قدیمی طریقہ ہے اور علی کریم علیہ السلام کی سیرت
الصلوة والسلام لما قضی نزل جبریل علیہ السلام بالملئكة وغسلوه وقال الولیة هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذ
علیہ السلام جب موسیٰ تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کو بیکر آیا اور انکو ہذا کر دئی شیئی کہ یہاں یہ تہا ہی موت کی سنت ہے اور سنت سے ابھر
ههنا الطريقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیہ الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن
طریقہ مرادی نہیں تو میت کا غسل واجب ہے بخلاف حرف علی کے جو اس حدیث میں واقع ہوا مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہرہ میں اور میں
جہلتہا ان یغسل بعد موته لكن اذا قام به البعض سقط عن الباقي لحصول المقصود فاذا ارید غسل یوضه علی سریر
ایک ہی کہ اسکو مرنے کی پہلی ہٹاوی پر اس میں جب تک ہی لگتا ہی تو باقی کی ذمہ داری قلم ہو جاتا کہ یہ نہ تھو جو تہا ستر بچا پر پہننے کے ہٹائی کا لایمکرین تو غنہ پر
لینصت عنہ الماء و یجترس سرورہ و ترا تعظیما للمیت و ازالة للراحة الذکیمة عنہ و کیفیة التجمید ان یدال الجمر حول السریر
لشادین نا کہ اس پر پانی جاوے اور اس کو طاق میں تین بار پانی پڑھ کر دین میں شیک تنظیم ہے اور بدو و ستر بچا ہی تو دیکھو کا یہ طریقہ کہ عجم کو دیکھو کے ساتھ
بالخوض مرة او ثلثا و خمساً قال الزیلعی و لا یزاد علیہا و یجلم شیا به و یستر عورتہ لان سترها واجب والمنظر الیہ احرام لقوله عم
تھنہ کی گرد کہ یہ باتیں بار پانی بارگشت میں تلبی کہتا ہی اس سے زیادہ نہ پڑھ دین پر اور وہی کپڑی اور تارینا و عورتہ دانہ میں کہ نہ تھو جو تہا ستر بچا ہی اور اسکا کہ تہا ستر بچا
لعلی لا یظنر الی فحش حی و میت و یوضا بلامضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لكن فی المیت یترک المضمضة
علی کو فایا کہنے مذکور شدہ کی لان پھر تھو تھو کر پانی پر و شوکر دین بدو کل اور نا کہ پانی کے واسطے کہ وضو میں سنو ہے لیکن میت کے غسل میں کلی
والاستنشاق لتعدرا خارج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل بدیه ولا یؤخر غسل قدیمہ و اختلف فی استنجاء و
اور نا کہ پانی ترک ہے اسلئے کہ پانی کا ٹکانا دشواری پر پہلی ہیں سو نہ پڑھ دین پہلی ہاتھ پائیوں اور پاؤں کا دھونا چھپا کر کہ دین اور میت کے استنجا اور
صم راسه والصحیر انه لیستنجی ویسغ مراسه لكن الغاسل لا یس عورتہ لان من العودۃ حرام میل
سر کی سحر نہ تھو تھو کہ صم پڑھ کر استنجا اور کمر سحر ہی کرین پر ہٹائی والا اسکی عورت کو نہ چھو اسلئے کہ عورت کا چھونا حرام ہے بلکہ
یلق خرقۃ علی یدہ و یغسل الخرج حتی یطهر ثم یفاض علیہ الماء مغلیا بسلدا و حرص وان لم یوجد ماء
انہی ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر صفحہ کو تھو تھو دھوئی کہ پاک ہو جاوی پھر اس پر پیری کی تھو تھو یا اشنان کا جوش یا ہوا یا مہادین اور اگر ایسا پانے نہ ملے
کذلک یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به و اما اذا وجد الماء فالترتیب
تو خالص پانی ہی ہٹا دین کہونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس میں سببہ حاصل ہے ہاں اگر میرس آدمی تو پھر ترتیب ہوا فی
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مرئ عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یدبئل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو بیڑ میں ہی اور وہ روایت ہی بن مسعود یون ہے کہ اول غسل خالص پانی ہی نا کہ جو کچھ بدن پر

البدن من الدن والجاسة ثم بماء السدر والخرص ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم بماء فيه
 سيل كجبل نجاست هي سويك كهر بول جادی پیر میری یا اشتنان کی جو شئی ہوئی یا نہی تاکہ جودین پر ہی سوچوٹ جادی کیونکہ اس میں تطافت خوب ہوتی ہی پر کافر
 کافور ان وجد تطیباً البدن الميت ثم يغسل رأسه ولحيته بالخطمي لانه ابلغ في الاستخراج الوسخ لكونه مثل الصابون في التنظيف
 علی ہوئی یا نہی اگر سیکھتے تاکہ میت کا بدن خوشبو جادی پیر او سکا سر اور ڈاڑھی گل خیز دین دہودین کیونکہ اس میں خوب چھوٹا ہی اس کی خطی صابون کا مانند صابون کرای
 وان لم يوجد فبالصابون ثم يصبغ على ساره ويغسل حتى يصل الماء الى ما يلي النخث منه ولا يكسب على وجهه ليغسل ظهره
 اور اگر یہ نہ ملی تو صرف صابون ہی پیرائیں کرکٹ پر لگا کر اتار نہلاوین کہ پانی نیچے کی طرف تختہ تک بہہ جادی اور پیرہہ ہوتی کا کئی ہنہ کی بل اوندانہ کر دین
 ثم يجلسه الفاسل ويستند الى به ويمسح بطنه برفق وان خرج منه شئ يغسله ولا يعيد غسله ولا وضوءه الا يغسله
 پیرو سکا نہلاوین یا اپنی سپاریں پیر کر نرم نرم چٹ کو ملدی اور اگر پیٹ میں سی کچھ نکلی تو دہودی استی نہ غسل کا احادہ ہی اور نہ وضوء کا اسو سکی اور سکا غسل
 عرف بالنص وهو قوله عليه الصلوة والسلام للمسلم على المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلابد
 جو نص سی اس حدیث میں ثابت ہو ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چھ حق ہیں اور میں غسل میت کو ہی ذکر فرمایا سو ہی اکیار ہولیا پیر احادہ میں ہی
 ثم يشق بثوب لئلا يبتل أكفانه ويجعل على رأسه ولحيته الخوط وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولا باس لسانا وانواع
 پیر کڑیسی پر نیچے دین تاکہ کفن نہ تر ہو جادی اور او کی سر اور ڈاڑھی پر اگر کچھ خوشبو مرکب لگا دین حوط خوشبوری کئی خوشبو چیر وشی مرکب ہوتی ہی اور سب کچھ کی خوشبو لگا
 غير الزعفران والورس فانهما يكرهان في حق الرجال دون النساء ويجعل الكافور على مساجده وهي جبهته وناقاه ويداوه
 سوا زعفران اور ورس کی کچھ دھرمیں ہی بہہ دونو مردوں کی حق میں مکروہ میں عورتوں کی کئی مکروہ نہیں اور مساجد پر کافور لگا دین اور مساجد او کی پیشانی ہی اور تاک اور دونو ہاتھ
 لکبتاه وقدماه لانه كان يسجد بهذه الاعضاء فكانت اولي بزيادة الكرامة ولا يصرح بشعره ولحيته ولا يقص ظفره
 اور دو کونکھیں اور دھرم اس کی کان اعصاب پر سجدہ کرتا تھا تو سب سے زیادتی تعظیم کی بہہ ہی اعضا اللہ تعزین اور بالون میں اور ڈاڑھی میں کنگھیں نہ کرین اور نہ ناخن تراشیں
 وشعره لان هذه الاشياء انما تفعل للزينة وقد استغنى عنها وما روى انه عليه الصلوة والسلام قال صنعوا مجاً لم
 اور نہ بالی کرین کیونکہ بہہ مسلمان زینت کی ہیں سوا سکی کچھ حاجت نہیں رہی اور بہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سنگھ بناؤ اینجی موتا کا
 كما تصنعون بعروسكم محمول على التطيب والتطهر على التقصيص وازالة الخزعكون ذلك غير مستحب في الميت وروى
 جسی سنگھ کرکئی ہوا ہیں دہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرکئی پر اور جنر کی روکر نہیں کیونکہ بہہ امور میت کی حق میں غیر سنون ہیں اور
 عن ابی حنيفة وابی يوسف ان الظفران كان منكسرا فلا باس باخذه ومزجاة ولم يوجد ماء ليغسل يديه ويصلى عليه ثم
 ابو حنیفہ اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو کسی کتر نیکیا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کوئی شخص مر جادی اور پانی غسل کو نہ ہا تھا ہی تو تو کو تیمم کر دین اور غارہ میں ہی
 ان وجد ماء يغسل وقعد صلواته وقيل لا تقاد وان جرى الماء على الميت او صابه مطر عن ابی يوسف انه لا يوجب غسل
 اگر پانی چھادی تو نہلاوین اور غارہ دوبارہ پڑھیں اور کوئی کتہا ہی کہ پیر نہ پڑھیں اور اگر میت پر غرہ بخود پانی بہہ گیا یا مینہ میں بہہ گیا تو ابو یوسف ہی روایت ہی کہ قایم مقام لگا
 لانا امرنا بالغسل وجوان الماء واصابة المطر ليس يغسل والغريق يغسل ثلاثا في قول ابی يوسف عند محمد في رواية ان
 ہونا کیونکہ تیکو حکم غسل دین کا ہی اور پانی کا بہنا اور مینہ میں بہہ گنا کچھ غسل نہیں ہی اور ڈو بی ہوئی کہ ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق کہ تین بار
 نوى الغسل عند الاخر من الماء يغسل مرتين وان لم يتو يغسل ثلاثا في رواية عنه يغسل مرة واحدة وغاسل الميت
 پانی میں سی کھاتی ہوئی غسل کثیت کی ہو تو پیر دوبار نہلاوین اور اگر تین غسل کی نہیں کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت میں انوی کہ ایک ہی دفعہ نہلاوین اور میت کا نہلاوین
 ينبغي ان يكون على طهارة وان يكون اقرب الناس اليه وان لم يوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله يكفن ولكل واحد
 چاہی کہ وضوء ہو اور میت کا سب سے زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی خدا ترس اور پیر گار ہو اور جب نہلا چکیں تو کفن پیرائیں اور کھو
 من الرجل والمرأة كفن السنة وكفن الضرورة في خفها ما يوجد وكفن السنة للرجل قميص وازار ولفافة
 کائی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لا چاری کا دولو کی لئی وہ ہی جو میرہ جادی اور کفن سنت مرد کا قمیص ہی کفایتی اور شہید اور چادر

القصاص من المنکین الی القدامین بلاد خریص ولا حیب ولا مکین وکل واحد من اذانار واللغافة من الفرق الی
 یس فی دو نومونہ ہون ہی ہاؤون تک بی طی اور کریبان اور ہی ہتھونک اورچ وٹوئیئے نہند اور پوٹ کی جادر سے
 القدرہ فاذا رید تکفینہ ینسب اللغافة ولا ثم الاذان ثم القصاص ثم یوضع المیت فیہ ویقصر ثم یعطف
 ہاؤون تکمن جب کفن بنادین تو پہلی پوٹ کی جادر چھوین ہراوسکی اورچ بند ہراؤیکہ اورچ بند ہراوسکی اور پوٹ کو کریمہ کفن بنادین ہر پند
 الاذان من جمہۃ الیساں ثم من جمہۃ الیمین ثم اللغافة کذلک وان خیف انتسار الکفن یعقد صیانة عن
 یمن بائیں طرف سی پشین ہر داہنی طرف سی ہر پوٹ کی جادر سے ہی طور پر اور کرکفن کے دونوں کا خوف ہو تو کرہ لکھادین ہاؤا
 الکشف وکفن الکفایۃ لہ اذان ولغافة ویکرہ اقل من ذلک الا عند الضرورة وکفن السنۃ للمرأة درع وخمار
 کس ہاؤی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہند اور پوٹ کے کھاتھی کم تو کرہ کرہ چاری کو اور کفن سنت عورت کی ٹی پیراں اور اوٹھنے
 واذنار ولغافة وخرقة تربط علی یدیمہا فانہا تلبس الدرع ولا ثم یجعل شعرہا ضفیرین علی صدرہا فوق اللہ
 اور تہند اور پوٹ کے جادر اور دامن جس میں اوکی پٹان چھادین جس عورت کو پہلی پڑم بنادین ہر وکی بالوکی دولین کر کریمہ پیراں کی اوچھو ٹوٹو پیراں
 ثم یوضع الخمار علی راسہا منشورة کاملقعة فوق ذلک ثم یعطف الاذان واللغافة کما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقۃ
 ہر اوٹھنے اور کس سر پہ خنک کی طور پر درع کی اوپر پھلا کر دواؤا دین ہراؤا اور اغانہ کو اوچھو طور پر جو مرد کی حق میں مذکور ہوا بیٹ میں ہر پوٹ کی جادر سے
 فوق الکفان وعرضہا ما بین التدی الی السرة وکفن الکفایۃ لہ اذان ولغافة وخمار ویکرہ اقل من ذلک الا عند
 کفن کی اوپر پٹ دین اسکا عرض پٹان ہی ناف تک چاہئے اور کفن کفایت عورت کا تہند اور پوٹ کی جادر اور اوٹھنے اس کی کمر کردہ ہے مگر
 الضرورة ویجوز الکفان قبل ان یدرج فیہا المیت وتزول یزاد علی خمس علی ما ذکرہ الزبلی وقال المرغینانی علی ما ذکر
 وجاری کو اور کفن کوست کی داخل کرنی ہی پہلی خوشبو کی دیکھو دین طاق اور پانچ ہراؤی زیادہ موافق ہاؤی ہی کی تین ورم بنانی موافق اوکے جوئیہ کے
 فی شرح المنیۃ ان کان فی المال کثرة وفی الورثة قلة فکفن السنۃ اوفی ولا فکفن الکفایۃ تا اولی مع جوار کفن
 شرح میں مذکور ہی کھاتھی اگر نہ کہ بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولی ہی ورمین تو کفن کفایت وکی ہے اور کفن سنت تو ہی
 السنۃ والمرأۃ فی الکفن بمنزلۃ البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد النشوۃ فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان
 جائز ہی اور ماہیت کفن کی باب میں بجای بانع کی ہی اور وہ لڑکا جا ہی حد نہ ہوت کو نہیں ہو گیا تو بہر پٹہ کہ اوکے کفن بانع کا دیون اور نہ
 کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوة علیہ فرض کفایۃ ان اذہا البعض ونور جلا واحدا
 اوکے کو ایک کٹر کجا کفن دیون تو ہی جائز ہی اور کفن کراوسہر ناز بزمین اور فاجازہ فرض کفایۃ ہی اور کوئی ہی اور کردی اگر کبہ ایک ہی مویا
 اوامراۃ واحدة تسقط عن الباقرین والا یأثم کلک واذا حمل علی سرة فالسنۃ ان یجملہ اربعۃ نفر من جوانبہ الاربعۃ
 ایک ہی عورت ہو تو کسے ذمہ سی ساقط ہو جائی ہی اور زمین تو کسے گا جو ہی میں اور جلا وکے جازہ ہراؤا ہاؤی ملین تو کسے کہ جائے جاون طرف سی اوٹھا دین
 اذ فیہ تخفیف للحاملین وصیانة للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یبتعہ احد لیکون ہؤلاء
 کیونکہ اس میں اوٹھا دین والو کو تخفیف ہی اور میت کی گزرنی ہی اور اوٹھی ملین ہی حفاظت ہی اور جاعت کثیر ہو جاتے ہی ہاؤنک اور کوئی سنا تہ نہ چلے تو
 جماعۃ ولیس عون بہ فی الشی بلا خب وعند کثرة الناس وتناوبہم فی حملہ یستحب کل من یجملہ ان یجملہ من کل جماعۃ
 جماعت ہے اور جن میں علی ہی کریں دو زمین نہیں اور کثرت انہو میں اگر ہاؤی ہاؤی لا کوئی چلین تو ہر ایک کو جاون طرف سی
 عشر خطوات لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنہ اربعین کبیرۃ وکفایۃ حملہ
 دس میں قدم ہی ملنا مستحب ہے واسطی ارشاد ہی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم ہی چلے تو اوکے چالیس کبیرہ کنہ معاف ہو جائی ہیں اور جن میں کی کفایت
 ان یدتری بالمقدم الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمقدم الایسر
 ایسی دیکھ اکل داہنی جانب اوٹھا کر دینی داہنے موند ہے ہر کہی ہر پہلے داہنے جانب اپنی داہنی موند ہی ہر کہی ہر اکل بائیں جانب ہی

[illegible]

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولاً بالاعتبار وقراءة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر
 او بعض منع كرتي بن یہ کہتی ہیں زائر کو چاہئے کہ جہت میں ٹھہرے اور قرآن پڑھنے والے کو اس میں عجز اور
 واحضار الفكر فيما يتعلق ولا اعتبار والفكر لا يجتمعان في قلب واحد في زمان واحد فان قال قائل اني اعتبر فوق
 فكر لانا جالس جو پڑھتا ہی اور عبرت اور فکر دونوں ایک ہی کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہو سکتے اگر کوئی مترشح کی حکم کو کہتے جوت پہلے
 واقرا في وقت آخر والقرآن اذا قرئ ينزل الرحمة فيرجى ان يلحق باهل القبور من تلك الرحمة شيء ينفعهم فالجواب عنه
 اور وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال پہلے کہ قرآن پڑھتی وقت اس کے جوت وترتی ہی بامید ہی کا اور جوت میں ہی کہہ رہا ہوں کہ جو کہ سب کو فائدہ بخشی تو اس کے جواب کے
 من وجه الاول ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولاً بما تقدم عن الفكر ولا اعتبار في الموت وسؤال
 بن اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اور وقت سمجھ میں اور موت کی خوف میں اور شکر کبر کے سوال غیر میں
 المملکین وغير ذلك عبادة ايضا والوقت ليس محلاً لهذه العبادة فقط فلا يخرج من عبادة الى عبادة اخرى لاسيما
 مشغول رہا ہی عبادت ہی اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو جو پڑھ کر دوسری میں لگتی ہے چاہے خاص کر
 لاجل الغير والثاني انه لو قرأ في بيته واهدى ثوابها اليهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثوابي
 دوسری کی وجہ سے دوسرا جواب یہ کہ زائر اگر اپنی کہ میں قرآن پڑھ کر ثواب اہل قبور کو دے دیکر اس طرح کہ قرآن پڑھنے سے فائدہ ہو کر ان کے لیے انہی اس وقت کا ثواب
 قرآن لاهل القبور لوصل اليهم ان هذا دعاء بوصول الثواب اليهم والدعاء يصل بلا خلاف فلا يحتاج ان يقرأ على قوم
 اہل قبور کو پہنچا دی تو البتہ یہ ثواب وکون کا کیونکہ اہل قبور کو ثواب یعنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہنچتی ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن جو پڑھ کر جاکر
 والثالث ان قراءته على قبورهم قد يكون سبباً للعذاب بعضهم اذ كلما مرت آية لم يعمل بها يقال له اما قرأتها لم سمعتم
 تيسر اجاب یہ ہی کہ قبروں پر قرآن پڑھتی ہی کسی مردہ کو عذاب ہی ہونی لگتا ہے سو اس لیے کہ جب ایسی آیت آئی کہ او جمل نہیں کیا تو اس کو کہیں کی یہ پہنچ
 فكيف خالفها ولم تعمل بها فيعذب لاجل مخالفتها بها والرابع ان السنة لم ترد بها وكفى بها منعاً فاذا كان كذلك فلا
 پتہ کی خلاف کیوں اور یہ جمل کیوں نہ کیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوگا اور جو نہا جواب یہ کہ جہت میں نہیں آیا اور منع کر نہ کیوں کی ہے جب یہ بات ہو تو زائر کو یہ
 بالزائر ان يتبع السنة ويقف عند الشرح له ولا يتعداه ليكون محسناً الى نفسه والى اهل القبور لكان زيارة القبور
 اہی ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجا و زکری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو دی اسلئے کہ زیارت قبور کے
 نوحان زيارة شرعية وزيارة بدعية أما الزيارة الشرعية التي اذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فالمقصود
 دو طرح کی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہی حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جازت تھی بہن مقصود
 منها شيان احدهما سراجهم الى الزائر وهو لا تعاط ولا اعتبار والثاني لاجم الى اهل القبور وهو ان يسلم عليهم الزائر ويلعب
 اور دوسری بات میں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی نہ پندیری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر کو سلام پہنچا دی اور ان کی اٹنی حاجت
 لهم وأما الزيارة البدعية فهي زيارة القبور لاجل الصلوة عندها والظفر بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود
 کری اور زیارت بدعی یہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو جا دی اور ان کی طواف کر نہ کو اور قبر کی پرست اور چوٹی کو اور مونہ قبر پر
 عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثه بهم وسؤالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الدين وتفرج
 لہی کو اور ان کی اٹنی حاجت کو اور اہل قبور کو بکار کر ان ہی مدد مانگنی کو اور ان کی بارگاہی اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادائی قرض اور کہن
 الکربات واغاثه الله فان وغير ذلك من الحاجات التي كان عباد الاصنام يبتسأون من اصنامهم فان اصل
 سختیوں کا اور اولاد پہنچا دین کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جوت پرست اپنی تون ہی مانگتی ہیں بیشک اس میں
 هذه الزيارة البدعية الشكية ما خوذ منهم وليس بشيء من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمين اذ لم يفعل رسول الله
 زیارت بدعی شری کی بت پرستوں ہی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان میں باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے سو اس لیے کہ نہ تو یہ رسول اللہ

صنعه فی الدعاء للخی فانما لما كنا اذا قمنا الى جنازة ندعوا له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعوا له ونشفع لانه
 دعاءه فی ذلک اولى جائز من سبهم لوک جرب وکے بنانه برکرمی ہو کر اوسکے واسطے تمنا کرتی ہو اور اوسکی تمنا کرتی ہونے کی وجہ سے جو سب کے کادے کے لئے دعا مانگنا وغیرہ
 فی قبره بعد الدفن اشدا احتیاجا الى الدعاء له منه على نفسه لانه حیثین معرض للسؤال وغیره علی عامری عمر عثمان
 فیرک اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ آنا نقش پر پہن تہا کہو کہ اب و سکو سوال وغیرہ در پیش آتی ہیج اتق سوابت من
 بن عفان انه علیه الصلوة والسلام کان اذا فرغ من دفن الميت قف علیه وقال استغفر ولاخیکم واسالوا له
 بن عفان کی کہنی صلی اللہ علیہ وسلم جب سب کو دفن کر فانی ہوئی تو اوسکی جگہ توقف کر کرنا منقذ ہو گا اپنی بیانی کی وجہ سے دعا کرو
 التثبیت فانہ لان یستل قدوی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل الميت عن ربک یا تری له الشیطان فی صورة
 کہ وہ ثابت ہری کہو کہ ابوسکے سوال ہوگا، اور سفیان ثوری ہی روایت ہی کہ وہ کہتا تھا جب میت کی سوال ہوتا ہی تیرا رب کو کہ تو اوسکو شیطان ہر وقت ہر
 ویشیر الى نفسه انی انا ربک قال الترمذی هذا فتنة عظيمة ولذلك کان النبی علیہ الصلوة والسلام یدعو بالشہادۃ
 فلو انہی دینی طرف سے اور تیری تیرا رب ہوں ترمذی کہتا ہی یہ بڑا فتنی ہے یہی الی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کی دعا مانگا کرتی ہی کہ
 اللهم ثبت عند المسئلة منطقة وافتح ابواب السماء لروحه وكان یستحبون اذا وضع الميت فی المحدث ان یقال اللهم
 آہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکھی اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کھول دی اور بہت نیک جاتی ہی کہ میت کو لحد کی اندر رکھ کر یہ دعا مانگ کر
 اعذہ من الشیطان الرجیم فہذہ سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
 اور سوسکے شیطان راہ سے ہما پس یہی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق میں کئی اور پچیس سال رہا
 وھذہ سنة الخلفاء الراشدين وطریقة جمیع الصحابة والتابعین قبل اھل البدع والضلال فولا غیر الذی قیل
 اور یہی طریق خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پر گراہ جنتوں کی وہ بات جو ان ہی کو کئی ہی بل الی
 لهم فانهم قصدوا بالزیارة التي شرعها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسانا الی الميت والی الزائر سؤلہم بالمیت و
 انکی مراد زیارت ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت اور زائر کی حق میں نیک جہد کر جائز رکھا، کیے کہتے ہیں
 الاستعانة به وليس هذا الفتنة التي قال فیہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیف اذا البستکم فتنة یصر فیہا الکبیر
 اور استعانت کرنا اور یہ ہی فتنی ہے حسین عبد اللہ بن مسعود کی کہتا ہے کیا حال ہو گا جب تمکو فتنة ڈیٹا ہو گا حسین بڑا بڑا ہو گا و
 ویشأ فہا الصغیر تجری علی الناس تنجذ ونھا سنة اذا غدت قیل غیرت السنة قال ابن القیم فی افاضة هذا بدل
 اور چھوٹا جوان ہو گا وہی لوگوں پر جو گزری گا اوسکو سنت اُسر لینگے اگر اوسکو بدین تو یہ کہیں سنت بدلتی ابن قیم اعانتہ میں کہتا ہے ابن مسعود
 علی ان العمل اذا جرى علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیہ وقد جرى العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
 اس قول ہی معلوم ہوتا کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا و مشرک کہتے ہیں کہ اور مدت دراز عمل بخلاف سنت ہوگا،
 فاذن لا بد ان تكون شذیذا المتوفی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجہود فلا یغرنک طباقہم علی ما حدث
 سواب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات ہی بجا چاہئے اگرچہ اوسپر جہود متفق ہوں اور کئی اتفاق پر ہوں کہ بدعات پر جو
 بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تكون حریصا علی التفتیش عن احوالہم واعمالہم فان اعلم الناس واقربہم الی اللہ اشبہہم
 یہو مخا کی بیا ہوئی ہیں کہ کہتا، بلکہ تمکو لایق ہی کہ اوسکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرنا ہے کہو کہ یہ میں برا عالم اور اللہ کا برا مقرر ہی ہی اوسکی سادہ
 واعلمہ بطریقہم اذہم اخذ الدین وہم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تكثر عنھا الفتنة
 خوب فہا لایق ہی کہتے خوب تھا ہوا سوسلی کہ دین اوسکی حال ہوا ہی اور وہی صاحب شرع ہی شریعت نقل کر نہیں اس میں سوچو کہ لازم ہی کہ انہی اہل عصر کی مخالفت
 لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیہ السلام اذ قد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلمیکم بالسواد الاعظم
 صحابی کی موافقت میں کچھ فکر کری کہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدموں میں دوراء ہو جائیں تو بڑی انجہ کو ب

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بالي شامة حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان
عبد الرحمن بن اسمعيل جوارا لشيخه مشهور في كتب من قبله لزوم جماعة كالحكم بن عمار وادب من كان من قبله جوارا لشيخه
المتمسك قليلا والمخالف له كثيرا الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل
حق ما لي ثموري اورا وكي مخالف بہت ہون یا دربی حق وہ ہی مسجد جماعت اولی رہی ہے سب سے صحابہ اور اوکلی بعد جوارا علی بیتہ پیل گیا ہوا
بعدہم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرب قلب السالکین وایاک وطرق الضلالة
کچھ اعتبار نہیں اور فضل بن عیاض فی ایسی بات کہی ہی کہ مغربی وکلی ہم ہیں راہ ہدایت پر لکھا ہوا وکلی ملنے والوں کی کمی ہی تجھ کو کچھ غل نہیں لگا اور اگر ایسی ہی تو نسی بتا رہا
ولا تغتر بکثرة الهاکدین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خدیکم فیہ التمسار فی الامور وسیبائی زمان بعدکم
اورا وکی کثرت ہی ہو کہ میں نہ آتا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں تیرے شخص سے جو عمل میں بدلے کی کری اور تیرے بعد ایسی زمانہ آئی
خیرکم فیہ الثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی هذا الزمان بطل
کہ تیرا وہی شخص ہے جو ثابت رہے اور وقت کری سب کے شہادت کے امام غزالی کہتے ہیں کہ ایک شخص ایسے کے جو شخص میں زمانہ میں ثابت نہ رہے بلکہ
وافق الجاهل فیما هم فیہ وخاض فیما خاضوا فیہ یهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة
جمہور کا ساتھ دی جودہ کر رہی ہوں اوکلی کثرت میں غم کر لے لگی تو ہلاک ہو دیکھا جیسے ہلاک ہو کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور مستوری
العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجموع وغیره وانما هو باحتراز من الافات والعاهات التي یأتی علیہ من البدع و
عماوت اور عقاوت کی کثرت ہی اور یہ کہ عیسیٰ رہ کر مجاہدہ کرتے ہی ہوتے دین کی استوری صرف ان افات اور صدات کے یعنی ہی جوارا وکچھ شہادت
المحدثات التي یؤدی الی تبدلہ وتغیرہ کما تبدل وتغیر اديان الرسل علیہم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا
نئی نئی باتیں گزرت ہیں جس میں دین نام بدل بدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اس ہی سبب سے بدل گئے ہیں ان ہی مرقی
یذبح للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوة تضمیمہ علی شیء وكثرة عبادتہ انه علی الحق فان تضمیمہ لم یجد رجوعه
مومن شخص کو چاہی کہ فریب میں آکر اپنی قوت تضمیم سے کسی شیء پر اور اپنی کثرت عبادت ہی یہ استدلال نہ کری کہ وہ حق ہے کیونکہ اوکا تضمیم کسی بات پر اور اس سے رجوع نہ کرنا
ولونشر المناشير لا یدل علی كونه علی الحق فیہ لان جرضه وتضمیمہ عیہ یلیس من حیث كونه حقا بل من حیث
الرجوع وخرق من ہی پہل جوارا پر یہ ثلاث نہیں کرنا کہ اس باب میں حق پر ہی کیونکہ اوکا جرم اور تضمیم اس امر سے نہیں ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس حجت ہی ہے
نشأته بین قوم یدینون بہ وللنشأة والمخالطة اثر عظیم فی تضمیم شیء حقا کان او باطلا الا ترى ان مثل هذا
کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہی کہ وہ اور لو کہ دنیا سے جانی پہلے پیدا کر لے اور یعنی مٹی میں سے کہ ہر شیء کی شکل میں ہوا باطل رہا ہی نہ تو باقی کیا دیکھتا نہیں کہ ایسی ہی
التضمیم یوجب علمة من ذوی البصيرة المركب کالیہود والنصارى ومن فی معنایہم وان کان كذلك فالواجب علی کل
تضمیم تمام عام لو کہ پہل مرکبوں میں جیسے یہود اور نصاریٰ اور جو انکی مثال میں ہیں موجود ہی جب یہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس بات پر
مسلم فی هذا الزمان ان یجتز عن الاعتزاز والمیل الی شیء من البدع والمحدثات ویصون دینہ من العوائد التي
واجب ہی کہ ایسے شہادت اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچنا ہے اور اپنی دین کو عادات سے بچنا
استانس بها وترطی علیہا فانها کسم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا ترى ان قویشا لاجل العوائد التي افعتها
ما لو ہو راہی در سہی میں ہر شے شہادت ہی کیونکہ یہ ہر قاتل ہی کی انت ہی کہ کچھ ہی ہیں انہما میں ہی کثرت ہو تا ہی کیا دیکھتا نہیں کہ تو فیہ نہیں ہے کہ اس کی نفی
نفوسہم انکروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما جاء بہ من الهدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرهم وطغی انہم ولذلك
اوکلی جان لگی ہوئی تھی نبی علی الصدوق و اسلام اور اوکلی ہدایت اور بیان کو مٹانا اور اس ہی سبب سے کہ فریب لگے اور اس کی اور اس ہی لئے
کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یدن ہب بمرۃ من القلوب بل الشیطن یحدث لکم
ابن مسعود کہا کرتے تھے نئی بدعات کچھ کیونکہ دین ایک بارگی دلون میں سے نہیں جا دیکھا بلکہ شیطان تمہاری لئے تج میں کالتا جا دے گا

بدعا حق بذهب الایمان من قلوبکم نسل الله تعالی ان یرینا الحق حقاً ویرزقنا اتباعه ویرزقنا الباطل باطلا و
 آخره یوقی بوقی تمہارے دونوں ہی ایمان بھل جاوے گا ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ حق ظاہر کر دیں اور باطل کا اتباع نصیب نہ کرے اور ہم پر باطل کو
 یزفرقنا اجتنابہ المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
 باطل ظاہر کر دیں اور باطل اجتناب نصیب نہ کرے انہما دون مجلس موت کی یادگاری اور اس کی تیاری کی لزوم میں رسول اللہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر واذا ذکرہا نرم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابیہ رواہ ابو ہریرۃ
 صحیح الحدیث وسمی فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شیئ لذت شکر کی یعنی موت کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث نہیں ہے ابو ہریرہ کی روایت
 ومعناہ ان الموت یکسر کل لذۃ فاکثر واذا ذکرہ حتی تستعد لہ فان قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثر واذا ذکرہ
 سی اسکی یہ معنی ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہے سو اسکو ہر وقت یاد کرو تاکہ اسکی سامان میں لگو بیٹھ کر قل علیہ السلام کا اکثر ذکر کرو
 ہا نرم اللذات کلام وجیز مختصر لیکن جمع فیہا جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقۃ یتقص علیہ لذۃ الخاۃ
 لذات توڑتی والیکہا کلام نہایت مختصر ہے ہر امن تمام مواعظ پہر دیں میں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد کرے گیگا تو اسے ہر لذت حلیہ
 ویمنعہ من تمیہ فی المستقبل ویزہد فیما کان یؤملہ من النکاح النفوس الزائدۃ والقلوب الغافلۃ تحتلجہ فی تکثیر
 کثر ہو جاوے گی اور اسکو آمندہ کی آرزو سے بند کر دیگی اور جو امیدیں بھگاتا ہو گا سب چھوڑ دیگی یہ نفس سستہ اور غافل و لگو کہ یہ حاجت ہے
 اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثر واذا ذکرہا نرم اللذات الموت مع قوله تعالیٰ کل نفس ذائقۃ
 کعبارت دراز اور غلط طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کرو یادگاری لذات توڑتی والیکہ موت ہی ہمراہ اس کی ہے
 الموت ما یکفی السامع لہ والناظر فیہ لان ذکر الموت یؤثر استشعالا لا نوعا لہ عن هذه الدلائل الغائیۃ والتوجہ فی کل
 ہر جان چمکتی والی ہی موت کو اسقدر ضرور ہے کہ سمجھنے والیکہ اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسکی کہ موت کن یاد کر نہیں اس درمیان ہی اہل تہذیب
 لحظۃ الی الدائم الباقیۃ اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفاد
 ہر لحظہ در باقی کیطرت متوجہ رہنے کی عقل پیدا ہوتی ہے سو اسکی عقل کہنے میں کہ موت نہ اعدام و صرف فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی
 عنہ وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد ساء اللہ تعالیٰ مصیبتہ حیث قال
 تعلق روح کا بدن سے چھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال میں بدل جانا اور ایک گہری دوسری گہری میں چلا جانا موت سب
 فاصابتکم مصیبتۃ الموت فالمرتبہ المصیبتۃ العظمیٰ واعظم منہ الغفلۃ عنہ وعدم ذکرہ وقلة التفکر فیہ مع
 بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالیٰ ہی اسکا نام مصیبت کہتا ہے ایمان فرمایا ہر آدمی پر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور دوسری بڑی مصیبت ہی
 ان فیہ وحده لعلہ لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرۃ ان الامۃ اجتمعت علی ان الموت لیس لہ سن معلوم ولا زمن
 یاد کرنا اور اس میں فکر نہ لگانا اور جو کہ مرتبہ اس میں ہر مرتبہ اپنی والیکہ بڑی عبرت ہے اور زمین ہی اپنی تذکرہ میں کہتا ہے کہ تمام امت بالاتفاق چاہتی ہے کہ موت کا کوئی سال معلوم نہ ہو
 معلوم ولا فرض معلوم وانما کان كذلك لیکون المرء علی ہیبتہ منہ مستعدا لہ لکن من غلب علیہ حب الدنیا والافہام
 زمانہ معلوم اور نہ کوئی فرض مقرر اور یہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اس سے ڈرتا اور سامان کرنا ہی سیکھ چسپ دنیا کی محبت غالب ہو اور اسکی لذتوں میں
 فی لذاتہا لعلہ لا یغفل عن ذکرہ ولا یدکرہ بل اذا ذکرہ عنده یدکرہ ویفرغ عنہ طبعہ لان غلبۃ حب الدنیا فی قلبہ
 کہتے ہیں کہ اسکی یاد دہشیں کرنا بلکہ اسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو یاد آتا ہی اور اسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے اسکی کہ موت کی لذتیں بلکہ
 ورسوخ علائقہا فیہ یمتنع عن التفکر فی الموت الذی ہو سبب مفارقتہا ولا یحب ذکرہ وان ذکرہ یدکرہ للتأسف علی الذنایا
 محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علانی موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہے اور اسکا ذکر چاہا نہیں لکنا اور اگر موت کو یاد ہی کر ہی تو دنیا کی تاسف پر
 ویشغل بدمتہ ویزید ذکرہ بعدا من اللہ تعالیٰ اذ قد ورد فی الحدیث ان من کرہ لقاء اللہ تعالیٰ کرہ اللہ لقاءہ ومع هذا
 موت کی یاد دہشیں کرنا ہی اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالیٰ سے اور یہی دور کر دیتا ہے سو یہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے گا جیسا اللہ تعالیٰ کو چاہے

القلوب واجبة لاسیما اذا كان قاسية فعلاجها بأربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
 کیونکہ دلوں کی دو کڑی واجبہ خاص الیسی وقت میں کہ وہ سخت ہو جاوے تو پھر اس کا علاج چار چیز ہی ایسی ہیں کہ عاکسیت میں کہ جب دل سخت ہو جاوے تو ایسی
 فعلى اصحابها ان يلتزموا بأربعة الأول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الآخرة ومن
 لوگوں کو چاہی کہ چار چیز کو لازم کر لیں اول علم کی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق کی رہنمائی دنیا سے آخرت کے طرف اور
 المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويجمع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم للذات ومفرق
 معصیت سے طاعت کی طرف بہت جوتی ہو کیونکہ اس سے دل نرم ہو جاتا ہے اور دوسرے موت کا یاد رکھنا جو کہ لذتوں کو توڑ دیتا ہے اور
 للجماع والتمسك بالبنين والبنات والثالث مشاهدة المتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزاعته
 جماعت کو بلا گندہ کرتی ہے اور بیٹا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہے اور کسی مرنے والے کی حالت نزع میں دیکھنا کیونکہ مشاہدہ سکنے کا اور دیکھنا اوسکے بچپن اور نزع کا
 وتامل صورته بعد موته يعظم عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان
 اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سے اور قلوب کو مسرات سے اور ہکون کو نیند سے اور بدن کو
 من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه الثلاثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسيد النفس مصرا على الذنوب
 ارام سے الگ کر دینا ہے اور طاعات پر ابھارنا ہے سو بہترین طریقہ میں چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہوں پر لگا ہوا ان سے
 ان يستنعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه ذن القلوب واستحكمت دواعي الذنوب
 اپنے دل کا علاج کرے ہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہی اور اگر دل کے میں سبب لگے اور سبب لگنا ہو تو کئی چڑ بیکر گئے
 فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما ليد يؤثر الاول والثاني وكذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور
 تو ہر اسمیت مسجد کی زیارت ایسا اثر کرتی ہے جیسا کہ اول اور ثانی اثر نہیں کرتا اور اسی ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو
 فانها تذكرك الموت والآخرة وترهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير
 کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آئے ہی اور دنیا چھوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انجام کی سمجھ کا ہی اور
 في مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معائنة ولذلك كانا ابغى من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
 سکتی کو دیکھنی عین اور قبر کے زیارت میں انجام کا معائنے ہوتا ہے اور اسی ہی میں یہ دونوں اول اور ثانی سے بہت نافع ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 ليس الخبر بالمعاشة لكن الاعتبار ولا تغاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج
 سنا ہوا دیکھی ہوئی کی برائت نہیں ہوتا ہے بہت اور پند پذیر ہی سکتے کی حال سے بڑھتے ہوئے ہونا ممکن نہیں ہے اور جو نبی کا علاج
 قلبه في ساعة من المساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع ولا تتفادى بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
 کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہیں ملتا ہے زیارت قبور کی قرآن کا تہہ آنا جلد ہو سکتا ہے اور نفع اسکی بہت ہے ہر لائق یوں ہی کہ قبور کی زیارت کری
 القبور ان يجتز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيادة قبور بعض المتبركين
 تو زیارت جس سے ہی ہر ہیز رکھی جو کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کو مقصود ہے اپنے شہر کے لوگوں کی قبر پر جا کر
 لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلا لها واستلامها وتعفير الخرد عليها واخذ تراياها ودعاء اصحابها
 نماز پڑھنا اور قبروں پر طواف کرنا اور چومنا اور ہوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور دامن کی ٹٹنی لینے اور دوش دے مارنا
 ولاستقامة بهم وسؤالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريغ الكربات واغاثة اللهفان غير
 اور اونپر ہوسہ کرنا اور ان سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں کا ادا اور سختیوں کی کنایش اور ناتوانوں کی مدد مانگنا
 ذلك من الحاجات التي كان عباد الاولاد يسئلونها من اولادهم فليس شيء منها مشروعاً باتفاق علماء المسلمين
 سوا اسکی اور حاجتیں جو بہت پرست لوگ اپنے بتوں سے مانگا کرتے ہیں اسو پہلی کرامتیں سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی ترمیم جائز نہیں ہے

نہیں تامل کیف كانت حالہم و دخلت منهم مجالسهم و دیارہم و انقطعت آثارہم و ضاعت اموالہم ثم یظهر فی نفسه فانه
 پہریم سوچی کرسا اولھا مائی اور لائی کی مجلس اور گھر پر روشنی خالی ہو گئی اور اون کا نشان نہ گیا اور اوسکے مال تباہ ہو گئے بہر اسی طرف خیال کری کہ میرا بھی
 سیکون عاقبۃ امرۃ کعاقبۃ امرہم فیسی فی اصلہم نفسہ باسقاط ما فی ذمتہ من الفرائض والواجبات والاحتساب
 انجام بہر ہی ہونے والا ہی ہو اولھا ہوا بہر اپنے حال کو درست کری جو اسکی ذمہ پر نہ رہا اور واجبات باقی بکھڑی ہوا اور
 عن المحرمات والمکروہات والتوبۃ عن الذنوب والسیئات یسرنا اللہ التوبۃ والاستغفار اناء الیل و اطراف النہار
 اور محرم اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برائی کار سے توبہ کرے اچھے ہسکرات کو اور مسیح شتم اور استغفار کی توفیق دے
 المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماہیۃ الطاعون وعدم التقدم علیہ وعدم الفرائض
 اور نہ دین مجلس وہا کی حقیقت میں اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ دمان سے بہر گنا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطاعون رجواہل علی طائفۃ من بنی اسرائیل فاذا سمعتم بہ یا مضر فلا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون پھیلے گا جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں رہنا سونو
 تقدوا علیہ واذا وقع وانتم فیہ فلا تخرجوا منها فرائضہ هذا الحدیث من صحیح المصالحیم رواہ اسامۃ بن زید
 اوسین بخاؤ اور جب وہ آجادی اور تم دمان پر تو دمانسوی باکی در کی ماریت تھو یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ہی اساترین زید کی روایت ہے
 والمراہ بالطائفۃ المذكورۃ ہم الذین امرہم اللہ تعالیٰ ان یدخلوا الباب سجدا ویقولوا حطۃ فدخلوا الباب قائلین
 اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جائے وگرنہ لوگ دروازہ پر
 حطۃ فی الفواہر اللہ تعالیٰ فارسل اللہ تعالیٰ علیہم الطاعون فمات منهم فی ساعۃ واحدة اربعۃ وعشرون الفامن
 حطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اور انہوں نے امر لکھی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وبا بھیجی سوائے ان میں سے گھڑے بہر کی عرصہ میں جو بیس ہزار
 شیوخہم وکبراہم فذل الحدیث علی ان سبب ظہور الطاعون هو الخلفۃ لامر اللہ تعالیٰ وقد وقع فیہ النہی عن
 بڑی بڑے آدمی مر گئے اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب عون و با بڑی کجاءۃ المرئی کی مخالفت اور اس میں بیخین دمان نہیں وہا کی جگہ میں جائی کی مانع ہے
 القدوم علیہ وعن الفرائض فالتہی الاول لبیان لزوم الحدیث عن التعرض للتلغۃ لا یجوز للعبد ان یلقی نفسه الی
 اور دمان سے بہر گنا کی پہلی مانع ہی تو اس کی پہلی کتف میں بڑی میں پھر اسے کہ بندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں لای
 التہلکۃ لقولہ تعالیٰ وَلَا تُلْقُوا بِأَیْدِیْکُمْ إِلَى التَّهْلُکَةِ والنہی الثانی لبیان لزوم التوکل والرضاء بقضاء اللہ تعالیٰ وقدرۃ
 اس کی تہی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری مانع واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر ہونا

ولبیان ان العذاب الواقع بسبب المعصیۃ لا یدفعہ الفراء وانما یدفعہ التوبۃ والاستغفار واختلف فی هذا النہی
 اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب سبب گیا ہو کی نازل ہوتا ہی وہ پہلے گناہ سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس میں پہلے گناہ
 فقا القاضی تاج الدین السبکی منہ ہبنا ہوا الذی علیہ اکثرہ ان النہی عن الفرائض للتحریر وقال بعض العلماء
 سواقضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہا زائد بہ وہ ہی ہے کہ کثر علماء میں کہ دمان سے بہر گنا کی اپنی تحریر ہی اور بعض علماء کہتے ہیں
 هو للتزیرہ وانفقوا علی جواز الخرج لشغل عرض غیر الفراء لقولہ علیہ السلام فی اخر الحدیث ولا تخرجوا منها فرائضہ
 کہ نہ ہی تزییر ہی ہی اور بالافتاق کہتی ہیں کہ دمانسوی چلا جانا و اسکی کسی کا کسی ہوا ہی بہر گنا کہ جائز نہیں ہے دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نے حدیث میں فرما دی ہے جواز الخرج
 ویدل علی التحریم ما روی عن ام المؤمنین عائشۃ رضانہ علیہ السلام قال الفاء من الطاعون کالفاء من الزحف واخرج
 اور حرمت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ وہی بہر گنا والایسا ہی جیسے لڑائی سے بہر گنا والا اور
 ابن خزیمۃ فی صحیحہ ان الفرائض من الکبار واللہ تعالیٰ عاقب علیہ ان لم یعرف واختلف العلماء فی حکمۃ ذلك النہی
 ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہی کہ وہی بہر گنا کہ کثیر ہی اور اللہ تعالیٰ اس پر عذاب کرے لہذا اگر نہ سنا کیا اور علما کو اس مسئلہ کی حکمت میں اختلاف ہے

کما یسلط علیہم احداءہم من الانس حیث افسدوا فی الارض ونبتوا کتاب اللہ تعالیٰ ولا یم فیہ الحارۃ طحمة من
 جیسے کہ او نہراؤنگی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت لے لیتی ہیں یہ محاربت سے جنگ
 الانس والطاعون طحمة من الجن وکل منهما یسلط علیہم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة ظہم لمن یستحق العقوبة وشہادۃ
 انساکی ہی اور طاعون صرف جنگ جہات کی ہی اور یہود و قنود و نهر الدرعز حکمت و علی کی تقدیر سے پہلی عذاب بھی عذاب کے اور وہی شہادت حق
 لمن ہواہل لها فہذہ سنة اللہ تعالیٰ فی العقوبات التي یقیم عامۃ فیہ کہوں طہر للمتقین وعذاب للفاخرین وقد ثبت
 شہادت کے سلسلہ ہوتا ہے ان عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادت آگے ہم ہی ہمار ہی سوتیہ کی وہی عادت اور بدکاروں کی بھی عذاب ہی اور وہی
 فی الحدیث ان سبب فی ذہم الطاعون ظہور الفاحشة وعلان المنکر علی ما روی عن ابن عمر انہ علیہ السلام قال فی الظہر
 من ثابتہ وکجاہی کہ وہا پڑنیکا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بظاہر ملنا سواقی روایت ابن عمر کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ پکار
 الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیہم الطاعون واخرجہ مالک عن ابن عباس موقوفاً والطبرانی مرفعاً ما فشا
 کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ بظاہر ملے لگی اور باندہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے سونوا اور طبرانی فی مرفوعاً نقل کیا ہے یہی ظاہر
 الزنا فی قوم قط الا کثر فیہ الموت قال ابن حجر الحکمة فی ذلک ان حد الزنا فی المحسن اذہاق الروح بصفة فصحة وہی
 زنا کی کسی قوم میں گروین موت کثرت ہوئی ابن حجر کہتا ہے حکمت اس میں یہ کہ زنا کی حد محسن کے حق میں جان کا کٹنا یہی بطور خاص ہے
 الرجم فاذا لم یقر فیہ الحد یسلط علیہم الجن لیقتلہم قال السیوطی من تمة ذلک ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال
 سنگسار کر کے ہر جگہ سین سے بعد قائم نہ ہوئی تو جن اور نہر تیناں کے ہوتا کہ او کو قتل کرین سیر علی کہتا ہے اسکا ہتیر یہ کہ زنا جو کبہ اکثرہ اوقات
 یقیم سرا یسلط اللہ علیہم عدوا یقتلہم سرا من حیث لا یرونہ وقاعدة العذاب انہ اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیرہ
 پوشیدہ واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اور نہر اب دشمن قضاات کرتا ہی کہ پوشیدہ اور علی لیا کہ کیو معلوم نہ ہوا وغذا کا قاعدہ ہم جگہ جگہ کسی قوم پر نازل ہوتا ہے یہی سبب
 شہد یجشون علی نیاتہم کما روی عن عبد اللہ بن عمر علیہ السلام قال اذا نزل اللہ بقوم عذاباً اصاب العذاب من کان فیہم
 پہرہ اپنی اپنی نیاتوں کی موافق ہو جاتی ہیں عبد اللہ بن عمر ہی راویہ کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے تو وہی شہد یجشون
 شہد یجشون علی نیاتہم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظہور المنکرات والاعلان بہا لان انکارها وتغیرها
 پہرہ اپنی اپنی نیات پر عذاب ہوتی ہیں علماء کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور بر بلا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا نیکرنا اور بدکار
 یصدروا لاجبا علیہم فمن ہای ولم یمنکر صار کمن فعل فاستحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انہ قیل یا رسول اللہ
 او نہر واجب ہو جاتا ہی پہرہ و کجی اکثر ہونے مانعت مگر یہ خودہ استحقاق عقوبات پر لیا گیا گویا کہ عمل گناہی جناح روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی فی عرض کیا یا رسول اللہ
 اہلک للقریة وفيہا الصالحون قال نعم قیل لہ یا رسول اللہ قال بنتا و نهم وسکوتم عن معاصی اللہ تعالیٰ قران
 کیا نام کا نہ ہو کہ ہر جانا ہی اور دسین صلحا ہوتی ہیں فرمایا ان عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرمایا اندک نا فرمائی یہ اوکلی سے اور جہ پڑی ہے
 الطاعون وان کان یقع عذابا لہم بسبب سکوتہم عن المنکرات عند ظہورہا لکن لما جعل لہم کفارة وطہرة کان لہم
 دبا اگرچہ اوکلی لئے منکرات کی ظہور ہو جب رہنی کی سزا میں عذاب آتا ہی
 رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رضانہ علیہا الصلوۃ والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرها ابتلاہ
 رحمتہم جناحہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا جب بندہ کی گناہ بیت ہوتی گئے ہیں اور کفارہ اوکلی نہیں ہوتا
 اللہ تعالیٰ بالحرز لیکفرها ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیہ من الاہام بالمعروف والنہی عن المنکر لزیادة
 تو ایسا کفارہ کیو عمل کو کفر میں مبتلا کرتا ہی اور امتثال ہی کہ اوکلی حق میں جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں قصور نہ کری دسٹے و فراموش
 حسنا تہ کما جاء فی الحدیث ان الرجل انکون لہ عند اللہ تعالیٰ منزلة فما یبلغہا یعملہ فما یزال اللہ یتبلیہ بما یکفرہ
 حسنت کے جو جناحہ حدیث میں آیا ہی کوئی شخص تقدیر الہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ او کو عمل کی برکت ہی نہیں حاصل کر سکتا تو اللہ تعالیٰ کو کبہ پیشہ کرتا ہی

حتى يبلغه اياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وزجر على الكافرين وهو صريح في ان
 آخذه اوس مرتبه پر چاہتا ہوں اور بیک حدیث میں آیا ہے کہ وہاں مومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی اپنی عذاب ہے اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ
 کو نہ شہادۃ ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكافر فاما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الآخرة اشد
 وہ صرف مومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہے اور کفار پر عذاب ہے تو وہ عذاب ہے کہ اس پر جلدی سے دنیا میں آگیا اور آخرت میں اس کے لئے
 العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان مصرا عليها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة
 اور یہی صحت عذاب ہی اور اگر کبھی کبھی اس وقت میں سے اگر وہ کبائر میں اور تائب نہیں ہوا تو وہ اس کی حق میں شہادت ہی نہیں
 له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشومر ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى
 اس میں تامل ہی اس واسطے کہ ہر سب سے کوئی کچھ یہ شخص ان گناہوں کی وبال میں نہیں مبتلا تھا شہادت کا درجہ نہیں پاسکتا اور بیک حدیث میں فرمایا ہے
 آم حبيب الذين اجترأوا التثبيات ان تجعلهم كالذين آمنوا وعملوا الصالحات وايضا قد سبق ان الطاعون
 کیا خیال کر رہے ہیں جنہوں نے کہا میں ہر انسان کو جسم کر دینگے اور کو برابر اور کئی جو یقین لائے ہیں اس کے لئے کلام اور یہی گزیر چکا ہے کہ ہر
 ينشأ عن طاعون فاحشته ويقع عقوبة بسبب العصية فكيف يكون شهادة يحتمل يقال انه ينال درجة الشهادة لعدم الاجراء الاول
 فاحشہ طاعون سے ہی نہیں اور گناہ کے سبب ہی عقوبت ہوتی ہے ہر شہادت کو جو ہو سکتی ہے اور یہی حال ہی کہ کچھ کہ شہادت کا درجہ ہو سکتا
 فيها لاسيما الحديث الواحد عن ائمة علي الصلو والسلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم وبالقيا
 اس وقت کی حدیثوں میں حکم عام ہے خاص میں اس حدیث میں جو ائمہ روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک فرمایا ہے ہر مسلم کی حق میں شہادت ہے اب یہ مضمون صاف علی العموم ہے
 على شخص المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يثبت عنها الاتبعات الا يصيب الحديث الواحد
 اور ہر جگہ کے شہید پر قیاس کر کر کہ شہادت کا درجہ ہو سکتی ہے ہر گز ہر سب سے کوئی کچھ یہ شخص ان گناہوں کی وبال میں نہیں مبتلا تھا شہادت کا درجہ نہیں پاسکتا
 ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الذين وصاؤا التبعات في معنى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب
 شہید کی تمام گناہ بخیر قرص کے ساتھ ہوتی ہیں اور تمام حقوق بنسبت قرص کے ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ گزرا شہادت کا درجہ ہو کر
 ان ساوی المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم ليستنفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر
 مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جائے اس واسطے کہ شہید دیکھ کر کبھی جہنمی ہوتے ہیں البتہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سے حقوق
 التبعات لكن التبعات لا تتمم الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يشبه بالله تعالى ثوابا مخصصا
 نہیں صاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی رہتی ہیں کچھ شہادت میں مستحق نہیں آتا اس واسطے کہ شہادت کی یہ ہر حق میں ہے کہ جب خدا کیسے نصیب کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ
 ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثم ان كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة
 ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہر اس کو تمام گناہ معافی حقوق کی صاف ہو جاتی ہیں ہر گز ہر سب سے کوئی کچھ یہ شخص ان گناہوں کی وبال میں نہیں مبتلا تھا شہادت کا درجہ نہیں پاسکتا
 وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشيئة الله تعالى
 اور اگر کچھ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اس کی گناہوں کو صاف ہی حقوق کی تو ہو کر دیتی ہے اور اب یہ حقوق اللہ تعالیٰ کی مشیت میں رہتا ہے
 فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذب به يرضى عليه خصمه كما روى انه عليه الصلوة والسلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى
 بیک حدیث میں فرمایا ہے کہ اس پر عذاب نہیں ہوتا جو کچھ اس کی گناہیں ہیں چنانچہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھ رہے تھے اس وقت
 بدلت شياها ففعل له لم تضحك يا رسول الله قال بجلان من اصبى جيشا بين يدي ريب العزة فيقول احدها يا رب خذ
 کہ وہ دن مبارک پیش نظر آئے گئے ہر کسے نے جو جہاں رسول اللہ آپ کیون نہیں میں فرمایا میری ہمت کہ وہ شخص بے عزت کی ساسنی آئی ایک کہتا ہے ای رب میری ہمت
 لي مظلمتي من هذا الاخر فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى
 اس پہاں ہی سے دلادی ہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے بھائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے کہ میری ہمت تو کوئی بدلہ ہی نہیں میری ہمت اللہ تعالیٰ کی ہمت ہے

دعاء علیہم بالہلاک وان کان من لوازمہ الہلاک بل المراد منہ حصول الشہادۃ لہم بکل من الامرین لان الموت
مگر جو ہلاکت اور اسکی لوازم ہے ہی بلکہ دعائے بوسیدان دونوں اسباب کے اور کئے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے سچے ہوئی ہے
اگر لازم لا خلاص منہ فکان محط الدعاء علی جعل کل منہما سبباً للموت الذی قدرۃ اللہ تعالیٰ ولا عفر منہ حتی
کدوس سے اصلاً مخلص نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہ ہے کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کری جو امدت شائی مقرر کے ہی اور اوس ہی کوئی کام نہیں ہے
یحصل بکل منہما الشہادۃ اما حصولہا بالطعن الذی هو القتل الحاصل فی الجہاد والفتن فظاہر واما حصولہا
بتاکر ان دودوم سے شہادت ہو کر ہی بہر حصول شہادت طعن ہی جو عین جہادین یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے را حصول شہادۃ
بالطاعون فلما ثبت بالحدیث انه وخرنا عن اثنائنا من ايجن فیکن شہادۃ بلا مریب ولہذا کان الدعاء برفعه غیر
طاعون سے سوائے کہ حدیث ہی ثابت ہو ہی کہ طاعون کو جا ہماری دشمنوں جنات کا ہے جس میں شک نہ ہوگا اور اسی کو کفر کے کما جائز نہیں ہے
مشروع قال المینی بکہ لان معاد المتنع منہ واعتل بان الطاعون شہادۃ ورجعۃ ودعوة نبینا محمد علیہ السلام
شیخ کہتا ہی کہ وہ ہی اسلئے کہ معاذ نے دعائے اور یہ محبت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا

علی حاروی عن عبد اللہ بن لافہ ان ابا عبیدہ بن الجراح لما اصاب فی طاعون عمو اس سخط معاذا واشتد لافہ
 سواقی رواہ ابن ماجہ بن رافع کہ ابو عبیدہ
 فقال للناس معاذا دعو اللہ برفعہ هذا الرجل فقال انہ لیس یجوز لکنہ دعوة نبيکم وموت صالحین قبلکم وشهادة
 معاذا کہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ عذاب دور کرے گا
 یجوز للہ تعالیٰ بہا من شاء منکم اللہ مات ال معاذا نصیبہم لافہ من ہذہ الرحمة فہذا القول من معاذا صریح بان
 تم میں سے جس کو چاہے اللہ تعالیٰ اس کو بڑا حصہ اس رحمت میں ہی عطا کرے اور معاذا کی یہ تقریر صریح ہے کہ

الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذ العلم الامامة بالاحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشرعا
اسكه دور ہو نیكے دعا جائز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ نام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز نماز فقہاء کا پیشوا ہو گا اگر دعا
لما اوجہم ان یستلوه بل كان یفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤل الرعية عنه ما ظنوا
جائز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جب لوگوں نے اس سے عرض کیا تھا اس خیال ہی کہ ہمارے حق میں
انہ مصلیة لم وقد صرح الحنابلة بالمسئلة وقال صاحب الفروع منہم لا یقنت لہ لانہ لم یثبت القنوت فی طاعون
بہ سے اور سنہوں نے اس مسئلہ کو مراحت ہی بیان کیا ہی اور صاحب فروع ابوین ہی کہتا ہی اسکی دعا کو نہیں اسکی دعا کو عوامین میں دعا ثابت نہیں بخوبی
عموم وغیرہ وابن الجوزی مال الی مشرعیہ سے فرادی الا انہ عنہم الاجتماع لہ وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه کما فی
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جائز ہی پیرا جماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی منع کی دعا کی جیسے

الاستسقاء فبدعت حدث بد مشرق في الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبع مائة ولم يفد شيئا بل ازدا لاملر
نماز استغفار من جرت ہی سوئے ہی دشمن من جاکر ہوئی ہی بڑے طاعون ششہ سات سو انچاس میں اور کچھ فائدہ ہی ہوا ہوا ملک حال اور ہی
شدۃ ثم قال ولوانہ کان مشرعا لم یخف علی السلف ولا علی فقہاء الامصار واتباعہم فی الا عصار الماضیۃ فلم یبلغنا
تباہ ہر گیا ہر کیا اور اگر دعا جائز ہو تو سلف پر تو توبہ نہ تھے اور نہ ملک کی فقہاء پر اور نہ ان کی فائدہ نہ تھے گد ششہ میں سو اسباب میں ہو کر کوئی مرد و ستار
فی ذلک خبر ولا اثر عن الحدیث ولا فرع مسطور عن احد من الفقہاء وائمة الدین وقد تمسک قوم علی مشر وعتیۃ بقو
اور نہ محدثین ہی کوئی اثر اور نہ کوئی جری فقہاء اور دین کی امام کی کہی ہو ہے اور ایک قوم نے جواز دعا پر بیٹھے فقہاء کے

بعض الفقہاء ان القنوت فی الصلوٰۃ کلھا مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان قصر
اس قول سے تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازوں میں ہر وقت نازل حوادث کی مشروع ہے اور واجب کرن اور دعا مانگنی عموم امر ہے کہ اگر طویل یا مؤخرہ عموم ہے۔

بالمريض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشتمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلاما من الوباء والنوازل
 عموم اراض كانا من اشد النوازل لان ما كان في جسمين طاعون في واحد منهما اوريجيه بڑا حادثہ ہے اور جواب یہ ہے کہ تمام وباء اور حوادث
 وان كان عام يشتمل الطاعون وخبره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام بخلاف
 اگرچہ عام ہون کہ طاعون و غیر وہی اینجی اصل ہون پر طاعون پر خاص کہ شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمار نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت پر خلاف
 الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون وتزيد ذلك ومرتد النهي عن الفرار منه دون الوباء و
 وبار اور حوادث کی اور اس ہی نامی وباء اور نوازل کی رفع کی دعا جاری ہی اور طاعون کی رفع کی دعا جاری نہیں اور کسی کی تائید کرنی ہی طاعون ہی کی نہ تائید سوار و بار اور
 سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابه يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن
 اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول میں کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اس وقت بہت اور بڑی شہ موجود تھے اور کسی ہی بڑی شہادت
 واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمرد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و
 کہ کسی نے نہیں ہے کچھ آپ کا ہوا کہ کسی کو تباہ ہو اور معاذ کا قول دعوت نبيكم اس سے مراد یہ حدیث ہی الہی کر دی رہی ہی بہت کے طعن اور
 الطاعون والمرد بالصالحين قبله قد تكلم عليهم الكلاباوى فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون
 طاعون سے اور صاحب سے جوت بار مراد ہون اور طعن کلاباوی گفتگو کرتا ہی اور کسی راہی یہ ہی کہ ان لوگوں سے ہی اسرائیل مراد ہوتی ہی کہ ان لوگوں کا
 وان كان قد وقع عذابهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهارة لما كان منهم
 اگرچہ انہر عذاب آیا تھا وقت ظہور اور یہ طاعون منکرات کے جودم کہا رہے نہ تکیا پر ان کی حق مراد ہی کہ انہ کا کفارہ اور طہارت سنتے
 من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد الجبل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من
 جیسی آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ سے واسطے کفارہ کو سارے ہی کی قبل ہونے کیونکہ یہ بہت تائب اور صلحا اور صلح ہے اور اس کے معلوم ہوا
 هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن
 کہ مسلم پر واجب یہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور ہنگامین کو شش کر ہی اس طور کہ جو اس کے ذمہ فرائض اور واجبات ہون اور اگر
 المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى مرد الظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل
 اور محرمات اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برائیوں سے نو بہاری اور جو اور ظلم کی ممانی اور حقوق سے رستگاری ہون یہی ہر کی اور تنہی سے بڑی وقت
 وقت ويتأكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولم يوقع به الطاعون خصوصا لاسيما الوصية من غير ان يقع فيه لحيف لقوله
 در کاری اور اس میں وہی کہ رسم میں عموما تکیا ہے اور جو طاعون میں مبتلا ہوا و سکون زیادہ تر علی الخصوص صیت میں کہ بلا قصویٰ کہ وکات ہون علی شادی ہر طاعون
 حاقا من مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين الا وصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان امر مسلم شيء يريد ان يوصي
 نہیں چاہا کہ تا شخص سلمان الگ کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ روشت ہر کہ وصیت اس کی کہی ہر اس کی اچھی سی بیعتی ہون جب کسی مسلمان اپنی ہی چیز کو اس میں وصیت کیا
 فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منية ويحول بينه وبين ما يريد وقيد ليلتين
 تو اس کا اور نہیں ہے مگر اس کی وصیت کہی ہوئی اس کی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اس کی موت کب ہی ہوگی اور اس کی ارادہ کو روکتا اور وہ سب کی قبل
 غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا وصيته مكتوبة عنده لاسيما اذا كان عليه
 کچھ مقصود نہیں ہی بلکہ یہ تائید ہے کہ ایسا نہیں چاہی کہ اس پر کچھ زمانہ گزری اگرچہ قلیل ہو مگر اس کی وصیت کہی ہو اس کی پاس ہو خاصا وقت اس کی وصیت
 دين او دعيه او غير ذلك من الحقوق في يذمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامر ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه
 فرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس یہ وصیت ضروری ہی اور اس میں ہر اس کے مستحب ہے کیا خبری کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جائے
 فيموت بغير وصية فيكون اثباته ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله
 یہ ہے وصیت مرعوبہ آپ اپنی ذمہ کا واجب کر کرنی ہی گناہ ہو دیکھا اگر اس پر وصیت بان کا عذاب ہے کہ اس کی ذمہ کو سنے حق اللہ

وحقوق الناس وان لم یکن علیہ من ہذین الحقیق بشیء لا یجوز علی الوصیة بل یستحب فی محلها لمن کان لہ مال ولم یکن لہ
 یزکوئی حق البلاء باقی ہو اور اگر اوکی نعمتیں ہی کچھ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا وہی حق میں جسکی باقی مال نہ ہو
 وارث جمیع المال وان کان لہ وارث فثلث المال وتستوفیہ فی الوصیة الواجبة ان احتیج الیہ وینقص منہ فی الوصیة
 پر وارث نہیں تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو بہر تہائی مال در تہائی مال وصیت واجب نہیں اگر حاجت پڑی تو پورا کر دی اور وصیت مستحب میں تھا ہی کسی کم
 المستحب وطریقہا ان یدکرہا بلسانہ عند عدلین ویتین قدرہا وجنسہا وصفہا وان کتبا وقراها علیہا واشہدہا
 اور طریقہ وصیت کا یہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنے ذکر کرے اور اوکی نقد اور بعضی وصفت بیان کر دے اگر وصیت لکھ کر دے تو کوئی شک اور اگر لکھ کر
 علیہا کان ولی لکن ینبغی لہ ان یختار غایۃ الحدیث ان یخص وارثا من ورثتہ بشیء علی وجہ التعلیل والاقرار فیکون خاتما
 گواہ کر دی تو وصیت ہوگی لیکن جائز ہی کہ ایسا کرے نہ کرے کہ خاتم لکھ کر دے یا کوئی چیز میں لکھ کر دے یا لکھ کر دے یا تو لکھ کر دے یا
 شرا خاتمة خیر لان اللہ تعالیٰ تولیٰ قسمة المورث بنفسہ واعطى کل ذی حق حقہ وعینہ لہ فی کتابہ الذی انزل علی
 براہینام ہی اچھا نہیں پہلی کہ اللہ تعالیٰ بذات خود قسمت موارث کا ذمہ دار ہو ہی اور ہر ایک حق دار کی حق
 رسولہ وتوعد من عصاہ وبتدل حکمہ بدخول النار والخلود فیہا فقال فی اخرا یات المورث ومن یعص اللہ ورسولہ یتقل
 حصہ میں کرے ہی اور نافرمان کی حق میں ہوگی کم کو تبدیل کرے دوزخ میں جانی گا بیشک اللہ عید فرما ہی چاہے موارث کی چیز یا وصیت کی چیز ہو کوئی ہی حکم کی اسکا بدلہ کرے
 حدودہ یدخلہ ناراً خالد فیہا ولہ حذاب مہین وروی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان الرجل للمراۃ
 اور اگر اوکی حدود کے اوکو دخل کرے گی مہین پڑی ہوگی یا اسکا کوئی حصہ لے لے گی اور اب ہر مرد سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت
 لیعمل بطاعة اللہ ستین سنۃ ثم یخصرہا الموت فیضار ان فی الوصیة ففیہا النار ثم یقرۃ ابوہریرۃ قولہ تعالیٰ بعد وصیۃ
 سا پھر برس تک اللہ کی عبادت کرتی تھی پھر ہر سبب اوکی موت آتی ہی تو وصیت میں ہی جنت الی کہے تھے یا خزاو کی ہی دوزخ دھب ہو جاتا ہی پھر ابو ہریرہ کی یہ کہتے ہیں کہ
 یوصیٰ یا اؤدین غیر مضاف الی الخ لایہ یشیرنا اللہ تعالیٰ من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الحادی والستون فی بیان
 جو ہر کچھ ہے یا قرآن کی حسب ورفقہ کا تقاضا کیا ہو اگر تک لکھی ہر اعمال موافق اپنی رضا کی انسان کر اسٹھویں مجلس صبر کی بزرگی میں
 فضیلة الصبر والبلاء والمصاب فی فضیلة الصبر عند البلاء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن
 بیات اور مصائب پر اور اس وقت نامہ دانا الیہ راجعون کی پڑھنی کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بلا مؤمن مرد
 والمؤمنۃ فی نفسہ ووالہ وولده حتی یلقی اللہ تعالیٰ وما علیہ من خطیئة هذا الحدیث من حسان المصابیہ رواہ ابو
 اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اور تری تھی ہی خرابی اسکا ہو کر مرنا ہو گیا ہو کوئی گناہ نہیں تھے حدیث صحیح کی حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت ہے
 ہریرۃ ومعناہ ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسہ ووالہ وولده حتی یموت ولا یبقی لہ ذنب بل یكون ذنوبہ
 اسکے سنی یہ ہیں کہ بلا حدیث مؤمن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مر جاتا ہی اور اوکل ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا بلکہ اسکا تمام گناہ
 کلہا اثر اٹلے عنہ بسبب ما اصابہ من البلاء والمح. وقد روی عن ام المؤمنین عائشة انہ علیہ الصلوۃ والسلام
 اسنے محو ہو جاتی ہیں کہ بلا اور محبتیں اوٹھاتا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
 قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرہا ابتلاہ اللہ تعالیٰ بالخرن لیکفرہا وروی عن ابی موسیٰ الاشعری انہ علیہ
 فرمایا جب کسے سیدہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہیں اور اوکا کچھ کفارہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسکو گرمیں مبتلا کر دیتا ہی کہ کفارہ ہو جاوے اور ابو موسیٰ اشعری سی روایت ہے
 الصلوۃ والسلام قال لا یصیب العبد نکتۃ فما فوقہا او دونہا الا بذنب وما یغفر اللہ تعالیٰ عنہ اکثر وقراف لہ تعالیٰ
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تھوڑا ہر دون گناہ کی نہیں آتا الا الذم صاف کر دیتا ہے سو بہت میں اور یہ حدیث آیت پڑھے
 وما اصابکم من مصیبة فیمّا کسبت ایدیکم ویغفر عن کثیر یعق ان ما اصابکم من مصیبة الا مصیبة کان
 جو پڑی ہوگی سختی سو بلا اسکا جو کایا تمہاری باتوں نے اور صاف کرنا ہی بہت ہینے تیر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہوتے

فهی بسبب معاصیکم التي انسبتموها والله تعالی یعفو عن كثير من الذنوب فلا یما قب علیها فی الدنیا وقال علی بن
سوره تمیزی تا فرانی کی شامت سی ہے جو تم کو ملے گی جو اور ہندو تھا بہتری گناہ معاف کر دیتا ہی اور کئی سزا دینا میں نہیں دیتا اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
عند الله تعالی خمس نقات فاولها المرض ثم المصائب فان كانت اكثر من ذلك
اسد تعالی بیان بارخ عقوبت ہیں پہلی بیماری پہر صینین ہر اگر اس کی گناہ بڑھتی ہوئی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پہر اگر اس کی گناہ زیادہ ہوئی ہیں
یجس علی الصراط وان كانت اكثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمین واما
توصیہ پر کتابی اور اگر اس سے بڑھتی ہوئی ہیں تو گناہوں کی کواف دو دھنیں عذاب ہوتا ہی پہر دو صینین نکلے گا یہ تمام حال گناہوں کا ہے اور
غیر المجرمین من المؤمنین فانما یرحمهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی المعقبی كما جاء فی الحديث ان الرجل یتکون
سے گناہ مومن اور غیر مصائب دینا وی اس ہی سے آتی ہے کہ اس کے درجات عقیب میں بلند ہو جائیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعض شخص ایک مرتبہ
له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما ینزل الله تعالی یدبلیه بما یرکبه حتی یبلغه ایاها والا حدیث فی هذا المعنی
اس کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سوره علی کی برکت سی حامل ہو کر سکتا ہے اور اس کے درجات میں تسانس ہوتا ہی وہ مرتبہ بالی اور سب سے بہتر ہے
کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاد فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة
بہت ہیں لیکن ایسی بات ہی کہ ثواب اہل بلاد جو ان مہیون میں اور اور جگہ آیا ہی اس کا عام مرتبہ ہے عین مصیبت پر نہیں ہے
علی ماروی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یخلق به الانسان ویختص به ولا
موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اگر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسی ہی کہ کو فرما انسان ہی حاصل کر سکا ہی ان ہی سے
یتصور فی المثلثة والیہا تم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشعر وحصل النفس عن الجزع واللسان عن الشکو
فرشتہ اور عارفوں میں نہیں ہو سکتا یعنی قفید اور شرع کی احکام پر دل کا قائم کرنا اور نفس کو بصبر ہی سے اور زبان کو شکوہ شکایت سی
والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عزالدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصائب ما جری علی مصیبة
اور اعتقاد کو یہ ہو کہ ہر بار ہر ہند کرنا شیخ امام عزالدین بن عبد السلام کہتا ہی بعض لوگوں کا یہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر اجماع ہوتا ہی
وهذا خطأ لان المصائب لیس من کسبها اصلا لا معاشرۃ ولا تسبیا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون
اور یہ گمان غلط ہی اس لیے کہ مصیبت انسان کی اختیار ہی پر نہیں ہے اور نہ باعتبار سبب کے اور نہ سبب کے اعتبار سے تعالی فرماتا ہی وہ ہی بد راہوں کی جو کرتے تھے
فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلای فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسبیه حتی یوجد
پس چکا بیٹا مر چکا اور مال تلف ہو گیا اور بدن پر آفت آجادی تو یہ صینین اس کی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اس کے سبب پیدا کرنے سی ان کے ہر ثواب
علیہا بل ان صبر علیہا یکون له اجر الصابین وان رضی بما یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحديث انما الصبر
لیکن اگر صبر کر لیا تو اس کو صابر کا سا ثواب ملے گا اور اگر صبر نہ کرنا ہو تو صابر نہ ہو گا اور علی کا لیکن حدیث میں بیشک یہ آیا ہی کہ صبر
عند الصدة الاولى كما روی عن انس انه علیه السلام فرما یرة تنکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیہ
پہلے صدمہ پر ہو کر آیا چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی ہی گئی آپ نے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جا بدایا اگر تجھے
عنی فانک لم تضرب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیہ السلام فانت النبی علیہ السلام فقالت لہ اعرفک یا رسول
ایسی مصیبت نہیں پڑی ہی اور اگر کوئی سنسی پہچانا کسی کے کہہ دیا کہ یہ نبی علیہ السلام میں بہرہ منے علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں گئی اور عرض کی کہ میں تجھ کو پہچانتی ہوں
الله فقال النبی علیہ السلام انما الصبر عند الصدة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضی علیہ زمان یحصل الصبر
پہچانا نہیں تھا پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہ پہلی فرمایا کہ جب دوسرے صدمہ پر گزر جلتے ہی تو یہ مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجادی
لکل مصاب شاء امر ابی وقال ابن مبرک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها
چاہے یا نہ چاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پہر اگر وہ دوسری مصیبت ہو جائے میں ایک تو وہ ہی مصیبت

وصرح المومنین ومناجات رب العالمین قال علیه السلام ان اعظم الخیراء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا
 اور دین کے لئے صلح اور پروردگار کی سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب ہے جو بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اس دعا کا
 احب قوم ابتلاهم فمن رضى فله الرضى ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرت الثواب يحصل بحصول كثرة
 کسی قوم کو محبوب کرنا چاہی یا نہیں بلاناظر کرنا چاہی کہ اس پر حکم اس پر راضی ہو تو اس کی ہر چیز اور ہر جزا ہو تو اس کی ہر چیز کے ثواب کثرت بلا کی کثرت سے
 البلاء فمن رضى به وصبر عليه يحصل له مرضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل
 حاصل ہوتی ہے ہر مرضی ہو اور اس پر صبر کیا تو اس کے لئے اس کی رضا مندی ہی اور جس نے بلا کو کڑھ جانا اور دلوں کا اور اس کے حکم پر راضی نہ ہوا تو اس کی نفی
 له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلها القلب وهما يتعلقان باللسان فلهذا ترى
 اس کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہی کہ رضا مندی اور بیزاری کا تعلق ناول ہے یہ دونوں ہی ملاقات کہیں عین زبان سے ملاقات نہیں کہتی ہے بلکہ
 كثير من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من
 اکثر لون کو دیکھتی ہو کہ درد کی باری یا بیماری کی شدت سے آہ اف تو کرتے ہیں تب تو اس کی رضا مندی کی وجہ اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی موافق جس کی آہ نہ
 يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى اذ لا يطمع احد على قلب احد
 سنتے ہیں آہ میں کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صبر نہیں کرتا اور اس کی حکم پر راضی نہیں ہے
 وترى عن عامر الرامى انه عليه السلام ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كغارة لما مضى من
 اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
 ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المناق اذا مرض ثم اعفى كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم
 اور آئندہ کی واسطے ہندی اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو اب اس کی جیسے اونٹ کہ جیسے اس کو باندھ دیا ہے اور اس کو چھوڑ
 لم يعقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبنتي عبدة المؤمنين لمحوسياتہ اولو فرم درجائتہ التي لم يبلغها
 تو اس کو چھوڑ نہیں ہوتی کہیں باندھتا ہے اور کیوں چھوڑ دیا ہے اس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انہی مومن بندہ کو اس کی گناہوں اور وہ درجات کے لئے ان سے عافیت نہیں
 الا بانواع البلاء فان الله يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنتها حمية له عن الاقتنان بها وترهيد له عنها
 لے سکتا تھا بلکہ جو جان و مال اس پر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچا کر دیتا ہے چھوڑا نہ کر دیتا ہے
 لئلا يطمئن اليها وبالف محبتها فيقطع ذلك عن منازل الآخرة لانه متى ابتلى بضعف سموة نفسه وبن هب
 تاکہ دنیا پر اطمینان نہ کرے اور اس کے الفت میں نہ پڑے اور اس کی خوشی اخروی مراتب ہی محمود نہ جاویں گے اور اس کی سختی اور بشاری
 صفات بشریہ وینقطع عنه مواد الهوى ولذا الدنيا في توجه في كل حال في السراء والضراء الى مولا وبالف الاقبال عليه
 عادات جاتی رہتے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اس کی طبیعت پر بہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولیٰ کے طرف متوجہ رہے گا اور اس کے لئے
 ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روى عن النبي صلى الله عليه
 الفت پڑی گا اور صبر اور رضا کو اپنی سلسلے قائم رکھے گا آخر اس کو مرتبہ دوستوں اور اولیاء کا حاصل ہو جائیگا اور اس کی رہائی کے یہ بھی ہیں کہ نبی کریم
 قال ان الله تعالى اذا اراد بعد خيرا واما ان يصافيه صيب عليه البلاء صبا ومن جملة ما اصاب عليه من البلاء
 فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی خیر یا اس کو پا کر چاہتا ہے تو اس پر بہت بلا ڈال دیتا ہے اور بعضے بلا میں اس قسم کی ہیں کہ
 انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختلف في حجر صيب او فارة يقيض الله تعالى
 کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اس پر تعین کرے کہ غائب کر دیتا ہے اور اس کو ہر وقت سدا رہی یہاں تک کہ اگر وہ بچے کی بل میں جا کر دیکھ تو اس سے
 له من يؤذيه كما روى عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في حجر صيب ليقبض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروى
 اس سے جگہ اذ اسان کو پہنچتا ہے یا نہ ملے یا نہ ملے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کوہ کی بل میں جگہ پڑے تو اس میں سے بھی تباہی لا مخرج ہوتا ہے اور ایسی ہے

مثله عن انفس بلطف لوان المؤمن كان في جوف فارة لقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاد يسبك صفات
النفس في غير ثبات هي اگر میں جو بھی کہ بہت میں ہوتو ترا سہیں جگہ اور سکامندی عام وجود ہوتا ہی اور سبکی حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کا کار صاف کوئی ہی
العباد کا نہ تعالیٰ یسبک نفس عبدة المؤمن بنار المحنة والبلاد لیصفیه من کدورات الخلاق بشریۃ لیصل لولایتہ
کو یا اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کی نفس کو منت اور بلا کی آگ میں لگا کر صاف کرتا ہی۔ اگر فحادات بشری کی کدورت سی صاف کر دلائل اور محبت کے لائق ہو جاوے
وعبته المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قولہ علیہ السلام اغتتم خمساً قبل خمس
بسیار میں مجلس اس حدیث کے تحقیق میں کہ حضرت جابر باج کو پہلے باج سے آخر حدیث تک

الحديث وما يفرغ عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتتم خمساً قبل خمس شابك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ہند دینی ہوئی فرمایا غنیمت جابر باج کو پہلے باج کی جہان کو
قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث
پہلے پڑا ہی ہے اور صحت کو پہلے بیماری اور توانگری پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندگی اور زندگی کو پہلے موت سی بہ حدیث
من حسان المصابيح رواه صيون بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه يقدر على
مصابيح كمن صبر ثور من صبيحة يومه من اهران كمن ردت سي بيك بن عبد السلام في احمد بن حنبل من صبر فربا ياك آدمي ابني جواني من صبره كاركرك سكتا ہے
الاعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلا بد له ان يغتتم الفرصة ويستغل بالطاعة في حال شبابه قبل هرمه لانه
جوان صبر ہی میں صبر کر سکتا سو او کو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی میں ہری سے پہلے عبادت میں مشغول رہی کیونکہ
في حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتغوى بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغي له ان يترك
جوانی میں اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہوس میں شب اور مصیبت کی عادت کرے تو بہر کیا طاقت ہم کہ پڑا ہی میں صبر پڑوسی تو لائق بہر ہی کہ ماصی کا
المعاصي في حال شبابه ويعود نفسه باعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وبين ايضاً انه في حال صحت يقدر
جوانی میں ترک کرے اور اعمال خیر کی عادت ڈال تاکہ ہری میں جاکر آسانی رہی اور یہ ہی بیان فرمایا کہ ان ن اپنی صحت میں بھی
على كسب الخيرات بماله وبدنه فينبغي له ان يغتتم صحته ويجهد في كسب الخيرات بماله وبدنه لانه اذا مرض يضعف
مال اور بدن ہی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر او کو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت مانگے ال اور بدن ہی کسب خیرات میں کوشش کرے کہ بہر ہو کہ بدن ناتوان ہو جائے
بدنه فلا يقدر على الطاعات وبدنه ويقصر بده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقلد
پہر بدن میں طاعات کی طاقت کہاں رہی ہی اور اتہ سبب تہا ہی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی بہر بہر قدرت نہیں کہ تہا ہی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبين ايضاً انه في حال غناؤه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی تو انگری اور فرصت میں بلا سوانح طامع کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدضر آتا اور فرصت کی جگہ دہندگی
يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشغولاً بامر المعاش فينبغي له ان يغتتم غناه وفراغه في تحصيل الاعمال
تہہ ہوں پیدا ہوجاتے ہیں طامع کے قوت کہاں بلکہ اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سوا لائق بہر ہی ہی کہ توانگری اور فرصت کو صلح اعمال کی غنیمت سمجھے
الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وبين ايضاً انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات
اسے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندگی ہوتا ہے اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہی اور جب ہوا
ينقطع عن العمل فينبغي له ان يغتتم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العمر جوهره نفيسة لا
تعمل تام ہونے میں لازم بہر ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت مانگے بلکہ ان میں عمل کرے کہ نہ عمر کا ایک ایک دم ایک فیض ہے ہا جو ہر ہے
قيمة لها اذ يمكن ان يشتري بها كنز من كنوز الجنة التي لا تانيق فيها ابداً لا باء فاضاعة تلك الا نفاس واشترها صفا
اسے کہ اس کے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانوں میں سی ہوتا آسکتا ہی جسکی نعمتیں کہے نام نہونگے بہر ایسی نفاس کو منقطع نہ ہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

علی طاعة الله تعالى لان كل ما احببه الانسان ووظفه به لا بد ان يفارق فان كان احبه لغير الله يعذب به
 اسئلہ کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ ہی پیدا کرتا ہی تو بالضرر اس سے جدا ہو گیا پھر اگر اس کی محبت در سطح غیر الہی ہی تو کو کچھ
 بغواتہ ان يحصل له من الالم قبل ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
 سہل وکھچا اور اتنا ہی الم پیدا ہو گا جقدر اس سے مل تعلق تھا یہی نئی بعض مقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے جیسے کہ اپنی جان کو
 تحمل المصائب فان محبتا لا ينفلت عن ثلث مصائب هم لازم وقت اثم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن المحبة
 محبت کا گہرائی کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت غلغلہ نہیں ہوتی شکر دائمی اور بیخ ہریشہ کا اور ارادہ بد انتہا اور اگر دنیا دار کو تیرت کوئی
 العذاب لعاجل لاهل الكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذا انه كلما بالمولوت في صلا
 عذاب سوائے کہ ہو تو یہ مصیبت ہی اس کی اتنی کفایت کرتی ہی پھر تو کیا حال ہو گا جب موت اور اس کی محبوبات اور لذت کی ہجرت میں مجاہد ہو گا
 معذبا بنفسه ما كان مثله انبه على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب ادة ليوم معادة اذ لو كان
 عذاب میں وہ مجاہد نہیں ہے مری اور اتنا تھا موافق اس لذت کے جس کے اسے قیامت کی راز دارہ کی کچھ سہیگی اسئلہ اگر کسی
 لذته في الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
 ہزار ہوں موت کے کچھ ہی اس پر ہزار مصیبت ایک بار کی بڑھاتے ہیں اسئلہ کہ اس کو سب ہی محبت تھی اور وہ سب کی ب
 عنه في لحظة واحدة كلها وبقي فحسرة وذا ما بعد موته وهذا اول عاقبة عقيب موته من الالم فضلا
 ایک دم پھر میں مانتی تھی میں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور پھر تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
 عما اعتده الله تعالى للذين اسحبوا الحيوۃ الدنيا ورضوا بها من عذاب لاخرة والخاص من احب
 اس کو تو کیا کہئے جو العوض لکھنے لگے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر لیتی ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل نہیں کہ جو شخص
 شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معذبا على طاعة الله تعالى يحصل له به
 سوائے اللہ تعالیٰ کے اور چیز کی محبت پیدا کر لی اور وہ محبت خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پسندوگار ہو تو اس کے حق میں
 الضل سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بخصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يك
 سفر ہی برابر ہے کہ وہ شئی اس کو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں لگا رہتا ہی بیخ سی آرام نہیں ملتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
 حاصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعا فاضعا ما حصل له من اللذة
 کہ حصول ہی پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اس پر فوت ہونے کے بعد چند در چند اس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
 ولو قال لعبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
 اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر پھر حاصل رہیں اور اس نے آخرت کی سعادت میں
 السعادة في الآخرة يصير عند الموت كأنه لم يظفر بشي من حظوظها ولذاتها وتغوى تلك الحظوظ
 کچھ سے نکلے تو وہ مرتے ہی ایسا ہو گا کہ دنیا میں کچھ پیچھے رہا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
 واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفسه ما كان منعا به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
 اس کے حق میں عذاب ہو گا دین کی اور وہ ہی عیش کی چیزیں وہ وہی عذاب کا سبب ہے جادین کے ایک تو ادھما چوٹیا اور عظم
 قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالعجب بالخاص بغيره من جهة فوته مع شدة تعلق
 دل اور نہیں لگا ہوا ہو گا دوسرے مائل نہ نہ کہ جو اس کے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا ہے حال کا محبوب تو اہم سے جاتا رہا اور محبوب با غلم
 لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال لعلماء ليس الموت لعدم
 اس کو پسند ہو گا اور پھر تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب ہی پہلے اس پر گذر گیا اس واسطے کہ علمائے ہیں کہ موت عدم محض

ولا فناء صفت وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال الى حال انتقال من
 اور نئی دنیا ہی نہیں ہی جگہ موت کیا ہی مروج کا علاقہ بدن ہی چھوڑ جائے اور بدن ہی الگ ہو جائے اور کیا حال ہی وہ سب اس حال بدل جائے اور کیا جگہ
 دار الخ اور هو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
 دوسری جگہ نقل کرنا اور یہی جگہ مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی موت کا نام مصیبت رکھا ہی چنانچہ فرمایا ہے یہ پہلی مصیبت موت کی
 فالمت هو المصيبة العظمى اعظم من الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكير فيه وترك العمل له والتأخر
 موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اس ہی بڑی کوتاہی رہنا کہ نہ اس کو یاد رکھی اور نہ اس کا کچھ نہ کر کری اور نہ اس کی اپنی کچھ نہ کرے اور
 الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفسه لا يمان
 ہوا ہوس میں پڑا ہی بیشک ہوا ہوس کی طاعت دین کی میں ایسا نہ ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دے لیکن باوجود کہ مومن صرف بواسطہ ہلاک
 قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول التزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
 اللہ تعالیٰ ہی ہم ہمہ کر لیتا ہی کہ تا فراموشی نہ کروں گا اور یہ سہل کی ایمان قبول اور ملتے کہتے ہیں یہ جو شخص لاکر الا اللہ کہتا ہے گو باوجود کہ کبھی
 يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظن في العالم شئ الا
 کہ میں ہی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یکساں ہی اور عالم میں کوئی شئ اور کسی اور اللہ اور
 بعلمه وارادته وخلقته ولا يستحق العبادة الا هو وانى لزممت عبادته ولا اعد الا اياه فبعل هذا
 ہدایت کی بدولت ظاہر نہیں ہو سکتی اور کوئی سوا اس کی سستی بندگی کا نہیں اور میں نے اس کی بندگی اپنی ذمہ لی اور کسی سوا اس کے عبادت نہ کروں گا البتہ
 المعاهدة يحكم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى النقص عهد مولا
 عہد کے بعد اس کو تا فراموشی نہ کروں گا ہر کچھ بات جو حکم یا ممانعت یہاں تک کہ اگر اس کی جہ میں مولیٰ کی جہ نہ نہ کا خیال نہ دے
 يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف لبي عليهما السلام لامرأة العزيز حين دعتة الى نفسها معاذا الله
 تو اس کو لازم ہے کہ میں یہ کہی جیسے یوسف بنی علیہ السلام نے عزیز کے جوہر سے کہا تھا جب اس نے اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ
 اندي لي حسن مشاى انه لا يفلم الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى فانيته هية وتركه مع قدرته عليا
 وہ عزیز الگ ہے میرا اچھی طرح دکھا ہی چھوڑا تیرا نہیں جاتی جو لوگ اپنے نفس میں بیشک مجادل بہتر ہو کر پڑی اور شہرت کو قدرت ہو تی ہوئے
 في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ليدل على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم
 جیسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالیٰ ہی کوئی مطلق نہیں ہو سکے ترک کر کے تو یہ دلیل ہے کہ اس نے اپنی ایمانی عہد کو جس کے ساتھ پورا کیا بیشک مومن جب یہ سمجھتا ہے
 ان رضی مولا في تركه هواه يقدّم رضی مولا على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولا وان كان مخالفا
 کہ مولیٰ کے خوشی ہوا ہوس کے ترک میں ہی تو اپنی سبکی خوشی پہلے خواہش پر مقدم رکھتا ہی اور اس کی لذت اور صفات مولیٰ کی رضا میں ہی ہوتی ہی اگر خوشی
 لهواه ويكون له في حفاة فيما يرضى مولا وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى
 اور اس کا اللہ اور خدا مولیٰ کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگر وہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اس کو ترک شہوات میں لذت اس ہی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو
 اعظم من لذته في تناوله ابل يكون كراهته تناوله اعذة في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و
 حاصل کرے بلکہ اس پر لذت کی بیزاری میں غلوت میں اس اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے
 الحبس لا ترى ان يوسف لبي عليهما السلام قالت امرأة العزيز في حقته وان لم تفعل فآتمني يسجين
 کیا معلوم نہیں کہ یوسف بنی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہ کہا اور اگر نہ کرنا جو اس کو میں تجھے ہون اتنے قید ہو جائے
 وليكون من الصاغر ان كيف قال السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امرأة العزيز لما كان قلبها
 اور ہوگا بے عزت تو یوسف خدا کی قسم یہ ہی کہا ہی رب مجھ کو قید پسند ہی اس بات ہی جس طرف مجھ کو بلاتیاں میں کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خالی عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان
 في السجن قال تعالى ^{بوجودیکہ سہاگن نبی اور یوسف نبی علیہ السلام کے} ^{تو بدی اور غش کی طرف پہنکی} ^{چونکہ جان ہی خالی تھا} قلبه غالباً بالايمن اعرض عما ارادت منه مع كونه شاباً عن با فان من يعمل مقتضى الايمان يكون لذاته
 في اصابه عما يعيل اليه نفسه اذا كان فيه ^{بوجودیکہ جوان اور مجرب تھے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اس کو} ^{تو اس کا کہاں تھا} ^{نفس کی آرزو پر اگر اس میں غصہ خدا ہوتا ہے تو غصہ میں آتا ہے} ^{اور اپنی ذات کے حساب میں لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اس پر حساب} ^{اھوں خدا وطریق المحاسبة ان ينظر في احواله هل اليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء}
 آسان ہو جاوے اور طریق حساب نبی کا یہ ہے کہ اپنی حال کو دیکھتا رہی ^{کہ پھر کوئی حق اللہ تعالیٰ یا حقوق عباد میں ہی کچھ نہ باقی ہے}
 املا في تداركها فانه من فرايض الله تعالى في قضيتها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 يدينه ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 يدخل الجنة بغير حساب لان ان مات قبل دالمظالم يحيط به خصماؤا وينشون فيه فخالهم فهذا
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 يقول ضربتني هذا يقول شتمتني هذا يقول استخذتني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول جحدني
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 مظلوما وكنيت قادرا على فعل الظلم فها دفت عن الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فها نهيتني
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 عنه فبينما هو كذلك مبهوت مخير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم وما غنوا الرجال
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 المولى لفقدار لعلته ينجي من ايديهم اذ يفرح سمعه نداء الجبار اليوم تجزي كل نفس بما كسبت لا ظلم
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 اليوم فخذ لك نخلهم قلبه ويوقن بهلاك نفسه ففكر ايها الغافل ما نزل الله تعالى في كتابه
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 لبني آدمي يريد ضلالهم ليجمعهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسة الشيطان
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 عن احكام الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا واذكر الفقيه ابو الليث في التنبية
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}
 ان لك دبعة من الاعداء يحتابهم ان تجاهد مع كل واحد منهم اجمعهم الدنيا وهي عداوة مكاداة
^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو} ^{بہن پر اگر کسی غرض ایسی ہی کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو ادا کر کے عرض کر دے} ^{اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہلکا کر دے} ^{اور کیس کو}

فلذلك قال الله تعالى فلا تعزركم الحكمة الدنيا والثاني بنفسك فهي شر لا خير له ولا روى عن ابن عباس عليه السلام
 بعد تعالى قوله تعالى في الدنيا والآخرة نفس في يده سبب في برهاني موافق رويته ابن عباس في كبري عليه السلام
 قال اعدى صدورك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذلتها اماراة بالسوء حيث قال ان
 النفس لا مارة بالسوء والامر بالسوء فاما واعدتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طرعا عليها
 في قولها سبب في برهاني او برهاني كما حكى الله تعالى في اسرارها او برهاني في اسرارها او برهاني في اسرارها
 وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضلها تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجوز المطامع
 الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بمجدة يمنعا عن سوء المطالبات
 فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعد بالله تعالى منه والرايم شيطان
 الانس فاحذر فانه انشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اقواؤه بالوسوسة واشيطان
 الانس في هور فيقولك السوء يكون اغواؤه بالمعائنة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجهه ايرى انك عما كنت عليه
 كما قال بعض السلف انك تستعيد بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واشيطان الانس فلا يزال حتى يوقعك في
 المعصية وهكذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا
 الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي فمن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم
 ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى لا اخلاء
 لكم الا الذين آمنوا ولا يضرهم الصلوات اذا سألوا عنها او عنها ولا ملية عليهم الا على الفهم والحق
 يوشن بولكي مگر جوین دروایی بیشک جو دوست بر برادرانین ہیں وہ قیامت کی روز بہہ کیلگی
 لا تتخذ فلانا خلیلا لیت بینی و بینک بعد المشرقین فخلیل الانسان ونفسه من یسعی فی عمارۃ اخرتہ وان کافیه
 ضرر لدنیاء و عروہ من یسعی فی خسارۃ اخرتہ وان کان فیہ نفع لدنیاء فعلی هذا ینبغی للؤمن ان لا یتخذ
 خلیلا الا من یشق بدینہ و اوائتہ و یعرف صلاحہ و تقواه لان المرء یشک فیہ القیمة مع من احب لادوی علیہ
 جسکی دین اور اوائتہ پر اعتقاد ہو اسکی کلامی قیامت کی روز محبوب کی ساتھ ہو لیکھا اس دین کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا یغفرکم ظہر قلبہ علیہ السلام المرء مع من احب فانکم تلحقوا
 کونہ علیہ السلام لہوای آدمی ساتھ محبوب کی ہر گناہ حسن بھی کہتی ہیں احمدیث کی کتاب ہر منہن بر نہ ہوں کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہر گناہ جیٹک تم بدوں اعمال کی
 الا یلزم الا باعمالکم فان الیہود والنصری یحبون انبیاءہم ولا یكونون معہم یوم القیمة وھذا القول منہ
 ابراہیمی نہیں من کہتی کہ جو کہ یہود اور نصاریٰ اپنی انبیاء کو محبوب رکھتی ہیں اور قیامت کے دن ان کی ساتھ نہوگی ان کی اس بات میں یہ
 یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء وصحبہم انما
 اشارہ ہی کرتی محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلی کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی
 یكون بانما عہم فیما ادعوا الیہ من العلم النافع والعمل الصالح وبققاء آثارہم وسلوک طریقتہم لان من اتبعہم
 کہ ان کی اطاعت کری چہ ہر وہ بلاتی ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور ان کی پیروی کری اور ان کا سا طریق اختیار کری اس کی وجہ سے
 اقتفی آثارہم فیکون سببا لتکثیر اجورہم بمقتضی قولہ علیہ السلام من دعی الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجور
 ان کی اطاعت اور پیروی کا کر لگا تو باعث ان کی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو ان کو برابر ہدایت ہونی والو کی ثواب ہر گناہ
 من تبعہ لا ینقص فذلک من اجورہم شیئا واما من لم یتبعہم ولم یقتف آثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقیل
 اور ان کی ثواب میں ہی کہہ کہ نہ ہو لگا اور جنہی اطاعت نہ کی اور نہ ان کی پیروی کی بلکہ عمل میں تو دوسری مخالف اور ان کی بات نہ پالو چڑھا
 الیہم وتقلیل نفالہم والتلق بین الیدیم والقیام عند ریتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلہم
 اور جہت ان سید ہی کا اور سامنی خوشامد اور دیکھ کہ تعظیم کی ہی کڑا ہوتا رہا تو یہ کہہ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی ساتھ
 مع نفسه مجردا من الاجر فای تعظیم وصحبہ فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة
 اور کو ہی ثواب ہی عہد کر کہا پھر اس میں کیا تعظیم اور محبت ہوتی تزیین ہوں محاسب بندہ کی محاسبہ کی بیان میں
 العید یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزول
 قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا نہیں ہی کہتی دونو
 قدما عید یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افانہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن
 پانچ کوئی کی قیامت کی روز جب تک پوچھا جاوی چار چیز دوسری عمری کیونکر کہوگی اور بدلی کیوں کر پڑا کیا اور
 مالہ عن ابن الکسبہ وفیما انفقہ وعن علمہ ما عمل فیہ ہذا الحدیث من حسان المصابیر رواہ ابن
 علی بن کھانی کہا اور کہاں خرچ کیا اور علم ہی اکبر کیا عمل کہا یہ حدیث مصابیح کی حسن حشون میں ہی ابن مسعود کی
 مسعود والعبد المذکور فیہ وان کان عامالکونہ نکرۃ فی سیاق النقی لکنہ مخصصا بقولہ علیہ السلام
 روایت سی اور عہد جو اس حدیث میں آیا ہی اگر چہ عام ہی کہ نکرہ نبی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی
 یدخل الجنة من متى سبعون الفا بغیر حساب فعلى هذا یكون السؤال المذكور فیہ لغیرہو لا السبعین
 میری امت میں ہی ستر ہزار ہی حساب جنت میں جاویگی احمدیث کی موافق یہ چاروں سوال سوا ان ستر ہزار کی اور ان ہی ہونگی
 الفا فلا بد لكل من یؤمن بالله والیوم الآخر ان یعلم انہ یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب
 اس ہر ایک کو جو عہد اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکھی کہ قیامت کے دن سوال ہوگا اور حساب میں جہاں پہنچا اور ذرہ ذرہ
 بمناقش للذ من الخطرات والحظرات یتحقق انہ لا ینجیہ من ھذہ الا خظارہم لا لزوم محاسبة النفس
 سی خطرو نہ ہوگا کا مواخذہ ہو لگا اور ثابت ہی کہ خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی
 فی تجارتہم الاخرتہا ومطالبتہا فی انفسہا وسلطتہا وحركاتہا وسکناتہا فان من حاسب نفسه قبل ان
 ان کی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور ان کا مطالبہ حکات اور سکناات میں دم دم اور کثرتی کثرتی کی جیٹک جس کی حساب دینی ہی پہلی اپنا حساب

يحااسب بحسب عليه يوم القيمة حسابه ويحضره عند السؤال جوابه ويحسب من قلبه وعابه ومن لم
 رحت كما تراه في قیامت کو حساب و بناہل ہر دیکھا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہر جا دیکھا اور کمال اور انجام نیک ہر دیکھا اور جہنمی حساب
 بحسابہا ایدہم حسرتہا و یطول فی عرصات القيمة وقفاتہ و یعود الی آخری والمقت سیاتہ فاذن
 حسرت کیا تو ہمیشہ کو ارمان ہر گاہ اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کھڑا رہی گا اور اوکل تمام کن ہوں گا انجام صوابی اور ہلاکت ہی سواب
 لا بد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارتہ لاخرتہ عن مراقبۃ نفسه فی حرکاتہا وسکناتہا ولحظاتها وخطراتہا
 مؤمن کو ضروری ہے کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی ہی غفلت نہ کری اور کسی حرکات اور سکانات اور خطرات اور خطرات کو بیکشاید
 لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدة المنتهى مع التبيين والصديق والشهد قد فقی
 کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سواس تجارت کی
 الحسب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان اس راہ تجارة الدنیا بالقیاس الی النعم المقیم فی
 حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضروری اسلی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اور نعمتوں کی کمر ناپا نہ رہی
 العقبی قلیلة سبعة الزوال والاخیر فی خیر لا یدوم بل بشر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشئ الذی لا یدوم لا یدوم
 اور عیش ناپا نہ رہے کچھ خوب نہیں ہی بلکہ تکلیف ناپا نہ رہے عیش ناپا نہ رہے بہتر ہی اسلی کہ تکلیف ناپا نہ رہے راجب ہر دیکھا
 زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذ زال یبقی الالف دائما فاعلی هذا یبغی للمؤمن اذا اصبح فزع
 تو ہر لمحہ ہی فرحت رہی گی اور عیش ناپا نہ رہے راجب ہر دیکھا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی
 من فريضة الصبح ان یفرغ قلبه ساعة فیقول لنفسه یا نفس لیس فی بضاعة الا عمر کفاذ فنی یفقر
 فجر کہ ماضی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سے کہی ای نفس میری پاس سواری عمر کی کوئی سروسامان نہیں ہی جب یہ رہی ہو چکی تو
 راس المال ویقیم الیاس عن التجارة وطلب الرجب وهذا اليوم یوم جدید قد اموهلی الله تعالیٰ فیہ و
 راس مال ہر چکا ہر تجارت کو حصول منفعت کی امید نہیں ہی اور آج کا دن نیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی مجھ کو سب نعمت عطا کی ہی اور
 آخری اجل ولو کان ترفاتی لکنتم اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیہ صالحا فاحب
 اجل میں تاخیر کر دی ہی اگر وفات دیدیتا تو مجھے اتنے کو کہتا ہوں کہ اگر میں کوئی دن مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دی تاکہ وہاں نیک عمل کروں ای نفس تو بیکشاید
 یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاک ثم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر
 کہ مر کر پھر دنیا میں آگاہی سوچ کر رہے ہر جو کس رہے یہ دن ضائع نہ ہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا
 کل نفس من انفاسہ جوہر نفیسة لا بدل لها یمکن ان یشتزی بہا کثر من کنوز الجنة لا یتاہی نعيم ابدا
 ایک ایک دم ایسا جو ہر نفس کی نظیر ہی کہ اوکی ہر جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کہی تمام ہوں گے سواسی انفاس کا
 لا باد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهاية الخذلان فان عمر الانسان
 بیکار گذرنا یا معاصی میں لگا رہنا بڑا ہے خسارہ اور نہایت ہی بچت ہی کیونکہ انسان کی زندگی
 زمان لا عمالہ الصالحة المقربة الی الله تعالیٰ والموجبة له جزيل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی
 اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہی
 السعادة التي یبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالیٰ وان لیس
 سعادت ہی جسکی ہی انسان کو ضروری کرنی چاہی سواسطی کہ انسان کو وہی ملے گا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہی
 للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیاً من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدر ما عمل
 کہ آدمی کو وہی ملے گی جو کایا ہر عمر کا جو دم عمل صالح ہی خالی کشائی دیتی ہی سعادت اور ہی بچتی ہی

عظمت مراعاة السلف لانفسهم ولخطاتهم وبادرنا الى اغتنام ساعاتهم واولقاتهم ولم يضيعوا عملهم في

البطالة والتقصير قال الحسن البصري اذ كنت قوما كانوا على ساء ايام ثم اشفق منكم على دنائكم وود اهلكم
بجوار الله نقص من دنائكم حتى حسن بصره كبت من ميني ابي قوم كود كيداي كروه اني ساعات كوام سي زاده سنه اني كتم كتم اني ارش في روسه كوسنه اني

فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
 كيونكه جيسي ثم من سقى نوح نبيين هو تاك رويده ايسي كاري خرج هو جاري كه فائدة نهود لگ : السيم ي خوش نونو تي كواو كاري من سيم لگ است

ان يخرج من اعلمهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليل اربع وعشرون ساعة وقد مر
 بغيره كذا جدي ميشك دن مات چوبس ساعت كاسو تاي اور حديث من آياي چنانچه امام غزالي احسان من جان كذا مر كذا

وَالْخَبْرُ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ فِي الْأَحْيَاءِ أَنَّ الْعَبْدَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِكُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَرْبَعُ عَشْرَ

خزانة مصفوفة فيغير له منها خزانة فيبرها مملوءة نوراً من حسناته التي عملها في تلك الساعة فينالها

من الفرح والسرور والودع على اهل النار لادعشهم بذلك الفرح والسرور عن حساس لم النار ويقفه له

خزانة اخرى فيها اسود اعظمه يفجر ننتها ويتعشاها ظلمتها وهي الساعة التي عصي الله تعالى فيها

فينا له من الحزن والغم والوقصم على اهل الجنة لنغصص عليهم نعيمها ويفقه له خزائن اخرى فديرها فارغة

ليس فيها يسيرة وهي الساعة التي نام فيها واشتغل بشئ من مباحات الدنيا فيقتصر على خلوها

وَبَيْنَا لَهُ مِنْ لَدُنْ رَبِّهِ عِزًّا ۖ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْكَافِرِينَ

عليه خزان اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميدها ولا يبدعها فافارضة عن الكنى التي هي اسباب

سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والأذن واللسان والبطن والفرج اليد

فِي قَادِرِهِ عَلَى الْعَمَلِ كَانَ الْمُرَادُ مِنْ خَلْقِ الدُّنْيَا وَفِيهَا أَنْ يَسْتَعِينِ الْإِنْسَانُ عَلَى الْوُصُولِ إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى

ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالمغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء

اور طاعت الہی کا میسر ہوتا ہے۔ یوں قیام بدن کی ممکن نہیں ہے اور بدن بدون غذا کی قیام نہیں رہتا اور خدا بدون پانی

والهواء ولا یتیم ذلک الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شیا من اعضائه فی غیر طاعة لله تعالى یكون کافرا
 اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور ہر سب بدن پیدا نہیں زمین آسمان کی پوز نہیں ہوتا ہر جیسی کوئی سا عضو سوای عبادت کسی کا میں لکھا تھا تو وہ اللہ کی ان تمام
 نعمۃ اللہ تعالیٰ فی جمیع ذلک فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظہا ہوا من المآل والربح بعد ذلک فمن تمسک بہ
 نعمتیں منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضروری کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو دیکھا ہر جیسی پاس صلہ ہی نہیں
 المال کیف یحصل لہ الربح وھذہ الجوارح السبعۃ اللہ لہ مالک والنجاة فمن بہلک یھلک باھلھا وعدم حفظہ
 تودہ فائدہ کیونکہ اگر کسی ای اور ان ساتوں اعضا کی آدمی ہر اک ہوتا ہی اور نجات ہی پاتا ہی پس جو ہر اک ہوتا ہی تو انکی چھوڑ دینی اور حفاظت نہ کرنی ہی
 ومن یخون یخون بحفظہا وعدم ارسالہا فحفظہا اساس کل خیر واهلھا اساس کل شر ولھنہ سبعۃ ابواب
 اور جو نجات پاتا ہی تو انکی حفاظت اور نہ چھوڑ دینی ہی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور جو ہر دینا تمام بری کی جڑ ہی اور روزخ کی سات دروازے ہیں
 وانما یتعین تلک الابواب لمن عصی اللہ تعالیٰ بتلک الجوارح فیزم حفظہا عن معاصیہا اما العین فی حفظہا
 اور وہ دروازے نافذ ان کی واسطی اولن اعضا کی نام ہی مقرر ہیں تو تمام اعضا کا معاصی ہی بجای ضروری
 عن النظر الی ما یحرم نظره بل عن کل فضل مستغنی عنہ لان اللہ تعالیٰ یبذل العبد عن فضل النظر کما یبذل عن
 بجاوی بلکہ ہر نایا دیکھا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ کی فضول نگاہ کا ہی مواخذہ کر لگا جیسی یہود کو کھام سی مواخذہ کر لگا
 فضل الکلام فاذا حفظہا عنہ لا یقنع بہ بل یصر فی الی ما خلقت لہ من النظر الی عجائب صنع اللہ تعالیٰ المست
 اور جب نگاہ کو نگاہ سی محفوظ رکھا تو ہی پر نہ بیٹھ رہی بلکہ نظری نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع انکی کو دیکھ کر اسکی
 بہ علی وجودہ وقدرہ ووجلۃ وامرأۃ وعلمہ وحیوۃ والنظر فی کتابہ وسنة رسولہ وسائر
 وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اسکی کتاب اور اسکی رسول کی سنت اور تمام
 کتب الدین لیتعلم من دینہ ویتعظ وھکذا یفعل فی کل عضو لا سیما فیما ہو من اعضاءہ وھو القلب لذلک یلزم
 کتب دین کو دیکھی تاکہ امور دینی سیکھی اور پند پر ہووی اور اسی طرح ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصاً تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
 تطہیرہ من الاخلاق الذمیۃ وتزینہ بالاخلاق الحمیدۃ وتکمیلہ بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلۃ
 عبادت بدی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی گراست کرنا اور علم حاصل سی کامل بنانا ضروری کیونکہ جو کوئی
 من مسائل الدین ینبغی لہ ان یتعلم من دینہ ویتعظ وھکذا یفعل فی کل عضو لا سیما فیما ہو من اعضاءہ وھو القلب لذلک یلزم
 مسائل دین میں سی کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہی کہ اس پر عمل کری اور میں توفیق اسکی من اسکا مواخذہ ہو دیکھا سمجھتی معلوم ہوتا ہی اور اسکی علم ہی بوجہ
 عمل فیہ فانہ محض فلا نہ علیہ السلام یقول قال فیہ فلینظر العبد فیما علمہا عمل علیہ وکان من المصدقین الذین اتوا
 کہ اس پر کیا عمل کیا بیشک یہ خوف کی جگہ ہی اسکی کہ نبی علیہ السلام ہی یہ نہیں فرمایا اوسین کیا بحث کی اس انسان کو غور کرنا چاہی اپنی علم میں آیا اور پر عمل کیا تاکہ اسکا حق
 اللہ تعالیٰ علیہم بقولہ اولئک الذین صدقوا وخلفوا علیہ بقلہ ودخل فی قلبہ علیہ السلام اشد الناس علاناً
 میں داخل ہو جسکی اللہ تعالیٰ یہ شہنا کر تابی یہ سہ قوم ہی جنہوں کی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کر کی اس حدیث کی مضمون میں داخل ہوا سخت تر عذاب
 یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلہ وروی عن ابن مسعود انہ قال طاعتکم من اجل لا یسخر اللہ بکم کما یسخرکم
 قیامت کی دن عالم کو جسکی علم سی اللہ تعالیٰ فی نفع ندیا اور ابن مسعود ہی کہ کہتی تھی جوری تم میں سی سو اکیلا دیکھا اسکو جسکی کہتی ہو تم اکیلی
 بالقبر لیلۃ البدر ثم یقول ما عزک بی یا ابن آدم ماذا احببت المرسلین یا ابن آدم الم اکن رقیباً
 چودہویں رات کی چاند کو پہر فرما دیکھا تو ہی ای شخص میری حق میں کیا دھوکا کیا ای شخص تو ہی موافق علم کی ہو کیا ای شخص تو ہی مریدین کا کتب کیا مانا ای شخص کیا میں
 علی عینک وانت تنظر بہا الی لا یحل لک الم اکن رقیباً علی ذلک وھکذا علی سائر الاعضاء ففکر بہ مسکین فی عظیم
 انکرم کا نگہاں نہتا اور تو انکرم سی حرام کی طرف نظر کرتا تھا کیا میں تیری کان کا نگہاں نہیں تناسب نہ تھا نہ اعضا سب سوچ تو ہی مسکین بیروز کنی تیری خطا ہی

خیانتک اذا ذکرک الله تعالی ذنوبک شفاها اذ یقول لک یا عبدی اما استخیت منی فادرتنی بالقیمة
 جب الله تعالی تیری خطاؤں کو منہ پر در منہ یاد دلا دیگا جب فرماویگا ای شخص کیا تو نے مجھ سے حیا کی جلدی خطا کر بیٹھا

واستخیت من خلقی واظهرت لهم الجمیل اکتب اھوناً علیک من سائر عبادی استخففت بنظری
 اور میری خلقت سے حیا کر کے اور کسی سامنے اپنی نیکو کاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سے ہلکا بڑا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر بڑا شرکی

الیک ولم تکترب به واستغظمت نظر غیری فکیف یکون حالک وخجالتک اذا عثر علیک
 اور اردوں کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اور سوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کسی شرمساری ہوگی جب تجھے پراؤں کی

نعماء ومعاصیک والاولیة ومساویک فان انکرت شیئاً یثبت علیک جوارحک ففتضم علی ملاء
 نعمتیں اور تیری گناہ اور کسی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہوگی پھر اگر تو انکار کرے گا تو تیری اصناف تہہ پاتو گویا دیکھی پھر تو تمام خلق اللہ کی سامنے

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیہ ذنبہ ولا یطلع علیہ غیرہ
 اعضاء کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہن بیٹھک اللہ تعالیٰ فی مومن سے وعدہ کیا ہے کہ اس کی خطا چھپا دی اور غیر کو اس پر خبر دار نہ کرے

کما روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال یدعی اللہ العبد من یوم القیمة ویضع علیہ کفہ
 جس سے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو ہاس بلاویگا اور اس پر پردہ ڈالے گا

وسترہ من الخلائق کلھا ویدفع الیہ کتابہ فی ذلک السرف یقول لہ اقر کتابک فیمر بالمحسنة فیبیتزھا
 تمام خلائق سے چھپا دیگا پھر اس پردہ کی اندر اس کو تمام اعمال دیکر فرماویگا اس کو پڑھ تو سہی پھر یہ حسنات کو دیکھ کر خوشی ہی کہل جاویگا

وجہہ ویمر بالسبیئة فیسودھا وجمہ فیقول لہ لہ اتعرف یا عبدک فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف
 اور گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پھر اللہ تعالیٰ فرماویگا کچھ جانتا ہے ہی عرض کرے گا ان ای پروردگار میں تو جانتا ہوں

بک منک قد غفرت لک فلا یرال یرت بحسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یرال یرت بحسنة تقبل
 پھر اللہ فرماویگا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں کہ تجھ کو معاف کر چکا ہوں پھر یہی حال رہے گا کہ حسنات کو مقبول دیکھ کر پس منہ کرے گا اور خطا کو معاف پاویگا پھر جو کرے گا غفرت

الا ذلک حتی ینادی الخلائق بعضہا بعضاً طوبی لھذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ماجری بینه
 اس کا یہ حال نظر آویگا بیان ہے کہ آپس میں کہیں کہیں یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اس کی گناہ کہیں نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں

وین الله تعالی فیما وقفہ علیہ والاختیار بعد المعنی کثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبہ خطا
 اور وہ تعالیٰ میں اپنی کھڑی کھڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیث میں بہت ہیں اور یہ اس کا فضل ہی کہ اس کو تیری ہی مخاطب ہو کر فرماویگا

الملاطفة فیقول لہ هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول عننا علیہ ومظہر فضلہ لدیہ
 ای شخص جانتا ہے ہی عرض کرے گا پروردگار میں جانتا ہوں پھر منت کرے گا اور اس پر اپنا فضل ظاہر کرے گا فرماویگا

فانی سترتہا علیک فی الدنیا ولم افضحک بہا وانا اغفر ہلک الیوم قبل ہذہ ذنوب تائب عنہا کما ذکرنا
 میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکھ لی آج ہی تجھ کو معاف کرتا ہوں بعض کہتی ہیں یہ گناہ تو یہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن اوزاعی عن ہلال بن سعید ان الله تعالی یغفر الذنوب لکن لا یحوھا عن الصیفة حتی یوقفہ علیہ یأمر
 اور عیسیٰ ابودہ جلال بن سعید سے روایت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتا ہے پر نامہ اعمال سے نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اس سے آگاہ کر دی

القیمة وان تائب عنہا قال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ ولا یعارض ہذا ما فی التنزیل والمحدث من
 اگرچہ توبہ کر چکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی استاد سے نقل کرتے ہیں اور یہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سے مختلف نہیں ہے

ان السیات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلک بعد ما یوقفہ علیہا ویبدل علی ہذا ما روی عن ابن مسعود
 یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہر جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرے گی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے

انه قال ينظر الانسان یوم القيمة فی کتابه فیری فی اوله المعاکو فی آخرها حسنات فلما یسم فی الیوم

کرمه کہتی ہن کہ سالان قیامت کی دن اپنی تمام اعمال میں نگاہ کرے کہ اول معاصی نظر آوے گی اور آخر میں حسنات بہر جب اسے دیکھ کر ہر ایک

سرای کل حسنات وروی عن ابن عباس انما فی اذنا العبد تاب الله علیه والنسی الحفوظة ما کانوا عملوا من

توبہ کیا دیکھتا ہے کہ سر سر حسنات میں اور ابن عباس روایت ہے کہ کہتی ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اسے ہی اسی پر رحمت کرتا ہے اور کرم کا تین کو مہاربتا ہے جو کوئی گناہ

عمله والنسی جوارحه ما علمت من الخطایا والنسی مقامه من الارض وما به من السماء لیس یوم القيمة وليس

دیکھ چکی تھی اور اس کی اعضا کو پہلا دیتا ہے جو جو خطا کی تھی اور زمین پر کا بیٹھ کر دیکھتا اور آسمان کی تھی کس جگہ سب پہلا دیکھتا آخر قیامت کی دن ایسا صاحب

من المخلوقات شیء یشہد علیه قیل ہی ذنوب كانت بینه وبين الله تعالى وأما ما کان بینه وبين العباد فلا

آپ کی مخلوقات میں سے کوئی اس کا گواہ نہیں والا نہ ہوگا بعض کہتی ہیں یہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق اللہ ہیں نہ کہ وہ گناہ جو حقوق العباد ہیں سو ان میں ضرور ہے

فیہا من القصاص بالحسنات ما روی عن ابی ہریرة انه علی السلام قال من كانت عنده مظنة لأخيه من

حسنات میں سے یہ کہہ رہی ہیں چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسی کا ہو اگر وہ اس کا

عرض أوصل فلیقتل منه الیوم قبل ان یؤخذ منه یوم لا ینار فیہ ولا یرحم ان کان له علی صلہ اخذ

یامان کا تو لا دے گی کہ آج اس روز کی مواخذہ سے پہلے کہ نہ دینا ہوگا اور نہ درہم عافیت کرانی اگر کوئی پاس علی صالح ہوگی

منه بقدر مظنته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحملہ علیه وروی عن ابی ہریرة

تو بقدر حقوق کی لیسلی اور اگر اسکی پاس حسنات نہ ہوں تو وہ علی گناہ لیکر سپرد کی جاوے گی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے

ایضا انه علیه السلام قال اندرون من المفلس قالو المفلس فیما من لا یرحم معه ولا متاع قال ان المفلس من

کہتی ہیں علیہ السلام نے فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہے عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہے جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سلطان فرمایا مفلس میری امت میں

امتی من یاتی یوم القيمة بصلوة و زکوة و یاتی قد شتم هذا وقد فسد هذا و کل مال هذا فیسطر

وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوٰۃ لاویگا ہر کوئی تو لگا لگا دیکھو کہ کہا تھا اور اوکو گناہ دی تھی اور اوکو مارا تھا اور اوکو کمال کمالی تھا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایا هم

پہرے کیا ان کچھ کہو دی جاوے گی اور کچھ اوکو ہر اگر اسکی حسد اور حقوق سے پہلے ہو سکیں تو اسکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑے گی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا انقصر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فیظہر هل علیه من

پہر اوکو در زمین پیکرے گی جب یہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ جلدی اپنی حال کا تدارک کری جو کرے کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاتہ من فرائض الله تعالیٰ فیقضیها ویرد المظالم

یا حق العباد کچھ ہی یا نہیں پہر اسکا عوض کر دی جو فرائض الہی میں سے فوت ہوا ہو اور اگر دی اور تمام حقوق وادائے واپس کرے

حیة حبہ ولا یستقل من تعرض له بیدة ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبہم حق موت ولم یبق علیه

اور جو کوئی تہی یا زبانی یا اور اعضا سے مستایا ہو موتی عافیت کرانی اور اوکا دل خوش کیجی آخر میری توبہ کیا کہ اسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظنة ویدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصامه وینشئ

فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب جلا جاوی اسکی اگر حقوق اور اگر کسی سے پہرے کرنا حق ہے تو جہنم کی

فیہ محالہم فہذا یقول ضرتنی و هذا یقول استخدت منی و هذا یقول شمتنی و هذا یقول استہزأت ب

ایک کہتا ہے مجھ کو مارا تھا کوئی کہتا ہے مجھ سے خدمت لی تھی یہ کہتا ہے مجھ کو گالی دی تھی وہ کہتا ہے مجھ سے چل کر تھی

يقول كذا بتنى في سمر صاعده وهذا يقول وجبرني مظلوما وكنت قد اضر على دفع الظلم فما دفعته عني اظلم
 سبكا مال كى بها ذين تولى مجبى جهوت لوطا او كوى كيبكا تولى مجبر ظلم هو تولى ديكها اور تودع كرسكا تها
 وهذا يقول لايتنى على منكر فما نهيتنى عنه فبينا هو كذا كذا صبروت متخير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
 او كوى كيبكا مجبر تولى كذا من مشلا ديكها پر مجبر منع نكيا پس ده او هي حالت من مدعيون كى كثر تى حيزان پریشان هو كا اسوسطى ككوى باقى نرى كا
 احد من عامله بدرهم او جالساه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلة بغيبة او استهزاء او خيانة او ظر
 تام عمر من جس كى كيه معاد كيا بو درهم سى يايتها هو محسن من مكرده مستحق هو كا او سپر كسى دعوى كا غيبت كا يا خوش طبع كا يا خيانت كا يا
 بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومدعنى الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيهم من ايديهم اذ يقرع
 حقاقت سى ديكنى كا اور بيكلى ديكى مقابل سى تنك ديكى كا اور مولى غفار كى طرف امير وار هو كر سر او يها ديكى كذا بيد ديكى انكى ايت سى بجادى كا اسكى
 سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس ما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينحلم قلبه ويوقن بهلاكه فتدكر
 كان من يرب آواز آوى كى آج بلا ياويكا ارجى حيا كايا ظلم نين آج
 اسنى سى دل جهوت جاويكا اور يقين كى كيا كمرليا سو اى غافل
 ايها الغافل ما انزل الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون فما اشد فرحك
 يا دكر جواسه تعالى في ابني كتاب من ذلها سى كوفرا يا
 اليوم يكسر عرض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذ اوقفت على بساط العدل وتوقفه
 آبرو بجاو كر اور او كا مال چين كر كيا خوش هوتاى اور مجبر او س روز كس قد حسرت هو كى جب توعالت كى فرش پر كرا هو كا اور سياست كا
 بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ من حسناتك
 حكم سبكا اور تو مفلس فقير هو كا طاقت هو كى حق ادا كر كى كى يا عذر بيش لانى كى سوا سو وقت تيرى حسنات تمام عمر هر كى ليكر
 التي صرفتها عمر ووقعت في خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
 حقوق كى بره من تيرى مدعيون كودى جاويكى
 چنانچه حديثون من آياى سوا بى مصيبت كو
 في مثل ذلك اليوم اذ قلبا ايو جرد الحسنات تسلمت من افات الربا ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
 ايسى دن من عور كر اسنى كى بهت كم هو كا نيك عل كرىا كى آفت اور شيطان كى كرسى سلامت بجا هو اور اگر مدت وراز من
 واحدة في مرة طويلة يتبدلها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
 كوى ايك آدم بجا بهى تودع سى ترت چين جيست بى كى اور كيتى من اگر كسى شخص كى پاس ثواب ستر نبيون كى برابره هو دى اور او كا ايك بى مدعى
 بنصفه اذ لا يدخل الجنة حتى يرضو خصمه وقيل يؤخذ بدانق فيسبعا عشرة صلوة مقبولة فتعطى
 نيم دانگ كا هو بى رضامدى مدعى كا جنت من نين جاسكا اور كيتى من كركيك كى كى بدلات توفانزون كا ثواب ليكر مدعى كو ديا جاويكا
 الغنم ذكره لقشيره في التجير وقال الامام الغزالي في احياء اولئك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
 به بيان قشيره كا كى تخير من اور امام غزالي احياء من كيتى من اور كاكى تواجي ذات كا حساب كيا كى اور رات كى قيام
 الليل وصيام النهار لعلك لا ينقض عليك يوم الا ويجزى على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفى جميع
 اور دن كى صيام پر مداومت كرتا رى تب تويشك معلوم كر ليكا كى تجبه پر كوى دن ايسا نين گذرنا كى تيرى زبان پر مسلمان كى غيبت نه آتى هو جو كه تمام
 حسناتك فكيف ببقية الستات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
 حست كو پورا كر ليتى بى بهر باقى كى كى سوسى كيو نكر بى كى كى مال حرام يا مشتهه كيا يا هو اور عبادت من كوتا بى كى هو اور حقوق سى كيو نكر رستگارى هو كى
 يوم يقتصر فيه الصلوات من القراء ويقول الكافر ليتنى كنت ترابا فانق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
 جس روز مندى كى جانو كاسيك والى سى بر ليا جاويكا اور كيبكا كا فرسيه مخرج من مٹی هو تاسواى سكين حقوق العباد من خدا كا خوف كر كيو كه

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة بالمغفرة اليه واسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
 ان تجزئ حقهم اليه من تراويك مغفرت جلد بوسق
 او جرحهم حقوق العباد من تراويك ما يكون من ضرر

استحوال اربابها فمن عسر عليه الاستحوال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصالحة وليست تغفر
 معاف کرانا چاہی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی نفی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يوحى من فضل الله تعالى تكومه
 مغفرت کیا کری بیشک اگر یہ تہمیر کر لگا تو اللہ کی فضل و کرم ہی امید ہی

ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ صاحت حتى بدت
 کہ قیامت کی دن او کی مدعی کو راضی کر دی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھی ہوئی ناگاہ آتا ہستی کہ دوزان مبارک

ثنا بالة فيقال له قم فتصعد يارسول الله فقال رجلان من اصق جيا بين يدي سرب الغزة فيقول احدهما
 ظاہر ہو گئی کسی پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون ہستی میں فرمایا میری امت کی دو شخص سب الغزہ کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

يا سرب سخط مطلق من هذا الاخر فيقول الله تعالى اعطاك مظنته فيقول يا سرب ما بقى من حسناتي
 یا الہی میرا حق اس بہائی سی دلا دی اللہ تعالیٰ فی فرمایا اپنی بہائی کا حق تو اکر دی عرض کیا الہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہیں ہے

شيء فيقول الله تعالى ما تصنع يا اخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا سرب فيحصل عنى من جزاء
 پہر اللہ تعالیٰ فی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کر لگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں ہے عرض کیا یہ میری گناہ ہی او سپر کی جان

ففاضت عينا لم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتلر الناس فيه ان يحل عنهم
 پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روٹری پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگوں کو بہر حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اور دن پر چڑھوں

من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
 من اوزارہم ثم قال فیقول اللہ تعالیٰ حق دار سی کہا دیکھ تو جنت کی طرف وہ انگہ اڑھا تی ہی کیا دیکھتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخیر والنعمۃ فيقول لمن هذا يا سرب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
 موجود ہی پوچھا الہی یہ کسکا ہی اللہ فرمایا یہ اوکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الہی اسکی قیمت کون دے گا

يا سرب فيقول انت فيقول بماذا يا سرب فيقول بعض اخيك فيقول قد عفوت عنه يا سرب فيقول
 یا سرب فیقول انت فیقول بماذا یا سرب فیقول بعض اخیک فیقول قد عفوت عنہ یا سرب فیقول اللہ فرمایا تو ہی سکتا ہی عرض کر لگا الہی کہا نسی اللہ فرمایا اپنی بہائی کو معاف کر دی عرض کیا الہی میں ہی اوکو معاف کیا پہر اللہ تعالیٰ

الله تعالى خن بيدا اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فالتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
 اللہ تعالیٰ اپنی بہائی کا ہتھ پکڑ کر جنت میں لے جا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپس میں صلح کر لو

فان الله تعالى يصلي بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلنا عن شيخنا هذا البعض الناس
 کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی روز مسلمانوں میں صلح کرو لگا قرطبی اپنی تذکرہ میں شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہیں

من اراد الله تعالى ان لا يولد به بل اراد ان يعفوه عنه ويغفر له ويرضى خصمه وكذلك ما روى عنه عليه السلام
 جسکو اللہ تعالیٰ کو عذاب کرنا منظور نہیں ہی بلکہ یہ مرضی ہی کہ اوکو معاف کر کر بخشنی اور مدعی کو راضی کر دی اور ایسی ہی یہ حدیث

ان صناديا ينادى من تحت العرش يوم القيمة يا امة عجم اما كان لي قبلكم فقد رهيته لكم فبقيت التبعات
 کہ سنائی قیامت کی دن عرش کی تلی سی اولاد لگا اسی امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تھا سو میں معاف کیا اب حق عمل باقی ہی

فما هبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه انهم ان بعض الناس ان كل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
 سو تم مٹ کر میری رحمت ہی جنت میں چلی جاؤ یہ ہی بعض شخصوں کی نفی ہی کہ ہر ایک کی نفی نہیں ہی کیونکہ اگر ہر ایک کی نفی ہوتا تو کوئی ہی دفعہ میں نہ جاتا

وقد مرنا اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
 ابداً بل يتركها في ثقل كي يربح ان يراى ان لا يفر من جوارحها ولا هو كما سركنا بولن كي شامت سي دوزخين نهين نهى كا
 بكسب لا و نرا بل يخرجه منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
 بلکہ دوزخ سے نکل کا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہونے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں کہتی ہیں بعض علماء یہ کہان کر لیتے ہیں
 العلماء ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجر ولا يؤخذ منه شيء مظلمة ظلمها ممتسكاً بما قال الله تعالى
 کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اور کسی کی ذمہ کو بڑا دیکھا اس میں کسی حق کی بدلہ میں کچھ نہ لیا جاوے گا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فی
 في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان المحقق توخذ
 حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میری نئی ہی اور میں ہی اس کی جزا دوں گا لیکن بدلہ یعنی کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام
 من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربہ لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك
 اعمال میں سے ادا کئی جاوے گی روزہ ہو یا کچھ اور ہو اور کوئی کہتا ہے روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی یہید ہی کو سپر سوائی اور کسی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ
 المفطر والمثكلة لا يطلع على الا علم فيه فاذا لم يكن معلوماً لاحد ولا مكتسباً في الصحيفة
 نیت اور مفطر سے بچنا اور فرشتے کرام کا تین دی جانے لگتی ہیں جس کا اور کو علم ہو پر جب روزہ کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہو
 يستره الله تعالى ويخبره حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سيئاتهم فتذهب عنهم فلا
 تواسد تعالیٰ اس کو چھپا رکھتا ہے تاکہ اس کی نئی دوزخ کی ڈال نہ جاوے بیشک علی سپر اپنی گناہ ڈال لیگی سوائی اور نہ جاوے گی کچھ
 نضرهم نزولها عنهم ولا يصرة ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المریدین
 ضرر کرے گی کیونکہ اس کو دوسری موقوف ہو چکی اور اس کو ہی ضرر نہ کرے گی اس سے کہ روزہ اس کی نئی ڈال موجود ہی قاضی ابوبکر بن علی سراج المریدین میں کہتی ہیں
 هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض الحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان
 یہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی مقابلہ پر کچھ نہیں ہی اور حمد اللہ کی ہی چھ سترہویں مجلس اس بیان میں
بحاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيم ملك قال رسول الله صلى الله
 کہ بندہ کو محاسب کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی ہی ضروری کہ مناقشہ میں ہلاک نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غنۃ
 عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابير روتہ ام المؤمنين عائشة
 فرمایا نہیں کوئی جس کی قیامت کی دن حساب طلب ہو دی مگر ہلاک ہو دیگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت ہے
 فانها المسلمة قالت وليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العسر
 سی عاشرہ فی بیہشتی ہی عسر کی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا تو آدمی حساب لینا ہی آسان حساب نہیں ہی علیہ السلام فی فرمایا یہ پیشی ہی
 ولكن من نوقش في الحساب ملك والمناقشة في الحساب ان يستقصي فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
 وليکن جسکی حساب میں مناقشہ ہو تو ہلاک ہو اور حساب میں مناقشہ یہ ہوتا ہے کہ حساب پر لکھا جاوے کوئی بات تھوڑی نہ بہت
 صغير ولا كبير الا يشل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصي في حساب له والحديث محتمل
 چھوٹی نہ بڑی باقی تری کہ اس سے سوال نہ ہو اور عرض انتہای ہوتا ہے کہ بندہ کی سامنی اس کی اعمال کر دین اور پورا پورا حساب نہ ہو اور اس حدیث کی دوسری روایت ہے
 معين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكاً لما فيها من التوبيخ وتاينهما ان تقضى الى الله فاذا ثبت
 ایک یہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہو دی کیونکہ اس میں زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہ کہ ہلاکت پر پہنچا دی جب یہ امر ثابت ہو
 ان العبد ليس يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
 کہ آدمی ہی قیامت کی دن ہر شے کا سوال ہو گا یہاں تک کہ کان اور آنکھ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک کان اور آنکھ

عند غيبته اعتقاد اعلیٰ ان الملك يتساهل في امره ولا يدرك ما يتعاطاه من فيها فعالة فاخذ الملك يوم الغيبة
اوکی چھی اس پر ہوسہ پر عیش اورانی لگا کہ بادشاہ اس باب میں درگزر کر لگا یا نہیں سمجھتا کہ کیا بد معاملہ کر رہا ہے پھر اسکو بادشاہ نے ایک روز چاہی کہ
وعرض علیہ جریدة فکرت فیہا جمیع فواحشہ وخیالاتہ ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غیور
گرفتار کر کے اوکی عی کی فکرت میں جس میں اوکی تمام بد بیان اور چریاں ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی گئی ہوئی تھیں اور بادشاہ ہر اذریہ دست اور صاحب غیبت
علی حرمہ منتقم من الجنایا علی ملکہ غیر ملتفت الی من یتشفع الیہ من العصاة علیہ فقفر فی امر هذا الشخص
اپنی سلطنت میں خطا کار کا سزا دینی والا اور گنہگار سے فارغ رہی ہر توجہ نہیں کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حیثیت میں کہ بادشاہ کی عذاب کی ہی پہلی
ما یكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك علیه من الخوف والخجالة والالام والندامة وهكذا ینک حال المیت
مادی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گزرتا ہوگا یہی حال میت کا جو دنیا کی لذتوں پر
المغتر بلذات الدنیا المطمئن الیہا قبل نزول عذاب القبر عند موته وأما من حتر عن شہوات الدنیا واشتغل
اطمینان سے ہو رہا ہوتا عذاب قبر سے پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سے الگ اور طاعات میں مصروف رہتا تھا
بالطاعات ولم یکن له انس الا بدکر الله تعالیٰ فیکون حاله کحال من کان محبوسا فی مکان ضیق مظلم فقیر له
اور اسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تھا سوا کمال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ مکان میں قید ہو ہو اوکی ہی ایک دروازہ کھل جاوی
باب فخر منہ الی بستان واسع لا یری ضمتہا وفيه انواع الاشجار والازهار والطیور والثمار والخیاض
اور میں سے ایک بڑی وسیع باغ میں چلا جاوی جکی کچھ اور نظرت آتی ہو اور اربعین قسم قسم کی درخت اور پھول اور پرند اور میوی اور حوضین
والانهار فقلی هذا ینبغی للعاقل ان یقبل علی نفسه ویقول لها یا نفس ما تعرفی ان بین یدیک الجنة والنار
اور نہ میں ہوں اس صورت میں حاقف کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کہ نفس سے ہی ای نفس کیا تجھ کو خبر نہیں کہ تیری آگے بہشت ہی اور دوزخ
وانت ذاهب الی احدهما عن قریب فالك لا تستعد للموت وهو قرب الیک من کل قریب فانک ان تراہ
اور تو انہیں سے کسی ایک میں جلدی جانے والا سی پھر تجھ کو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہیں کرتا اور نہ ہر نزدیک شے سے نزدیک تر ہی اور تو اسکو گناہی
بعید لکن الله تعالیٰ یریدہ قریبا اذ قال ان الموت الذی تفرون منه فانه ملا یمکم وعساہ ان یختطفک
دور سمجھ پر اللہ کی علم میں بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سے تم بھاگتی ہو سو وہ تم سے ملنی ہی اور شاید تجھ کو آج آد جاوی یا کل
اليوم ارضا فانه اذا جاء یحییٰ بفتنة من غیر تقدیم رسول اذ لیس لمحبتہ سن معین ولا وقت معلوم لا فی
سو یہ جب آئے گی ناگاہ آج ہی سہی کوئی ایسا کیونکہ اوکی آمد کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ تویم گری کا نہ
الصيف ولا فی الشتاء ولا فی الیل ولا فی النهار ولا فی الصبی ولا فی الشباب بل کل نفس من انفسک یمکن ان یحیی
ھاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ راتیں اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات میں ہی ممکن ہی کہ ناگاہ
فیه فجأة ولولم یحیی الموت فیہ فجأة وهو یفزع الی الموت اعجب غفلتک عنه اما تامل قوله تعالیٰ لا تقر بلیس
موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہی تنہا کی جاوی اس میں تجھ کو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت میں غور نہیں کرتا نزدیک
حسبا یم فی عقلتک معروضون وما اعجب جالتک انک تدعی الایمان بلسانک وانما اتفاق ظاہر علیہ ان
انگاہی لوگوں کو گھسا ب کا وقت اور نہ ہی خبر تو میں اور تیرا عجب حال ہی کہ زبان فی تو ایمان کا دعویٰ کرتا ہی اور اتفاق کا نشان تیری حال ہی ظاہر ہی کیونکہ تیرا
سمیع الیک وموکلک قد تفضل لک فی امر الدنیا حیث قال وما من کاتب فی الارض الا کتب اللہ فیہ رزقا وانت تکذبہ
سب سے اور مومنی دنیا کی ہر چیز کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہیں پاؤں میں والا زمین پر مگر اللہ ہی اوکی دعویٰ اور تو اسکو
بافعالک ونسک الیک علیہ نکالب المدهوش المستہزئ وکل امر الاخرة الی معیدک حیث قال وان لکبیر الذنبا
اپنی حرکت ہی جھٹلاتا ہی اور اسے ہر دینا نہ مانجا تا ہی جیسی مدہوش چہل باز اور اسی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو ہی

فان یحیی الموت فیہ فجأة

ماسعى وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستعقد وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان بالسنة
جوازا اور تو اس میں ایسی ہی ہر دلی کرتا ہی جسمی مغرور حقارت کرنا اور اس میں ہند بیدار ہی اور نہانی دعویٰ ان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا باقی دعویٰ دیکھ
یکے فلما ذاک یکنون المنافقون فی الدبرک الاسفل من النار فما جرأتک علی مصیبة الله تعالی ان کان مع حق
کفایت کرتا تو منافق توگ دونوں کی تہ میں کیوں جاتی پس خدا تعالی کی مصیبت پر تیری کیا ہی جرأت ہی اگر تو یہہ احقا ذکر کرتا ہی

انه تعالی لا یرک فما اعظم کفرک وان کان مع علمک بانه تعالی یرک فما اشد تم قباحک وما اشد حاقک
کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نہیں دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کسی سخت حاقت ہی
فبا ی جسارة تتعرض لمقتله و غضبه وشدید عقابه والیم عذابه افطن انک تطیق عذابه وعقابه
پس تو کس بڑی پر خدکی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یوں جانتا ہی کہ تو کی عذاب اور عقاب کو

هیئات هیئات کانت من بیوم الحساب فان یهودیا لو اخبرك فی الذاطمعة لانه یضرب فی فمک
سیکھ انوس انوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھ پر غریب ہی م غریب طوم کو کہہ دے اس میں یہہ تجھ کو نقصان
لصبر عنه و ترکته فان قول الله تعالی فی کتبه المنزلة و قول الانبیاء المودین بالمعجزة اقل عندک
و لک تو البتہ اس پر صبر کری اور کیا نا چھوڑی پس گویا اللہ تعالیٰ کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد جو معجزہ ہی تا حد ہوتی ہی تیری نزدیک

تأثیر من قول یسوع یخبرک عن ظن و تخمین مع نقصان عقل و دین بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
تیرا ہی قوت ہی جوگان اور انکھی کشتا ہی تاثیر میں کتری باوجودیکہ نہ او کی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھ ہی ایک بچہ کہہ دے کہ
فی ثوبک عقر بالرمیت ثوبک فی الحال من غیر توقف ولا سوال فکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندک من
تیری بکری میں بچہ ہی تو تو ترست ہی تا بل اپنی کتری پیسہ کی نہ سوچی نہ پوچی اب انبیاء اور علماء کا قول تیری نزدیک بچہ کی قوت ہی کتری

قول صبی و صار نار جهنم و اضلایها و افایعها و عقرها من عقرک لا تحسن بالمعصاة ایوما
یا دین کی بکری اور صائب اور بچہ تیری نزدیک ایسی بچہ ہی جکی ہر غایت ایک دن
واقل منه فان کنت تعرف جمیع ذلک و تو من به فیما بالک تشتغل بالشهوات و تسوق العمل والموت الذ بالمعصاة
یا کتر ہوتی کا آخر میں اب اگر تو یہہ نہ ہا میں جانتا ہی اور یقین کرتا ہی ہر تجھ کو کیا ہوا کہ شہوت میں مشغول ہوتا ہی اور نیک عمل میں تاخیر کرتا ہی و موت تیرا

فلعلہ یخطفک من غیر مل فماذا امننت من استعجالہ فک من مستقبل یومہ لیس تکلم و کم من مول عند لم
داؤ میں ہی غافل کہہ دے تجھ کو ایسی ایک ہی ہر تجھ کو او کی جلد ہی کیا جاؤ ہی سو کتر صبح کرنا ہی دن پورا نہیں کرتی پانی اور کتر آگ کی سی ہر دہرہ
یبلغه و علی تقدیر انک و صرت بالام مال مائة سنة و اخرت العمل الی اخرها فما ظنک ان من لم یطعم الذیة
دن نہیں پکڑ سکتی مانا کہ تجھ کو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا ہی اب تو کیا کہہ دے کہ جو شخص اپنی شو کو کھانا داتہ

الافی حنیض العقبة هل تقدر علی قطع العقبة بها و هل الما تم عن المبادرة و الباعث علی التسویف سبب غیر
کہی نہ ہوئی سو ہی دامن کو ہی کیا وہ اپنی طاقت رکھتا ہی کہ اس شویر ہمارے چہرہ جاوی اور ترست عمل کرتی ہی یا نہ ہی کا اور آج کل کرتی رہی گا اور کیا سبب ہی سو مانا کہ
عمرک عن مخالفة هذا فی ذلک من التعلل المشقة و هل تجد یوما یا نیک ولا یصغیر فی مخالفة الهوی هذا یوم
کہ تو یہی خواہش کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں دشواری اور مشقت موتی ہی کیا تجھ کو کتنا دان محام ہی جبین ہوا سو ہی کی مخالفت دشواری ہی ایسا دن تو

نم یخلف الله تعالی لا یخلفه الا فی الجنة والجنة محفوظہ بالمکسرة والمکسرة لا تكون خفیفة علی النفوس
اللہ تعالیٰ کو کسی نہیں پیچھا لیا اور نہ یہہ دلی سو ہی جنت کی درجت کی ہم عزت کیجئے ہیں اور مکا و نفس کو کہی خوش نہیں آتی
قطر من حال وجوده فان کنت لا تفهم هذا الا فممن الجملة و اذ کن الی التسویف فای حاقرة تزیید علی هذه
انہ سال ہی ہرگز نہیں ہوگا نہ اگر برا ہی ہر شے ت کو ہوتی سمجھت و عمل میں درگاہ جا ہی اس کو کسی نا انی سرانسی نہ دے سو گی درگاہ

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرم وفضله في امر دينك اما

تجھکواسد کی کرم اور فضل پر بہرہ سنی تو کیا وجہی کہ دنیا کی کاروبار میں اسد تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہرہ سنا نہیں کرتا پہلا

لستعد للمشتاء بقدر طول مدتها فجمع القوت والخطب المكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله

کیا تو جاؤ گی کہ کئی بقدر موسم کی تیاری نہیں کرتا کہاٹا اور ایندھن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اسد تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہرہ

کرم حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير حجة ونحوها فانه قادر على ذلك اقل من ان يرد زمهرير جهنم

نہیں کرتا تاکہ اسد تعالیٰ یوں ہی جاؤ گی کی سردی بغیر حجتہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اسد تعالیٰ کو بہرہ ہی کی جگہ پر خیال ہی کہ تنگی زمہریر کی جاؤ گی

انخف بردا واقل مدة من يرد زمهرير الشتاء ام تظن انك تقبوا منها من غير سعي هيئات هيئات فان برد الشتاء

شہر سنی ہو گی اور تہوشی دوزخ ہو گی یا جھکویہ خیال ہی کہ اس ہی جنت ہی کی

كما لا يندفع عنك الا بالجملة والخطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حوائج جهنم ويورد زمهريرها الا بالقصر

جیسی بدولت جیتہ اور ایندھن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گری اور زمہریر کی شہر ہرگز نہیں جاتی بدولت پناہ یعنی

بحسن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات فانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصين لا في ان يدفع

طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اسد تعالیٰ کا کرم اور فضل پر بہرہ ہی کی جگہ پر طریقہ پناہ کا بتا دیا یہ نہیں ہی کہ اس کی تحفیف

عندك العذاب بل ان التحصين فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عندك ان يخلق لك النار

بدولت پناہ کی دور کردی بیچک اسد تعالیٰ کا کرم اور فضل جاؤ دفع کرئی کی باب میں یہ ہی کہ تیرا ہی آگ پیدا کردی اور

يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فلما ان شرى الجنة والجنة

اوسکو جھپکا سی لکائی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی تنگی جاؤ کی دفع کری پر جیسی جیتہ اور ایندھن

وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك

ہو اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولیٰ کو کچھ پرواہ اور نیاز مند کا نہیں ہی صرف تیری اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اس میں تیرا کرم ہی ایسی ہی

طاعتك وجهادك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هو طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك

تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولیٰ کو پرواہ نہیں ہی عذاب الیم کی نجات کا یہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العالمين ولعلك تقول لا يمنعني

جستی پناہ ہی کی سوائی جان کا لئی اور جیسی برا کیا سوائی نقصان کو اور اسد ہی پرواہی عالمین ہی اور شاید تو کہی لگی جھگڑا راست سی

واستمرت على عادتك القديم خسرنا صبينا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت حرك
 اورايجي قدیم حادث پر چلتا سا نورب ظاہر ٹوٹا ہو گیا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھیں کھول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بيتك والتراب فراشك والفرع الاكبر امامك وعسك الموتى في خارج البلد ينتظر ونذكركم
 اور گور تیرا کہ ہی اور مٹی تیرا چھوٹا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردوں کا لشکر شہر ہی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

الوابا الايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوا ويضمون الى انفسهم ما تعلم انهم يتنون
 سخت سخت قسمیں کہائیں ہوئی ہیں کہ جب کوئی بغیر اپنی جگہ سے نہ ٹپکے گی اور جب کوئی اپنی ساتھ نہ لے جائے گی کیا تجھے خبر نہیں کہ وہ ایک کیرا مٹی دنیا کی آرزو کر رہی ہیں

الرجعة الى الدنيا يوليش تغلوا فيه بتدراك ما فرط منهم وانت تضييع ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة
 تاکہ اپنی تیری کا عوض مان لیں اور تو اپنی اوقات ضائع کرتا ہی تو یہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت میں بلایا گئے ہیں

وانت من الخلدن هيهات هيهات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض
 اور تو ہمیشہ بھلاں ہی گا کہیں نہیں کہیں نہیں کیونکہ تو اپنی عمر جب ہی مٹی پیتھی پیدا ہوا ہی بر باد کی جا تا ہی زمین پر محل چھوٹا ہی

قصر وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
 اور عنقریب زمین کا گرا تیرا قبر ہو گیا ہو گا ہر روز مال بڑھتی ہی خوش ہوتا ہی اور عمر گنتی کا جھکوکچہ غم نہیں ہی آخرت سے منہ پھرتا ہی

وهي مقبله عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما استعجب لك ان اضع كونك من تكاليف الانواع
 اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہو رہا ہی اور وہ تجھ سے الگ ہوتی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب سے کم کی گئی کئی جا تا ہی

الخطايا لا تجتهد في عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين
 آخرت کی درستی میں ذرہ کو شمش نہیں ہی بلکہ دنیا کی درستی میں ایسا لگا ہوا ہی گویا کہیں نہیں مریجی سوڑ اپنی جان پر ای مسکین

يونا الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا مره في الدنيا ونهاه فيها حتى يسئله عن عمله قليلا و
 اور یونس کی دعا ہو گیا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن میں کسی آدم مکلف کو باقی چھوڑی گا جہاں تک کہ اوستی تمام اعمال کی پرشش کر گیا ہو گا

كثيره دقيقة وجليه خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب
 بابت اورنی ہو یا اعلیٰ پوشیدہ ہو یا ظاہر سوچیکہ تو او غافل کیا منہ لیکر سامنی کھڑا ہو گا اور کس زبان سے اوسکی سول کا

عن سواله واعل للسؤال جوابا وللجواب صوابا واصرف ببقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصارك يا م
 جواب دیکھا سوال کا جواب تیار کر رکھ جواب باصواب اور بچتی عمر چھوٹی چھوٹی دنوں میں بڑی جری دنوں کی

طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعة فما سبيل
 واسطی دار فناء میں دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام میں وقت نہ گزارتے سبکی کہ میرا نفس ہی نہ تو اور داعی طاعت کو نہیں مانتا چہ بسکا

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صيحة تعبد بتجاهد
 کیا علاج تو سمجھ لے کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم میں یہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی میں مجاہد

في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدر به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد
 کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر کہ اوسکی پیروی کری پر یہ علاج اس زمانہ میں دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

في العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج لهم انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
 جو متقدمین کی وضع پر عبادت میں مجاہدہ کرتا ہو نہیں ملتا اس لیے تیری ہی مفید علاج اس زمانہ میں اوسکی حالات سننے کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی بلکہ کوئی نہیں ہی

في صحن الجهد الجهدك قل انقصي تعبهم وبقی ثوابهم ونعيمهم كما ينقطع ابداءه بدار وما اشد حسرة من لا يقتدر
 کہ وہ کیا کیا دشواری یہ کر رہی تھی اور بیشک اوسکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہیا جو کہی تمام ہو گا اور کتنی بڑی حسرت اور اوشو ہو گیا جو اوسکی پیروی نہیں کرتا

هم فيم نفسه ايما قلائل شهوات طردت ثم ياتي الموت ويحال بينه وبين الاستجابة فليدا ان تطأ
كذلك نفس كوجده روزه كده شهوات سي يازدكي
بهر او سكو موت شهوات سي روک ديكي
سويچكو جواب

احوال الصحابة والتابعين من بعدهم من المجاهدين والواقفين على اصولهم يستبين لك بعد ذلك وبعد

اور تابعين اور وكي بعد كى مجاهدين كى احوال كا مطالعہ پر ضروري
اور اكا حال ديكيہ كرتيہہ پر سہہ كہل جاويگا ك تو اور تيرى زمانہ كى لوگ

اهل عصر عن اهل الدين فان حدثك نفسك وقالت انما يتسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان

ديندون سى كتا انگ بين
بہر تيرى نفس اگر دوسوہ سى يہہ كى كخير اور عبادت نامہ سى زمانہ من ہو كى تہي كيونكہ اسباب بہت ہيا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يستغزون بك ويقولون انه معجون فواقم فيهم فيه فلا

اور ما يہہ نانہ
اب اگر تو اہل عصر كى خلاف كرتيگا تو وہ مسخرہ بناكر
باؤ لا كہديكي
سوا وكي موافق جو وہ كرتي ہين كنى جا

يجر على ولا ما يجرى عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتتخدر

جوا و كحال ہوتا حال مرگ بانوہ جشن ہوتا ہي
سوتو چكى ہينا مسادا اسكى حيلہ اور غريب اور كر اور زور من آجادی

بتدويرها وقل لها اريت لو هم سبيل فرق كل من صادقه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذر

تو كو سہہ جواب دى
كہا اگر يا تيكى اسى رو چڑھاؤى كہ جو سامنى آوى سو تو لوى اور ايك كا تو لوى اپنى جگہ پر بڑى رہين اور اپنا بچاؤ كرتين

ولنت تقدر على ان تغامر قمر وترك سفينة وتخلص من الفرق فهل تختار في قلبك ان المصيبة

اور چوچكى قدرت ہووى كہ اوسى انگ ہوكر كشتى ہووا ہوكر ڈوبنى كى بچ جاوى اب ہي تيرى دلہن يہہ خدشہ آوى كا كہ مرگ بانوہ جشن ہوتا ہي
خفا

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجملهم في صنيعهم تاخذ حذر لك مما دهاك فاذا كنت توافقهم

كا و كساہہ چوچكر اس حركت سى اوكونا و ان بنا و يگا اور اوس روسى اپنا بچاؤ كرتيگا
بہر اگر تو ڈوبنى كا مارا و كساہہ چوچكر ہي

من الفرق هذا الشرق لا يمتد الى الساعة من ابل او نهاسر فكيف لا تقرب من حذاب الابد وانت متعرض له في كل

اور حال يہہ ہي كڈوبنى كى فكيف سات يادون مين
بجزايك ساعت كى زيادہ نہيں ہوتى بہر داعى عذاب سى كيون نہيں چھتا اور تو بہر وقت او كى سامنى چلا آتا ہي

حال ومن اين تضيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا

اور مرگ بانوہ كہسى جشن ہوتا ہي
بيستك كہا اہل زمانہ كى موافقت سى ہلاك ہوئى ہين
كيونكہ ہي كہتى تہي

انا وجدنا اباؤنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى

ہي اپنى باپ رادى ايك لہ پر پائى اور ہم اوہين كى قدموں پر چلتى ہين سو بچنا
بہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلى كڈوبنى ہين كہا كونا

قبلك فاندك ان تطعم اكثر من في الارض ضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال

بيستك اگر تو اكثر نہيں كى
باشندون كى الماعت كرتيگا تو اسہ كى راہ سى بچلا وىكى
خداسى دعائى كہ كوكو گراہى سى بچاوى

المجلس الخامس والستون في بيان حشا الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحققها

پينسوين مجلس
امت كو توبہ ركعت دلانى مين
اور واجب ہونا توبہ كا فى الفور اور توبہ كى تحقيق

بالمعاني الثلاثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فانى اتوب اليه

باعتبار تينون معاني كى
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اى لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو كيونكہ مين طرف اللہ كى السلا

في اليوم ما فات من هذه الحديث من صحاح الامم رواه الا عن المزني وفيه حشا الامة على التوبة لانه عليه

روز سوار تو كرتا اسك
بر حديث معاني كى صحیح حدیثون ہين
اور مزنى كى روايت سى اور اسين امت كو توبہ پر ترغيب ہي اسلمى كہ نبى صلی اللہ علیہ وسلم

من یلزم جریدۃ اعمالہ بالذنب مرة بعد اخرى لكن ینبغي ان یعلم ان التوبة لا یتحقق الا بثلاثة امور
 حكمة تامۃ اعمال فی دہلی کہ ہونسی سیلہ ہو تاربتہای لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ توبہ بدین ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی
 مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وثالث لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنب
 علم اور عمل اور علم اول مرتبہ علم ہی دوسرہ مرتبہ حال ہی تیسرہ مرتبہ عمل ہی اور یہ سلسلہ ہر توبہ کی وجہ یہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ ہی بڑا ہی
 وكونها اجاباً بینه وبين محبوبه فی الآخرة یحصل من هذه المعرفة فی قلبہ تألم ویسعی تألم ہذا اند ما
 نقصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی چین مثال پردہ کی ہو جائیگا تو اس معرفت ہی اوسکی بطور امید ہوتا ہی اور اس نام کو ندامت کہتی ہیں
 فالعبرة علم والندم حاصل من العلم فاذا غلب هذا الندم علی القلب یحصل منه فیہ قصد الی فعل لہ
 پس یہ معرفت تو علم ہی اور یہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت ہی پیدا ہوتا ہی ہر یہ ندامت جب دیر غلب ہو جاتی ہی تو دل میں ایسی کام کا ارادہ آتا ہی
 تعلق بالحال الاستقبال والماضی فالتعلق بالحال فبترك الذنب والتعلق بالاستقبال فبالعزم
 جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ ہی لگاؤ ہوتا ہی ہر زمانہ حال ہی یہ علاقہ ہوتا ہی گناہ ہی باز رہتا ہی اور استقبال ہی یہ علاقہ ہی کہ عزم کرتا ہی
 علی ترکها الی آخر العمر والتعلق بالماضی فبترك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلاً للجبر والقضاء
 کہ عمر ہر پہر لگایا ہو گناہ اور زمانہ ماضی ہی یہ علاقہ ہی کہ جرات ہوتی ہی اوسکا عوض اور قضاء اگر قابل عوض اور قضاء کی ہو
 وهذا العقل علی حصول الندم بالحاصل من العلم والمراد من العلم ہذا الايمان والیقین بان الذنب مسموم
 اوسکا یہ فعل عمل ہی ندامت حاصل ہوا اور ندامت ہی یہ نام صدمہ ہی اور ایمان اور یقین ہی کہ گناہ آخرت میں نہر قاتل ہوتی ہیں
 مہلکہ فی الآخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق علی القلب یثمر نالندم لانہ مبصر بالشرق نور الايمان علیہ
 اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمک ہی تو ندامت کی آگ ہر گز اوجھتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سے جواو سپر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ یہی محبوب ہی الگ رہ گیا
 صاخر عجیب باعن محبوبہ فیشتعل نار المحبة فیہ فینبعث بتلك النار رادة وقصد الی الفعل التعلق بما ذکر
 اب محبت کی حرارت شعور زن ہوتی ہی اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا اڑا پید ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی
 من الحال والاستقبال والماضی فالعلم والندم والقصد الی الفعل المذكور ثلثة معان یطلق اسم التوبة علی مجموعھا
 متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہیں
 فلا تتحقق هذه المعانی الثلاثة یتحقق التوبة وکنیزاً ما یطلق اسم التوبة علی الندم وحده ویجعل العلم المقدرۃ
 جب یہ تینوں امور موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہتی ہیں اور علم کو اس مقدمہ شہرتی ہیں
 والفعل المذكور کا الثمرة وھذا الاعتبار قال النبی علیہ السلام لندم توبتا ذل ینخلو الذم عن علم یوجبہ وثمرہ
 اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہیں اور اس اعتبار ہی بنی علیہ السلام فی قولہای ندامت ہی توبہ ہی اسلی کہ ندامت بدین علم کی کہ باعث اور وجہ ہی اور
 وعن عزم یتبعہ ویتلوہ فیکون الندم مخفوقاً بطرفیہ احدهما اثر توبہ والاخر صثمر ثمران التوبة واجبة علی جمیع
 غیر عزم کی کہ اسکی پیچی لازم ہوتا ہی نہیں ہوتی سراب ندامت دونوں طرف ہی کہی ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور وجہ ہوتا ہی ہر بیشک توبہ تمام
 المؤمنین علی الفور اما وجوبہا علی الجمیع فلقولہ تعالیٰ وتوبوا الی اللہ جمیعاً آیہ المؤمنون ولقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین
 مسلمانوں پر بالفعل ترت واجب ہی وجوب توبہ سبکی اور پراس آیت ہی ثابت ہی اور توبہ کہو اللہ کی طرف سب ملکر ہی ایمان دلو اور اس آیت ہی ای ایمان والو
 اصبروا لتوبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً وظاہر ہاتین لایتین یدل علی ان التوبة واجبة علی کل احد من المؤمنین
 توبہ کہو اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی
 لودود الامر فیہما علی العموم ونور البصيرة ایضاً یرشد الی ذلک لان معنی التوبة الرجوع عما لا یرضاه اللہ تعالیٰ
 کیونکہ امر ان دونوں آیتوں میں سکھو عام ہی اور دل کی روشنی ہی یہ ہی گواہی دیتی ہی اسو اسلی کہ توبہ کی معنی اللہ تعالیٰ کی ناراضا مندی ہی

الی ما یرضاه وذلک لا یتصور الا من العاقل والعقل لا یکمل الا بعد کمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة
 رضاء مذکی طرف جوع کنا اور یہ امر صرف عاقل ہی ہو سکتا ہے عقل کامل نہیں ہوتا۔ بطن کامل ہوتا تو ہی شہوتی اور غضبی اور تمام اوصاف مذمومہ کی
 التی ہی وسائل الشیطان الی اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشیطان والعقل من جنود الملائكة وليس
 ہر جود علی ہر کانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہیں کہو نہ کہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتوں کا لشکر ہی اور ایسا
 فی الوجود انسان الا وشهوة التي هي عقل الشیطان متقدمة علی عقله الذی هو عدة الملائكة فيكون الرجوع
 انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جوشیطان فی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہ ہو سوا ب اور سابقہ ہی جو شہوت کی
 عما سبق من مساعدة الشهوة ضرریاً فی کل انسان بعد البلوغ لان من بلغ کافراً جاهلاً الذین الاسلام یجب
 مرد گدھن باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دونوں ضروری اسلی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام ہی نا واقف بالغ ہو گیا تو اس پر
 علیہ التوبة عن کفره وجعله بتعلم ما یحصل به الاسلام ومن بلغ مسلماً اتبعاً لا یوریه خافلاً عن حقیقة الاسلام
 توبہ اپنی کفر اور جہالت ہی واجب ہی کہ وہ بائین سیکھیں جن ہی اسلام حاصل ہو دی اور جو شخص باپ کی ساتھ حالت اسلام میں بالغ ہوا ہی خبر اسلام کی حقیقت ہی
 یجب علیہ التوبة عن غفلته بفهم معنی الاسلام ان بعد البلوغ لا یفیدہ اسلام ابویہ شیئاً عالم بسلامہ بنفسه
 تو اس پر توبہ اس غفلت ہی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلی کہ بالغ ہو کر باپ کا اسلام اسکی حق میں کچھ مفید نہیں ہی جب تک خود مسلمان نہ ہو دی
 فاذا فهم معنی الاسلام بعد البلوغ یجب علیہ الرجوع عن عادته والقه بالاساترسال فی الشهوات والعادات وهو اشد
 پر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجھ چکا تو اس پر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوت وغیرہ عادات میں ہی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ
 ابواب التوبة وفيه هلال اکثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تکمل فی الصبی قبل البلوغ وکمال العقل فيكون
 سببوں کی نسبت دشواری آئین اکثر خفت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلی کہ شہوت اور کمال عقل ہی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو
 جند الشیطان فی الابتداء مستولیا علی مملكة القلب ویقیم للقلب النور والفت بمقتضیات الشهوات والعادات
 شیطان لشکر پہلی ہی دکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوت اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی
 ویغلب فیہ ذلک ویعسر علیہ النزوع عنه ثم یلوح العقل الذی هو من خرب الله تعالى جنده فان کان کامل
 اور اس حالت ہی او سکھ لکھنا دشوار ہوتا ہی پر عقل کما سد تعالی کا جتنا اور شکوی ظاہر ہوتی ہی بہر اگر وہ کامل
 قویا ینتصر لا فساد عباد الله تعالی من ایدی اعدائه شیئاً فشیئاً علی التدریج فیکون اول شغله قمع جنود
 اور قوی ہی تو واسطی چھوڑانی عبادت کی دشمنوں کی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پر شیطان لشکر کا اوکھاڑنا شہوتوں کو توڑ کر
 الشیطان بکسر الشهوات ومفارقة العادات ورجع الطبع علی سبیل القبر الی العبادات ولا معنی التوبة الا هذا وان لم یکن
 اور عادات کو چھوڑنا اور طبیعت کو پرزور مٹا کر عبادات پر لگانا اور سکھ اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل
 کاہ لا قویا تسلیم مملكة القلب للشیطان ونجس للعين وعدة حیث قال لئن اخرجت الی یوم القیامة لا حتکن ذمیرت
 اور قوی نہ ہو دی تو دکی ملک شیطان کی حوالہ کرتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجھ کو ذمیر دی قیامت کی، اے تم تک تو اوکی دلاؤ کہ ذمیر ہی تو
 الا قلیلاً والمعنی انک ان اخرجت فی حیا الی یوم القیامة لا قودتھم حیث ما شئت
 مگر تھوڑی سی اور مراد یہ ہی کہ اگر تو مجھ جیتا چھوڑ گیا قیامت تک تو بیشک اوکو جہر چاہو گنا کہیں بچاؤ گنا
 ولا ستولین علیہم استیلاء قویاً لا قلیلاً ومعنی التوبة ان من صرہ بعد ما انزلہ علیہ من الامور
 اور بیشک اور پھر گناہوں کی بعضوں پر کرود گناہوں کی بعضوں پر کرود گناہوں کی بعضوں پر کرود گناہوں کی بعضوں پر کرود
 وهذا کقول المعین لا ذین هم فی الارض عینهم اجمعین وانما عینهم اجمعین حملوا ذلک انظاراً الیہم انھما لا
 اور یہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ میں دیکھتا ہی دیکھاؤں گا زمین میں اور اسی کو دیکھاؤں گا اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی

ليس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم في فواتها كالبحر العظيم لا يملكه احد **والستون في بيان قول علي السلام ان الله يقبل توبة العبد**

الصدق عليه السلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر له من حسان المصابيح رواه ابن عمر الغزيرة تردد الشيء في الحلق ويستعمل في تردد الروح

وهو المراد من المعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح المحلوم اذ عند الغزيرة وبلوغ الروح المحلوم

يعاش ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما اتزله من القرآن

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما اساءوا قال في آية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر

احدهم الموت قال اني تبت ان لا ن من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي ثبتت عنه وعدم المعاودة

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقى او ان الاختيار فها لم يبلغ الروح المحلوم لا ينقطع الرجاء فيهم

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسطة للعبد حتى يعاين قايض الامور وذلك

عند الغزيرة وبلوغ الروح المحلوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاشنة

والغزيرة ولا يياس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا يائس من رحمة الله الا القوم الكافرون وقال في آية اخرى

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات فبذبحي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مضطرا

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مضرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل من ادم خطاء وخير الخطائين التوابين وروى انه عليه السلام قال لا

ان لا يستغفر الله والتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل من ادم خطاء وخير الخطائين التوابين وروى انه عليه السلام قال لا

ان لا يستغفر الله والتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل من ادم خطاء وخير الخطائين التوابين وروى انه عليه السلام قال لا

ان لا يستغفر الله والتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورتقه من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل من ادم خطاء وخير الخطائين التوابين وروى انه عليه السلام قال لا

ان لا يستغفر الله والتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

علی قعدلو اوهم یعلمون اولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ونعم اجر
 ابی کبیر جانی بری
 اوکی جزای بخاش اوکی
 اور باغ جسکی نیچی بہتی ہرین
 رہی دین اور خوب زور دے گی

الغاملين ونص على انه يحجبهم بعد التوبة فقال ان الله يحجب القوابين ويجب للمقربين وأشار الى ان التوبة باطلامة

لهم عن انجاس لا وزن فلا بد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اخجل شرط منها لا يتحقق التوبة الا بالانجاس

بالقلب عما فاعا هر الذنوب في الماضي فمعنى الذم تحريم وتوجه علماء فاعا و تمنى كونه لم يفعل والكشائي ترك

کنہ پر دل سیام ہو نا اور نہ امت سے مرادی اپنی کئی جوانی پر غمگین اور درمندانہ ہو نا اور آرزو کرنا کا بھی پسہ کرنا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك حقاً من الله تعالى في الغرض تركه كرنا تيسر شرطيت كرتي كالمساكر آيتو كوتو بر كيتي كرون كا اور چوتی شرطیت پر مامور دے تعالیٰ خوف سی ہون کوئی

لا لاخر فان من ندم على شرب الخمر وترك صلا فيه من الضلوع و زال العقل و الخلل بالمال و العرض لا يكون تابيا

شرعاً وكذلك من قال بلساننا استغفر الله وقلوبهم صغرت على المعصية فاستغفاره كذلك يحتاج إلى الاستغفار

[illegible]

مقارن بالندم لماروی کن علی انه مرای رجلا ولم یتر من صلاله و قال فی المستعصر و التوبه -

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار لتوبة الكذابين فتومئذ تختمها الى توبة وعن الحسن البصري انه قال
 في ذلك الامر شخص زمانا طويلا استغفرك في جوفك ثم توبه في جوفه
 توبه في جوفه قابل توبه في
 او حسن بصرى روى في جوفه كجوفه

استغفارنا بحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكيا

قرطبی کہی ہیں حسن بصری کا یہ قول اور انی ناز میں ہی جاری نہ کرنا کہ تو کیا حال ہے جیسے تمام انسان علم کا اور وہ بھی پر کا جو۔

اور اپنی تسبیح پانچویں میں خیاں کہ ہم توبہ کر لی ہیں اور یہ اس کی چہل بازی اور تحفہ ہی کیونکہ مذہبی

فی غریبانها فی توبه کنیز اول ای گنده پرا را بر او گویا اینی رب که چهل کرتای
توبه دهی جزا نسی استغفار کر کردی به نیت کری

قلبه ان لا يعود الى الذنب صلافاً فعل ذلك يغفر الله له ذنبه ان كان عظيماً اذ ليس ذنباً عظم من الكفر
جائلاً كترابه توأما وكي كنهه معاف كدستای كنهای بر او كبر كوك كفرى برا كوك كنهه منى

فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَنُبَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي حَقِّ أَهْلِ الْكُفْرِ قُلُوبَهُمْ لَنُبَيِّنَنَّ لَهُمْ قُلُوبَهُمْ فَهُمْ يُعْذَرُونَ

قد روی از علی السلام قال: لا تخطوا احدكم حتى تخرجوه من قلوبكم. تركبوا كافر وكنوا اكراما وكنوا قوم صاف به وكنوا جرحا. هر چه بجهل و نادانی نسبت كنم از شما بگناهان و

در صورتی که علی علیه السلام فی خوابا اگر کوئی تن می سی اتنی ضایع کر کا کواستان او زمین کا بیچ ہر جاوی یہ وہ قویہ کری قواسم او قویہ قیول کہ کتابی اور لیکہ ہر شے

ترتبه علیه السلام قال ان العبد اذا اعترف ذنبا تاب الله عليه يعني انه اقر بوقوعه في الذنوب وابتعد عن ارتكابه
 موعظه ای کہ جب وہ اپنی خطا و اولیہ کو بھی اقرار کرے اور توبہ کرے تو

حلی افعال من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
 كثره ذنوبه
 اورا وہی گناہ اور کئی برائی برائیاں ہی نام نہ ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پھر نہ کرونگا تو اسے تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکی گناہوں سے اور کئی برائیوں سے

سبیانہ لکن مینبغی ان یعلم ان الذنوب علی نوعین خب فیما بینک و بین اللہ تعالیٰ و خب فیما بینک و بین العباد
 لیکن سبھی کی بات ہی کہ گناہ ہی دو تو قسم کی ہیں ایک گناہ تیری اور خدا کی پہچین یعنی حق الہی اور ایک گناہ تیری اور میری کی درمیان میں یعنی حق العبادی

فالذنب الذي بيننا وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والغرم على الاعمال
 پر جو گناہ صرف حق الہدیٰ تو اس میں حق تعالیٰ نے استغفار اور بدل ہی نہ دیا

فإذا فعل ذلك لا يبرئ من مكانه حتى يغفر له ذنبه إلا أن يكون شيئاً من القراض فإن الشرع لا يكتفي فيه
بجبره حال بناء أو غيره أي حكم سيئ من ثمنه أو كذا وكذا معاف برطاني من أن لا يكون خريجه تركه هو هو
كأنه مشرع في أسبابه من قوله بر الكفاية كذا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك البعض قضاء كالصلاة والصوم وغيرهما وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
 بلكا اوس لو كى سانه بعض حكمه قضا كلكا كى كى جيسى نماز اور دوزه وغيره اور بعضي حكمه كفاره كى كلكا كى اور كى حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقينها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون ودية
 العباد پس بجهاننا حقوق کا مالکون کی پاس ضروری ہے اگر وہ لوگ نہیں تو دنیا کو بھی طرف سے اس نیت سے خیرات کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی یہان و دنیوت

عند الله تعالى يصلها إلى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات فساد
 رہی قیامت کی روز مآکون کی حوا کرے
 پھر جو ماری مفسس کی حقوق ادا کرے کوئی طہ نہ ملے تو واسکو

فعلیه ان یکتر من الاحمال الصالحه و يستغفر لمن ظلم من المؤمنين و المؤمنات فی اکثر الاوقات فانہ اذا
 یہ لازم ہے کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن منسوبوں کی حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کری بہت جب یہ عمل کرے

کذا لا یجوز من فضل اللہ تعالیٰ ان یرضی خصما وکذا یوم القيمة قبل لبعض العلماء هل للتائب من علامة یعرف
 ترسله تعالیٰ کی فضل سی امید کی کہ قیامت کی دل اسکی مدح چون کہ راضی کر دی

قبول توبتہ قال نعم علامتہ اربعۃ اشیاء الاول ان ینقطع عن صحابہ السوء والثانی ان یکون معرضاً عن
 کتوب قبول ہدی کہاں انکا چار علامتیں ہیں اول یہ کہ بیکار و نسی بیزار ہو جائی اور دوسری یہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

کل ذنب مقبلا علی الطاعات و التائبان بینهم من قلبه فرح الدنيا و یری حزن الآخرة دائما فی قلبه و
 اور طاعات کی طوط متوجہ ہو دی اور توبہ کرنے والے کو دلین دنیا کی فرحت نری اور آخرت کا کفر دلین ہمیشہ لگاری اور محبت یہ

ان يرى نفسه فارغا ماضيا من الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلة
التي هي ان يرى نفسه فارغا ماضيا من الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلة

[illegible]

تتنزل عليهم الملكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجلبه على الناس ابعة اسف
اولن پر اور ترقی میں غیر مشغی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس بشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا اور اور لوگوں پر اذکھا چار حق واجب ہو جاتی ہیں

تتنزل عليهم الملكة الاثافيولا تخزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجلبه على الناس البعثة انفس
اولن پر اور ترقی میں پیش قدمی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سوزاں ہیشت کی جگہ انکو دے دیا تھا اور اور لوگوں پر اذکجا حق واجب ہو جاتی ہیں

اولہا ان یجبوہ لانہ تعالیٰ قداجہ والثانی ان یدعو الہ بالشبات علی التوبۃ لان الشبات علی التوبۃ
اول یہ کہ اوس سی محبت کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اوس سی محبت کرتا ہے دوسری یہ کہ اوسکی حق میں توبہ پر قائم
رہنے کی دعا کیا کریں پہلی کہ توبہ پر قائم رہنا تو

[illegible]

عن يوسف عليه السلام لا تريب عليكم اليوم قال الفقيه ابو الليث وذلك ان المؤمن ليس من شانه ان يقع في الذنوب

عالم اسلام کی طرف سے حکایت کرتا ہی کچھ الزام نہیں تھا آج فقیر ابوالکلیث کہتے ہیں یہ اس سنی ہی کہ مومن کی شان سے نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہو رہی

اور بعد کیا کری چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور گناہ اور بھیک کیوں کہ اللہ تعالیٰ فی خلد ہی کہ جسے مومنوں پر مصیبت کا پہنچا

المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذ كان ايمانه حقيقيا لا سانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعيدها قال

هر روز ای سواروس علی هین بین چنان از دکان ایان صیغی هر حرف بانی های بود مگر غفلت من هر جب اوستی گناه سی تو سبکی و طایر هین بی که غفلت من کری

رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعلم لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه ههنا وتبعه على الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوشیار رہو، کہ اپنی جان کو ذلیل نہ کی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احق حق ہے کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی بھی لگا دو اور اللہ سے اتنا ڈرنا

مذ الحریث من حسان المصالحیم فراده شد ادین کلاوس فصعنه ان العاق من غلب علی نفسه وقهرها وحاسبها

ظرف عملت لاخره فان وجدها عملت خيرا الحمد لله تعالى ويسعى في الاذباد فيه وان وجدها عملت شرا اشقل

سچی کہ آخرت کی لی گیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کر اس میں اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ بد کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کر کہ

وہاں وہ سب سے پہلے صدام کو اس طرح سے توجہ دلا کہ اس نے اس کی اطاعت کی اور اس کی ہر بات کو درست بنا دیا۔

المات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصار تابعاً لها واعطاهما المردية من المحرمات والمنهيات

فی علی الله ان یغفر له ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو التوراة والفرع والصلح

موسیٰ یہ تمنا کری کہ خدا بخشنے اور پی تو بہ اور پی استغفار اور بلا درستی حال چہنہ و اخگر کردی اور یہ پی غرور کہلا تا ہی اور طوطہ جیسی

لہذا امام غزالی فی الاحیاء ہوسکون النفس الی عیاف و قوی و یمیل الیہ الجسم عن شہۃ و خدرۃ من غزالی فی احیاء العدم میں ذکر کیا ہے نفس کا اطمینان اور سواق ہو اوس کی طبع کا میلان جسم سے شہ و خدر سے مکرکی ہے

يظن من اعتقده انه على خير ما في العاجل او في الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في

میں خیر امیر کو نرم محطین آئین فہم اند مغرور و ان اختلاف اصناف و رہ و تقابلت در جائے حق

باجو دیکھ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہیں اب وہ دھوکہ میں ہیں اگرچہ حیات اور طریقہ دھوکے مختلف اور ادنیٰ درجہ کم و زیادہ ہوں یہاں تک

غرو بعضهم اظهروا اكثر من بعض فبين من غرتهم الحيوۃ الدنيا ومنهم من غرم بالله الغرور اما الذين غرتهم

یہ کہہ کر ایک بلی کی فاحش اور بے پرواہی سے دیکھا کہ وہ کون سے کون سے لوگوں میں رہتا ہے اور کون سے کون سے لوگوں میں رہتا ہے۔

اور دنیا تو فتنی اور آخرت اور داری سواب دنیا بہتری میں دنیا کا اختیار کرنا فوری

القياس فاسد يشبهه قياس ايليس حيث قال في حق آدم النبي عليه السلام انا خير منه خلقتي من نار
استدل فاسد بقياس قياسي كقول ابي آدم عليه السلام اني خير من كنهان من اوصى سي بره من كنهان كقولنا سنان

وخلقت من طین والی هو لاء الاشارة بقوله تعالى للذين اشتركوا في الحیوة الدنيا بالآخرة فلا يخفف عنهم العذاب
اورا د کو دنیا یا خاک سی اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہوں نے خیر کی دنیا کی زندگی آخرت دیگر سونہ ہکا ہوگا اور پھر عذاب
ولا هم ينصرون **وعليه هذا الغرور اما التصديق بمجرد الايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بمجرد الايمان**
اور نہ لو کہ وہ پہنچی کی اور اس دھوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی یا تصدیق برہانی سی پھر نری تصدیق ایمان کی
فهو ان يصدق الآيات الواقعة في القرآن من جملتها قوله تعالى ما عندكم ينفد وما عند الله باق وقوله تعالى
توبه ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہیں تصدیق کری جنہیں سی ایک یہ آیت ہی جو تم پاس ہی پڑ جاوے گی اور جو اس پاس ہی سورہت ہی اور ایک یہ آیت
والآخرة خير وابق وقوله تعالى وما الحیوة الدنيا الا متاع الغرور فانه عليه السلام قد اخبر بذلك طوائف
اور پھر لاکھ بہتری اور رہتی والا اور یہ آیت اور دنیا کا جھٹای ہی جنس دعا کی بیشک نبی علیہ السلام فی بہت کھار کو اسکی خبر سنائی
من الکفار فصدقه وامنوا به ولم يطالبوا بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق
لہیں اور ہوں فی سچی مانا اور اس پر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب کی یہ ایمان ہی کہ وہ لوگ دھوکہ سی بچ جاتی ہیں اور تصدیق برہانی
بالبرهان فهو ان يعرف وجهه فساد هذا القياس الذي نظمه ابليس في قلبه فان كل مغرور فغروره سلب و
یہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس فی اپنی دلیں مرتب کیا تھا کیونکہ جو شخص دھوکہ میں آتا ہی تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہی
ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قیاس يقع في القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به
وہ ہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلیں پیدا ہو کر دلوں میں رہتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہ ہو
ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذي نظمه الشيطان في قلب المغرور مركب من اصلين أحدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی ہو نہ قیاس جو شیطاں فی بیک ہی دلیں مرتب کیا تھا دو اصل سی مرکب ہی ایک توبہ
الدنيا نقد الآخرة نسئة وهذا صحيح والثاني المنقد خیر من النسئة وهذا محل التلبیس فليس الامر كذلك مطلقا
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اور دہری یہ توبہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور دہری یہ سببکہ دھوکہ ہی کیونکہ کلیہ یوں نہیں ہی
بل اذا كان النقد مثل النسئة في المقدار والمقصود هو خیر منها واما اذا كان اقل من النسئة فالنسئة خیر منه
نقد اور اور اور اور اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو جب تو نقد بہتری اور اگر نقد مقدار میں اور دہری کتر ہو تو یہ نقد اور دہری بہتر ہوتا ہی
فان هذا المغرور يبدل في تجارتہ درہما نقد لیاخذ عشرة نسئة ولا يقول النقد خیر من النسئة وكذا اذا
کیونکہ یہ مغرور ہی اپنی تجارت میں ایک درہم نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس درہم اور یعنی انجام کو حاصل کری اب نہیں کہتا کہ نقد بہتری اور دہری اور ایسی ہی اگر
حالة الطيب من الفوكه ولدائن الاضحة يترك ذلك في الحال خوفا من الم المرض في الاستقبال والتجار كلهم
طیب مہری اور لذیہ کا خوشی منع کر دی تو آئینہ کو ٹکڑ کا مارا تو چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ
يركبون الجار ينجتارون مشاق الاسفار في الحال لاجل الرج والراحة واللذة في الاستقبال فاذا كانت العشرة في
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفعل کارا کر لیتی ہیں آئینہ کی مشقت اور وہم اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو
الاستقبال خیر من الواحد في الحال وكذا اذا كان الرج والراحة واللذة في الاستقبال خیر من الم والمشفقة في
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آئینہ کی مشقت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو
الحال ففس لذة الدنيا وراحتهما من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کا نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی ہی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی
قلما يتجاوز عنهما وهو ليس عشرين من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فكانه ترك واحد الياء خذ الف الف
اس سی بہت کم مہر سی یا تا ہی سو یہ ستون حصہ ہی نہیں ہی ہزار دین حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سی گویا سنی ایک کو دس لاکھ یعنی کی دس لاکھ ترک کیا

١٥٥

القول بالمقصود فلا يفي له مجرد الايمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن
حاصل كونها من جملتها قوله تعالى فإني لعاقب لمن تاب سوسمين نرايان كافي وأمن وعمل صالحا ثم اهتدى وقوله تعالى إنا سرخمت الله قريبا
او نين كافي وقوله تعالى والعصران الإنسان لئني خسر او مير بخشش ي او سپر جوقه كرى او هين لادى اكرى بهلا كام پير راه پريه والذين آمنوا وعملوا الصالحات فوعده المغفرة في كتاب الله تعالى منوط
او به آيت بالايمان والعمل الصالح جميعا لا بالايمان وحده فمن اقر بلسانه ان لاخرة خير وابقى ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصي
او عمل صالح فهو من المغرورين بالدينيا والمسرورين بها والمحبين لها والكارهين الموت خيفة فوات لذتها لا خيفة فوات لذت
قوة دينيا الاخرة وحصول عقابها فهو هؤلاء هم الذين غرهم الحيوه الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون او جلوده كرى والذين هم بالله الغرور
او جلوده كرى فهم الذين يجهلون الاعمال ويستغلون بالمسكرات ويقولون ان الله كريم رحيم نرجو رحمة ومغفرته وهذا
او جلوده كرى الكلام وان كان صحيحا في نفسه مقبولا في القلوب الا ان الشيطان لا يغوي الانسان الا بكلام مقبولا للظاهر
او جلوده كرى مردود الباطن ولو لاحسن ظاهر لما انفردت به القلوب لكن النبي عليه السلام كشف عن ذلك بقوله الكيس
او جلوده كرى من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله وهذا التمنى هو الغرور الذي غر
او جلوده كرى الشيطان اسمه وسماه رجاء حتى خدعه بكثير من الناس وقد نشر الله الرجاء بقوله الذين آمنوا وعملوا الصالحات
او جلوده كرى رجاء نام كها يي بهان نك كه بهت لوكون كو اس فريب مين لي بيا ي
او جلوده كرى وجاهد في سبيل الله اولئك يرجون رحمت الله وقيل الحسن قوم يقولون نرجو الله ويضيقون العمل فقال
او جلوده كرى هي بات هي بات تلكا هانهم يترددون فيها من رجاء شيئا طلبه ومن خاف شيئا هرب منه وكما لا يثبت في الدنيا
او جلوده كرى نزع الا بالحراثة كذلك لا يحصل في الاخرة اجر ونواب الا بالايمان والعمل وكما كان معنوها من رجاء ولما لم ينك
او جلوده كرى ونك ولم يجامعوا جامع ولم ينزل كذلك يكون معنوها من رجاء رحمة الله تعالى ولم يؤمنوا ومن ولم يعمل
او جلوده كرى الصالحات او عمل الصالحات ولم يترك السيئات وكما ان من نك وجامع وانزل ينبغي له ان يرجو حصول الولد
او جلوده كرى كبرى يا عمل صالح كرى

وان یخاف عدم حصوله کذلک ان من امن وعمل الصلح و ترک المسیات ینبغي له ان یرجو حصول

الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن المسیات و یدرک علی الطاعات

ثم یرجع الی الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله تعالی ولا یأمن من عذاب الله تعالی فان المنهج فی العباد

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطان انی یقبل توبتك مع ان نکابک امثال تلك الذنوب فیجب عند

ذلك قهر القنوط بالرجاء ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالی قل انی لعفو

تاب و وعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عبادہ فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها

صغیرها وکبیرها حتی الکفر بخلاف الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

سراج وتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وکل توقع یورث التوبة والتشمیر علی العبادۃ فهو رجا وکل توقع

یوجب الفتنه فی العبادۃ والرجاء الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یتربک الذنوب ویشتغل بالعباد

یقول الشیطان له مالک تؤدی نفسك وتعد بها والفریب کریم غفور رحیم فیغتریک عن التوبة والعباد

فهذا غرور وحذرک لک یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بنفسه تعالی وعظیم عقابه

وتقول له ان الله تعالی کما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدد العقاب ایضا وانه مع کونه کریم

رحیم اخذ الکفار فی النار لای اباد مع ان کفرهم لایضرب بل یسلط العذاب والحزن والافراط والعلل وتفقر

والجموع علی عبادہ فی الدنيا مع کونه کریم رحیم قادر علی انزل المواقف کان سنته فی عبادہ کذلک کیف یغتربه

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سلب فتورهم عن العمل واقبالهم علی الت

واعراضهم عن طاعة الله تعالی واهم الهم للسعی للآخرۃ وهم لا یعلمون انه غرور و لیس برجاء وقد خبر النبی علی السلام

طاعتی الی ی برواه آخرت کی سعی من حست کو ضعیف کردیتی دنیا کی غلبہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطان کی دھوکہ ہے چاہیں ہی اور شیخ کی علیہ

اور یہ کہ تینت کر دنیا ہی حال یہ کہ کریم اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی یہ جسکا بندن کی حق میں یہ سطر ہو تا وہی کب کفر غم

ہو گیا ہی کہ اسکا خوف اور ڈر کیا ہی اور وہ بیشک اپنی عقاب ہی ڈر کیا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو رجاء ہی کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

اور یہ کہ تینت کر دنیا ہی حال یہ کہ کریم اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی یہ جسکا بندن کی حق میں یہ سطر ہو تا وہی کب کفر غم

ہو گیا ہی کہ اسکا خوف اور ڈر کیا ہی اور وہ بیشک اپنی عقاب ہی ڈر کیا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو رجاء ہی کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

قبل العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم
 تقربيت عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سوا ادب والوں ہی اور انہیں ہی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بیکر عزت اسکی مان
 عند الله اتقاكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشارة في الحياة الدنيا
 اہم کو بڑی جگہ ادب بڑا اور انہیں ہی ثرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو لوگ یقین لائے اور ہی پرہیز گاری کرتی اور کو ہی خوشخبری دنیا کی حقیقی
 وفي الآخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذيق الظلمين فيها جثيا ومنها الخلود
 اور آخرت میں اور انہیں ہی دوزخ سے نجات چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پہرہ لیگی ہم اور کو جوڑتی رہی اور چھوڑ لیگی گنہگاروں کو اور انہیں ہی جنت
 في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالدین فيها ومنها الدرجات
 میں ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سے اور کو آج میں جگہ لیگی بہت زیادہ رہ پڑی اور انہیں ہی اور جہنم
 العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولولم يكن في
 اور انہیں کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اسکو خوش آتی ہیں احتیاط والی اور اگر تقویٰ میں
 التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
 سوا ایکی کوئی فضیلت نہ ہوتی تو ہی کافی تھی پہرہ آدمی کیونکر نہ سعی کرے اور کو حاصل کری اور دیکھو اسکی سوائے بہت فضیلتیں ہیں اور
 القرآن ملوید كرفضائلها فانه تعالى قال في آية الله ولي المتقين وقال في آية أخرى والعاقبة للمتقين
 قرآن میں فضائل ہی پہرہ بیشک اللہ تعالیٰ ایک آیت میں فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ذرئہ والوں کا اور دوسری آیت میں فرمایا اور آخرت میں ہی ذرہ والوں کا
 وقال في آية أخرى وائرأفت الجنة للمتقين وغيرها الآيات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد صو
 اور ایک اور آیت میں فرمایا اور نہ دیکھ لائی گئی بہشت ذرہ والوں کی اور سوا اسکی اور آیتیں جو تقویٰ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بیشک
 بها الاولين والآخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله تعالى
 پہلے والوں اور پچھلے لوگوں کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور انہیں کہ رکھای ہی پہلے کتاب والوں کو اور انکو کہ ڈرتی رہو اللہ سے حاصل یہ ہی
 انها الجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضر في الآخرة من فعل
 کہ اسمیں تمام جو بیان جمع ہیں اور تقویٰ نعت میں خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع میں ایسی اعمال ہی بچنی کہ کہتی ہیں جو کرنی سے چھوڑنی ہی آخرت میں ضرر
 ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصفات ايضا
 پہنچانی ہو واسطے حصول تقویٰ کی کہ کہی ہی بچنی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضوں کی نزدیک تقویٰ کی ہی صفات ہی ہی بچنا ضروری
 في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتناب الكبائر
 اور ہی قول حق ہی اور کو ہی کہتا ہی صفات ہی اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صفات اور حقائق میں جو کبار ہی ہی بچتا ہی
 فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ
 سو بہتہ صفات پر لڑے اور عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت ہی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوئیں تو ہم تم سے اتار دیگی غسی تقصیر میں تمہاری لیکن یہ غلطی
 مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
 خطا اور اہل سنت کی قواعد سے خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صفات پر ہی عذاب کا جائز ہی اگرچہ کبار ہی ہی بچتا ہی کہ بعض مفسرین ہی اس آیت میں کبار ہی مراد
 حملوا الكبائر في الآية على انواع الشرك كشرک اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة
 اقسام شرک ہی میں جیسی یہود اور نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سے بدول قرینہ کی ضرورت ہے اور
 ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتبعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى ان الله لا يغفر ان
 فرد کامل شرک ہی اور شرک ہی بچنی میں اور گناہ کا اور نہ مقرر نہیں ہوتا بکوشیت الہی میں رہتا ہی اس آیت سے بیشک اللہ یہ نہیں بخشتا

ولاحیلة فیہ الا التمسک بالروایة الضعیفة عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدل والوزن خصوصاً
اور نہ آئین کوئی حیلہ بجز تمسک اسی ضعیف روایت کی جو ابویوسف ہی کی ہے کیونکہ گنتی اور قول کا جمع کرنا بہت دشواری خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقر ان الضرورات تبيح المحظورات والثانی طلبه الطعم علی الناس بحیث تری کثیراً
فقراء کی حق میں اور بیشک پھر حکما ہی کہ ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے دوسرے سبب لوگوں پر طعم کا غالب ہو جانا چاہیے تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہے

منهم لا یرضون بحقوقهم ولا یقتنعون بحظوظهم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث طلبه الظلم بین الخلق
کہ انجانے حق پر راضی نہیں ہوتا اور اپنے حق سے قناعت نہیں کرتی بلکہ حرام تک بڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا پھیلنا

من العصب والخیانة والتزویر ونحوها والرابع طلبه الجهل علی التجار والصناع والأجراء والشراة
جہن لینا چولینا خیانت کرتی دغا کرتی اور راستہ اسکی چرتی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سودا گروں اور کارکنوں اور مزدوروں اور شرکاء

فی الأصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو ما ان تبطل فیکون
سویہ لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ میں نہیں کرتی پس اب اوکی معاملات اس ہی خالی ہیں یا باطل ہوگی بہرہ

مکسوفهم حراماً او تقسدت فکره فتکون مکسوفهم حیثاً والحرام لا یکون ملکاً بالقبض بل ان امکن الرد
اوکی کا ہی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہوں کی اب اوکی کا ہی حیثیت مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرتی ہی ملک نہیں ہو جاتی بلکہ اگر اوکی مالک تک

الی صاحبه یجب الرد الیه ویحصل الاثر بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذه بشراء او جارة او هبة او صدقة او
بشاً دنیا ممکن ہو تو شرط دنیا واجب ہوتا ہی اور یہ دن اسکی گنجگار ہوتا ہی اور کسی کا وسکا لینا جائز نہیں خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی

نحوها اذ لا یصدر بها حل الا وان تعدر الرد الی صاحبه فسیبیلہ التصدق لا غیر الخبیث وان کان ملکاً
کسی اور وجہ سے نہ ہو کہ کوئی وجہ حل کی نہیں ہی اور اگر مالک تک پہنچا نہ شور ہو تو اوکی رہ بجز صدقہ وغیرہ کی کوئی نہیں اور حیثیت مشکوک اگر قبضہ کرتی ہی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکہ التصدق ویاتہ بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذه الا ان یتصدق علیه وهو فقیر فاذا
تو ہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہے کہ صدقہ دے دے اور سوا صدقہ کی گنجگار ہوتا ہی اور کسی کا وسکا لینا جائز نہیں ہی ال ملک صدقہ دے دے اور وہ فقیر ہو جب

کان كذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی هذا الزمان مع الاجترار عن الشبهات فان کثیراً ما فی ابیہم
حال بہرہ ہی تو اس زمانہ میں لوگوں ہی شہادت ہی بجز معاملہ کرنا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مانع اوکی قبضہ میں ہیں

من الاموال اما حرام او خبیث بسبب ظلم بعضهم بعضاً بالعصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپکی ظلم ہی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتهم فالأخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات فی هذا
یا اپنی معاملات میں شرعی شرائط کی رعایت نہ کرتی ہی پس محتاط قول کو لینا اور شہادت ہی بجز اس

الزمان یستل عن لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنهم والفرار الی الجبال وسکنی المغائر ویطون الا
زمانہ میں یہ شہادت ہی کہ لوگوں کی ساتھ کوئی معاملہ نہ کیجی اور انسی سے اسے الگ ہو کر پہاڑوں میں بھاگ جائی اور غاروں میں نہالوں کی اندر رہ کر ہی

ورترع العشب الکلاء فی هذا حرم عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاهما منفيان فی الشرع بالنظر لان الانسان
اور کھانسی پہاڑوں کی اندر رہ کر ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہ دونوں خلاف نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنه ان یعیش وحده بل لا بد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی هذا الزمان لامحالة الاخذ
من ساری یہ کہ ہو سکتا ہی کہ کیا گزارا کری بلکہ بالضرورت اوکی گزارا آدمیوں میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرورت اسی ہی طریقہ چاہی

بما قال محمد ومن تبعه من المستأثر من جوار اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعض وبغیر عوض مالم یعلم کونه
جہلام جو کہتی ہیں اور اوکی تعلیم بعضی مشایخ کہ غیر کامل اوکی اجازت اور خوشی ہی لینا بدلیں اور ہی بدلہ جب تک صاف ظلم معلوم نہ ہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقربة فی الشرع من ان الید دلیل المالك وان الاصل فی الاشیاء الابلاحة وان
 جائز بتاتی بین قاعد مقربین سی تمسک کر کہ قبضه دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل شیاء میں اباحت ہی اور
 یقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
 یقین شک سی دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جائز ہی تب ویسا ہی یقین ہوا ورشمن عقود اور فسخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرتی ہی
 بالتعین بل یثبت بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن النقود دفع غیرہ یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی
 متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی بیان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ ہی متعین کری اور وہ اور وہی دیتی تو جائز ہی بخلاف بیع کی جس بیع عقد کرتی ہی متعین ہوتا ہی
 لا یجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد وما قال الکرخی وقد صرحوا بكون الفسخ علیہ
 یہ کہ اگر کو اور بیع سی بدل دینا اور بدل کو اس کی حکم ہوتا ہی جائز نہیں ہی جب تک پہلا فسخ اور دوبارہ عقد کیا جاوی اور تمسک کر امام کرخی کی قول سی کہ مباح ہی نہیں
 فی هذا الزمان ان المشتري بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشار الیہ حین العقد ثم سلم فیرکون ملکا خبیثا
 کہ اس زمانہ میں فتویٰ ایسی پر ہی کہ کسی خریدی ہوئی شے میں حرام سی حال پاکیزہ ہوتی ہی اگر اس صورت میں کہ عقد کرتی ہوئی اس میں حرام کی طرف اشارہ کرین ہر وہ ہی دیدین
 وجب التصرف ویما ذہب الیہ یوحیفة من ان الخلط الرافع للتمایز استملاک موجب للملك والضمان وبما روی
 یہ شے کہ خبیث ہوگی او کا عقد کر دینا واجب ہی اور تمسک کر امام ابو حنیفہ کی نہ ہی کہ وہ دیا وچر کہ جس میں امتیاز باقی نہ ہی ہاک کر دینا ہی اس میں ملک حاصل ہوجاتی ہی اور
 عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اداه نعم ما لا یدرک کله لا یتزک کله فان الاحترار عن جميع الشبهات لما
 اور تمسک کر دینا جو اس میں مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اس کا انکار نا نہیں ان جو چیز سرسری سر نہ آوی تو اس سرچھوڑنا نہ چاہی بیچیک احترار تمام شہادت ہی چونکہ
 لم یکن ممکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي یمکن الاحتراز عنہا فی تحقق التقوی لان الطاعة
 اس زمانہ میں ممکن نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شہادت سی جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی واسطی کی طاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی
 بحسب الطاقة فمن اتقى عما فی وسعه من الشبهات یرجى من فضل الله تعالى ان یعفوعنه طایس فی وسعه
 یہ جو شخص اپنی مقدور ہر شہادت سی بچتا ہی تو اس کی فضل سی امید ہی کہ اس کو وہ معاف کر دی جو اس کی طاقت سی باہر ہی
 ویجعل له ثواب المتقین وأما اطعام اهل الوظائف من الاوقاف وبيت المال فهو کسائر المكاسب فان الکسب
 اور اس کو ثواب متقین کا عنایت کری اور ان کا مال وظیفہ داروں کا اوقاف میں سی یا بیت المال میں سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کام کی کیونکہ فائدہ لینا
 بالمیہم والاجارة ونحوها اذا روعي فیہا شرائط الشرع كما یمکن حلا لا طیبیا کذلک الوقف اذا روعي فیہ شرائط
 بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اس میں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی اس میں
 الوقف یمکن حلا لا طیبیا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا له وأخذہ بقدر الکفاية وتقصیل الکفاية علی ما
 رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اس کی قابل ہو اور بقدر کفایت بہا کری اور تقصیل کفایت کی موافق بیان
 فی الاحیاء وغیرہ من الکتاب فی السلوک ولا فرق بین الوقف وبيت المال و بین غیرہا من المكاسب فی کون
 احیاء وغیرہ کتاب کی سلوک میں اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیوں کی اس میں یکجہ فرق نہیں ہی
 کل منها حل لا طیبیا اذا روعي فیہ شرائط الشرع وفي علم کونه حلالا اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع وذكر فی الوقفات
 کہ یہ سب حلال طیب ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت کی جاویں اور دراز خبیث ہوتی ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت نہ ہوں اور واقعات میں مذکور ہی
 ان الذين یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم یسوءوا طین بالاجرة بل هم طاهرون
 یہ لو کہ حکم کرے ہیں اور فتویٰ دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتی ہیں اور بیت المال میں سی کھاتی ہیں سو یہ لو کہ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہیں ہیں
 لله تعالى واجرهم علی الله تعالى وكذلك ما یعطیه الامراء والساداتین من ماله الی رجل حلک عالم یعلم انه حرام
 بلکہ نہ کار بار کرتی ہیں اور ان کا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور ساداتین اپنی مال میں سی کسی کو کچھ عطا کرتی ہیں سب حلال ہی جب تک معلوم ہو کہ شے خاص حرام ہی

بعینه تعم درجات الحلال کثیرة صلیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی ان مرتبة حلال کما یست بین انیک ہی انیک ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الوصر الاعلی فی زماننا مما یفرض الی الحرج وهو مدفوع فی الدن کیونکہ حلال کی باب میں بہت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد علی متبکی پر میر کی ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یدمہ الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا اقتسک احد بالشرع بلکہ شرع سید ہی تزلزل ہی جسکو شرع اہل شرعی وہ سب حلال ہی ہی یہ اسد کی طرف سی بند ہی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند ہی

فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان انکار علیہ استغناء فی الشرع و من استغنی بالشرع یتخاف علیہ نزول الایمان پر یہ کہ کما مقدور ہی کہ اوی انکار کری کیونکہ اس پر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جس شخص شرع کی تحقیر کری او سپر کہ کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالوصر والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکاً له ما لم یقین انه بعینه مفعول جب یہ امر ثابت ہو اور تورع اور تقوی اس زمانہ میں یہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی تحقیر میں ہی اوی کی ملک مانی جاوی جسک یقینی معلوم ہو کہ یہ خاص چیز چھپی ہوئی

او مسروق وان علم یقیناً ان فی مالہ حراماً اذ قد قال قاضیان فی فتاواہ مرحل دخل علی سلطان فقدم الیہ شیء یاچور ہی ہوئی ہی اگرچہ یہ بات یقینی معلوم ہو کہ اکی مال میں حرام ہی مالا جاوی اسلکی کا ضامن ای فتاویٰ کہ کتابی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نے اوی کو کسی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یجل له ان یأکل لانه لم یعلم بالحرمۃ ولاصل فی الاشیاء الا باحاطہ کہا نیکیو دی اگر یہ معلوم ہو کہ یہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اسکو کہا لیتا حال ہی اسلکی کہ اوکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل شیار میں اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یجل له ان یأکل منه لانه علم بالحرمۃ وتسل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ اور اگر معلوم ہو کہ یہ خاص چیز حرام ہی تو کہا نا حال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پر چہا کہ اوسی اگر

جائزۃ السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصباً یجل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدرهم عطیہ سلطان کا منصوب جان بوجہ کر لیتا تو کیا او سکویہ حال ہی جواب دیا اگر سلطان فی درہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا یس اخذہ وان دفع الیہ عن الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذہ قال الفقیہ ابو اللیث قسم میں مادی تو تخی میں کہ خوف نہیں ہی اور اگر اوکو منصوب درہم دے کہ وہ ہی بدون مانی کی دیدی تو لیتا جائز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفۃ اذ عنده من غصب الدرهم من قوم و خلط بعضہا ببعض فملک الفاعل یہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلکی کہ علم کی نزیک اگر کسینی درہم کسی سی چین کر ایک کو دوسری میں مادی تو خاص ملک

ویکون مادیاً نالہم و ذکر فی بستان العارفين ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزۃ السلطان قال بعضهم یجوز ما اور اسکا قصدا ہو جائتا ہی اور بستان العارفين میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کتابی جائز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازہ فقد ذهب الی طروی عن علی بن ابی طالب جبکہ معلوم ہو کہ یہ حرام کمال دیا ہی اور کوئی کتابی جائز نہیں ہی پر جو شخص جائز کتابی تو اوی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال و ترک عن عمر بن الخطاب کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پر جو چکو دیتا ہی سولبی کیونکہ چکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ بنی علی السلام فی

قال من اعطی شیئاً من غیر مسئلة فلیأخذہ فانما هو رزق رزقہ الله تعالی و تروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال فرمایا چکو کوئی شخص لی مانگی کہہ دیوی تو لی لیتا چاہی کیونکہ وہ اسد تعالی فی رزق پہنچا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کتابی

سایت ابن عمر بن عباس ینہما ہذا یا المختار فی قبلانہما مع کونہ مشہور بالظلم و تروی عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ کہ سینی ابن عمر اور ابن عباس دونوں کو دیکھا ہی کہ اوی کی پاس یہ یہ مختار کا آتا اور وہ دونوں لیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تھا اور محمد بن الحسن ابو حنیفہ کا مردہ مادی

عن جادان ابرهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الانزلی وكان عاملا علی حلوان یطلب جائزته هو وابو نزر
 روایت کرتے ہیں کہ ابرہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ انزلی کی پاس جبکہ حلوان کا عامل تھا اپنا جائزہ لینے گئی وہ اور ابو نزر ہمدانی دونوں
 الیہما فی قال لحدیثہ ناخذ مالہ تعرف شیئا من عطاءہ حراما بعینہ وھذا قول ابی حنیفۃ المجلس التاسع والستون
 محمد کہتا ہے ہماری یہ ہے سند ہے جب تک معلوم ہو کہ کوئی عظیمہ میں بعینہ حرام ہے اور یہ ہے قول ابو حنیفہ کا ہے اور ہشترمین مجلس
 فی بیان لزوم طلب کسب الحلال ولے اطیب من المكاسب واقیمہا قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 بیان میں تلاش حلال کا ہے اور کونسی کائی پاک ہے اور کونسی بری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ھذا الحدیث من حسان المصابیر رواہ ام المؤمنین
 بیچکے کچھ تر تھرا رکھنا تمہاری کائی کا ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کائی ہے یہ حدیث مصابیح کی حسن صدیقین میں ہے ام المؤمنین عائشہ کی
 عائشۃ وقیہ تخریض علی کسب الحلال لان المراد بالاطیب ھما الحلال ومعنی الکسب الطلب السعی فی تحصیل
 سوتب سی اس میں کسب حلال کی ترغیب ہے اصلی کہ طیب سی راہ بیان حلال ہے اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش بذق کی واسطی
 الرزق واما جعل الولد کسبا لان الولد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملة اکسابہ فیجوز لہ ان یأکل
 اور اولاد کو کائی اسلوسی پھر ایسا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہے اور اس کی ایسی سعی کرتی ہیں پس تو اولاد کو کائی میں داخل ہے اب اوکو جائز ہے کہ اگر
 من کسبہ اذا کان محتاجا ولا فلا الا ان یطیب بہ نفسه قال الفقیہ ابو اللیث فی بستان العارفين کرہ
 محتاج ہو وی تو اولاد کی کائی میں سی کھائی اور نہیں تو کھائی مان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو لیس بستان العارفين میں کہتا ہے بعض لوگ
 بعض الناس لا اشتغال بالكسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیہ وحجۃ ہم
 کسب اختیار کرنا کہ وہ کہتے ہیں وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص پر شغل عبادت الہی کا اور اس پر یہ وساکرنا واجب ہے اور اس کی دلیل
 قوله تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجتمع المال واکثر من التجار
 یہاں آیت ہے اور نبی جو نبائی جن اور آدمی سوا نبی بندگی کو اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ مال جمع کر تجارت کیا کروں
 ولكن اوحی الی ان سبح بحمد ربك وکن من السجدين واعبد ربك حتی یاتیک الیقین وقال عاصۃ اهل العلم الکسب
 لیکن یہ وحی آئی ہے کہ تو بارگاہِ خرمیاں اپنی رب کی اور وہ سجدہ کرنیو الوعین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک کہ اپنی تجھ کو موت اور عام اہل علم کہتے ہیں کہ اتنی مزدوری
 بمقدار ما یکفیه ولعیالہ واجبان مراد علی ذلک فهو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراما اذ المرید
 کہ اس کو اور اس کی عیال کو کافی ہو واجب ہے اگر کسی سے زیادہ ہو وی تو مباح ہے اور زیادہ کی تلاش اگر غر اور ریا منظور نہ ہو تو حرام نہیں ہے
 به الفخر والریا وحجۃ ہم انہ تعالیٰ قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤها الا بسز العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة
 ان لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک فرائض دے پر مقرر کی ہیں اور وہ فرائض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہیں ہو سکتی اور ستر عورت
 الا باللباس وقوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالیٰ وما جعلنہم جسدا لا یأکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس
 بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کھائی پیتی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہی بدن نہ بنائی تھی کہ کھانا نہ کھاویں اور یہی قوت اور لباس کا
 لا یکون فی الغالب الا بالکسب ما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارة اما ان یکون
 اکثر اوقات بدون کسب کی نہیں ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار میں مذکور ہوئی ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ کہیں تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہے
 لطلب الکفایۃ او لطلب الزیادۃ علی الکفایۃ فان كانت لطلب الکفایۃ فھی راجبۃ ما جوف اعلیٰ فیکون الاشتغال
 یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پھر اگر واسطی طلب کفایت کی ہے تو واجب ہے البیہا شخص ثواب دیا جاتا ہے یہ تو یہ دہندا
 ہما اشتغالا بالعبادۃ وان كانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلك الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لاف
 بجای خود عبادت ہے اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہے پھر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات میں کام نہ آوے

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال على الدنيا التي تجتازها من كل خطية فلا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة
 بل ان وجد فيها تلبس وخيانة يكون فسقا وظلما وان كان طلبها ليواسي بها الفقراء والضعفاء فهي افضل
 بل ان وجد فيها تلبس وخيانة يكون فسقا وظلما وان كان طلبها ليواسي بها الفقراء والضعفاء فهي افضل
 من الاشتغال بالتزلف من العبادات البدنية فكيف لا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذكر في الاختيار
 ان الرسل عليهم السلام كانوا يكتسبون ويكسبون من كسبهم فادام النبي عليه السلام من راع الحنطة وسقها واصلها
 وداسها ولطحنها وعجنها واكلمها وتوح النبي عليه السلام كان نجارا واربهم عليه السلام كان برزلا وادو
 النبي عليه السلام كان يصنع الدرع وسليمان النبي عليه السلام كان يصنع المكنل من النخس وتبينا محمد عليه
 سرعي الغنم وذكر في الاحياء ان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يتجرون في البر والبحر ويعملون في الخيل
 وهم القدر فيلزم الاقتداء بهم ولا يلتفت الى جماعة انكروا ذلك وقعدوا في المساجد وعيوبهم طائفة الى ما
 في ايدي الناس فيسمون انفسهم متوكلين وليسوا كذلك بل خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسكوا بقوله تعالى
 وفي السماء من رزقهم وما توعدهم لکنهم بمعناه وتاويله جاهلون فان المراد به المضل الذي هو سبب انبات
 الرزق فلو كان الرزق ينزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالکسب والسعي في الاسباب وقد قال الله تعالى فاذا
 قضيت الصلوة فاننتشر في الارض وابتعوا من فضل الله وقال في آية اخرى لکس علیکم چنانچه ان تبغوا فضلا
 من ربکم وروی عن ابی هريرة انه عليه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الله في طلب العیشة وسئل
 ابراهيم عن التاجر الصدوق اها حب اليك ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الي لانه في جهاد
 ياتيه الشيطان من طريق الكيل والميزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فيجاهده وقال ابو قلابة لرجل لا ليرك
 تطلب معاشك احب الي من ان يرك في الرعية المسجدة لکن لا ينبغي للتاجر ان يشغل به معاشه عن معاشه فيكون عمره
 من تجارة معاشه في طلبه من يكون توبته بهر تارة تجارة معاشه من تجارة معاشه من تجارة معاشه من تجارة معاشه

ضائعاً و صفقته خاسرة لان ما يفتته من الربح في الاخرة لا يفي به ما يناله في الدنيا فيكون ممن اشترى

فلسفہ
کہ وہ تین
کریسی کفن
کی ہیں ۳۰

زندگی بوجہ آخرت کی مول لی بلکہ دوسکھوں چاہیں کہ تجارت میں اپنی جان کی غفاری کری اور نہ بھولی اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی لٹی جیسا

قال لله تعالى في نفس يصيبك من الدنيا فان الدنيا من رعة الاخرة وفيها تلدسب الحسنات والمسيح
 كرونا اسد تعالیٰ فی اورشہل اپنا حصہ دنیا میں سمی فل کہ کر دنا آخت کہ کوی

والبَيْتَ والسُّقَى لَهُ حُكْمٌ وَاحِدٌ وَأَمَّا النِّجَاطُ بِالتَّقْوَى وَهِيَ تَحْقُوقُ جَمِيعِ الْأَحْوَالِ وَقَدْ بَرَزَ عَنْ أَبِي فَرَّانَ عَلَيْهِ

اور کہ اور بنا رب کا حال ایک سہی اور عجائبات تعریفی ہوتی ہے اور تقویٰ ہر حال میں متحقق ہونا ہی اور انور ذی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

اندرسی در تار جهان روی بیشک لازم تقوی کی دین کی عزت نشینوں سی کہی دور نہیں ہوتی اور نکاح الکیسا ہی جلتا ہی

اذيهم يرون نجاتهم ورجعهم وها يكون حياتهم وعيشهم وانما يتم شفقتهم على نفسه في تجارته بمراعاة

عدة أمور الأول ان ينوي بما اكتسبه الاستغفار عن السؤال وكيف الطمع عن الزائد واستعانة على

اول یہ کہ اس نیت سے غامدی کہ انگلی تا انگلی سے پختہ رہی اور لوگوں کی طرف طبع نہ ہو اور دین کی مرمت کری

اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا ہادی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہوی کیونکہ اب وہ یہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے عیال کو

على عياله من جله فهو كالمجاهد في سبيل الله فاذا اضر في قلبه هذه النيات يكون عاملا في طريق الآخرة

فان استفادہ مال و فقر کے واسطے دنیا والاخلاق وان المستفاد مال و فقر کے واسطے دنیا والاخلاق

پھر اگر کوئی انتہائی توسیفانہ دنیا اور آخرت دونوں کا یہ کیا اور اگر مل حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہ کہ اپنی پریشی

و تجارت می بیه قصدی که فرض کفایه ادا کردی اسلم کرد اگر تمام پیش اور تجارت کند و نکران مشکو را می او خفت

الخلاق لان انتظام امر الكل يتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمله اذ لو قبل كلهم على صنعة واحدة لتعطلت البوقي

وہلکہ الک۔ الصناعات من مہ ماہ و مہ ماہ مستغنی عنہا لاجل طلب التفرغ والتفین والد شافینہ

ہو جاویں اور مر رہیں لیکن بعض ہمیشہ تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اور کمال عیش طلبی ہی اور دنیا کا سگار اور اڑیش ہی بہت تیز

لأن ايشغل بصناعة مهمة ليكون في قيامه بها كافيا عن المسلمين في مهم في الدين ولا يشغل بصناعة

النقر والصياغة وجميع ما تزخرف به الدنيا وذكر في الاختيار ان افضل اسباب الكسب التجارة ثم الزراعة

اور تمام انگریزی زمینیں زمین کی ذیلی اختیار کاری اور احیاء زمین مندرجہ ذیل کے عہدہ سبب کامیابی کا ثبوت ہے

ہر ہنسک کاری گرا کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرما کہ حرفہ فقیری سی بجا ناسی اور بعضی تجارت سی کرتو کو بہتر کہتے ہیں کہ نہ ہنسکا



یوماً و یومین وکانوا یکتفون بذلك ثم یدنقی المکتسب ان یراعی فی معاملته العدل و یجتنب المظلم لان
 یوماً و یومین وکانوا یکتفون بذلك ثم یدنقی المکتسب ان یراعی فی معاملته العدل و یجتنب المظلم لان
 المعاملة قد تجزى علی وجه یحکم المقتی بصحتها و انعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العاقل لسطط
 کسب فی وقت معاملة ای طور یرتبط جاتی کسب کو جائز بتادی اور عقد کو ٹھیک کی پراکھین ایسا ظلم ہو جاوای جس سی اہل معاملہ پر غضب
 لندہ تامل ان ایس کل نمی مقتضیا الفساد العقد والمراء من الظلم ما یتضر به الغير فکل ما یتضر به الغير
 کتب آحادہ برہن برہن ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور ظلم سی بیہ کی کہ جس میں غیر کا نقصان ہو جاوای ہر جس میں غیر کا نقصان ہوتا ہو
 فهو ظلم واما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لاحد و الاضابط فیہ ان لا یجبت لاحد ما یجبت لنفسه فکل ما
 وروی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی جس میں کسی کا کچھ نقصان نہ ہو اور قاعدہ کلیہ اس میں یہی کہ ہر ایک کی کوئی بات نہ ہو کہ کسی کوئی پسنہ کرنا ہی ہر
 عوارض بہ نہ کان لیشق علیہ و یثقل علی قلبہ یدنقی لہ ان لا یعامل به غیرہ بل یدنقی لہ ان یتوب عندہ و
 معاملہ میرا شمار اور کوئی دل پر بیماری گذرتا ہو تو چاہی کہ ویسا معاملہ نہ کرے بلکہ یوں لازم ہی کہ اس کی نزدیک اپنا اور پرلایا و پیدیکسان ہووی
 و ان شئیر ہذا هو الاجل واما التفصیل ففی حرة امور الاول ان لا یثقی علی السلعة فانه ان وصفها
 ہر نوع قاعدہ جمل ہی اور ہی تفصیل سوکئی باتوں میں ہی اول یہ کہ بکری کی چرکی تعریف کیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی
 فان لم یقبلہ منہ فهو کذب محض وان قبل منہ فهو مع کونه کذباً تلویس و ظلم و ان وصفها
 اگر خریدار غامی پس وہ زاجو نہ ہی اور اگر خریدار غامی مان لیا تو اب وہ جوڑ کا جوڑ اور ہوگا اور ظلم ہی اور اگر کوئی ایسی تعریف
 یجب ان یعلم به المشتري فهو هذیان و کلمہ بما لا یعنیہ و یجاسب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان
 کی باتوں میں ہی پیرا اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہ تعریف یہ کہ بکری کی بات اور بکری کا حساب لیا جاوے گی اسلی کہ جرات انسان کی منہ سی نکلتی ہی
 فی ان یسب علیہ بالقولہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لریہ رقیب عتید و ان لم یعلم به المشتري فالم یدکر
 ہو نہ ہو اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس راہ دیکھتا تنہا اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہ ہو جتک یہ نہ کرے
 بذكر القدر الموجود فیہ من غیر صباغة و اطاب و یكون قصده صنه ان یعرفه اخوة المسلم
 بات و تباہی میں کچھ نہیں ہی سنا نہ کرے بات نہ ہلاوی اور اس بیان سی غرض یہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جاوای تو رغبت سی خریدی
 فیہ و یحصل حاجتہ ولا یدنقی لہ ان یخلف علیہ البتہ لانه ان کان کاذبا فقد اتی بالیمن الغموس
 جاوای اور ہرگز یقین نہیں ہی کہ اوپر قسم کھاوی اسلی کہ اگر جوڑ ہوا تو اسنی بین غموس کہا ہی
 لکبار التي تذمر الدایر بلا قروان کان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالیٰ عرضة لایمانہ و اساء فیہ
 ساء ہی کہ ملک کو ادا کر دی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اسم تعالیٰ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور ملک کیا
 ان یقصد تر و یجہا بذكر اسم الله تعالیٰ من غیر ضرورة و الثاني ان لا یکتتم عیبہا و خفایا
 عیبہا اس مرتبہ سی کہ ہی ضرورت اسم تعالیٰ کا نام لیکر او سکور وفاق دی جاوی دوسری یہی کہ نہ اسکی عیبوں پوشیدہ کری اور نہ
 شیئاً اصلاً بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا خفیہاً و جلیہاً لانه ان اخفی شیئاً منہا یكون ظالماً غافلاً
 ریاست چھی ہوئی چھپاوی بلکہ اوپر یہ کہ جب ہی کہ اسکی تمام عیب چھی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب او میں ہی چھپا دیکتا تو ظالم اور خائن ہو گیا
 الغش حرام والنصر واجب وقها اظهر احسن وجهی الثوب و اخفی الوجه الاخر یكون غافلاً و کذا
 غش اور خیانت کر ہی حرام ہی اور چھپوای واجب اور اگر تھان کا اچھا پلا دکھلا دئی اور دوسرے اچھا چھپا لیری تو خائن ہوتا ہی اور ایسی
 احسن فردی الخف والتعل و امثاله و کذا ان اذ عرض المتاع فی موضع مظلم والحاصل ان الغش
 چھپا فرو پیش کر دی اور جوئی کی چھی یواہی اور اسنے اسکی اور ایسی ہی اگر سبب کو اندھیری میں سامنی کری حاصل یہی کہ دغا

حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً ولا ینبغی للصانع ان یتهاون بعمله علی وجه لوعمله به غیر لا یضیبه بل ینبغی له
 تمام بیوع اور صناعت میں حرام ہی سو کہ کسی کو تین چار ہی کار میں ایک سے کسی سنی کہ اگر کوئی اور کسی نہ تھوڑا سا معاملہ کی تکنیکی پسند کری بکری بکری
 ان یحسن الصنعة ویحکمها وان وقع فیها عیب یمین حیدر یا وہ یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً لانا
 کہ ایسا کار بہت درست اور مضبوط بناوگا اور اگر اتفاقاً حیدر یا وہ چاہی تو عیب بیان کر دی اس میں دغاسی جو حرام ہی اور غلطی پر ظلم کرنی ہی صحیح جاتی ہی
 ومن هذا القبیل طاری عن اقام احد ان سئل عن الرقوب حیث لا یتبین فقال لا یجوز لمن یدبعه ویخفیہ وی
 اور اس ہی قسم کی امام احمد ہی بہ روایت ہی کہ اگر کسی کو ایسی نوک یا مسئلہ ہو چکا کہ ہرگز معلوم نہ ہو پس جواب دیا یعنی والی کو چاہے زمین ہی کہ اگر چاہی ہی اور غرض
 انما یجل اذا علم انه یظمر ولا یخفیہ ولا یرید بیعہ وبذل علی تحریم الغش انه علیہ السلام من یجلب بیع الطعام
 اور حلال چاہے ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ یہ بیان کو دیکھ چکا نہیں یا نہ چکا نہیں اور دعا کی حرمت پر یہ روایت دلیل ہی کہ غرضی علیہ السلام ایک شخص کی پاس لگا کر دیکھتا
 فاعجیہ فادخل یدہ فالت اصابعه بلا فقال ما هذا یا صاحب الطعام فقال صابته السماء یارسول
 سو کہ پوچھو کہ کسی پیر آپ ہی کو انکی اندر تھوڑا تو اونگھیاں بھیگی گئیں فہلما یہ کیا ای گیہوں ڈالی عرض کیا یا رسول اللہ ہر زمین پر گیہیں ہیں
 الله فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس من غشنا فلینس ویدل
 پیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن اس کو اوپر کی روح کیوں نہ کر دیا تاکہ اس کو سب لوگ دیکھتی جو کوئی ہو کہ خدا پوری سوہم میں ہی میں اس کو غش
 علی وجوب النص باظهار العیوب انه علیہ السلام لما بايع جریر اعلی الاسلام والردان ینصرف عن بہ و
 کی وجوب پر عیب کی اظہار کسی یہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام فی جب جریر ہی اسلام پر بیعت لی اور اس ہی روایت کی ارادہ کیا آپ ہی اس کو کچھ
 ان شرط علیہ النص لکل مسلم وکان جریر اذا قام الی السلعة لیبیمہ یا یصر عیوبہا ثم یخبر مشترياً ویقول لہ
 یہ شرط کی کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کی قرآن میں اور جریر کا یہ حال تھا جب سب اس پر بیعت کر لیا اور اس کا عیب دیکھا دیتا اور خود کو خبر کر دیتا یہ خبر پوری ہی سب کو دیتا
 ان شئت فخذ وان شئت فاترك وکان وثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقه له بثلاث مائة درهم وغفل
 چاہو لو اور چاہو مت لو اور وثلة بن الاسقع کہڑی ہی کہ ایک شخص فی اپنی اونسی تین سو درہم کو بیچ دیا اور اس کو خبر نہ
 وثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصالح به قال یا هذا الشقة الظہر والظہر فقال بل للظہر فقال ان
 خریدار اونسی لیکر چلتا ہوا پہر اونسی بیچ ہی دور کر پکا کر کہا ای شخص یہ اونسی تو فی سواری کی مٹی ہی بی بیچ کر کیو خوب دیا سواری کی واسطی پہر اونسی
 بخفها انقباق درایتہ وانما لا یتدابع السیر فعدا فردھا فاقصصہ البایع مائة درهم وقال لو ائله رجاء لک الله قد
 اسکی مٹی میں رخم ہی مینی دیکھا ہی یہ خوب تین چل سکتی ہیں وہ ہنگہ پیری لگا پیر بائع فی سو درہم قیمت کی کم کر دی اور اونسی کہا اسے تجھ پر رحم کری تو ہی
 افسدت علی بیعی فقال وثلة انا بايعنا رسول الله علی النص لکل مسلم وسمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 میری بیع بگاڑ دی اونسی ہی کہا ہمتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت کی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سنائی
 یقول لا یجل لاحد ان یدبیر بیعاً الا یتبین ما فیہ ولا یمن یعلم ذلک الا یتبہ وقد تبین من هذا انہم قد فهموا النص
 کہ فرماتی ہی تھی سال تین ہی کی سب کو کہ کوئی شے بیچی مگر بیان کر دی جو اس میں ہی اور عیب کی جاننے والی کو طال میں ہی مگر بیان کر دی اور سب کو اس میں ہی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہ سب ہی ہی
 من الشروط الداخلة تحت بیعتہم لہ علیہ السلام علی الاسلام وهو ان لا یرضی لایضیہ المسلم الا ما یرضی
 وہ شرط ہی کہ کوئی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتی اور نصیح یہ ہی کہ پسند نہ کری اپنی برادر مسلم کیو اسطی مگر وہ بات جو اپنی پسند نہ کر ہی
 وهذا امر یشتق علی اکثر الخلق ولن ینسیر علی احد الا بان یعقدا من احدهما ان یعلم ان تلبیسہ العیوب
 اور یہ بات اکثر خلق پر مشوار گذرتی ہی اور یہ دون اعتقاد و روایات کی سب کو مینسرت ہیں ہوتی سب تو یقین کر ہی کہ عیب کو چھپانا اور
 ترویحہ السلم لا یزید فی رزقہ بل یحققہ ویدہب برکتہ ویا جمعه من متفرقات التلبیس یہ لکے الله تعالیٰ
 سب کو رونق دینا فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت ہونے دیتا ہی اور حلال طرح کی دینا باز پر کسی جیسے کرتا ہی و کونسا لکے لکے ہی

دفعه واحدة اما بالاحراق او بالاعراق و باخذ الصور و الظلمة و الکفرة و الثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير
 من ربح الدنيا وان فوائد احوال الدنيا ينقض بالانقضاء العبر و يبقى مظالمها و اوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
 دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدہ جیسا کہ عریضی کی سب ہو چکی ہیں اور سکاد مال اور جوہر سر پرہ جاتا ہی بہر حال آدمی کو کسب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو
 الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل فما وجب على التاجر ان يترك عيوب متاعه لايتم له المعاملة فما الطريق فيما
 اعلى شي من ربح ليدري ان كسب عيوب متاعه كسب عيوب ربح اسمن كسب ربح ليدري

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشتري الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرضيه فانه اذا باعه و قنع بربح يسير
 و جوب یہ ہے کہ تاجر جب یہ عہد کر لے کہ سوای عمدہ شی کی مول دنیا کر ہی ایسی کہتی ہی اگر کچھ ہی تو مقبول ہند یہ ہودی سوتاجر جب اوکو کچھ اور تہوڑی سی نفع پر قنات
 يبارك له فيه لا يمتثل الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشتري المعيب فان وقع في يده فادسرا ينكر عيبه و يقنع
 کری تو اس میں برکت ہو دیگی و عافیت کی کچھ حاجت نہیں ہی بہر چکی یہ عادت ہو جاوے گی تو عیب دار چیز مول دنیا کر پھر اگر اتفاقاً عیب دار اوکی ہند آجادی تو اس کا عیب
 بقيمته و انما يتعدى هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولا يحصل ذلك الا بتلبيس
 کری اور اوکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہ بات تاجر ہر اس کی دشوار گذر تی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں یہ جہل آتای
 واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جمله ما ان ابن سيرين راع
 اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی او سپر آسان ہی اور مشق میں صفا کی ایسی باتیں بہت مشہور ہیں
 او نہیں سی ایک یہ ہے کہ ابن سیرین فی ایک بکری

نشاة وقال المشتري ابيع لك ما فيها من العيب انما تعلت الحلف برجلها و باع الحسن بن صالح جارية وقال
 بچی اور خریداری کیا میں اس کا عیب تجھ میں بیان کروں یہ بکری کہاں سے کو باؤسی و نہ کہ خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح فی نوذی بچی اور
 للمشتري انما تخمست عندا مرة دما و هكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فسن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او
 خریداری کیا کہ اتنی بھاری پاس ایک دفعہ ہو ڈالا ہوتا اور دیندار ہوتا تو ایسی ہوتی جس سے اتنا ہوسکی تو وہ معاملہ چھوڑ دی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيها
 دوزخ کی اندر اپنا کھر جادی اور تیسری یہ کہ مقدار میں کمی بیشی کری یہ ہر امر ہیانہ اور جزاؤ کی درستی ہی ہوتا ہی اور دونوں احتیاط ہی
 اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون و اذا كالوا هم او وزنوا هم يخسرون ولا
 کہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کھا بیڑالوں کی وہ کہ جب ناپ میں لوگوں سی پورا ہر لین اور جب پاپ دین او کو یا تو ل دین تو کھا کر دین
 مخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقضى في
 اسکا بچا و جب ہی کر دیتی ہوئی کچھ بڑا دیوی اور لیتی ہوئی کچھ کم لی اسکی کہ ٹھیک پورا پورا بہت کتر ہوتا ہی بیشک جو شخص ایسا حق خوب پورا دیوی
 اخذ حقه بكماله يوشك ان ينعه و لذلك اذا اشتري رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يوزن
 تو مجھ نہیں کہ حق سی بڑا جادی اور اس ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو من اور اگر نروالی سی فرماتی

التمن زن وادح و كان بعض السلف يقول لا تشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة و اذا اعطى زاد حبة
 تمن تولی دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی ہی ہم دی کو بعض دانہ کی نہیں خریدتی پھر اگر کچھ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر او کو دی تو بمقدار
 وكان يقول لمن يبيع بحبة حبة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالترابا او تبنا ثم كاله يكون
 اور کہتی اس میں ہی جو جنت کو بعض دانہ کی دیوی جسکا پھیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص کہوں میں منی یا شکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ
 من المطففين في الكيل وكل قصاب و وزن مع اللحم عظما و شيئا لم يخر به العادة يكون من المطففين في الوزن
 یہاں کہ کھا بیڑا ہی اور جو قصائی گوشت مانتہ ہڈی یا اور کچھ خوف رسم چھوڑا و غیرہ تولدی تو وہ وزن کھا بیڑا ہی

در حدیثی کری

در حدیثی مذکورہ

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذم الذي يتعاطاه البراز فانه في وقت الذم من ان رسل الشوب ولم يرد
 اورا سې پر تمام تقدیرات یعنی اندازه کی چیزین قیاس کرلو بهان نگه گرگت جس کی بزرگین دین کرتا ہی میں یک بزرگت کرتی ہوئی اگر بزرگت کرتی اور
 اذا اشتراه ومدة ولم يرسله اذاباه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل قالوا ليعان يصدق
 جی آپ خریدی اور کھینچ اور دینا نہ کری جب بھی تو یہ سب ہی تطفیف ہی جس کی دین پیش آویگا اور جو بھی ہر وقت بد وقت کو سمجھتا
 في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البائع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البائع خلة السعر
 کہاری اسکی کہ کسی کو یہ چاہز نہیں ہی کہ باج سی یا خریداری بہاؤ وقت کا چھپا لیری اور فرصت کو غیبت سمجھ باج سی بہاؤ کی گولی
 او من المشتري المحط الخ فان من يفعل هذا فيكون من الظلمين التاركين للنعم الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
 یا خریداری ارزانی پوشیدہ کرتی بینک جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی نفع واجب کا تارک اور جسک ایسا قاتی کا حکم ہی واسطی صلہ اور
 الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان سبب النجاة فقط وهو بحر مجرى سلامة سراس
 احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی میںک مدد قاتی حکم کرتا ہی انصاف کو اور پہلا ہی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل
 انما لان احسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو مجرى البحر فكما لا بعد من العقلاء من يقتصر في معاملاته
 مارک اور احسان سبب اور پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی ہر جسی کہ قائل نہیں شکیا ہا ہا تا جو شخص معاملات دنیا میں
 الدنيا بامر الله كذا في معاملة الاخرى فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان هو ان تعام
 این اصل ہی کہ قاعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو من کو رہا ہی نہیں ہی کہ صرف عدل ہی کہتا کر احسان کہ باب بند کردی یا جو وہ کہ اسد تعالیٰ
 قالوا احسن كما احسن الله اليك وقال في آية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
 فرماتا ہی اور پہلا ہی کہ جسکی پہلا ہی اسد کی محبتی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی میںک ہر اسد کی نزدیک ہی نیکی والوں ہی اور احسان ہی مراد میں یہہ ہی
 نحن فيه ما يتفهم به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب للعدل وترك الظلم وبين ان التعامل بنية الاحسان
 کہ معاملہ میں جس بات کی منفعت ہو اگر یہہ واجب تو نہیں ہر خول کی بات ہی واجب صرف عدل ہی اور ظلم کی نکرنا اور احسان کا نہہ پاتا ہی
 بل واحد من عدة افعال الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغبن به في العادة حتى لو بدل المشتري
 جو کوئی ان چند امور میں ہی کوئی ساحل میں لاوی پہلی میں یوں لازم ہی کہ کسی کو اسکا نقصان نہ لیری کہ عادت کی موافق وقت ذم کی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری
 زيادة على الرجم المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع ان يستمع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
 یعنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دیتی لگی تو باج کو چاہی کہ نہ لیری اس کا کہ مشتری کی میں
 وان لم يكن ظلم لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع برجم قليل يكتم معاملاته وليست تفيد من تكرهها رجا
 اگرچہ ظلم نہیں ہی ہر احسان ترک ہوتا ہی یا جو دیکر جو کوئی تھوری نفع پر قناعت کرتا ہی تو اسکی ہلکی بہت ہوتی لگتی ہی اور اگر کسی کی ہلکی میں بہت فائدہ ہو
 كذا يرويه يظهر البركة والثاني في احكام الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويكتم الغبن يتسأل
 یہتا ہی اور صبی میں برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اور چانی میں بینک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان دینا ہی کو ہر سنا کر
 فيه فانه يكون بمحسنا اذا خلا في قوله عليه السلام مرحم الله امره بل البيع والشراء وأما من يشتري من غيره
 تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں واضح کہ رحم کر ہی اسد کو ہر حسان کر ہی بیع اور شرا کو اور جو شخص کو نہ کر سوا کسی خریدی
 تاجر يطمع في زيادة على الرجم المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضییع المال من غير فائدة في الدنيا
 جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرنا ہو پہل سی موقع پر نقصان اور ہا قابل تعریف کی نہیں ہی بلکہ ہی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ صرفت کا
 والاخرة وقد ورد في الحديث ان المؤمن لا يبيع ولا يغبن ولا يغبن وقد كان خيرا للسلف
 اور بینک حدیث میں آیا ہی کہ مذکور کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب گاہ کی بات یہہ ہی کہ نہ کسی کو نقصان دی اور نہ نقصان او شہا ہی اور نہ ہر

يستقصون في الشرع ثم يهبون كثير من المال فقيل لبعضهم تستقصي في شرائك على السيرة ثم يهب لك كثير
 حرم من خوب پور حق نیا کرتی تھی پھر اگر مال بخشہ تھی کسی کسی پر چا خریدی تو وقت اونی چر کو خوب پور کرتی ہو پھر اکثر بخشہ دیتی ہو
 فلا تمالی فقال له الواهب يعطى فضله والمغبون يضيق عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الدين
 تو کہہ پور نہیں کرتی جواب دیا بخشہ والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبول اپنی عقل ضائع کرتا ہی اور تیسری سخن اور قرض پور اپنی میں
 والاحسان فيه يكون تامة بالمساهمة وقامة بالامهال والتأخير وتارة بالمساهلة في طلب جوده النقد وكل
 مسکین احسان کہہ تو درگزر کرتی میں ہی اور کہی درنگ اور مہلت کر نہیں اور کہی سہولت برتی میں کہہ اور وہ یہ یعنی سی اور یہ تمام امور
 ذلك مندوب اليه فحثوا عليه لقوله عليه السلام مرحم الله امره سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء
 محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کری اسے اوس شخص پر جو آسانی برقی بیع میں آسانی برقی ادا میں آسانی برقی قضا میں
 محبب لہ ان یفتنہم دعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفي حدیث اخر انه عليه السلام قال ايسر شيء لك

او کہہ چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا درگزر کر درگزر کر درگزر کر
 وفي حدیث انہ علیہ السلام قال من انظر معسرا وترک له حاسبہ الله حسبا یا سید ارقی لفظ اخر اظہ
 اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے مہلت دی مفسد کو یا اوس کو معاف کیا تو اوشی اللہ تعالیٰ آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی کہ
 الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله فهذا هو طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا
 اللہ تعالیٰ اپنی عرش کا سایہ دیگا انوں روز کہ سوا کسی کوئی سایہ نہ ہو گا سلف میں تجارت کا بہری طریق تھا جوابت یرانا ہو گیا جو شخص اس نہانہ میں
 الزمان يكون من احب هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة المجلس السبعون

او کہہ یہ ہوا پیہم کری تو اوسنی یہ سنت زندہ کی اسکی ہی فضل الہی سی رحمت کی بری امید ہی ستر دین مجلس میں

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الأحكام الشرعية عتقا قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي هذا الحديث من صحيح المصاير رواه عمر بن عبد الله ومعنا
 سی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے احتکار کیا پھر وہ خطا وار ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت میں ہی
 ان من يجمع الطعام الذي يحلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و
 جو شخص غنہ جمع کرے جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی او دسکو روک رکھی اسکی کہ کان کر چھی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسین سب عوام کا حق ہی اور
 هو بالحسن الامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
 محکم اور مکروہ کر چھی سی بند کر کے او کا حق باطل اور او کا حال تنگ کیا جاہتای اور یہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ
 روى انه عليه السلام قال الجالب من روق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام يبين في هذا الحديث ان الذي
 روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا غلہ لانیوالا روق و او محتکر ملعون ہی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات يبيع بالتصيل الرجب يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فبينا له ببركة
 اسباب اور قوت لا کہ داسطی تحصیل فائدہ کی رجحائی تو او کو نفع ہو رہتا ہی او کہہ او نہ گناہ نہیں ہی اسکی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی
 دعائهم والذي يشرى الطعام الذي يبيع الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة
 او کہہ ہی او کی دعائی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص عام غنہ شہر کی رسد کا خرہ کر روک رکھتا ہی تاکہ مہنگا کر بیچی سو وہ ملعون اور اللہ کی رحمت سی دور
 الله تعالى ولا يحصل له البركة مادام في ذلك الفعل فاذا فرغ امره الى القاضيه بامر القاضيه يبيع ما يفضله
 ہوتا ہی اور او کو کہی برکت نہیں ہونی جب تک یہ کار کرتا ہی پھر اگر او کسی خریدار قاضی تک جاویں تو کو قاضی و قی غلہ کی بیچاؤ کی اور او کی

الحديث في بيان حرمة الاحتكار

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا وأما الآثم فهو حاصل وإن قُلت المدة وقص حبس غيره فإنه لا يكون محتمل
أوربهرت واسطی سزا دنا وکای بی اوربگانه ودهم هجوت برتای اگر چه مدت کمتر بود
خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فلا فضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
كريمه او كان خالص حق بی اس سی حق عام كاشعق زمین بی لیکن اگر عوام کو او کی حاجت بودی تو بهر افضل بیه بی بی که بیجده ای اور اگر نه بیجی
البيع يكون مسيئاً لسوء نيته وقلة شفقتة على المسلمين وأما ما جبهه من بلد آخر ففيه اختلاف الاحتياط
تو بر اگر تابی کیونکه یکی بیت بری اور ساقول به شفقت زمین بی
في بيعه يسعروا صحتي بنال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه يسعروا يومه فكانما
که بیه روزی به باؤسی بیجده ای تاکه ده ثواب بودی جسکا اسو شیشین دعه بی تجر بهر لایوادی اور اوسو روزی به باؤسی بیجده ای
تصدق به وفي لفظ آخر فكانما اعتق رقبة وقد حكى عن بعض السلفانه كان بواسطة فخر سفينة حطمة
اوسو وقام صدقه کردیا اور ایک اور روایت میں بی گویا اوسو غلام آزاد کردیا کسی بزرگ کی حکایت بی که واسطین تھا اوسو ایک کشتی گیر لو کی بصره کو روانہ کی
الى البصرة وكتب الى وكيله بعم هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى حد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گاشته کو کتب بهجا اس غلام کو بهو میں بیجده بی بیجده بی بیجده ای اکی دن تک نہ کرنا
التجار ان اخرته جمعة فربح فيه اضعاؤه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحب بطنك فكتب اليه صاحب
کہا اگر جمعہ تک اتہ شام لو تو کوئی گونہ فائدہ ہو جاوی اوسو جمعہ تک تمام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو او کی خبر کہہ بیجی مالک فی گاشته کو بہر کہنا
يا هذا اننا قد قلنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله قصدا
ای شخص بی تو بہو تو کی افیع پر دمی کی سلامتی کی بی قناعت کی بی اور تو بی او کی خلاف کیا اس خط کی پرستی بی وہ سب کا سب بصرہ کی فقرار کو صدقہ دیدینا
به على فقراء البصرة لعل الخبز من اثر الاحتكار يساير اس قد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کا حکمی بحکم الاحتکار کی گماہی نجات ملی برابر برابر اس بی معلوم بہتای کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں بی
وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينظر مبادى
اگر چه غلہ بہت موجود ہو اور کہا نا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو او کی نہ پروا ہو اور نہ اوسمیں کچھ رغبت ہو اور بہرہ اسلی کہ محکم کو سباسب ضرر رسائی پر
الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادى الاضرار محظور كانظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر بی بی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا بی اور سباسب ضرر بہر نگاہ کہ بی ایسی صنوع بی جسکی نظر کہ بی میں ضرر پہنچے وہ اس بی کمتری حاصل بیہ بی کہ تجارت
الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شيء آخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلغو
غلہ وغیر قوت کی منفعت کی واسطی اچھی نہیں بی بلکہ منفعت اوسو میں حاصل چاہی اور احتکاری میں داخل بی اسبی تفصیل پر پردہ کر
الجلب وهو يفتحين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشترؤه ثمه لتعلق حق
جالبین جلب اور جلب جم اور لام کی زبیری بہر بی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سووہ لاجب شہر کی پاس پہنچی تو بہر کی پردہ کر دان جائزہ دینا مکروہ بی کیونکہ اوسو
العامة به والمتعلق به يربطه حقه وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تنقلوا
علوم کا حق متعلق ہر جائز بی اور لگی پردہ کی لینی والا اولکا حق کو تو تنگ کیا چاہتا بی اور بیشک نبی علیہ السلام فی تلقی جلب سی منع فرمایا رسد کو لگی پردہ کر
الجلب في حديث اخر انه عليه السلام قال لا تنقلوا السلع حتى يصبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
سیت خرید اور حدیث میں بی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبکہ بازار میں نہ اوتری اور بہر حکم جسبی کہ بہاؤ بہر بی واللون کو معلوم ہو
واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته في بيعته في بيعته الكراهة ومما أكد الحجة لان هذا الصنع
اور اگر او کو بہاؤ معلوم نہ ہو اور او کی متاع اوسو قیمت کہنا کہ جائزہ بی تو اس کی کراہت جمع ہرگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلی کہ بہر عمل

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جائزا لا يحل له وطها بل يجب على كل واحد من البائع والمشتري قسم العقد
 طعم موقوف کا کھانا حال نہیں ہی اور اگر کوئی نہ ہی تو اس سے صحیح حال نہیں بلکہ ہر ایک بائع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی حقد کا منہ کرنا
 دفع الفساد وان لم يفسخا به بل بام المشتري ما قبضه بالشرع العاقد بعقد صحيح منته ببيعته لان له ملكا ملكه ملك
 واجب ہی اور اگر دونوں نے منع عقد کیا بلکہ مشتری نے فساد فاسدی قبضہ کر کے بطور عقد صحیح کی اور کی انتہہ ہی والا تو اس کی بیج پوری ہو جاوی گی اسلی
 تمليك له غيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان الحق للمشتري
 کہ جب بیع کا مالک ہو تو اس کی ملک ہی پر بعد کی بیع نہیں ہو سکتی کیونکہ اب اس کی حق بعد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ میں منع عقد جواز
 واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد فحق العبد لما حقه نعم كان الاول للمشتري ان يتزك عن شراؤه
 تو اس کی حق شرع کی ہے اور جب حق شرع اور حق عید جمع ہو جائے تو حق عید کو مقدم کہتی ہیں اسلی کہ عید حاجت ہے ان مشتری ثانی کی جس میں بہتر یہ تھا کہ اس کی
 اذ قيل من غلب على نفسه ان اكثر معاملة اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتزك عن شراء شيء عندهم ومع هذا لو
 کیونکہ کہتی ہیں جب کوئی معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فساد سی خالی نہیں ہیں تو اس کو چاہی کہ ان کی کوئی شے مول نہ لےوی اور پھر ہی اگر اس سے
 اشترى منهم شيئا يحل له الانتقام به اذا كان العقد لا خير صحيحا او ما ينبغي ان يتعلم ان من اشترى متاعا بالفساد
 کوئی شے مول لےوی لگا تو اس کو برتن حال ہی اگرچہ عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم نہ کیا جاوے کہ اگر کسی نے ہزار روپیہ کا مال فساد سی مول لیکر قبضہ کیا
 شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وبيع فيه لا يحل له الرجوع بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باعه متاعا بالفساد
 پھر اس کو فائدہ سی بیچے والا تو اس کو فائدہ حال نہیں ہی بلکہ اس پر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسی نے ہزار روپیہ کا مال بیع
 بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وبيع فيه يحل له الرجوع ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
 فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پھر اس سے روپیہ سی اور مال مول لیا اور اس کو فائدہ سی بیچا تو اس کو یہ فائدہ حال ہی اس پر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق
 بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع ما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيمكن النجث في الرجوع والدرهم والدينار
 ان دون صورتين من موافق ما بين صاحب البايه کی یہ کہ سبب قبضہ کی سی متعین ہوا جاوے سور عقد سبب متعین ہی متعلق ہوا جاوے ہی پس خباثت فائدہ میں اثر کوئی
 لا تتعینان في العقود والفسوخ بل ثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بهما فلا يتكمن
 عقد اور فسخ میں متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ طلق ثمن ثابت ہوا جاوے سور عقد اس دھام اور دانیہ خاص ہی متعلق نہیں ہوتا
 النجث في الرجوع الا ان يستدل به ما يتقيد منها في يتعلق سلامة الشري بها لوقوعها ثمتا فيكون ملكا خبيثا واجبا التصديق
 اسلی خباثت فائدہ میں اثر نہیں کرتی ان گراہی کی طرف اشارہ کری پھر اس میں سی پر کہہ دی تو اس پر خیراری اس سے متعلق ہوگی کیونکہ اگرچہ اس طرح مالک دارم ہوگی خیرت کرنا
 واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على
 اور بیع باطل سری سی منعقد نہیں ہوتی موی فائدہ ملک اگر نہیں دیتی اسلی کہ کسی میں کہ جب کوئی معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں
 البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فان
 تو اس کو کسی چیز اس سے مول لینی جائز نہیں ہی اور اس سے جو مول لیکر حال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غری مال کا بی اجازت بیچنا یہ بیع اگرچہ منعقد ہوگا
 وان كان منعقدا وصفيده الملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
 اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جائز کہہ دی لیکن اجازت یہ کہ پوری نہیں ہوتی اسلی کہ غیر کا حق اس میں دیتی ہی
 وجميع المعاملات المجازية في جميع المصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
 اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چینیے اور لٹے ہوئی اشیاء میں جاری ہیں سب اس ہی طرح کی ہیں اور اس ہی
 صاحب البرازيتا في ايام غارة المسلمين لا يشتري من الصكرشي لانه حرام ملك الغير ثم يذني للتجارات
 صاحب برازیہ کہتا ہی مسلمانوں کی غارتگری کی عید میں عکروں سے کوئی شے مول نہ لے جاوی جائے کہ حرام غیر کی ملک ہی پھر تاہر کو لانی یوں ہی

فانما هو الحق للمشتري

فانما هو الحق للمشتري

فانما هو الحق للمشتري

يراجع في معاملته العدل ويحجب الظلم والمزاج بالظلم ان يتضرر به الغير فكما يتضرر الغير من الظلم وانما
 كره في معاملته من عدل كما في قوله تعالى ولا يظلم احدكم بعضا ولا يحسنه من عدل
 العدل ان لا يتضرر منه احد بشئ مما ولا يتصور ذلك الا بالاحترار عن عدة اموال احدها ان لا يحسنه من
 عدل ودهي به من جبين كسبها كجبه نقصان فهو في اوربهم خيال من ينسب انما جبك كى بالونى اخر من كرى ايك سبه كمقدار من تفاوت
 للقداس وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتسوا
 نكرى اوربهم بجانته اور تزداد پوری پوری اور احتياط كفى سى برتاي كيو كه الله تعالى فرمائي خالي به كسب نيو الون كى ده كه جب نديين
 على الناس يستوفون واذا كالواهم او وزنواهم يخسرون ولا يفهم من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا
 لوگوسى پورا بهر لئين اور جب ناپ دين او نكويا قول كردن تو كسب كردن اور اس سى ده بهى بچتا بهى جودى وقت كچه زياده ديوى اور بچى بهى كچه كرى
 اخذ لان العدل الحقيقى قلما يتصور فان من يستقصى في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولكن ذلك
 اسلى كه عدل حقيقى بهت بهى كم عيال من آتاي بيشك جو شخص اپنا حق پورا پورا ليا بهى اى تو غالب بهى كه او سپر نقدى كرى بيشى اور اسى دهلى
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوتران نرن وارحم وكان بعض السلف يقول
 رسول الله صلى الله عليه وسلم جب كچه مول بى تو قيمت ادا كرى نوى سى فراتى قول دى اور كچه زياده دى اور بعضى مقدم بهى تى
 لا تشترى الولي بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة حبة عرضها
 كه بهى كدانه كى بدله عذاب نسين بى اورا كچه مول بى تو كچه رانه كم بى اورا كرى تو كچه رانه زياده دى اور كسى افسوس بهى جودانه كى بدله جنت دى لى جكا پلا و
 السموات والارض والثاني ما يجب الاحتراز عنهما ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم
 آسمان اور زمين بهى اور دوسرا هر جى احتراز بهى سبه بهى كمال كى تعريف نيك كرى كيو كه اكر سى تعريف كى جواسين نسين بهى بهر خبردارنى اسكول كرى
 يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذا بتلبس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري
 نه انا تو به صرف جودنه بهى جودنه بهى اورا كرى نيا تو جودنه كچه جودنه اور دغابازى اور ظلم بهى اورا كچه تعريف كى تو بهر اكر خبر بهى جانتا بهى
 فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيما سب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه بما سب عليها القول نفع
 توده بهر ده بك بهى اورا كلام فى فائده اس بهى حساب بهى كيو كه انسان كى زبان سى جوكه نكلتا بهى او بهى بر حساب بهى وكيك بدليل س ايت كى
 ما يلفظ من قول الا ليه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها لم يدر فلا بأس بذكر القدر الموجود فيها من
 نسين بولنا ايك بات جودنه اس باس راه ديكه تيار اورا كرى خبر بهى نسين جانتا جبك بيان نكرو تو بهر جنتا بهى اوتى بهى بيان كرى نسين
 غير صالغة والطراب ولا يحلف البتة لانه ان كان كذا با يكون يسينه غمسا وهو من الكباثر التى تدثر اليا
 بدون مبالغة اور تطويل كى كچه مضائقه نسين اور سب هرگز نه كهاى اسلى كه اكر جودنه بهى تو بهى غموس بهى اور سب قسم سى كچه بهى كچه كى او جودنه بهى
 بلا فخر وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمان به واساء فيه لان الدنيا اختس من ان يقصد
 اورا كچه بهى تو بيشك اس كى تام كو ابنى قلم كانه شانه بنايا اور اسين بر كيا اسلى كه دنيا اتى در جبه كى نسين بهى كد او كد بلا ضرورت
 ترويحى ابد كرام الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء بكرة للتبر ان يدكر اسم الله تعالى او يصلى على النبى صلى
 اس كى نام سى مدق دى كوى بهان نك كه فقها كچى بهن تاجر كو مكرده بهى كه اپنا مال كولى بهى ترويحى كى نيت سى اسم الله تعالى او يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم
 الله عليه وسلم عند فتم متاعه على قصد ترويحى بهان يقول اللهم صل على محمد ما جود هذا والثالث هما
 پرا كرى اسطور بهى كچه كچه كى اسم الله تعالى بهى بالله صل على محمد ما جود هذا والثالث هما
 يجب الاحتراز عنهما ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهري جميع عيوبها خفيها وجليها لانه
 بهى بهى كه مال كا كوى عيب چپا بهى بكو بايج پورا جبهى كى كوى تام عيب ظاهر وباطن جنتا بهى كيو كه

پرو

الكفرة والثاني ان يعلم ويعتقد ان سراج الاخرة خير من دهر الدنيا وان قوائم اميال الدنيا تنقضي بالنقضاء

العبر وتبقى مظالمها ووزارها فكيف يرضى العاقل ان يقسم تلك الذي هو ادنى هو خمر والمخمر اكله في

اور اس کے بال اور لہجہ میرے پرہیزگارتی
عاقل آدمی کے پسند کرتا ہے کہانی پھر کو اعلیٰ چیرسی بدل پوری اور خوبی سب سے

سَلَامَةُ الدِّينِ نَيْسَرَةُ اللَّهِ سَلَامَةُ الدِّينِ الْحُكْمُ الْحَادِي وَالسَّعُونَ فِي بَيْتِ الْإِثْمِ تَحْدِيدُ الْحَشَةِ

پہلے ہی کہیں کوئی ایسا نہیں ہے۔

يوم القيمة فاجزأواي صادق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التارخشون يوم القيمة فاجزأوا

اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور کونسا کفار ہو کر ان کے پیچھے رہ گئے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

هـ من ابي بر و صلوات الله على محمد و آله من حسان مصابيح النبوة بن مرارة و الاصل في عجوز ميل

رجوع سے کسی اور سیکل کار اور سچا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

عن إلفسد ومذا يقال الكاذب وأجرو على هذا المعنى سمي التجار في الحديث في إرا اذ من عادة في تجارهم

رأسی اور میانہ روئسی اسہی جگہ سی جہونی کو جا جگرہی ہین اور اسہی اختیار سی سودا گروں کو حدیث شریفہ میں قجارجم کہا کیونکہ تجارت میں

غالباً التدليس والتهالك على ترديد السلع بالتيسير من الايمان الكاذبة ولحومها وهذا حكم عليهم في الحديث

کیا چہا لینا اور سبب کی رواج دیں پر کہ ہمارا اکثر ان کی عادت ہوتی ہی جسطورہ ہر کسی جہوئی قسین سی یا ماند او کی اسی لئی حدیث میں نوکی حتی میں حکم ہوا

انهم يحشرون يوم القيامة في زمرة الكذابين الذين كثر منهم الكذب الا من اتقى الكذب وترقى بمينه وصدا

قیامت کی دن ایسی جھوٹوں میں داخل ہوں گی جسکا جھوٹ کثرت سی ہی
مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم میں پاک اور بات میں سچ رہا

حدثنا فانه لا يحشر مع أهل الجنة مع الأبرار كما روى عن أبي سعيد انه قال التاج الصدوق الإمام يحشر

ایسا تاجر جو ٹون مین داخل نہیں ہووے گا بلکہ ابراہیم کی ساتھ اونٹنی کا چرنی اور سید خدائی کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

من الذين والصديقين والشهداء فعملهم: هذا ان الدار للناحية معاظمتهم لستم الصديق والامانة

اور صدیقوں اور شہیدوں کی سزا ہو دینا اس ہی معلوم ہو گا کہ تاجر کو لازم کی کتنی رعایت ہو گی اور امانت کی (کراچی)

تحتب تكدب والخمان فحة بحشة مع الام والاحشة مع الفدا والاباح والاح على الام والاح فحة بحشة

بجسبند نندار و کماله حق بجسبند ۵۸- و ۵۹ بجسبند
 اور جو ش اور خانت سی بجسبند تا کہ ابرار من و داخا بروی
 ابرو خا من نزل جاوی

ل. لانصاف: ومانند الظلم الاعتساف: لان العامة قلة: واما وجهه في كالمفتة بصر تاما: فانه

اور ظہری اور لی راجہ کی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم آية للعالمين

بها تسأل عن عدم إيمان أبي المعاض شيخنا الأعلى وليس من هي مقصيا لفساد العقد والمرد من الظلم

مین یساعلم ہوجا ہائی سس کی کہ حصہ نہ عصب ہئی کائن جانا ہئی کیڑہ ہر ہر سس کی عقدہ فاسد ہین ہوجا تا او طم سى مردودہ علی ہى جبین

سرب به الغدير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشئ ولا يتصور ذلك الا بالاحقر

نقصان ہرجاوی سوجس علی بن غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہے کہ حسین کی کیا کچھ نقصان نہ ہو وی عدل جو یہ سکتا ہے کہ چند انویسی

من عدة احوال الاول تزويج الزبوف من التقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يزوج شيئا منها الى غيره

اول کہوٹی نقود کی برتاوی بیشک یہ عظیم عام ہی اس میں سب کا نقصان ہی دہلی کی کہ جو شخص کوئی کہوٹی نقد اور کو دینا لگا

الملك الغراني لم يعرف انه زيف فماتت به وان عرف انه زيف فهو روجه الى غيره وغيره الى غيره وهكذا

لا يزال يتردد في ايدي الناس بضررهم ويشيع فسادهم ويكون وبال الكل من حين ترويحهم الى وقت انقراضهم
 تكون في ايديهم من بخرتامي گا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور خدا پر بیلتا جاوی گا اور سب کا وبال جب ہی اسی دیتا او کی کئی کئی اسکی سر پر لگا
 الیہ بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعل بها من بعده كان عليه ونزها ونز من عمل بها لا
 بدليل اس حدیث کی جسی مقلد ہر کمالا پیرا کو پیر اور ذل فی بعد او کی عمل کیا تو اسکا اور جو او پر عمل کر لگی سب کا بوجہ اس پر ہو گیا
 ينقص من اوثرهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيف اشد من سرقة مائة درهم
 او کی گناہی کہ نہ کر لگی اسکی بعض متقدمین کا قول ہی کہ ہر ڈی ایک درہم کا چھٹا سو درہم کی چوری ہی جوری
 من الجباة لان سرقة المائة معصية واحدة عنقضية واما انفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها ادم
 اسکی کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی دیکھ لگا کہ جاری ہی عمل میں آئی جاتی جب تک وہ کہوٹی
 ذلك الزيف يتردد في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم مافسد ونقص من اموال الناس بسببه
 رو بہ لوگوں کی آہ میں ہوتا رہتا ہی سوا کی زندگی بہ اور بعد موت کی گناہ باقی رہی گا جس قدر لوگوں کا مال او کی سبب ہی خراب اور تلف ہو گیا
 الى اخره فذلك الزيف والنقص فطوي لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه
 جب تک وہ کہوٹی دیکھ لگا کہ جاری سو زورہ ہی او کو جو مر جاوی اور او کی تمام گناہ جو کچھ اور افسوس ہی او کی ہی جو مر جاوی اور بعد او کی گناہ قائم رہیں
 وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعمل ما كبر ذنبا من انفاقه على من لا يعمل له لان الاول متعمد والثاني
 اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی رہے گا اور دنیا بزرگانہ ہی جان کو کہوٹی ہی اسی گناہ ہل تو مستعد ہی اور دوسرا خطا ظہری لیکن خطا باطنی ان جان ہی گناہ بندگی میں
 فخطي لكن الخطاء في حق العباد غير موضع فلي هذا يجب على التاجر ان يتعلم احوال النقود ليحذر الزيف من غيره
 معتد نہیں ہوتا اسکی سوا فق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکھنا ہی سیکھی تاکہ کہوٹی کہوٹی پرچان لیا کری
 لا يستقصى بنفسه بل لا يسله الى غيره بعد عمله فيكون انما التقصير في تعليم ما يلزمه في معاملته اذ لكل
 اس نیت ہی نہیں کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت ہی کہ انجان ہی غیر کو نہی ہی پرکھنا اور ہر گنا
 عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كي لا يقع في الاثر وهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظر الدينهم لا لدينهم
 کار اسکی ہی علم ہوتا ہی کہ او کو روٹی تو اسکا سیکھنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ میں نہ پہنچاوی اور ہی واسطی متقدمین نقد کا پرکھنا واسطی لحاظ دین کی سیکھا کرتی ہی دنیا کی
 فان من يقع في بده شيء من الزيف ينبغي له ان يجتهد في اصدائه وافناؤه وصحارته ولا يسعى في ترويحها لانه
 بیشک حکمی اہل کو کہوٹی روپیہ میسا اتحادی تو اسکو لایق ہی کہ او کی کہوٹی اور فنا کرتی میں اور اسکا نشان مشائی میں کوشش کری او کی چلائی میں سے نہی ہی
 ان موجه الى من لا يعرفه يكون انما لا يصله اليه الضرر وان موجه الى من يعرفه يكون انما لا يصله اليه
 اگر انجان کو دید یا تو اسکی گنہگار ہو گا کہ اسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو ہی گنہگار ہو گا اسکی
 ياخذها لا ياخذها خالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده فلذلك كان لا يرغب في اخذها اصلا فيكون
 کہ یعنی والا اکثر اسکی ہی لیبستا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر او کی ایسی نیت نہ ہو تو ہرگز ہی نہ لیتا تو اب اسکی
 تسليمه اليه تسليطه على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثر واما من ياخذها فيكون من الذين
 کہوٹی روپیہ دیکر اسکو فساد پر قائم کیا اور ہی پر امداد کی اور گناہ میں شریک ہوا اور دوسرا شخص جو اسواسطی لیبستا ہی کہ اس زورہ میں
 دعاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقره حرم الله امرهم السبع سهل الشراء سهل المقضاء سهل الاقتضاء فلا
 دافع ہوئی حکم حقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعا غیر فرامی ہی اس حدیث میں رحم کی اسدا ہی شخص پر رحم سانی ہی پیچی آسانی ہی غریبی آسانی ہی اگر کسی سانی
 له ان ياخذها على قصدا عداؤه وافناؤه وصحارته لا على قصد ترويحها في معاملته اذ لو كان قصده لكان
 او کو زورہ ہی کہ اس نیت ہی لیوی کہ اسکو لٹوئی اور فنا کردی اور نشان مشائی نہی کہ اسکو معاملہ میں جاری کری اگر او کی یہ نیت ہی

تجارت

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغبه ويحصل مقصوده ولا يخلف البتة لانه ان كان كاذباً يكون

که این بهای مسلمان کو چنانکه ترغیب دهی که او کا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم اگر نہ کھاری کیونکہ اگر جھوٹی ہی

عینه غموساً وهي من الكبائر التي تذر الديار بلا قرة وان كان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لا يمانه

تو یہ صین غموس الیسی کبرہ ہی کہ ملک او جاو دینی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اسم تعالی کی نام کو اپنی قسم کا نشان بنا یا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويحها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء بكونه

اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی بلا ضرورت خدا کا نام لیکر او بکھورنق دینی

للتاجر ان ينكر الله تعالى ويصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويحها بان يقول اللهم

مکہ وہ ہی کہ کہ سہا ب کہوئی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اسم کہاری یا صلی علیہ وسلم پر درود پڑھا کری اسطور کہ کہا کری

صل على محمد ما جود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئاً منها يكون

صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چھپا لینا

ظالماً تاركاً للنصم الواجب من تكبيل النفس المحرم فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر

ظالم اور غیر خواہی کا تارک کہ جو او سپر واجب تھی اور اختیار کر نیوالا وضا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دے کری اور یہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة اوليوطن نفسه على عذاب الناس والرابع مما يجب الاحتراز

اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پھر جس سی یہ بات نہ ہو سکی تو اس کو لازم ہی کہ تجارت موقوف کرے یا اپنی جان کی واسطی روز خیر ہو کانا بناوی اور چہ تھا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اماناً يكون خيانتة في المقدار او في السعر او في المراجعة والتولية فاما

واجب ہی خیانت کرتی بیشک جس شخص خیانت کرتا ہی تو کسی خالی نہیں کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا یا بہاؤ میں یا نفع لینے میں

من يكون خيانتة في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى ويل للظافيين الذين اذا كالتوا على الناس استوفوا

جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہ بتا نیوالوں کی وہ کہ جب ما پسین لوگوں سی پورا بہر لین

واذا كالتوا هم اوتوا ثم يحسرون ولا يخون من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي

اور جب دین لوگوں یا تول دین تو کھٹا کر دین اور اس دیاں سی وہ ہی بچتا ہی جو دین میں کچھ زیادہ دیدی اور لینی میں کچھ کم لیلی اسمی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكما له يوشك ان يتجاوز به وكد لك كان النبي عليه السلام اذا

بہت کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا جا ہی تو کیا مبیع ہی کہ جسی بڑا جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام

اشترى شيئاً يقول الذي يزن الثمن وزن وارجح وكان بعض السلف يقول لا تشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ

کوئی شی مول لیتی تو وزن دینی والی سی فرمادی کہ وزن تول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدم کا قول ہی ہم بعض ایک دانہ کی دو نرخ نہیں خریدتی اور او کا یہ حال تھا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة حبة عرضها السموات والارض واما من يكون

کہ جب لیتی تو کچھ کم لیتی اور جب دیتی تو کچھ بڑا دیتی اور یہ کہتی افسوس اسکی حق میں جو دانہ کی بدل ایسا جنت بھیڑ الی جسکا پہلا و آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانتة في السعر فهو من الظالمين التاركين للنصم الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البائع والمشتري سعر الوقت

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو او سپر واجب تھی ترک کی کیونکہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ باج یا مشتری پر بہاؤ او سوقت کار لا دے

وينتهض الفرصة ويجحف من البائع غلاء السعر من المشتري الخطا طه فان من يفعل ذلك فيكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجھی باج سی تو گرفتی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسندتا

احد هه الاخيه المسلم ما يجب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب اخيه ما يحب

اپنی بہائی سلم کی واسطی چاہی پسند کرنا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کسی تم میں ہی جب تک نہ پسند کرے اپنی بہائی کی

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو او سپر واجب تھی ترک کی کیونکہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ باج یا مشتری پر بہاؤ او سوقت کار لا دے

وينتهض الفرصة ويجحف من البائع غلاء السعر من المشتري الخطا طه فان من يفعل ذلك فيكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجھی باج سی تو گرفتی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسندتا

احد هه الاخيه المسلم ما يجب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب اخيه ما يحب

اپنی بہائی سلم کی واسطی چاہی پسند کرنا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کسی تم میں ہی جب تک نہ پسند کرے اپنی بہائی کی

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو او سپر واجب تھی ترک کی کیونکہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ باج یا مشتری پر بہاؤ او سوقت کار لا دے

وينتهض الفرصة ويجحف من البائع غلاء السعر من المشتري الخطا طه فان من يفعل ذلك فيكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجھی باج سی تو گرفتی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسندتا

احد هه الاخيه المسلم ما يجب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب اخيه ما يحب

اپنی بہائی سلم کی واسطی چاہی پسند کرنا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کسی تم میں ہی جب تک نہ پسند کرے اپنی بہائی کی

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو او سپر واجب تھی ترک کی کیونکہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ باج یا مشتری پر بہاؤ او سوقت کار لا دے

على شرط السقوط فيصير الشراء الثاني شبهة حصول الرجوع به والتأكيد حكم الايجاب ففي المسئلة الاولى يصير
اور تاجر بگوئی اب دوباره خریدی فی بین به شبهه ہوتا ہی کہ اس خرید کی سبب ہی نفع لا اور تاکید کی ہی حکم ایجاب کا ہوتا ہی سو پہل صورت کا انجام یہ ہی

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيتقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة ولا يبيع صراجة
گوئی اس فی ایک تہان اور دس روپیہ میں سوپیہ کوئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہو گئی اور تہان دس میں پڑ گیا سو کو کو بطور مزاح

او تولیة الاعلى عشرة وفي المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيتقابل العشرة
اور تولیہ کی چچی تو دس روپیہ ہی پہنچی اور دوسری صورت کا انجام یوں ہی کہ اگر ایک تہان اور دس روپیہ میں سوپیہ کوئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوئی

بالعشرون فيبقى الثوب مجانا فلا يبيع صراجة ولا تولیة احترازا عن شبهة الخيانة لانها حقيقة فاما
اور وہ تہان مفت پڑ گیا سو مزاح اور تولیہ ہی نہ پہنچی تاکہ شبہ خیانت کا نہ رہی کیونکہ مزاح و تولیہ میں خیانت کا شبہ ہی

احتياط ولهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مراجة ولا تولیة
احتیاطا بمنزلة عین خیانت کی ہوتا ہی اگر کسی دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہوں قرض دانی اس ہی ایک تہان پر صلح کر لی تو اس تہان کو بطور مزاح اور تولیہ کی

على عشرة لان صبي الصلح على الخط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التأكيد يحصل بغيره ومن اشترى
عس روپیہ پر نہ پہنچی اسو علی کہ بنیاد صلح کی کی اور معافی پر ہو تی ہی برضا و اس صورت کی کہ تیسہ اشخص پہنچیں آجادی اس ہی کہ اب قرض غیری حاصل ہوئی اور دوسری

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مراجة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون
کئی چیزیں مجتمعہ ایک عقد میں بیجا ایک ثمن ہر کر مول لینا تو اس کو جائز نہیں ہی کہ وہ عین ہی بعض کو بطور مزاح کی ثمن میں کا حصہ ہر کر پہنچی کہ کہ حصہ ثمن میں ہی

الا باعتبار القيمة وتقسيمها كما ينخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت باؤنة مساوية او
شہدنا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہوتا اور قیمت کہ نہیں غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسی ایک لونڈی اچھی خریدی ہر آفت سلمی ہوئی ہی اختیار ہی کافی ہو گئی تاکہ

وهي ثبوت ولم ينقصها الوطى يجوز له ان يبيعها مراجة او تولیة لكن يجب عليه بيان عيها ولا يجب عليه بيان
پرو شبہ یعنی شوہر رسیده ہی صحبت فی کو کہ نہ نکاح اور اس کو جائز ہی کہ لونڈی کو بطور مزاح کی تولیہ کی بیچ دے لیکن اس پر اس کا وجہ ہی کہ عیب بیان کر دی اور یہ واجب نہیں ہی

حدوث العيب عنده فالرسله المشتري ولا بيان وطئه اذ لم يحتبس عنده شيء يقابل الثمن لان الاوصاف
کہ کسی عیب میری پاس پیدا ہوئی جب تک خریدار نہ پہنچی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس ہی کہ کوئی ایسی شئی نہیں کہہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کہ نہ اس کی

لا يقابلها شيء من الثمن وكذا منافع البضع اذ لم ينقصها الوطى لا يقابلها شيء من الثمن واما اذا فاقا المشتري
مقابلہ میں ثمن کہ نہیں ہوتا اور ایسی ہی بعضی منافع اگر اس کو وطی ہی کہہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن کی مقابلہ میں کہ نہیں ہوتا ہاں اگر خود مشتری ہی فی

عينها او فاقاها اجنبي اخذ المشتري الوطى او وطئها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع
ایک عینہ پروردی یا کوئی شخص اس کی آنگاہ پروردی اور مشتری دیت بی بیوی یا مشتری کسی ہی صحبت کر کے اور وہ بکرہ ہی تو اس کو بدون بیان ہی بیچ کیونکہ اب مسیح میں ہی گواہی کہ

تكون ما فات منه كالمسلم له معنى باخذ بدلها اذ اجنى غيره وكذا اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملکه لكان
لی کہای اس کی کہ جو اس میں خراب ہوئی وہ کہ اس کی پاس ہی عوض یعنی ہی اگر خطا غیر ہی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسو علی کہ اگر لونڈی اس کی ملک نہ ہوئی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيعه الباقي مراجة او تولیة بكل الثمن بلا
تو بیچک ضمان اس کی ذمہ نہ رہتا ہر تہا بقراب ضمان کا ذمہ نہ رہتا ہر تہا بقراب عوض یعنی ہی سو اس کو بطور مزاح اور تولیہ کی پوری اصل ثمن ہی باقی کا بیچا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذ اصابته مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها
بیان نہیں ہی کہ عیب و عذر اذ اصابہ مقصودہ بالاتلاف ہی سو اس کو بطور مزاح اور تولیہ کی پوری اصل ثمن ہی باقی کا بیچا بدون بیان کی روا

حصة من الثمن شئها اخر من العين وثمن حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصاب قرض فارة
ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصل کا جز ہوتا ہی سو اس کو اس کی دیکر کہا تو اب بیان کرنا ضرور ہے ہی اور جہتی تہان خریدار پر اس کو چوری ہی نہ کر دیا

وافعاله لا سيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق ولا مدين فان سرب الاسراب في سبب
 اور افعال میں خاص کر بیع اور شراء میں جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صہنہ کا ہی لفظ صدوق اور مدين میں بیشک پروردگار عالم اور سبب
 الاسباب جعل الآخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التثمر والاكتساب لكن ليس التثمر في الدنيا مقصودا
 الاکتساب فی آخرت کو ثواب اور عذاب کا بہرہ بنانا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا بہرہ مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی ہی محنت کشی
 علی الآخرة بدون المعيشة قبل المعيشة ذریعة الی الآخرة ولا يكون المعيشة ذریعة الی الآخرة عالم يتادب المتشمر في
 بدون معیشت کی تہیں ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
 طلبها اباد الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها ارکانا وشرطا يجب عليه مرايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
 اختیار مقرر کیونکہ شرع فی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین مقرر ہوئیں ہیں جب دنیا کی طلب کرے تو ان کی رعایت واجب ہوتی ہے تاکہ
 کسبہ صحیحاً خلیاً عن البطالان والفساد خالصاً عن شأینة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعایتها لا يكون کسبه
 ہوگی کاسی درست بطالان اور فساد کی خالی اور حرمت اور کراہت کی طرف سے صاف ہوگی کیونکہ اگر ان قواعد شرعی کی رعایت نہ کرے گا تو اس کی کسبہ
 صحیحاً بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خلیاً عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
 درست نہ ہوگی بلکہ بعض دفعہ باطل اور بعض دفعہ فاسد ہوگی پھر حرمت اور کراہت سے بھی پاک نہ ہوگی اس بیان کی موافقہ اور شہادہ
 البیوع والشراء وكيفية انعقادها حتى يتميز عند الباطل من الفاسد والفساد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
 اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضروری ہے تاکہ باطل کو فاسد سے اور فاسد کو صحیح سے الگ الگ کر سکے اور حرمت اور کراہت سے بھی جادی
 ويتيسر له الصدق والامانة فيما فالبيع مبادلة المال بالمال فينعقد بالايجاب القبول والمراد بالايجاب الكلام الصا
 اور بیع اور شراء میں صدق اور امانت سے پہلے ہی کو ثواب بیع بدل مال کا مال سے ہی ہوا یا ایجاب اور قبول سے پوری ہوتی ہے اور مراد بالايجاب ہی کلام اول کی ہے
 من احد العاقدین اذ لا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الآخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
 جو دونوں میں کسی ایک سے صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری اور قبول سے مراد کلام دوسرے کی ہے جو دوسرے سے صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری
 وانما ينعقد به اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البائع للمشتري بعثت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
 اور بیع ایجاب اور قبول ہی جب گہتی ہے کہ وہ دونوں ہی کی لفظ ہوں جیسی بائع مشتری ہی کہی ہے مال میں تیری اہتہ اتنی کو بیچ چکا میر مشتری کہی میں لی چکا
 او يقول المشتري للبائع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البائع بعثت لان البيع انشاء وتصرف شرعي والانشاء اثبات
 یا بیع مشتری یا بیع ہی میں ہی میں ہی چیز اتنی کو مولیٰ چکا پھر بائع ہی میں بیچ چکا اس لئے کہ بیع انشاء یعنی تصرف شرعی ہوتا ہے اور انشاء میں قائم کرنا
 لم یکن ثابتاً وهو لا يعرف بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظاً خاصاً والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
 مورد م کا ہونا ہی اور کما علم بدون شرع کی نہیں ہوتا واسطی کہ لغت بنانیو الی فی اسکی ہی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع فی اس میں ایسا لفظ
 لاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يرا وجوده فينعقد به البيع و
 ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہے احتمال کیا ہے جس میں وجود پر دلالت ہوتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ ہی تصرف مقصود ہی ہے اور اس سے بیع منعقد ہوتا ہے
 لا ينعقد بلفظين احدهما اربل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبائع بع مني هذا بكذا وقال البائع
 اور بیچ لفظوں سے منعقد نہیں ہوتی جو ایک لہر ہو بلکہ اس میں تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہے جیسی اگر مشتری بائع سے کہی ہے مال میری اہتہ اتنی کو بیچ دی اور بائع ہی
 بعثت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البیوع وكذا اذا قال البائع للمشتري اشتريت منك هذا بكذا وقال المشتري
 سہنی بیچا پھر جب تک مشتری دوبارہ یوں کہے گا کہ میں نے خریدا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور ایسی ہی اگر بائع مشتری سے کہی ہے میں اتنی کو خریدا ہے اور مشتری ہی
 اشتريت فما لم يقل البائع ثانيا بعثت لا ينعقد البیوع واما اذا كان احد اللفظین او كلاهما مضارفاً فينعقد البیوع اذا قال
 میں نے خریدا پھر جب تک بائع دوبارہ یوں کہے گا کہ میں نے بیچا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک کلام یا دو کلام مضارع ہوں تو بیع بیع منعقد ہوتا ہے

النیة ویجمل لفظ المضارع علی الحال وکذا ینعقد البیع بکل ما یدل علی معنی بعث واشتریت کما اذا قال البایع
بیعت ہوا وادوس لفظ مضارع علی حال کی معنی بیہیگی اور بیسی ہی بیع ہر لفظ بی بیعت کی ہی معنی ہون منعقد ہوجاتی ہی جیسی یا بیع مشتری کی
المشترک بعث منک ہذا لیکن اوقال مشتری قبلت اوقال مشتری للبایع اشتريت منک ہذا لیکن اوقال البایع
میں بیعت تیری ہاتھ اتنی کو بھی اور مشتری کی میں نے قبول کی یا مشتری یا بیع کی میں نے تجھے اپنی چیز اتنی کو مول لی اور یا بیع کی

خذہ یعتقد البیعم فی کلّتا الصورتین اما فی الصورة الاولى فظاهر واما فی الصورة الثانية فلا یصلح المراد ان
 یلی ترسیخ دو صورتوں میں منعقد ہو جاوی گی پہلی صورت میں تو ظاہری اور دوسری صورت میں اسلم کہ حاکم یا مگر

یا خذنه بالبدل وهو لا یكون الا بالبيع صامرا كانه قال بعتك منک به فخذنه فیکسر البیع اقتضاء فیثبت العقد

باعتباره لا يلفظان احدهما اخر حتى ينافي ما سبق لان المعنى هو المعتمد في هذه العقود وهذا انعقد بالتعليق

[illegible]

کے لیے ہیں اور سچے حصول مرگیاات تک کے برابر یہ من کا عطا ہوا ہے۔ اچانک میں عند البعض و عند البعض

یہی کہ عطاء من جانب واحد فان محمد اشار فی الجامع الصغیر الی ان تسلیم البیہ یکفی فی تحقق البیہ هذا
بل طرفی اذ اگر نبی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد فی جامع صغیر میں یہ اشارہ کیا ہی کہ علیہ السلام کریمنا واسطی ثبوت بیح کی کافی ہی یہ اس مرتبہ میں

ابن القش. او كان معلوما اذا قال رجل لبائيم الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدينهم فقال كلفني

فصله اقفره فكاله وذهب بها فهدا بيع فعليه خمسة دراهم وكذا الواشوى وقرأ من الخطب بمثلها ثم

الآن تبوءوا الخلقه هم منا ففعل فهدى بهم وله ان يطلب الثمانين ولو قال ليايم الحطب بكم بتيم هذا الورق

ایک بہار اور لکڑی بھان ڈال دی اوسنی لاڈ والا تیرہ بیج پوری ہی اور اوکو مٹا لیتے ہیں کاپنی پتائی اور اگر لکڑی سی کہا یہ گہنا لکڑی کا کتنی کو
ن الحط فقال ثمانية فقال ستة الخ فساؤه اختلافاؤه قال بعضهم لا يكون مع مال بل ينال الحط والمعتق

[illegible]

من وقال بعضهم يكون بيعا لانما تراصيا على التملك والراضى هو المعتبر في الباب لانما كان

لما اقيم الايجاء للقبول بمقامه دلالة ما عليه فلا واجب احد العاقلين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البائع في ي ايحاب قبول كذا دسكى جكه شهر لاي اسى صا منوم بوقتى بهر جب ايك فى اى باب كما بايم بهر يا مشترى جبه كه بايو مشترى بهر كه

مشتري بعت منك هذا يكدنا وقال المشتري للبائع اشتريت منك هذا يكدنا فالاخر بخير ان تسالو قبل

تائیری بہت فانی شے اتنی کو پیچی یا مشتری یا بیعی کی بین فی تجسس اتنی کو مولی اب دوسری کو اختیار ہی چاہی اوس مجلس میں قبول کری

ہر منہ کی تہیہ ہوئی ہے اس کے واسطے کہ ہر منہ کی تہیہ ہوئی ہے

چند سال در خدمت پور داری استی که آهین

اور فتادی قاضیان میں

اور اگر بائع فی گنتی بیان کرے مشتری ہی کہامین فی شہری ہا تہہ یہہہ رلوٹ

دربارہ کبوتری کہ سوئیاں ہیں اتنی کو بچا دینے سے منع ہے اس واسطے کہ مبینہ اور شنہ نام یعنی سی دونوں معلوم ہو گئی ہیں

لیکن اگر مشقینی کم دلانیدہ پائی تو بیع فاسد ہوجاؤ گی پھر فساد بیع کا زیادتی کی صورت میں اسطرحی ہکا کہ فروزانہ عقد کی

یاد رکھنا کہ یہ سب باتیں اور وہ معلوم نہیں کہ کونسا ہی اسٹیج کی کراس بکریوں کی یا تھان کی کڑی کی ایک سی نہیں ہیں اور فساد بیج کا کمی کی کھاتین اسٹیج کی کہ

تعمیم کئے فزکی منجملہ علم کی اوکی ذمہ سی کہ کرنی چاہی اور وہ معلوم نہیں کیا معلوم ہی کہ کچی کا نشان یا اس عمدہ ہی یاوریات سی لکھیل ہی اور اگر

کیس کا متن بیان کر دیا کہ ہر ایک ایس اے ہر ایک ہتھان انہی کو تو بیع کی صورت میں صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ ہے

ی مول لیل کیونکہ معلوم ہے اور چاہی نہ لہری اور برہمن کی صورت میں فاسد ہی کیونکہ مبیع بھول ہی اور جس فی دو سرہی کہا میں فی تیر ہی ہاتھ بیانہ

اس ڈیورین سی فاس خرمس میج سی بیچا ہر اوسکو کیون اودھک سی حوالہ کنی تو جائز نہیں ہی اسلامی کہ سب شی سوی اتقود کی تین کرنی سی

قی ہی پس اس کا بدن اور اور کا اوسکی ہر قیام کرنا جائز نہیں ہی ان وہ عقد تو کر دو بارہ عقد کی تو جائز ہی اور جس کی کوئی شی جچی اور شستر ہی کیا ہی نہیں

پہنچ تو یہ بیس باطل ہی کیونکہ جب تمہیں ہوتا تو بیس کا رکن نہیں ہوتا تو بیس کی ہوا کی اور گویا شہی پہنچی اور شہی سے چپ کرنا تو بیس باطل نہیں ہوتی

لی ہی استغنی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہے اور جب اسی ضمن بیان نکلیا تو اوہی عرض فقہیت لینیک ای اسکا انجام یہ ہے کہ گویا قیمت کو بچا

ہستہ می جیسا فاسد ہونا ہی باطل نہیں ہونا اور اصل سہری کہ بیچ اگر صحیح نہیں ہوتی تو پیروہ یعنی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کہی

یہ ایک کلمہ ہے تاکہ ان دونوں کی سکین سوہج باطل توڑ دی جائے اور وصف میں صحیح بنو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہیں دیتی

کامیاب ہو کر اکثر معاملات ان بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں تو انکو جائز نہیں ہے کہ لوہی کو چیز مولیٰ اور حرام اوستی بھی

اور بیچ فاسدہ کی حاصل میں صحیح ہو وصف میں غیر صحیح اور بیچ پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہے تو فائدہ ملک کا دینی ہی لیکن پائیز کا کی

يبقى ذلك الخيط بعد أيام اسفل ما هو راسها الآن والا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و
 بعد خبره في سرى جواب ہی بیچی کی طرفہ جاتا ہی اور اوہی ملک خریدار کی ہی اور ہر کو جو رہتا تھا وہی سواو کی ملک میں رہتا تھا اور
 کذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تفتفوا من
 ایسی ہی مردار کی ہمارا کا بیچنا بدون دباغت کی جائز نہیں ہی کیونکہ تاہا کی نجاست اس سے نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی مردار کی چڑی کو مرنے
 الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدبغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالذباغ فان قيل نجاسته
 باق ابیسی چڑی کو کبھی میں جو دباغت نہ ہو اور دباغت کر بیچنا اور بہت مناسب جائز ہی اسلی کو دباغت ہی پاک ہو جاتا ہی پھر اگر کوئی اعتراض کری غ
 باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالشوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فماله تزلزل
 کہ نجاست تو چھٹائی کی طنی ہی ہوتی ہی اس سے بیع منع نہیں ہوتی جیسے پاک پڑا تو جواب یہ ہی کہ جلد میں چھٹائی پیدا ہی ہوتی ہی جب تک کہ دباغت ہی
 تكون كعين الجذر وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الشوب فانها ليست خلقية بل جوارته
 تو گویا عین جلد ہی اور اس سے اعتبار ہی چڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف تاہا پاک چڑی سو یہ پیدا ہی نہیں ہوتی بلکہ کثرت ہی گت جاتی ہی
 بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
 بعد ہی کہ وہ پاک ہوتا ہی سوا اس کا حکم جواز بیع اور برقی کا بدل نہیں سکتا پھر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چڑا بیچنا اور برتا جائز ہی
 الذباغ كذا لا يجوز بيع عظمها وقرنها وعصياها وصفوها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذ لم تكن عليها دسوة
 ایسی ہی مردار کی ہڈیاں اور سینک اور شہی اور گوشت کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچی اور برتی جائز ہی جب ان پر چڑی نہ ہو
 لانها ظاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوية فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسوة فهو نجاسة لا يجوز بيعها
 کیونکہ یہ سب پاک ہوتی ہیں غنیمت موت کا اثر نہیں ہوتا اسلی کہ ان میں جان نہیں ہوتی بلکہ ان میں صرف رہتا ہوتا ہی جیسے کاش پیڑ ان اگر ان پر چڑی ہوگی تو تاہا پاک ہی
 ولا الا شقلم بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الشوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرة لا يوجبها العقد
 اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑی ہو گیا اور ایک گز کا کپڑی میں ہی جائز نہیں اسلی کہ لی نقصان اور ہٹائی نہیں سکتا اور عقد ضرر میں
 لو قلم البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
 اور اگر بائع فی شہتیر کو اکھاڑا یا اور گز بہر گز پھاڑا کہ ایسی مشتری فی عقد کو نہیں توڑا تو یہ ہی صحیح ہو جائیگی کیونکہ مفروض ہی مقرر ہی یہی دفع ہو گیا
 قبل تقرر هذا اذا كان الجذع معينا والشوب ما يضره التبعض كالتقصيص ونحوه اذ لو لم يكن الشوب مما يضره التبعض
 یہ اس صورت میں ہی کہ شہتیر میں ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پیڑائی نقصان ہوتا ہو جیسی کہ اگر کپڑا ایسا ہو جسکی پیڑائی سی نقصان ہوتا ہو
 كالنكاس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذ باع جلد الشاة المعينة قبل
 جیسی تہاں تو بیع جائز ہی اور اگر شہتیر میں ہو گا تو ہی بیع جہالت کی سبب سے نہیں ہی اگر کوئی یہ اعتراض کری اگر ایک بکر کا چمڑا بیچ کر ہی یہی
 الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلم جلدها وسلم الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع
 بیچد لی تو جائز نہیں ہی پھر اگر بکر کی کوڑی کر کر اور چمڑا اور دھیر کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہو جاتی اگرچہ چمڑا عین موجود ہی جیسی شہتیر
 في السقف وكذا الوباغ كرشها واكارها ثم ذبحها وسلم باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا ولكنه
 چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکر کا پیڑا یا بیچد ہی پھر ذبح کر کر بیچا تھا تو اگر کوئی جواب یہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر بیع کی حالت
 متصل بغير البيع خلقية فيكون تابعه فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لاحكامها بخلاف الجذع فان
 پیدا ہی متصل ہی سوا ہی کا تابع ہی بہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچھ عجز کل نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کردہ
 عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعرض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي
 بدلت خود جدا گانہ مال ہی اور غیر کی سائنہ کا بیع متصل ہو گیا ہی تو یہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسلیم میں حکم عجزی

بہر مردار کی بیچی جاتا ہی

جائز

ما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی الکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنها بالتقدر فعلی هذا فضل
 ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلا میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت
 قفیر شعیر علی قفیر ہر کا یکون ربوا العدم کونہما من جنس واحد وفضل مذکور غلام مذکور کفضل ذراعی
 دو پلہ جو کی ایک پیمانہ کیلین پر سود نہ ہو گیا کیونکہ دو ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گزرت کی گزرت پر جیسی زیادت دو گز پڑی کی
 ثوب علی ذراع منہ وفضل معد وفضل بیضتین علی بیضة لا یکون ربوا العدم کونہما من جنس الکیل
 ایک گز پڑی پر اور زیادت معد کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہ دونوں جنس کیل ہیں
 او الموزون وفضل حفتی حطة علی حفة منها لا یکون ربوا العدم دخولها تحت المعیار الشرعی لان
 اودہ جنس موزون اور زیادت دوشی کیلین کی ایک شئی کیلین پر سود نہیں ہی اسلی کی یہ دونوں قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی
 المعترف فی تقدیر الکیلات فی الشرع نصف الصاع لا مادونه وفضل کری بروکری شعیر علی کوس وکر
 اس واسطی کہ شرع میں تقدیر کیلات میں معتبر دو اصاع ہی اس سے کہتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ کیلین اور دو پیمانہ جو کی اوہ ایک پیمانہ کیلین اور ایک
 شعیر لا یکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثاني الا انه غیر خال عن العوض بضر الجنس الی خلا
 جو کی سود نہیں ہی اسلی کہ اول اگرچہ دوسری سے شہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
 الجنس فان الجنس اذا قبل بالجنس یقابل کل جزء من احدى اکل جزء من الاخر فان وجد فی احدى اکل یصدر
 کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی پھر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
 ذلك الفضل تاویا علی مالکہ فلصیانة اموال الناس عن التوی اوجب الشارع فیہا المماثلة بالقدر واذا قابل
 مالک سی مفت جاتی ہی سو گوگون کا مال تلف ہوتی ہی بجای کو شارع ہی اوجہن مانت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
 الجنس یخیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس
 جنس کی مقابلہ ہوئی تو ہر مقابلہ جزء کا جز سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہوئی اسلی مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
 بالجنس مع وجود الفضل فی احدى اکل واما ربوا النسبة فشرطه ان یکون الجنس والمقدر متحررا فی العوضین
 جنس سی ہو اور ایک بڑھتی ہو اور سود او دہا کا سودا میں یہ شرط ہی کہ دونوں عرض میں جنس یا قدر ایک ہی ہوئی
 لان حلة الربوا عند العلماء الخفیة الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعفی
 اسلی کہ علت سود کی علماء خفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور ایک ساتھ ہی ہوئی مئی یعنی کیل
 المضموم الیہ من الکیل والوزن یجزم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدم ما یجمل الفضل والنساء
 اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور او دہا دونوں حرام ہوتی ہیں اسلی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب بیٹھنو وصف نہیں تو زیادت اور او دہا
 لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدى اکل وعدم الاخر یجمل الفضل ویجزم النساء لان جزء العلة وان
 دونوں حال میں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہوا دوسرا نہ ہو تو زیادت حلال ہی اور او دہا حرام اسلی کہ علت کا جز اگرچہ
 کان لا یوجد احکم لکنہ یورث الشبهة وهي فی باب الربوا لمحققة بالحقیقة وان کانت ادنی منها فلا بد من
 حکم کو پیدا نہیں کوسکتا پیش کو پیدا کرسکتا ہی اور وہ کی باب میں شبہ حقیقت کی ساتھ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہ حقیقت سی کم رتبہ ہی ہیں
 اعتبار الطرفين ففی النسبة احد البديلين معدوم وبيع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی من جهة التلک
 اعتبار دونوں طرف کا زود ہی سودا میں احد البديلين معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جائز نہیں ہی پھر یہ ہی بات شبہ کو قوی کردی ہی
 الشبهة وفی غیر النسبة هذه الشبهة لا یعتبر لکونها ادنی من المحققة والحاصل ان حرمة الفضل بوجوب التوی
 اور دونوں او دہا کی اس شبہ کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہ حقیقت کی سامنی ہی حقیقت ہوتا ہی خلا یہ یہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہوتی ہی

وحرة النساء بوجود احدھا اما القدر والجنس فعلى هذا الزم بیان ما كان من جنس واحد وطلد یکن من جنس واحد
 اور حرة اور ہمارے ایک نصف ہر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہیں
 فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوان واسماؤه وكن الذنب حتى لا یجوز بیع بعضها بالبعض المتساویا وكن
 سواک و سب ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی رنگ اور نام چھٹی ہوں اور ایسی ہی موزید بیان نکاتے ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی جائز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی
 ثمار الفل کما جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا یجوز بیع بعضها بالبعض المتساویا وكن كل نوع من
 جزای تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی قسمیں مختلف ہیں بیان نکاتے ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی سوار برابر کی جائز نہیں اور ایسی ہی پیل ہر یک
 الشجر کالمشری وغیرہ جنس واحد لا یجوز بیع نوعه منه بنوعه الا متساویا وكن البقر والجوامیش جنس واحد لا یجوز
 درخت کا جیسے امرو وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیج دوسری نوع سی کئی بڑھتی جائز نہیں اور ایسی ہی گائی اور بھس ایک جنس ہی ایک کا گوشت
 بیع لحم واحدھا بلحم الاخر لا متساویا وكن الابل عرابھا ونحایتھا جنس واحد لا یجوز بیع لحم واحدھا بلحم الاخر لا متساویا
 دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جائز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جائز نہیں
 وكن الغنم ضأنھا ومعزھا جنس واحد لا یجوز بیع لحم واحدھا بلحم الاخر لا متساویا ولحم الابل والبقر والغنم والمبائنا اجناس
 اور ایسی ہی گوسفند ہیں بھیر اور بکری ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جائز نہیں اور اونٹ اور گائی اور بکری کا گوشت اور نکادودہ
 مختلفة وكن الیته واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكن الحریب والرواص والخاص والصفرا اجناس مختلفة حتى
 مختلف جنس ہیں اور ایسی ہی چکے اور گوشت اور بٹ کی چربی مختلف ہیں جن اور ایسی ہی لواء اور ننگ اور تانبا اور کاسی مختلف جنس ہیں بیان نکاتے
 یجوز بیع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساویا ومتفاضلا لا نسئله لوجود احد جزئی العلة وهو الوزن فی
 کہ بیع ہر یک کی انہیں سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کئی بڑھتی دونوں طرح جائز ہی اور در انہیں جائز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جز موجود ہی ہوتا وزن
 جمیعھا والاصل فیہ قوله علیہ السلام الذهب بالذهب الفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والقمر
 اور اصل انہیں یہ حدیث ہی سونا بدلہ سونے کی اور چاندنی بدلہ چاندنی کی اور گھیرن بدلہ گھیرن کی اور جودہ جکی اور خیر و خیر
 بالتمر والتمر بالملم مثلا بمثل یا بیدفن نراد واستراد فقلنا لا یأخذ بالمعنی سواء وهو حدیث مشہور لفظا
 بدلہ چھداری کی اور ننگ بدلہ ننگ کی بڑھت پرت اس قدر ہی اس ابتدائی پہر جنسی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا یعنی دالا اور دینی والا تو بولے ہیں اور حدیث
 بالقبول وانفقوا حل ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشیاء المستقبل النص معلول وعلته عند الخنفیة فی الذهب
 کہو علما قبول کرکر سپر متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چیزوں اشیا پر حصہ نہیں ہی بلکہ یہ نص معلول ہی اور کی علت علما حقیقہ کی نزدیک سونے
 والفضة الوزن مع الجنس فیه قد رکی الی کل موزون كالحدید ونحوه وفي الاربعة الباقیة اذ کیل مع الجنس فیه
 اور چاندنی میں وزن مع الجنس ہی سوا سکا اثر ہر یک موزون میں بیچنا ہی جیسی لواء وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی سکا اثر
 الی کل کیل كالجنس ونحوه لان المراد بالمثل المذكور فی الحدیث الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات لهما جاء
 کہ کیل میں بیچنا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی مکیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ
 فی رواية اخرى وزن بالوزن وکیلا بکیل مکان قوله مثلا بمثل وروی الحدیث بروایتین بالنصب والمرفع اما النص
 ایک اور روایت میں وزن بالوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اسکی شکی دور روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی تہر میں
 فتقدیرہ بیعوا الذهب بالذهب فیکون الکلام امرا واما المرفع فتقدیرہ بیاع الذهب بالذهب فیکون الکلام
 تقدیر کلام کی بیسی ہجوتم سونے کو سونے سی تو یہ امر ہوا اور پیش اس حدیث میں تقدیر کلام بیسی ہی بیجا جاوی سونا سونے سی اس میں
 خبرا وخبر الرسول امر فلما کان الامر للوجوب مع كون البیع مباحا صرف الوجوب الی رعایة المماثلة والمر بالمماثلة
 خبر ہوا اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتی ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تھا اس وجوب کو علت ممانعت پر لگا دیا اور ادا ممانعت سی

اکثر وزن من الدراهم المعروفة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
 درهم معدودى وزن من زيادة هوتاى بهر سودى بودىگى اور جلد سودى بچنى کا اگر با وزن برہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بچین تو بیہ ہى
 القليل ان يجعل في قلبه او شئ من خلاف الجنس ما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحقة من التراب لا يصح البيع
 كوزن من تہوڑی چاندی کی ساتھ کچھ اور چیز قیمت دار خلاف جنس مع دین اسلئے کہ اگر بی قیمت شئ ہوگی جیسے ایک مٹی مٹی تو بیع جائز ہوگی
 وقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
 اور کم سی کم قیمت دار شئ جیسے بیع درست ہو جاوی چسما ہى بہرہ رکھتیت اوس شئ مخالف کی برابر اور ہر کی برہتی چاندی کی ہوتو بلا راست بیع جائز ہى
 وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
 اور اگر وہ تہوڑی ہوى تو بیع جائز ہى پر مکررہ امام محمدی یہ ہى روایت ہى کسی فی اوسى پوچھا تہوڑی دلیل کیسی معلوم ہوتی ہى کہ جاب پہاڑ اور اگر
 بعث رجل الى الصيغم الرسول دينارا ليصرفه لا يصح لوجوب التقاض قبل الا بدان وقض الرسول وتسليمه
 کسی شخصى صرف کی پاس رسول کی ہتھ دینا بیجا تاکہ ہینا لاوی تو جائز نہیں ہى کیونکہ قبضہ فراق جسامتى پہلی واجب ہى اور رسول کی قبضہ اور تسليم کا
 لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الوكيل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقاض قبل الا فراق
 کچھ اعتبار نہیں ہى اب چون لازم ہى کہ او کو وکیل کر دى ہى کہ وکیل ہو کہ ہر ہى اور کا دیا لیا سب مستہر ہى ہى طرفین کا قبضہ فراق جسامتى پہلی
 بالابدان ولا يجوز التصرف في شئ من الصنف قبل قبضه فان من يبيع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
 ہو جاوگیا اصبح صرف من قبضہ سے پہلی شئ من صرف جائز نہیں ہى بیشک اگر کسی ایک دینار دس درہم کو بیجا اور درہم پر اپنی قبضہ نہیں کیا کہ درہم کا
 اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضى جوازه
 ایک تھان مول بلیا تو بڑی کی بیع فاسد ہى کیونکہ قبضہ جو بیع عقد کی حق اسہ واجب ہوتا ہوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہى کہ جائز ہوى
 لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجوز ان الصنف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
 پہلی کہ درہم اور دنانیر متعین نہیں ہوتی تو بیع عقد مطلق شئ کی طرف لگا دى اور بیع اس واسطی نہیں کہ صرف بیع ہى اس میں مبیع کا ہونا ضرورى اور
 فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجهه وثنائين
 اس میں ہمز دونو شئ کی کچھ نہیں ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچھ فوقیت نہیں ہى جو بیع ہوا یا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک جیسى مبیع ہى اور ایک وجہ سے شئ
 وجهه وان كانا ثمنين خلفه والثن في باب الصنف مبيع من وجهه وسيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
 ہى اگرچہ طلق یعنی اصل میں دونو شئ ہین اور شئ باب صرف من ایک وجہ سے مبیع ہوتا ہى اور مبیع کی بیع قبضہ سے پہلی جائز نہیں ہى اور مبیع ہونى سے یہ ضرور
 كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بتعين مع كونه مبيعا في السلم بغير الله تعالى عما اصابته
 نہیں ہى کہ متعین ہى ہو جاوی کیونکہ مسلم میں مسلم فیہ یعنی ہر ہى کی چیز بیع ہو کہ متعین نہیں ہوتی البتہ بیع اعمال موافق اپنی رضا مندی کی
 رضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامها وغيرها من انواع
 آسان کرى جو بہترین مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان میں اور اس کی احکام اور سوارا دى اور اقسام
 العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف في شئ فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کسی شئ میں برہنی برہنی تو چاہے کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو
 الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابير مرواه ابن عباس مع ذكر سببه وهوانه عليه الصلوة والسلام
 اور مدت معلوم ہو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہى ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتھ سبب بھی بیان کیا وہ یہ ہى کہ نبی علیہ السلام
 قديم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والمستين والثلاث اى يعطون الثمن في الحال وبشترين الثمار
 مدینہ میں تشریف لای تو وہاں کی لوگ نثر درخت میں برہنی کیا کرتی تھی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی شئ اب دیدہ تھی اور پہل ایک سال کا یا زیادہ کا خرید

لنهي النبي عليه الصلوة والسلام عن بيع الطعام حتى يخرج فيه صاعان ومن اسلم في كوبر فلهما حل الاجل قمر
 ميونكه فخر عليه السلام في غلہ کی بیچنی سے منع کیا یہی جبکہ اس میں دو بار پانچہ جاری ہوتی
 اور اگر کسی کی پانچہ میں سے ایک کی قیمت گزرتی

الى المسلم اليه عز و ابر و اهر ان يكيل المسلم فيه في باو كال و هو غائب و له يكن في الغزاة من جنس المسلم فيه شي لا يكون
تواؤى مسلم اليه لو كون يان بهيكم ديكر كما كرم في معني مسيح امين باب دينا مسلم اليه في اوسا كجي كيل كركر بهر وني اور حال سپري كداو كون من مسلم فيه كي جنس كايه من بتا

قضاء حتى لو هلك به ملك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين كافي العين ويصدر
توبته ان يتوب للمسلمة كذا المتن في كل حال كان كفها هو كما اوسا العروكي ملك سي متضل بين برايكيرك اسكا في تو ايدين مين بي عين مين بيا و صوته

المسلم اليه كان استعاض الغنائم وجعل تلك صفوها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كربس فلما حل
يون برضا في قريه كوكو باسم اليه في شيك حريت فانك كرا مال اوسين بهر ديارا اركون اوسين جمع بر جلوبين وهو كه كسي شخصي بيرانه نيلونين سيج سكي حريت تمام

الأجل اشتري من السلم إليه كذا خر معين أو دفع إليه عزاء ليجعل فيها الذكر العين والذكر الدين فان كان جعل العين
تورب السلم في السلم إليه أي كذا خر معين أو دفع إليه عزاء ليجعل فيها الذكر العين والذكر الدين فان كان جعل العين

فیه او که بگوید مشتری قابضها جمیعاً اما العین فاصحة امره فیه لمصارفته ملکه لانه ملکه بالمشرع فیکون
وین بطلان بیع در حق مشتری یعنی در بیع و نه در حق قابض یکدیگر می آید و گویا عین کاتو اسلکی که اسامین او حکم دست می کشد و آن ملک بین واقع برای یکدیگر می کشد و هرگاه که

فعل المأمور كقولهم لا تأكلوا من أموالكم ولا تأكلوا من أموالكم بملكه رضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وإن جعل
على ما ذكرنا بجای عمل آمر کی ہی اور اس دین یعنی مسلم فقیہ سیحی قاضی ہوا کہ رضا سی وکی ملک میں مل گیا اور رضامند کی ساتھ ملک میں بخانی سے جنت تھی اور اگر

الدین فيها اولاً لا یصیر الشترى قابضاً لشيء منها أما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته طلبة لان حققة

[illegible]

اما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند الخليفة فينفسه البيع وهم متأنوع اخر من البيع

بھی استصناعا وھو ان یقول رجل اصانع اصنع لی صن حاله وشیءا صورته کذا وقد مر کذا بکذا در ہما بلا ذکر

جل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقيمة ونحوها يصح استحسانا
 اگر کرده ایسئ شی بخواهی جبین لوگون کا عمل در آمد و راج بر پڑای جیسی موزہ اور لکڑی اور قیمتہ وغیرہ تو استحسانا درست ہے

اجماع الثابت بالتعاضل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لعدة حتى يجبر الصانع على تصليد
اور پس بیع ہی ہوتی ہی کچھ عہد نہیں ہی یہاں تک کہ کارگر پر مانی کی کمی نہ ہو کیا

لا يبرحم الامر عنه ولو كان حلة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والكسيع هو العین لا عمل حق لوجه بما
 یما فی ادبی الا برنیں سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو ساقی والا بہر جا سکتا اور کدگیر پر زور نہ چلتا اور سبچ وہ شے یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہیں ہوتا یا تاکہ اگر وہ

مصنوعہ قبل العقد و صنعتہ غیرہ یصح ولو کان المبیع علمہ بما هم ولا یتعین المبیع للامر بلا اختیارہ حتی یصح
بمشی یہی کہنا ہوا یا اور کاری گر کہ ہتہ کا دیوی تو جائزی اور اگر مبیع علم ہی ہوتا تو کھیر کر جائز ہوتا اور مبیع لگا ہونے اور کی نہیں ہر جاتی بیان تک کہ

[illegible]

بیم الدرہم بالدرہم نسۃ وهو ربوا وهذا يقتضي ان لا يمينون القرض وانما جئنا نظرا الى ابتداءه لكن بلا
كسبه بيع درهمي في درهمي او اربعه ودرهنا في او اس من لازم آتای کہ قرض ہی جائز نہ ہو سوا جز صرف کما ظاہر آتای ہی لیکن
لزم الاجل فیہ ولو اسرید کون الاجل لا منافیه فطریقہ ان یجیل المستقرض للقرض علی اجل بدینہ علیہ فیقول
اسمین مدت لازم نہیں ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یوں کری کہ قرض دار قرض خواہ کو کسی اور پر حوالہ کر دی اب قرض خواہ

المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون الاجل كما حقه يكون المقرض ان يطالبه ذلك الرجل قبل تمام
او کی نوبت مدت معین مقرر کر دی اب مدت لازم ہو جاو گی بیان تک کہ قرض خواہ کو اختیار نہیں ہی کہ اس شخص سے اتمام مدت ہی

تلك المدة المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیہ وفي ای موضع
پہلی مانگی پچھتروین مجلس سوال حرام کی بیان میں اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

يجوز قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يئس الناس حتى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه
جائز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو او کیگا او کی چہری پر گشت

فرقة لحم هذا الحديث من صحيح المصاحح من صحيح حديثه من سمي في ابن عمر المزنة بضم الميم وسكون الزاء المعجمة وبالعين المهملة
جہنم ہو گا یہ حدیث مصاحیح کی صحیح حدیثوں میں سہی ہی ابن عمر کی روایت سہی اور غرض ہمیں کی پیش اور نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سہی

قطعة لحم والمراد بعد ما يوم القيمة في وجه السائل ما يلحقه في الاخرة من الفساحة والهوان لان السوال
گشت کی ٹکڑا کو کتنی بین اور قیامت کی دن سائل کی منہ پر گشت ہوئی ہی یہ مراد ہی کہ آخرت میں وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوو گی اسلی کہ سوال اصل میں

حرام في الاصل ولا يباح الا عند الضرورة وانما كان الاصل فيه الحرمة لانه لا ينفك عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور یہ دن ضرورت کی مباح نہیں ہی اور سوال اصل میں حرام اسطی ہی کہ سوال بدول کی حرام باتوں کی نہیں ہو سکتا

الاول اظهار الشكوى من الله تعالى فكما ان العبد المملوك اذا سئل يكون سؤاله شنيعا على مولاه فكذلك
اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شکایت ظاہر کرنی سو جسی غلام ملوک اگر سہیک مانگی لگی تو اسکا مالگنا مولیٰ پر دشوار کرتا ہی

سؤال العبد يكون شنيعا على الله تعالى وهذا يقتضي ان يحرم السوال ولا يحل الا عند الضرورة والثاني اذلا
یسی ہی ہنہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کہی حلال نہ ہو جسی مفرار کہنا بلا ضرورت طہا نہیں تہا اور

في نفسه لغير الله تعالى وليس للمؤمن ان يذل نفسه لغير الله تعالى بل الواجب عليه ان يذل نفسه لله تعالى
اپنی تہیں سوا اللہ تعالیٰ کی اور کسی سامنی خوا رکنا اور دوس من کو نہیں چاہی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذیل کری بلکہ واجب یہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری

اذ فيه عزه وشرفه في الدنيا وفي الاخرة والثالث ايداء المسئول غالبا لانه ربما لا يسمع نفسه بالبدل ويستجبر
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری سؤل کو اکثر حال میں مشانا اسلی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہیں چاہتا اور جیسا آتی ہی

ان يرى بالمنع في صورة الجلاء ففي البدل نقصان حاله وفي المنع نقصان جاهه وبكل منهما يحصل له الابداء
کہ نہ ہی ہی بخیل کی صورت بنتا ہی سؤتی میں تو حال کا نقصان ہی اور نہ ہی میں عزت کا نقصان اور دونبات ہی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹتا ہی

والا يذاء حرام لا يحل الا عند الضرورة ثم انه ان يذل لا يبدل الاحياء او رياء فيجزم على الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہیں ہی پہر اگر وہ دیگا ہی تو شرم کا مارا یا ریا کی دہشی دیگا سوا ایسا یا لینی والی پر ہی لینا حرام ہی جب

فهمت هذه الحظرات فهمت قوله عليه السلام مشكلة لئن اس من الفواحش ما احل من الفواحش
تو ہی یہ خرابیاں سمجھ لیں تو اس حدیث کی معنی ہی تجھ کو لگتی سوال کرنا آدمیوں سے فواحش ہی ہی فواحش میں ہی سوا اسکی کوئی حلال نہیں ہی

غيرها فانظر كيف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تنال الا عند الضرورة واختلاف العلماء في
یہ نہ کیسی کلام فاحشہ کہتا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کہی مباح نہیں ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

لا يحل الا عند الضرورة

الى التهلكة اذ كان السؤال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذلك في السؤال في تلك
 اسو على كل حال لا يجوز ميسر بوقى جس سي اكا جان ايسى حالت من بچ جاتى جيسى كائى سى اور ايسى حالت من سوال سى بچ قوت نهين بروقى
 الحالة وانما الذل اذا سال من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السؤال لانه يذل نفسه من
 ذلت توجب سى كه بلا ضرورت مانكى بيجك جكي پاس ايك دن كا كهانا بروقى او سكو سوال كرنا حلال نهين سى اسى كه اپنى تيلين بى ضرورت
 غير ضرورية وهو حرام لما روى انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت
 ذليل كرا بى عجز حرام سى كيونكر رويت سى كه نبى عليه السلام فى فرمايا كه كسب كو حلال نهين سى كه اپنى تيلين ذليل كرى اور كرهه اپنى كهانى اور كائى سى عجز بچ
 لنفسه يفترض على كل من علم حاله ان يطعمه او يذل عليه من يطعمه صوناله عن الهلاك وان امتنعوا
 توهموا وقت حال پر بچ فرض سى كه او سكو كهانا ديوى يا ايسى كو جلودى كه وه او سكو كهانا ديوى تاكه وه مرنى سى بچى اور اگر نهين سى كسى ندىا
 من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقي قال الحسن البصري وابو
 آخره مرگيا توگنه من سب شريك من اور اگر كسى ايكى فى بچ كهانا ديوى تو سب سى گنه جاتا ه
 عبيد من كان له امر بين درهمها فهو غنى وذهب الثرى وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
 كهتى من جكي پاس چاليس درهم هون توده غنى سى اور ثورى اور ابن مبارك اور احمد بن حنبل اور كجاحت علماء كا يه مذهب سى
 العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شىء من الزكاة وقالت الخنفية
 جكي پاس چاس درهم هون يا اوس قيمت كا سونا تو ايسى كو زكاة ندى بى جابى اور علماء خنفية كهتى من
 يجوز دفع الزكاة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكشبا مع قولهم من كان له قوت يومه
 ايسى شخص كو زكاة دى درست سى جو مالك بوى نصاب كا نهو اگر چه بولا چنگا كهانا دكا وهو باوجوديكه يه سى كهتى من جكي پاس ايك روز كا فوت بروقى
 لا يحل له السؤال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز معها سؤال
 ايكو سوال حلال نهين سى اور خانية من مذكور سى كه صبح شام كا كهانى كى قدرت صبح شام كا كهانا مانگن حرام كر ديتى سى تشهر مانگن كرت
 الجنة والكساء وقال الزبيلي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السؤال وروى ان عمر سمع سائلا يسئل بعد
 اور چار كا جائز سى اور زبى كهانى اور ايسى سى كهتى كئى فقير كو سوال كرنا حرام سى اور رويت سى كه عمر فى سائل كو بعد مغرب كى مانگتى بروقى سنا
 المغرب فقال لواحد من خدامه اعش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه اقل لك
 سواپنى ايك خادم سى كه شام كا خوراك اس سائل كو دى وه او دها اور دى بهر او كو دو باره سناكه مانگتا سى بهر خادم سى كهانى تجبى كهانى نهين تها
 اعش الرجل فقال قد عشيت به يا امير المؤمنين فظفر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة ملوقة خبز فقال انك لم تست
 كه كو شام كى خوراك دى كا عرض كيا يا امير المؤمنين من فى دى بهر كيا ديكى نهين كه او كى بغل من تهيلا روئوسى بهر او سى فرمايا تو هرگز سائل نهين سى
 بسائل بل انك تلجر فخذ مخلاته ونشرها فيها بين يديك ابل الصدقة وضرب بالدرقة فلو لم يكن سواله
 بلكه تو موداگر سى بهر او سكا تهيلا ايك جواد من تها خيرات كى اونون كى مانگى بكهيد ديا اور او سكو كو ايسى تعزير دى اب ايكو اگر سوال كرنا حرام نهوتا
 حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونشرها فيها بين يدي الا بل اما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل
 تو او سكو كيون مارتى اور ايك تهيلا ليكر اونون كى مانگى كيون ذل ديتى البته او سكا مانا تاديب كى لى تها سوال كى تاديب اور او سكا
 ومن جره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه مراه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ملاحظا
 ده كهانا جب سوال برخلاف شرع كرتا هو تو جائز سى اور او كى مال كا ليلينا سوال سى كه او سكو سوال سى غنى ديكها اور جاناكه جنى سكو ديا سى
 انما اعطاه على اعتقاده انه محتاج وقد كان كاذبا فى اظهار الحاجة ولهم بدخلى فى ماكه باخذة مع التلبس
 محتاج سمجه كر ديا سى اور بهر سائل بيجك حاجتى نى ظاهر كر نهين جهو تها سواكى ملك من نهين ايا كرسى جوليا سى

وعشر ثم يذره الى اصحابه ان لا يعرفوا صحابه باعيانهم فبقي والا لا مال له فوجب صفه الى اصحابه

اور اب کوئی تیز دھڑلہ رہی کہ اب کوئی ملک پرورد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی نہ تھا کسی دہائی کے حال اب کو اب کو کو مصالحتیں میں صرف کرنا

المسلمين وأبلى الصدقة وعلفها من مصالحي المسلمين فصرفه إليها فاعلم من فعل عمر إن السائل إذا تجاوز حد

المسلمین و اہل اہل و عقبہا من مصالح مسلمین ہی کی سوانح نگاری ڈال دیا حضرت عمر کی اس شخص سے معلوم ہو کہ اس میں اگر حد شرعی شنی تجاوز کری

واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکھا کہا تا مصالح مسکین ہی بجا سوادعی الی و الذل علیا حضرت عمرؓ کی اس حدیث کی سبوتاہی کے لئے اس حدیث کو اس طرح میں لکھا گیا ہے کہ

الشرع يجوز من جرة وتاديبه واما السائل فاما قوله تعالى واما السائل فلانه هو في حق السائل كالحاجة فان من كان

اور ہی یہ آیت اور جو مانگتا ہو اس کو نہ چڑھ کر سوہمہ حاجت مند سائل ہی کی پیشکش جو جس

سنة الحفاقة وحلت وكان سؤاله على وجه الشرع يكون زجره معصية تكونه يريد الآخرة على ما قال إبراهيم

پیش لفظ و حجتہ و ماں سوالہ کی بجائے سرگرمی سے پیش آئے۔
موافق قول براہیم خنی کی

فقد ادر حاجت کما مارا مانگتا ہو اور اس کا سوال جواب دے گا جیسے کہ وہی بیوقوف اور نادان کہ

ان السائل يريد الاخوة الى باب احدكم اتبعون شيئا الى اهليكم وقال ابراهيم بن ادهم نعم يقوم السائل يجلس

کہ بیشک مسائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تہماری دروازہ پر آکر کہتا ہی کیا دینی ہو کہ یہ اپنی اہل کو اور اہل سیم بن دہم کہتے ہیں کیا خوب لوگ میں مکتفی زالی ہمارا

لَا تَأْتِيهِ الْآخِذَةُ تَأْتِيكَ الْكَافِرَةُ إِنَّ رُبَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يُعْطِيَ لَهُ شَيْءٌ قَلِيلًا لِحَقِّهِ إِنَّ يَكُونُ

مردمانی الاخره فاذا كان ذلك يديعي ان يريد محروفاً بل ينبغي ان يدعى سبياً في كل وقت وحين

تو شے آخر تین اوہا لیکن یہی ہیں جب حال یہ ہے ہی تو اپنی آہیں ہی کہ سائن کر عروم چلا جاوی بلکہ اعلیٰ وچرے چبے بیچانی اور پھر ہوں سا ہو دی جی کوں

صَادَقًا فِي أَظْهَارِ الْحَاجَةِ فِيهِ لَكَ مِنْ يَدِهِ عَمْرًا إِذَا قَدَّرَ عَلَى عَطَائِهِ شَيْئًا وَأَمَّا أَنْ لَمْ يَهْدِ عَلَى عَطَائِهِ شَيْئًا فَجَبَلَهُ

کذا فی احکام و استنباطات و بیّنات و ینبغی ان یراجع الی

لا تتركوا القول الا اذا اخرجتم عليه فحينئذ يخرج زجره وتغليظ القول

له ان يرد به برد جميل من القلوب ولا يزجره ولا يعاط له القلوب

هستادی نه جهشکی

عليه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقير من افسان شيئا فرده بر جميل من القول ثم اشر عليه الفقير بخير

[illegible]

جَنَابِهِ بَعْضُ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ قَالَ: «بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ يَا هَذَا الْإِنْسَانُ» وَكَانَ يَتَوَلَّى النَّاسَ بِالْحَاحِدِ فَانْزِلْ الْإِنْسَانَ

یزجره ویغای علیہ القول بان یقول له ما هذا الا بحی حقیقتہ یعنی کہ خود کو بتائے کہ یہ کیا ہے

اور سخت کہنا جائز ہی کہ اسطور کی یہ کیا الحاج ہی خراسی اور

ممنوع ولذا السائل الذي يسأل في المسجد ويؤذي الناس يخشى عقابه لا ينبغي ان يتصافى عليه لانه اذاعة

محمود ولد اساتیل میں پیش
 اور غازیوں کو ستر گردنوں پر رکھ کر اچھا بھلا جو بیسی کو دینا اچھا کہیں اسلمی کو یہ مسجد میں لہا کی
 حمودہ اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں آنگلتا جو

قاضيان في فتاواه لا ينبغي ان يتصدق على السائل في المسجد الجامع لان ذلك

لہ علی الاثر فی المسجد لما قال فصاحتان فی قفاۃ ۸۸ یعنی تین صدقہ کی ایک سو تین روپیہ کی

چنانچہ قاضیوں نے اپنی فتاویٰ میں کہتا ہے کہ مسجد جامعہ کا مال کو بیع کرنا جائز ہے۔

لما نزل عليه اذى الناس فعن ابي نصر العياضى انه قال من اخرج السؤل من مجامع ارجوان يعرض الله له

اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کر دی مجھ کو امید ہی کہ خدا اُس کو بخش دی

وكانت قاضي القضاة شهادة من يتصدق على السائل في

باجراچہم من المسجد وعن جعفر بن ایوب انه قال ولست فاضیاً فی شئ منکم

او نگو چو مسجد من سی نکالید ا و ر خلف بن ایوب بی و دست ی که گستاخا اگر من و امی پیرانو مسجدی سایل او بیویرک برافرازی کویان بیون

المسيح وعن ابي بكر بن اسمعيل انه قال قال فخر واحد يحتاج الى سبعين طسايلون تلك السبعون طساره كن

اور ایک نیکو انسان سے دوستی کرنا تھا یہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسہ کی

اور ابی بکر بن عبد اللہ بن حبشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ سَأَلَ سَأَلَ الْمَسَاجِدَ لَمْ يَزِدْهُ مِنْ الْوَعْدِ غَيْرَ أَنْ يَكُونَ" (جو شخص مسجدوں کے لئے سوال کرے گا، اس کے لئے وعدہ نہیں ہے کہ وہ اس سے زیادہ ملے گا۔)

[illegible]

اور ابو مطیع بنی سہمی روایت ہے کہ کتا تھا کہ مسجدوں کی ماسنوں کو دیر سے بیلو کاٹا رہا اور پھر

السائل لا يتخطى رقاب الناس ولا يبرئ يدي المصلی ولا يسل الحاف فلا بأس بالسؤال والتصدّق
 لو كان في ردون پر نہ جاتا ہو اور نہ نازین کی سامنی کو پیرتا ہوا اور ضروری میں سوال کرتا ہو اور الحاج کھڑا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مانگنی کا اور نہ دینی کا
 علیہ السلام ان السؤال کا نواپیشلوں علی محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی المسجد حتی روی ان علیاً
 کیونکہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدین بھی منگتی مسجد میں مانگا کرتی تھی یہاں تک کہ روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ
 تصدق بخاتمہ وهو فی الزکوۃ فرجہ اللہ تعالیٰ بقوله ویؤتون الزکوۃ وہم مراکعون و ذکر فی نصاب الاحتساب
 میں کہوں کی اندیشی مانگتی تھی اور اللہ تعالیٰ اس آیت میں اونی طرح کرتا ہی اور دینی میں زکوٰۃ اور وہ لوی ہیں اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے
 ان القاضی سئل عن التصدق علی سؤل المسجد المجامع فی وقت الخطبہ وقبلها هل یجوز ان لا یقال اما فی الخطبہ
 کہ قاضی کا کہنا فی حال صدقہ کا پوچھا مسجد جامع کی مانگنی والوں پر حین خطبہ کی وقت اور خطبہ سے پہلے آیا جائز ہے یا نہیں قاضی نے جواب دیا
 فلا یجوز التصدق بحال من الاحوال وان خیف لہا لثقل علی السائل لان فی وقت الخطبہ لا یجوز الصلوۃ التی ہی
 خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت میں جائز نہیں ہے اگرچہ سائل مرنے لگی اسکی کہ خطبہ کی وقت نازین ہی جائز نہیں ہے جو تمام عبادات میں
 سراسر العبادات اسبابہا ولا التسلیم والتقیل وقراءة القرآن فضلا عن التصدق واما قبل الخطبہ فہی علی
 عہدہ اور عبادات کی بنیاد ہے اور نہ سبحان اللہ پڑھنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہے اور نہ خطبہ سے پہلے اسکی
 وجہ میں ان کان السائل یلمز مکانہ ولا یدور من صفی صفا ولا يتخطى رقاب الناس فی التصدق علیہ یجوز
 دو حال ہیں اگر سائل اپنی جگہ بیٹھا ہو یا صفوں کو چیرتا نہیں پیرتا اور نہ نازین کی گردنوں پر کوجا تا ہی تو ایسی کو دینا جائز ہے
 ویناب علیہ واما اذا کان يتخطى رقاب الناس فالتصدق علیہ حرام ومن تصدق علیہ یشارکہ فی وزرہ
 اور ژاوب ہے اللہ وہ سائل جو نازین کی گردنوں پر کوجا دای سو ایسی کو دینا حرام ہے اور جو شخص ایسی کو دیکھا تو اس سائل کی گناہ میں
 الذی یعزیزہ من المروءین یدری المصلی وتشوش فی القراءة وتخطی رقاب الناس قریب ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہوا وہ مصیبت کی سامنی پہنچتی اور قرأت میں خیال ہٹا ہی اور نازین کی گردنوں پر کوجا ہی ہی گناہ ہوتا ہی وہیں شریک ہوگا اور روایت ہے کہ
 قال اذا کان یومہ لفقہۃ ینادی مناداً لا یقرأ عن مالہ فلا یقوم لا سؤل المساجد لان المساجد انہا بنیت
 فرما یا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیکھا سنو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتوں کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجد میں صرف نماز
 للصلوۃ والادکر لا تلبس بالشکایۃ من اللہ تعالیٰ فان الانسان اذا جاء داسر ملک وهو جالس مع صدقائه
 اور باد آہی کی واسطی بھی ہیں کائی اور تلک تلک شکوہ شکایت کی دہی نہیں ہیں بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار میں جاؤ گی کہ وہ اپنی دوستوں میں بیٹھا ہو
 فشک منہ بین یدی اصدقائه فانہ یغضب علیہ لا محالۃ فذلک ہما فعلی هذا کان القیاس ان لا یجوز
 پہر او کی شکایت او کی دوستوں کی سامنی کرتی تھی تو وہ بادشاہ بیشک اس پر غصہ کرے گا ایسی ہی بیان اسکی موافق قیاس میں ہوں آتا ہے کہ مسجد کی
 التصدق علی سؤل المساجد اصلہا مذکورہ المنقول والمعقول لکن اسے تخصیص فی السائل الذی یسئل للحاجۃ
 منگتوں کو صدقہ دینا ہرگز جائز نہ ہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی چونکہ یہ بھی ہیں لیکن ایسی سائل کی بھی جو حاجت مند ہووی
 ولا يتخطى رقاب الناس ولا یسل الحاف بالنصوص العامۃ فی التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السائل
 اور نازین کی گردنوں پر نہ جاتا ہوا ہر پڑ کرسوال نہ کرتا ہر احتساب جائز ہی کیونکہ انھوں صدقہ دینی میں اور سائل کی حق میں عام ہیں خلاصہ یہ کہ سؤل میں
 قد ورد فیہ ما یدل علی جوازہ وما یدل علی عدم جوازہ فیکون قسمین احدہما جائز فیجوز الاعدی لاجلہ
 دونو طرح کی روایت ہیں بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی ہی عدم جواز سؤل دو قسم کا ہوا ایک تو جائز سؤل میں دینا ہی جائز ہی
 والاخر غیر جائز فلا یجوز لاعدی لاجلہ واذ المریدہ حال السائل هل یسئل عن حاجتہ
 اور دوسرا ممنوع اس میں دینا ہی جائز نہیں اور اگر سائل کا مطلب معلوم نہ آیا حاجت مند

وجع المسلمين وأطعمهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان راوكم فبيعوهم وروى عن ابى مسعود الخضر

انهم قال كنت اضرِبُ خلافاً لى فسمعت من خلفى صوتاً اقول يا مسعود الله اقدر عليك منك عليه

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حُرُّ لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لولم تفعل للفتنة

المنار ولستك النار وفي حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب خلافاً لى

لم يات به اول طبعه فان كفارته ان يعتقه يعنى ان من ضرب خلافاً لى لم يفعل ما اول طبعه فاشتر ذلك

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا الى مصدر عنه ذنب وما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبي عليه

السلام في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حد اقل الحد واقبله امر بعون

سوطا وهو حد العبد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند اقل حنيفة اقل من ذلك

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة واما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

بجرم وخيانته في معاصيه وجنائه على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصيره ولو

في خدمته ناسيا من تقصيره في خرفة خالفه وتعفو عنه في اليوم والليل سبعين مرة لما روى عن عبد

بن عمر ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

ثم روي في رواية اخرى ان رجلا جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فقال يا رسول الله

فلم اكن الثالثة قال اعفو في كل يوم سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليستك اي ينبغي عنه بالعفو ويتبدد كوقاص يوم القيامة ولا يضربه على ذنبه

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ابن خدام كرامى وهو من اسما كرام ليرى ان تواجبه بذكر الله تعالى في كل وقت وكذا في كل وقت وكذا في كل وقت

ونسيمان ولا حلى كسر لانا لما روى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر انواكم
 اوربول برنه ماری اورنه برتن ثوبی پر مار کی کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی اونٹنیوں کو برتن ثوبی پر مت مار کرو
 فان لها الجال كاجال الناس في حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تضربوا ولا تشخطوا في
 کیونکہ برتنوں کی بھی عمر مرنے ہی جیسی آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ثوبی پر غصہ مت کرو اور مت شخط
 كسر لانية فان لها الجال كالنس وقد حكى ابن ميمون بن هيران كان عنده ضيف فاستجمل على جاريتيه با
 بیشک برتنوں کی عمر میں ہیں ان دنوں کی اور حکایت ہے کہ میمون بن ہیران کے پاس یہاں آگیا اسی جلدی ہی لونڈی کی اتنے شام کا کہانا منگایا
 فجاءت مسعرة وفي يدها قصعة ملوقة بطعام حار فحشرت ولا تقم تاحل راس سيدها قال سيدها احرقتي يا جارة
 وہ پہاگی آئی اور اسکی اتنے میں پیالہ گرم گرم کہاں کہاں بہا ہوا تھا سپر گر پڑی اور وہ کہنا مولی کی سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تیری ٹھیکو جلا دیا
 فقالت الجارية يا معلم الخيرو يا ماثوب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال وايقل الله تعالى قالت يقول
 وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور ای ماثوب الناس خیال تو کر اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے
 والكاظمين الغيظ قال كظميت غيظي قال نرد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
 اور دالیتی ہیں غصہ میون کی کہا میں نے اپنا غصہ رو لیا لونڈی بولی پیالہ کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور معاف کرنے میں لوگوں کو میں نے کہا میں نے ٹھیکو جلا دیا
 عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل لا تحنف
 لونڈی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میون نے کہا تو غصی خدا کی آواز ہے اور صف بن قیس نے
 بن قيس من تعلمت العلم قال من قيس بن حاصم انه كان في داره جالسا اذا انت جارية بسفود عليه شوق
 کسی نے پوچھا تیری علم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن حاصم سے وہ اپنی کمر میں بیٹھا تھا چٹک ایسی لونڈی کی کباب کی جلی ہوئی سیخ لے ہوئی آئی سو وہ سیخ اٹوکی آہستہ
 من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يستكين من هذه الجارية الا العتق ففقا
 چہوٹہ کر تیس کی بیٹی پر گر پڑی اسکو زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا اس میں وہ لونڈی بہو چکا رہ گئی پھر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون ازاد ہوئی نہیں جاوے گا پھر کہا
 انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا بأس عليك وروى عن ابى امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب
 اسی جاریتہ تو دھپی خدا کی آزاد ہی ڈرنا مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا
 خلافا فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد مرايته يصلي فان له السلام اشار في
 اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھ کو نہاگئی مار ڈالنے سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑھتی دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے مسلمانوں میں اشار
 هذا الحديث ان المصلي لا ياتي غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تمنح عن الفحشاء والمنكر وروى عن الحسن البصري
 فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطائیں کرتا جس میں مار کھادی اسلی کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رہتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے
 انه سئل عن حملن لغيره مولا في حاجة وتحضر صلوة الجماعة او الجمعة بالي ذلك يبدأ قال بحاجة مولا
 کہ لو کسی کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اسکو مولی کسی کو بھیجی اور اسکو جماعت کی یا جمرہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کری جواب دیا مولی کا کام
 قال الفقيه ابوالليث هذا اذا كان في الوقت ساعة ولا ينافي فوت الصلوة واما اذا خاف في نها فلا يجوز له
 فقیہ ابواللیث کہتے ہیں یہ جہاں کہ وقت میں گناہیں ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہ ہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پھر نماز کی وقت سے تاخیر
 تاخيرها عن وقتها لما روى انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وذكر في المظهر ان السيد
 جائز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی نافرمانی بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظهر میں مذکور ہے کہ مولی کو
 لا يجوز له ان يمنعه عبده عن أداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا أدى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
 جائز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی فطری فرائض الہی اور اگر چکی تو اسکو جائز نہیں ہے اور غلام جب فرائض الہی ادا کرے

كان الطعام مستفوها قليلا فليضع في يده اكله او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده
 كما ينزل بيت بون اور كما ناهيوا هو تراخي اتيه بر او مين سي ايك باوولقن ركبي اور فتاوى مين هي كه ايك شخص غلام كا خرچ نهن اوچاتا
 ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه
 اكره غلام كا سكناهي تو مولی کی مال میں ہی اوسکی لی رضاه کھاوی اور اگر کا نہیں سکتا یا مولی کا فی نہیں
 مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه ولا ملة تاكل مطلقا روى عن ام سلمة
 دیتا تو اب جائز ہی کہ مولی کی مال میں سی بلا اجازت کھالی اور لڑی یہ حال کھا یا کری ام سلمہ سی روایت ہی
 انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المالك بالصلوة
 کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت میں فرماتی تھی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام فی مملوک کو غار کی ساتھ ملا کر
 و امر بحفظهم كما امر بحفظ ما يعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدين واجب
 اکی حفاظت کا حکم یا جیسی غار کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ مملوک کی خدمت بقدر حاجت کھانی پہننی اور دین سیکھنی کی مالکون کی ذمہ
 حل من يملككم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبده وامائه قدر ما يكفيهم من ذلك
 ایسی واجب ہی جیسی او نہر غار و واجب ہی بیشک سلمان پر جیسی خرچ غلامون اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی
 يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهىهم عنه فان هذا امر قد اهل اكثر العلماء في هذا
 او سپر یہ واجب ہی کہ سیکھا دی اور اللہ تعالیٰ فی کیا کیا او پھر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ میں اکثر علماء فی جوہر دیا ہی
 الزمان فضلا عن العوام فان العبد ولا ماء في هذا الزمان لا يقصرون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
 عوام کو کیا روئین بیشک غلام لونڈیاں اس زمانہ میں دین سیکھنی کا ارادہ ہرگز نہیں کرتی بلکہ بخر مقاصد
 لقضاء الما رب الدينوية فقط كانم عندنا كم حيوان بهي لا تكليف عليهم فان كتب ائمن يدعي
 دینیوی کی کچھ ارادہ نہیں کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈکڑوں اور کی ذمہ احکم شرعی نہیں من بیشک اس زمانہ میں اکثر شخص جو اسلام
 الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبدا واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينههم عن حرام بل يكون العبد
 دعوی کرتی ہیں اور کی پاس غلام لونڈیاں ہیں پر او کو کسی وجہ کا حکم کرتی ہیں اور نہ حرام ہی روکی ہیں بلکہ غلام لونڈیوں کو
 الجارية في ملكه عدة سنين لا يصلح ان الصلوة المفروضة ويرتکبان امور كثيرة من المناهي والمنكرات
 اور کی ملک میں لکھی برس گذر جاتی ہیں کہ فرض نماز نہیں پڑھتی اور بہتری اعمال مناسی اور منکرات کی جائی
 وهو يرهما ويتغافل عنهما ويظن ان انهما علمها لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤخذ بما صدر عنهما
 اور نہیں دیکھ کرتی ہیں اور کچھ نہیں کہتی اس خیال میں ہیں کہ ادھنگنہ او نہری جبر نہیں ہی اور بھارہ کو یہ خبر نہیں کہ جو کتابہ او نہی ہو گا وہ پکڑ جاویگا
 و مشول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم مرار
 اور اسی پوچھ ہوگی اور قیامت کی دن او سپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا تم سب نگہبان ہو
 وكلكم مشول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يُسئل عن عبده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم
 اور نگہبانی کی سب ہی پوچھ ہوگی جب آدمی کو یہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیوں کی مجھی پوچھ ہوگی تو او کو مسترلی مہار
 المرسله بلا ضابطه ديني ولا ناجر شرعي يثبث ثقتهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
 لی ضابطہ دینی اور بغیر ناجر شرعی کی کیوں جبر ہوگی بلکہ او کو سریت کی سی میں باندھی اور احکام دینی میں جبر ہی اور عذاب اخروی کی
 عن موجبات العقوبات الاخرية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نار فان اهل
 اسباب سی بگاوی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای ایمان والو بگاؤ اپنی جان کو او اپنی گروالوں کو اس آگ سی بیشک غلام

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يعبد ان يكون المراد منها هذا
 اگر چه اصل من قرابت واپر بر بدلتی هین لیکن اتباع کہ سہی اتقی ہین اور کیا العبد ہا کہ بیان عموم کی جہت سے

فلعلیٰ اعمیٰ به فعلیٰ هذا ینجب علیٰ المؤمن ان یتعلم عبیدہ و ماءءه من احکام الاسلام قدر ما ینجب علیہم
 بخری منیٰ مراد بون اس تقریر کی موافقہ مؤمن پر دیا جس پر کہ اپنی غلام کہتا ہوں کہ
 احکام دینی جس قدر او غیر واجب بن سکے گا دینی

یغلاظ الکلام علیہم فان ابوا یضربہم فسن لہمیدخل منہم طریق الصلاح بعد ذلک یدیبعہ لانہ مادام
توزنانی دہمکار پریہ اگر باز نہ آوین توادر کہ پریہ اگر کوئی او زمین سی طریقہ خوبی کانہی تو او کو بچہ دلی

یغلاظ الکلام علیہم فان ابوا یضربہم فسن لہمیدخل منہم طریق الصلاح بعد ذلک یدیبعہ لانہ مادام
توزنانی دہساکر پریہ اگر باز نہ آوین توادر کہ پریہ اگر کوئی او زمین سی طریقہ خوبی کانالی تو او کو بچڑالی سہلی کہ جب تک اکی ملک

فی ملکہ یجب علیہ حفظہ لہذا قال قاضیخان فی فتاویہ رجل لعبد مریض لا یقدر علی الوضوء عن

محمد یحییٰ علی المولیٰ ان یوضیہ لانہ ما دام فی ملکہ کان علیہ تعاہدہ لکن یتبغی ان یعلم ان المولیٰ و

ان جازله ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه
جائز ان يتركه ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

الحمد لا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوتها عنده فاذا اقام عليه الحرج ولم يبرز بديعه ولو بشئ نجس
 بهت كالحاكمي اسد جداري كذا

نماز وی عن الی هريرة رضانه قال اذا نزلت امة احركم ففتبين زناها فليجدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان

[illegible]

اشعار بان خدہا منکوحہ کانت اوغیرھا الجدل لانہ نصف جلد الحرائق لعل تعالیٰ فان اتین بفاحشہ
 شاعرانہ کہ لوتھی کہ منکوحہ یا غیر منکوحہ - درہن اتنا ہی کہ ازاد عورت سی آ رہی جیل اسراریت کی پہاڑ کرین بیجا ہی کا کام

فعلیم من نصف ما علی الحصص من العذاب والمراد بالفاحشة فی الایة الزنا وبالحصص الحرائر وبالعدا
 اور مراد لفظ فاحشہ سے اس آیت میں زنا ہی اور حصص سے مراد ادا اور دو تین ہیں اور عدا سے مراد

الجلد لا الرجم لأنه لا يصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على أن للمولى إقامة الحد على مملوكه وقال
رواه من سكت عنه كذا وكذا أي في الحديث شافعي في الحديث شافعي استدلال کیا ہی کہ مولیٰ کو اپنی غلام پر جاری کر نیکا اختیار ہے

الحنفیوں نے اس لیے کہ اباذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاية وذكر منها الحدود والولاية جمع الالى

وهو اذا "طلق" ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التشريب
الذي ذكره في قوله تعالى "فلا تشربوا الخمر" فهو مطلق عام هو يعني بادشاه يادوسكاناب

عليها بعد الامر بمجدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع المجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير
 لا يكاد يذوقه من كان له عقوبة وانه مقرر هو في سبيل التثريب انتهى

وہو ثمانون سو ط الخ و نصف بالعبید مع عدم قبول شہادۃ تھما ولو بعد التوبة لقوله تعالى (والذين یؤمنون
بیسوی دہ ازاد کی ہئی اور گواہی بھی مقبول نہ ہوگی اگرچہ توبہ کریں یہ دلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب گاہی ہیں

المحضنت ثم لم ياتوا بأربعة شهداء فأجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا وأولئك هم
 قبيدوا الذين كذبوا بالذي ينزلهم من السماء ثم جاءهم نصير ربهم فلا يهتدون

الفاسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصبحوا فان الله تعالى قد بين في هذه الآية ان الذين يرمون المحصنات
في حكم مكرهين في توبه كي اسبغهم اوسه نوار كپڑی بیہوش لہو لعلی فی اس آیت میں بیان فرمایا کہ جو لوگ محصنات نہ کہ کر کے کہیں کہ

الزوانيتم لمراتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وقوب جلد هم ورسداد هم وكونهم فاسقين الا
 وادب مرتين حكم جاري بودنى بالظهور ودره دارنى اور گواهي مردود اوروه فاسق بين پراستانه

انہم ان تابوا و اقرأ بالکذب فبراءة للقدوف واستحلوا منه واصبحوا ما افسدوا من کسر العرض و هتک الستر
 اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جھوٹ اور عقیدہ کی براءت کی قائل ہوں اور اس میں معاف کر لیں اور جو خرابی کی شے ان کو کھریست کریں یعنی پاکیزگی اور پردہ دہی

نفع عنهم الفسق والاستثناء الواقع في الآية ولا يرفع عنهم الجحد ولا مرد الشهادة عند العلماء الخفية والحاصل
فسق دور هو جائز لا ينافي كذا آيت من استثناء الواقع في الآية ولا يرفع عنهم الجحد ولا مرد الشهادة عند العلماء الخفية والحاصل

ت في الآية تصريحا بترتيب الاحكام الثلاثة عليهم بعد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
يتبين صاف يتبين حكم او يبرهن ترتيب كرمي بين هؤلاء كذا في سمي عاجز هو في بي لازم بين اور كچه شرط بين بي ك حقيقت اور نفس الامر بين

عس فمره ان العذ ذ خبر حتم الصدق والذب بلا انهم بهتلك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن انساب
 يث هوى اسلمى كقنيت خبرى احتال صدق او كذب دون كاربتي هي ليكن وه عفت كي پرده دري بلا فائدة مگر كه ثابت كرسكي
 ذوا اسقد. مستحقه. للعقبة. قاله الجار. والاشارة قول كان: اصر لاقين فاذن الان ان لا يستقلا

اور سنیوں نے یہ عقوبت بھی انجیل و مرد الشہادۃ وان كانوا صادقين فی نفس الامر اذ قال اللہ تعالیٰ
 ان من یؤتی الہدٰی اللہ فاما لہ ما یشاء کثیرا و ان یرزقہ اللہ فاما لہ ما یشاء کثیرا و ان یرزقہ اللہ فاما لہ ما یشاء کثیرا
 اور مرد شہادت اگرچہ واقع میں سچی ہی ہوں اور سنیوں نے یہ عقوبت بھی انجیل و مرد الشہادۃ وان كانوا صادقين فی نفس الامر اذ قال اللہ تعالیٰ

به فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك مرتب عليه الحد لعدم الفائدة في الإخبار به من المحسنة

یہاں پہنچا تو اس نے کہا کہ اس نے اس کا نام نہیں سنا ہے۔

یہ اس صورت میں ہی اگر سچے ہوں یہ کہہ کہوں اگر

ان الله ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدر عنه قتله لانه لا يصدر عنه قتله لانه لا يصدر عنه قتله
 ان الله ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدر عنه قتله لانه لا يصدر عنه قتله لانه لا يصدر عنه قتله

اور اس کی برائیاں بھی دراصل اس کی بہن کے ساتھ کیا گئیں تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عتاب بھی ہوا۔

فعلی امتی عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظیم علی کنی علمام
ت پر عمل قوم لوط کا ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اس میں بڑی تنبیہ کی کہ انکا یہ عمل

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31	32	33	34	35	36	37	38	39	40	41	42	43	44	45	46	47	48	49	50	51	52	53	54	55	56	57	58	59	60	61	62	63	64	65	66	67	68	69	70	71	72	73	74	75	76	77	78	79	80	81	82	83	84	85	86	87	88	89	90	91	92	93	94	95	96	97	98	99	100	101	102	103	104	105	106	107	108	109	110	111	112	113	114	115	116	117	118	119	120	121	122	123	124	125	126	127	128	129	130	131	132	133	134	135	136	137	138	139	140	141	142	143	144	145	146	147	148	149	150	151	152	153	154	155	156	157	158	159	160	161	162	163	164	165	166	167	168	169	170	171	172	173	174	175	176	177	178	179	180	181	182	183	184	185	186	187	188	189	190	191	192	193	194	195	196	197	198	199	200	201	202	203	204	205	206	207	208	209	210	211	212	213	214	215	216	217	218	219	220	221	222	223	224	225	226	227	228	229	230	231	232	233	234	235	236	237	238	239	240	241	242	243	244	245	246	247	248	249	250	251	252	253	254	255	256	257	258	259	260	261	262	263	264	265	266	267	268	269	270	271	272	273	274	275	276	277	278	279	280	281	282	283	284	285	286	287	288	289	290	291	292	293	294	295	296	297	298	299	300	301	302	303	304	305	306	307	308	309	310	311	312	313	314	315	316	317	318	319	320	321	322	323	324	325	326	327	328	329	330	331	332	333	334	335	336	337	338	339	340	341	342	343	344	345	346	347	348	349	350	351	352	353	354	355	356	357	358	359	360	361	362	363	364	365	366	367	368	369	370	371	372	373	374	375	376	377	378	379	380	381	382	383	384	385	386	387	388	389	390	391	392	393	394	395	396	397	398	399	400	401	402	403	404	405	406	407	408	409	410	411	412	413	414	415	416	417	418	419	420	421	422	423	424	425	426	427	428	429	430	431	432	433	434	435	436	437	438	439	440	441	442	443	444	445	446	447	448	449	450	451	452	453	454	455	456	457	458	459	460	461	462	463	464	465	466
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----

من اعظم الذنوب لهذا عاقبہم اللہ تعالیٰ بما لہم یعاقب بہ امة من الامة وجمع علیہم من انواع العذاب ما لہم
 اعظم لما صیر الی سبب الی اللہ تعالیٰ فی اولیاء عذابہ کدام امتوں میں سے کسی کو نہیں دیا اور کوئی قسم کی عذاب جمع کر دی جو اور کسی
 یجمعہ علی غیرہم یعنی انہم و ذمہم و کسر قصہم فی حدیث سورہ من کتابہ الکریم حق پر تدع من علمہم الذین یؤمنون
 بنی آدم جمع نہیں کئی اور انکی برائیوں کی اور بار بار اوکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی
 باللہ والیوم الاخر اشد لا یرتلع و یحترزوا عنہ وعن مبادیہ کالتظر للمصاحبة واللہ والیوم الاشد
 دن پر ایمان لائی ہیں اس سے خوف باز آئیں اور ان کی اسباب سے جیسا دیکھنا اور نہ پس دیکھنا اور اہتہ لگانا اور منہ پر مٹانا
 الاحتراز ولا یقر بوا منہ ولا یجوز احوالہ فضلا عن ان یفعلوہ اذ قد رزی ان طباع جمیع الخیوانات
 خوب احتراز کریں اور انکی پاس نہ لگیں اور انکی گردنجاہیں کر نیکیا تو کیا ذکر ہی اسوہ علی کرد و تہی ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی ہر
 یا باہ الا الخنازیر والقرد فی ریاۃ الا الخنزیر والحمار فمن یسئل طبعہ الیہ یكون فی الدناءة والفحاسة
 نفرت کرتے ہیں اور ایک بد امت میں ہی سواری سوار گدی کی ہر جسکی طبیعت اور ہر مایل ہر وہی قزوہ ذات اور غساستہ
 والغباۃ مثل الخنزیر والقرد والحمار بل ہوا فی منہا حالہا روی انہ علیہ السلام قال الخنازیر والقرد
 اور غساستہ میں سوار اور بندر اور گدی کی ہر ہر جیسا کہ اوپر مذکور ہے بلکہ اوپر ہی ہر ہر اسوہ علی کرد و تہی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سور اور بندر
 اعقل عند اللہ تعالیٰ من یرتکب المعاصی وذلك لان من یرتکب المعاصی علی الاستمرار من غیر التوبۃ والاستغفار
 اللہ کی نزدیک اہل ہی زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئے کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہی فی توبہ اور استغفار کی
 یكون من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم اولئک لا نعام بل هم اضل فانه تعالیٰ شہبہم بالہائم فی کون مشاعرہم
 وہ اہل لوگوں میں ہی جھکوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ جیسی جو ہلکتی بلکہ اوپر زیادہ فی راہ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکو ہایم ہی کہ انکی دل و داغ
 متوجہ تالی اسباب الدنیا ومقصودہ علیہا و علم التفکر فیما یقرع اذانہم من الآیات وعدم الانتفاع ہا بل
 اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر ہی کہ ہر ہی اور انکو کچھ فکر نہیں ہی جو آیات سے ہیں اور اوپر ہی کہ انکی ہی بلکہ ایسی لوگوں کو
 جعلہم اضل منہا لانہم تدرک ما من شانہا ان تدرکہ من المنافع والمضار وتجتہد غایۃ جہدہا فی جلب
 اوپر ہی گراہ تر ٹہرایا کیونکہ ذکر تو و تناسل ہی میں جو انکی سمجھ ہی ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتے ہیں
 ما ینفعہا و سلب ما یضرہا و تنقاد لاصحابہا وتمیز من یحسن الیہا من یسئ الیہا وهو لا یسئل ان لک حیث لا یمیزون
 اور انکی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتے ہیں اور یہ لوگ بد کار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہ منفعت
 بین المنافع والمضار ویجتہدون غایۃ جہدہم فی جلب ما یضرہم وسلب ما ینفعہم ولا یقادیرون لہم ولا یعرفون
 اور مضرت میں فرق نہیں کرتے اور مضرت حاصل کر نیکی اور منفعت کو ہی پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور انکی ہر ہر کار فرماں برداری نہیں کرتے اور انکی احسان
 احسانہ الیہم من إساءة الشیطن الذی ہوا عدی عدوہم ویقدمون علی العذاب الالیم ولا یقدمون علی
 کی تمیز کرتے ہیں شیطان کی بدی سے جو کہ اوکا ہر ہر ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتے ہیں اور عیش نامی
 النعم المقیم ویكونون من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرة ہم
 کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اہل لوگوں میں داخل ہیں جھکوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جانچی ہیں اور اوپر پر دنیا کا جینا اور ہی لوگ آخرت سے
 غفلون یعنی انہم یعلمون ظاہرا حقیرا خسیسا من الدنیا وهو ما یشاہدونہ من زخارفہا و ملاذہا و سائر
 خیرین رکھتی یعنی وہ لوگ دنیا میں ہی حقیر ہی حقیر کی حقیقت کو سمجھ ہی ہیں اور وہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام
 احوالہا الموافقة لشہواتہم الملائمۃ لاهوائہم وہم عن الآخرة التی ہی مطلب الاعلیٰ والمقصد الاقصیٰ غافلون
 حالہ جو انکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا ہوس کی مناسب اور یہ لوگ آخرت سے جو ہر مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا یخطر و نہا بیاہم ولا یدر کون من احوال الدنیا ما یرد الی معرفتہا ولا یتفکرون فیہا حتی یحصل علم ہم
اسکا خیال دلیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں کسی کو سہر نظر نہیں دیتی جس سے نفرت کی سبب آوی اور نہ اس میں فکر کرتی تاکہ او کو نفرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخره موقوف على العلم بوجود الهائى تعالى وقد مر توارادته وعلمه وحقيقته وذلك العلم لا يصلح
 كونه علم (خردى) امور كما وجود باري تعالى اور اسكى قدرت اور اراده اور علم اور حيات كى علم پر موقوف ہى اور علم پر ان نگاه

عجائب صنعہ تعالیٰ لیستندوا بہا علی وجودہ وصفاتہ التي يتوقف علیہا وجود المكنات فیعلمون ان ما خبرہ من احوال

عجائب صنعہ تعالیٰ لیستندوا بہا علی وجودہ وصفاتہ التي يتوقف علیہا وجود المكنات فیعلمون ان ما خبر بہ من احوال

الآخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها أو كون المنكفئين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صلح الاعمال
آثری امور ممکنہ ہیں الحاکم ثبوت لازم ہے اور منکف دو گروہ میں ہیں اعمال کی خوبی اور برائی کی لحاظ سے ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پڑ چکے ہیں

وفاسادھا ثم ان سبب محیۃ العبد للمعاصی والفجور فساد العلم وفساد القصد وفسادها جميعا بل قد قيل فساد آدمی کی محبت کا معاصی اور فجوری یا نرا علم کا فساد یا نرا قصد کا فساد یا نرا فکر و نوا کا فساد بلکہ بعضی کہتے ہیں

القصص من فساد العلم فان من علم حاق المضار من المضره حقيقه العلم لا يعيل اليه الا يرى ان من علم
قصد كفساد بهي علم كي فساد من سي اي اسلي كه چكو خوب معلوم هردی كه مضر چیز من نقصان ای تواند هر وقت نهیر كرنا تو ديكيتا نهين كه چكو يقيني معلوم هو

[illegible]

ما یبقی فی الآخرۃ و لرت مایضن بیک فادیمیس یکدیگر را در روضه اقدس
اور حضرت اخروی کو چوڑی پیر اگر آدمی شوق منفعت اخروی پر عمل کری اور حضرت اخروی کو چوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بائسان الاقلسا فان المؤمن بالنار حقيقة الاميان حتى كان له يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا

عن ان یسعی فی دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتی کان یسعی فی دخولها بل یسعی فی دخولها

داخل ہو گیا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لائی ہے
وہذا امر یجبر الانسان فی نفسه عند سبعۃ فی اصول الدنیا من دفع ما یضره وجلب ما ینفعه فعلى هذا کل من اعتاد

ان یعمل عمل قوم لوط لا یكون ایضا له حقیقا قابل لمسانی لان جرمه لا یشبهه سائر الجرائم وهذا الخلف العلماء
بکرات عمل قوم لوطی بر حادی توذکار ایمان حقیقه نہیں ہی بلکہ زانی ہی کیونکہ اکی خطا نور خطاؤں میں سے تھی اسی لئے اکی حصین علماء کو اختلاف ہی

في قوله قد ذهب قوم الى ان الفاعل يجد حذو الرافاه ان كان محصنا يروح وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلده
 ايك گروه كايهذه سببى كه فاعل پريده و ناكى جارى هوبه اكر فاعل محصن بى تو شكسار كر مين او را گر محصن نهين تو سوده مارين

وہو قول الشافعی ابی یوسف و محمد بن الحسن والحسن البصر وعطاء الخضری ومادہ والا وراعی ودیوب حوید
اور یوسفی قول شافعی اور ابی یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور خضری اور مادہ والا وراعی اور دیب حوید

الیٰ ذہیر جم محصناکان او غیر محصن وکذا مفعول بہ وکذا مفعول بہ ہی کہ اسے قتالی
 رگسار کرین محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول ملک اور احمد کا یہ ہی آپہر انکا استدلال یہ ہی کہ اسے قتالی

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المرأة الذین لا یجوز النظر الیهن علی ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحاً لا یجوز
 مردون کی قیام پر ہی پہلو کی قیام پر جسکی طرف دیکھنا ہی جائز نہیں کیونکہ اگرچہ نہ لڑکی نہ لڑکے کا عورت ہوتی ہے مگر نہ لڑکی نہ لڑکے کا عورت ہوتی ہے
 النظر الیه لما روی انه علیه السلام قال وایاکم ومجالستہ اولاداً مغنیاء فان لهم صورة العورة وقتنہم اشد من
 کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ اولاد اغنیاء کی ہمیشہ سی کیونکہ انکی صورت عورت کی ہی ہوتی ہے اور انکا قندھ عورت کی
 فتنة النساء وذاکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحاً فحکم حکم الرجال وان کان
 قد سنی بہ تہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہے کہ اگر لڑکا جب مردوں کی حد تک پہنچے اور خوب صورت ہو تو اسکا حکم مردوں کا سہی اور اگر
 صبیحاً فحکم حکم النساء وهو عورة من قرأ فی قمرہ لا یجوز النظر الیه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة
 خوب صورت ہو تو اسکا حکم عورتوں کا سہی اور وہ عورت ہی سرسی یا نوک نہ نظر بہت اور کو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرتی اور بی شہوت دیکھتی ہیں
 فلا بأس به ولہذا لم یؤمر بالنظر فی قد جاء فی الاخبار ان عبد اللہ بن عمر کان جالساً فی بادیرہ مع بعض اصحابہ
 کچھ مضائقہ نہیں اور اسی ہی کو کہتے ہیں کہ عورت کی عورت کی عورت میں ایسی باتوں کی سہایت نہیں ہے سوائے عورتوں کی
 فرأی غلاماً صبیحاً قد قبل من السکة فقام ودخل دارہ فلما قالوا ذہب خیر من الدار فقیل لہ هذا من عندک
 ایک روایت خوبصورت لڑکے کو جو سہی یا سہی آگیا تو کمر میں ہرگز نہیں لے کر گئی جب یا دہن کی کہا وہ چلا گیا تب کہہ میں سہی نکلی کسینی پر چہا یہ اپنی طرف سے احتیاجی
 یا اباعبدالرحمن ام سمعت فیثام رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فقال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول للنظر
 جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنایا کہ لڑکی کی ہی کہ لڑکوں کی طرف
 الیہم حرام والکلام معہم حرام ومجالستہم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امرأة شیطانین ومع
 دیکھنا حرام ہی اور بولنا سلام ہی اور ہمیشہ حرام ہی اور قاضی کہتے ہیں میں نے امام سے سنایا کہ ہر عورت کی سہایت دو شیطان ہوتے ہیں اور ہر
 کل صبیح ثانیۃ عشر شیطاناً وکان محمد بن الحسن صبیحاً وکان ابو حنیفۃ یجلسہ خلفہ او خلف سائر اصحابہ
 خوبصورت لڑکی سہایت اٹھارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت ہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقویٰ کی انکو بی بیشتہ بیشتہ لڑکی ہی یا سہی لڑکوں
 حتی لا یقیم علیہ بصرہ مخافة خیانۃ العین مع کمال تقواه وقال سفیان یقول ان فی ہذہ الامة ثلاثۃ اصناف من
 تاکر او سپر گاہ ہنری سہا انکبہ سی خیانت ہونگی اور سفیان کا قول ہے کہ اس امت میں تین قسم کی لوٹی ہونگی
 اللوطیین صنف یبطلون وصنف یصافون وصنف یعلون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبہ لہ
 ایک قسم باپنی والی نظر ان اور ایک قسم دست بوسی کر لے والی اور ایک قسم عمل کر لے والی اور ان میں پانچ عورتوں کی پڑا فتنة ہی سہی کہ لڑکی کا دل عورت پر
 امرۃ یسکن استباحۃ بالکاس والنظر الی وجہ الصبی یورث الحبال فلیس یسکن استباحۃ اللواط بوجہ من الوجہ
 سہا ہوتا تو اسکا مباح کرنا وسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکوں کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواط کا مباح ہوتا ہرگز کس صورت میں ممکن نہیں ہی
 فاذا غلب علیہ محبة یرتکب الفعل القبیہ ویكون من الماکن المستہزئین بایات اللہ تعالیٰ ودينہ اذا قد ایشتن بینہما
 ہر چیز کا عشق غالب ہو لگا تو فضل ہو کر لگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الہی سی چلی کرے ان میں ہر لڑکا کیونکہ بعضی ختم دہن میں
 الانصال ویحصل فیہما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان شجار الفسقة یسمل فیہما لزوجین
 نہایت محبت ہوتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور لڑکے ایسا ہوتا ہی جیسی میان بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار او کو ختم جو دو نام رکھتی ہیں
 ویقولون تزوج فلان بفلان والحیاضون یسمعون قولہم ویرون حالہم ولا یمنعونہم بل یضحکون وایعجب ہم مثل ذلک
 ہر کس میں غلافی فی فلائی کو جو دو بنا یا ہی اور پاس بیٹنی والی دیکھتے ہیں سنا کر ہی ہر اور انکا حال دیکھ کر ہی ہر اور شہ نہیں کرتی بلکہ ہنسنے لگتی ہیں اور انکی شہوت
 المزاح ولا یبالون بمزوح الا یمان ولا سلام عنہم وقد قال قاضیان فی فتاویہ یکرہ بیع الغلام الا من من یجوز فاصق
 لہ نہ لڑکی اور ایمان اور اسلام جائی یا رہی کچھ خیال نہیں کرتی اور قاضیان فی اپنی فتاویٰ میں کہتے ہیں مرد غلام کا مرد فاسق کہ لڑکی بیچنا حرام ہی

يعلم انه بعض من تعالی به لانه اغانة على المعصية واتفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواط حراما
 جوكا تاجه كهانه كانا فدان ای کیه که اسبین معصیت کی ابدی اور تمام علماء متقدمین اور متخرین لواط کو حرام کہتی ہیں
 لانه تعالی خلق الخلق ذکرا وانثی وخلق اکل منہما اعضاءا یصرف کل منہما اکل واحد من تلك الاعضاء الى ما خلق
 کیونکہ اس تعالیٰ فی خلق کو زیادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دی تار یکہ نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضا کو اور ہر صرف کرین جس طرح سے اکتی ہیں
 له وجعل الانثی محلا للعرث كما الخاری به فی کتابه وقال نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتکم فهل یلیق للعاقل
 اور عورت کو محل پیدا لیش کا بنا یا چنانچہ اپنی کتاب میں فرمادی عورتیں تمہاری کیتی ہیں تمہاری سوجا واپنی کیتی ہیں جہاںسی چاہو
 ان یصرف اعضا من اعضائه الى غیر ما خلق له وهل یمن ان العرث فیما یس محلا للعرث فانقل سلما ان الغلام
 کہانی کسی شخص کو تمام اعضا میں سے خلق آتی ہی عمل صرف کرے یہاں کیتی کب ممکن ہی ایسی جگہ جو کیتی کاشین یہاں اگر کوئی کیتی کہیہ تو مانا کہ وہاں
 لیس محلا للعرث لکنه محل لقضاء الشهوة واستیفاء اللذة فاذا کان ملوکا لم یجوز لصاحبها ان یتصرف فیہ
 کہتی کا محل نہیں ہی کیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا قوی یہاں اگر وہ ملوک ہو دی تو ان کو اس میں دلہا تصرف کیوں نہیں جائز ہی
 كما یتصرف فی سائر املاک من الماکولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان کان له ان یتصرف فی ماله لکنه
 جیس اور تمام املاک میں تصرف کرتا ہی کہانی اور نہیں میں تو جیس یہی کہ بیشک آدمی کو اگر چاہو کی مال میں ہر طرح کا تصرف حاصل ہی پراوگو
 محجور عن التصرف التام فیہ لان ما فی یدہ من المال لیس له فی الحقیقة بل هو فی یدہ حاربة اذن له فی الشرع ان یتصرف
 غلام میں پوری تصرف سی مانت ہی اسلی کہ جو مال اسکی قبضہ میں ہی حقیقت میں اسکا نہیں ہی بلکہ اسکی قبضہ میں معتاد ہی شرع سی یہ اجازت ہی کہ اس میں
 فیہ بوجه و من عن التصرف فیہ بوجه اخر ولم یاذن له الشرع ان یتصرف فی هذا المحل البکر وہ لغایة خبائثة و نهالة
 ایک طرح کا تصرف کری اور مانت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نہ کری اور شرح فی اجازت نہیں دی کہ اس محل کو وہ میں تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خبائث اور نہایت رسیکی
 قد اذنته الا تری ان وطی الزوجة فی القبل مع کونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالی
 اجازت ہی کیا معلوم نہیں کہ جماع فی بی کا قبل میں باوجودیکہ حلال ہی کہی اوس سی ہی مانت ہی جیس حیض میں گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد آتی کی
 ویستلونک عن الحيض قل هو اذی فاعتزوا النساء فی الحيض وهي ایام یسیرة من الشهر فکیف لا یمنع عن موضع
 اور یہ جی ہی تجس حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پر ہی ہو عورتوں سی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینہ میں چند روز ہوتا ہی پر کیونکہ نہ مانت ہو وایسی جگہ
 لا یفارق النساء التي اشد من دم الحيض اصلا فقام من هذا ان مجرد الملك لا یقتضی التصرف فیما لم یاذن فیہ
 جہاںسی خبائث نہیں دور ہوتی جو کہ حیض کی خون کا زیادہ تر نجس ہی اس سی اسود ہو اگر صرف نکلیت سی یہ نہیں ہو سکتا کہ بدن اذن شرع کی سبب صرف کیا کری
 الشرع الا تری ان الامة الجوسیة او الوثنیة مع کونها محلا للعرث لا یجوز لصاحبها ان یتصرف فیها بالتقبیل والتفحیز
 دیکھت ہیں کہ لونڈی جیس پیش پرست یا دشمن پرست باوجودیکہ محل کیتی کا ہی لیکن اسکی مالک کو جائز نہیں کہ اوس میں کچھ تصرف کری بوسہ لینا یا تفحیز وغیرہ
 و غیرہا من دواعی فساد من الجماع و کذا البهیة مع کونها محلا لقضاء الشهوة لا یجوز لملکها قضاء الشهوة فیها
 جو جماع کی لازم ہیں جماع کی وہاں نہایت ہی اور ایسی ہی چو پایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی ہوا کہ کو چاہیہ سی قضاء شہوت جائز نہیں ہی جب یہ بات متفق ہوئی
 اذا تقرر هذا فالواجب علی کل مسلم ان یجتز عن هذا الفعل القیم تاروی انه علیه السلام قال من عمل قوم لوط
 تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل پر ہی گناہ کرے کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جیسی قوم لوط کا سامع کیا
 یجذب فی النار من کوسا و تروی ایضا انه علیه السلام قال اذا علا الذکر ان کرأهت العرش ونقول السمی قرنا
 دو دشمنی اور نہایت شکار جاوے گا اور وہ وقت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جب فر پر نہ چڑھتا ہی تو عرش کا نہایت دشمن ہی اور ایسا کہ کہتی ہیں کہ ایسی بے پروا
 یا رب باهلاک وتقول الارض یا رب قرنا ان نبتلعه فیقول الله تعالی دعوة فان طریقہ علی وقوفہ بین یلک
 حکم دی کہ وہاں کہ دو دشمنی اور میں کہتی ہی ایسی بے پروا ہو کہ تو اس کو نگھا دین اس تعالیٰ فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخریری سامنی بڑا ہونا ہی

وروى ايضا انه عليه السلام قال لو غسل اللوطي بالبحر السبع لم ينج يوم القيامة الا حنبا وذكر في الفتاوى
اور يهيم روي في حديثه ان فرط اللوطي اگر چه ساقون درياين نهاده پر قیامت که دن ناپاک هی آید

الصفتان سفیان أن اللواط لا تكون في الجنة لأن الله تعالى استعملها واستعملها وقال فسيقم بها
صوفیه بین سفیان سی نقل هی کہ لواطت جنت میں نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو بہت مستعمل اور بہت ناپاک ہی

من أحد من العلماء وسقما خبيثة حيث قال ونجيت من القرية التي كانت تعمل الجبايش والجنة منزلة
یہ کہیستی فی جہان میں اور انکا نام خبیثہ رکھا جہان کہ بیان کیا ہی اور یہاں میں انکو اس شہری جرک فی حق کندہ کام

عن الجبايش قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللواط
جبايش کا کیا کام ہی کہیستی یہ تقریری اس ہی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور عذبت ورجہ پاکیزہ تر ہی جب اس میں لواطت نہیں ہو سکتی

لكونها فعل خبيثا يلزم ان لا يقبل من فعلها في الدنيا لكونه خبيثا خبيسا في غاية الخبائث والفساست لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو نہ آتا ہی کہ گناہ پیش نہ ہو سکی جو دنیا میں لواطت کرتا ہی کیونکہ خبیث ورجہ کا خبیث اور خبیث ہی

المتنصف بالخبث حيث لا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المجلس الثامن
جو خبیثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صرت میں کہ اللہ تعالیٰ توبہ خاص ہی اسکا بدلہ کر دی جسی تمام گناہ آدم ہوجاتی ہیں

والسبعون في بيان حرمة شرب الخمر وبيان عقوبة من شرب الخمر وبيان عقوبة من شرب الخمر
اور اسکی عقوبت کا اور تمام سزاکا

عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها ولم يمت منها الا بشرها في الآخرة هذا الحديث
عہیہ وسلم فی فرمایا جسی دنیا میں شرب پی بہر مگیا اور ہمیشہ پیٹا دم و توبہ کی

من صحاح المصابير رواه ابن عمر ومعه ان من داوم على شرب الخمر فمات ولم يمت منها الا يدخل الجنة
مصاحیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہ معنی ہوتا ہی ہمیشہ شرب پیٹا دم بہر مگیا اور توبہ نہیں کی تو جنت میں نہیں جاویگا

ولا يشرب من خمرها لأن نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهم من خمر لذة الشاربين يعني ان في
اور نہ وہاں کی شرب نصیب ہوگی اسلی کہ ایک قسم وہاں کی شرب خمری بدل میں اس آیت کی

الجنة انها من خمر لذة ليس فيها كراهية الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار وانما هي لذة محض
جنت میں مزہ دار شربوں کی نہیں ہیں نہ وہاں مزہ اور نہ مکروہ ہی

يتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه
پیٹا والی مزہ اور اسکی بہر جو جنت میں جاویگا وہ بالضرر ہوگا اور حق عروم ہرگز نہ ہوگا

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل
انشارہ ہی کہ دنیا کی شرب پیٹا ہی جنت میں نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شرب حرام ناپاک غلط ہی اسکا بنی حلال نہیں

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحرم ونصفها للعبد فان لم يضرب
ہی اور جو شخص یہ طیب خاطر اگر چه ایک قطرہ پیوی اوپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی قدر انار کی اور جیسے وہ غلام کی اگر دنیا میں نہ لگیگی

في الدنيا يضرب في الآخرة بسيطا من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلها ويجرم بيعها وشراؤها وأكل
تو آخرت میں آگ کی ذرہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجھے وہ کہ فری اور کھا پیے اور خریدے اور اسکی قیمت

ثمها ويمنع اهل الذمة من اظهار شرها وبيعها وقد ذكر في كتاب الفقه ان لامة بيت بالامصار وبقرنا
انشارہ ہی کہ دنیا کی شرب پیٹا ہی جنت میں نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شرب حرام ناپاک غلط ہی اسکا بنی حلال نہیں

انشاره ام ہی اور ذی لوگ برطانیائی اور ہندی نہ پاویں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ کہ وہاں کرایہ دنیا شربوں میں اور ہندی قریوں میں شرب

فروشن کو مسلم ہو گا کافر چاہے نہیں ہی اس واسطے کہ معصیت کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کا پیہر علم ہی اور آپس میں ذکر و نیکی کا کام ہی اور

اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کام ہے اور

التقوى ولا تعاونا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة انه صرح بذلك في السواد فصاره بالسواد على
 اورده روايت جوهري حنيفة منقول الى السواد من جوهري ما ذكرناه واما جوهري ما ذكرناه

در هر دو این جواب و سیف سی مشقول ہی که سوادین بیچنا یا که اید دینا جایزه سوادنی مراد سوادنی

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما اسود بلادنا فاعلام الاسلام فيها موافق لتصریح علماء الكوفه كونه كافي استیجاب اكثر من اثنائه وانما ذی شیعہ اور برگزیده بهاری شیعوں کا سوا اسلام کی چیز یہاں

اور اگر وہ ہماری شہر وں کا سوا اسلام کی نیزہ بیان

ظاهرة فلا يمكن فيها كما لا يمكن في الامصار وهو الصحيح وقد ذكر في فصل الاجتهاد ان المحتسب لغيره اخرج
عنه من ان لو كان في حق قدرته كمال جسي من شهود من قدرته في حق صحيح
لو نصاب الا حساب من غير ان يجرى كرمحتب اكرالسا كان جو

لور رضا با الا حساب میں غزوہ رچی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الحاصل انهم يوردون اياهم اذ اعلم انه لا ينزجر بدنه لانه كنعينه طريقا للحسبة نزعان اصحابنا لم يرو عنهم في
شرائطه مشهورين كقوتهم انهم انما لم يسيروا كبدون انما لم يبرزوا في طريقه احتساب كاي ان يهاري علماء في درباب جلاله في كمال خاندان

یہی طریقہ احتساب کا ہی ہاں ہماری علماء ہوں درباب جلاوینی کتال خانہ کی

حرًا ببيت شی واما امر غلام هلم ببيت ولسر الدمان لكن خذ في الفصل الثامن من كتاب الصلوة عن
کوی روایت نہیں ہی اونیسی یہی روایتیں ہیں کہ کمال خان کو گراوی ہوڈی کی ہوڈی لیکن عجیب کی شوہن فصل میں کتاب الصلوة سے غور ہی
الحمد لله على ما افاضه

میں جیٹ کی پہرہ پہن کر کتاب پڑھنے سے مل رہی

کہ جب علیہ السلام نے فرمایا : میں ارادہ کیا تھا کہ ایک شخص واسطی اور نماز جماعت کی مقرر کروں اور میں اولوں کو کون کو دیکھوں جو جماعت سے پیچھے رہ جاتی ہیں پھر انکی گھر بہت تم و ہذا الخ یہ بدلے جا رہا افاق بدیم۔ بتنا ذلک الحالت

عالم الحياه : لان الجسم المصنوع لا يملك الامراض

پہونک رسول مسیحی معلوم ہوتا ہے کہ تارک جماعت کا گھر پہونک دنیا جائز ہی اس واسطے کہ خرم معصیت کا رسول ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بھی
معصية فاذا علموا ان الحق اليه عائد تلك الساعة فقاموا في الصلاة والادب والاحسان

عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

الفرض قد ذكر في الباب الثلثين من شرح ادب القاضى المختص ان عمر خطب الناس يوم اُقيم فقال بلغته ان في بيتي

فما ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغه ان في بيت

اور خصائص کی شرح ادب القاضی کی تیسویں باب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فی ایک روز لوگوں کو خطبہ سنایا کہا میں سنایا کہ
فلان و فلان مسکروا فی اقی بیوتہما فان کان حقاً احرق بیوتہما و ہما در جلان رجل من قریش و رجل من

تا احرق بیوتها و همارجلان رجل من قریش و رجل

تقیف فسمع القریشی بذلك فحذر وأخرج ما فی بینه من المسكر وأراقه ولم يفعل التقیف وكان اسم صهر شداد فاق

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کا ایک حصہ دین کے لئے خرچ کرے تو اس کا اجر پورے مال کا اجر کے برابر ہے۔

عمر بیت القریشی فلم یجد فیہ شیئا من المسکر وان بیت الثقفی فوجد فیہ خمر فاحرق بیتہ وقال انا
عمری تریضی کی کہن تلاشی تو نفعہ کچھ نہ پایا

ہاں مشرب اس مروجہ تہی سواد سکا کر بیوندا با اور فرمایا تو مرشد

بهر شد و علم من هذا الاثر ان الحسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغي له ان يعلنه ويومئذ عليه ان

شہور کری اور دیہکاوی لیتے عمری

لما بلغه خبر السكرا اعلنه في خطبته ووعظه وهدد عليه باحراق البيت والقعة القريشيه ولم يحرق بيته
جس شهاب کی خبر سنی تو غلبہ اور وعظہ میں ظاہر کیا اور گھر پر لگا ہی سی اور کہا اہل قریش میں تو نصیحت مانی اور سکا کر جا

کابا اور قریشی فی فتنہ نصیحت مانی اور کیا کرے گا

اولیٰ حفظ الشفقی فاحرق بیتہ لہ نہ ہر دہ بہ فلا یلیق بالسیاسۃ ان ہم یلذ بشیوۃ ثم لا یأبی بہ وروی ان نفی
اور تھیں فی پند تانی سراپہ اکبر حلاوت کیونکہ یہ یہی وہی تھی بہر سیاست کی خلاف ہوا کہ نہ کی تو دیوی اور اس کے علاوہ کیا اور روایت ہی کامل شد

کی خلاف ہما کہ نہ کی تو دیوی اور اسے علانہ کیا اور رویت ہی کہ اہل شام

منه سكرًا ودرمقا حسنًا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيه بخير لم يتميز من الخمر في الحسن
 بوسه لانه لو روي خاصي اور سكری شرب مرادی بڑی بڑی فہم صحابہ قائل ہوتے تھے اگر شرب میں کچھ بھی ہو تو فرق حسن ہی الگ کہیں ہوتی
 فتركها وحقى على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلهذا تركوا
 سواہوں کو ترک کی اور اور لوگوں پر یہ امر پوشیدہ نہ کیا کہ معطوف کی موصوفہ ہوتی میں خونی ہی یہ ہی دالالت یہی کہ معطوف علیہ میں کچھ نہ کچھ راضی ہی سوا و نہوں کی بیجی بچہ ہی
 ثم ان عمرو معاذ وبنو قيس الصحابه قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما من هبة للعقل والاخر
 پھر عمرو اور معاذ اور کوئی اور صحابہ کی عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو شراب اور جوئی کا حکم بتاؤ یہ ایک تو عقل کو دیتی ہی اور دوسرا مال تلف
 متلف المال فنزل قوله تعالى يستلونك عن الخمر والميسر قل فيما اثم كبير ومتلف للناس واثمهما اكبر من نفعهما
 کرتا ہی تہ یہ آیت آئی تجھی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ دین گناہ بڑا ہی اور فائدہ ہی میں لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ سی بڑا ہی اس آیت میں
 فانه تعالى لم يحرمها بل فيها اثم كبير واثمها اكبر من نفعها لان الحكم في الامور للارضاء في اثم كبير
 بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ وہاں جوئی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب ہی کراہت بہ نسبت برائی کا دلی ہی پہنچی کہ ہر کار میں حکم غالب ہے ہونا ہی پھر بہت لوگوں کو
 منهم عندهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه التوكيد وقال بعضهم نأخذ نفعها ونترك اثمها فليجئتنا عندهما ثم ان عبد
 دونیسی یا زاتی ہما جو کوئی کچھ حاجت نہیں جس میں بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضی لوگ کہتی تگی ہم انکا فائدہ حاصل کرتی ہیں اور گناہ ترک کرتی ہیں سود و دوسری باز نہ آئی پھر عبد الرحمن
 الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة وانا هم فشر بواو سكرًا وحضرت صلوة المغرب فقلوا
 بن عوف فی ضیافت کا کہا نا ہمارا ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شرب سبب پیش کی پھر سب فی فی اور دست ہو گئی اور وہ میں مغرب کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک کو
 احدهم فقرأ في يامها الكفرون بعد القيد ونسكنا الى اخر السورة بعد ذلك فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
 امام کیا آؤی اسطور پڑھا قل یا ایہا الکافرون بعد القید ونسکنا الی اخر السورۃ بعد ذلک فنزل قوله تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا
 لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذا الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
 نزدیک نہ ہونا کی جب نہ نکلتے ہو یہ آیت پہلی آیت سے تیز ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اوقات نماز میں شرب حرام کر دیا اسلی کہ مال
 النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع التحي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
 ہی کا مقید نہیں ہی اگر قید جل کی توں مرخص ہی بلکہ مال ہی کا وہ قید ہی مقید سمیت لازم بحال
 لان الصلوة كانت على المؤمنين كتبوا صوقا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فنزل
 کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بند ہی ہوتی ہی تو کو یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کھاؤ
 اکثرهم شرها فشرها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبر وقد نزل عنه
 شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوای اوقات نماز کی بیجی رہی پھر بعضی ایسی ہی کہ نماز کے بعد بیجی صبح ہوئی تک نشہ اور نہ جاتا
 السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصبر عند مجيء وقت الظهر فحالا اكثر اوقاتهم عن الشرب فنهى قبل
 اور بعضی صبح کی نماز کی بعد بیجی تو وہ ظہر کی وقت تک پھر شرب نہ جاتی سوا و لکا اکثر وقت شرب ہی صاف جانتا تھا اس میں دشواری
 نقلهم الى التخيرو المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجلا من المسلمين ويتوهمهم اس بعير فاكلوا وشرابوا الخمر
 حرمت مطلقہ کی ادھر پہل ہو گئی پھر عتبان بن مالک نے کوئی شخص مسلمان بلا کر کوئی ہی اونٹ کی سری ہوتی پھر اونٹوں کی کھانا کھایا اور شراب پی
 فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابى وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
 جیت ہوئی اپنی اپنی شیخی کرتی تگی اور شراب پینا شروع کی اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص ہی تھی اونہوں نے انصار کی ہجو کی شعر پڑھنے شروع کی پھر کچھ
 منهم لمحي البعير فغضب به من اس سعد فنبه في موضع فأنطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
 اونہیں ہی اونٹ کا بجز الیک سعد کی سر پر بجز اگر سکر مل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضر فقال اللهم بين لنا في الخمر بياننا شافيا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والنجاس
 عرا وقت حاضرته دعاكي يا ابي جبر شارب كبايان شافيا في كبري و بهر آيت اوتري اي ايمان والوهم جبري شراب اور جوا اور بيت
 ولا تذكروا من عمل الشيطان واجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء
 اور پاشي گندی کام بين شيطان کی سوسنی بجتی بہو شایہ تمہارا بہلا جو شیطان بہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم بین دشمنی اور بہر
 في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فقل اجتنبوا انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء
 شراب سی اور جوئی سی اور دہ کی شکو اند کی یاد سی اور غازی بہر اب تم باز آؤ گی عرفی کہا آبی ہم باز آ جا اس آیت سی
 على تحريم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالى قرن بها بالميسر الذي هو القمار وهو حرام بالاتفاق وكذا ما
 شراب کی قطعی حرمت رس و جبر سی معلوم ہوتی ہی ایک یہ کہ اند تقالی فی شراب کو ميسر کی ساتھ ذکر کیا ميسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ميسر ہی جبر
 قرن به والثاني انه تعالى قرن بها بالانصاف وهو في الحرمة كذلك والثالث انه تعالى قرن بها بالاذلال وهو في الحرمة
 اوکی ساتھ ہرودی اور دوسری یہ کہ اند تقالی فی اوکو انصاف کی ساتھ طایا انصاف ہی حرمت بین و تہ من تہیری یہ کہ اند تقالی فی اذلال کی ساتھ متصل کیا وہ ہی حرمت بین
 كذلك والرابع انه تعالى سماها رجسا وهو اسم للحرام الفصل العین والخامس انه تعالى جعلها من عمل الشيطان تتبعها
 ویسی ہی بین اور جوئی یہ کہ اند تقالی فی اوکا نام رجس کہا اور رجس حرام بخش ڈالی کو کہتی بین اور پانچویں یہ کہ اند تقالی فی اوکو عمل شيطان کا قرار دیا اس تیسری
 على ان تعاطيها شربا محت والسادس انه تعالى امر باجتنابها والامر للوجوب فيلزم الامتنان والسادس انه تعالى وعد
 و طعی کہ اسکا برتنا شرب محض ہی اور چہٹی یہ کہ اند تقالی فی بکوار کی کہ بکوار اند کیا اور امری امور بوجوب ہوتا ہی بالاتفاق اور تین یہ کہ اند تقالی فی
 الفداء على ذلك الاجتناب الفداء لا يحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالى قال انما يريد الشيطان ان يوقع
 اوس کی فکشی پر فلاح کہ وعدہ فرمایا اور فلاح حرام کی کہ فکشی بغیر حاصل نہیں ہوکتی آٹھویں یہ کہ اند تقالی فی اوکا شیطان یہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان بین
 ببيكم العداوة والبغضاء وما يؤدي الى ذلك فهو حرام والثاسم انه تعالى بين ان مراد الشيطان ان يصدكم
 دشمنی اور بہر پید کردی اور جبر سی دشمنی و جبر پید ہووہ حرام ہی نوین یہ کہ اند تقالی فی بیان کیا کہ شیطان کی یہ غرض ہی کہ یا داتی
 عن ذكر الله وعن الصلوة وذلك حرام والعاشر انه تعالى امر بالانتهاء عنها والانه لا يجب الا عما هو حرام
 اور غازی ہو گدی اور یہ سب حرام ہی دسویں یہ کہ اند تقالی فی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہرودی
 فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فتركوا شربها جميعا حتى روي عن ابن عباس قال كنت مع جماعة من الصحابة
 اب ان دجرات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی بہر سب ہی اوکا پینا ترک کیا بیان ہو کہ فس سی رویت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ میں صحابی کی جماعت کی ساتھ
 في دار ابي طلحة الانصاري وهم يشربون الخمر وانا ساقيهم اذ مر علينا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله
 ابو طلحہ انصاری کی کہر میں تھا اور دور شراب کا چل رہا تھا اور میں اوکو طایا تھا ناگہ وہ ان ایک شخص آ گیا کہا شراب تو بیشک حرام ہو گئی بہر حال کی قسم
 ما توقفوا وما سئلوا عن ما حتى قالوا هرقا في انا تلك بالنفس فاهرقته وما عاد وايقها ابد حتى لقوا الله تعالى فزرو
 ذرہ دیر کنی اور نہ کچھ کہا یہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن میں ہی کہنڈی اوی سوسنی گرا دی اند کہی ہی نہ ہی بیان ہو کہ مر گئی اور
 عن علي انه قال لو وقعت قطرة منها في البير فبئيت مكانها مناسرة لمؤذنت عليا ولو وقعت قطرة منها
 علی رضی رویت ہی کہ کہتی ہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی میں گرا دی بہر کوئی کی جگہ میںا رہتا دین تو میں اوپر اذان پڑھوں اور اگر شراب کی ایک بوند
 في البحر ثم جف فبئنت فيه الكلاء لم ارعه وروى عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
 دریا میں گر پڑی بہو وہ خشک ہو کر کہاں ہم آوی تو میں نہ چراؤں اور عثمان رضی رویت ہی کہ وہ کہتی ہی کہ نہ کرو شراب سی بیشک یہ تمام خبائث کی ماہی
 فوالله لا يجب مع الايمان والخمر في قلب رجل الا يوشك ان يذهب احدهما بالاخذ
 قسم ہی اند کی کہ کسی شخص کی دین ايمان اور شراب فقبح نہیں ہوتی مگر قریب ہی کہ تین سی کوئی ایک دوسری کو کہودی

یعنی ان شارب الخمر اذا سکر یجری علی لسانه کلمة الکفر فانه وان لم یعتبر ارتدادہ فی حال السکر لعدم القصد
 من سکر ہی کہ شرابی چہت ہوتا ہی تو اوکی زبان پر کلمہ کفر کا آجاتا ہی اب حال سستی میں قصد اعتقاد نہ ہونی سی اگرچہ اوکی اعتقاد کا اعتبار نہیں ہی
 والا اعتقاد انک یعتقد لسانہ ذلك ویخاف علیہ عند الموت ان یجری علی لسانہ کلمة الکفر ویخرجہ من الدنیا علو
 ہوا کی زبان کو بیہوشی طاعت پڑجاتی ہی اور سہرہ خوف ہوتا ہی کہ وہی دم ہی اوکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلے اور دنیا ہی کافر ہو کر رہ جاتی
 الکفر لان اکثر ما یزعم الایمان من العبد عند الموت لیس الا بسبب ذنوبہ التي یفعلہا فی حیاتہ فیبقى فی النار
 کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرنے وقت جو کہہ جاتا ہی موصوفہ بسبب گناہوں کی جو نہ تو کلمہ کرتا نہ ہوتا ہی ہمیشہ کو دور زمین پڑا ہی گا
 ابدا وقد روی ان اهل النار یساقون الی النار فاذا دنوا منها یستقبلہم الملائکة بمقامع من حدید فاذا
 اور مصاہبت ہی کہ دور زمین کو جب دوزخ کی طرف لیا جاتی ہیں جب وہ نزدیک ہو جاتی ہیں تو سانس ہی فرشتے لڑی کی گز لیکر آتی ہیں جب
 دخلوها لا یبقی عنہم عضو الا یلزمہ عذاب ما حیة تنفسہ واما عقر بقلسعا وانار تسفعا واطداد
 وہ دوزخ میں داخل ہو جاتی ہیں تو وہاں کوئی ٹکڑہ نہ بچا ہوتا ہی بہت بڑا عذاب نہ ہوتا تو اس کو سانس پڑتا ہی یا بچہ ڈھک مارتا ہی یا آگ جھوک کر دیتا ہی یا فرشتہ
 یضربہ بمقمع فاذا ضربہ الملائکة ضربۃ یجری فی النار مقدار سبعین عاما لا یبلغ قعرھا ثم یرفعہ
 گرتی مارتا ہی جب اوکی فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دھس جاتا ہی ابھی اوکی تہہ کو نہیں پہنچتا کہ آگ کی لپٹ
 اللہب فاذا بدء رأسہ یضربہ الملائکة ضربۃ اخری فیہموی فیہا فیعذب فیہا ما شاء اللہ تعالیٰ ان یعدن یواثم
 پہر او چال دیتی ہی وہیں اس کا سر ٹھکتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ میں اور جاتا ہی پہر ہم ہی عذاب ہو جی جاوے گا جب تک کہ فرشتے اسی عذاب دیتی ہی چلے
 یدعون خزائنہم جہنم قائلین لم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب فلا یجیبونہم ثم یدعون مالک کافلا
 پہر دوزخ کی تعین اتھرت کو پکار کر یہ کہیں گی مالک اے رب ہی کہ پھر لپکا کر یا ایک دن تو عذاب سہو کہہ جواب نہینگی پہر وہ مالک کو پکارینگے وہ ہی
 یجیبونہم فیقولون قد دعونا للزينة ودعونا للمالک فلم یجیبونا اهلوا ففزعوا فلا یغنی عنہم ثم یقولون اهلوا
 جواب نہ لپکا پہر کہیں گی ہم تعین اتھرت کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہیں دیتا تو ہم میں قتل کر دین سو کچھ فائدہ نہوگا پہر کہیں گی آؤ
 فنصبر فیصبرون ولا یغنی عنہم فیقولون سواء حلینا اجزعنا ام صبرنا مالک انما من یحییص فہذا العذاب و
 صبر کریں ہم صبر کریں گی اور کچھ فائدہ نہوگا پہر کہیں گی برابر ہی ہماری حق میں ہم بیکری کریں یا صبر کریں بکو خط صحت نہیں ہیں یہ عذاب
 ان کان الکفار لکن المسلم اذا شرب الخمر یجری علی لسانہ کلمة الکفر ویعتقد لسانہ ان یتکلم بکلمة الکفر
 اگرچہ کفار کی نفی ہی لیکن مسلم ہی اگر شراب پیتا ہی تو اوکی زبانی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوکی زبان کو طاعت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کر
 فیلزم عنہ الایمان فیصیر من جملة الکفار فیبقى ابدا فی عذاب النار فیستغنی المؤمن ان یتنعم عن شربہا و
 سو کہ ایمان جاتا نہ ہوتا ہی اور کفار میں داخل ہو جاتا ہی ہمیشہ کو دور زمین پڑا ہی گا اب المؤمن کو چاہی کہ شراب پیتی ہی باز رہی اور
 ینقطع عن شربہا ویبتغی فیہا یوم القیمة فان من یتفکر فی ہولہ لا یبیل قلبہ الی شربہا والی صحبۃ من
 شرابی کی پاس نہیں ہی اور قیامت کی ہول کا خیال نہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال نہ کہتا ہی اس کا دل نہ شراب پیتی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو
 یشر بہا لکن لا بد من معرفة حقیقتہا وہی التي من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم یقذف بالزبد
 لیکن شراب کی حقیقت نہی دلت کرتی چاہی شہاب وہ ہی جو انکور کی شیر کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہہ کر کف گرائی لگی اور جب کف نہ گرائی لگیں
 لا یصیر خمر عند یخنیفہ وعندہا اذا اشتد یصیر خمر وان لم یقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبع
 امام ابو حنیفہ کی نزدیک سے تین ہوتی تو وہ تین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوے خمر ہو جاتی ہی اگرچہ کف نہ کریں اور مثلث وہ ہوتی ہی کلمہ کفر کا شہر
 من عصیر العنب حتی ذہب ثلثاہ وبقی ثلثہ ثم غلا واشتد وصر مسکرا فعند محمد اکثر الفقہاء قلیلہ وکثیرہ
 پکتی پکتی دو تہائی حل کر ایک تہائی رہ جاوے بہر خوب جوش کہہ کر مسکر ہو جاوے سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک میں ہی تہوڑی اور بہت

وتقسیمها بدینهم مع عدم انقیادهم الى الشرع فلما تعدر جمعها وتقسیمها بدینهم صار ما فی ید کل واحد منهم بمنزلة الغلوة
او کیونکہ تقسیم کردن این صورتین که در تاج شرع کائناتین میں ہر جب جمع کرنا اور ان میں تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو انکی ابتداء ایسی لفظ کی برابر ہی
فمن كان فقيرا يرجي ان يجوز له ان يتصرف فيه ومن كان غنيا لا يجوز له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق
پہر شخص فقیر ہو تو اسید ہی کہ او میں او کو تصرف جائز ہو اور جو غنی ہیں او کو جائز نہیں ہی کہ او میں تصرف کریں بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کرنی
به على فقير ثم ان اراد ان يتكلمه من ذلك الفقير او بالاستمارة او بالشرع هذا اذا كان في يده ما خذ من غير
یہ علی فقیر ثم ان اراد ان يتكلمه من ذلك الفقير او بالاستمارة او بالشرع هذا اذا كان في يده ما خذ من غير
پہر اگر چاہی کہ اوی فقیر ہی کیونکہ مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر ہبہ سب اوی صورت میں ہی کہ ہبہ کی قبضہ میں ہی بغیر تنفیل
وأما اذا كان اخذ بطريق التنفيل فله خاصة لا يشترك فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام
اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اُنکی ملک ہی اوتھیں کوئی شریک نہیں ہی لیکن او کا مالک نہیں ہوتا جب تک دار الاسلام میں نہ لی آوی
حتى لو قال الامام و امير العسكر من اصحاب جارية فهي له خاصة لا يشترك فيها احد من الغزاة جارية واستبرأها لا يحل له
یہاں تک کہ اگر امام ہی یا سالار لشکر ہی حکم دیا کہ جسکی کوئی لڑکی آیتہ آوی وہ اوی کی ہی ہر کسی غازی کو کوئی لڑکی آیتہ آوی اور حیض ہی رحم پاک ہی کی تو ہی نہ دے
وطما ولا بيعهما قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التعريض على القتال باعطاء شيء زائد على سهم الغنيمة
حال ہی اور نہ اسکی بیع جنگ دار الاسلام میں نہ لی آوی اور مراد تنفیل ہی مراد ہی کی رغبت لانی ہی کچھ حصہ غنیمت سی زائد دیکر
وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام و الامير العسكر ان يتنفلا بان يقول
اور رغبت لانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانوں کو فدا کیا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہی کہ عطا کرنا یہ دیوی اسطورہ کی
من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم اربعة او ثلثه او نحو ذلك ولا يتنفل بكل الماخوذ
جسنی مارا کسی کافر کو تو سہی کا ہی سامان او کا یا چوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا او کا چوتھائی یا تہائی یا ماند ہی اور تمام لوٹ کو متا کر دی
انفيا بطل حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح الجمع
کیونکہ میں سب کا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سرگوتہ جائز ہی اسکی کہ بعض وقت آیت میں مصحت ہوتی ہی ہر میں بہر ہی مذکور ہی اور شرح مجمع میں مذکور ہی
ان الامام لا يتنفل بكل الماخوذ فيه ابطال القسم المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر
کہ امام تمام لوٹ کو نقل کر دی کیونکہ میں قسمت جو غنیمت میں شریعتا چاہی باطل ہوتی ہی اور بزرگ کبیر میں مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ
جميعها ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التعريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکال کر تو جائز نہیں ہی اسکی کہ بعض تنفیل ہی لڑائی پر اور ہارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر
ال بعض شي وفي التعميم ابطال تفصيل المعاصر على الرجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه
کچھ مقرر کریں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو بیاد ہی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جائز نہیں اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس کی اسکی کہ
ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيه ان الامام اذا قال من اصاب شيئا
خمس جواسه تعالى في غنيمته من واجبه اي باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی میں مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شئی آیتہ لگی
فهو له فاصاد واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشترك فيه غيره وان
وہ اوی کی ہی ہر کسی کو کسی شئی دار الحرب میں آیتہ لگی تو خاص اوی کی ہر جاد کی نہ اس میں خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اس میں شریک ہی اور اگر
مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكن ما ذكر في منية المفق ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له
دار الحرب میں وہ مراد ہی تو وہ شئی اُنکی میراث ہو وکی اور ایسی ہی جو کہ منية المفق میں مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو آیتہ آوی وہ اوی کی ہی
يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لسائر
تو امام ہی تنفیل میں داخل ہوتا ہی یہ دونوں روایت قاضی خان اور منية المفق کی چاہی کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام حکم کر دی کہ تمام لشکر کو جس تاکہ مطلب اسلام کی تھا

در این باب
در بیان
در تعمیم
در ابطال
در خمس

الكتب لا يظن جواز التنفيل العام وإنما دخول الامام في التنفيل فلهما به معهم لا تكون التنفيل عاما وإنما المصحح
 نهو دي اور بهر گان شهري كه تنفيل عام جائز في الامام تنفيل بين السبي داخل هو تاي كه اوكي سائيه طائفي سبي تنفيل عام هو في اور دوني نصري في
 به و اكتفيا بالاطلاق لا احتياضا على ظهور الامر به من نظر الى قانون الفقه و بناء على قاعدة الاصل من ان
 اور مطلي بر اکتفا کر لیا اسلي کدولو کو به اعتماد تباکلی نظر قانون فقه و قاعدة اصول کی به ظاهر اور مشهور ہی کہ جو جنتین سی حکم بات ملو ہو رہی
 المحتفل بحمل على الحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنمة فيجب فيها الخمس
 اور حاصل یہ ہے کہ جس کوئی چیز دار الحرب میں بلا تنفیل کوئی ترقہ او کسی چیز کی
 على ما ذكر في فتاوى قاضيان ان سيرة اذ اخذ جوا بغير تنفيل الامام او خرجوا الطلح العلف ضا اصابوا يكون غنمة فيها
 موافق روایت فتاوی قاضیان کی کہ سیرہ اگر بغير تنفیل الام کی دوائی کو جادی یا کہ اس سر خود کی تاش میں جادی تو جوا کی ہے اور کیا غنیمت ہو گی اور میں
 الخمس ولا يختص بالسيرة ولكن المقتلوا كافرا يكون سلبه غنمة ولا يختص به الفاتل ذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ
 غنم جدي اور سیرہ کی اور میں یکم خصوصیت نہیں ہی اور اسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوس کا سبب غنیمت ہو گا اور میں قاتل کو یکم خصوصیت نہیں اور اسی میں یہ خصوصیت
 في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في دار احدا كان له قيمة كالطير والسمك والغنم والكنز يكون ذلك
 کہ غازی اگر دار الحرب میں کوئی ایہ چیز مباحات میں سے ایوی جو کسی نہیں ہوئی اگر اوی کی کچھ قیمت ہی جیسی ہند یا جیسی یا کڑی یا خزانہ تو یہ سب
 الشيء غنمة فيجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو من اخذ ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها
 غنیمت ہو گی اور میں خمس واجب ہی اور اگر اوی کی کچھ قیمت نہیں تو اس سبب کی ہی اور میں خمس نہیں ہی کیونکہ پانی اور کھاس کا برہم ہی ہے یہ ہے
 ايضا ان الغازي اذا زجر غنم الغنمة او بقرها لاداء الحاجة رد جملها الى الغنمة لان الجمل ليس مأكولا ولا
 اوس میں مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی کبری یا کچھ کھالی کی ہی حاجت کی وقت زجر کر دالی تو اوس کا جملہ غنیمت میں شامل کر دیا کیونکہ چیز انسانی کی چیز ہی اور
 من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنمة ولا ان
 کھاس ہی اور یہ ہے میں مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سے باہر نکل آویں تو اوس کو جائز نہیں کہ اپنی جانور دن کو غنیمت میں سے چارہ دیویں یا آب
 ياكلوا منها لان الضرورة قد مرتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف وطعام مرده الى الغنمة قبل القسمة
 اور میں ہی کہ ادا دین کیونکہ ضرورت کا وقت گزر گیا اور اباحت ضرورت کی دہی ہی اور جس کی پاس کھاس یا کھانا بچا رہ گیا تو قسمت سے پہلے غنیمت میں شامل کر دیا
 وان انتقم بصرف قيمته الى الغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان استغفر به تصدق بقيمته وان كان
 اور اگر اوس کو برت لیا تو اوس کی قیمت غنیمت میں شامل کر دے اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کر دی اور اگر اوس ہی نفع اور ہادی تو اوس کی قیمت خیرات کر دی اور اگر
 من الجاهل انتقم به لانه صار في حكم اللقطة لتعد من المرد على الغنائم فاذا كان الحكم في الغنمة كذلك مع ان
 محتاج ہی تو برت لی کیونکہ حکم پانی پیر کا سابی اب غنائم میں پر تقیم کرنا دشواری اور جب غنیمت میں یہ حکم ہی باوجودیکہ
 للغنائم فيها خالف كونهم شركاء فيها فظنك في كاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام
 غنائم کا اور میں حق ہو تائی کیونکہ اور میں سب شرک میں بہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کہ کائی میں غصب اور لوٹ ہی جو ان دنوں بلاد اسلام میں پھیل رہی ہی
 في هذه الايام لا سيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا للتصليح ياخذون اموال الناس ظلما في البناء و
 خاص کر بدقت تحصيل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوی تحویل پر متین ہوئی میں وہ لوگوں کمال ظلم سی بندہوں میں اور
 الاسواق و سائر ما اسم العشر الزكاة ويشددون على اصحابها استدراعا و قد كان النبي عليه السلام اذا بعث
 بازاروں وغیرہ میں عشر اور زکوٰۃ کی پمانہ میں لیتی ہیں اور لوگوں پر بڑی ہی سختی کرتی ہیں اور نبی علیہ السلام کا یہ حال بتا کر جب
 من اصحابه احد البعض امره يقول بشرا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا والى غير الناس بالاجر على الطاعة وانواع التحليل
 کسی ایسا کو کسی کام کو بھیجتی تو فرمائی تیرا جیسا کہہ رہا ہوں آسانی کرنا تنگ نہ کرنا یعنی لوگوں کو طاعت اور اجراع حیرات پر تائب کا فرہ سنانا

[illegible]

سید بن طاووس

فیقتلونہ باعقاد کون امر حقا و لجا علیہم فیکفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للخلق فی معصية
 سوره نوگرا کو قتل کرتی ہیں یہ سب کچھ بادشاہی حق ہی ہے وہ جب ہی ہوا ہی عقاید کا کافر ہو جاتی ہیں اسی کے خدا کی
 الخالق علی ما ورد فی الحدیث فالقیل مجرد الامر من السلطان بلا تهدید ولا وعید اکراہ فاذا کان اکراہا فصل
 کی طلعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کسی صورت حکم بادشاہ کا بغیر وکیل اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی ہے جب اکراہ ہوا تو آیا
 یخصم قتله فلجلوبان قتل المسلم بغیر حق لا یجل لضرة علی ما ذکر فی اکراہ شرح الہدایۃ ان من اکراہ یقتل علی
 نوگرا کو قتل کی اجازت ہی تو جو سبب ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں ہی حال میں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسی کو قتل ہی
 قتل غیر بغیر حق لا یسعه ان یقتل علیہ بل یصبر حتی یقتل فان قتل یمکن انما لان قتل المسلم بغیر حق مما
 اکراہ کیا کسی ناحق قتل پر تو نوگرا کو گنہگار نہیں ہی کہ اس پر پیش دستی کرے بلکہ میری یہاں تک کہ جان دی اور اگر کو قتل کر لیا تو گنہگار ہوگا پس ہی کہ ناحق
 لا یتسلم لضرة ما فکذا بالاکراہ و ذکر فی الاصول ان دلیل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
 قتل مسلم کا کسی ضرورت میں ہی مباح نہیں ہی البتہ ہی اکراہ ہی اور اصل میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول نہیں
 فیہ صواعقا الاستیواء لا یجل للفاعل قتل غیره تخلص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و
 دونہ بڑے ہیں یہ جب دونوں برابر ہوں تو فاعل کو غیر کا قتل ہی جان بچانی کو جائز نہیں ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی قتل مسلم کو بڑے ہی گناہ قرار دیا ہی چنانچہ فرمایا اور
 من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالد فیہا فاذا کان كذلك ینبغي ان یعلم ان کثیرا من ولاية من فائدتا وقضاة
 جو کوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کے تو اس کی جزا دوزخ ہی ہے اسی میں جب یہ ہے تو ہم یہ کہ ہمارے دانش کی اکثر اولیاء فی اور ہمارے عہد کی اکثر ضیاع فی
 عصرنا قدرہم والشرع المحوری واحد نواطریقا غیر مرضی وسمو عرفا و شاعریہم العمل بہ حتی کاد ان یرفض الشرع
 شرع محمدی کو چھوڑ دیا ہی اور دنیا رستہ ناپسندیدہ نکال کر اسکا نام عرف رکھا ہی اور سب اس ہی پر عمل کرتی ہیں یہاں تک کہ اب یہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک
 بہ لانہم کانوا لا یفصلون قضیۃ بحض الشرع بلا خلط العرف لکنہم کانوا یفصلون قضایا کثیرۃ بحض العرف بلا خلط
 ہر جاد کی کو نکرہ کوئی مقدمہ صرف شرعی بدون عرف کی طائی فیصلہ نہیں کرتی لیکن بہتری قضیہ صرف عرفی بدون طائی شرع کی فیصلہ کرتی ہیں
 الشرع و یعتقدون ان بعض الشرع لا یتیم النظام ولا یتستقیم حال لانہم ویقولون ذلك جهرا ولا یعدونہ نكرا فاطل
 اور یہ سمجھ ہی ہیں کہ نری شرعی نظام پر انہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو
 ایہا النصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محل غیر القول بلین الشرع الہدیۃ بما ابتدعوا بأراہم الفاسدة من
 اسی نصف الی کہ یہ اس قول اور اس اعتقاد کی ہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو سبب سیاست اور تعذبات سخت کی جو اپنے فاسد عقول ہی نکال کر
 السیاسة الشنیعة والتعذبات الشدیدۃ و احلہم علی ذلك الاعتقاد و اجراہم علی ذلك الفساد لا ما یرونہ من
 ہڑکی ہی ہیں منسوخ کہتی ہیں اور انکا یہ اعتقاد اور یہ جرات اس فساد پر اسلئے ہوئی ہی کہ دیکھتی ہیں
 ظهور السارق والقاتل احیاناً یتہدیانہم البلیغۃ وتشدیداتہم الالیۃ ثم قد یظہر السارق والقاتل احیاناً یتہدیانہم
 کہ بعض دفعہ جو اور قاتل او کی غایت مدد جکی دہکیوں اور سخت گیری سے آتے آ جاتی ہیں ان سچ کہی چور اور قاتل تو او کی دہکی
 وتشدیداتہم لکن الی ان یظہر ظالم واحد یظلم خلقا کثیرا فی انفسہم واعراضہم بل یهلك بعضهم بانواع العقوبات
 اور سختی سے پیدا ہو جاتا ہی ہے جب تک ایک ظالم آتے لگی اتنی بہتری خلقت کی جان اور ابروی پر ظلم گزر جاتا ہی بلکہ بعض لوگ طرح طرح کی عقوبت
 واصناف التعذبات و یتعطل اعضاء بعضهم و اما اخذنا صولہم و اہلاکھا فلا یعدونہا شنیعا بل یمسحونہا بسطو
 اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور اعمال لیلیا یا تلف کر دیتا ہے تو کہہ شامین نہیں ہی بلکہ یہ تو مباح اور حلال جانتی ہیں
 فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لظالم کثیرۃ غیر منحصرة فتفکر ایہا العاقل هل ینبغی قتلہا
 ہر جب تک ظالم کا ظلم دفع کرنے کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئیں اب فکر کی بات ہی اسی عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز فعلها في داس الامان وتحقق ان الشارع لم يترك تلك القاعدة الا بعد تضرعهم
اور داس امان من ايسا کام کمان جائزى

الحكمة وظهور غلبة مضارها على منفعتها فان الحكم لا يحكم له الا بما فيه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بد نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جس میں منفعت عام اور خاص ہو یا صمیم فائدہ

يغلب منفعتها على مضرتها لا بما يغلب مضرتها على منفعتها الا ترى ان الضرر ليس كمنفعة فخرهما الله تعالى في
نقصان سے زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضرت منفعت سے زیادہ ہو جسکو معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالیٰ فی قرآن میں

القرآن بعد انضوي به بنفعهما حيث قال يسئلونك عن الخمر والميسر قل هما انثم كبير ومنافع للناس والله اعلم
کسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائده بھی کچھ چنانچہ فرمایا تجسی پوچھتی ہی حکم شراب اور جوئی کا تو کہ نہیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی ہیں تو کون کوارک

لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحجى جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانبیت جب ضرر کی جانبیت غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف دس زمانہ میں یک طرفہ کی دھڑلے کی شہر پر اور

اهل قرية باذراع المظلم بسبب ظلم واحد مع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظلما ماضيا بالظلمة
مکانوں کی گاؤں پر قسم قسم کی اکثر ظلم کر دیتے ہیں اور سب سے ہی وہ ظالم اتب نہیں آتا

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثله الا كمثل من يقصد احراق خشيش نبت خلال زرع عفيوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلائی کا ارادہ کری جو کہیت کی لندہ آگس ہی بہر اوس کہیت کی لندہ آگ جلائی

وسط نزعها فيحترق الزرع والاششيش الذي قصد احراقه فربما لا يحترق فاعلم الله ليس هذا
اور تمام کہیت پیک جلائی اور وہ کہاس جسکا جلانا منظور تھا کہی جلائی اور بعض دفعہ قائم رہتا ہی سوائے کی قسم ہی کہیہ

من الاصل بل هو من الافساد فلو كان في هذا العرف خيرا كان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا
انتظام نہیں ہی بلکہ گنہگار ہی اگر اس عرف میں کچھ خیر ہوئی تو بیشک یہ زمانہ جبین عیون خوب برتا جائی ہی اون عہد ہی

القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان
جبین یہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمیں شک نہیں کہ

القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم بشاعة الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر
سب سے بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پھر اود کا جو اوسى متصل ہیں پھر اود کا جو اوسى متصل ہیں پھر جوہ اور فساد پس گیا ہمارى زمانہ تک جو سب سے بدتر

القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون
مشہور حدیثیں بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی

الرشد والصلاح وعظم الصدق والقدام كان الامر يتيم بمسئولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تھی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تھا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی ہی اور ہا یہ

القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب العناد اضطر العقلاء الى اجراء العرف الشديد الى
زمانہ اسمیں فسق اور فساد اور جھوٹ اور عناد جو غالب ہو گیا ہی تو عقلاء فی لاچار ہو کر یہ عہد سخت جاری کیا کیونکہ دیکھتی تھی

من عدم انزاج اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السلوك لا ينبغي له مورد بعد فاعل في اجراء العرفين
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع حکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہی کہ اس سوال کا جواب انہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں مفاسد

المفاسد دعا في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
مال نبی اور شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لئے تنبیہ کر لی پھر وہ جو مذکور ہو کہ وہ زمانہ رشد

نہایت ہی بدتر

الرشاد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا بركة لاجراء الشرع في تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تھی اور یہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجرا شرع کی اوس عہد میں اور بسبب غیبت پیدا کرئی

الاحرف الضعيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثرة اولاد النرابسب لكره اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکلی عرف کی اس عہد میں کیونکہ اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہو گئی ہی اسلیٰ کہ اہل عرف ہر ایک شہر پر اور ہر ایک کانو پر

في كل سنة بل في كل شهر مراد اعلی الحلف بالطلاق في انواع القضاء فيلزم الحث بالضرورة وهذا السبب كثر
سالی سال بلکہ ماہ ماہ کی کئی بار نور اور ظلم ہی ہر ایک قضیہ میں طوق کی قسمیں دلاتی ہی ہر قسم کا ٹوٹنا بالضرورة لازم آجاتا ہی اس سبب ہی

اولاد الزنا في هذه الزمان واشتغلوا بالتزويج والتبليس وأنواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہو گئی اور کرا اور طریب اور طرح طرح کی فساد کرئی لگی کیونکہ بدذات آدمی ہی سوا بدذاتی کی

الاخلاق الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عيّن الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المتعبر
اور کیا ہوتی ہی پھر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شریعہ کی حد میں ہی بڑھ جاوی بیشک سلف ہی ہی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی

انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة معل
کردہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیونکہ نہیں جائز کہ یہ عرف مذکور ہی سیاست پر محمول ہووی سواسکا جواب یہ ہی کہ سیاست

ما ذكر في معين الحكم نوعان احدهما ظلمة والاخرى عادلة اما الظلمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحكم کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالم ہی اور دوسری عادلہ ظالم کو تو شرع ہی حرام اور مطلق نا جائز رکھا ہی

والعرف المذكور عيّن وبسببها ينغم ابواب المظالم الشنيعة ويؤخذ بالاهوال ويسفك الدماء بغير الشريعة وأما
اور یہ عرف مذکور عینہ وہ ہی ہی اور یہی کی سبب ہی ظلم شنیع کی دروازہ کھل جاتی ہیں اور مال چھٹی میں اور خلاف شرع خونیزی ہوتی ہی اور یہی

العدالة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حصة المادة
عادلہ تو شرع ہی اوی طرف توجہ اور اعتماد کرنا واجب ہی اور وہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عناية میں مذکور ہی خطیہ شرعی سی فساد کی بڑ

الفساد وقيل هي الشريعة مغلفة وبسببها يخرج الحق من الظلم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاشنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بھی شریعت بہاری ہی اور اوی سبب ہی حق ظالم کی قبضہ سے نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہو جاتی ہیں اور مفسد لوگ

الفساد وبأهلها يضيع الحق ويتعطل الحد وفلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لا يتجاوز
فساد کرنا چھوڑ دینی ہی مگر کو چھوڑ دینا ہی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سواسکا اعتبار ضروری لیکن پہلی اوکی اجرا کو سمجھ لینا چاہی تاکہ اوس ہی بڑھ کر

صنها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بما يعقوبات الشرع
اور کچھ نہ کر پٹی اس واسطی کہ روئی زمین ہی فساد وور نہیں ہو سکتا جب تک مفسدون کو عقوبت شرعی نہ ہو جسکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں

بقدر تهمةهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس
مشہور ہیں جسقدر او نہر تہمت اور جتنا او کاشمہ ہوا تو قید کر چنانچہ حدود فتاویٰ قاضی خان میں کہ جسکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہو

ويجوز في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلا والبزازية ان الدعاوهم الذين يقصدون التلا
او کو قید کرین اور قید خانہ میں اتنی پڑا کرین کہ وہ توبہ کرے اور خلا کی قضایٰ باب الحبس میں اور بزاز میں مذکور ہی کہ دعاوی میں وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور

اموال الناس وانفسهم يجلسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سبيلهم وبالنسب كما ذكر في كراه البزاز
جان تلف کیا جا ہی ہیں قید کی جاویں جبکہ کہ انکی توبہ معلوم ہو کہ انکی چہرہ پر اطوار صالحی کی سی نما ہو جاویں یا دیکر چنانچہ بزاز میں کی اگر وہ میں مذکور ہی

ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايجل ضربه حتى يفرق قال ما لم يقطع اللحم ولو يظهر العظم يعفون ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچھا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جائز ہی تاکہ اقرار کرے کہ جب تک کہ گوشت نہ کتریں اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہ ہی کہ ایسا نہیں

وغير سوله وسعوا في ابطال حق الغير وظلمه لاسيما اذا لم يكن الثمن الذي شهد به مساويا للقيمة شاعا المدعى فانه لا يملك
 ادعاءه في حصوله في منع كذا في حق تعاقب او نظم من سعي في خاص كذا وسعوت من كذا في حق تعاقب او نظم من سعي في خاص كذا وسعوت من كذا في حق تعاقب او نظم من سعي في خاص كذا
 الكذب بادعيه وليس له وقدره ان عليه السلام قال من ادعى عليه فليس منا فليتبوا مقعده من النار واما الشهود
 او ليسا دعوى كذا جوا وسكا حق نہیں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرایا جسہ دعوی کیا جوا وسکا حق نہیں ہی وہ ہم میں سے نہیں ہی چاہیے کہ اپنا بیگناہ دوزخ میں نہ لے کر
 فانہم ارتکبوا الکبیرۃ التي شابهت الشک وهي شهادة الزور کذا المدعی حیث مرضی بہا وقد روی انہ علیہ السلام
 اور ہی گواہ سوا دینوں کی وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جہول گواہی دیتی ہی مدعی کہ او سپر رضا مند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی
 قال ع لست بشهادة الزور بالاشک باللہ تعالیٰ ثلاث مرات ثم قال تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانہ
 تین بار فرمایا جہول گواہی اشہد کہ باللہ کی برابر ہی سپر بہایت ہڈی سوچتی ہو جو چون کی گندہ کی سی اور پچھتی ہو جو قیامت ہی جھٹکا ملے
 بین فی هذا الحديث ان شهادة الزور كانت مساوية للشک فی حصول الاثم الموجب لحلی النار لان الشک موجب للخلاف
 فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جہول گواہی گناہ میں شرک کی برابر ہی جس ہی بالظہور دوزخ میں داخل ہوتا ہی انتہائی کہ شرک ہی دوام کو دوزخ ہی
 فیہا وشهادة الزور غیر موجب قتلہ وہما یذنبان یعلم ایضاً ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی العقود والنسوخ انما ینفذ ویغنی
 اور جہول گواہی ہی دوام نہیں ہی اور یہ ہی سمجھنی کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جہول گواہی ہی عقود اور نسوخ میں جب نافذ ہوتا ہی حلت کا فائدہ
 الحلی اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یكون قاضیا ولا ینفذ حکمہ علی ما ذکر فی عامۃ
 وہا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضاء بغیر رشوت ملے اور اگر قضاء رشوت دیکر ہی تو رشودہ قاضی ہی اور نہ اسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابوں میں مذکور ہی
 الکتب فعلم فی هذا انما یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمہ اذا قلنا یوجد قاض یأخذ القضاء بالرشوة فان القضاء فی هذا
 اس روایت کی موافق اس زمانہ میں ایسا کوئی قاضی نہیں ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کتر قاضی ہیں جنکو قضاء بدین رشوت کی مجاوی ہو سکتا ہی ماضی
 الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویدعون فی تحصیلہ ما لا کثیر اسموہ باسماء غیر الرشوة مع کون کلہ
 رشوت دیکر قضا یعنی میں نہایت درجہ کی سعی کرتی ہیں اور قضا کی اپنی خوب مال خرچ کرتی ہیں اسکا نام مولی رشوت کی ہے اور کہہ جہول گواہی باوجودیکہ سب
 من رشوة فکیف یوجد فیہم قاض ینفذ حکمہ فانہم یأخذون القضاء بالرشوة ینفون سببا لا یبطل کثیر من الاحکام الشرعیۃ
 رشوت ہی ہر کہاں ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہو ہی کیونکہ قاضی تو رشوتوں ہی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہیں
 لان کثیرا من امور المسلمین موقوف علی حکمہم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمہ فی شئ
 پہلی کہ اکثر امور مسلمانوں کی انکی راہ پر موقوف اور انکی حکم پر موقوف ہیں اور انہوں ہی جب قضا رشوت دیکر ہی تو انکا حکم کسی فیصلہ شرعی میں نافذ نہیں ہوتا
 من المحکومات الشرعیۃ فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یكون مفوضا الیہم فان القاضی الذی اخذ
 تو آپ مسلمانوں کی بہتیری امور باطل ہوتی ہیں خاص کہ نکاح جواو کی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی فی رشوت دیکر
 للقضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیہ یكون ذلك النکاح باطلا فیلزم ان یكون الزوج والزوجة من انین ماداما
 قضا حاصل کی ہی جب کسیکا عقد نکاح کر گیا جواو کی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جو روزانی ہوں جب تک
 نثبت ذلك النکاح وليس هذا الا کثرة محبتہم لل دنیا وقلة مبالا تہم فی الدین فانہم لغلبة غفلتہم عن الاخرة یأخذون القضاء
 اس نکاح میں میں اور یہ حال سہی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پرکامتری کیونکہ یہ قاضی آخرت ہی خوب غافل ہو کر قضا کو رشوت ہی
 بالرشوة ولا یبالون بکونہم ملعونین بلعن رسول اللہ علیہ السلام بل یفتخرون بہ مع ان کثیرا من السلف امتنعوا عن قبول
 حاصل کرتی ہیں اور انکی کچھ پروا نہیں کہ اوہ رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ او سپر فخر کرتی ہیں باوجودیکہ سلف میں اکثر لوگوں فی باوجود نہایت کراہی ہی
 حتیٰ انکروا انکراها بلیغا علی قبولہ فلم یقبلو فضلا عن بدل المال فی اخذہ الا ترى انما حقیقة دعی الی القضاء ثلاث
 قبول نہیں کیا اور انکی اپنی مال خرچ کر شیکا تو کیا ذکر ہی دیکھتے نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی اپنی تین دفعہ بلایا

فاني حتى حبس ضرب في كل مرة ثلاثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى اشأوا وصاحوا بي فشاوهم فقال ابو يوسف
 براكم اي كيا آخر كوقيد بوي اوسم بار تيس تيس كوكي كهاى پير جب جان كا خوف هوا تو كها مين اينى ياونى مشوه ليون پير مشوه كيا تو ابو يوسف في كها
 لو تغلرت لا تنصت الناس فنظر اليه ابو حنيفة فنظر الغضب وقال لواهرت ان اعد البحر سباحة كنت اقد رطيه
 اگر قضايلو تو كوكون كا پرا فامده بوي پير ابو حنيفة في اوكى طرف غصه كيو كركها اگر بچو بيه حكم هوتا كه دريا كو تير كراوتر جاون تو البته بچو قدرت بوي
 مكاني بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذا دعى محمد الى القضاء فاني حتى قيد وحس نيفا وخسين
 ميرى بچو تو كى قاضى بوي پير منته پير ليا اوراوكى طرف كركها اورا سبي طرامام بچو كو قضاى واسطى بيا سوا كركها يهان كك كقيد بوي اورا بچو كركى دن بچو
 واصلطو فقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقدره لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
 بوي اورا چاهر كو قضايلو اورا س باحت برك في اسى لى نمانا كه ابو هريرة سى روايت بوي كه نبى عليه السلام في قضايا جو شخص كوكون پر قاضى هوا
 بين الناس فقد نجح بغير سكين والمرد من النجى في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقى الهم مثلا لا يؤثر
 بيشك بى چهرى فوج هوا اورا دى سى ملوداس حديث مين قتل بى بيشك قتل بغير چهرى كى جيسى نهر چا دينا مشا ظاهرين كچه اثر نين كرا

في الظاهر وانما يؤثر في الباطن بانزهاق الرحم كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر
 اورا طن مين ايسا اثر كراى كه جان نكل جاتى بى ايسى قضا ظاهرين كچه اثر نين كى كيو كركها ظاهرين تورفت اور عظمت بى باطن مين ايسا اثر كراى
 في الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلماعيدل بين الخصمين بلعها ميل في الحكم الى الاصدقاء والا قراء والى من
 كدين هلاك كراى بى اسنى كه قاضى خصمين بهت بى كم عدل كراى بى بلك اكثر حكم مين دوستى اورا قراى كى طرف دارى كراى بى باسنى نصب والى كى
 له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يؤسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
 جس بى كچه واصل كا ققع بياوكى بلاك خوف اور بعضى وقت دلمين رشت لين كا خطره گذر تاى پير جسكا ايسا حال بوي تو ايسى قضاى موت بهتور
 من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصى والقضاء يوقعه في المعاصى فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
 كيو كموت تو معاصى بى لك كراى بى اور قضا معاصى مين ميتا كراى بى پير اگر كى كى حكم حق پر دينا عده فرائض بى

واشرف العبادات لكونه امر بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التوراة
 اور عبادت مين اشرف بى اسنى كمر بالمعروف اور نهى كرا بدى سى بى اورا الله في انبيا كو بيه حكم كياى چنانچه قرآن مين فرما تاى بى اوتارى توريث
 فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال للنبيين عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فلما وجه
 اسمين بهت اورا شفى او سبر حكم كراى بغير اورا بى طر ايسا كم كوفراى بى اوتارى بچو كركها بى كيو تو انصاف كراى كوكون مين پير اس بى
 الاستماع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان
 كك كى كيا وجرى جواب بيه بى كه قضا اگر چه بيا فريضه اور عبادات مين اشرف بى پر فقه كى كتابون مين مذكور بى كه جو شخص

صلح اليه ينبغي له ان لا يطلبه بقلبه ولا يستل به بلسانه فان دعى اليه بلا طلبه قال بعض العلماء يكره له الدخول فيه
 قضا كى كراى بى اوسكا طلب نهوى اور نهى زيانسا اوسكا سوال كراى پير اگر بلا طلب او كى لى مقرر كرين تو بعضى علماء كهت مين كراختيارى قضا مين
 مختار لما روى عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله الى
 بهت كراوه بى اسنى كراش بى روايت بى كه نبى عليه السلام في قضايتا ش كى او سوا كيا تو اينى ذات پر حوا كيا جاتاى اورا جوهر قاضى كيا كيا تو سواى
 عليه مكاسبه فانه عليه السلام اشار في هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويستل به بلسانه فيفرض
 او سبر فرشته تعين كرا تاى بى وه كو راستى پر كهتاى سونى عليه السلام في اس حديث مين بيه اشاره كيا كه جو شخص قضا كو بول تلاش اورا زيانسا سوال كرا تاى توره او كى
 الى نفسه ومن يفرض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء بجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطا
 ذات پر حواله بى اور جسكا امر او كى ذات پر حواله ربا صواب كاره نهين پاتا اسنى كرفس راسى بى نمانا بى اينى بار كو مخالفت اورا مطا كى طرف كراى

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية والاعتصام بطلب القضاء وبسبيله يعتمد علمه وسرعته فيكون صاحب عجب
 كمن يتناهى عن الوقوع في المعصية من سلامة دينه من جهة الله تعالى في طلب الحق في كل وقت من غير علم ولا يقين في كل وقت
 فيعلم التوفيق وأما من يكره عليه فإنه يصير منكسر القلب بالأكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله
 في التوفيق من محروم هو كذا وجب تفضيها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 ومن يعتصم بالله فقد هدي إلى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلجأ إلى الوفاء بوعده
 اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 الصواب ليسرنا الله تعالى علاما مطابعا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان
 صواب من يتبعها تاهي التي يجر عمل مطابق لغيره في لطفه وكرمه سي كسان كره
 من يجوز له الوعظ للناس من لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 جوكو لوكون في لحي وعظ كذا جائز في اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 لا يقص الا ما رواه امورا ومختال هذا الحديث من حسان المصابير ما عني بن مالك وصحله ما رواه ايضا انه
 وعظ من يمان كذا كذا امير لا ما مويا شين في خوراهيه حديث مصابيح كحسن حديث من يمان في خوف ابن مالك في رواية سي اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 قال القصاص ثلثة امير ومختال والقصاص التكم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المارد ههنا والمعنى الذين
 عليه السلام في فرما يا وعظ كمن والي تين من امير اورا امورا وشي كذا اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 يعظون الناس ثلثة احدهم لا صبر وهو الحاكم فان الحكم في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم ما خافوا
 جوكو لوكون كره وعظ كمن تين من امير اورا امورا وشي كذا اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 الماضية ليعتبروا وتأتيهم الامور وهو الذي امره الا صبر بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامر
 تاه كرهت في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 ولا ما مويا من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلب للرياسة بينهم وكبرائهم بقوله وفعله وفيه
 اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 ترجلوا وعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب
 واعظ كمن يمان كذا امير لا ما مويا شين في خوراهيه حديث مصابيح كحسن حديث من يمان في خوف ابن مالك في رواية سي اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يري فيه طاعة وديانة وحسن عقيدة
 اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 باذن له ان يعظ الناس ومن لا يري فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يقع الناس في البدعة والضلال
 او كذا جازت في كره وعظ كمن تين من امير اورا امورا وشي كذا اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
 جيسا اس نمانين هو را في اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم وينزل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا
 سواسي في كره وعظ كمن تين من امير اورا امورا وشي كذا اورا الله كذا سبها رايها في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية
 لا ينزل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد فكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الامتيت
 تاه كرهت في زور يهتدي في قواه كراهية في آزره دل هو كراهية في رضى سبها رايها في اورا الله في قول كل كراهية

في بيان من يجوز له الوعظ

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلب اكثر من مرض الايدان وانما صار كذلك لثلاث علل احدها ان مكان
 اورجواوکی باهری سو بیاری اور دلی دیکه جسمانی بیماری زیادہ ہیں اور یہ حال تین سبب ہی ہو گیا ہی ایک تو یہ کہ جو
 مریض القلب یا بدی کو یہ مریضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
 دیکھا دیکھا ہی وہ اپنی شکل دیکھا نہیں سمجھتا اور دوسرا سبب یہ ہی کہ دلی بیماری کا انجام موت ہی پہلی ظاہر نظر نہیں آتا
 فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباء وتكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
 کہ اور اسکا انجام موت نظر آتی ہی سو ہی طبیعتیں اس سے نفرت کرتی ہیں اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہیں نظر آتا اسلی گناہوں سے نفرت کم ہو گئی ہی
 ويتكلم مرتكبا على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاجه مرض قلبه بل يشتغل بعلاجه مرض بدنه من غير ان كان
 اور گناہگار اللہ تعالیٰ کی فضل پر تنکیر کرتا ہی اور اپنی دلی دیکھ کا علاج نہیں کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر ہی تنکیر کئی کرتا ہی
 على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
 باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فضل دنیا اور آخرت دونوں میں برابر ہی اور تیسرا سبب یہ ہی اور یہہ بڑا سخت دیکھ ہی یعنی طبیب کا ہونا
 فان اطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
 کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہیں سو اس زمانہ میں وہ خود ہی سخت بیمار ہیں یہاں تک کہ اپنا ہی علاج نہیں کر سکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سے کہ وہ
 علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلاك الخلق بل اشتغل الاطباء بقتول الاغواء فليتهم
 اور یہی زیادہ پہل گیا اور علاج جا تا رہا اور خلق مر گئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغواء میں مشغول ہیں کاشکی وہ طبیب
 اذله يصلحوا الى نفسه واكيتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذ انكروا لا يقصدون في مواضعهم الا استمالة قلوب العوام
 اگر علاج نکرے تو دیکھ ہی نہ پڑا ہی کاشکی وہ خاموش ہی کچھ بولو تھی بیشک جب وہ بولتے ہیں تو اس وعظی سوائے لاتی قلوب عوام کی کچھ اور غرض نہیں
 ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة تكثر ذلك لان في الكماع واخف على الطباء فيقتصر الخلق عن مجلس
 ہوتی اور کما سبیل یہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بڑا کہانی ہی کیونکہ یہ ہی کالوں میں لازمی اور طبیعتوں پر ہلکاری بہر خفت مجلس وعظی جب اوشی ہی
 وعظهم وقد استفادوا من يد جراحة على المعاصي وهما كانا الطبيب يكثر ذلك المريض بالدواء حيث يضعه
 تو دیکھ گناہوں پر اور یہی جروت پیدا ہوتی ہی اور جب طبیب ایسا ہوتا تو دیکھا دوا ہی مر گیا کیونکہ طبیب ہی محل دوا
 في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواعيان لكن لشخصين متضادتي الحالة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
 دنیائی بیشک خوف اور رجاء دونوں میں یہ ایسے شخص کی جو ایک ہی بیمار ہوں ہر جس پر خوف استغالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
 الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضييق عليه العيش يكسب سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة
 اور اپنی جان لیاقت سے زیادہ تکلیف میں ڈالی اور عیش تنگ کر لیا تو اسکی خوف کی شدت کو اسباب بجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کر کے
 الله تعالى ليحمله الى الاعتدال وكذا المصير على الذنوب المشتبه بالمتنوع عنها التحكم القنوط واليها اس استغظا
 کہ شکی تاکہ وہ اعتدال پر آجادی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا تو یہ کا آرزو مستند کہ سبب تا امید کا اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت دشت سمجھ کر
 لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطعم في قبول ذنوبه فيتنوب
 جواز ہی عمل میں آئی ہیں تو یہ نکرے ہو ایسی کا علاج ہی یہی ہے ہی ذکر کرنا اسباب رجاء کا اور فراخی رحمت الہی کا تا اسکو موقع قبول توبہ کی پیدا ہو یہ وہ توبہ کرے
 فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحرم
 اور یہاں دیکھ کی ہیں بڑا ہوا معاصی میں لایقید اسکا علاج ذکر اسباب رجاء ہی اور یہاں فراخی رحمت الہی ہی جو یہی ہے ہی چڑھ گیا کہ
 بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا يشبع في ان يذل كوشية الخلق اسبابا دیر الہی و
 شہد ہلایا اور احیاء کی ایک اور جگہ میں مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اس میں خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجاء کا اور فراخی

وهذا أحد الفريقين على الأنبياء وروى أن عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من أهل الحق فقلت
^{اور انبیا} یہ تہمت لینکی یہی حد ہی اور دیکھتی ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامانی یہی بیان ہوا اور اوکی پاس ایک شخص حقانی موجود تھا سولہوی
 الحديث به وقال ان القصبة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
^{اور کسی کو چھوٹا کیا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا ہے یہی کہ اوکی خلاف تلاش کریں کہ لو کسی سوا ہی لہر کچھ}
 وان كانت على ما ذكرت فقد كلف الله تعالى عنها ستر اطل نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
^{اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ فی اسکا اپنی ہی پردہ کر دیا تو اسکا بیان کرنا لائق نہیں ہی} عمر بن عبد العزیز ہی کہا
 لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
^{یہ بات ہم کو سب سے زیادہ محبوب تھی جن پر آفتاب چمکا ہی} اور یہ سہی کہا کہ یہ ایسا قصہ ہی کہ اس میں بہت لوگ پھسل پڑی ہیں اور داود
 في نبي الله داود عليه السلام لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض النقا سيران داود النبي
^{نہی علیہ السلام کو ایسا کہی گئی تھی کہ انبیاء کی حال ہی مناسب نہیں ہی} اور اصل قصہ موافق بعض تفسیرین کی ہوں ہی کہ داود علیہ السلام کی
 سراج امرأة رجل يقال له اوسر يافضال قلبه اليها فساله ان يطلقها فاستحيى ان يردده ففعل قز وجها وهي مسليها
^{جو رو بہ چھو گئی تو اوسپر او نکال دیا گیا سولہوی وہی اور یا کو کہا کہ او کو طلاق دیدی او کو حیا کی ماری سوال رد کیا جب کوئی طلاق دیدی او تو بی گناہ گریا}
 القبي وكان ذلك جائرا في شريعة معتاد ابلين امته غير فعل بالمرقة حيث كان يشل بعضهم بعضا ان ينزل له
^{مردہ کو شریعت بیان علیہ السلام کی تھی اور یہ طریقہ دیکھ کر شریعت میں جائز اور امت میں مروج تھا اور شریعت نہ تھا کہ کسی کو کسی کی بی بی کو پسند آتی تو کسی کو پسند نہ آتا}
 عن امراته فيزوجها اذا اعجبت وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون لهم بالجرين بمثل ذلك من غير تكبر خلا لانه عليه
^{کریا ہی بی بی میری تھی جو مردہ کی بیوی نکاح کر لیتا اور انصار ابتدائے اسلام میں اس طرح کی طعن و طعن نہا جریں کی ساتھ طریق مروت برتنی تھی} ان داود علیہ السلام کو
 لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شأنه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ولبال مر جلاله
^{بسیطت منزلت اور رفعت مرتبہ اور علو شان کی مناسب نہ تھا کہ ایسا معاملہ کریں جو کہ اوکی امت کی او کی کرتی تھی اور وہ ہی ایسی شخص ہی سوال کریں کہ اوکی}
 الامرة واحدة ان ينزل له عنها فيزوجها مع كثرة نساؤه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
^{پس ایک ہی بی بی تھی کہ میری تھی جو مردہ کی بیوی نکاح کر لیں یا وجود دیکھ لی پاس بی بیان بہت تھیں بلکہ انکو یوں لازم تھا کہ جو کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی}
 على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود الا ترك الاول لان وقوع بصره عليه كان من غير قصد
^{اور اس امتحان پر صبر کرنا اس بیان کی موافق تھی جو دیکھتی حق میں یہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہو کہ او کو بوس صورت پر نظر نہ لایا قصہ چھو گئی تھی}
 فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان لا حشر عنده غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
^{سو کہ کچھ گناہ نہیں ہی اور ایسا ہی دیکھنے کی بعد دل کا آجانا کچھ گناہ نہیں ہی کیونکہ یہ سر آدمی کی بس میں آئین ہی} اور یہ تمام عتاب آئی
 هذا العتاب حتى يمت المسئلة بالخصومة عند تمثيل حاله وتقرير ذلك لديه لان الانبياء يواخرون باد في شئ
^{کہ اوکی پاس فرشتی جبرائی ہوئی اوکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسکی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے مواخذہ ایسی ذمہ بات پر ہو جاتا ہی}
 كان منهم مما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من افعال الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي لما دعي
^{کہ اور ونسی کو پھر مواخذہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بات اور دن کی حق میں بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی} کیا معلوم نہیں کہ یونس علیہ السلام فی جب اپنی قوم کو
 قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عبل صبرا ولم
^{ایمان پر بلایا اور انہوں کی تسلیم ہی انکار کیا اور کفر اور عصیان بڑا لگی اور عناد اور سرکش حاکم پہنچ دی بیان تک کہ او کو صبر و شوار ہو گیا} اور
 يطبق على المصاهرة معلم خريم من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من افعال الاعمال
^{فاقبت صبر کی نہی تو دین ہی خدا کی و طعی غصہ ہرگز کر کی دشمنی کی ماری چلی گئی} یہ بات اگر چہ اور مومن کی حق میں عمدہ اور نیک تر عمل

واجباً بالنسبة الى غيره من اجاد المؤمنين لكن لما كان غرضه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
 ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وجس في بطن الحق بمقدار ما شاء الله تعالى والحاصل
 ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبار مطلقاً وعن الصغار عداً لكن يجوز صدور الصغار عنهم
 وهو اولى على سبيل النسيان اولى على سبيل الخطاء في التأويل وتسمى ذلك ذلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد
 اليها كما قال الامام السخري اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عيبتها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
 لانها مأخوذة من قولهم زلت الرجل في الطين اذ لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى المثبات بعد الوقوع
 وان وجد منه القصد الى الشئ في الطريق وانما يؤخذ لان انبياء عليهم السلام لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف
 الاخر ان عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمة فيستحيل صدق
 عنهم وما يوجد ايهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القرآن والاحاديث والاشعار الجوا
 عن تلك القصص جالاً ان ما كان منها منقولاً بالاحاديد يجب ردّه لان نسبة الخطاء الى الرواة اهلون من نسبة
 المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولاً بالتواتر فما دام له محل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل القصة
 وما لا يوجد له محمل على انه كان من قبيل ترك الاولي او من الصغار الصادرة عنهم سيما ما
 بينا في تسميته ذنباً كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة
 داود النبي ولا الاعتذار بكونه ظالماً كما في قصة ادم النبي لانّه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن
 بالنسبة اليهم يعد ذنباً ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظالماً لكونه حسنات لا لبرسيات المقربين ولهذا
 قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهايته لتدبر ما يفطر في ليله
 اهل عرفان كبريائي من جرح شخص الله تعالى سي قسركتاهم اوردين ادسكي همت صرف هوتا كه آتاپيد اركي كرات كورده فطركري

وكان من قبيل ترك الاولي او من الصغار الصادرة عنهم سيما ما بينا في تسميته ذنباً كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة داود النبي ولا الاعتذار بكونه ظالماً كما في قصة ادم النبي لانّه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن بالنسبة اليهم يعد ذنباً ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظالماً لكونه حسنات لا لبرسيات المقربين ولهذا قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهايته لتدبر ما يفطر في ليله اهل عرفان كبريائي من جرح شخص الله تعالى سي قسركتاهم اوردين ادسكي همت صرف هوتا كه آتاپيد اركي كرات كورده فطركري

تکتب له خطیئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برقة الموعود وهذه مرتبة الانبياء
 تروى عن من خطا کتبی جاتی یکره ان یسیر فضل الکی بر بهر دسه کامل اور دوزی موعود پر یقین نہیں ہے اور یہ رتبہ انبیاء

والصديقين والاولياء المقربين **المجلس الثالث والثمانون** فی بیان ان الله یبعث هذه الامة
 اور صديقین اور اولیاء مقربین کا ہی تراوی مجلس اس بیان میں کہ الله تعالى ان یبعث کی لہجہ

علی راس کل مائة سنة من یجدہ الدین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یبعث
 ہر صدی کی سرے پر ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ دین اور سر تو قائم کر دی رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا بیشک الله تعالى

لہذه الامة علی راس کل مائة من یجدہ لہا دینہا هذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ ابوہریرۃ والمراد
 اس امر کی واسطی ہر صدی کی سرے پر ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ دین کو اس سر تو قائم کرے یہ حدیث مصابیح کے حسن حدیث میں ہے ابوہریرہ کی روایت سے ہے اور

من راس کل مائة سنة اولہا من ہجرة النبوة والکرام من تجلید الدین لامة احیاء واندلس من العن بالکتا
 ہر صدی کی سرے ہی صدی کا ابتدائی ہجرت نبوی ہے اور وہیں تیار کرشمی امت کی لہجہ زندہ کر دیتا ہے انی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی

والسنة والامم مقتضاہا فان المبعوث علی راس کامة والمجدہ للدين قبل یلزم ان یكون سرجا لا مشہورا بالعلم
 اور وہی موافق امر کرنا ملوادی نہیں صدی کی سرے پر دین کا مجدد جو ہمیشہ ہو تو کہتی ہیں کہ ضروری کردہ شخص علم میں مشہور اور فضیلت میں

معروف بالفضل مشار الیہ فی الدین وان ینقضی المائة وهو حی ولا یعلم ذلك المجدہ الا بغلبة الظن ممن
 معروف اور دین میں مشار الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہی اور وہ مجدد لہجہ ہم علم میں سی گمان غلبی

خاصہ من العلماء بقرائن احوالہ ولا تنفاج بعلہ اند المجدہ للدين لا بد ان یكون عالما بالعلوم الدینیة الظاہرة
 پس سبقت میں احوال اور اقدارہ علم کی معلوم ہوتا ہے کیونکہ دین کا مجدد ضروری کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم

والباطنة ناصر السنة قامعا للبدعة وان یعمد اهل زمانہ وانما کان التجدید علی راس کل مائة سنة
 اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑنے والا اور ان کا حکم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر صدی کی سرے پر تجدید دین کی اسلمی ہوتی ہے

لا یختم العلماء فیہ غالباً واندلس السن وظهور البدع فیحتاج حیثا لی تجدید الدین فیاتی اللہ من
 کہ اس مدت میں اکثر علماء کہ ہو جاتی ہیں اور سنتیں پرانی اور بدعتیں ظاہر ہو جاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہے سوائہ تعالی خلق میں ہی

لخلق بعض من السلف اما واحد او متعدد افکان عند المائة الاولی عمر بن عبد العزیز وعند المائة الثانية
 بعض تقدیم کی کہ یکساں موعود کر دیتا ہے یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سرے پر تو عمر بن عبد العزیز ہی اور دوسری صدی پر

الامام الشافعی وعند المائة الثالثة ابن شریک والاشعری وعند المائة الرابعة الباقلانی وعند المائة الخامسة
 امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریک اور اشعری اور چوتھی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر

الامام الغزالی وعند المائة السادسة الامام فخر الدین الرازی والرافعی وعند المائة السابعة ابن دقیق
 امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتویں صدی پر ابن دقیق العبد

وعند المائة الثامنة العبد البلقینی والحافظ زین الدین وعند المائة التاسعة الامام السيوطی وعند المائة
 اور آٹھویں صدی پر جرجانی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسویں

العاشرة لم یبتین من هو قال السيوطی ونظیر هذا الحدیث ما ورد ان راس کل مائة سنة یكون عندها
 صدی پر معلوم نہیں کون ہی سیوطی کہتا ہے اس حدیث کی نظیر وہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سرے پر ایک امیر ہوتا ہے

امیر فکان عند المائة الاولى الحجاج الذی عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالی بعمر بن عبد العزیز وکان عند
 سو پہلی صدی پر تاج جانتا جسکا قلم اور فساد ہو گیا سوائہ تعالی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز ہی کی اور دوسری

المائة الثانية فتنة الما من الذي خالطه المعتزلة لمحسنوا القول بخلق القرآن وغير ذلك

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا ما في الاقطار ومن لم يجب فبعضهم

ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خفيفة قبله الى

شي من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بجلوه وهو اول من افق

بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد

حتى خلوا مكة وقتلوا الحجاج في المسجد الحرام قتلادس رجا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجاج اسود

بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقى عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل

من الفساد بل هو اعظم شر من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذ ذكر اسمه في الخطبة و

من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذ ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء

الفرج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا

وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقى بيت المقدس في ايديهم احد

وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة

السادسة خروج التتار وعمو الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم وتختلفوا في البلاد التي استولوا عليها

هم هي من بلاد الاسلام ولا قالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لانشك انهم من بلاد الاسلام لعدم اتصا

بلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليهم والى مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمعة

اجزاء من احكام الكفر في جاري كتي ايسا

قوم تتار في غلبة كرك فساد عام كرك

ما من بلاد الاسلام ولا قالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لانشك انهم من بلاد الاسلام لعدم اتصا

بلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليهم والى مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمعة

اجزاء من احكام الكفر في جاري كتي ايسا

الاعیاد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج اليتمی لاستیلاء المسلم علیها وطاعته للكفره اما صواعده
عبدی که بر بنی اور خراج کالینا اور قاضیوں کا منصب ہونا اور بیعتوں کا کلمہ کرنا یا جزیہ کی ایک روٹھون پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو ان کے خاص
اور فحار عتہ واما البلاد التي علیها ولا کفار فبیعت فیها ایضا اقامه الجمعة والعیدین والقاضی قاضی بتر

یاد دینے کی اور جن شہروں پر کفار کا حکم ہوا سو انہیں بھی جمعہ اور عیدین کا قلم کرنا جائز ہی
المسلمین اذ قد تقر ان بقاء شئ من العلة یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان هذه الدیاس قبل الاستیلاء

سی اسلمی کہ یہ بات شری ہوئی ہی کہ جب تک کہ عتہ باقی ہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہ یقین رکھنی میں کہ یہ شہر قوم تناسک کی غلبہ سی
التتار من دیاس الاسلام وبعد استیلاءهم اعلان الاذان والجمعة والجماعا والحکم بمقتضى الشرع والفتوی ثلثه
پہلی دیاس اسلام تھی اور ان کی غلبہ کی بعد پر لا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتویٰ کی جاری ہی

بلا نکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد العربیہ جہتہ واعلا بیع الخمر واخذ الضرب المکوس برسم التتار
ان کی بادشاہ کو اس میں کچھ نیکواری نہیں پیر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اس کی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شرب کا کلمنا اور چھٹی اور خراج کالینا موافق برسم تبار کی ایسا ہی

کالابنی قریظہ فی المیدنة بالجمہود وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلة رسول الله علیه السلام ومع ذلك کالامتن
جیسی ہی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تھی اور بتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم یعنی تھی

بلدة الاسلام بلا ریب ان من قال منهم اناسلم وشهدا بکلمتی الشهادة یحکم باسلامه لکن فی الخلاصة شئ لا یجیب
دار الاسلام تھا ہر بیشک جو شخص ان میں سے کسی ہی مسلم ہوں اور دونوں کلموں شہادت کی گواہی دی تو اس کی اسلام کا حکم ہو گیا لیکن حکامین ایک مسئلہ ہی ممکن ہی

طیما وھی ان اهل بلدة اذا کانوا یذعنون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القرآن ومع ذلك یعبدون الاوثان
اطاع دینی چاہی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑھتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور شہادت پرستی کرتی ہوں

فاغار علیهم المسلمون وسبوتهم واما انسان ان یشتری من قتلک السبا یا ان کانوا یقرءون بالعبودیة لملکهم جاز الشراء
پھر مسلمان اور پھر عات کر کر گرفتار کر لائیں اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی کی خریداری کا لہ کرے تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا

وان لم یکنوا مقربین بالعبودیة لملکهم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیان فی فتاواه
اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خریدنا عورتوں اور بچوں کا جائز ہی بڑی مردوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی

لانهم لما اقرءوا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا مر تدرین فیجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا یجوز استرقاق کبار
اسی کہ جب انہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور پھر بت پرستی کی تودہ مرتد ہوئی تو بیکے عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں

الا ان یکنوا مقربین بالعبدیة لملکهم فیجوز استرقاقهم فاذا ملکهم السبا یجوز له بیعهم وکان عند المائتة
ان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قاضی ہوں تو اب ان کا بھی غلام کر لینا جائز ہی جب قید کر لیا اور ان کا مالک ہوا تو ان کی بیع ہی جائز ہی اور ساتویں

السبعة اراء وقضاء عظیمیان فی دیار مصر والشام بحیث اكلت الحبوب والبغال والکلاب کان عند المائتة النامنة فقتل
صدی پر قتل گرائی اور دیا دیار مصر اور شام میں اس قدر ہونے لگے کہ ہر اور شجر اور کئی کہانی اور آٹھویں صدی پر فتنہ

تم لک واما المائتة التاسعة فقد قال العلامة الناصر لا اشک ولا ارباب ان فتنہ المائتة التاسعة هی فتنہ السلطان
تیسویں لک کا اور نویں صدی پر علامہ ناصر کی کہتا ہی کہ اسمیں مجھ کو کچھ شک اور شبہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سلیم خان وحر وبع مع آخره وقتله اباہم واولادہم ثم حر وبع مع صاحب الشرف وکسرہ وقتله ولحق بلادہ ثم اجتمع
اور ان کی اطامیان برائیوں سی اور ان کی اولاد کا قتل کرنا پیر ان کی جنگ و جدال صاحب الشرف سی اور اس کا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چھین لینا یہ

بمسکو مصر قتل سلطانہا واکابر امرعہا ثم دخلہ مصر وفعله فیما امر اهلہا ما فعل وفی المائتة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتھ جمع ہونا اور ان کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیرون کو قتل کرنا پیر مصر میں جا کر ان کی باشندوں کی ساتھ جو حکم اور دسویں صدی میں بہت سی

کثیرة متوالية غیر منقطعة الى الان حتی کان اهل الاسلام یعامل بعضهم مع البعض معاملة الکفار فی قتلهم
 بیانی پیدا ہوئی جو آج تک جی آتین بیان تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی نسبت کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کر ہی سیکو مارتا ہی
 بعضا وقت وی عن جریر بن عبد الله علیہ السلام قال فی حجة الوداع لا ترجعن بعکم کفار ایضاً بعضکم بعضاً بعض
 اور جریر ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی حجة الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کرے
 یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضهم بعضاً ولا تشبهوا بهم ای بالمؤمنین فی قتل بعضهم بعضاً ولا یکن افعالکم شبة
 مراد یہ ہے کہ یہ کفار کا جیوں ہی کو کوئی سیکو مارتا ہی سوئم مؤمن ہو کر آپکی غلہ دینے میں اوکلی مثل نہو جانا اور تمہارا جیوں مسلمانوں کی
 بافعالہم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکر انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان فحل احدهما السلام علی
 قتل میں اوکلی افعال ہی نہ ملنی لگی اور ابوبکر ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں یہ کوئی ایسی سی بات نہ ہوتا
 اخیه فہما فی وجوبہم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاھا جمیعاً فان القاتل یدخلھا بفعله والمقتول یدخلھا بسبعہ
 تو وہ دونوں درخ کی بیچ میں جیکے ہی مار کو قتل کر دیتا ہی تو وہ دونوں میں حاتی میں قاتل تو ابوبکر مار کر دو زخمین جاتا ہی اور مقتول ایسی سی بات ہی قتل کی سی ہی
 فی قتل اخیه کما الحاب بہ النبی علیہ السلام فی حاشی آخر وہ ابوبکر ایضاً انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان
 دو زخمین جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام فی ایک صحیح حدیث میں دیا ہی وہ ہی ابوبکر ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب دو مسلمان توار لیکر
 بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابوبکر قلت یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حربیاً
 مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں ہی میں ابوبکر کہتا ہی میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہ ہے ہی ایسی ہی ہائی
 علی قتل اخیه وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال باءروا بالاعمال فتناکم فی الظلم یصم الرجل مؤمناً او کافر
 تقرر یہ طریق ہوتا اور ابوبکر ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جلدی کرو اعمال کی قوتوں پر جیسی کلمی انہ میری رات کی طبع کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو
 کافر او میسی مؤمناً ویصم کافر یا یہیم دینہ بعض من الدنیا فکانہ علیہ السلام قال سبائی فتن کا دلیل المظلم لا یفر احد
 کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بھوس سبب دنیا کی کچھ لگا سگو نبی علیہ السلام فی فرمایا اب نزیکین فتنی آدمی جیسی اب میری رات
 طریق الخلاص منها ولا یقدر صاحب العزم علی محافظۃ الوظائف والافات فیما فاسر عیالہ اعمال الصالحات قبل ان یاتیک الفتن
 سیکو شخصی کا رستہ نہ ملے اور وہیں صاحب عزم کو قدرت ہی فتنہ وظائف اور اوقات کی تربیتی سوجدی کرو صالح اعمال میں اس ہی پہلی کہ تیر فتنی آجادین
 از عند مجیئہم لا یخلوا ما ان یقتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منہما دم الاخری والہا فیکفر بہذا الاعتقاد واما
 کیونکہ جب فتنی آدیتی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ آتی یہی لکھی ہے ایک دوسری خون اور مل حلال سمجھی گاسوس عقیدہ ہی کافر ہوو لگا اور
 ان یفل الفسقة ویریقون دماء المسلمین ویأخذون اموالہم بغیر حق ویزنون ویشرکون الخمر ویلبسون الخمر ویعتقدون
 یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کریں گی اور حق اوکلی مال چھین لیں گی اور نہ انکرین گی اور شراب پیوین گی اور حریہ شینگی اور اعتقاد کریں گی
 انہم علی الحق ویفتیہم بعض علماء السوء بجواز افعالہم ورتبہا یقتلون السادق ویصلبونه باعتقاد جوار قتلہ
 کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بداد کو فتویٰ دیں گی کہ یہہ افعال جائز ہیں اور بعضی وقت جائز سمجھ کر جو کو قتل کریں گی اور سولی چڑاویں گی
 وصلبہ ویکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حدہ قطریدہ لقلہ تعالیٰ والسارق و
 اور اس ہی اعتقاد ہی کافر ہو جاویں گی پہلی کہ جو کہی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ جو کہی حد ہاتھ کاٹنا ہی بدین سبب آیت ہے اور جو کہی چھوڑ دے
 السارق فاقطعوا الیدین ما ولسن فذلک لا وقوع ما روی عن عبد الله بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان
 یا عورت تو کاٹ ڈالو اوکلی ہاتھ اور یہاں دقت کاظم ہو ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک
 اللہ تعالیٰ لا یقبض العلم انتزاعاً کانتزاعہ عن العباد وکن یقبض العلم یقبض العلماء حقاً الذالم یبق عالمنا انتزاع المناہس
 نہ علم یوں نہیں اوٹ لیا جاتا کہ اس کی دین ہی نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹ لیا جاتا ہے تاکہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ چاہو کر سردار دنیا میں کی

مرا وساجد لا فستلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا یقبض
 جب اوسى پر چمن کی توفہ جہالت سی فتویٰ دینگی پہر پہر گمراہ ہوگی اور انکو گمراہ کرے گی جسک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علمکو
 العلم من بین الناس علی طریق محوہ من صدر العلماء ورفیع من بینہم فی السماء فان ذلك وان كان جائزاً فی قدرۃ
 لوگون میں سی یوں نہیں قبض کرے گا کہ علماء کی دین سی بہلا دیوی اور انکی اندری آسمان پر لپی او کیونکہ اس طرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی
 اللہ تعالیٰ الا ان هذا الحدیث یدل علی عدم وقوعہ بل الواقع انہ تعالیٰ یقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانہ تعالیٰ
 پر یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یوں نہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علماء کی روحیں قبض کرے گا کہ وہ ہٹا لینگا اور جب اللہ تعالیٰ
 اذ قبض ارواح العلماء ولم یترك عالماً یبقی الجہال فیتخذہم الناس لكونہم فی زی العلماء قضاء ومفتین فیقبض قاضیہم
 علماء کی روح قبض کرے گا اور عالم چھوڑے گا تو جہل باقی رہ جاوے گی سو لوگ انکی سند پکڑے گی کیونکہ وہ جہل علماء اور قاضی اور مفتین کی صورت ہوگی پہر پہر گمراہ ہوگی
 بغير علم ویفتی مفتیہم بغير علم فیکونون ضالین ومضالین قال لذلک میرا هذا الحدیث یبین ان المراد بقبض العلم فی الکتاب
 قاضی بدون علم کی حکم جاری کرے گا اور مفتی بدون علم کی فتویٰ دے گا سو پہر گمراہ ہوگی اور انکو گمراہ کرے گی دوسری کہتے ہی یہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی ادبہ جانی سی اور احادیث
 المطلقہ تیس محوہ من صدرہ حفاظہ بل معناه انہ یموت حكمة ویختزن الناس بعد وساجد لا یحکمون بحجہ التہم ویفتون
 مطلقہ میں یہ نہیں ہے کہ حافظوں کی سینہ میں سی محو ہو جاوے گا بلکہ یہ ہے کہ حافظ سب جہل ہو کر گمراہ ہو جائیں گے اور سراسر بنالین کی وہ اپنی جہالت سی حکم دے گی اور اپنی جا
 فیضلون ویضلون قال القرطبی معنی الحدیث ان اللہ تعالیٰ یقبض العلماء ویبقی الجہال الذین یتعاطون مناصب العلماء
 فتویٰ پہر گمراہ ہوگی اور انکو گمراہ کرے گی قرطبی کہتے ہی حدیث کی یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علماء کو ادبہ لینگا اور ایسی جہل باقی رہ جاوے گی کہ علماء کی سب فتویٰ
 فی الفتی والنظیم فیفتون بغير علم ویعلمون من غیر علم ویبشش الجہل وقد ظہر ذلك ووجدہا اخبار النبی علیہ السلام فکان
 اور تعلیم آپ لینگے پر بغير علم کی فتویٰ دے گی اور بغير علم کی سکھاوے گی اور جہل ہیں جاوے گی اور بیشک ظاہر ہو چکا ہی اور نبی علیہ السلام کی جو خبر دی ہی سو پائی گئی
 دلایا من ادلة نبوتہ خصوصاً فی هذه الازمنة غیر انجاء فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفعہ هو العمل
 سر یہ ہی دلائل نبوت میں سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ میں انتہائی کثرت میں ابوالدرداء سی روایت ہے ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اور نہ جاوے گا
 حیث قال کنا مع رسول اللہ علیہ السلام فتنصص بصرہ الی السماء ثم قال هذا وان یختلس فیہ العلم من الناس حتی لا یقدر روا
 چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتھ ہی اور آپ فی آسمان کی طرف دیکھا پہر فرمایا یہ وقت ہی کہ اس میں لوگون سی علم اوچک لینگے اتنا کہ کچھ قدرت ہی
 فیہ علی شئ فقال زیاد بن لیسد الانصار ی کیف یختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولتقرأئنا نساءنا وابنائنا وفقاً للکتاب
 زیاد بن لیسد انصار کی عرض کیا ہم سی علم کھو کر اوچک لینگے اور ہم قرآن پڑھتے اور انصار اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑھائیں گی نبی علیہ السلام فی فرمایا
 ککلتک امک یا زید ہذہ التورۃ ولا یحکم علیہم ولا انصار ی فماذا اتعفی عنہم وظاہر هذا الحدیث یدل علی ان الذی
 ہی یزید بن کعب بن ربیعہ یہ توریث اور انجیل یہود اور انصار کی پاس ہی پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یوں دلالت کرتی ہیں
 یرفعہ هو العمل لانفس العربی خلاف ما ظہر من الحدیث السابق فانه صرح فی رفع العلم وقیل لا تتابعہ بینہما فان العلم اذا
 کہ عمل اور نہ جاوے گا خود علم نہیں جاوے گا برخلاف اول معنوی جو پہل حدیث سی معلوم ہوتی ہیں بیشک اوس سی علم کا ادبہ صریح معلوم ہوتا ہی اور بعض کہتے ہیں ان دونوں میں کچھ
 ذهب بہ الی العلماء یخلفہم الجہال ویفتون بالجہل ویعل بہ فیدہب العلم والعمل وان کانت المصاحف والکتب بایدی
 مرفی ہی علم جائزہ اونکی بعد جہل رہے گی اور جہالت سی فتویٰ دے گی اسی پر عمل ہووے گا بہر علم اور عمل دونوں ہی اگرچہ قرآن اور کتابیں لوگون کی سامنی دہری رہیں
 الناس کما کان کذلک اهل الکتابین وکذلک قال النبی علیہ السلام لزیاد ککلتک امک یا زید ہذہ التورۃ ولا یحکم
 جیسی ظل دونوں کتابوں والوں کا ہی اور اسی ہی نبی علیہ السلام فی زیاد کو فرمایا جھکو تیری ماری یہ توریث اور انجیل یہود اور
 عندا لیمود والنصار ی فماذا اتعفی عنہم فان علماء ہم لما انقضوا خلفہم جہالہم وخالفوا الکتاب وحر فہو امعنا
 انصار کی پاس میں یہ کہا فائدہ سی کہ انکو اونکی علماء جب گمراہ ہو گئے تو انکی پیچی جہل رہے گی اور انکی پیچی برخلاف انکی کتابیں نہ ہوں گی

مفتی

در کتاب فی جہالتی

در کتاب فی جہالتی

فعلوا بالجميل وافقوا بغير صلوة فارفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا سئل
 اور جس پر عمل کیا اور بغير صلہ کی کوئی دلیل پر علم اور عمل دونوں جاتی رہی اور کتاب میں اس کی پاس بیٹھا نہ دہری کا کہیں
 اللہ تعالیٰ علامہ موفق الرضائہ المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
 من موافق ابني رضا کی سہل کر

بدا به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول الناس بالله تعالى من بدأ بالسلام هذا الحديث من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولیٰ نزدیکی اللہ تعالیٰ کی وہی جو سلام پہلی کری یہ حدیث
 حسان الصابري واهل ابوابه وصحة ان احق الناس برحمة الله تعالى ولقرهم اليهم من بدأ بالسلام
 مصابيح کی حسن خطبوں میں ہی اور امام کی روایت میں ہی اس کی معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے پہلے رحمت الہی کا اور رحمت کی بہت نزدیکی جو سلام پہلی کرے
 وظاهر يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لا فرق
 ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیشک بعض علماء کا یہ ہے یہی اور بعض کہتے ہیں کہ سلام افضل ہے کیونکہ جو

والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى والذحييةم تحية فحيوا باحسن
 سلام کا فرض ہے اور سلام سنت ہے سو فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہے اور جب مگر دعا دی گئی تو تم ہی دعا دو اس کی بہتر
 منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
 یادہ ہی کہوا بلکہ اگر اس آیت میں دونوں لفظ فحیوا اور ردوا امر ہیں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہے یہ رد سلام واجب ہو دیکھا ہے

على وجه التغيير الزيادة على السلام بنكر الترحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام
 سلام پر زیادہ بڑھائی میں اختیار ہے ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری یہ جہنمی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک
 يكون ذلك الغير تحمیل في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة البركات والبركات معا او يقول
 تو دوسرا رد سلام میں غنائی نہیں کہ علیک السلام اور رحمت اللہ رحمت اور برکت دونوں پر اگر جواب دی یا نہ دی

وعليك السلام بغير زيادة شيء منها وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رد
 علیک سلام دون میں سے کچھ نہ بڑھادی یا نہ تو فرض ہے اور زیادہ کرنا افضل ہے اور رد سلام سے یہ ہر دو نہیں ہی کہ رد و نہ
 عليك سلام بل المراد به كون الجواب قد لا السلام فان اقل ما يتلوه به سنة السلام اذ اسلم على واحد ان
 علیک سلام کہدی بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب برابر سلام کی جو بیشک کسی کم حسن ہی سلام کی سنت (ازا ہو جاوی جب کہیکو سلام کری تو یہی ہے

يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بالتثنية يصح لان احدهما يقوم
 کہ سلام علیک ہی حرف تعریف میں الف لام ہی اور اگر یوں ہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میں کی تثنیہ کی ساتھ تو یہی درست ہے کیونکہ ایک سہری
 مقام الاخر فبدونها لا يصح ولا يكون سلاما والا فلي ان يقول في السلام على الواحد السلام عليك بحرف التعريف
 جگہ ہو جا تا ہے اور دونوں یعنی تثنیہ اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام میں ہوتا اور یہ تثنیہ کی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہا سلام علیک ساتھ تعریف کی

او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتثنية مع ضمير الجمع فيها ليكون سلاما عليه وعلى ملكتك لان المسلم لا يكون
 یا سلام علیک بدون حرف تعریف کی بلکہ میں کی تثنیہ ہی دونوں صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ اوپر اور اس کی فرشتوں پر سلام ہو جاوی اسی کی کہ مسلمان اکیلا کہی نہیں
 وحده بل يكون مع على اصح لا قائل خمس من الملائكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
 ہوتا بلکہ اس کی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتے ہوتی ہیں ایک تو بائیں طرف جو نیکیاں کہتا ہے اور ایک دائیں طرف
 يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخبر وواحد وراءه يدفع عنه المكروه وواحد عند ناصيته يكتب ما
 جو برائیاں کہتا ہے اور ایک سامنے جو خیرات کی ہدایت کرتا ہے اور ایک پیچھے جو مکروہات سے بچاتا ہے اور ایک پشتانی کی پاس جو درود کو

یصلی علی النبی علیہ السلام ویبلغه ایاہ فیمنی فی السلام ومن یدخل بیتی یتقبلہ ان یسلم علی اهل کاف
 کلمتہ ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑی اور ان کو پہنچا تا ہی سوائے ہی کہ ان کو نبی علیہ السلام میں شامل کریں اور جو شخص ہی کہ میں جاؤ تو مستحب کیا ہی اہل ہوں کہ
 احق بالسلام من غیرہم وقد روی عن انس بن مالک علیہ السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اہک فسلم علیہم ینکون
 برکتہ وہ اور ان کی نسبت سلام کی زیادہ مستحب ہیں اور انس ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا ای بی جب تو اپنی اہل پاس جاؤ تو ان پر سلام کرو
 بركة عليك وعلى اهل بيمتك وذكر في فتاوى قاضيان ان من لم يلبس ثيابا من اهل البيت عليه السلام ان يستأذن قبل
 تجسده پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیان میں مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اس پر واجب ہی کہ پہلی سلام کرے اگر اجازت
 السلام ثم اذا دخل یسلم ولا ثم یتکلم وان کان فی الفضا یسلم ولا ثم یتکلم وحکی عن بعض الصالحین علی ما ذکر
 ملک کی پہلی بار چلنے جاؤ تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان میں ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعضی صحابہ کی حکایت ہی چنانچہ
 فی یستان العارفين ان واحدا من اصداقہ استقبلہ وقال کیف اصبحت فقال له الرجل الصالح وبعثک ہذا
 بیتہ العارفين میں مذکور ہی کہ ایک دوست سامنی ہی گیا کہی گا مزاج اچا ہی اور مرد صالح ہی کہا افسوس تجھ کو یہ کیا کہا
 فہذا قلت السلام علیکم فیکون لک عشر حسنات وارسد عليك فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
 اول یہ کہیوں نہ کہا اس کو ہم علیکم کہ تیری ہی دس نیکیاں ہوں میں پہر میں جواب دیتا تو میری ہی دس نیکیاں ہوں میں اور جب بیس نیکیاں جمع ہوں میں
 حسنة یرجی عند ذلک نزول الرحمۃ وحصول المغفرة واما الانحاء فمکرہ فی کل حال لکل احد لما روی عن انس ان
 تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور راہ چکنا سو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس ہی روایت ہی
 ہر جا قال یا رسول اللہ الرجل منا یتقی اخاہ ینحی لہ قال لا قال النبی ہذا الحدیث صحیح لم یات لہ معارض
 نہ یہ شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سی جسا ہی بیٹائی ہی ملتا ہی تو کوئی ہی چکی فرمایا نہیں نوری ہستای یہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض نہ ہی
 ولا مصیر الی مخالفتہ ولا ینبغی ان یغتر بکثرة من یفعلہ فمن ینسب الی علم وصلاح فان الاقتداء لا ینکون الا
 حدیث نہیں ہی اور نہ ہکا نا کی مخالفت کا اور نہ راوی نہیں ہی کہ بہت ہی علم اور صلاح والوں کو چکن دیکھ کر دہکا کہا جاوین کیونکہ یہ حدیث ہی علیہ السلام ہی کی ہی میں
 بالنبی علیہ السلام لانہ تعالی قال واما انکم الرسول فخذوہ واما انکم عنہ فانتہوا وقال فی آتہ اخری فلیحد لک
 اسلمی کہ اسہ تعالی فرماتا ہی ہر جو دی محمول رسول سولیلو اور جس ہی منع کری سو چھوڑ دو اور ایک اور آیت میں فرمایا سورۃ قمر میں جو لگتی
 یخافون عن امرہ ان تصیبہم فستة اویصیہم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معناه اتبع طر
 خوف کرے میں اسکی حکم کا کہ پڑی اور نہ کچھ خرابی یا نہ بھی او کو دیکھ کی بار اور فضیل بن عیاض ہی ایک بات کہی ہی اسکی یہ معنی ہیں ہر بات کا مستحب
 الہدی ولا یضرب قلۃ السالکین وایاک وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة المالکین واما المصافحۃ فسنۃ عند التلا
 اختیار کراد کر چلنی انسی کچھ ضرر نہیں ہی اور مگر ہی کی رستہ سی بچتا رہ اور الکیں کی کثرت سی دہر کہ میں نہ آ اور مصافحہ سولتی وقت سنت ہی
 لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین ینتقین فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا ویستحب
 کیونکہ اس روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ طبع اور مصافحہ کریں مگر جدا ہونی ہی پہلی بخشش جاتی ہیں اور مستحب ہی
 ان ینکون معہا بشاۃ بالوجه وودعاء بالمغفرۃ لما روی عن البراء رضی اللہ عنہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقیا
 کہ مصافحہ ہی ساتھ چری پر خوشی کی آثار ہوں اور مغفرت کی دعا کیونکہ راہی یہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
 فغفر لہما وروی عن ابی ہریرۃ عن النبی علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فصافحا
 ہر سالہ کرے میں اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہیں تو انکی گناہ و گنہ کی بیچ میں چھڑ پڑتی ہیں اور اگر وہی میں ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
 حمد لله العالی واستغفرہ غفر الله لہما فی حدیث اخری رواہ انس بن مالک علیہ السلام قال ما من عبدین متحابین
 اسہ ہی کہ اگر میں او سے حضرت ملاگتی ہیں تو اسہ دو کو بخشہ دیتا ہی اور ایک بار حدیث میں اسکی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا نہیں کوئی دو شخص ملے ہی دوست

وَاللّٰهُ يَسْتَقْبِلُ اَحَدَهُمَا الْاٰخِرَ فَيُصَافِيهِ فَيُصَلِّيَانِ عَلٰى الْاَلْوَيْفَتِ رَاقٍ حَتّٰى يَغْفِرَ لَهِ مِنْ ذُنُوبِهِمَا مَا تَقْدُمُ

منها وما تأخر وهذا المصاحفة يكون من تمام السلام بينهما السلام والله عليه السلام قال انكم تنكبوا عنه المصاحفة

اور جو ہونگی سب بخشد تباری اور یہ مصافحہ ادین سلام کی تائی ہوئی ہی اسکی کردار ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تائی تباری آپس کی مصافحہ کا نسخہ

اور تحریکی راہ دی لودھا اصل دلیں سلام کی یہ بہت ہی اسی ایمان والوں سے جا یا کرو کسی کی گہروں میں اپنی گہروں کی ہوا جھکتے ہوئے

وَسَمِعُوا عَلَى أَهْلِهِمْ هَذَا كَمْ خَيْرٍ لَكُمْ إِنْ لَا اسْتَيْدَانُ وَالتَّسْلِيمُ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَدْخُلُوا الْبَغْيَ وَنَحْيُ الْبُجَاهِلِيَّةَ كَانَ
 كَوَادِرَ لَكُمْ وَطُغْيَانُكُمْ وَتَهَارِي حَقِّكُمْ مِنْ بَيْنِ أَجَازَتِ بَيْنِي وَأَوَّلَكُمْ كَمَا تَسْتَأْذِنُ مِنْ هِيَ بِيْتَرِي كَمَا تَحْكُمُ كَسْرُ جَاوَادِ جَاهِلِيَّتِ كَمَا سَمِعُوا مِنْ بَيْنِ تَابِ

الرجل منهم اذا دخل بيتا غير بيته قال حيثكم صباحا وحييتكم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته في الحجرة

وہ جس کو کسی شخص سواری اپنی بہری اور کسی کہہ جانا تو ہستائیں لی جیہ کیا پھر صبح کو اور تحیہ کیا تا م کو
 رئیس قاتانہ کو کہہ دیا کہ جو دلی ساتھ اپنے

وہ روی انہر جلا قال المنی علیہ السلام استاذن علایم قال نعم قال ابن الاثیر لہما غیہ استاذن کلما دخلت

خود دوستی که ایک شخصی بنی علیه السلام سی پو چا کیا ساسی بی اجازت لیا کردن فرمایا ان عرض کیا او کی اس کو می خدمتکارا بجز میری نہیں ہی پو چا کیا جب

[illegible]

المدة ان تذكروا واطو تعلموا اما الحبيب لكم فان لم تجدوا فيها احدا ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى ياتي من

يَا ذُنُكُمُ الْفَانِ الْمَانِعُ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى الْوَقْفِ قَطْبِلْ وَعَلَى مَا يَخْفِيهِ النَّاسُ تَادِدُكَ مِنْ أَنْ تَتَحَرَّفَ فِي مَلِكِ الْغَيْرِ خَيْرُ

چارت رینی والد ایجاد کیے کی فکر رکھ اندر کی جانی سی کچھ یہی نہیں ہی اطلاع عوارض فقط بلکہ اطلاع دہی جو کہ عادت کی طرف توجہ دینا کہ میں بھی نفوس را عبدی جبرئیل میر
 فزہ حادہ مستثنیٰ ما عضمہ حق و غرقا و کان فہ منک و نخبہا فان قبلہا و جمعہا فایہو ہو

جائز کی حرام ہی استیثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم چنانچہ دُوبی سیڑا و حین کوئی بات نہ ناف شرع ہو سانسہ لگی اور اگر تو کسی کہ ہر جاؤ تو ہر چو

ازی لکم ای الرجوع اظہر لکم والنعیم لدینکم فان من یدخل بید یبغی ان یتسلط علی من دینہ فان لکم
اسی من خوب تہراسی ہی تہاری یعنی ہٹ جا تا تہاری ہی طہارت اور دین من مفیدی بیشک جو شخص کسی گمراہین جاوی تو وہ کو ایسی ہی کلمہ والہ نہ پرستاید بھی ہو اگر نہ

وہ کہ ایک مسلمہ علیٰ نفسہ بان یقول السلام علینا وعلیٰ عبد اللہ الصالحین لانہ تعالیٰ افاضہ رحمۃ بیہا فسموا
 کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ہر صاحب خانہ کو گنجی گھر دارین و

عَلَى نَفْسِكَ فَإِلَايَةَ تَقْضِيهِ دِينَ الْأَمْرِ مِنْ جَمِيعِهَا وَهِيَ التَّسْلِيمُ عَلَى أَهْلِ عِنْدِ وَجْهِهِمْ وَعَلَى نَفْسِهِ عِنْدَ عَدَمِ

سلاہ کبریٰ اور پیرپنایت سی دو نام لاس میں بھی سلام لرا اچھا ہے پیر کمال جو بود ہون اور پنی اور پنی ہو

اور کہ تم حسینؑ کا جواں دانا ہو جاؤ اتنا ہی دھلیک سلا

لأن أنوار في التبرع البرد مع أنوار فاد التبرع لا يعبد له ولا يستقط الفرض بل منه واجبات سددها من يقبل سدها

عليه السلام و بر كانه ما روى انه عليه السلام قال من قال الحمد لله

الشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن أبي بكر

السلام عليكم ورحمة الله عليه كتب له عشرين حسنة ومن قال السلام عليكم ورحمة الله وبركته كتب له ثلثون حسنة عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان في السلام عشرين حسنة وفي ضم البركات اليها اثنتان حسنة وهي النهاية لا نظامها للجميع فنون المطالب التي هي السلا عن المضار ونيل المنافع
 وادواها ونماؤها ولا ينبغي ان يتراد على ذلك كما روى عن ابن عباس انه قل لكل شيء منتهى ومنتهى السلام البركات
 ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد لما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته بمقدار ما يحصل به الاسماع
 فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم الشيء العلم به فاذا
 لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فرضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته بمقدار
 ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه
 حتى لو لم يكن اشاء ومن يسلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركهم كلهم يكونون ائمة وان تركه
 بعضهم يسقط الفرض عن الباقيين لكن لا فضل ان يرد عليهم ولو كان فيهم صبي ولم يردده الا الصبي لا يسقط
 عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخرج بعد رد الاول
 لمن سلم على واحد واسمعه سلاما وتوجه عليه الرد بشرطه فلو تردد ان يجعله في احد منه فيقول امراة من حق
 ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقيين لان السلام سنة على الكفاية
 كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روى عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مرقوم يقوم فسلموا
 اجزاءهم واذا ترد واحد منهم اجزاءهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعهم سلام واحد يكفي سلاما
 او اثنين سلام عليك كراي تو سبكو كافي هي اورا اگر ایک شخص جواب دیدی تو او کی طرفی کافی ہی اورا اگر ایک شخص جمہوری جماعت کی پاس دی تو سبکو ایک سلام کر کے سب پر

کافی سلام کر دینا

على جميعهم وما مراد من تخصيص بعضهم فبواب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن مراد منهم فبواب
 اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہ وہی اور جواب دی کہ فی ہا اگر ایک شخص جواب دے ہی پہر اگر او نہیں ہی کسی اور ہی جواب دے ہی
 وان كان جمعا عظيما لا ينشر فيهم سلام واحد كالجامة والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذ شاهد
 اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہاں پہلے پہر یکجا جیسے مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہی کہ اگر کو سلام کرنا جاوی جس ہی تھا جاوی
 ويكون من ديار حتى السلام في جميع من سمع فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيهم لو لم يسمع
 اور حق انکی سلام کا اور اگر چیکجا جو جو سن لیگی پہر یہ شخص اگر نہیں بیٹھا چاہی تو کسی دوسری سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقرین کی
 من الباقرين وان اراد ان يجلس فيهم لو لم يسمع سلاما فقيه وجها ان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت
 جنہوں کی سلام نہیں سنا اور اگر تو قوم میں بیٹھا چاہی جنہوں کی سلام نہیں سنا تو سمین دوسرے میں ایک یہ کہ سنت سلام انکی حق کی پہلوں پہر ہم کرنی ہی
 على اولهم لكونهم جمعا واحدا فلما نادى السلام عليهم يكون ادبا وتوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
 اور ہو چکی کہ ہر سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر کسی انکو ہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ یہی کہ سنت سلام انکی حق کی جگہ اسکا سلام
 من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الركب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
 نہیں پہنچا باقی ہی اور سناؤں یہہ ہی کہ سوار پہر سوار کو سلام کری اور چلتا ہو لیتھی کو اور چھٹا بڑی کو اور چھوٹی جماعت
 على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الركب والكثير على القليل والكبير على الصغير ليكره بل يكون تركا لسا
 بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی زیادہ فی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت فی چھوٹی جماعت کو اور بڑی کو سلام کرنا نہیں ہی بلکہ حق یہ کہ
 يستحقه من سلام غيره عليه ومن قرأ القرآن لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
 دوسرے اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اسکو سلام کرنا نہیں چاہنی تاکہ تلاوت نہ رکدی پہر اگر کسی
 سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه الى اللبث ومن مر على من اتى
 سلام کیا تو بعض کہتی ہیں اور سیر جواب واجب نہیں ہی اور بعض کہتی ہیں واجب ہی فقیہ ابواللیث فی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ہی پاس پہنچا
 الخراء وهو يتغوط اوسول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم قال ابو حنيفة وفيهم عليه بقلبه
 جو بیٹھا تھا میں یا نہ تھا نہ پہر تہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہی کہ اس حالت میں اس ہی سلام علیک کری پہر اگر کو سلام علیک کی تو یہ خفیہ کہتی ہیں کہ دل ہی چاہا
 لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
 دی زبان کی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہیں نہ دل ہی نہ زبان کی اورو نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہیں ناخج ہو کر جواب دی اور
 لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب في الخطبة لا يجبل الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
 خطبہ کی وقت کسی ہی سلام علیک کری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ میں ہو تو سننے والی چھوٹا جب نہیں ہی اور جو شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا
 ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم ثم يرد عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
 پہر جانی نکالو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی انکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب کوئی مجلس میں آوی تو سلام کری
 فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى بالحق من الاخرى قال الامام ابو حنيفة ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
 پہر اگر کھڑا ہو دی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہیں ہی دوسری ہی امام نووی کہتی ہیں ظاہر اس حدیث کا یہوں چاہتا ہی کہ جماعت کی
 الجماعة مع السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارس قدم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
 ذمہ جواب سلام کا اس شخص پہر واجب ہی جس ہی سلام کیا تھا اور جواب دہ ہی اور بعضی علماء کہتی ہیں بعض لوگوں کو سلام کرنا عادت بڑی ہوئی ہی
 مفارقة القوم وذلك دعه يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الافتراق وانكره فقوا
 جب جماعت ہی جدا ہوں اور یہہ دعا ہی انکی ہی جواب یہہ ہی سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہیں ہوتا اور ام ابوبکر رضاعی

الامام ابو بكر الشافعي قال هذا القول فاسد لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الانصراف
اس بات سي . انكار كرتي هين اور كهتي هين كه به بات غلط هي اسو علي كه سلام جيسي طي وقت سنت هي ايسي هي جدا هو قري هو ي سنت هي

عن الصادق عليه السلام في كتابه وكتب فيه سلاماً على حماد بن عمار عن أبي بصير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في حديثه

خطابہ زانی سلام پہنچا تو اس پر فوراً جواب واجب ہی اٹھی کہ سلام غائب پر نہیں ہو سکتا مگر زانی رسول کی خاطر میں سو اوسپر لازم ہی کہ وہ ویسی ہی جوابی

او با حسن صفتہ لکن یتغی ان یعلم ان من بلغ الغیر سلام احد ینبغی لذلك الغیر ان یرد علیہ ما یقول علیہ
یا اوس سی بہتر لیکن سچا چاہی کہ جس کسی خبر کو کیا سلام پہنچا یا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دے کو دی اسطور علیہ

وعلیه السلام لما روی ان رجلا قال للنبی علیه السلام ان ابی یقرئک السلام فقال النبی علیه السلام علیک
وعلیه السلام استی کر و استی کر ای که ایک شخصی نبی علیه السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپ کو سلام کہتا ہی سونی علیہ السلام نی فرمایا تجھے یہ

و علی امیرک السلام و من سلم علی احد ثم لقیه ثانیاً اوداه ثانیاً لیستحب له ان یسلم علیہ ثانیاً لما روی انه علیہ السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسی نے تیکو سلام کیا پھر لوگوں سے دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکھا تو مستحب ہے کہ اس کو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہے کہ علی علیہ السلام

كان اذا دخل المسجد ليسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر اقبل عليهم ليسلم عليهم ثانيا وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
جاء يوم من اتي فيه النبي صلى الله عليه وسلم فسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر اقبل عليهم ليسلم عليهم ثانيا وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام

قال اذا التقى احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينه وبينه شجرة او جدار او حجر فقل عليه فليسلم عليه وكان صحابته في فرماوا جب كوي ثم من ي ايني پياخي ي ملي تو سلام كرى پهاون دونون كى پيچين اگر درخت يا ديوار يا پيتر آجاوى اور پير ملي تو سلام كرى اور رسول الله صلي الله عليه وسلم

اللہ علیہ السلام اذا سافر في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان وسلم كل صاحب جب رسته يفتح اور اوکے سامنے درخت آجاتا تو اس کی بیڑی کو کر آپس میں سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین

وقال كل واحد منهما للآخر فداة او على الترتيب السلام عليكم قبل يعيد كل واحد منهما مسلما على الآخر ولا يقوم ذلك
اور ہر یک دونوں میں سے دُعا یا بترتیب سلام علیک کری گا کہ دونوں کی طرف سے سلام علیک ہو جاتی ہے اور ہر سلام جواب کی جگہ

مقام الہدٰی بل جب علی کل واحد منہا الہدٰی والصلوب علی ذکرہ النہوی ان سلام احدہما ان کان بعد سلام الاخری نہیں ہوگا بلکہ دونوں پر جواب دیا جیسے اور صواب موافق ذکر نہوی کی یہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہے

یكون من الكون هذا اللفظ صالحا للرد ولا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتدا عليك السلام لا يكون ذلك مسلما
 تو جواب ہو جاتا ہی کیونکہ یہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سے ملا اور پہلی ہی کہا
 علیکم السلام تو یہ عبادت سلام نہیں ہوتا

حقاً لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي
 يانك كهو متفق جواب كانهين كيو كه يه عبارت شرع مين جواب كي دأط مقرر ي ابتداء كي دأط مبن ي مؤننون پر سلام كي قائم مقام نهو كي بكه يه سلام

الموفق علی ما روی ان سر جہاد اقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیک السلام یا رسول اللہ فقال النبی علیہ السلام تقبل مولانا جہا ہی موافق اس حدیث کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لکھ رہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام

عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فإنه عليه السلام قد بين في هذا الحديث أن هذه الصيغة ليست
متكافئة عليك السلام موتى كاسلامى . ويشك نبى صلى الله عليه وسلم فى الحديث من بيان كرويا كيه عبارات اسلى نهين هـ

ہم ایسے ہیں کہ ہم اعلیٰ الاحیاء بل انہما تسلیم ہیں اعلیٰ الاموات لان الاحیاء وضمیمہ لهم فی الشرع عند السلام صیغۃ وعند الرد
کمزنون بل برکات سلام کہجی بلکہ اس عبارت سے مردوں پر سلام کرتی ہیں کیونکہ شرع میں زندوں کی دعا علی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کہ دعا علی

صيفته فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام ولما الاموات فلا مد عليهم فيستوي في حقه السلام
 اور عبارت سواچہ نہیں ہے کہ جو عبارت جواب کی ہے وہ سلام کہہ سکتا ہے اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا یہاں تک کہ حق میں سلام
 علیہم بالصیغتين لما روی انہ علیہ السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیکم کو دیکھو قوم مؤمنین
 علیکم دونہ عبارت ہے برابر ہی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیکم اس عبارت سے کہتی ہے سلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
 ومن مسلم علی احمہ یستحب لہ ان یتکلم السلام بلسانہ لقدرتہ علیہ ونشیر بیدہ حتی یحصل الافرہام فیستحق
 اور جو شخص ہمہ کو سلام کرے تو مستحب ہے کہ سلام ترانسی کی کیونکہ اگر قدرت ہی اور ہمت ہی اشارہ کر دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور یہ مستحق جواب کا ہو
 الرد ولولہ لجمہ بینہما لا یستحق الرد لو سلم علیہ احمہ واراد ان یرد علیہ یلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقدرتہ
 اور اگر وہ نبیات نہ ہو تو مستحق جواب کا نہیں ہے اور اگر بہرہ کو سلام کرے اور یہ جواب دیا چاہی تو لازم ہے کہ جواب ترانسی ہی کیونکہ اسپر قادر ہی
 علیہ ونشیر بیدہ لیحصل الافرہام ویسقط عنہ الرد ولو سلم علی اخر من اشار الاخر من بیدہ یسقط عنہ الفرہام
 اور ہمت ہی اشارہ کر دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اس کی ذمہ ہی جواب ادا ہو جاوی اور اگر کسی کو سلام کیا اور کسی نے اشارہ کر دیا تو اس کی ذمہ ہی فراموش ہوا ہے
 لان اشارتہ قائم مقام العبارة ولو سلم علیہ الاخر من بالاشارة یستحق الرد والنساء بعضہن مع بعض
 کیونکہ اسکا اشارہ قائم مقام بولنے کی ہے اور اگر کسی نے اشارہ ہی کو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہے اور عورتیں عورتیں آپس میں سلام علیکم کی بات میں
 حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ فعلیہما الرد
 مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کرے اور وہ عورت اس کی بی بی یا بیوی یا کسی کوئی محرم ہی تو اس پر جواب دینا لازم ہے
 وان كانت اجنبیة شابة لا یجوز لہا الرد ویكون الرجل مفرطاً فی السلام علیہا وكن المرأة ان سلمت علی رجل فاقدا
 اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اس کو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا ہے اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کرے بہرہ
 كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ او كانت عجوزاً لا یخاف منها الفتنة فعلیہ الرد وان كانت شابة یعیل
 وہ اس کی جو بیوی یا بیوی یا کسی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑھیا ہے کہ اس پر کچھ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہے اور اگر ایسی جوان ہی کہ
 الیہا النفس بکرہ لہ الرد وتكون المرأة مفرطاً فی السلام علیہ واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن
 نفس کو اس کی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہے اور عورت اس سلام میں بیجا ہے اور بالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہے اس کی کہ نفس سے آتی ہے
 انس انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفي رواية انہ علیہ السلام مر علی غلمان
 کہ وہ لوگوں پر گزری تو ان کو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام لوگوں کی پاس آگئی
 فسلم علیہم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحة وجوبہ سلامہ لقوله تعالی واذ احببتم تحبوا باحسن منہا واما
 تو اس کو سلام کیا اور اگر نابالغ کا بالغ کو سلام کرے تو صحیح ہے کہ جواب دینا واجب ہے بریل اس آیت کی اور جب نکو عادیوں کی تو تم ہی دعوت ہو جا
 المبتدعة ومن اقتراف ذنباً عظیماً ولو یتب منه فینبغی ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال النزازی یسلم علی لاعب
 اور بدعتی لوگ اور جو بڑا گناہ کرتے ہیں اور ان گناہ سے توبہ نہیں کرتے تو سزاوار ہے کہ ان کو سلام نہ کرے انکی سلام کا جوہر ہی بڑا نکبت ہے کلام کی
 الشطر فی عندہ لا مہ لیشغلہ عن ساعۃ الرد لا عندہما لان الجاہل بالفسق فی معتقدہ ولو جتہدہ لا یستحق الا کرم
 نزدیک شطرنج باز کو سلام کر لی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہو اس طرح سے باز ہی صاحبین کی نزدیک سلام کرے اس کی کہ فاسق علی الاعمال اپنی معتقد میں اگرچہ اجتہاد
 وقال التوکیمن! ضطر الی السلام علی الظلمۃ اذا دخل علیہم وخاف ان یترتب علیہ فی دینہ ودنیاه ضرراً لم یسلم
 ہو سزاوار عزت کا نہیں ہے اور خودی ہستی جو شخص ظالموں کو سلام کر نہیں لاجا رہو جب اس کی پاس جاوی اور یہ سزاوار ہو کہ اگر اس کو سلام نہیں کرتا تو دین کا دنیا کا
 علیہم یسلم علیہم وینبغی ان السلام اسم من اسماء اللہ تعالی لیکون المعنی ان اللہ علیکم مر قیب فیجازیکوہ
 تو اس کو سلام کر لی اور یہ نیت کر لی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہ معنی ہو جاوے کہ اللہ تمہاری اور تمہاری لایق سزاوار ہو

کتاب النکاح

تستحقون واما اهل الذمة فیکرم للمسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هريرة انه علیه السلام
 اور ہی ذمی کو مسلم کہہ کر وہ ہی کہہ کر انکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال لا تبعدوا لليهود والنصارى بالسلام قال قاضيان في فتاواه هذا لا يمكن للمسلم حجة اليه واما
 کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلی سلام مت کرو قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی یہہ اس صورت میں ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ ملے گی
 اذا كانت فلا بأس ان یسلم علیہ ومن سلم علی من لم یعرفه فبان انه ذمی یستحب له ان یستر حمله ففقروا
 اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرین کچھ فرق نہیں ہے اور اگر کسی کسی ناواقف کو سلام کیا ہو معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام پشالی ہو
 ثم علی سلامی لما روی ان عبد الله بن عمر سلم علی رجل فقیل له انه یهودی فبعه فقال له ثم علی سلامی
 پشامی میرا سلام کہہ کر روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک شخص کو سلام کیا پھر کسی نے کہا یہ تو یہودی ہی پھر عبداللہ نے اسکو پیچھا جا کر کہا میرا سلام پشامی
 واذ اسلم ذمی علی مسلم یبغی للمسلم ان لا یرید فی الرد علیہ علی قوله عليك لما روی عن انس انه علیه السلام
 اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہی کہ جواب میں اس سے کچھ زیادہ نہ کہی تنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال اذا سلم علیکم اهل الكتاب فقولوا وعليکم قال الخطابي هكذا یرویه حاکم المحدثین وعليکم بالواو وکان
 جب اہل کتاب انکو سلام کریں تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہیں وعلیکم بالواو سمیت اور
 سفیان بن عیینہ یرویه علیکم بغير الواو وهو الصواب اذ بغير الواو یصیر ما قوله بعینہ مرد وعلیہم وبالواو
 سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواطی کہ بدون واو کی جواب اہل کتاب کہتی ہیں بعینہ وہ ہی اخیر مردوں کا واو
 یقع لا شترک معہم والدخول فیما قارہ لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال الترمذی اتفقوا علی لزوم الرد
 سہی او کسی ساتھ شترک اور جز و تہون کی کہی اس میں شام ہو اہو و بکا اسلی کہ واو حرف عطف ہی دوشی کو جمع کر دیتا ہی اور لغوی کہتا ہی سب علما متفق ہیں
 علی اهل الكتاب لیکن لا ینکر السلام من بدو نہ بان بقال وعلیکم بالواو وعلیکم بدو نہ اذ قد جاءت ان حادیت
 کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بیک سلام کی اسطوری وعلیکم واو ہی اور علیکم بدو ول واو کی اسطوری کہ حدیث میں واو کی ساتھ ہی
 باثبات الواو وحین فیما واثباتہا اکثر فعلی هذا یكون فی معناها وجهان احدهما کونہا للعطف والتشترک لانہم
 آہی ہیں اور بدون واو کی ہی اور واو کی ساتھ زیادہ ہیں اس کی معنی دو طرح ہیں ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو
 کا نوا یقولون المسلمین السلام علیکم وقد فسر السلام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم متشواء کلنا نموت وکلنا فی کوننا
 وہ لوگ مسلمانوں کو یہہ کہا کرتا ہی السلام علیکم اور سلام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہو ہی ہم اور تم موت میں برابر ہو ہی ہم سب مر جاوے گی اور دوسری یہہ
 للاستیئان للعطف والتشترک فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم وتستخترنہ او ماتریدون بنا وقیل اذا
 کہ واو استیئان کا ہو اور شترک کا ہو اب یہہ مراد ہو گی اور ہم ہی کہتی ہیں تمہر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری سہمت ارادہ کرتی ہو اسکو ہی
 لم یکن منہم تعرض بالرداء علینا یكون اثبات الواو فی الرد علیہم دعاہم بالاسلام لکونہ مدائر السلا فی الدارین
 کہتا ہی اگر وہ نہایت میں ہمہ ردعا نہ کرتی ہوں تو جواب میں واو کی ہو ہی اسکو ہی اسلام کی دعا ہو گی کیونکہ دارین میں یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی
 المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام قال رسول الله صلى الله عليه
 پچاسی مجلس بیان میں برادر مسلمان کو چھوڑ دینی میں زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 وسلم لا یحل لرجل ان یهجر اخاه فوق ثلث لیل یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرها الذی یبدل بالسلام
 حال نہیں ہی کہ سب کو اپنی بدعتی کو زیادہ تین رات سی چھوڑ دے کہی جب ملین تو یہہ اور کہ ہر جاوی اور وہ اور کہ اور انہیں اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کرے
 هذا الحدیث من صحیح المصابیح مرواه سعد بن ابی وقاص وهو بمنطوقه یدل علی حرمة هجران المسلم اکثر من
 یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلائل کرتا ہی کہ چھوڑ دینا مسلم کا زیادہ

عن صاحبہ من لیس یتمی وعن مخالطہ لان الصعوبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون
 ناپہ ہر گاہ کی پاس بیٹنی اور ہی جلی ہی متع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹنی اور ہی جلی ہی دین الفت اور محبت پیدا ہوتا ہی پھر ضروری کہ وہی ہو
 کہا قال النبی علیہ السلام فی حدیث مرآۃ ابوہریرۃ یحشر المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالی یعنی ان من
 جو ہی علیہ السلام کی فرمایا اس حدیث میں جو ابوہریرہ روایت کرتی ہیں آدمی دوست کی دین پر آدمی کا سبب خیال کر لیں کسکو دوست بنا کر کہا ہی ہر آدمی
 میرا ہی ان یعرف حال نفسه فلینظر الی صدیقہ فان کان صدیقہ صالحا فہو من الصالحین وان کان
 جو کوئی اپنے حال دریافت کیا چاہتی تو اپنی دوست کو دیکھ لے پھر اگر اسکا دوست صالح ہی تو وہ ہی صالح ہی اور اگر اسکا دوست
 فاسقا فہو من الفاسقین لکن الطباع عجولہ علی التشبیہ والافتراء والطبع یسرق من الطبع من حیث لا یدر
 فاسق ہی تو وہ ہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت ہی ایسا چوراہی ہی کہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی
 الانسان ومشاهدة المنکر یہون امر المعصیۃ فی القلب یدہب نفرتہ عنہا فلا یوجد فیہ اضعاف الا یمن بالظن
 اور منکر کو دیکھتی دیکھتی گناہ دل پر آسان ہو جاتا ہی اور آدمی نفرت دل ہی جاتی ہی پھر او میں ضعیف ایمان ہی نہیں رہتا جو حدیث میں مذکور ہی
 فیہاروی عن ابی سعید انہ علیہ السلام قال من لای منکم منکر فلیغیرہ بیدہ فان لویستطع فلیسانہ فان
 ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا جو شخص منکر دیکھی تو اتہا ہی منع کری اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان
 لویستطع فقلبہ وذلك اضعاف الا یمن فاذا لم یوجد فیہ اضعاف الا یمن فاما ذایرجی ان یوجد فیہ المجلس
 طاقت نہ ہو تو دل ہی بیزار ہو اور یہ بہت ضعیف ایمان ہی پھر اگر او میں ضعیف ایمان ہی نہ تو پھر کیا توقع ہی کہ اس میں ایمان ہوگا چہاں ہی
 السادس والثمانون فی بیان التحذیر من سوء الظن وهي التحسس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 محسوس ڈانی کی بیان میں بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا
 ایکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ہذا الحدیث من صحاح المصابیر مرواہ ابوہریرۃ وفیہ تحذیر
 صحیح ہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جھوٹ بات ہی اور تلاش کیا کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اس میں
 من الظن ونهی عن التحسس اما الظن فہو فی الشریعۃ قہمان مجموعہ مذموم ولکرادیہ ہذا ما ہوا المذموم المسئ الذ
 ظن ہی ڈراوی اور تلاش سی ممانت شریعت میں ظن کی دو قسم ہیں ایک محمود دوسرا مذموم اور یہاں مراد وہ ہی ہی جو مذموم ہی
 ہو عقدا القلب وحکمہ علی شخص بالسوء من غیر علامۃ ظاہرۃ تقتضی فیک وأما الخواطر وحديث النفس التي لا یمن
 یعنی دل میں ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہو جاوی شان لینا اور یقین کر لینا اور ہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
 دفعہا فانہا اذالم تستقر ولم تستقر فمعقوعہا لان العبد انما یکلف عیافی وسعہ لا یما لیس فی وسعہ وحد الظن
 نہیں ہوگئی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور ستر نہوین تو معاف ہیں کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اس ہی ہوگی وہ نہیں ہوتی جو نہ ہوگی اور بدگمانی کی
 السی حل فعل المؤمن علی وجه فاسد مع امکان حملہ علی وجه حسن وهذا ینقسم الی قسمین الاول ہوالذی یکن
 حدیب ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا یا جو دیکھ اچھی وجہ پر ہی قیاس ہو سکتا ہی اور اسکی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث آدمی
 منشأہ سوء اعتقادک فیہ حتی لو صدر منہ فعلہ وجہان یحکک سوء اعتقادک فیہ علی حملہ علی الخ
 حق میں تیری دعا اعتقادی ہو یہاں تک کہ اگر اس میں کوئی کام نہ ہو جیتن ہووی تو تو اپنی بد اعتقادی ہی آدمی کی برای پر قیاس کری
 الامر کمن غیر علامۃ تخصصہ بہ وهذا جنایۃ علیہ بالقلب وهو حرام فی حق کل مؤمن القسم الثانی ہو
 بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کر دی اور یہ سوا کی ایسی خطای جو دل سی ہوئی اور یہ خطا ہر مؤمن کی حق میں حرام ہی دوسری قسم ہی
 الذی یستند الی علامۃ فانہا تحرك الظن تحریکا ضروری لا یقدر الانسان علی دفعہ والذی یمیز الظن
 جسکی کچھ علامت موجود ہو بیشک علامت گمان کو بالضرور ایسی حرکت دی گی کہ آدمی اسکو مٹا نہیں سکتا اور وہ قاعدہ جس سی ظنون واجب تھا

فان حصلت اشارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاضر العمل فقتضاها فاما طلبها فافلا من جهة
بهر اگر کسی بگویند یعنی از آن بی بلا کوش حاصل بود و بی اطلاع از آن بی یقین بود و بی قیاس و برهان و برهان
فیه اصلا و قد روی عن عبد الله بن المبارک انه قال لعلي ولان سميل اراض انت عن سميل فقال له سميل
رخصت نہیں ہی اور عبد اللہ بن مبارک ہی روایت ہی کہ کسی علی سہیل کہ باب ہی کیا تو سہیل ہی خوش ہی سہیل ہی تو ہی کیا تجھ کو
المیس قد نال الله عن التجسس فضاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فقتشت منه ثقل على صاحبه
استغالی فی تجسس ہی منغ نہیں کیا پس عبد اللہ ابن علی دین شریف ہو گئی سو جوابت کہ تو اسکی تلاش کری اور تیری یا میری اسکی تلاش ہی دشوار گزری
مطالعتهك اياه واسرود منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره وليسمع
اور وہ تجسس ہی اسکو چاہی پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کہ کسی کو نہیں چاہی کہ دیر کی گھر پر کان لگا دے تاکہ باجون کی اور اسنی
صلى الا وتادوا ولا ان يتعرض للشتم ليدل على الحق والخير ولا ان يمس المسترقين فلو لم يسمع ما هو ولا ان يستخبر الجاسوس
اور نہ سو گھنی کا قصد کری تاکہ شتم ہی ہو جائی اور نہ سٹولی جو پتہ ہی دے تاکہ کہا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پتہ ہی کی خبر دیتا پتہ ہی
بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في ملة التجسس ومن ملة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين
اور نہیں کیا گزرا اگر کسی کی کہہ ہی کہ گناہ تو وہ تجسس کا مدت میں داخل ہو گا اور اس آیت کی مدت میں اور جو کہ جنت لگا میں مسلمان مردوں کو اور
المؤمنين بغية التجسس فقد احتلوا بهتنا واثما صدينا وقرى عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتوں کو کہ میں کی کام کی تو ادب کیا اور ہون کی بوجہ جہوش کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر اٹھ کر فرمایا
بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفيض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تفتقروا
نیکار کر فرمایا اے وہ جماعت جو مانی مسلمان ہو اور طعن میں ایمان کا اثر نہیں ہی مسلمانوں کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ دلاؤ
عوراتهم فان من يتبع عورة اخيه يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضيها ولو في جوف بيته
پیشہ عیب ہی ہو تو بیشک جو شخص اپنی بیانی کی چھی عیب تلاش کر ہی اسے تعالیٰ اسکی چھی عیب ظاہر کر ہی اور جبکی چھی عیب اسے ظاہر کر ہی تو خدا کرے ہی
وقال بعض السلف من اسلم من الغيبة فليس على نفسه باب الظنون فان من اسلم من الظن اسلم من
اور بعضی شیعہ میں کہ قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کر ہی نہایت ہی تو لازم ہی کہ کئی اور یہ گناہیں کاں وازہ بند کر دی کہ جو شخص گالی ہی ہی متا ہون
التجسس ومن اسلم من التجسس اسلم من الغيبة ومن اسلم من الغيبة اسلم من الزور ومن اسلم من الزور اسلم من المهادنة
تو تجسس ہی ہی چھ ہوتا ہی اور جو تجسس ہی چھ غیبت ہی چھ اور جو غیبت ہی چھ اور جو ہوا ہی چھ وہ بہتان ہی چھ
فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساد لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روى انه عليه السلام
بہر اگر کسی مسلمان ہی ایسی علامت ظاہر ہو جاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اسکو دین بہتان اور اسکی سبب مسلم بہتان گالی جائز نہیں ہی اسکی کہ نبی تعالیٰ
قال ان الله تعالى كثر المسلم دمه واهله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستتاب ظن السوء الا بما يستتاب
فی فرما بیشک استغالی فی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اسکی حق میں یہ گناہیں کرنے حرام کر دی ہیں بہرہ گالی اور طرح ہی بیاب ہوتی ہی جملہ
به المال وهو يقرن عن مشاهدة اوبينة عادلية وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقرن بينين ينبغي لك ان
او کمال مباح ہو تا ہی یعنی یقین ہی مشاہدہ ہو اور عادل گواہ ہیں اور اگر گواہیں نہ ہوں تو نہیں یقین نہیں ہی تو مجھ کو لازم ہی کہ
فقد فعله عن نفسك وتقر عليها ان حاله مستور عندك فصار ايت منه من العلامة يحقت الغم والشر فكيف
اوس خطر ہو دین ہی دور کر دی اور اسکو یقین ہو لای کہ کمال محسوس پرشیدہ ہی اور جو حکمت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونوں احتمال کہتی ہی
تحكم عليه بالشر واما اذا اخبر به دل وقال قلبك الى تصديقك كنت معذورا لانك لو كنت بئته تكونت
بہرہ ہی ہی کا یقین کر ہی اور اگر کسی خبر کو ہی عادل مجھ کو سنای اور تیر دل اسکا کہہ دیا ہی یا دل ہو تو اب تو مسدود ہی ہی کہ اگر تو اسکو جہانگاہی

٥٣٩ في بيان النهي عن المصاحبة والمأكلة مع الغافق

لله تعالى والمسلمين واختاروا الفضل وترك المداينة ولم يؤثروا رضی الخلق على رضاء الله تعالى فقد اتفقوا على العلم
 سفعت في ثياب خمر خراي کی اور افضل کی پند اور غلطی کو ترک کیا اور غفلت کی رضا مندی کی رضا مندی پر اختیار کیا یہی جب امام شافعی نے وفات کی
 الشافعی انقلب محمد بن الحکم عن مذهبہ ورجع الی مذهب ابیہ ودرہ من کتب مالک واما البویطی فآثر الزہد و
 ترجیح بن الحکم او کی مذهب ہی بہر کسبی باب کی مذهب بہر گویا اولام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور غفلت لیکر عبادت میں
 الخوی واشتغل بالعبادة ولم یحبہ الحکم والجلوس فی الحلقة فظہر من ہذا کلام ان الصالح للصدقة من یجمع فیہ
 مشغول ہوا اور دعا کو جماعت کا ہر ا اور حلقہ میں بیٹھنا پسند آیا اس نام بیان ہی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایع وہ ہی جسمین یہہ فضلین جمع ہوں
 ہذا الخصال فان لم یجمع فیہ ہذا الخصال فعلیک باتزال التماس حمله ولا تفرقة بیکتک اذ لیس للعاقل فی
 بہر اگر آدمین یہہ خصال جمع نہ ہوں تو بہر تمام خلقت سے ملگ ہو کر ہی بہر کی انوریت ہمارہ اسلی بہر عاقل کو
 اس زمانہ میں
 ہذا الزمان لا تحصن بالسکوت ولا تفرقة بالیقوت وقد قال ابو سلیمان الخطابی رحمہ اللہ فی صحبتک ولتعلیمک
 سہای خاموشی کی اور کہہ میں بیٹھ رہی کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چلی میں چھوٹا بی ہنشین اور شاگردوں کو
 فلیس لک منہم صدیق ولا رفیق اخوان العداۃ وانما السمر القوک محوک واذا غبت عنهم اغتابوک من تیک
 کہ انہیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی یہاں ہی باطن میں دشمن جب میں غریب کریں اور جب تو کوئی غریب ہوئی تو غیبت کریں نہ انہیں
 منہم کان علیک برقیبا واذا خرج من عندک کان علیک خطیبا فلا تغتر بجماعتہم لیک وملتقہم بین یدیک
 او نہیں ہی جو تیرا ہی پاس آئی تو تیرا غریب ہوتا ہی اور جب تیرا ہی پاس ہی چلا جائے تو تیرا ہی غریب ہو گوی کر تا ہی سوسہ غریب کہنا کہ تیرا ہی پاس جمع ہوتی ہیں اور تیرا ہی پاس
 فاغرضہم العالم بل غرضہم ان یجتنبوک سلماتی او طرہم وحار فی حاجاتہم وان قصرت فی غرض من غرضہم
 خوشامد کرتی ہیں سوا کی طرح علم نہیں ہی بلکہ او کی غرض ہی کہ تم کو اپنی حاجات کا لینہ اور اپنی بوجہ کا لگہ ا بار بار بار بانیں اور اگر کوئی او کی کچھ غرض میں نہ ہو تو یہاں
 یكونن اشد اعداءک وبعذر ان ترہم الیک مینہ علیک ویروہ حقا واجبا لیک ویرضون علیک ان یتبرک
 تو بہر وہ تیرا ہی بڑے ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیرا ہی او پر احسان جتا ہوں اور او کو تیرا ہی او پر خدا واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
 لہم عرضک وینک وتکون لہم تابعا خسیسا بعد ان کنت صلیبا وقد مری عن ابن عمر انہ علیہ السلام
 آبرو اور دین لو کی ہی کہو ہی اور او کا کوئی فرمان بردار نہ کریں بلکہ وہی کہو کہ تو عالم اور سر دار ہوتا ہوں میں عمر ہی رعایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا
 الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ وانما یکون الشیخ فی قومہ کذلک لانہ یعلم دینہم کہ اعلم کل نبی امتہ دینہم ورجع
 کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس مرتبہ پر اسلی ہوتا ہی کہ لو کو دین کہنا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین کہنا ہی تھا اور شاگردوں کا
 المتعلم فی حق من علم خیرا ولو حرقا ولحد ان یحرقہ ظاہرا وبالضا کونہ مثل ابیہ بل ہوا ولی لما روی عن ابو ہریرۃ انہ
 کہ خیر سہا ہی ہر جگہ ایک حرف بتایا ہو یہ ہی کہ ظاہر و باطن ہی او کی عزت کری کہ نہ کہ بای باب کی ہی بلکہ بہتر اسلی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
 علیہ السلام قال انما انالکم مثل الولد لولہ فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال خیر الابداء من حملک وتسبب ذلک
 علیہ السلام کی فرمایا میں تمہاری ہی ایسا ہوں جیسے کہ نبی کی ہی باب اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا ایسا باب جو جو جو جو سہا دی وجہ بھی یہ ہی
 ان المعلم یقصد لا نقاد من نال اخرہ وهو اہم من النقاد لا یوین تولدہم امن نال الدنیا وکذلک کان حق المعلم اعظم
 کہ استاد اور آخرت کی آگ ہی بچا ہی اور یہ یہ خصوص نری اس کی کہ باب اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچا ہی ہیں اور ایسی ہی استاد ہی حق ہی باب کی حق سی
 من حق الوالدین فالیہما وان کانا سبب الوجود والحیوۃ الفانیۃ لکن لولا المعلم وادۃ ما ہو سبب الحیوۃ الآخرۃ
 بڑا ہی کیونکہ باب اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر استاد اور دوسری فائدہ رسائی نہ ہوتی جس ہی حیات اخروی داعی حاصل ہوتی ہی
 الذائمہ لساق ما حصل من جہتہما الی الخ لذلک الدائمہ ثم انہ لکان مثل لاد یلزمہ ان یجری المتعلم مجرک بہنہ ویشتقی
 تو بہر کہ جو باب کی جہت سی حاصل ہوا ہی قدر کہ ہاک کر دیتا بہر جب استاد و بچا ہی باب کی ہوا تو او کو لازم ہی کہ شاگرد کو بچا ہی کی سمجھی کہ بہر شفقت کری

عليه ومنعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يحق وانما وبتبين له ان المقصود من العلم بتحصيل سعادة
 اور ایسا مرتبہ یعنی سی حکم و پستی حق نہیں ہی اور اس کا بھی وقت نہیں آیا منع کری اور اس سے بیان کر دی کہ علم سے معادرت اس کو ہی مطلوب ہوتی ہی
 الاخرة لا طلب الرتبة والمفاخرة كما حكي ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير صلوات ابي حنيفة واسئل
 رسالت اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابو یوسف نے جب مدرسہ بدولت اطلع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نے اس کی پاس آدمی بھیجا
 اليه ابو حنيفة فجلا ليلته عن عدة مسائل من جملتها ان سألته عن قصار جرد الثوب ثم جاء به مقصود اهل يستحق
 تاکہ اوسنی چند مسئلہ پوچھ سکتا ہو تو میں ایک بہ مسئلہ پوچھا ایک دہوئی ہی کچھ کا منکر ہو گیا پھر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
 الاجرام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال لا يستحق فقال اخذت فخير ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
 دین میں ابو یوسف نے کہا مستحق ہی ہوس شخص کا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اس شخص کا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اس شخص نے کہا
 القصارة قبل ان يحسن يستحق ولا فلا وهكنا الخطاء في كل الاجاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصورة فساد الى
 اگر انکار کرئی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی نہیں تو میں اس طرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی کر دی اب ابو یوسف پتا قصور ہو گیا پھر امام پاس
 ابي حنيفة فوجدها جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسألة القصارة فانك تربيت قبل ان تحضر مع ابي
 حاضر ہوئی اور جب وہ اتنی ہی ابو حنیفہ نے کہا مجھ کو مرض دہوئی کا مسئلہ آیا ہی بیشک تو نے انکو بھی سیکھ ہی توڑا سبحان الله
 من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسألة في الاجارة ثم قال من ظن ان الله استغنى عن التعلم فليترك
 ایک شخص مجلس بنا کر اسے کی دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ نہ شیک نہیں آتا پھر فرمایا مجھ کو یہ خیال ہو کہ علم سیکھنے کی مجھ کو حاجت نہیں تو وہ
 على نفسه وكان سبب انفراده على ما ذكر في مناقب الكندي انه مرض مرضا شديدا فعادته الامام فقال لقد كنت
 اپنی جان کو دھوی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو گیا موافق مذکور من قب کر دی کی یہ کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام کو بھی عمارت کو گئی اور فرمایا مجھ کو تجھ سے ایسی بات
 اذ لك بعدى للمسلمين ولين اصبحت ليموتن حلم كبير فلما ابرأ اعجب نفسه وعقد مجلسا لى مالي ولم يتفطن ان في قول
 میری بعد سلامتون کا میں اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوے گا پھر جب وہ ابھی ہو گئی تو اپنی دلیل خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہ نہ سمجھا کہ ان
 الامام لقد كنت اذ لك بعدى للمسلمين اشارة الى ان للتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في من من استاذ به لا
 مجھ کو ایچہ کہ میری بعد سلامتون کا جبکہ میں اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہی کہ اپنی آپ استاد کی سامنی بی نون مستقل ہو جاوی
 منه ثم لما علم قصورة ترك مجلسا فعاد الى ابي حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك سمعت ابا حنيفة يقول سمعت ابا حنيفة يقول سمعت ابا حنيفة يقول
 پھر امام کو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تیار چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ عالم دین سے یہ
 طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل قال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استيقى نفسه مرأيا واختيارا واما اختيارا
 جبکہ علم طلب کرنا ہی پھر جب یہ خیال بند کہ میں سیکھ چکا تو اب چاہی ہو اور امام غزالی احیاء کہتے ہیں جو شاگرد اپنی کوئی ہی تجویز کرے علوہ فی اللہ
 المعلم فاحكم عليه بالخسران المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال الحسنى لله والنعص
 ہوتا کہ ای کی پسند کری تو اس کو خاسر سمجھ لو اٹھاسی مجلس افضل اعمال کی بیان میں کہ محبت برائی خدا اور نبض برائی خدای
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال المحب في الله والنعص في الله هذا الحديث من حسان الصا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہ دوستی اور نہ دشمنی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
 رواه ابو ذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
 ابو ذر کی روایت سی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی کوئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرے کہ برائی خدا اور نبض دشمن کہ برائی خدا
 فانه اذا احب اهل الكوفة مطيعا لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبا بالسبب
 ہوتا کہ اگر کسی کو کوفہ کے کس کو اسے کافر مان برادر دیکھ کہ محبوب رکھتا تو پھر بالضرور اس کو مبغض رکھتا جبکہ اللہ کی نافرمانی کرے اس کی سبب ہی

ومرعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي لا يحسن ان ينظر اليه بنظر الرحمة وصحك فلا والله ان
 الله ولد ارضي كرفي اور نفرت اور وحشت سي خوف كرتا اب احسن تا فهم بيہ خیال كرتا ہی كہ میری طرف نظر رحمتی دیکھتا ہی اور اسکی استغاثہ بیہ ہر گز
 كان يترجم عليه عند جنازة على حقه ويقول هذا شيء قد قدر له فكيف لا يفعل والقدر لا ينفع منه الخذل
 یہ حال ہوتا کہ اگرچہ اپنی حق میں تعدی کرتی سی رحمت کر کے کہتا کہ تقدیر سی یوں ہی ہوتا تھا یہ کیونکر کرتا اور تقدیر سی نہیں بہا کا جاتا
 يصوله ان يترجم عليه عند جنازة على حق الله تعالى وان كان يفتاظ عليه عند جنازة على حقه ويترجم عليه
 قوضا نفع نہیں کہ اوپر حقوق تعجب میں تعدی کرتی پر رحم کرے اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ و خشم کرتا ہی اور اسے تعالیٰ کی گناہ ہے
 عند جنازة على حق الله تعالى فهو مداهن صغر ورم بكيه الشيطان فان قيل العصاة والفاسق على مراتب
 رحمت كرتا ہی تو یہ ضعیف الايمان شیطان کی مکر میں پھنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچھی گنگار اور فاسق مختلف

مختلفة فمن يسلک في جميعهم مسلک واحد ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاد
 درجہ ہوتی ہیں پھر کیا سب کا ساتھ ایک ہی طریقہ ہوتی یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ اسے تعالیٰ کی حکم کا مخالف روحانی خالی نہیں ہی یا تو اعتقاد میں ہی
 او في عمل والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
 یا عمل میں ہی اور جو اعتقاد میں مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حر ہی تو لایین قتل اور غلام بنائی کی اور اگر

ذميا لا يجوز ايدائه الا باعراض عنه والكف عن مخالفته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
 ذمی ہی تو اسکا ساتھ ناجائز نہیں ہی مگر کم تو چھی ہی اور مخالفت اور معاملت ترک کرتی سی اور سخت کجی ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی

القرى بالانسياط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعوا الى بدعته فان
 ساتھ خوشام منانی اور تحفہ پہنچا جیسی دوستوں کو بھیجی کرتی ہیں اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکھا دی بیٹک

بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمى لانه لا يقرب بحزبة ولا يساعده بعقد الذمة وان كانت هما
 اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس کی کفر ہو جاتا ہی تو اسکا حال ہی سی بدعتی اسکی کہ بدعتی ناقص جزیرہ کا کرتا ہی اور نہ ہی وادی ہوئی کی کرتا ہی اور اگر بدعت

لا يكفر بها فامره بهينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة لان الكافر عليه اشد منه على الكافر لان شر
 ایسی نہیں ہی جو کافر کردی تو اسکا معاملہ اسے بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی مشارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرتی چاہی اسکی کہ کافر

الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعوا الى بدعته و
 کافر اور میں اثر نہیں کرتا کیونکہ مسلمان ادھر متوجہ نہیں ہوتی اور کافر سمجھ کر نہ اسکا کہا مانتی ہیں اور بدعتی جو اور کو بدعت سکھا دی اور

يزعم ان ما يدعوا اليه حق فهو سبب الفوضى الخلق فشر متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
 ہی جو میں کہتا ہوں حق ہی سو یہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیکھا اسکی بدی برہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرتی اور اسکو ترک کرتا

عنه والتشنيع عليه بدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في المدا فترك الجواب اولي تنفير الناس عنه وتقييدها بالبدع
 اور بدعت میں اوسکی شاعت کرتی اور لوگوں کو اس سے متفرک کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع میں سلام کری تو جواب یہ بتا بہتر ہی تا لوگوں کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو

لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط ما دني غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
 اسلمی کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر لہ فی غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بری ضروری غرض ہی اور تیسرا اگھیل بدعتی جو

لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاخه بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصيحة لان قلوب العوام سرعة
 اور کو نہیں سکھا سکتا تو بہتر یہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نہ کریں بلکہ دین چاہی کہ اوسکو نرمی ہی نصیحت کریں کیونکہ عوام کی دل جلد

القلب فان لم ينفع النصيحة وكان في الاعراض عنه تقييدها بدعته في عينه يتأكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
 پٹ جاتی ہیں پھر اگر نصیحت نہ مانی اور اوسکی نظر میں کم تو چھی ہی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب ادھر متوجہ نہ ہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطی

[illegible]

فقد روي في الحديث انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يدن وقلب المؤمن فيه كما يدن وبالجملة في الماء لكثرة ما
 كرهت من آياتي كمن علي السلام في فرايد كهكون يك ايسا نانا انيو الالهى كمؤمن كادل ايسا كل جاوينا جيسى نك پاني من كل داسى معاصى كى كثر
 يرى من المنكرات فلا يقدر على دفعها وروى عن ابى هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم الفيلة وهو لا يعرفه فيقول له
 جوذيئى كما قد منع كرفنى كى قدرت نهوكى اور ابو هريرة عى روايت هى كهيك شخص قياست كى دن كسيكا وارمن كير هو كا اور وه انكو نهين خاستا هو كا كسيكا تو
 مالك تتعلق بي وماريتك قط فيقول بلى قد رايتني يوما على منكور فلم تغبره فهد الامر خطرا قلما يقع السلام منه اذ يظهر
 مجبسى كيون ليكتا هى زين فى چكو كهي نهين ديكبا وه كسيكا ان توفى محبو كيدن معصيت پر ديكا پر منح نهين كيا اب به بات بڑى مشعل هى اسى نهين بجاجانايو
 فى كل حين وزمان كذا من المنكرات فلا تغبر بل يقع المسكوت عنها لاستيناس النفوس بها وهذا قال بعض العلماء والله
 هروقت دمدم بهتري مفكرات عمل مين آتى نهين اور كچه نوكن نهين بلكه چپ سهنا پڑتا هى كيونكه معا ص دلون مين مانوس هوگي نهين هلى بعضى مهار كا قول
 عال بالالى بكثرة المنكرات والبدع وانما بالالى واخاف من تائيلس القلوب به لان الاشياء اذا تولت مباشرتها استمها النفس
 هى محبو كنكر اور بدعت كى كثر كا كچه خوف نهين محبو تو بڑا خوف به هى كه دين محبوب نهو جاوين كيونكه جو چیزين بار بار عمل مين آتى نهين تو نفس كو محبوب هوتا هى
 والنفس اذا نسبت شيئا قل ان تتارزله وتوضحه الحديث الورى فى تغيير المنكر وهو ما روى عن ابى سعيد انه
 ونفس كو جو چیز محبوب هوتا هى نوكم چو پڑتا هى اسكى تفصيل وه حديث هى جو تغير منكرات مين آتى هى
 ابو سعيد سى روايت هى كه نبى

عليه السلام قال من رأى منكروا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلمه وذلك
عليه السلام في قولها انك لو لم تكن مني لكانت مني او لو لم تكن مني لكانت مني او لو لم تكن مني لكانت مني

ضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب اضعف الايمان وهو ما يحذر المؤمن
من ضعف الايمان اي يشك بنبي عليه السلام في اسمه بين يديه خبراي هي كدني ميزار هونا ضعيف الايمان اي يعني مؤمن جوازي دین اوس کام کی

في قلبه من البغض لذلك الفعل الذي واتزاجاه وقلعه وهو في الغالب مما يحصل فيما يذكر وقوعه وما
شاهدته من بعض اوراوسكا او بکلاوتا اور دفع کرا پاستای اور ایسی حالت دی اغلب اوس کام میں ہوتی ہی جو گا ہی گاہی ہوتا ہو اور

الاشياء التي تشاهد في كل حين وزمان فتستأنسها النفس فلا يوجد في القلب القلق والاثر بل الذي هو اضعف
وہ کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھتی ہیں آتی ہیں سو نفس سی مانوس ہو جاتی ہیں پہر او کا کچھ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الايمان ی

لايمان واذا لم يرج في القلب ضعف الايمان فماذا يرجي ان يوجد فيه وتيزيده ايضا كما ذكر في قوت القلب
 وده بي دلين نهن رهن او رجب دلين اضعل الايمان بهي نهوا تو بهر كيا توقع با تي ره گئی اور اكي بڑی تفصيل تو دهی جو قوت القلب مين مذکور ی
 ن الحسن البصر قال اول بدعة تريت بلكت ائدم ثم بعد ذلك بليت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمان
 حسن بصري في کہا پہلی بدعت جو میں دیکھی تو یہو موتا پہر او کی بعد زرد ویشاب آیا پہر اس کی عادت پر گئی کیونکہ او کو سب قوت ایمان
 سرعیت و عالم بعمده قوی اثر عاجہ حتی تغیر مزاج و ظہر اثرہ فی مائہ فان مزاج الانسان اذا تغیر یظهر اثرہ فی مائہ
 بہت غصہ آیا ایسا کہ او کا مزاج متغیر ہو کر اس کا اثر بیشاب میں ظاہر ہو گیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب کسی نہی تو اس کا اثر بیشاب
 بہت خلل و اثر ہو کر

[illegible]

اکثره الدواعی یقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطیب الحاذق كما یظلم فی المعالجات علی اسرار يستبعدها
 که درواکی کثرت بعضی وقت مادیاتی ای اور احیاء میں کہانی سحر و طیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ تاواقت کوک جیران ہوتی ہیں
 من لا یعرفها فکذلک الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحیوة والاخریة فلا تتحکم علی سنتهم بعقلک
 ایسی انبیاء دون کی طیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب میں واقف ہیں سو تو ان کی وضع پر عقلی نتیجہ مت لگا

فتمهلك فکمن شخص یصیبه عارض فی اصبعه فیتقضي عقله ان یطليه حتى یصل به طیب حاذق انضاح
 اور تاک ہر کسی کا گھبت شخص ہوتی ہیں کہ ان کی اوکھی دیکھتی لگتی ہی اوکی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لپ کرنا چاہی یہاں تک کہ طیب حاذق بخیر کرنا ہی کہ اسکا علاج
 ان یطلى الکثف من الجانب الاخر من البدن فیتستبعد ذلك من حیث انه لا یعلم کیفیة انشعاب الاعصاب فکذلک
 بدن کی دوسری طرف کی موٹائی پر لپ کرنا چاہی پھر اس میں وہ حیران ہوتا ہی ایسی کہ پتھون کی راہ اور کیفیت میں واقف نہیں ہی ایسی

الامر فی طریق الاخر وفاق سنتهم لیس فی وسع العقل الاحاطة بها کما ان فی خواص الاحجار امور خارجة عن
 حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی احاطہ میں نہیں سما سکتی جیسی پتھون میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی

علمها حتی لا نعرف السبب الذی به یجذب لمقناطیس الحديد والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر ما فی الادیة
 ہم نہیں جانتے کہ جو اسکا سبب معلوم نہیں کہ مقناطیس کو ہی کو یوں کھینچ لے لے اور عقائد اور اعمال کی تجاہد تو دار وادی بہت زیادہ ہیں

فکما ان العقل تقصر عن ادراک ما فیه الادویة مع ان التجربہ تسبیل الیها فکذلک العقل تقصر عن ادراک
 کہ جسکی عقلیں دار وادی کی تاثیرات میں واقف نہیں ہیں باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور دہراہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی معیشتی کا سمجھ سکی قاصر ہیں

ما ینفع فی الحیوة الاخره مع ان التجربہ غیر منطرقة الیها وانما یكون ذلك لورجم الینا بعض الاموات فاخبرونا
 باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور کوئی راہ نہیں یہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پھر حکم بتا دیتا

عن الاعمال المقربة الی الله تعالی والمبعد عنه وکذلک العقائد وذلک ما لا یطعم فیہ فیکفیک من منفعة العقل
 کوئی اعمال اللہ تعالیٰ ہی نزدیک کر دیتی ہیں اور کوئی دور و دربی میں اور ایسی ہی عقائد اور اسکی کوئی امید نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان یرید الیک صدق النبی علیہ السلام وفهمک ماورد اشارته ثم اعزل له عن التصرف ولازم الاتباع فانه
 کہ تجھ کو واسطی نصیحتی ہی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجھا دیتی ہی پھر عقل کو تصرف ہی بیکار کر کے اتباع لازم کرتی تیری

لا تسلم الابه قال بعض العلماء للعقل یوصلک الی صدق النبی علیہ السلام ثم تتركه وتقتدی بالنبی علیہ السلام
 سلامتی اس میں ہی بعض علماء کوئی ہیں عقل تجھ کو ہی علیہ السلام کی نصیحت تک پہنچا دیتی ہی پھر تو اسکی چوڑ اور فعال اور ترک افغان میں نبی کی

فی افعاله وترکها کالقوس فی سفرك الظاهر فان یوصلک الی البحر ثم تتركه وترکب السفینة وتقتدی بالمدام فی
 پیروی کی جیسی کہ تو ظاہر ہی سفر میں دریا گسٹ پہنچا دیتا ہی پھر تو اسکی چوڑ کرکشی میں سوار ہو جا اور اسکی چلائی اور پھرانی میں ملاح کی پیروی کر

فجرها ومرسها وقال الشیخ الکلابادی ان الله تعالی لم یبصر امور الدین علی عقل العباد ولم یعد ولم یؤخذ
 اور شیخ کلابادی کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی مامور دینی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں رکھی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید

علی ما یحتله عقولهم ویدرکونه بافهامهم او یقیسونه بأرائهم بل وعدوا وعدا جشیتہ وارسادته وامر ونهی
 موافق عقلی حقائق کی کہ ان کو وہ اپنی فہم اور رای کی سمجھ میں اور جانچ لیں بگو وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی

بحکمتہ وعلمہ ولو کان کل ما یدرکہ العقل مردودا لکان اکثر الشرایع مستحیلا علی موضوع عقل العباد و
 اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سے دریافت نہیں ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقل عباد کی محال ہوجاتی اور

ذلک ان الله تعالی اوجب الفسل بخروج المعنی الذی طاهر عند بعض الصعابة وکثیر من فقهاء الامة وأوجب غسل
 وہ یہ امر میں کہ اللہ تعالیٰ کھلی کھلی ہی جو کہ نزدیک بعض صحابہ کی اور اکثر فقہار امت کی پاک ہی بنا تا دا جب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الأمة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
 اور باخا نہ کی نگاہی سے صرف انتہہ پاؤں وغیرہ اعضا وضو کا ذہن نا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کیسے کثرت میں ہی
 قدر اہم و نیتہ و واجب اہم نیز من موضع الحديث ما وجبه بخروج الغائط الكثير الفلحش فبأي عقل
 در تمام عقل و راد است کہ اصل خلاف نہیں ہی اور موضع حدیث سی ہوا کی نگاہی پر ہی وہ ہی واجب کیا چوں باخا نہ کی نگاہی پر جو نہایت فحاش ہی ہوا
 تستقیم هذا و بآی رای يجب مساواة سائر ما ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه و يزيد على الميزان و قد اارة
 سی ہدوست ہو سکتی ہی اور کوئی رای میں ہوا جسکی کچھ سمیت قائم نہیں ہی برابر ہو سکتی ہی اور کسی ساہتہ جو مجسم ہی اور ہر ماہر باعتبار بدبو اور نجاست کی تری
 و اوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلاثة دراهم و دون ذلك ثم يسوي بين هذا القطع
 اور اس درجہ چوری پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری پر یا اسی کثیرہ مؤمن کا داہنا ہتھ کاٹنا واجب کیا ہی پر ہستی مقدار ال سی بڑھ کر
 من المال و بين مائة الف دينار و يكنى القطع فيها سواء و اعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
 لاکہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہتھ کاٹنا برابر ہی اور انکو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سکا تہائی دلا ہی پر اگر میت کی لونو دو بہائی نہیں ہوں
 جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فبأي عقل يدرك هذا التسليما و انقيادا يسرا
 تو کی لنی چٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی نہیں ہی میت کی کچھ وارث نہیں ہوتی اسبہ کو کسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور طاعت کی انہی کے اہلیتہ
 الله تعالى بلطفه و كرمه تسليما و انقيادا المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله و غلبتها على غضبه و
 اپنی لطفت کی تسلیم اور طاعت آسان کر دی تو ہی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اور اسکی غلبہ میں غضب پر اور طو کی حقیقت میں
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فمرو حنادة فوق عرشه ان رحمتي مسبقت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کی اوپر اسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میرے حصہ کی
 غضبي في رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من جعل المصابير مراه ابوهريرة و معناه ان الله تعالى
 سابق ہی اور اکیس روایت میں ہی بیشک میری رحمت غلبہ پر غالب ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی ہی معنی یہ میں کہ اللہ
 لما خلق الخلق حكم حكما جازما و وعد وعدا لا نرا ان رحمتي مسبقت و غلبت غضبي فالرحمة عبارة عن
 جبریت خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اسکی رحمت غلبہ پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ و اب دینی کا
 ارادة الاثابة للطبع و الغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
 مطیع کو اور غضب ارادہ بدلائنی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو
 صفات لله تعالى لاجتماع الى الارادة و من المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
 اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں انجم انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی
 سابقا و عابها على الاخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى و شمولها على الخلق
 اور نہ غالب ابلا چار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر
 لانها تتعلق بالمطيع و العاصي الصغير والكبير و اما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
 کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور غضب سو فقط عاصی پر ہوتا ہی پر بیشک رحمت میں ہی حصہ خلقت کا زیادہ ہی
 من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق و فصار الرحمة
 بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی ہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کا گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت
 كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير و ايصال المنافع اليه و ان
 غضب سی سابق اور غالب ہی بہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کر نیکا اور فاسدہ پہنچائی کی تمام کار کی اگرچہ

الله تعالیٰ ووعیده وجامعہ من الدین الحق فانہ تعالیٰ قد ضمن فی کتابہ نصر دینہ الحق وبقائہ من بہ علما
اور عید کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قائم ہیں انکی امر اور کائنات
وعلما ولہ یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبہ انہ علی الحق وکذا کل من العزۃ والرفعة انما یکون لاهل
ہو گیا ہی اور باطل کا مددگار نہیں ہی اگرچہ باطل والا اپنی تمہیں حق پر جانکاری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت و اسطی دینداروں کی ہی
الدین الذی بہ بعث اللہ رسلہ وانزل کتبہ کما قال اللہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسلہ وللمؤمنین ووقا
جسکی و اسطی اللہ تعالیٰ فی رسول بھی اور کتاب میں اور تاہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اسکی رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا
اللہ تعالیٰ وانتم الاصلون ان کنتم مؤمنین قل للبعد من العزۃ والرفعة بحسب ما معہ من الايمان حقائقہ
اللہ تعالیٰ ہی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی انہی عزت اور رفعت و تہی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اسکا ایمان
علما وعلما فاذا فاتہ حظ من العزۃ والرفعة ففي مقابلة ما فاتہ من حقایق الايمان علما وعلما وکذا النصر
اور ایمانی حقائق ہوتی ہیں پھر اگر آدمی عزت اور رفعت کچھ کسٹ جاتی ہی سو تہی ہی جو اسکی ایمان میں باعتبار علم اور عمل کی فرق آتی ہی اور ایسی ہی پوری ہی
التام والتايد الكامل انما یکون لاهل الايمان الكامل وقد یقع الغلط فی کثیر من الناس ویعتقد انہ تعالیٰ
امداد اور کامل تائید اور ہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا ینصرہ ولا یجعل لہ العافیۃ فی الدنیا بوجہ من الوجہ بل یعیش فیما طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اسکو سیطرہ کا دنیا میں آرام دیتا ہی بلکہ دنیا میں تمام عمر
بعرہ مظلوما معہ ویرامع امتثالہ بما امر بہ ظاہرا وباطنا وانما تہانہ عافی عنہ ظاہرا وباطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ امور یہ کی ظاہر و باطن میں اور انکی شہادتیں اور شہادتیں ہی ظاہر اور باطن میں یکجہ ہی اور یہ خیال کرتا ہی
اہل الدین الحق یکونون فی الدنیا اذ لا یخضعون لہ فان اذکما وعدہ فی القرآن یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یشئ
کہ دین حق والی دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہیں اور جب اسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہ صرف آخرت ہی میں ہی اور اسکی وعدہ
یوجد اللہ تعالیٰ یصیرہ واهلہ فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفہم لانه تعالیٰ بین فی کتابہ انہ ینصر
پر یقین نہیں کرتا کہ ہی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار ہی اور یہ اسکی ناقصی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہی لی
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال انما النصر لسلطان الذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الا لشہاد و قال تعالیٰ
کہ مؤمنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کرے گی فرمایا ہم مدد کرے گی نیز ایسی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی بھی اور جب کہی ہوں گی گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ
ولوقاتکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون وایا لا تشدیرا سنة الماء التي قد اخلت من تیل و لولوا تجد
اور اگر ذاتی تہی کافر تو یہیر فی پیٹہ پھر نہ ہی دیکھی جائیگا نہ مدد دے گا نہ ہم پڑی اللہ کی یہاں آتی ہی ہی اور نہ دیکھی جائیگا
لسنة الله تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القاطنین بحقایق الايمان ظاہر او باطل او قال اللہ تعالیٰ
رسم اللہ کی بدلتی اور یہ یہ خطاب ان مؤمنوں کو ہی جو حقائق ایمان کے ظاہر و باطن میں قائم ہیں اور نہ انہ تعالیٰ فی
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافیۃ فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعالیٰ لا یزول فی سواہ الا انما فی حکایۃ عما
اور آخر پہلی ہی اور والوں کا اور مراد عاقبت ہی دنیا کا انجام ہی آخرت ہی پہلی سامنی کہ اللہ تعالیٰ فی اسکو سورۃ اعراف میں سورۃ ۱۰۱ ایہ اسم کی
قل موسیٰ انی علیہ السلام لقیہ استعینوا بآلہ زاحیہ و آت الارض الذین یورثہا من بعدہ من عبادة
ذات قیوم کی ہی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اسکی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اسکی وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں میں سورۃ
والعاقبة للمتقين بل ذکرہ مثل ذلک فی سورۃ مائدہ ۱۰۱ استعینوا بآلہ الذین علیہ السلام وفضلہ علی قومه
اور آخر پہلی ہی اور والوں کا بلکہ ایسی سورۃ ہو دین بعد فضلہ نبی علیہ السلام کی انکی قوم پر نصرت کر کر فرمایا ہی

فَقَالَ تِلْكَ مِنْ آيَاتِ الْغَيْبِ الَّتِي كُنْتَ تُعَلِّمُهَا أَهْلَ بَيْتِكَ وَآقَابُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلرَّاهِقِينَ

بہر بعضی چیزیں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجی ہیں تیری طرف انکو جانتا نہ تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سورتوں پر مبنی البتہ آخر پہلی ہی

للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و

در نذر الون کا سواب بھی یہ ہے ہونگی کہ آخر کو نصرت تیسری اور تیری ساتھ ہونگی لہٰذا یہ جیسی فوج علیہ السلام کی اورا وکی ساتھ ہون کی ہوگی تھی

قَالَ تَعَالَى وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ تَعَالَى فَايُنَا الدِّينَ اصْنَوْا عَلَى عِدَّتِهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ فَمَنْ يَقْصُرْ

فرمایا اللہ تعالیٰ فی اور حقیقی چہرہ ہوا جان والوں کی

عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتأييد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او

منه بقصصه يمان يقصص صيدبه من انصر والناياد وهذا قيل اصاب العبيد من مصيده في

اعمال معضای ایمان ستره می بیند که حصصی ضرورتاً باید کلماتی بر زبانهای اسبی می گویای کادی پر جو نصیبت قوی جان پر یا
 مالک الوغله العز و صله فانها هه بزن نه اماره (دو اوج) و فوجا محو در نشان هه بزن ام - ۱۶ - ص ۱۶۰ و فوجا

مالا وبغية العذر عليه فانما هو بمنزلة نوبة اما بترك واجب وفعل محرم ثم ان ههنا امور لا يدور

مال پر یاد دشمن کی غلبہ سی تو یہ سب گنہ گاروں کا دال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل میں آتا ہی پھر یہاں کئی بات میں سمجھنی چاہئیں

الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الامور ان من غلبة العدو عليه وليسائه له فامر لهم الطبيعة

دشمن کا غلبہ اور اس کی ایذا دہی سو یہ بات موافق ارادۃ الہی اور حکمت ربانی کی

والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحديد والبراقع والامراض وال

بیت بشری اور عادات انسانی کی لازم سی ہی جیسی گری کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریاں اور غم و عصہ

[illegible]

لعموم الاحقہ اہ حق الاطفال والباہاتم ولو مجرد الخیر عن لشرف النفع عن الضرر والمذہ عن الالم لکان هذا
آدمی پر گذرتا ہی بہانہ نک کہ بچوں اور جانوروں پر پیر اگر خیر شرعی اور نفع ضروری اور لذت المسمی خالی اور صاف ہوگی

اور نفع حرسی اور لذت الہی علی اوصاف بہا

للعالم الآخر غير هذا العالم ولشأؤاخرى غير هذا المشأاة والثانى ان الانسان مدنى بالطبع لا يمكن ان

یہ عالم اور ہی عالم ہوا دی یہ عالم نہری اور پیدایش جو جاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بارت یہ ہی کہ آدمی ملن سدا ہوتا ہی اکبدا

يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس اراء ذات واعتبارات يطالبون منه ان يوافقهم عليها

میں نے کبھی اس کو ضرور ہی کہہ کر دیا اور ان لوگوں کی کچھ کچھ باتوں اور اعتبارات پر فیصلہ کیا جنہیں وہ مسہر کا کہتا تھا۔

ان لم يوافقهم يؤذونه ويعدونهم وان وافقهم وكان موافقتهم اياهم على باطل يحصل له العذاب والا من

کرتی ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو نیا ذریعہ میں اورستانی ہیں اور اگر اوسنی موافق ہو اور وہ موافقت باطل پر ہو تو وکھو اور طرح کاغذ اب اور الم

جاءه اخر ولا يريد ان الم المخالفه تطهر في باطنهم اسهل من كلال الترتيب على موافقتهم فالم يسير يعقبه كلال

آمین کہ جب تک نہیں ہی کہ باطل میں مخالفت کا الم اوس الم ہی بہت سہل ہی کہ اوکی موافقت ہی ہو ونگا ایس ٹھو اس الم کہ اوکی پیچھے رہی

طبعة دائمة أولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها ألم عظيم دائم والثالث ان اليه لابد ان ينسحب

پہلے ہی جو وہی اوہنا، اولیٰ کی جہنیت ایسے تیرے ہی ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا نہ ہو تو وہی جہنم ہے۔

فإنسان في طريق الحق لا يمكن أن يكون في نفسه أو ما له أو غيره خلة أو عار أو شدة من هذه الأقسام المذكورة

لسان في حقوقه جملوا ان يكون في نفسه او ماله او عرقه او اهل او اشده من الافساد

حال سی خالی نہیں ہے کہ اوکسی جان پر ہودی یا اوکسی مال پر یا آب و ہوا یا اہل پر اور قسموں میں سی بڑی سخت وہ سی

نفسه و خايتہ ان يقتل ويكون شهيدا و هذا الشرف المرات واسهلها لان الشهيد لا ينجذ من الا

نفسه و عاقله ان يقبل و يبعون الشهد و هذا الشرف الموعودات و سهلها لان الشهد لا يجد من لانهم الا
 ان هو ذك اور او كما انعام يهه ي که مارا حادای اور شهید هو حادای اور به موت سبب موتون بین اشرف بی اور سپی سببی اسلیم که کشد که تنه بی لم تلو

و اما در این باره که ما را حاد می آورد به سبب نبودن اشرفی ادرسی سبب است که شهید گدازنده

المقصود وليس في حق الشهيد المزاراد علواً ولا علواً للعدا دنيي ادم عند موتهم على فرشتهم ولا هو دنيي مقدم على

ہی پستہ کاٹی یا چکی لوادڑ شہید کی قل میں کوئی الم نہ پڑا سہی ہین ہوتا جو ہی اوس کی لٹی کیستہ مر ہی ہو یی رستور ہی اوہ کوئی موت جل متر کا سر

احله لان المسطور في الكتاب كلامية ان الميت مقتول يا حله فمن قر من الموت او من القتل وطن انه
 پہلی کہ عقائد میری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مقتول اپنی اصل پر مرنے پر جو شخص موت سے یا قتل سے بھاگی اس خیال پر کہ بھاگنے سے عمر دراز
 بفرارہ بطول عمره و یقتنع بالعيش الکثیر فقد کذبہ اللہ تعالیٰ فی هذا الظن وقال قلن یتعکم الفران فرتم
 ہوگی اور خوب عیش اور آون گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس خیال میں جہنم تا ہی تو کہ ہرگز نہ فائدہ دیکھا ہوگا بھاگنا اگر بھاگے گی

من الموت والقتل واذا لا تموتون الا قليلا قانہ تعالیٰ بقرین فی هذه الاية ان الفرار من الموت والقتل لا یمنع
 مرنے سے یا ماری جانی سے اور ہر ہی پہل نہ پاوے گی مگر تھوڑی دیر میں پس اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں بیان کر دیا کہ موت یا قتل سے بھاگنا کچھ فائدہ نہیں دیتا
 الا قليلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیهو تہ هذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابن
 مگر کچھ تھوڑا کیونکہ موت سے کسی کو کچھ نفع نہیں ہے بلکہ موت ضروری ہے سو اس بھاگنے میں نہ جو موت بہتر ہے اتنی ہی جاتی رہتی ہے یعنی ہمیشہ کی زندگی

التي تحصل للشہید عند ربہ فان من اختار فی الدنيا الراحة علی التعب فی سبیل اللہ اتعبہ اللہ تعالیٰ اضعا
 کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہے بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہے اللہ کی رستہ کی محنت پر تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہے
 حانالہ فی غیر سبیل اللہ تعالیٰ الا ترى ان ابليس لما امتنع من السجود لادم النبی علیہ السلام فرارا من الخضوع
 جو اور سندن میں اور نہا ہی کیا نہیں دیکھتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو

جعلہ اللہ تعالیٰ اذل الاذلين وصیڈہ خادما لفساق ذریعہ و فجارہم الی يوم الدين و کذلک کل من یمتنع
 سب سے زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں ہی فساق اور فجار کا خادم بنادیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان یذل نفسه للہ تعالیٰ و یتعب بدنہ فی طاعته و مرضاتہ لا بد ان یذل لمن کان اظلم خلق اللہ تعالیٰ
 دلیل کرتی ہے واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اور نہا ہی ہی بچاوی تو ضرور ہے کہ وہ شخص ایسی کی سامنے دلیل ہو کہ تمام خلق اللہ

وافسدہم و یتعب نفسہ و بدنہ فی طاعته و مرضاتہ عقوبۃ لہ من اللہ تعالیٰ و لذلک قال بعض العارفين
 ظالم اور فسد ہو اور سبب عقوبت الہی کی اس کی جان اور بدن اور اسی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہے اور اسی ہی بعضی عارف کہتے ہیں جو شخص

من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینزل عن خدۃ الخالق الی خدۃ المخلوق فعلى هذا کان
 ایسی اختیار سے حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہے پس خالق کی خدمت سے معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرتی لگتا ہے اس بیان کی مراد

الواجب علی العبدان یشغل بعبادۃ اللہ تعالیٰ طاعته و یتروک الاعتراض علیہ و یرضی بقضائہ فی کل ما
 آدمی پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حیادت اور طاعت کیا کری اور کس قدر حکم پر راضی رہی اور کسی بیانی جو

جاء من عنده من النفع والضر والصحۃ والمرض والمنع والعطاء والاکذی و یلاحظ قوله تعالیٰ عسی ان تکر
 آدمی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش اللہ یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کر لی شاید ہو

لشیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون و یثبث انہ تعالیٰ ارحم عباده
 ہر ایک کی چیز اور وہ بہتر ہو ہوگا اور شاید شے غرض کی ایک چیز اور وہ بری ہو ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتی اور یقین کر جانی کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں پر اس سے زیادہ

الوالدۃ بولدها و انہ تعالیٰ اعلم بصلحتہ من نفسه ثم اذ اظهر عطاء یشکر اللہ تعالیٰ و اذا وقع بلاء یحاسب نفسه
 رحمت والہی کہ باپچ اولاد پر اور اللہ تعالیٰ اس کی مصلحت کو اس سے زیادہ جانتا ہے پھر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر کیا لاوی اور اگر بلا آوی تو اسے حساب کرے

فیما صدر منها حتی استحق ذلك اذ قال اللہ تعالیٰ و اصابکم من مصیبة فمما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر
 کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ مجھ میں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کچھ کوئی سختی سوبدلا اس کا جو کام یا تمہاری باتوں کی اور سزا دیتا ہے

فانہ تعالیٰ بقرین فی هذه الاية ان ما اصاب العبد من مصیبة اى مصیبة كانت فہی بسبب ذنوبہ التي التسم
 بیشک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہے کوئی مصیبت ہو سوبدلا ہوں گا وہی ہی جو آپ کا ہی ہیں

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليه في الدنيا واما في العقبى فهو في مشيئة الله تعالى
 اور اللہ تعالیٰ بہت بڑی گناہ معاف کر دیتا ہے سو اون پر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر تو بہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی
 ان لم يبت عنها فإنه تعالى ان يشاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان يشاء يعذب به في جهنم
 بیشک اللہ تعالیٰ چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی
 بقدر ذنوبه ثم يخرج منه ما ويدخله الجنة قال على المؤمن عند الله تعالى خمس نعمات فاولها المرض
 پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دی حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی پانچ عقیبت ہیں پہلی تو کہہ
 ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراطون
 پھر مصیبتیں پھر اگر اس کی گناہ اس سے زیادہ ہوں تو گھر میں عذاب ہوگا پھر اگر اس کی گناہ سے زیادہ ہوں تو صراط پر رکھیں گے
 كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد المجلس الحادی والتسعون
 اس سے ہی زیادہ ہوں تو گناہ ہوں کی موافق دوزخ میں رہے کہ پھر تو حید کی برکت سے نکلیں گے

فی بیان ان الشیطان یجری من لسان

ان الشیطان یجری من لسان هذا الحديث من صحيح المصابيح روتاهم المؤمنین صفیه
 اس بیان میں کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پھرتا ہے
 واما بالشیطان فهو وسوسه لا نفسه فخر الجری یحتمل ان یكون اسم مكان فيكون المعنى ان کبد
 اور شیطان سے مراد اس کے شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہے پس اب لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب معنی یوں ہو جائیگا
 الشیطان ووسوسه یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
 کہ شیطان کا گھر اور وسوسہ انسان میں ہے لہذا وہی طرح بہتر ہے بیشک جو جسم انسان کی اعضا میں بہرتا ہے اور آدمی کو اس کی خبر نہیں ہوتی
 یجری فیها فکذلک ووسوسه الشیطان تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان یجری فیها وقیل یجری
 ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا میں بہرتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور کوئی کہتا ہے کہ جائزہ ہی

ان یمر بالشیطان نفسه لا ووسوسه فان لم یکنه غیر کشف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر
 کہ عین شیطان مراد نہیں وسوسہ نہ مراد نہیں اس کی شیطانی مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں بہرتا ہے اس کی کوئی مادی

الکشف یدخل فی الکشف کالطواء النافذ فی البدن فخر الجری الشیطان فی الانسان جری الدم ویصاد نفسه
 مادی میں ہنس جاتی ہے جیسی ہوا بدن میں سوا شیطان جیسا کہ اندر خون کی طرح بہرتا ہے اور اس کی جان کی پاس ہو کر

ویسلها عما تحب وترید فاذا عرف مقصودها ومارادها استعانت بها علی الانسان فی اضلاله واخراجہ
 پھر جتنی بھی چاہے گی پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پھر اس کا مقصد اور مراد کیا رہے گی میں اور طریق مستقیم سے نکالنے میں

عن الطریق المستقیم فانہ یورده الموارد التي یخیل اليه ان فیها منفعة ثم یصدمة المصادم التي فیها عطية
 انسان کی مدد کرتا ہے پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ گھاٹ پتیاں جہاں یہ خیال ہو کہ اس میں بہ فائدہ ہی پھر ایسی جگہ پہنچاتا ہے جہاں عطا تہ آدمی

ثم یتبرأ منه ویسله ویقف یشمت به ویضوئ منه فانہ یأمره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیہ
 پھر اوستی الگ ہو کر اوستی کی حوالہ کر دیتا ہے اور آپ ٹھہرا مارتا اور ہنست ہی پڑا آدمی ہی پہل تو چوری اور زنا اور قتل کر دیتا ہے پھر ظاہر کر

ویفضیہ کافعل بالراهب الذی نزلنا بامرأة فلما ولدت امرأه یقتلها وقتل ولدها ثم دل علیہ اهلہ مکشف
 فضیلت کر دیتا ہے جیسی ایک راہب کی ساتھ کیا کہ اوستی ایک عورت سی زنا کیا پھر وہ جی تو آدمی اس کو اور اس کی بچہ کو قتل کر آیا پھر عورت کی ماکون کو بتا دیا

مجلس الحادی والتسعون فی بیان ان الشیطان یجری من لسان
 اور اللہ تعالیٰ بہت بڑی گناہ معاف کر دیتا ہے سو اون پر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر تو بہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی
 ان لم يبت عنها فإنه تعالى ان يشاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان يشاء يعذب به في جهنم
 بیشک اللہ تعالیٰ چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی
 بقدر ذنوبه ثم يخرج منه ما ويدخله الجنة قال على المؤمن عند الله تعالى خمس نعمات فاولها المرض
 پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دی حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی پانچ عقیبت ہیں پہلی تو کہہ
 ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراطون
 پھر مصیبتیں پھر اگر اس کی گناہ اس سے زیادہ ہوں تو گھر میں عذاب ہوگا پھر اگر اس کی گناہ سے زیادہ ہوں تو صراط پر رکھیں گے
 كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد المجلس الحادی والتسعون
 اس سے ہی زیادہ ہوں تو گناہ ہوں کی موافق دوزخ میں رہے کہ پھر تو حید کی برکت سے نکلیں گے

لهم امره فلما اراد واصليه امره بالسجود له لينجبه فلما سجد له فتركه وفيه نزل قوله تعالى
 اورا کونکے حال کھول دیا جب تک کہ اس کو صولی دینی کی توابی نہیں سمجھ کر آیا کہ کچھ دن کا جلیس ہی سمجھ کر آیا تو اس کو چھوڑ کر ہاگ گیا اسی قصہ میں یہ آیت اتری ہے
 كمثل الشيطان اذ قال للانسان اكفر فلما كفر قال اني برئ منك اني اخاف الله رب العالمين ولا
 جیسی کہ اوت شیطان کہ جب کسی انسان کو تو منکر ہو پہر جب ہ منکر ہوا کسی میں الگ ہوں تجھ میں ہیں ڈرتا ہوں اندسی جو رب ساری جہان کا اور
 يختص هذا بالذي ذكرت هذه الفضة عنه بل هو عام في كل من يطعمه الشيطان في امره بالكفر والعصا
 شیطان کا یہ کہ کچھ اوس سے خاص نہیں ہی جس کا یہ قصہ کہ ہاگ گیا علی النعم بریک سی و شیطان کا کفر اور عصیت میں مطیع ہی
 لينصرة ويقضو حاجته ثم يتبرأ منه ويسلم كما يتبرأ من جملة اوليائه يوم القيمة ويعتول
 تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پھر اس کو اوس ہی پر ڈال کر الگ ہو جائی ہے جیسی اپنی تمام دوستوں ہی قیامت کو الگ ہو جائیگا یہ کہ
 لهم اني كُفرت بما اشركتم من قبل فانه يومئذ المومنون في الدنيا ثم يتبرأ منه يوم القيمة فعلى هذا ينبغي للعقل
 میں نہیں قبول کرتے ہاں جو توحید بخوشی کہ ہر ایک تباہی پہلے ہی شک یہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک کہاں لگا دیتا ہی پھر اسی قیامت کو الگ ہو جائیگا اس بیان
 ان يجتهد في دفعه وسوسته عن نفسه اذ ليس تسلطه على الانسان بالظهور والنجاة بل تسلط عليه بالاعتزاف
 حاکم کو لازم ہی کہ اپنی دلیل کا اس کا وسوسہ جس طرح ہی دور کری اسی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بظہر اور زور سے ظہر ہی بلکہ مباحی کی نیت اور
 والاغواء كما ترى انه عليه السلام قال خلق ابليس فرقتا وليس اليه من الاضلال شيء فانه عليه السلام
 بھائی ہی کی کہ کچھ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابلیس نے نیت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گرا کر اپنی کوئی بات اور اختیار میں نہیں ہی بیشک نبی علیہ السلام
 بين في هذا الحديث ان الشيطان ليس بمسلط على بني آدم بحيث يأمرهم بالمعصية ويمنعهم عن طاعتها اذ لو كان
 اس حدیث میں فرمایا کہ شیطان نبی آدم پر اس طور تسلط نہیں ہی کہ معصیت کا حکم کرے لگاہ پر لا چار کر دی اگر یہ حال ہوتا
 الا امر كن لك لما احج من شره احد بان شانه ان يوسوس في صدورهم ويزين المعصية اليهم وليس بيده اكثر
 تو اس کی ہر کسی کی ہی نہ بچتا بکھڑا سکا یہہ طریق ہی کہ نبی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونی نفرون میں خوبصورت بنا دیتا ہی
 من ذلك كما اخبر الله تعالى عنه انه يقول لاهل النار يوم القيمة وما كان لي عليكم من سلطان الا انتم كنتم
 اسی سے زیادہ کہہ مقدور نہیں ہی چاہے اللہ تعالیٰ اسی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیوں ہی یوں بیگا اور تم پر مجھ حکومت نہتی کہ میں ہی تم کو بلایا
 فاستجبتم لي فلا تلمصوني ولوموا أنفسكم يعني ان دعوتي اياكم الى الباطل لم يكن بطريق القهر والنجاة ولا
 پہر تم مان لیا سو مجھ کو مست الزام دو اور الزام دو اپنی تمہیں مراد یہ ہی کہ میرا بلانا تم کو باطل پہر بطریق اور لا چار کر نہیں تھا اور نہ
 بحتة وبرهان يدل على صدق بل بغير تزوين وتحويل فاستجبتم لي لموافقة دعوتي اهواءكم واهواء
 کسی حجت اور دلیل سے تھا کہ میری صدق پر دلائل کرتی ہو بلکہ صرف ذہن اور ادراش سے تھا سو تم ہی میرا کہا اپنی ہوا میں اور غرضوں کی موافق دیکھ کر مان لیا
 ولم تستجبوا الربك الذي دعاكم الى الحق دعوة مقرونة بالحق واليمين لعدم موافقة دعوته اهواءكم
 ہوا اپنی رب کا کہانہ مانا جس سے حق پر دلائل اور بیانات کی ساتھ بلا یا تھا کیونکہ اس کی طلب تمہاری ہوا میں اور غرض کی
 واغراضكم فان عدو الله تعالى لما اتمتم عن السجود لادم النبي عليه السلام واخرج من ذممة الملائكة المقربين
 مطابق نہتی بیشک شیطان ہی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور مقرب ملائکہ کی زمرہ سے یا جنت میں سے نکال گیا
 او من المحنة وسال ان ينظر الى يوم يبعث فيه ادم النبي عليه السلام وذمته للبراء فانظر الى يوم الوقت
 اور اسی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی آدم اور اوس کی اولاد ہر ایک کی اور ہائی جادین مہلت ہی پھر اس کو اوس وقت
 المعروف الذي هو وقت التقى ملاك الذي علم الله تعالى ان من في السموات ومن في الارض يصعق عندها
 معلوم تک مہلت ہی جو کہ وقت یسعی نعر کا ہے اللہ جاننا ہی کہ جو اسمان اور زمین میں ہیں اوس وقت سب بہوش ہو جائیں گی

فوقہ فہرہ تک لاخوینہم اجمعین وتمثیل اوسوستہ الیہم وتسلو علیہم ما امكنہ وقد مر علیہ اذا ما من
جو اس عبادت میں ہی تم تیری عزت کی بین ہو گئے کہ اگر وہ تم کو تمثیل اوسوستہ کی اور آرائش کی ہی جو اوپر آویچی اور جہیز کا دار ہو گا کیونکہ جو

طریق خیر و الشیطان قادر علیہ یقطعه علی السالکین فیہ بانواع مکاتذہ وغرورہ فانہ یبشائم نفس الانسان
خیر کارستی سوا اوپر شیطان بیٹھا ہوا چنی والوں پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ ہمارا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کر

لیعلم ان القوتین غالب علیہا اهل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاجسام فان رای ان الغالب علیہا قوة الاجسام یاخذ
مطلوب کرتا ہی کہ دونو قوت میں سی سپر کنوسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہی کی بہر اگر دیکھتا ہی کہ او سپر قوت باز رہی کی غالب ہی قوت او ہر کی

فی نشیطه واضعاف همتہ و اسرار تہ عن المامودہ و یثقلہ علیہ و یقوت علیہ ترکہ حتی یتزک حمله
 ہمتی سستی کا برنا اور مامودی ارادہ کا پھینکا شروع کرتا ہی اور اس کو سپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہی آخر وہ اس کو سہلہ ترک کرتا ہی

او به تصریح او می خواند به و آن برای آن غالب علیها قوه الاقدام یا خن فی تقلیل المأمور به عنده و یوهم انه یا اولین قصورهای یا اولین سستی کرتای دور اگر دیکته های که او به قوت عمل کی غالب یا تو ما مورد به کو او کی نظر من که بنا نا شمع و کرتای او و هم بین التاهی

لا ينفية بل يحتاج الى مبالغه ومن يادة ويقصر بالاول ويتجاوز بالشاؤ قد قال بعض السلفاء امر الله بامر الله
 كبحكماني فهو كما تكلمت مبالغه وزيادت كهي اورايل من تقصير هو تي اي اورايل من بره جاناي اور بعضي متقدمين كاقول اي كرايه تالي

ولسبیلان فیہ برعتان االی نفریط و تقصیر اوالی فرط و خلو ولا یبالی بایضا ظفر قد قطع کثیرا من حکم ہی سوا همین شیطان کی دو جھلکی ہیں یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہ ہر دو انہیں کرتا کہ سپر فحجاب ہو اور اکثر

الخاص في هذين الواديين والتفريط والتقصير ووادى الافراط والتجاوز والثابت منهم على الطريق
لوكون برشيطان في لون دونو ميدان مين رنه نى كى هي ايك ميدان تفريط او تقصير كا اور ايك ميدان افراط او تجاوز كا اور ان لوكون مين سى اوس

الذی کان علیہ رضوان اللہ علیہ السلام واصحابہ قلیل جدا فمنهم الذین یبیتون المساجد والمدارس
والمسجد پر قائم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اصحاب کا ہی بہت ہی کتر ہیں جنکی بعض ایسی اشخاص ہیں کہ مسجد میں اور درسی

اور پل اور خالقہ ایسی مل سی جانی ہیں کہ جو ظلم سی اور چین چپٹ اور رشوت اور جا طر تی سی جمع کیا ہی اور خیال باندھ رکھا کی ہم

اَذْكَانَ الْوَاجِعِ عَلَيْهِمُ لَا مَشَاءَ عَنْ جَمْعِهِ اِنْ هَذَا الْوَجْهَ فَلَمَّا عَصَى اللَّهُ تَعَالَى نَجَّاهُ اَعْلَاهُ الْحَمْدُ كَلَامُ الرَّبِّ

عليهم التوبة والرجوع الى الله تعالى ورددوها الى اصحابها ان امكن والا فالى ورثتهم ان وجدوا والا كان الواجب

کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکوں کو ہمٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہیں تو او کی وارثوں کو اگر پاتی اور نہیں تو یہ واجب تھا

علیہم تفریقہا علی الفقراء بنية ان تكون وديعة عند الله تعالى یوصلها إلى اصحابها من القمۃ وہا لودہ

کفر و کفر پر اس نیت سے تقیم کرتی کہ اللہ تعالیٰ ان امانت دہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیتی اور وہ مال جو فقر اور پر

قیامت کی روزِ او کی اعمال میں سیئی جاوینگے اور بعض لوگ خداسی مغفرت مانگے ہیں اور باقی ہر روز بجا
یلسانہ فی الیوم جائے مرثیہ لا یرال یغتاب الناس ویشتمہم ویفرق اعدائہم ویبککبہم علی اعدائہم اللہ تعالیٰ

سید سومرتہ پڑھتی ہیں پہر متصل لوگوں کی غیبت کرتی ہیں گالیان سناتی ہیں اور اوکی بی آبروی کئی جاتی ہیں اور خرافہ رضا مندی خدا تعالیٰ کی

طول نهاره من غير حصر ولا عدد ويطن ان حسنة اكثر من سيئاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقدها صبيحة
 تمام دن في انشاء اور في شار باتين كى جاتي بن اور كان يسهركتي بن كى جاتي حسنة كذا برسي ثياده من كير كى جاتي نفس كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 ويكون نظره الى عدد تسبيحه وتهليله ويغفل عن هديانه الذي لو كتب لكان مثل تسبيحه وتهليله مائة
 اسببني تسبيح اور تهليل كى جاتي بر تو كى جاتي اور يسهروه باتون كا اگر كى جاتي جادين تو تسبيح اور تهليل كى جاتي سوار بلكه هزار بار كى جاتي
 مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبون ووصل الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لدية
 كى جاتي خيال بنين اور بيشك كرام الكاتبون لو كى جاتي كى جاتي اور الله تعالى هر كى جاتي بر عقاب كا وصد كى جاتي جاتي خيال بنين لو كى جاتي كى جاتي بنين لو كى جاتي
 مرقيب عنيد فرمايد ايتا بل في فضائل التسبيحات والتهليلات ولا يلتفت الى ما ورد في عقوبة المغتابين في النيات
 كى جاتي كى جاتي طاهر سوده نفس هر دم تسبيحات اور تهليلات كى جاتي فضائل تو سوجنا متاي اور او هر خيال بنين كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 والكدن اين وغير ذلك من كى جاتي تر من افات اللسان واعبر الله لو كان الكرامون الكاتبون يطلبون منه اجرة لما
 اور جوتون كى جاتي كى جاتي عقاب تجوز بر اى اور سولاسكى اور زاني افات بنين اى اور بنين اى اور كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 يكتمونه من هديانه الذي نزل على تسبيحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عذرة حجة من هديانه وكا يعذر
 او كى جاتي يسهروه باتين كى جاتي تسبيح اور تهليل كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 ما نطق به في قرآنه ويحسبه ويوازيه بتسبيحات حتى لا يفضل عليه اجرة الكتابة فيما عجبنا من يحاسب نفسه
 بنين لغرض من كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 ويحتاط خوفا من ذهاب قراط في الاجرة وكليحتاط خوفا من فوات فردوس لا على جنة كما اوى في الاخرة وليس هذه
 اور احتياط اس خوف كما اذكري كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 الغفلة الا مصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد وقعنا في امران شغلنا فيه تكون من الكفرة الجاحدين وان صدقنا
 غفلت تو برى بصيت كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 به تكون من الجحالة المغرورين وليس هذا عمل من صدق بما اجله القرآن ورسول رب العالمين المجلس الثاني و
 تو جاتي مغرورين اور يسهرو كام او سكا بنين اى جواحكام قرآن اور رسول رب العالمين كى جاتي تصديق كى جاتي بازيه مجلس
 التسعون في بيان عدم الموازنة بالسوسنة ما لم تعمل بها او تسلكم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اس بيان من كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 ان الله تعالى تجا من اعني ما توسوست به صدورهم ما لم تعمل به او تسلكم هذا الحديث من صحيح المصنفين ورواه
 بيشك الله تعالى في ميرى امت كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 ابوهريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامة السالفة لان التخصيص بالذكر لا بد له
 اور يسهرو كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 من فائدة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما يحظر في قلوبهم من الخواطر للدمومة واحاديث النفس فان ما يقع في
 اور معنى يسهرو من كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 القلب من الخواطر الدينية المدمومة يسمى وسوسة وما يقع فيه من الخواطر المرضية المحسنة يسمى الهام او الوسوسة
 بر كى جاتي بن وسوسة كى جاتي بن اور بن جواحيال يسهرو كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي
 اما ضرورة او اختيارية فالضرورة هي الخواطر التي تدخل في القلب من غير اختيار وهذا معفو عن جميع الامة لكونه
 يا ضرورة هو متاي باختيار يسهرو كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي كى جاتي

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتلقبها النفس وتزودها
 كدر استغناء عما بهي ^{اور مختار ما به خياالت من جودین آتی ہیں} اور طبیعت او کو کہنہ لاتی ہی اور نفس او کی پہچی نگاہ متا ہی ہوا بار بار
 وتتلذذ منها فقيل الى العبد ان الكلام بها وهذا النوع هو الذي عفى عن هذه الذنوب سائر الالهم تشريفنا النبيينا وتفضيلنا
 ہی اور لذت او پاتا ہی ہوا کہ عمل کی و بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہ ہی وہ قسم ہی جو اس استیصال و تمام امتوا سی سبب شرافت ہارگی اور فضیلت او کی استکی
 لاصته واما العقائد الفاسدة ومساوی الأخلاق وما ينضم اليها من أعمال القلوب فهي بمنزلة الدخول في جملة ما
 معاف ہوا ہی اور ہی فاسد عقیدے اور عادات بدہ اور جو انہیں علی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو بہہ و سوسولی میں داخل ہوتے ہی اگر ہی
 ومستوت به الصدور مثل هي من أعمال القلوب التي يواخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مرات اول
 بکہ بہ وہ اعمال قلوب ہیں جسین انسان ہی مواخذہ ہوا بکہ اور حاصل یہ ہی کہ دکی خیاالت پانچ درجہ ہیں پہلا تو
 لها جس هو ما يقع فيه ابتداء اثر الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حداث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
 اجس کہ وہ دین پہلی ہی آتی ہی ہوا کہ بعد خاطر یعنی او کا جاری ہونا جو دین آتی ہی بہر صیغہ النفس یعنی اوسین تردد جو دین آتی ہی کہ کون
 ام لا ثم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو التقطع على الفعل والنجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي فمما
 ہا ہیں بہر ہم کوئی کرگی کی جانب کو غالب کرنا بہر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہ خیاالت اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسین
 تفصيل اما لما جس فلا يواخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شئ مورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
 تفصيل ہی اجس ہی ترشعن عقیدتوں کا خذہ نہیں ہی کیونکہ یہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہی یہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آتی ہی کہی نہیں کہ دفع کر دی یا
 على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بغير الخاطر اول ومرتبه ومع هذا هو ما بعده من حداث
 رو کہ ہی اور خاطر جو اسکی بعد ہی سوادی کو اسکی دفعہ قدرت ہوتی ہی کہ اجس کو آتی ہی بہر دی تہر ہی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حداث النفس
 النفس مرفوعة اليها بالحيث الصحيح الواحد في ارتفاع حداث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفى عن
 اس امت کو سبب شہا ہیں بدیل حداث صحیح کی جو اس امت کو نفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی
 ما حداثت به نفوسهم فاذا ارتفع حداث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلاثة لو كانت في الحسنات لا
 جوا کی نفس حداث کرتا ہیں بہر جب حداث النفس معاف ہوا تو او کی پہلی کی خیاالت بطریق اولی معاف ہونگی اور یہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اسکا
 يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنات يكتب حسنة وان لم يفعل لغيره
 کہہ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہی اور الہم سو حدیث صحیح میں آیا ہی کہ ایک الہم کا ثواب ہوتا ہی اگر جب کسی مانع کی علی میں
 مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة قبل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
 نہ آوی اور الہم کا کہہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ عتوی بہتا ہی اگر آدمی فی او کو نہ ترک کیا تو او کو ثواب ہوتا ہی اور اگر کریمہ توڑی علی کا گناہ
 اثر الفعل وحده لا اثر الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
 ہوتا ہی الہم کا کہہ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ الہم اس امت کو معاف ہی اور الہم بدی کا بعضی علماء کو اگرچہ اس میں مانع کیا ہی جو معاف ہی
 الا ان المحققين على كون العبد مواظبا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
 بہر محقق یہہ ہیں کہ اسین بندہ کا مواخذہ ہوا بکہ لیکن اگر اپنی عزم نہ نادم ہوا اور اسکی خوف ہی وہ کام کیا تو او کو ثواب ہوتا ہی
 لان عزمه على السيئة وان كان له عزم على تركها فمما عفا عنه الحسنات واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
 کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اسی باز رہنا نیکہ علی ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا
 تركه بعد ذلك لا حق الاخر فاصبر الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختيار من افعال القلوب فواخذ به
 کسی عذر کی ماری میں ہو کہ او کو خوف آتی ہی نہیں جو او کو ثواب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب میں ہی فعل اختیار ہی سو عزم کی پڑ ہوگا

صاحبه اذ قدر روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على ما هم ولا يشاوران من عزم في الليل ان يصبه ويقتل مؤمنا
استفكه رويته في كني عليه السلام ان فرما يا عام لو اني ايتي نيت ليه عسور بهي اود اسين چهره بين بي كه جو شخص رات كويه عزم كوي كه صبح هوي بي كه چهره كوي
او يزي في باهرا او يشرب خمر او يركب غير ذلك من الذنوب ففات الليل فيموت عاصيا مصل على الذنوب ويحشر على
ياكس عورت سي ذنار ونگا يا شرب ميون گا يا كونا اندگه كه ونگا پروه او سي شب من مرگيا ونگه پرا ورا هو انگه سري گا او راي نيت پرا وراي گا
نيت مع ان الواقع منه العزم على العصية دون فعلها والذليل الدال عليه ماروى انه عليه السلام اذ التقى
باو جدي او كوصف عصيته كما عزم سي تها كير من نهين كيا اود دليل اس مطلب يه روي روايت بي كه نبى عليه السلام في فرما يا جب دو مسلمان

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تكليس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
 ساكنه بلبس كبريائي لكي يسمي في بات هي كه وسوسة بعض وقت ابليس في فرسي هو تاي ميشك شيطان بعض وقت انسان بربيشه واثاني
 الانسان فيقول العبر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف تترك اللذات والشهوات فعند ذلك
 سبها هي كه عمر بهت وراثي اور ترك شهوات پر تمام عمر صبر كرنا پڑا هي سخت عذاب هي اب لذتين اور شهوات كيونكر ترك كرديجي اب ايسي وقت آدمي كو
 يلزم للعبد ان يدرك عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيد وويجد ايما به ديقينه ويقول نعم الصبر عن
 عزم هي كه الله تعالى كا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور او كي وعدي اور وعيد يا وكي اور از سر نو ايمان اور يقين كو سنبھالي اور هي البتہ صبر كرنا
 الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلا بد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
 شهوات سي سخت هي ليكن اگہ صبر كرنا اور بھي سخت سخت هي سو كتر كا اختيار كرنا چاہي جب آدمي يہ بات يا وكرنا هي تو شيطان پس پشت پھاگ جاتا هي كيونكر شيطان كي
 ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
 برباقت بنين هي كه كہوي اگہ صبر كرنا معصيت پر صبر كرنا هي سخت بنين هي اور نہ كيرتے كتا هي كه معصيت روزخ مين نہ بجا وكي اساسي كر آدمي كا
 ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنو لايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
 ايمان ايكو دفع كر ديتا هي اور ايمان كي نور سي اوسكا وسوسه كٹ جاتا هي ميشك جب آدمي كا ايمان حقيقي ہوتا هي نرا زباني نہيں ہوتا بلکہ
 قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذ عدوا متدا لا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
 دلي يقيني ہوتا هي تو اپني دلي شيطاني وسوسه وركر ديتا هي اور شيطان كو دشمن جانتا هي اس آيت كي موافق تحقيق شيطان تمہارا دشمن هي
 فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الشيطان عدو لبني آدم وامرهم ان يتخذوه عدوا
 سوم سمجھتے ہوا ايكو دشمن الله تعالى في اس آيت مين بيان كيا كه شيطان بني آدم كا دشمن هي اور بھي حكم كيا كه وہ بھي ايكو دشمن سمجھين كيونكر
 بريد اضا لهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويحتمد في دفع وسوسته
 ايكو گڑھ كيا جانتا هي تا كه بني ساستہ روزخ مين كہنچ لجا وكي اس بيان كي موافق عاقل كو چاہي كا پتا دشمن بچان كر اوسكا وسوسه بزرور دفع كردي
 ولا يدفع وسوسته الا بغاة الهوي فمن منع نفسه عن الهوي يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
 اور بدول مخالفت ہوا ہوس كي اوسكا وسوسه دفع نہيں ہوتا پر جسني اپني نفس كو ہوس روک رہا تو وہ اون لوگوں مين ہوتا هي جن پر شيطان غالب نہيں ہوتا
 الشيطان على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطان فدلّت الآية على ان الشيطان
 موافق مع ذلك اس آيت كي وہ ميری بندی مين اونہر نہيں تيري حكومت بہ آيت دلالت كر تي هي كه شيطان
 لا يملك عليهم لان من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوي لا يكون
 اونہر ہوا اوسكي عبادت كر نيواي مين غلبہ نہيں كر سكتا اونہي پر غلبہ كرنا هي جو الله كي عابد نہيں ہي ہر جو شخص اپني ہوا كا تابع هي وہ
 من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوي اذ قال الله تعالى امر عيت من اتخذ الهه هواه اشار الى كون
 الله تعالى كا عابد نہيں هي بلکہ ہوا كا پوجني والا هي اسلي كه الله تعالى فرماتا هي بہلا ديكھتے جو جسني پوجنا پڑا اپني چا و كا بہرہ شاہد هي كه
 الهوي الهه ومعبوده والي كونه من عباد الهوي لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كا
 ہوي اوسكا خدا اور معبود هي اور وہ ہوا كا بندہ هي الله كا بندہ نہيں هي ہر جو شخص الله كا بندہ نہو دي بلکہ ہوا كا
 من عباد الهوي يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوي الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
 بندہ ہوا دي تو اوسپر شيطان بوسيلہ ہوا كي جس مين سي شهوات كي شاخين نکلتي ہيں غالب رہتا هي سوجي شہوتين انسان كي
 سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحطة به من
 گوشت پرست اور خون مين پھيلي ہوي ہيں ايسي ہی شيطان كي سلطنت آدمي كي اندر گوشت اور خون مين سير كر تي هي اور ہر طرف سي گيري ہوي هي

جميع جوانبه ولأنك قال النبي عليه السلام من الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
 اسى لى بنى عليه السلام في فرما
 كرشيطان ابن آدم من مثل نوح كى يهرى ربيتم او كى انه كادست بركى بنى كرو

بالجوع وإنما أمر النبي عليه السلام بتضييق مجارى الشيطان بالجوع لأن تسلط الشيطان على الإنسان ليس
 ادرى عليه السلام في شيطان كاسته بركى بنى كرو اسى فرما لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه ان لا يتبع الشهوة
 بنى كرو ادر شهوت بركى بنى كرو جالى لى بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

من تسلط الشيطان عليه فإن من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بوا
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

الهوى لأن الهوى مرمى الشيطان ومرتعه وما لم يكن أحد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد أحد
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولأنك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

أحد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا لله تعالى عاننى عليه فاسلم فلا يامر
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

الشيطان به عزى كيا ادرى يارسل الله فرما لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

الا بخير بانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الإنسان الا بواسطة الشهوة فمن
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

احب الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينسبط الا حيث ينبغي والى الحد الذى ينبغي فتهبونه لا تدهوه
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

وأنما يقدر بعضهم عن بعض بموافقة ما يراه ومخالفة ما يراه فمن يغلب عليه مقتضى الشهوة يجر الشيطان
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

فيه فحالا في تسلط عليه ولا كسنا في الشهوة ثلاثا من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لا فؤاد
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

لهم صراطك المستقيم ثم لا تينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمالكهم ولا تجردا كثرهم
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

شكوك فانهم يأتى الإنسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحب اليه الفعل الذى يضره حتى يخيل اليه
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذى ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه ومن هذا الطريق
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في اللهو المختلفة والآراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال ووقعهم في كراه
 كرشيطان كغلبه انسان بركى بنى كرو جالى لى كرشيطان كغلبه انسان بركى وسيله شهوت كى

والويل ومع هذا يبعد هم الفؤاد بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنده وأوليائه

بسناء وادي اور تشعير اس كفر اور فسوق اور عصيان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہے اور مؤمنوں کو اپنی نگرانی اور رفقاری سے متاثر کرتا ہے

حتى لا يجاهد منهم ولا يامرهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيد لاهل الايمان وقد اخبر الله

بكونه اوشع جبار ومن كرتي اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہ بڑی دہم دی رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ

بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطان يخوف اوليائه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عنك جميع

انہ کتاب میں فرماتا ہے یہ جو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنی دوستوں سے سو تم اوس سے مت ڈرو اور عیسائی اور اگر ایمان رکھتی ہو اور تمام مفسدوں کی

المفسدون ان لا يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم

نزدیک یہ معنی ہیں کہ شیطان تم کو اپنی رقیقوں سے ڈراتا ہے سو تم اوس سے مت ڈرو وقتاً کہتی ہیں اور کون بڑا اور بڑا ہی کر دیتا ہے اسی دہم کی بات اوس سے مت ڈرو اور عیسائی اور تمام

مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيأمر بالمعروف وينهى عن المنكر

مؤمن ہر بیشک اس سے کاٹتا جتنا قوی ہوتا ہے و تباہ شیطان کی رقیقوں کا خوف دور ہوتا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا شروع کرتا ہے

وكما كان ضعيفا بقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيد ايضا انه يحذر

اور جتنا ضعیف ہوتا ہے و تباہی اور پھر شیطان کی رقیقوں کا خوف قوی ہوتا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور یہ بھی ایسا کٹا کٹا کید ہے کہ اوست

الدين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعلمية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهلون تفقد

جنہوں نے علوم شرعی علمی اور علمی خوب یاد کی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر بعض اہل ایمان کو عامی

الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة

نہیں بچاتی اور نہ ان کو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہ رکھتی ہیں کہ ہر کچھ اللہ تعالیٰ کی دان وہ مرتبہ حاصل ہو گیا ہے

لا يعدون ولا يطيرون بل يؤمنون بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلوم ان العلم طمان علم المعاصي

کہ غدا نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پریشانی ہوگی بلکہ خلعت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہ تو اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دوسروں کی نہیں ایک علم عام

وعلم الكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق الحمودة والمذمومة وهي علوم لا تزداد

یہ بظاہر کا علم کاشف کا باطنی علم معاملہ کا تو یہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور یہی جاننا اخلاق نیک اور بد کا یہ سب سے اعظم ہیں کہ ان میں عمل

الاعمال ولو لا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراه العقل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم

مقصدی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہ ہوتی تو ان علوم کو بھی کچھ قدر نہ ہوتی اب جو علم عقل کی ہی مقصود ہوتا ہے اوسکی قدر بدون عمل کم نہیں ہوگی پھر حسن عملی علم

علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يحتجبها واحكم علم الاخلاق الحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم

طاعات کا خوب کیا اور طاعت کی اور علم معاصی کا خوب سیکھا اور معاصی سے باز نہ آیا اور علم اخلاق حمیدہ کو خوب یاد کیا اور انجیل اخلاق کی مزین کیا اور علم

الاخلاق المذمومة ولم يبطر نفسه عنها فهو مغرور وبكيد الشيطان ان يقول له الشيطان مطلبك القرب

اخلاق مذمومہ کو خوب یاد کیا اور اپنی آپ کو اوس سے پاک نہ کیا تو وہ شیطان کی فریب میں پھنسے ہوا ہے اپنی کہ شیطان اپنا سنجھتا ہے کہ میری غرض تو قرب الہی

من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ودينا وعليه الايات والاخبار الواحدة

ہی اور ثواب حاصل کرنا سوئی علم اللہ تعالیٰ سے قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہے اور اکی سدا آیات اور احادیث جو علم کی فضائلیں ہیں انہیں نہیں پڑھتا ہے

في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يريد ذلك موافقا لهواه فيطعن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان

پھر جو شخص اہل ہوا سے ہے اوسکی تضرعی کی موافق ہوتی ہیں اوسکی تو دہمی ہوئی عمل کی کچھ کام نہ کرتا اور جو عالم

من اهل التقوى يقول للشيطان قد كوني حاورا في فضائل العلم ولا تكون حاورا في الذمائم التاركين للعمل

رہو الی ہوتی ہیں تو شیطان سے کہتی ہیں تو وہ رہا ست تو را دلاتا ہے جو علم کی فضائلیں ہیں میں میں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو ذمہ تارک عمل کی حق میں انہیں

مفسدوں کی

۵۶۷

فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التوراة
 بيك حتى قضيت على من تلاها في علمه به كذا عذاب يري بتا يي
 ثم لم يحلوها كمثل الحمار يحمل اسفارا وقال الله تعالى في اية اخرى فمثل الكلب فاني اخري اعظم
 بهرته او ماني
 من القليل بالحماد والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعمله وقال
 كوني رسولا في ادمي اورني عليه السلام في فرما ياسبى نياؤه عذاب من قنات كى دن ده عالم بونكا جكي علم عسى الله في اوكونغ بول اورني
 عليه السلام في حديث اخر من اراد علما ولو لم يزد من الله الا بعدا وبعدا واذ امثال تلك
 المشديدات مما لا يحصى في حق العالم التارك للعلم كيف يعتقده انه على خير مع تلك حجة الله تعالى عليه
 البى البى شرايه شياكى عالم تارك العلم كى حق من كيونكر اعتقاد كرتا يى كره نيك راه پرى باوجوديكه او سپر حجت انبى خوب قايم به
 واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسماؤه فمن احكم هذا العلم ثم اهل العمل وضيع امر
 اور علم مكاشفكا يعنى باطنى سوو علم معرفت انبى اورادى صفات اور اسماء كا يى سو جى بيه علم خوب حاصل كيا پهر عمل كيا اور امر انبى كوضا كيا
 الله تعالى فهو مغرور ايضا فزوره يدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامى دون المعانى كانه لو
 توده به شيطان كى قريب من بى بس او كى شوريد كى دلالت كرتى يى كره او كوه معرفت انبى كى سواه نام كى كچه حاصل نهن بوا سمانى نيك نهن پرخا كيك كره
 عرف الله تعالى حق معرفته لخشيته واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
 عازر باسمه بوتا جو حق بى قواى دوتا اور تقوى كرتا چنانچه الله تعالى فرما يى الله سى ذرى وه بى بى او كى بندون من جكو سجب بى هم سوال كرتى من
 ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان لمة باين ادم و
 كره كواسى دنيولا بنادى تراون مجلس اس بيان من كراين آدم سه شيطان كو ايك قرب هوتا يى
للملك لمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة باين ادم وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد
 فرشتى كو ايك قرب هوتا يى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى فرما يى بيك ابن آدم سى شيطان كو ايك قرب هوتا يى اور فرشته كو ايك قرب هوتا يى پهر قرب شيطان كا تو
 بالشىء وتكذب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق بالحق فمن جد ذلك فليعلم انه من الله تعالى
 براهى كا خيال اور حق كا كذب اور فرشته كا قرب خيرا كا اهام اور حق كى تصديق پهر جوشخص الدين پهر بى پاوى قرآن كى كره الله تعالى كى طرفى بى
 فليعلم الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعين بالله تعالى من الشيطان الرجيم هذا الحديث من حسان المصابيح
 اب الله كى حكرى اور جى وه دوسر بايا تو شيطان رنده سى الله كى براهى
 سواه ابن مسعود واللمة المذكورة فيه من الامام وهو القرب فان كل واحد من الملوك والشياطين يقرب
 ابن مسعود كى رويت سى اور لفظ له جواس حديث من آيا يى الامام سى متفق بى ييم قرب بيك هريك فرشته اور شيطان انهن دون كام كى
 صر الانسان لهنين الامرين وهما الايعاد بالخير والايعاد بالشىء والمراد بهما اللذان يقع في القلب احدهما
 لى الانسان كى سانه بونى بين بينى الايعاد بالخير اور الايعاد بالشىء اوران دولوسى مراد بى جوكيكى دليين آتى من ايك
 بواسطه الملك والاخر بواسطه الشيطان واما ييم بواسطه الملك فببى اها ما واما ييم فيه بواسطه الشيطان
 فرشته كى واسطى سى اور دوسر شيطان كى جهت سى اور جوشفرته كى واسطى سى هوتا يى اهام كهوتا يى اور شيطان كى جهت سى جوهوتا يى
 ببى وسوسة والقلب متخاضر بينهما لان به باصل فطرته يصيد لقبول اثار الملكة واثار المشياطين
 وسوسة كهوتا يى اور دل دون من جاي كا زرار هوتا يى اسلى كى باعتماد اصل پيرايش كى فرشته كا اشر بى اى سكنا يى او شيطان كا اشر بى

صلا حاصلا و لا یترجم احدی علی الاخر لا باتباع الهوی ولا کباب علی الشهوة او بحیال الفة الهوی ولا اعراض
برایہ بر یک کج جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوائی اور شہوت پر اور اگر کسی کی یا باعتبار مخالفت ہوائی اور شہوت سے
عن الشهوة فان الانسان اذا تبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى يصير
منه سبي في كل شيك انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اس کی دل پر شیطان کا غلبہ ہو سیکر ہوائی ظاہر ہو کر تابی اور کمال
قلبہ عشر الشيطان ومقره تكون الهوى مرغى الشيطان ومرتعاه واذ اجاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة و
شیطان کا صبیق اور مقام ہوا تا ہی کہ کدہ ہوا پس شیطان کی چراگاہ اور ہیروی اور اگر کسی نفس کو مارا اور لازم شہوت اور
الغضب يكون قلبه مستقر الملتكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلبه من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی کی تو اس کا دل ملا کہ کا مقام اور گدگاہ ہوا تا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیجا ہی شہوت اور غضب اور حرص
والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصل ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوائی شاخیں ہیں خالی نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی ایسا ہو کہ جہاں شیطان کی وسوسہ
للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزدول وسوسة الا بدكر شيء سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شيء
کا گزر نہ ہوتا ہو اور اس کا وسوسہ کہی نہیں جاتا بدول ذکر کسی اور بات جزاؤں وسوسہ کی اس واسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی ان
فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شيء سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يحجب ان يكون مجالا للشيطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر یک بات سواء ذکر الہی کی اور جواسی متعلق ہی گدگاہ شیطان کا ہو سکتا ہی
فان الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سوہیما تو ذکر الہی کی کہ جس کی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گدگاہ شیطان کا نہیں ہی بیشک دلی مثال ایسی ہی جس کی ایک قلعہ کئی دروازہ والا
كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولي عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتا ہی کہ اوس میں ہر یک دروازہ ہی اگر اک اور مستولی ہوا تو اب آدمی کو اس کی حفاظت کرنی چاہی اور
يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد ما دخله ومواضع ثلثه وابوابه ومداخله الصفات المدمومة
اس کی حفاظت بدول کسبانی دروازوں کی اور بدولتی آمد کی راہ اور کسبی کی رخصتی نہیں ہوتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ میں
فليس الا دمی صفة من صفات المدمومة الا وهي قوت من اقوات الشيطان وسد ما من اسلحة و ابواب من
سوائی کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں سی ایسی نہیں ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اس کی ہتیاروں میں کا ایک ہتیار اور اس کی دروازوں
ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها خاضعة وكلها
میں سی ایک دروازہ اور اس کی آمد کا راہ نہو اور یہ دروازہ ہی اور کسبی وہ ایک ہی راہ بہت ہیں بعضی ظاہر ہیں اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب
مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلبس ذلك الواحد بهذا الكثير فالعبد فيه مثاله
کہی ہوتی ہیں اور ان میں سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کسبی وہ ایک ہی ان سب میں عجائبا ہی اس صورت میں آدمی کی کہادت ایسی ہی
مثال المسافر الذي يبقى في بادية كثيرة الطرق ضامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكد اذ يفلم الا بعين بصيرة وطلوع
جیسی مسافر تھا جسک میں جہاں چار طرف تاریک سی خالی ہیں اندیری رات میں سوہیہ مسافر بدول عین بصیرت اور روشنی چمکتی
شمس مشرقة والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہیں سنہیل سکتا اور عین بصیرت سی یہاں تقویٰ سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو
كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بها يعلم غوامض طرقاته وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض
کتاب محمد مرشد رسول ہی حاصل ہوا ہو کہ انہما دولتی تاریک سی اور اس کی دروازہ اور دل کا راستہ جی پیلر ہی علاج کی

المحتاج اني العلام وعلاج الشئ لا يكون الا بضد وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
عن الله من الشئ الذي لا يضره الله ولا يضره احد من خلقه ولا يضره احد من خلقه ولا يضره احد من خلقه
والتي تبرى من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
اور برى هو ما حول اور قوتى اسطوري پڑى چاه ليتا من الله كي شيطان مردودى اور شير ناکه اسى اور مذقوت طاعت كي مگر از مگر برترسى
فان قيل هل يكفي في دفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فالجواب ان العلاج فيه سلسله
الگو پي پوچي آيا دفع كي كى عرف ذكر الله كافي رى يا اسين كچه علاج پي چاهى پير اسين علاج كي كيا پي سوجو اب نه پي كره سين علاج پي پي
مدخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتغييره بالتقوى حتى يتمكن ان كوفيه ولا يقدر على ذلك
كما وسلي امك له ذلك صفات مذمومه پي پاك اور تقوى پي آباد كر كند كرى تاكه دل كي اندر ذكر قائم رى اور سهر سوله متفرد كي
الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
سكيتي قد تميزت من جنون في ابني دل صفات مذمومه پي پاك اور تقوى كيا آباد كر كي پي اور او شير ياد الله غالب هو كي پي بيك ذكر الله
الذكر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلين جب پي قائم رى پي تقوى پي آباد اور صفات مذمومه پي پاك پوچي اب او كا پاك كرنا ضرور هو تاكه او سين ذكر قائم رى
فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطان ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسئلكم ان يذكروا دين قائم رى توده صيغ النفس هو كا پير اسى شيطاني وسوسة دفع نهين هر سكه اور اسى كى الله تعالى فواتي جولوگ
انقوا از اصمهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ذكر كى پي جهان پڑا او شير شيطان كا كدر چونك كى پير تقوى او كوه سهر كى بيك الله تعالى في اس بات كوپر سهر مگر ولسي خاص كى كي كره دل كر
تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل لما يكون فيه احتيا رويمنوعه من الاحتيا
صفات مذمومه پي پاك پوچا تا پي قوا سين شيطان كا قيام نهين رى تاكه بگر پير اسى اندر رفت هو كي پي اور اعتدلت پي پي او سكر ذكر الله پي بند كر ديتا پي
ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب لا يقر بصفاته فان لم يكن بين يديك شئ من الطعام ينزجر بفؤلك اخسا فجر
سوا كي مثال اليسى پي جسي پو كا كت تيرى پاس چلا او كى پير اكر تيرى ساسني كچه كهنا نهير تو ساسني كسى چلا جاتا رى ادب پير صرف
الصبي يدفعه وان كان بين يديك شئ من الطعام لم يقر عليه ولا يدفع به مجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
دنيا سوا وسكو دفع كر ديتا پي اور اكر نهين ساسني كوى كهنا موجود هو او كوه كرتا پي اور صرف ديكار سى نهين جاتا موجود هو انى خالى هو
ينزجر الشيطان عنه مجرد الزكاء لا يضره الشيطان الا عند غفلته وخطوه عن ذكر الله تعالى فاذا اصاب الى الذكر
توشيطان ولسي صرف اسى چلا جاتا رى كيو كيه شيطان سملت پي كوقت ولين جب ذكر الله كى خالى پاي تو جاسكتا پي پير جبهه ذكر كرتا پي
ليجنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوي الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يدفعه الله
پي چلي پا تو بهان كرتا پي اور جودل هو امين لكاسو پي تو بهان هوس جو شيطان كي قوت ياد رى تو دان شيطان كچه پڑا ليتا رى اور كرسى نهين كرتا
والحاصل ان القلب مما عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجال فيوسوس فيه وهما اشتغل بالذكريات وتخل
غلاصه پي پي كره دل پڑا كرتا رى هو كي خالص بر حاقى پي توشيطان كا كدر هو جاتا پي پير او سين وسوسه پيدا كرتا پي اور جب ذكر من مشغول هو تا پي توشيطان
عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتا طرد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
پي ولسي چله ديتا پي اور طرشت وان اكر اها م كرتا پي او قلب كي سر كمين درميان دونو لشكر فرشته اور شيطان كي هميشه جنگ ديكجا پي ربي رى
دانهم الى ان ينغم القلب لاجدها فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلات بالوساوس الداعية الى الشان
آمر كوسى اليك كي فتح هو جاتا پي سوا كرتو توشيطان فتح كر كا لك هو كيا پي پير وه ليسى وسوسون پي پير هو كي نهين جو كلف اختيا كر كي دنيا

وساء ظمرة في الطريق بحيث لو التفت اليها لآهها والثانية هي بيان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو لشيطان
 راسه من هي ديكنا چاهي ايسا که اگر منبه پيري آيا بسته ديكيم لي اور دوسرا مرتبه دلين اور کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اور عورت کی چوٹی کی
 وهو حرکة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالثة هي حكمة بان هذا الفعل
 اور یہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہی اور اس پہلی خیال ہی پہ باہوتی ہی ہوگی میل طبع کہتی ہیں تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ کام
 الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والنيل يسمى اشتقادا وثلاثة تصميم عزمه على الفعل الذي
 یعنی اس عورت کا دیکھنا ہی چاہی اور یہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیروی ہوتا ہی اور اس کا اعتقاد کہتی ہیں اور چوتھ مرتبہ اس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا
 هو النظر اليها ويسمى هذا مقصدا ونية وهذا لم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا اصفى القلب الخاطر حتى
 یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اس کو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہیں اور اس پہلے کہ مبدأ کبھی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی بیان تک
 طالت لحادته للنفس ساكد هذا القم ويصير امراة مجرومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤخذ به العبد لانه لا
 کہ آپس میں بت کہو نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم کچھ تباہی اور لڑاؤہ و الجرم ہوجاتا ہی جب یہ معلوم ہو چکے تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہ خیال
 يدخل تحت الاختيار وكن الليل وهو هي ان الشهوة لا يؤخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
 اختیاری نہیں ہی اور ایسی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیاری نہیں ہی اور اس مرتبہ میں یہ ہی مراد ہی
 المراد بقوله سلبية السلام عفي عن الحق والتحدث به لنفسه لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
 میری امت ہی حدیث النفس صاف ہوا ہی اسلئے کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دلین لی قصد چاہتی ہیں اور انہیں
 في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمي اعزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب قسرتدين ان
 کچھ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور دوسرا مرتبہ کہ وہ دل کا اعتقاد اور حکم ہی سورہ دو حال ہی زیادہ ہیں
 يكون اختياري او اضطراري فالاخذ بالاختياري ولا يؤخذ بالاضطراري واما الرابع وهو القم فيؤخذ
 یا اختیاری ہوگا یا اضطراری مواختاری میں آدمی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور اس چوتھ مرتبہ یعنی ہم سورہ میں
 به العبد لانه ان نذر على هم وتترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان هم وان كان
 بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر میں ہم پر نادم ہو کر اس کام کو اللہ تعالیٰ کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسلئے کہ ہم انسان کا اگرچہ
 مسيئة لكن لا يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
 ہم پر پادوسی باز نہیں اور اس پر نفس کا مجاہدہ حسنة میں ہی جسکی عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام
 الفعل بجائز وتتركه لانه لا خوف من الله يكتب له حسنة لان هم فعل اختياري القلب فيؤخذ به صا
 کسی اور مانع کی سبب ہوگا اور کسی عذر کی سبب ہوگا کہ خوف الہی کی نہیں چھوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اس پر مواخذہ ہوتا ہی
 فان من عزم على معصية وتغذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
 بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب کی اوپر عمل شوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہ خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اس کو ثواب
 له حسنة وقد مرى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم تركوا لشدائد ان من عزم في الليل ان يصوم ويقتل
 کیسا ہودی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی ضربا ہی کہ آدمی نیت ہی نیتیں پر اور صیوم وکعبہ میں ہی اگر نیت کو کہیں یہ عزم یا کہ صیوم ہوتی ہوگی
 مسلما او يذني باصراة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة ميتا حاصيا مصر على الذنوب
 قتل کردن کا اٹل فی عورت سی نہ کرے گا یا شراب پیوے گا یا کوئی اور گنہگار ہوگا پھر اسی رات میں مر گیا تو کبھی گناہوں پر ذمہ ہوا ہوگا
 ويحشر على نيته هم ان الواقع منه العزم على المعصية ذلك فعلمنا والدليل عليه ما روى انه عليه السلام قال اذا
 اور اپنی نیت پر آدمی کا باوجود کہ آدمی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچھ ہی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی ضربا ہی جب

الاستطیع علیهم استیلاء مقبول الاقلیاد منهم وهم المخاصمون من عبادك الصالحین وهذا كقول اللعین كاریین
اور پھر خوب قابو کر لو گئے مگر کچھ تھوڑے پر جو تیری بندی مختص صلیا ہو گئی اور یہ لیسای ہی جیسی لیسن کا یہ قول ہی جیسے

لهم فی الارض ولا غوینهم اجمعین وانما عرض اللعین حصول هذا للطلبه مع انہ لا یعلم الغیب استدلالا بماروا
اونکو بہارین دکھاؤن گا زمین میں اور اہی ہووگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا باوجود کہ غیب دان نہیں ہی اس دلیل ہی جان گیا

فیم من کون مبدء الشر متعدد او مبدء الخیر واحد ان فی نفس الانسان قوة بهیمة شہوانیة وقوة سبعیة
کہ او زمین آثار ہدی کی بہت پائی اور مبدء غیر کا ایک کیونکہ انسان بنفس میں قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی خضبی

غضبیة وقوة وهیمة شیطانیة وهذه الثلاثة مستویة علیہ من اول الخلق داعیة له الی الشر وبعوضه
اور قوت وہی شیطانی اور یہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدایش ہی غالب ہوتی ہیں شرکیہ ف جاتی ہیں اور ان

الثلاثة فیه قوة عقلیة ملکیة وحق ان كانت طعیة الی الخیر لکنہا انما تکمل بعد استیلاء الثالث ولعل علی القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ علی ہوتی ہی اور یہ قوت اگرچہ غیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو چکیں

فلما رای اللعین ذلك علم ان ما یریدہ یکن حصولہ فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان اقتیادا تاما
پھر جب لیسن فی یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب ہمیں دفعہ انسان کی خوب مطیع ہو کر

فیعینانہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویجسنان مرانقطة فی سفرہ الذی ہو بصدرة وقد یستعصیان علیہ استعصا
جس راستہ وہ چلتا ہی اوکی اندا کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی رہتی ہوتا ہی اوس میں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کسی کو پھر نہایت سرکشی بنات

وتنہد حتی یملکانہ ولست بعد انہ وقیہ ہلاکہ وانقطا عن سفرہ الذی بہ وصولہ الی سعادة الابد فینبغی لہ
اور تیری کرتی ہیں یہاں تک کہ اوکی الگ ہو کر اوکو مطیع کر لیتی ہیں اور اس میں انسان ہلاک ہو جاتا ہی اصل میں سعادت ابدی وصول ہوتی رہا تا ہی

ان یستعین علیہا بالعقل وان ترک الاستعانة بہ وسلطما علی نفسه یمیل ہلاکا بئنا ونحس خسرنا عظیما و
اب انسان کو زمین تدبیر کرتی چاہی کہ او پھر عقل ہی مدد دی اور اگر عقل ہی مدد نہ لی اور اپنی او کو تسلط دیدیا تو ظلم مار گیا اور پشای تویم اوٹایا اور

ذلك حال اکثر الخلق فان عقولہ صارت مسخرة لشہواتہم فی استنباط الخیل لقضاء الشهوة وكان من حقہم ان یكول
اکثر خلق کا یہ ہی حال ہی کیونکہ اوکی عقولیں قصار شہوت کی ہی جیل حوالی نکالتی کو شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور اوکو یوں چاہی تھا کہ

شہواتہم مسخرة لعقلہم فمما یفتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الهوی فیدعوہ الی الشر فلیحقہ
اوکی شہوت عقول کی مطیع ہوتی ہیں شہوت کے بیکڑ میں کی دلیں کہی خطرہ ہوا کا اگر جی کی طرف بلاتا ہی تو پھر اوکو

خاطر الایمان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الی الخیر فینبغث الشیطان الی نصرة خاطر الشر فیقی دافع الهوی یحسن القتم
خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خبر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوہا ہوتا ہی سو خواہش سہا کی نذر پر جاتی ہی اور دنیا کی لذتوں ہی

والستعصم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیها فینبغث العقل الی نصرة خاطر الخیر ویوتئہ النفس دیقہم فعلہا ونہیہا الی الخیر
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اوہر رغبت ہوتی ہی پھر عقل اوکی مدد کو اوہہ کر لیتی دلیں ڈالتی ہی اور نفس کو چہرکتی ہی اور اوکی براہ کمر اور جہل کمر

یشہما بالہما یم فی ہجومہا علی الشر وعدم کثرتها بالعواقب فیمیل النفس الی نصم العقل فیصل الشیطن علی النفس حملة و
نسبت دیکر وگرو نہیں لاتی ہی کہ تجھ کو برا ہی کی کثرت اور انجام ہی بی پروائی ہی نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پھر شیطان نفس پر کیا حملہ کر رہا تا ہی

یقول لہا مالک تستعین عن ہواک وهل یوجد احد من اهل عصرک مخالف ہواک ما تری ان اکثر علماء زمانک لا
تجھو کیا ہوا کہ اپنی عیش ہی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ میں کوئی ایسا ہی جو عیش ہی الگ رہتا ہو دیکھا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

یحترمون عن الهوی ولو کان شر لا متنعوا عنہ افتترکوا لہم ملاذ الدنیا یمتنعون بہا وتبقى مجردا متغصبا یضاد علیک
عیش ہائی ہی پر ہر نہیں کرتی اگر عیش لازم ہوتا تو وہ ہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اوکو دیتا ہی اور تو مشقت میں خرم رہی تجھ پر تیری ہر

انهم الذين كانوا قديما فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان
 سيرة وكرامات جوته وروايتي سيرة قديمين آخرين سي سوايك يادوكي انهم بروي بركة يكسبوا انهم كان
 كما كان كذلك في اول الاسلام وفي سيرة اخوانهم الذين يصلحون اذا قدموا للناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنّة
 جسي لاسلام من انهم نبي اورايك اور حديث من هي كه به وه لوگ من جو به لای مری بن جب لوگ بگر جاتی ہیں مراد یہ ہے کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں
 فی من فساد الناس فی حدیث اخوانهم الذين يصلحون ما فسد الناس بعدی من سنتی فیهؤلاء هم الغرباء المدعوون
 جن زمانہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کر لیں جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ رہے ہیں کی سیرت جو بہ دعوت غلو کی
 المخطوطون وقلتم في الناس جدا سمو غرباء وهم قساة احدی من یصل نفسه عند فساد الناس في الكفاي من یصل
 جسکی مع ہوتی اور انکی سی مرتبہ کی آزد ہوگی اور جو کہ بہ لوگ بہت کم ہیں تو انکا نام راہوا انکی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کر لی جبکہ بگڑا رہے دوسرے تو وہ
 ما فسد الناس من السنّة وهو اعلی القسین وهم القاسمات یوظیفه الاخر بالمعروف والذی عن المنکر فیکون اقل الناس
 جو اور لوگوں کی بگڑائی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دو قسم ہیں اعلی درجہ کی ہیں یہ ہی لوگ امر المعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قائم ہو گئے اور یہی
 فی اخر الزمان والذی انک وصفا بالعرفه لقلتم انما اجاء فی بعض المزیات انہم قوم صالحون یقلدون فی قوامہم وکثیر من
 آخر زمانہ میں بہت کم ہو گئے اور اسی ہی ضربت انکا وصف ہے انکی کثیر قسین ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کمتر ہوتے ہیں کی اندر
 یدفعهم اکثرهم یصلحهم فی هذا الشارة الى قلتم وقلة المستقیمین لہم وکثرة الخالفین لہم والعاصین لا عرفہم وهذا
 جو بہت ہوں اور انکی برخواہ بدلت الطاعت کریموں کی بہت زیادہ اور اس میں انکی اور انکی قوی کی قلت کا اور دشمنوں کی اور انفراتوں کی کثرت کی اشارہ ہے جو اس
 الفصل العظیم لا یعود لاهل الغربة انما اهل الغربة انہم بین الناس وتسمیہم بالسنّة بدین ظلم الایہوۃ فاذا ساری المؤمن من
 فضل بکر کا بواہل غربت کی ہی وعدہ ہوا ہی تو ہی ہی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور جو اس کی تاریکی میں وہ سنت کو بکڑی ہیں جب کہ ان میں سے سب لوگ
 علیہ الناس فی هذا الزمان من البدع والضلالات وعدن عن الصراط المستقیم لکنی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام
 حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بدی راہیں اور سید ہی راہ سی انگ چنا جسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 واصحابہ ودعاهم الیہ وقد عرفناہم علیہ من المنکرات فہذا انک تقوم قیامتہم او یصبون لہ الحماض ویجلبون
 اور انکی اصحاب ہی اور انکو ان راہ مستقیم پر لائے اور انکی عمل منکرات کو کوڑی پل میں قیامت میں ہاگو اور اس میں ان کی ہی مال پہنا دی گئی اور انہم
 علیہم یجلبہم ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تسکک بالسنّة لفسادہم بالبدع غریب فی اعتقادہ
 انہی سوار اور پیادے جزا دی گئی اسبہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ انکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت کی تسک کر لیں غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ جہنم
 لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طریقہم غریب فی معاشرۃ معہم لانہ لا یعاشرونہم فی ما تہوکی انفسہم وبالجملة
 تسک کی ہیں انہی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ انکی عقائد فاسد ہیں انہی طریق میں غریب ہی کیونکہ انکی طریق فاسد ہیں انکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ انکی ساتھ نہیں
 فہو غریب فی امور دنیاء وخرتہ لا یجین مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالیٰ تعاونا علی البر والتقی ولا تعاونا
 کردہ تمام امور دنیا میں اور آخری میں غریب ہی نہ انکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور ہی شک اللہ تعالیٰ فرما ہی آپس میں مدد کر و نیک کام پر ہاں پر نیز گاہی پر ہاں
 علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنّة بین اهل بدع داعی اللہ تعالیٰ ورسولہ
 گناہ پر اور زیادتی پر ہیں وہ ہی ایک اور قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتے اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اللہ اور انکی رسول کی طرف
 بین دعاۃ الی البدع والضلال اہل المعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عنہم منکر والمنکر معروف وهذا قال النبی علیہ
 بتا ہی اس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلاتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ اور ان میں نہ سنّت نہ انکی مدد دینے والے ہاں اور انکی عذر دینے والے
 یاتی علی الناس زمان الصابر فہم علی دینہ کالقابض علی الجبر فانہ علیہ السلام یات فی هذا الحدیث ایزی باخا الغار
 لوگوں پر آکر نہ انکی گناہ پر صبر کرے نہ انکی ایسی جیسی آتہ ہیں پتنگی ہی ہوئی بیشک نہ ہاں اسلام نہ امر حدیث میں بیان فرما کر جو شخص بہتین الظہیری

اور انکی اصحاب ہی اور انکو ان راہ مستقیم پر لائے اور انکی عمل منکرات کو کوڑی پل میں قیامت میں ہاگو اور اس میں ان کی ہی مال پہنا دی گئی اور انہم علیہم یجلبہم ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تسکک بالسنّة لفسادہم بالبدع غریب فی اعتقادہ انہی سوار اور پیادے جزا دی گئی اسبہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ انکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت کی تسک کر لیں غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ جہنم لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طریقہم غریب فی معاشرۃ معہم لانہ لا یعاشرونہم فی ما تہوکی انفسہم وبالجملة تسک کی ہیں انہی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ انکی عقائد فاسد ہیں انہی طریق میں غریب ہی کیونکہ انکی طریق فاسد ہیں انکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ انکی ساتھ نہیں فہو غریب فی امور دنیاء وخرتہ لا یجین مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالیٰ تعاونا علی البر والتقی ولا تعاونا کردہ تمام امور دنیا میں اور آخری میں غریب ہی نہ انکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور ہی شک اللہ تعالیٰ فرما ہی آپس میں مدد کر و نیک کام پر ہاں پر نیز گاہی پر ہاں علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنّة بین اهل بدع داعی اللہ تعالیٰ ورسولہ گناہ پر اور زیادتی پر ہیں وہ ہی ایک اور قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتے اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اللہ اور انکی رسول کی طرف بین دعاۃ الی البدع والضلال اہل المعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عنہم منکر والمنکر معروف وهذا قال النبی علیہ بتا ہی اس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلاتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ اور ان میں نہ سنّت نہ انکی مدد دینے والے ہاں اور انکی عذر دینے والے یاتی علی الناس زمان الصابر فہم علی دینہ کالقابض علی الجبر فانہ علیہ السلام یات فی هذا الحدیث ایزی باخا الغار لوگوں پر آکر نہ انکی گناہ پر صبر کرے نہ انکی ایسی جیسی آتہ ہیں پتنگی ہی ہوئی بیشک نہ ہاں اسلام نہ امر حدیث میں بیان فرما کر جو شخص بہتین الظہیری

بالکف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكل من يقسك بالسنة ويعين بها في اخر الزمان لا يمكنه الحفظ
 جیسی او کو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہولت نہیں ہی
 علی دینہ بالسهولة الا بالصبر الشديد ولانك كان اجره كذا كما قال النبي عليه السلام من تقسك بسنتي عند فساد
 بدون بڑی صبر کی سہولت نہیں ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب ہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص میری سنت کا اختیار کری جب میری امت
 امتی فله اجر مائة شهيد وركب عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شيء اقبال او دبار ومن اقبال الدين كانتم
 فاسد ہر جاوی تو اوسکی ہی سوشہدیک کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہر شئی کا اقبال ہوتا ہی اور دبار اور پیکار میں کا اقبال ہی نہیں ہی
 علیہ من العصى الجمالة وما بعثني الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
 کہ تم سب اندھی اور جاہل تھی مجھ کو اسہ فی بھیجا اور اقبال دین کا یہ ہے کہ تمام قبیلہ دانا ہو گیا یہاں تک کہ اوسمیں فاسق سوا ایک
 والفاسقان فها مقهوران ذيلان وان من ادبار الدين ان تحفر القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه والفقيها
 یا دو کی نہیں ہی سوائے مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہ ہے کہ تمام قبیلہ میں دو ہونڈ پھرو تو اوسمیں سوا ایک یا دو فقیہ نہ ہی
 وهما مقهوران ذيلان لا يجدان على ذلك اعلا ولا انصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن العاقل بالسنة الفقيه
 اور وہ ہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ ہو سکی کوئی مددگار اور نہ دیگر پس نبی علیہ السلام فی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو
 فی الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولانك قال الثوري اذا رايت العالم
 بہر بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ میں جب تمام لوگ فاسد ہر جاویگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین نہ نصیر اور اسی لئی تو کہی فی کہا ہی جب حق دیکھی کہ عالم کی
 كثير الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق الحق انغصوه وعن كعب احبار انه قال ليا تيممكم زمان تركة فيه الموعظة
 بہت دوست ہیں تو سمجھ لے کہ وہ خاص نہیں ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب شےں ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اوسنی کہا بہت بڑا ایک بیانا دنا دیکھا
 حتى يخفى المؤمن بايمانه كما يخفى الفاجر بفجوره ويعبر المؤمن بايمانه كما يعبر الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
 لیا تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چھپتا پھر لیکر جیسی پکار بر کاری لیکر چھپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمانیں معلوم ہوگا جیسی کافر مجرم سی معلوم ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر
 اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا كلهم يكرهونه ويؤذونه لمخالفة طريقتهم لطريقهم
 زمانہ میں اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جاویگی اور وہ اوسمیں تنہا ہو دیکھا سب کا سب اوسکی تحقیر کر ایتھادیگی کیونکہ اوسکا رستہ
 ومبانية مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فيما هم عليه لا سيما ان اهلهم يعرفونهم عن منكر كما قال حذيفة
 اوسکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اوسکی مقصود سی الگ ہو دیکھا اور اوسکی حال طبع کا موافق نہیں ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف ہو کو اوسکی اور پیکار ہو
 الیانی یاتی علی الناس زمان يكون فيهم جيفة حار احب اليهم من مؤمن باهم بالمعروف وينههم عن المنكر وروى عن ابن عباس
 بن الیمان فی کہا ہی کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ اوسکو مردار گما زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اوسکو نیک بات بتادی اور گناہ کا بندہ کری اور ابن عباس سی
 انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يلد وب فيه قلب المؤمن كما يد وب المطر في الماء قبل بوز ذلك يا رسول الله قال
 روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گل جاویگا جیسی دھن میں نہک گل جا تا ہی کسی عرض کیا کہ نبی یا رسول اللہ فرمایا
 ما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من رأى منكرا فلم يقدر على انزاله فبال دعا واهمهم من مرض
 اسہی کہ منکرات دیکھ لیا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین فی منکر کو دیکھا
 اور طاقت کی قدرت نہیں ہوئی تو ان کو موتی لگا اور بعضا نہ
 اما ما وقد قال النبي عليه السلام اسد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحين فكلما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجلد
 اور بیشک نبی علیہ السلام فی فرمایا تمام لوگوں سی زیادہ بلاء میں انبیاء ہیں پھر صلحاء سوجیسی انبیاء منکرون کی ابتلاء سی ظالی نہیں ہوتی
 كن لك لا يخلو العلماء والصالحاء والأمرون بالمعروف والنهي عن المنكر عن الابتلاء بالمصيرين على المعاصي فان من
 ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف امر کر نبوالی اور منکرات سی روکنی والی ان لوگوں کی ابتلاء میں ہیں جو معاصی پر دلی ہوتی ہیں بیشک جو شخص

اور اوسکی حالت ہی کہ عالم کی

اور اوسکی حالت ہی کہ عالم کی

اور اوسکی حالت ہی کہ عالم کی

الصالح المقرَّب له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب فی يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
 جودہ تعالیٰ سے نزدیک اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب واجب کردی اور یہی ہی وہ سعادت کہ انسان کی تھی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
 وسین ہی و تنہا ہی ہوتا ہی جو کرکچل چنانچہ اسے تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کیا پھر جو دم زندگی کا عمل صالح ہی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في النجاشي من ساعة ياتي على العبد لا يدرك الله تعالى فيها الا كانت
 اوسر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب قوی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ وہ سہیں اس کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وندامة عن ابی هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
 حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی صلیہ السلام فرمایا ہو آدمی مرتا ہی سو نادم ہو دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ان زاد وان كان مسينا ندم ان يكون نزع وترى عن ابن عباس انه قال
 فرمایا اگر وہ نیکو کار ہی تو ندم ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ کیا اور اگر بدکار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کچھ میں بڑا نہ کیا اور ابن عباس سے یہی

في تفسير النفس المواتة من احد الا يلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ان زاد احسانا و
 کہ نفس المواتہ کی تفسیر میں کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی ایکو ملا مستکر دیکھا محسن تہی آپ کو یہ عطا مت کر دیکھا کہ حسنات زیادہ کیوں نہ کی اور یہ کہ

المسيء نفسه ان لا يكون سراجا من اساءته فيا بها العاقل لا تضيق عمره في الغفلة فاجتهد في تحصيل امعة الاخرة قبل
 ای ایکو یہ عطا مت کر دیکھا کہ بدی ہی باز کیوں نہ آیا سوای عاقل ایی عمر غفلت میں ملت کہو اور آخرت کا سامان اگر نہیں کوشش کر اور وقت ہی پہلی

ان يجتهد في تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمره في غير
 کہ ایسا دن آجادی کہ تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اس وقت جلد اس دن کو دیکھ لیکھا اور گذرکا ہوئی عمر پر جو یہ کی سعادت ہی خالی گئی ہی

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان يجتهد في العمل والحال ذلك العمل على فراغه
 ندامت اور پشیمانی کا اور ندامت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا بیشک جس آدمی دنیا کی کسی دہندہ میں نگاہ ہٹا ہی اور وہ مشغول عمل ہی ہو کہ کبھی اور اس عمل کو فراغت کی وقت پر موقوف

وقال اذا فرغت علمت فذلك من جملة من رجحهم اياها الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وقد
 کہہ کہ کبھی فرصت ہوگی تو کہہ گا سو یہ آدمی حقاقت ہی دو وجہ ہی ایک دنیا کا پسند کرنا آخرت پر یہ عقلاء کی شان ہی نہیں ہی اور

قال الله تعالى بل تؤثرن الحياة الدنيا والاخرة خيرا وابق وثانيها تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
 اسے تعالیٰ فرماتا ہی کوئی نہیں تم آگے کہتی ہو دنیا کا جینا اور پچھل کر پھر ہی اور دوسری وجہ ہی کہ فراغت کی وقت تک مہلت میں نہ کہنا کہ کبھی بعضی وقت

بل يحتطف الموت قبل فراغه او يزاد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا فراغ ليوم المعاد
 فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت ہی پہلی چکے ہی ہی یا دہندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپس میں علی علی مسلسل ہوتی ہیں یہ یہ بعض شخص معاذ کی ہی تعالیٰ تشریف جاتا

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على حال حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
 پھر آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ میں جلدی کری کیسا ہی وقت ہو دی موت ہی پہلی اور وقت ہوئی ہی آگے کیونکہ اسے تعالیٰ فرماتا ہی

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعربت للمتقين فان من تغلق قلبه بالدنيا و
 اور دو طرح بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جس کا پھیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی وہ سب پر ہیز گاروں کی بیشک جس کا دل دنیا میں الجھتا ہی

اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
 دنیا میں ہی حاجت ہی زیادہ کہتا ہی لباس حاصل کر جتنا ہی قواہل حق میں مضر ہوتی ہی ان اگر آدمی طاعت الہی کی ہستداری

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفاسقه فان كان احبه لغير الله تعالى بعد
 تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کر لیتا ہی تو باضر و راستی جدا ہو دیکھا اگر آدمی محبت سوا اللہ کی اور جس ہی تو اس کا فتنہ ہوتا

به بفواته اذ يحصل له من لالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه في كفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
من عذاب هو كذا اسلمى كذا ستار الم هو تار جنة اوكى دل كو لكاو هو تار كيكو بكس بر تار بقدر كفايت هو تار تو فارغ دل هو تار بر تار كرسو
دينار فيبعث من قلبه عشر شهورات محتلم كل شهرة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجد بل يحتاج
اشرفيان او كوا تار كجاو تو اوكى دليو شهورات كس شاعين ايسو پيدا هو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
الى تسعة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها ووطن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو كى اور حاجت هو تار ايسو پيدا تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
صار محتاجا الى تسعة اخرى ليشترى دارا ويعمرها ويشترى جارية ولباسا فاخرها لنفسه وكل منها
كوسو كى اور محتاج هو كيا تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
يستدعي ما يناسب ويليق به مالا اخره فيقيم فيها واية اخرها فخر جهنم ولا اخرها سواة وقد حكي ان واحدا
لوانم جو اوكى مناسب اور لائق هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
من الملك حل اليه قدح من فيروز مرص وكان ذلك القديح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففر به الملك فوحاشا ليد
بادشاه كى پاس فيروزه كيا تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال امراه عليك مصيبة وفقر قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوكى پاس كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
الانسان في الدنيا لا يدرم هذا القديح ان ضاع وانكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنيا مين جو هو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
لا حرجها وقد كنت قبل ان يحل اليك في امر من المصيبة والفقر ثم في يوم من الايام قد انفق ان القديح قد انكسر
سكا كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
فيه مصيبة الملك وقال قال الحكيم كان حقائقة لم يحل الى وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاه كوكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
من له علاقة بالدنيا فانهم معدون بالحرص عليها والتعب العظيم في تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقه كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
وهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبتها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اوكى پاس كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
هم لازم وتعب ثمر وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لهما من العذاب العاجز الا هذا ليكن له مصيبة فكيف اذا حبل
فكر هو وقت كيا تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معدبا بنفسه وكان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن
اور اوكى پاس كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
سعيه في طلب زاده ليوم معادة اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلمى كى اور كيكو تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو
كان يحب جميعا ويسلب عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يليق به عقوب
محبوب تار كين كبر هر شهورات من موسو دينار كى حاجت هو تار ايسو پيدا تار كيا تار كيا تار كين تار كيكو

موتته من الام فضا لا يحل الله تعالى من عذاب النار الذين استحقوا الحرق الدنيا ورضوا بها والخاص

ان من احدث شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له الله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل

له به الاضرب سواء ظفر به او لم يظفر به ان لم يظفر به يعيش نفسه ولا يستريح من التعب وان ظفر به

يكون ما حصل له من الام قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فانه ضاع ما حصل له من اللذة ولو نال

العبد كل حظ من حظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا

بنفسه كان منعاه به من جهتين من جهة قوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له

والدوم فالعبد لا يحصل يقوت عنه والمحبوب الا عظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من

العذاب قيل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء فشر بل هو مفارقة الدنيا ووقوعه في النار

لا يبقى مع العبد عند الموت الاشياء العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تجعل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض

الجنة الى ان يدخل وان الرزية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملكته وكتبه وسمائه

ما يجب العلم به من الاعتقادات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة للكتاب

والله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقائه وصحته لا يتيسر الا

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالتقدير الذي لا بد منه من هذه الثلاثة ان اخذه

العبد من الدنيا لاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه فرقة الاخرة فان الدنيا والاخرة

اخرت كل شيء الا الله تعالى فله شخص الدنيا دارون من بينين هي

بكره الدنيا التي حق من آخرت كل شيء هي

كبره الدنيا اورا آخرت

عبارت ان عن حالتین من احوال الانسان فالتقرب الی الله یسمی تقرباً وهو کل ما ینقض لذته قبل الموت والموت
انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں سب سے اول حالت نزدیک کی دنیا بھلائی ہے یعنی جسکی لذت موت سے پہلی ہے اور دوسری حالت
المتاخر یعنی آخرت وهو کل ما لا ینقض لذته بعد الموت فعلى هذا ان جسمه یكون للانسان الیہ میل ویكون له
درنگ کی آخرت بھلائی ہے یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نبودی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کادھی کو اہل رغبت ہوتی ہیں اور انکا
حظ عاجل لیس من موم بل کان له فیہ حظ عاجل قبل الموت ولا یبقی له شئ بعد الموت فهو من الدنیا فی حقہ
حظا ہی ہی سب سے موم نہیں ہیں بلکہ جسیں کہ ابھی حظ ہو دیکھ موت سے پہلی اور انکا شہدہ موت کی بعد موت کی دم کی حق میں دنیا ہی
وکل ما یكون له فیہ حظ عاجل قبل الموت ویبقی شئ له بعد الموت كالطعام والعبادۃ وما یكون له اعادة علیہا فهو
اور جسکا حظ ابھی موت سے پہلی ہو اور انکا شہدہ موت کی بعد موت کی باقی ہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو سبب عبادت کی مدد کار میں سرودہ
لیس من الدنیا فی حقہ بل هو من الاخرۃ اذ روی انه علیه السلام قال حبیباً لی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء
انہی من من دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسوہ کی روایت کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو جو شہدے دنیا میں ساتین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں
وقرۃ عینی فی الصلوۃ فانه علیه السلام جعل الصلوۃ من جملة ملاذ الدنیا ولکن اذا ضاها الیہ لان التلذذ یجوز
اور شہدہ میری انگلیوں کی نماز میں ہی ابھی علیہ السلام نے نماز کو دنیا کی لذتوں میں قرار دیا اسوہ کی دنیا کی طرف نسبت کیا اسکی کہ لذت دہم ہاں ہوا
الحج والرمی والسمود انما یكون فی الدنیا وکل ما یدخل فی الحس والشاہدۃ فهو من عالم الشاہدۃ فیکون من الدنیا
رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیزیں عیسوی اور مشرکوں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں وہ عالم ظاہری کی دنیا ہی کی ہوتی ہیں
لکن لا یعد منها بل یعد من الاخرۃ لمقاء شئ یرى الله تعالی المجلس السادس والتسعون فی بیان من اکل
لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ انکا شہدہ باقی رہتا ہی انہی کو کل موافق اپنی پسند کی آسان کر چنانچہ مجلس پنج بیان عافیت اور شکر پر
ما فیہ راحة کریمه من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فماتت روحه
ہو در چہر کھادی مسجد میں آئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت پر لڑی کہ جسکی روایت ہے
مسجدنا فالملکۃ تنادی ما یتادی منہ الا نرس هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوہریرۃ ورواہ
ہرگز آدی کیونکہ فرشتہ ایذا پاتی ہیں جس کی آویزون کو ایذا ہوتی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیث میں ہے ابوہریرہ سے روایت ہے
الرافعة فیما اشارۃ الی جنس طالع راحة کریمه والمعنی ان من اكل شیئاً ماله راحة کریمه فلا یقرین عیدہ یا ولقاء من
نہ جو اس پر شکر کیا ہی اسکا طالع جنس ہوگی اور مرد اس سے ہم کی کہ جو شخص ہزار چہر کھادی تو ہرگز ہماری مسجد کی توبہ نہ کرے اور نہ
الاضاۃ بان یكون المراد من المسجد مسجد النبی علیہ السلام لکن الجمہور قالوا هو عام لكل مسجد رواہ ابوہریرۃ ورواہ
ظاہر یہ ہی کہ مسجد سے مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن عام علم رکھتی ہیں کہ یہ مسجد کی حق میں عام ہی اسکی نہ کہ
فی حدیث اخر فلا یقرین المسلم بل الحقوابہ کل جمع الخیر لجلس العلم ووصلی العید والجذرة ورواہ ابوہریرۃ ورواہ
حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجد کی نزدیک نہ آدی بلکہ علمانی تمام انبویہ خبر کو جیسی مجلس علم کی اور عید گاہ اور جذرہ یہ کہ مساجد میں انبویہ
التي هي تادی الملکۃ والثانی ان هذا لیس نیا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لا ان الجماعة قد تادی
موجہ وہی یہی ملکہ کی اور آویزون کی تکلیف یہ مسجد میں آئی ہی اور جماعت میں ملکہ انبویہ ہوتی ہی انہی کہ جماعت میں نہ آئے ہی
الواجب فلا ینبغي ترکها باسئمال طینع من حضورها بل هو منی عن تناول ما یمنع من دخول المسجد
سوجاعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال کا جو جاعت سے بندہ کی لڑائی نہیں ہی بلکہ یہ ایسی چیز کی کہانی کہ جو مسجد میں آئی اور نہ ہی مسجد میں
وکرہی انہ علیہ السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد سیرج الیہ من اول شہدہ اہم یہ فاحرہ انما یبقی برکۃ لا فاق
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں ہی پوپاز یا من کی پانی تو حکم کرے کہ وہ کو بیچ میں نکال دے

الفقهاء کل من وجد فی مراشحة کراهة یتأذی به الإنسان یلزم إخراجہ من المسجد ولو بجرعة منیدة اور رجلاه
 جبین سماسی ہو آتی ہو کہ تو میوں کو تکلیف ہوتی ہو اسکا مسجد میں سے نکال دینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کیچھ
 دون اللحية وشعر لیسہ فعلى هذا یلزم ان یمنع من قربان المسجد من یتناول الدخان الذی ظہر فی هذا الزمان
 پر ڈاڑھی اور سر کا بال نہ کیچھ سواس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد میں آئی کسی جو لوگ دہران کیچھ میں یعنی حقدوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ میں
 من قبل الکفرة العذرة لاهل الايمان وابتلی به كافة الانام من الخاص والعوام لکراهة مراشحة طاشد من کراهة
 کھدی طرف کا جواب ایمان کی دشمن میں پیدا ہو ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اس میں مبتلا ہو گئیں ہیں کیونکہ اکیلو پچاڑ اور حسن کی بڑی بڑی
 مراشحة البصل والثوم بل یلزم إخراجہ من المسجد ولو بجرعة منیدة اور رجلاه کما هو رای الفقهاء فی کل من یوجد
 بکد اسکا مسجد میں سے نکال دینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کیچھ چنانچہ فقہاء کی یہ ہی راہی ہے ہر شخص میں کہ ایسی ہو آتی ہو
 فیہ مراشحة کراهة یتأذی الخلق وأما عند عدم اتيان المسجد فہل یحل استعمالہ کما یحل اکل البصل والثوم ام لا
 کہ خلعت کو ایڈا ہو ہی اور جس صورت میں کہ مسجد میں نہ آئی تو کیا اسکا استعمال حلال ہی یا نہیں جیسی بیازہ میں کھانا حلال ہی
 لا شک انہ لیس کالبصل والثوم لانہما من مصلیات الطعام وهما یكونان للفقراء والغذاء ولا دلم وهذه الدخان
 اس میں کیچھ نہیں کہ حقدوش بیازہ میں کی نہیں ہی کیونکہ بیازہ میں ہی کو کھانا سنوٹا ہی اور فقراء کی کوئی غذا اور سالن ہی اور حقدوش میں مرکز
 لا یصل شیء من ذلك اصلاً وقد کثر فیہ الاقوال والحق الذی علیہ التعویل ان الفعل الاختیارى الصادر عن الکلف
 کیچھ ہی نہیں ہو سکتا اور اس میں گفتگو بہت ہی اور حق بات جہر احتادی یہ ہی کہ اختیاری کام جو آئی عاقل بالغ کی عمل میں تو کی
 ان لم یترتب علیہ فائدة دینیة اودنیویة فہو دائر بین العیث واللعب واللغو فی کتاب اللغة لم یفرق بین هذه الثلاثة
 اگر اس میں کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہیں ہوتا تو وہ یا عیث ہی یا لعب ہی یا لغو ہی اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں
 لکن لا بد من الفرق لمطوف بعضا علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکرہ بعض الغلی وكان حقیقا بالقبول ان العیث
 بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق مواقع ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہ ہی کہ عیث وہ کام ہوتا ہی
 الفعل الذی لیس فی لذة ولا فائدة وأما الذی فیہ لذة بلا فائدة فہو لعب ومثله اللغو الا ان فیہ زیادة حظ
 جبین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام میں لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی ہو ہوتا ہی یا اس میں حظ نفس
 النفس بحیث تشتغل بہ عابہا والکل حرام لانہما تذکر فی القرآن الاعلی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللغو
 زبور ہوتا ہی ایسا کہ اس میں ضروری کام رہ جاتی ہیں اور یہ سب حرام ہیں اس واسطی کہ جہاں قرآن میں آئی ہیں سو بطریق جو کی آئی ہیں پھر جب لعب اور لغو
 واللعب علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب واللغو اوفی اللغو بل ہو بالعبث النسیب للخلو
 اور عیث کی حرمت معلوم ہو ہی تو حقدوش ہی حرمت معلوم ہو ہی اسلی کہ حقدوش یا لعب ہی یا عیث ہی یا لغو ہی بلکہ وہ عیث کی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اس میں
 عن اللذة التي فی اللعب واللغو واللغو ان لیست لذة نفوس بعض المستعملین له بلتسویل شیطان فیحشد یدخل فی
 لذت نہیں ہی یا آئی شاید کہ کسی حقدوش یعنی والی کو یہ سبب تسویل شیطان کی کچھ لذت آتی ہو اس لعب میں داخل ہوگا
 اللعب اوفی اللغو مع کونه عارۃ عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة الدنیویة ایضا لانہ لا یصل شیء من
 یا ہو میں یا ہو دیکھ فائدہ دینی ہی خالی ہی یہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیا کی کسی ہی کیونکہ ہر کچھ نہیں ہو سکتا
 الغذاء والدواء اصلاً بل هو مضار لا فایداً علی ان مطلق الدخان مضر قل ابن سبینا لو کالدخان والقتام
 نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اس واسطی کہ تمام طبیب متفق ہیں کہ مطلق دہران یعنی سب مضر ہیں شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہران اور اگر رغبار نبوتا
 لعاش ابن آدم الغمام وقال اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حلیة لکم الی الطیب اجتنبوا الدخان والغبار والذات
 تو آدمی ہر مضر سے بچ جیتا اور طابینوس کہتا ہی کہ تین چیزیں بچو اور چار چیزیں ہی اور لازم کر لو اب تکو طبیب کی حاجت ہوگی دہران اور رغبار اور بڑی بڑی

وعليه بالدرسم والحلوى الطيب والحام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجففة بجوهره الامر صفي فيه
اور چکنائی اور مٹائی اور خوشبو اور حام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دھوئیں اجزاء راضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہیں اور اس میں
نار بنی سیرقہ قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففاً يكن هذا الدخان مجففاً للرطوبات البدنية
کچھ تھوڑی نار بنی یعنی حرارت ہوئی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دھواں مجفف ہوئی خشکی کرتا ہو تو حقد رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موداً بالحصل امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن حقوق الضرر وقد ذكر في نصنا الاحتمال
بہر قوتی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جائز نہیں ہی اسکی کفر سے جان کا بچانا واجب ہی اور ضابطہ الاستنباط میں مذکور ہی
ان استعمال المضار حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر ہی کا بہت حرام ہی پہر اگر کوئی امراض کری کہ بعضی طبیب کہی کہی بعضی مرضوں کا کسی قسم کی دھوئیں سے علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر ہوگا
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظۃ يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان
پہر مانعت تمام قسم کی دھوئیں سے کیونکہ درست ہی سرجاب پیر ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ دھوئیں خشکی پیدا نہ ہوگی پہر اگر
قيل ما ذكر من التخفيف لا يضر في البغی لكثره رطوباته وانتفاعه بتخفيفها فاجابه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بغی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سے نفع ہوتا ہی اس حقد کی مانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب پیر ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي يتنفع به والا فالأقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سے جو مزاج و طبی واقف ہو اور اس مقدار کا معلوم کرنا جس سے نفع ہو ضرر جائی اور نہیں تو پینا
عليه حرام مطلقاً الوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدل من كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عادل اشخاص جرحہ پیر میں اختلاف کرتی ہیں بصا حرا کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي بحانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرنا اور کسیکو اس میں شک ہی لیکن فریق اغلب جسکی طرف باعتبار افزونی و بابت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يتعدى في ابتداء قوة في الجسم وجدة في البصر ونشاط في الاعضاء وهضم في الطعام فاذا حصلت المداومة تبيد
کہ ابتداء میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں اخصر پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑ جاتی ہی تو دنیا ہی پر
غشاوة في البصر وثقل في الاعضاء وامساك في الهاضمة وضعف في البدن لانه كما قال الاطباء مجففة مع نوع حرارة
پروہ سا اور اعضا میں بوجہ اور اضر میں امساك اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسکی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی سائزہ خشکی کرتا ہی
يفعل في ابتداء ما ذكره والا في انتائه ما ذكره اخر اعلم انه لو تحقق نفعه فبعد انتفع به من استعماله لانه حينئذ
سوال اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کوہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا وہ یہ ہی اگر نفع ثابت ہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی آئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضاً يزيله ياخذ من البدن الا كثر ان الحمر المحرمة بالفساد
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جائز نہیں ہی اسکی کہ تجب مرض نہیں ہوگا جسی دور کی تو بدن میں اگر کرتی ہی دیکھ تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يشلونك عن آخر والميسر قل فيها انتم كبير ومنافع للناس والله اعلم بما كنتم تكتمون
سی اور اسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تجسبي لوجهي من حكم شراب اور جوئی کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ
لكن جانب النفع اذا قابل جانب الضرر يمتدحى قال الفقهاء لو كان في شيء وجع كثيرة لوجب الحبل والجواز و
سی بڑی ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں بیان تک کہ فقہاء کہتی ہیں اگر ایک شئی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
واحد لوجب الحرمة وعدم الجواز يردح جانب الحرمة احتياطاً ثم في معرفة حرمة الاشياء وابطاحتها وجه حسن يرجع الى
وجہ ہی عدم جواز اور حرمت لازم آتی ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو قائم رکھیں گا پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت درافت کرتی ہی لہی وجہ ہی صحیح

الوجه وان المنافع متصفة بالاحكام
اور بعض من علماء الجرح من اصول الدين

الى الاصل وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقوال
 الاول ان الحق في الاشياء من حيث هو لا يتغير بغيره كاشياء من حيث هي لا يتغير بغيره كاشياء من حيث هي لا يتغير بغيره كاشياء من حيث هي لا يتغير بغيره
 الثاني انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثالث انها متصفة بالاحكام الا ما دل دليل الشرع على اباحته
 الثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضاد متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله
 هو الذي خلقكم في الارض جميعا فانها تعقل فذكره في معرض الامتنان ولا يمتنع الا بالاحلال الجائز كما انه تعالى قال هو
 الذي خلقكم جميعا في الارض من المنافع لتتفعلوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه
 لو كان نافعاً لكان الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من اطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة
 بل لو وقع الشك في امره فغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين و
 بينهما مشبهات لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كان
 كالعرجي يسعى في الماء يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمتها لانه
 اخبر في هذا الحد الميثان من تركه ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالماً ما يفسده
 عليه السلام في احد ثبوت خبره في كونه حراماً على حكمه مشبه به او حقيقة حال او كونه معلوم بنسب هو قوادس كان مفسده او نقصان
 او ينقصه ونفسه ناجيا ما يعيبه ويلام عليه ومن لم يترك بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حكمه
 سلامت اور او كونه نفس حبيب اور علامت سي بجا هو اي اور جسني پچھو بلکہ عمل کیا تو حرام میں مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی
 ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالماً من الفساد والنقصان ونفسه ناجيا من العيب
 اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہوئی پھر جسني چھوڑا اور نہ پیا قوادس کا دین فساد اور نقصان سی اور اسکا نفس خفت میں عیب اور علامت سی
 اللوم بین لانام ومن لم يترك بل استعمله يكون واقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام
 قال لا مولد ثلاثة ائمة تبين للشر شدة فاتبعه وامر تبين للعتية فاجتنبه وامر اختلف فيه فدرع ما يدريك الى ما لا يدريك
 امر تبين طرح کی میں ایک جسکی خوبی ظاہر ہی سوا کو اختیار کر اور ایک جسکی کجی ظاہر ہو سوتی پچھو اور ایک امری جسین اختلاف ہو سچھو رکھتے ہیں والی کو
 وکاشک ان امر الدخان ما المراد واقع في الاضطراب فاعلم ان الكراهية ولا يظن انه يفتى الى درجة الاباحة بتعلل
 طرف او کسی جوشک میں نہ ڈالی اور میں کچھ شک نہیں ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطرار میں ڈال کہا ہی اسکا حکم کی گم نہ کر است کا ہی اور دیگران نہیں ہی کہ کما اتجار جریلی
 کثیر ما يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لأمراضهم لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزینہ
 ان دلائل ہی کہ اکثر بیان کرتی ہیں کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دیکھ دوا ہی اور کسی کی کراہی امر ارض کو مفید پایا اسلی کہ یہہ تقریر میں شیطانی غیبت میں اور ابلیس کی تزئین

[illegible]

بعض الفحول كان حقيقاً بالقبول ان العيش الفحل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة وأما الذي فيه لذة بلا فائدة
بعض علماء الكي جرت ابل قبوليت كي بي بي بي كه عيشه فعل موتاي جسين نيك فائده هو اورنه لذت اورجس كلام من لذت هو وي بلا فائده
فهو لعب ومثله الله هو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما ينهايها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن
تو لعب موتاي اور لبيها اي هو اسم اي كه اسم نفس كوزايه حظ موتاي اي ايها كه هو من ضروري كار بي ره جاتي اين اور بي سب حرام من اي كا كا ذكر في قرآن
الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلاثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في
جهان آيا بي سويلو بيجر كي بي بي جاب ان تينون كي حرمت معلوم هو تو حكي بي حرمت معلوم هو اي سويلو كحقه لعب بي يا هو بي
العيش بل هو با لعب انساب لخلوه عن اللذة التي في اللعب والله هو الله لان ليستلذه نفوس بعض المستعملين له
عيشه بي بلكه عيش سي زايه ترمناسب بي كيوكه حقد من حقدت نين بي جوب اور لبيها هو بي اي ايها شايه كه بعضي بي والون كو شيطاني تسويل بخي ديكر بي
بقتويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب والله هو على وجهه كان فهو عار عن الفائدة البدنية وهو ظاهر وعن الفائدة
لذت حاصل هو كي يو بهر اب لعب يا هو بونكا اور بهر صورت فائده ديني سي تو خالي بي بهيات تو ظاهر بي اور خالي فائده كلامي
الدينية ايضا لانه لا يصلح شي من الغذاء والدواء اصلا بل هو مقصر لا تفارق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر
خالي بي كيوكه هر كوسي كام كا نين بي نه غذا بي اور نه دوا بي بلكه مضر بي كيوكه تمام طبيب اسير متفق اين كه مطلق دهبون مضر هو بي
قال ابن سينا ولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الغمام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة
شيخ ابن سينا كهتا بي اگر دهبون اور كوز و عيار نهوتا تو البته آدمي هزار برس چيتا اور جالينوس كهتا بي تين چيزي بيجي رهو تو چار چيز كولزم كرو بهر تكو طبيب
لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والذئب وعليكم بالدم والحمل والطبيب والحمام وذكر في القانون ان جميع
كي كچه حاجت نين با دهبون اور عيار اور بر بوسي بيجي رهو اور كلفاني اور مشاي اور عيشو اور عام لازم كرو اور قانون من ذكره بي
اصناف الدخان مجفف بحجرة الارضي وفيه ناريت يسيده قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع الدخان مجففاً يكن
كه دهبون كي سب فسين جهر ارشكي كي تاثير سي خشكي كرتي اين اوله من كچه ناريت يعني حرارت هو كي اي بعضي فضلاء كهتا بي جبروت من كه جبروت كاهنه تمام خشكي كرتي بي
هذا الدخان مجففاً للرطوبات البدنية فيكون مودياً الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة
بي رطوبات كه خشك كرتاي اب دهبون بهت امض پيدا هو ويكي سوا كا پيدا جايه نين بي كيوكه مضر شي سي نفس كا بچا تا واجب بي
النفس عن الحق الضيق وقد فكر في نص الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض
اور احتساب الاحتساب من ذكره بي كه مضر كا استعمال كرنا حرام بي اگرو كي كي بعضي طبيب كهي كهي بعضي
الامراض ببعض اصناف الدخان وشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون
بما يرون كاحلاج كسقم كي دهبون سي كيكر كي جين اور اوسكا نفع ظاهر هو تا اب مانعت تمام قسم كي دخان كي كيوكه درست بي سوجوب بهي كده صم بهي
به لحظ يسيده لاعلى الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغم لكثرة رطوباته
لبي علاج كرتي من عادت كي نين كرتي تا كا اوس سي خشكي پيدا هو وي اگرو كي خشكي بلغم مزاج وكي كو فر نين كرتي كيوكه دهبون رطوبات بهت هو فان
وانتفاع به بالتجفيف فما وجب المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد في معرفة ذلك من طبيب
اور خشكي بي فائده هو تا بي اب حقه سي وجه مانعت كي كيا تا سوجوب بهي كي حد انتفاع كي معلوم نين بي اب كي معرفت كي طبيب حادث سي
حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي يتنفع به والا فلا فادام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين الصلابة وعدمها فان
جوز اجون كو جاستا هو اور اوس مقدار كي جسين فائده هو ضرر جاسي اور نين تو دهر كو قدم كرنا مطلق حرام بي كيوكه صحت اور دهر من ضرر كيه
العدول من مستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضره ومنهم من قال بعدم ضرره ولا يضر في ذلك فيكون
عادل لوكر حقه بي اي اسين اختلاف كرتي بين بعضي تو اسكي ذكر كي تا اسكي اور بعضي كيه ضرر فائده هو اور بعضي كيه ضرر فائده هو

الفرق ان طلب البدن الحقیقی اقرب قال انه یحدث فی ابتداء قوة فی الجسم وحدة فی البصر نشاطا فی
فرق غلب جنسی قریب یحیی کبھی کہ حقہ پہلی پہلی جوی قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط

الأعضاء وهضمها فی الطعام فاذا حصلت المدونة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
نور لھام میں ہضم پیدا کرتا ہی ہر جب مدومت ہو جاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجہ اور نظر پر پردہ

وامساكاً فی الہاضمة وذلك لانہ كما قال الأطباء یجفف مع نوع حرارة فی فعل فی ابتداء ما ذکرنا ولا فی انتہائہ
اور ضمہ میں امساك پیدا کر دیتا ہی اور یہ ثابت ہی اعلیٰ کہ طبیہ کو کچھ حرارت کی سادہ بجفت کبھی میں سوال میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو دل بیان کیلئے انجام کہ

ما ذکرنا من علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد النفع یمتنع من استعمالہ لانہ حیثئذ یكون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو پھر بیان کیا علوہ یہ کہ اگر نفع ثابت ہی ہو دوا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اٹھا کہ اب دوا ہو دیکھا اور سخت میں دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں ہی

منزل المرض لانہ اذا لم یجد مرضا یزید بہ یاخذ من البدن فیوردی الی الضرر وما یؤالی الضرر یمتنع من استعمالہ الاثری ان
ہی کہ دوا جب بیمار کا کہیں پاتی کہ جسی دور کری تو بدن میں اثر کر فی کچھ ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو دوا کا استعمال جائز نہیں ہی دیکھ تو

الضرر الحرمة بالنص قد اخرج القرآن بنفعہا كما قال الله تعالیٰ یسلونک عن الخمر والمیسر قل فیما انذرتکم بہم وما فاقم للناس
بشر بعض ہی حرام ہی اور اسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ انشاء فرماتا ہی جسسی جو جیتی ہیں حکم شراب اور جو شیکا تو کہہ انھیں گناہ ہے ہی اور عاقبت ہی میں ملو گے

لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یجوز فی حق قال الفقہاء لو کان فی شیء وجہ كثيرة توجب الحل الجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہیں میں اگر ایکہ شی کی حلت اور جواز کی وجہ ہی لازم آتا ہو

ووجہ واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قبل ان المستعین لہ یتبع عن انہم یجدون
اوا یک وجہ ہی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطی غلبہ دیکھی اگر کوئی کہی کہ حقہ ہی میں کہ ہی حقہ ہی میں کہ

عقوب استعمالہ خفة فی البدن فكیف یصح القول بعدم النفع فیہ فالجواز علی ما ذکرہ بعض المتأولین لہ لتجربة نفعہ
بدن میں خفت پاتی میں اب بی فائدہ کہنا کہ یہ کہ صحیح ہی جواب موافق بیان حقہ پینی واللہ کی جو نفع ضرر کا تجربہ کر ہی میں یہ ہی

وضرہ ان المستعین لہ یحصل لھم حل استعمالہ المرشدین وعند فرغہم عنہ ینجون من ذلك الام ویحصل لھم
کہ حقہ پینی واللہ کو حقہ پینی ہی سخت الم ہوتا ہی اور جب بی چکتی ہیں تو دوسرا مسمی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعمالہ ولا یدرون انہا انما حصلت من خلاصہم عن استعمالہ
سو یہ بیمار ہی ہیں سمجھتی ہیں کہ یہ راحت حقہ پینی ہی ہی یہ نہیں سمجھتی کہ حقہ بند کرتی ہی ہی

ثم فی معرفة حرمة الاشیاء والاحتیاط یحسن یجمع الی الاصل وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا یكون فیہا حکم بعد
یہ اشیا کی حرمت اور اباحت دریافت کر فی خوب وجہ جسکا رجحان ہی یہ ہی کہ حق یوں ہی کہ نبوت ہی پہلی شیا میں کوئی حکم نہ ہو اور نبوت کی بعد

البعثۃ اختلف العلماء فیہا علی ثلاثة اقوال الاول انہا متصفۃ بالحرمة الا ما دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انہا متصفۃ
علماء کی مختلف تین قول میں قول اول یہ کہ اشیا سب حرام ہیں بخیر او کی کہ دلیل شرعی ہی مباح معلوم ہو جادی اور دوسرا قول یہ ہی

بالاباحة الا ما دلل الشرع علی حرمتہ والثالث هو الصحیح ان یكون فیہا تفصیل وهو ان المضار متصفۃ بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیا مباح ہیں بخیر او کی جو دین شرعی ہی حرام معلوم ہو کی تیسرا قول یہ ہی اور یہ ہی صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی

الاصل فی الحرمة وان المنافع متصفۃ بالاباحة بمعنی ان الاصل فیہا الاباحة لقوله تعالیٰ هو الذی خلق لکم ما فی الارض
اصل میں حرمت ہی اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل میں اباحت ہی دلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسسی بنایا تھادی واسطی جو کہ زمین میں

جمیعہ فانہ تعالیٰ ذکرہ فی معرض الامتنان ولا یكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانہ تعالیٰ قال هو الذی خلق لکم ما فی الارض
سب کچھ کہ اور تعالیٰ فی یہ آیت امتنان کی حکم میں فرمائی اور احسان جو ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اب کو یہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی کہ اللہ ہی جسسی بنایا

جمیع ما فی الارض من المنافع لتستعمل بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح بحکم هذا الذخان ايضا فان ملوکان
 قائمہ کی کسی جو زمین میں پیدا کیا تاکہ تم نفع اوتھاؤ اور یہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بھی نکلتا ہے
 نافع لکان الاصل فیہ الاباحۃ لکن قد ثبت اخبار الخذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیہ
 نافع ہوتا تو اصل اس میں اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان ہی ثابت ہر ایک حقہ مضر ہے اگرچہ انتہام کو ہر سواصل اس میں
 الحرۃ بل لو وقع الشک فی امرہ لغلب جانب الحرۃ کما هو القاعدة الشرعیۃ آدمی کہ انہ علیہ السلام قال الحلال بین الحرام
 حرمت ہی ہی بلکہ اگر اس میں شک ہے ہر قسم کی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ شرعی قاعدہ یہ ہی ہے اسوہ علی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا حلال ظاہر ہی
 بین وجہنا مشتبہا لا یعلم من کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدينہ وعرضہ ومن وقع فی الشبهات
 اور حرام ظاہر ہی ہوا تو وہی چھین مشتبہ ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں جو شخص مشتبہ سے بچتا رہا تو اپنی دین اور عزت بچاتی اور جو مشتبہ میں پڑ گیا
 وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فمنہم من یقول ان حرمتہا لانہ
 حرام میں مبتلا ہوا جیسی پیلان میں گر دہی پیر کی اندک کس جاؤ لیکن اور یہ کہ ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہی بعض تو حرمت کی طرف کئی میں اسلی کہ نبی
 علیہ السلام قد نص فی هذا الحدیث بان من ترک ما اشتبه علیہ حکمہ ولم ینکشف لہ حقیقۃ امرہ ینکون دینہ سالما
 علیہ السلام فی اس حدیث میں فرمادی ہے کہ جس نے ترک کیا ایسی چیز جو حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال قدر نہیں ہی توازن کا یہ فساد اور نقصان ہی
 مما یفسدہ وینقصہ ونفسہ ناجیا مما یعیبہ ویلام علیہ ومن لم یتزکک بل فعلہ یقع فی الحرام وهذا الذخان مما اشتبه
 اور اسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت ہی اور جسکی نیچوڑا
 حکمہ ولم ینکشف حقیقۃ امرہ فمن ترکہ ولم یستعمل یمکن دینہ سالما من الفساد او النقصان ونفسہ ناجیا من العیب
 اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اب جسکی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اسکی جان خلقت میں عیب
 والعلوم بین الانام ومن لم یتزک بل استعملہ یمکن وان فی الحرام وذہب بعضهم الی کراهتہما لما جاء فی حدیث اخر
 ملامت سی صاف ہی اور جسکی نیچوڑا بلکہ نبی لگا تو وہ حرام میں وان ہذا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہیں اسلی کہ اور حدیث میں آیا ہے
 انہ علیہ السلام قال الامور ثلاثہ اھتین لک شربہ فانتبعہ وامر تبین لک غیبہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ
 کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہیں ایک وجہ کی خواہش اور دوسرے اختیار کر اور ایک جگہ کی برائی ظاہر ہی سوا ہی پر ہیز کر اور ایک وجہ میں
 قدر ما یریک الی ما لا یریک ولا شک ان امر الذخان مما ارب ووقع فی الاضطرار اذ فی مراتب الکراہۃ ولا یط
 اور اسکی سبب یہ ہے کہ میں نے اسکی کو اور اسکی جو شک میں نہ ڈالی اور اس میں شک ہے کہ حق ہی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکھا ہے اور حکم سی کم درجہ کر کہتے ہیں
 انہ یفتی الی مرتبۃ الاباحۃ بتعلل کثیر من يتعلل اذ انہ نافع ودواء لكل داء وانہم وجدوا فی استعمالہ دواء لمرضہ
 اور یہ نہ مان میں ہوتا کہ باہت ہی مرتبہ کو پہنچ جائے ان دوا میں سی کہ حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور جسکی حقہ کی کرینی بیاریوں کی ہی
 لان ذلك من تلبیس ابلیس علیہم وتزینہ لهم حق يتولد من کثافتہ فی عاقبۃ امرہ الادواء فان تکرارہ یسود ما یقابلہ
 سعید کی کہ یہ مکروہ تمام شیعات کی شبہات اور تزین میں ہی تاکہ اسکی کثافت ہی آخر کو ہوا ہر جہاں اسلی کہ ہکا بار بار چینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
 فیتوان منہ الیرارۃ فیکون فی عاقبۃ امرہ داء لا دواء ثم یلزم علی دعویہم ان یمکن الناس کلہم معرفۃ وان یمکن
 یہ ایسی حرارت پیدا ہوتی ہی بہم آخر کو مرض ہو جاتا ہی انہن ہوتا ہے ہر کوئی دعوی کی موافق یہ انہ آئی کہ تمام خلقت ہمارے ہوتی اور
 انہ فی جمیع النعمان الامریۃ من نوع واحد وان یمکن معالجۃ کل شیء واحد علی حدیثہم فی حدیثہم فی حدیثہم فی حدیثہم
 یہ ہم تمام چاروں نے ان میں ایک ہی طرح گفتی اور اس میں سبکی علاج نہ ہوا بلکہ شے کی ایک ہی علاج ہر ہر دور میں ہوا
 انہ فی جمیع النعمان الامریۃ من نوع واحد وان یمکن معالجۃ کل شیء واحد علی حدیثہم فی حدیثہم فی حدیثہم فی حدیثہم

محضر فانه على لفظ اسم الفاعل من التصدير اسم واد اهلك الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا اوجب الفل من عتبه اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس ولوی کا نام ہی جهان اسد تعالیٰ فی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تھا جب محل عذاب کی پہاگنا واجب ہوا

محل العذاب فوجب الفل ما به العذاب اولی واخری ثم ان المستعین به قومهم انہ یخرجون من النار فوجب وجوب العذاب کی چیز سی پہاگنا اولی اور لایق تریا بہر توحید فوشون کو دیکھتا ہی کہ اوکی ناک میں سی اور حق میں سی دھون اکتانہ

وفیه تشبیہ باهل النار وبالذین یملكون فی اخر الزمان من لا یشتراکمنا جاء فی الحدیث انه یكون فی اخر الزمان دخا اور اس میں دوزخیوں کی اور اوکی جو اخیر زمانہ میں شریر لوگ ہوں گی مشابہت ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ آخر زمانہ میں ایسا دھون

یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوما ما المؤمن فی صیغہ منه کہیئتہ الزکام واما الکافر فیخرج من صغریہ واذ یہو اہو وکیا کہ زمین کو پر کر دیکھا اور لوگوں پر چالیس روز تک قایم ہی گا مؤمن کو قوت اتر ہو وکیا جیسی زکام اور کافر کو کافری کی تہنوں میں سی اور لوگوں

وعینہ حتی یصیر من احدہم کالرأس الخنثی ای المشوی فلا ینبغی المؤمن ان یتشبہ باهل العذاب ولا ان یتعلل میں سی اور اکتانہ میں سی نکلیا پہاگنا نک ایک ایک کاسر ایسا ہو وکیا جیسی ہر جلا بلسا سوئوں کو لایق نہیں ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت کری اور نہ لایق

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من لا یستأهل العذاب وقد کثر جمع من العلماء التفتہ بالحدیث والناس لما جاء فی ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علما بالاتفاق کہی ہو تانی کی انہوں کو کوکودہ کہتی میں اسلامی کہ حدیث میں لایق

الحدیث انہما حلیۃ اهل النار وصح علی ما ذکرہ البلالی فی مختصر الحیات انہ علیہ السلام کان یکرہ تطعم السخف کہ یہ دوزخیوں کا زور سی اور موافق بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام نہ کبلا کر کو کہتی تھی

ویقول ان الله تعالیٰ لو یطعمنا ناراً فہذا الدخان اولی بالکراہۃ لانہ یختلف باخراۃ ناریۃ کما مر فلو لم یکن فی اور فرماتی کہ اللہ تعالیٰ ہی ہکو اک کہانی نہیں بتائی اب یہ دھون اولیٰ زکودہ ہی کیونکہ اجزار نار سی ملا ہوا سی جیسی گندھکا اور اگر اسکی

استعمالہ الاستیصالہ الشاہد لا بد ان وکراہۃ الریح والاشیان لکفی زاجر للعاقل عن استعمالہ بل لولہ لیکن فی استعمالہ استعمال میں بجز سیای کیڑوں اور بدن کی اور سوای بدبو اور شہ اسند کی کچھ نہ ہوتا تو ہی عاقل کی واسطی ہی استعمال کا راز اجرتا ہو اگر اسکی استعمال میں

الاحیاء سنۃ الکفار الذین اخرجہ واظہر وہ فی بلاد الاسلام تو صلا الی اضر اهل الايمان لکفی باعنا للعاقب کچھ نہ ہوتا سو رفتی طریقہ کفار کی جو اسکو نکال لائی ہیں اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام میں رواج رہا ہی تو ہی عاقل کی لکھی

علی اجتنباہ وہ لفاعل انکابہ لکن اکثر اهل الزمان طبايعہم جامدة صعبة الانقیاد عائلۃ دائما الی ان یرینہم اسکی اجتناب کر نیو کافی باعث اور اسکی اختیار کر نیو بڑا مانع تھا لیکن اس زمانہ میں اکثر طبعیتیں کندہ ہیں اور مرضی نافرمان ہمیشہ یہودی کی طرف شوجہ

ان نصحو الی یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فہموا لم یفہموا وان فہموا لم یعملوا وھم من الذین ان یروا سبیل الرشید اگر اوکو نصیحت کیجی بھی مانعین اور اگر سیکھا وکبھی نہ سیکھیں اور اگر سمجھا وکبھی نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو کبھی عمل نہ کریں یہ دھون لوگوں میں ہیں اگر کہیں

لا یقتزوہ سبیلہ وان یروا سبیل الغی یخذوہ سبیلہ المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیۃ سوار کی راہ وہ نہ ہزار دین راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی اوکو ہزار دین راہ اشادین مجلس میں بیان وصیت کا

فی حق النساء حال المعاشرة ھن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ حجۃ الوداع اتقوا اللہ عورتوں کی حق میں اوکی ساتھ گزاران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع کی خطبہ میں فرمایا اللہ سے ڈرو

فی النساء فانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احد عورتوں کی حق میں مثنیٰ انکو اسکی امن میں لیا ہی اور انکی فروج کو کلمہ اللہ کی طاعت لیا ہی اور شرابا حق ہی اور نہ یہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نہ رکھیں دین جری

تکھونہ فان فعلن ذلک فاضر بوجھن ضرر باغیر عہد وھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف وھذا الحدیث من تم ہزار ہوا اگر وہ ایسا کریں تو اوکو اتنا مادہ کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اوکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پینا موافق دستور کی یہ حدیث

صاحب المصابیر راه جابر فکانہ علیہ السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشروهن
صاحب کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام فی فریضہ ذروا سدسی عورتوں کی باب میں مسومہ او کو ناحق نہ ستاؤ و بکلمہ او کی سائتہ
بالمعروف كما قال الله تعالى و عاشروهن فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم فیمن من الرفق بهن و الشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی معقول کیونکہ نبی لو کو اس کی عہد پر لیا ہی جو او کی حق میں تہداری سائتہ عہد ہر ہی یعنی او کی سائتہ
علیہن و استعملتم فروجہن بامر الله تعالیٰ و حکمہ فان نقضتم عہدہ الذی عهد الیکم و خنتم فی امانتہ فیتقم
نرمی اور انہر شفتت بر تو اور تم ہی او کی فروج امر الہی اور او کی حکم سی حال کرین میں اگر تم ہی او کا عہد توڑو الا جو تہداری سائتہ ہو چکا ہی اور تم ہی او کی امانت میں
منکم لهن و ذلک لانہن اصماء الله تعالیٰ فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالیٰ و حکمہ یکن عندکم امانتہ و ودیعة
خیانت کی تو او کی ہی متسی مقام لیگا اور یہہ اسلی کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لوندہ بان میں جب متسی لو کو اس کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنا یا تو وہ تہداری پاس لائت میں اور
الله تعالیٰ فاذا اذیتوهن بالباطل طم تعاشروهن بالمعروف فکانکم نقضتم عہدہ تعالیٰ و خنتم فی امانتہ فیتقم منکم
اس کی طرف سی سپرد میں پہر اگر تم ہی او کو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نہی تو گو یا تم ہی اللہ تعالیٰ کا عہد توڑو الا اور او کی امانت میں خیا کی سوا کی متسی تم
لهن و لکم علیہن من الحق ان لا یاذل احدان بیدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوهن ضربا غیر مبرح
یو لگیا اور تہداری حق او کی او یہہ یہی کہ سیکو یہہ اجازت ندین کہ تہداری کہوں میں تہداری کی ہی آسکی اور اگر وہ آئی دین تو او کو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی
بجیث یولمن و لا یکر عظمہن و لا یدعی جسمہن و هن علیکم من الحق سرن تمہن و کسوتہن بالمعروف فعمل من هذا
اس طور کہ کہہ نہی اور تم ہی نہ ٹوٹی اور او کا بدن ہو لہا نہ جوادی اور تہداری کا حق نہ لگایا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
ان بلین الزوجین حقوایجب علیہما اما کان علی الرجل من حقوق النساء فلا یتفای علیہن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ او کی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو او کا خرچ چہ دستور کی موافق اسلی کہ فقہاء کا قول ہی
یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بالاولیٰ یا دخل بها و سواء كانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غنائمها
کہ مرد پر نفقہ لی لی کا واجب ہی برابر ہی کا اس کی صحبت کی لیا نہ کی اور برابر ہی کی لی لی سلمہ ہو یا ذمیہ یا کفار ہو یا فقیہ یا غنیہ یا فقیر اس کا حق نفقہ کا
لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیہ نفقة
جو خط و نہر ہی باطل نہیں کر دیتی برابر ہی کہ کبیر ہو یا ناناغہ قابل و طمی کی ہو اور اگر قابل و طمی کی ہو تو او کا نفقہ واجب نہیں ہی
والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعامة و الکسوة و السكنی اما الطعامة فالذیق و الماء و الخبز و الدهن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت هشام کی امام محمد سی کہا نا ہی اور کثیر اور مکان رہنی کا کہا نا تو آٹا اور پی او اور نمک اور دھن پہر اگر
قالت المرأة لا اطح ولا اخبز قال قاضیان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ و الخبز و علی الرجل ان یاتهما الطعامة المصحی و یاتهما
عورت کہی میں سالن نہیں پکا تی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان فی اپنی فتاویٰ میں کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردتی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ او کو تیار کرے
من کیفیما عمل الطبخ و الخبز هذا فی القضاء و اما فی المداينة فیجب علیہا ان تفعل کل خدعة فی داخل الدار من الطبخ و الخبز
لاوی یا ایسا آدی کہ سالن روٹی پکا کر ہی بہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کار بار کہہ کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا
و غسل الثیاب و غیرها حق لولم تفعل شیئا منها تكون اثمہ وان لم یجبر علیہا وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة
کہی دی دہنی اور سوا اس کی تمام کیا کر ہی جان تک کہ اگر کچھ ہی نہ کی تو گنہگار ہو گی اگرچہ او سپرد نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خادم پر او کی
خادمہا ان کان لها خادم یطبخ و یخبز و ان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقة لان نفقة فی مقابلة خایمته فاذا
خادم کا ہی خرچ واجب ہی جبہ خادم سالن روٹی پکا کر ہی اور اگر وہ سالن پکا ہی نہ روٹی تو او کا خرچ واجب نہیں ہی اسلی کہ خادم کا خرچہ کہہ کی بدلتا
لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقة بخلاف المرأة فان نفقةا لیس فی مقابلة الخدعة بل فی مقابلة الاحتیاس
اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکا نا تو او کا خرچ ہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کہیو کہ اس کا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اپنی کمرہ کی کہی کی بدلہ ہی

اذا كانوا یعملون الیه یا مرفعة ان یسکتا بین قوم صالحین کی یعرفوا احوالہ فی حقہا ویخبروا عن ذلک عند الحاکم اذا
 یا خاوند کی طرف اور ہوں تو خاوند کو یہ حکم دی کہ بی بی کی کئی صحابہ اہل حق میں ہیں اور حاکم کو خبر دے کہ
 یحییٰ الرجل ان یتعدی فی حق النساء بل یلزمہ حسن الخلق معہن واحتمال لاذی منہن وعدم التفتان
 اسو اعلیٰ کہ مرد کو جائز نہیں ہے کہ عورتوں کی حق میں تعدی کرے بلکہ مرد کو عورتوں کی سبابت خوش خلقی برتنی چاہی اور اعلیٰ کی ہدایت کری اور اعلیٰ بعضی صحابہ
 بعض معانہن عالم یکن اثباتا ترجح علیہن لقصور عقولہن بل ینبغی لہ ان یزید علی احتمال لاذی الملاءمة فیہا
 جب تک عیب گاہ کی ہوں اور نہ رحمت کی ہی ترجمہ ہو کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہی کہ ایذا کی برداشت پر طاعت برادری پہنچے اور عیب گاہ کی
 بما لا اتوفیہ فان ملائمة الرجل مع نساءہ نیست من اللہ والباطل الذی فی عنہ فی الدین بل ہی اللہ والجاہل
 جس کی گناہ نہ ہو بیشک مرد کی طاعت جائی کی ساتھ ہو باطل کی قسم نہیں ہے جو دین کی اندھنوع ہے بلکہ یہ ہو جائی ہے دین میں کی اجازت ہے
 فیہ فی الدین فانہ علیہ السلام کان یمرح مع نساءہ ویلزل الی دمر جات عقولہن حتی روى انہ علیہ السلام کان
 کیونکہ نبی علیہ السلام ایسا ازدواج کی ساتھ نہسا کرتی تھی اور انہوں کی وضع پر حاکم کرنا کتنی بیان نکات روایت ہے کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

یسابق مع عائشہ فی العرف وجام فی الخبر انہ علیہ السلام کان من افکد الناس مع نساءہ ای من اطہم وافر حرم معہن
 ساتھ شہرہ کر دوڑتی اور حدیث میں آئی ہے کہ نبی علیہ السلام سب سے زیادہ ازدواج کی ساتھ طراقت اور چیل کرتی تھیں بہت خوش مزاج انسانی طبع تھے
 وروی انہ علیہ السلام قال کمل المؤمنین ایانا احسنہم خلقا والطہم باہلہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
 اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مؤمن وہ ہے جو اپنی اہل سی خوش خلق اور طہم پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال خیرکم خیرکم لاهل طعن ینبغی لہ ان لا یسقط معہن فی حسن الخلق والملاءمة الی حد یسقط خلقہن فیسقط
 فرمایا تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی اہل سی اچھا ہو لیکن مرد کو دین چاہی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور طاعت ہے کہ عورتوں کی حادث بگڑ جائے اور انہیں
 بالکلیۃ ہیبتہ عندہن بل یراعی الاعتدال فی ذلک فلا بد من الہیبتہ ولا تقباض مہماری منکرا ولا یفتر بالمساعدة
 ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکھی سو ہیبت اور دہم کی گواہی دہمادی جب بری بات دیکھی اور بری باتوں میں اعدا کا دروازہ
 فی المنکرات البتہ بل مہماری منہم مایا الف الشریع یتقر فیض لان اللہ تعالیٰ جعلہ قواما علیہم من حیث قال
 ہرگز نہ کہو لہی بلکہ اونی جب کہ شریع کی خلاف دیکھی تو منع کر دی اور غصہ کر اعلیٰ کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر حاکم بنایا ہے چنانچہ فرمایا ہے
 الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیہن بالامر والنہی ولا یتغافل عن مبادی الامور التي یختشی خوارکھا
 مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہے کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرے اور اسی کاموں میں غفلت نہ کرے جسکی انجام کا خوف ہو دی

بل ینبغی لہ ان یكون صاحب غیرة لکن لا یراعی الغری فی التعتن واساءة الظن وتجنس البواطن اذ روى انہ علیہ السلام نحو
 بلکہ یوں چاہی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بگڑائی اور طعن کا شہ ہے کیونکہ اسنی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 ان یتبع عورات النساء ولفظ اخر ان یتعتن النساء فان غیرة الرجل علی اہلہ من غیر بیبة یتغضہا اللہ تعالیٰ
 عورتوں کی عیب جو نہ ہوتی کسی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سے منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالیٰ کہ
 كما جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال غیرة یتغضہا اللہ تعالیٰ وہی غیرة الرجل علی اہلہ من غیر بیبة لان ذلک من
 تا پسند ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اکیسی غیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ
 سوء الظن الذی وقم النہی عنہ فان بعض الظن اثم واما الغیرة فی محلہا فلا بد منہا وہی محمودة لما روى انہ علیہ السلام
 بہ باطنی ہے جسکی مانعت کسی ہی اسنی کہ بعضی گناہ گنہ ہیں اور یہی وہ غیرت جو بیشک سمجھو وہ تو ضرور چاہی اور محمود ہی اسنی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال ان اللہ یغار وان المؤمن یغار وغیرة اللہ ان یأتی المؤمن ما حرم اللہ علیہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مؤمن وہ عمل کرے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ

لاہری سرخلا ولایرا ہرچاں ہا مستحسن قولہا وضمہا الیہ و قال ذریعہ بعضہا من بعض وکان اصحاب
ندو کہیں ہر دکر دیکھی اور نہ کوئی مرد اور کو دیکھی اور نہ کوئی اولاد کا قول پسند کر کر سینہ ہی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ومراى معاذ فرأته
 دليارون کی سوراخ اور جھروکی بند کر دیا کرتی تھی تاکہ عورتیں مردوں کی سامنے نہ آویں اور معاذ نے اپنی بی بی کو یہ کیا

تظلم في كوة فصرها فمنبغى الرجل ان يفعل كذلك ويمنع امراته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها يد رحمة يزورها
كسورايح سبي جاكلي تقي سوياكو مارالب برنكو باسي كه ايسا هي كي كاري او يني بي بي كوايسي حرركات سي منبر كي پهر اگر عورت كي دل مين كويز بدعت بهوي تو ذوق

و یلقیہا اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ و بعلمہا من احکام الصلوۃ والحیض والنفس ما محتاج الی صوان قسامت
 ردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بنیادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکے دلوں اور اگر عورت دین کی

باب میں سنتی کری یا بی نماز ہودی تو کو کو اب دہوی لیکن آہستہ آہستہ اب دہوی سہل سہل دہوی اور خراب سہل دہوی

فان لم ينجم يولى اليها ظهرا في المضجع او ينفر عنها بالفرش ولهم جها الى ثلث ليال فان لم ينجم يضره اخرايا

غیر صبر و لا یضرب وجهی بالورد النہی عنہ فان لم یجعم یطلقہا کما قال قاضیخان فی فتاویہ صرّح لہ امرأۃ کہ دیتی نہ توئی اور نہ میری اسکی مخالفت کئی

لا تَصِلْ يَطْلُقُهَا وَانْ لَوْ كَانَ مَالٌ يَرْقِي مَهْرَهَا وَقَالَ الْبَزْزِيُّ لَا يَلْقَى اللَّهُ تَعَالَى وَمَهْرَهَا فِي عُنُقِهَا وَلَوْ أَنَّ

ان يطئ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر اهله بالصلاة والزكاة

وقالوا حل اهل بيته على الصلوة سبب لاقتسام باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على

اربع خصا ان کا ہونی معنی الاربع اُحد ہا آخر جماعن منزلہ بغیر افرقہ بعد ایفاء مھر ہا و الثانیۃ ترک الزنیۃ

اذا المرء الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمغزلة

ترك الصلوة وترك الغسل عن الجنابة والحيف ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يحون له ذلك ترك ما ذكر في جهات يا حيض في غيبه تركه

لكن ان لم يفعل فهو جاور لتركه اذ خال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعقبتها نعمة عظيمة

لا یکافیرها شکروان خوانند که لا یعدک بینهم لا یجوز له ان یفضل فانه کان از به تمام او ان جعل له ذلک و لا لا حیث

قال فانكم ما اطاب لكم من النساء خفيفي وثلاث وصرام اما انتم تسالون عقيب ذلك قال نانا - تعقيم ان لا تعدوا اولادكم

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدى اليها مهرها اجتمع يوم القيمة ثانيا لما روى انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
 فرض كياهي مهر جكي يهيه نيت هوى كني لي كاهم ادا كرى توقياست كني دن دانيول كي صورت مين نو كيا كني كره استي كي كني عليه سلام في فرا كره شخص حوت
 امرأة على اقل من المهر واكثر ليس في نفسه ان يؤدى اليها حقتها في الله تعالى يوم القيمة وهونان ولا يطلب منها
 سى كحل كرى مقدار مهرى كتر به يا اتنى زايده بر كه او كيا حق ادا كرى كني قدرت هوى توقياست كي دن خدا كي سامنى اليها مهر و كيا جيب زانى اور بي لى ادا مهر كي
 المهر لاداه مهرها لان يكون فقير او توجه المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تعقب له مهرها لان الله تعالى بعد ما
 نوى مهنته نكاحي ان اگر كمال هو يا لى لى ايتى خوشى سى مهنت ديدي نوري زين اور بي لى كو كحل كني نه بخشو لى اسواسطى كه الله تعالى بعد ما نيت كي
 قال واذا النساء صدقن من نكاحهن فان كن منكم عن شيء منهن فليس عليكم جناحة على ما في التيسير وانما
 اور دي و الورقون مهر ادا كي خوشى سى مهر و تاي بهر اكره اوسين سى كچه مهر دين نو خوشى سى لوده كه ادر جتا پختا سوا كى سنى موانى تيسير اور انوار
 التزوي انهن ان وهنالك بعضا من الصدق عن غلبة الرضا وطيب القلب بلا اكره ولا افتداء من سوء العشرة فليس
 التزوي كي يه مين كه عورتين اگر كچه مهر عيني سى ايتى مين رضامندى اور دكلى خوشى سى لى زور دار لى خوف بر صا ملكي كي بخشد مين نو كه ادر بهر
 به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيها يكره لانه تعالى كما جعل عقدا النكاح بهما الزوج ان شاء
 تيسير نه بخره اس سى معلوم هوا كه بهت كه كچه كره بخشونا كره سى اسواسطى كه الله تعالى جيسى عقد نكاح كو خاوند كي اختيار مين بر كه ايتى جاي
 عيسها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذا جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وفضته فعقد النكاح يحجبها اليه
 حوت كره كني اور جاي مهر دي حوت كو كچه اختيار مين ايتى سى طلق مهر كي زنجير كا اوكى كرون مين اور مهر بر كه ايتى سوا عقد نكاح سى حوت كو خاوند
 وسلسلة المهر تجر اليها فاستيها بطل المهر ابطال حقه وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
 كني جاي اور مهر كي زنجير سى حوت خاوند كو كني جاي سوا مهر مهر كا بخشونا ايتا اوكى حق تنفى اور باحق باقى كنيها سى اور مين لى انصاف سى اور بهر طر كحل ظلم سى اور بي حوت
 بغير ضرورة الا ان تكون سبب في الخلق فاسدة الدين تاذرة الصلوة لان الطلاق ان كان مباحا لكان من انقبض
 لى لى كو طلاق ندى ان اگر بدو بدوين لى نماز هوى اسطى كو طلاق اگر چه مباح سى پر يه مباح الله كي ان
 المباح عند الله تعالى لما فيه من ايداع الغير ولا يباح ايداع الغير من غير ضرورة الا بيجانبة من جانبها فاذا عزم
 بهت ناپسند سى اسطى كه اسين خير كي ايداي اور بي ضرورت كسيكو ايداي مباح نهين سى ان اگر اوكى كچه خطا هوى بهر اكر سى
 حلى تطبيقها بسبب الضرورة ينبغي ان يرادى عدة اموالها ان يطلقها في طهر او مجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
 ضرورت سى طلاق كا ادره كرى قولايق يون اى كه كنى باتون كا لحاظ كني ايك بهر كه اوكى ايتى طهر مين طلاق ديوي جسين جاع نكيا هو اسطى كه طلاق حيض مين
 والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلاق واحدة ولا يحجم الثلث لانه يدعى قيم والطلقة الواحدة
 اور جين طهر مين كه جاع كيا هو حرام سى دوسرى بهر كه ايك سى طلاق پر اكتفا كرى تين طلاق نه جع كرى اسطى كه طلاق قبيح سى اور ايك طلاق مين بهر
 بعد انقضاء العدة تغيد المقصود مع انها بعد من التدم لقكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجدد النكاح بعد
 بعد كزر جاني عدت كي مقصود حاصل كنيها سى باوجود كره نكاح سى بچ اى كيو كه عدت كي ادر رجعت سى ادر عدت كي از سر نو نكاح سى تدارك كا اختيار
 العدة واما اذا طلقتا ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهى عنه ويكون هو الساعى فيه
 باقى ربهتا سى اور اكر اوكى مين طلق قين دين تو بعضى وقت شر مسا و تاي اور اوكى تدارك كنى حلال كي نهين كني تدارك عقد طلع منع سى اور اس عقد كا بهر سى ساعى سى
 ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجته الغير بر جوان يطلقها حق تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
 اور عدت كچه صبر كرنا پد تاي اس حال مين كه اسكادل بچا كنى لى لى سى نكاح ربهتا سى اس اسيد بر كه طلاق دي تو بعد عدت كي ميرى پاس كرى بهت تمام خرابى
 ذلك فمرة اجمعه وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محذور والثالث ان يتلطف في تطبيقها من غير عنف ولا استعظام
 طلاق جع كر نكاح سى اور ايك طلاق مين بلا كراهت مقصود حاصل هوى تاي اور تيسير سى بهر كه طلاق دي مين لطف بر تى خشونت اور حقارت نكرى

ويعطيه

ويطوب قلبها بان يعطيها شيئا من ايداعها على مهرها على سبيل مهر وحارس وعلفة عوضا عن ايجاشها
 اوراد سكا دل خوش كردی اسطور كه مهری زیاده كچه جورده و غیره بطور مستعانا اوراد سكا دل خوش كردی اسطور كه مهری زیاده كچه جورده و غیره بطور مستعانا
 والرابع ان لا يفشي سرها ثم ان طلقها على مال وله ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوة من
 اور چو نهی یسه كه او كا بهیسه نه ظاهر كری بهر اگر آتی مال کی بدله طلاق دی جسم او نه كوهی كه او ای مال كویلی اگر نه خوشی تا ساز كاری
 جانبیه لانه او حشها بالاسمال فلا یرید فی ايجاشها ان قد قال الله تعالى وان ارسلتم استبدال نر ویه
 خاوند کی طرف سی ای آتی كه او كو چو نهی سی ایك توریخ دیا بهر نهی نهی ای او اسد تعالی فرما نهی او را بدلا جابو ایك عورت کی چو نهی
 نر ویه واتیتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فنی عن ثمنی یسیر من القنطار الذي هو المال
 دوسری عورت اور دی چکی ہو ایك تیر مال تو بهر نهی لو او سیر سی كچه بینا قنطارین سی جو بهت مال ہو تا سی تیر او سا بهی سی منی سی منع کیا سی
 الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوة من جانبها یاخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم ان
 بهت لی سی كا تو کیا با نهی اور اگر اسان ساز كاری عورت کی جانب سی ہی تو بیسا جو مهر او كو دی چکا سی كوهی بهر اگر نهی
 اكرها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص ملت ماعليه من المهر ونحوه كایقم الطلاق بلا لزوم
 او بهر خلع کی زبردستی کی اور عورت فی ایسا بهر چو نهی کو مان لیا كه مال دوگی از مهر و غیره نهی سا قنطار دیا تو بهت و ان لازم ہوئی
 ما التزمت من المال وبلا سقوط ماعليه من المهر الوضاض في لزوم المال وسقوطه والا كراهی یعییم
 مال مانی ہوئی کی اور بهت و ان سا قنطار ہوئی مهر و غیره کی جو خاوند کی ذمہ کی آتی كه مال لازم ہو جانی بین اور سا قنطار ہوئی بین رضامت بهر سی اور
 الرضا على ما بین فی موضعه هذا الذي ذكر الى هذا الزوج من حقوق الزوجة وأما كان على الزوجة
 زبردستی بین رضامت کی نهی ہوئی چو نهی سی بهر بین بیان ہو چکا سی بهان بیان ہوئی جو بهی چو خاوند کی ذمہ بین اور سی خاوند کی حقوق
 من حقوق الزوج فالقول الشافعي فيه ان النكاح والزوجة ترفيقه الزوج كما قال النبي عليه السلام
 جوی بی کی ذمہ بین سو قول ثانی او سیر یسه ای كه نکاح غلام کی ذمہ خاوند کی لوندی ہوئی چو نهی سی نبی علیه السلام فی فرمایا
 النكاح مرق فلينظر احداكم اين يضع كفه فانه صلاح بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها
 كه نکاح غلام سی سویم كچه لو كه ای بیاری بهی كو كهان دیجی ہویشكی اسد بی بین بیان فرمایا كه عورت کی حق میں احتیاط ضروری
 لكونها رقيقة بالنكاح لا فخالص لها لوجه من التلطيق الزوج وأما الزوج فهو قاصر على الخلاص منها
 كوكه ده نکاح كچه سیسی لوندی ہو جانی ای بدون خاوند کی چو نهی سی اور بهر خاوند سو طلاق و كعورت سی آپ چو نهی سی
 بتطبيقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها الرق غيرته وترجع على ذلك من الله الثواب فان ذلك
 بهر جب عورت خاوند کی لوندی ہوئی تو لازم کی خاوند کی غیرت بره اور اسپر اسد تعالی سی ثواب کی امید و ارسی اور بیشك سكا بهی
 جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المرأة حسن لو حسن للعائشة مع زوجها فعليه ان تطيعه في كل
 جهادی اسد کی حدیث میں آیا سی كه عورت كا جهاد حسن بتقل خاوند کی سانه نيك گذران پس عورت کی ذمہ سی كه خاوند کی اطاعت كری
 ما يامرهم الامعية فيه اذ قد رخص في عظيم حالها اخبار كثيرة من جملتها ما روى انه عليه السلام قال
 جوی جمیع گناه نهی اسو سلكی كه حشین بهت و در د هوئی بین كه خاوندی احی ای اذان جمله كه روایت سی كچه نبی علیه السلام فی فرمایا
 لو كنت امرأة لكانت لزوجي من عظم حقها عليها وقالت عائشة انت فتا
 كرمین كیك سیه كا حكم دیا كسیك لی قول البه عورت كو حكم دیتا كه خاوند كری كیونكه خاوند كا لی بی برحق ای اور عائشة رخصت بین ایك جوان عورت
 الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني خطبت فاحق الزوج على الزوجة فقال النبي صلى الله عليه وسلم
 نبی علیه السلام کی پاس آئی عرض کیا ای سی اسد کی میں جوا و ان نکاح کیا چا هوئی پس سو خاوند كا بی پكیا حق سی پس نبی علیه السلام فرمایا

واما الزينة الباطنة فهي القرب والقدادة والدخول والخجل والاختلاف في السور قودي عن عائشة رضي الله عنها من
 الزينة الباطنة وهو الاشبه لجوازها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
 لا تنفع في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقضي في ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة طوله المذكورين
 كما هو للزوج والمراد من نساء المؤمنين المؤمنات قال ابن عباس ليس للمسئلة ان يتجسس بين نساء اهل الذمة ولا ينبغي
 للنكاح الا ما ينبغي للاجانب ان تكون امة فاما ان ينظر نساء الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لم لا يكون لها
 حرمة كما يرى عن ابى بكر اعشى انه خرج الى بعض الرستات وكانت النساء على شط النهر كاسفا الرؤوس والذرا
 وهو جعل يماظرهن ولا يتحاشى عن النظر اليهن ففعلت له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهم
 كل من حرمت قودي عن عمر انه خرج في المدينة فراه بالثيحتى سقط خمارها ففعل له يا امير المؤمنين
 قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
 في الشريعة اسقطت نفسها والتفت بالافاء فلا يلزم الا حرمانها عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة
 في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
 فان المرأة خلقت من ضلع فان اوجع شئ في الضلع اعلاه فان ذهبت تقمة كسرت به وان تركته لم يزل اعوج
 هذا الحديث منه رواه ابو هريرة وصححه الاستيعاب قبول الوصية فانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
 خيرا واقضوا وصيتي فيهن وافعلوا بهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضى عندكم فام لم تكن خيرا
 انتم فانهم خلقت من شئ اعوج وهذا الضلع لما شئت في الاشياء اهل النساء وهن الجو اختلفت به من جعله ادم الذي
 كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ولها صرة كصرة الرجل ولها في الدين ما لذي
 النية الباطنة

فی بیان قول طحیة السلام استوصوا بالنساء

بالمعروف فانکم اخذتم من بعد الله الذی عهد الیکم من الرفق بهن والشفقة علیهن واستقلتم فروجهن معقول کیونکہ متقی او نیکو الله کی عہد پر لیا ہی جو کہ الله تعالیٰ فی او کی ساتھ نہری کا اور او کی بر شفت کا قسمی عہد کیا ہی اور متقی او کی فروج کو الله کی باہر الله تعالیٰ وحکمہ فان نقضتم عهد الذی عهد الیکم فی حقہن وختم فی امانتہ ینتقم منکم لہن حکم سی حلال کیا ہی بہر اگر متقی الله کا عہد توڑا جو عہداری ساتھہ او کی حق میں کیا ہی اور او کی امانت میں خیانت کی تو الله متقی او کا بدلہ لیکر وذلک لانہن امانہ الله تعالیٰ فمن تزوجہن باہر الله تعالیٰ وحکمہ تکن عنده طائفة وودیعة من الله تعالیٰ اور یہی اسلئے کہ عورتیں الله کی لونڈیاں ہیں یہ جسے او کو مستقل حکم میں اپنا جوڑا بنایا تو وہ او کا پاس الله تعالیٰ کی امانت اور سپردگی میں ہیں فاذا ذلھن بالبطل ولم یعاشرھن بالمعروف یصیر کأنہ نقض عہدہ تعالیٰ وخان فی امانتہ ینتقم منہ لہن بہر جسے او کو ناجائز ستایا اور محو بی سی گذران کی تو گو با او سی الله کا عہد توڑ دیا اور او کی امانت میں خیانت کی سوا الله او سی او کا بدلہ لیکر فعلى هذا یلزم للرجل حسن الخلق معہن واحتمال کاذب منہن وعدم الالتفات الی بعض معاہدہن فاما یکن اشیا اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ او کی ساتھ نیک چلن برقی اور او کی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیون پر رحم کی راہی جب تک گناہ نہن نہ لڑ کر ہی ترحم علیہن لنقص فقولھن نقلا کان بعض العلماء یقول الاحتمال علی اذی واحد من الزنا فهو فی الحقيقة حتم کیونکہ کم عقل ہوئی ہیں اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت میں بہت سی ایذاؤں کی برداشت ہی علی اذیہ کثیرة اذ فی ذلک احتمال الواحد بحدیة الولد من العظة والقدر من الکسر والتذیب من الخرق بل ینفی الہ ان کیونکہ ایک برداشت کرنی میں خردیہ کی کجائت طمچہ کہا نہیں یونہی علی احتمال کاذب فیلا یعم من کلا طرفیہ فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللہ اور ایذا کی برداشت پر او کی ساتھہ طاعت زیادہ کری سوا او کی ساتھہ وہ کہیں کیا کری جس میں گناہ نہ ہو بیشک طاعت خواندہ کی بی بی کی ساتھہ بہر باطن میں داخل الباطل الذی فی عنانہ فی الدین بل ہی من اللہ والجائز الذی لا یخص فیہ فی الدین فانه علیہ السلام کان یمزج مع نہیں ہی جسکی دین میں ممانعت ہی بلکہ یہ بہر جائز ہی جسکی دین میں اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازدواج کی ساتھہ خوش طبعی کیا کرتی تھی نسائه ویزل الی مرجۃ یعقولھن حتی روى انه علیہ السلام کان یساق مع عائشة فی العدر وجعل فی الخبز انعم اور او کی ہی موافق بخواتین تھی یہاں تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھہ شرط کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام کان من افکھ الناس مع نسائه ای من اطمینام وامنھم معہن وروی انه علیہ السلام قال خیرکم من خیرکم کلاھلہ ازدواج کی ساتھہ زیادہ ظرفت کرتی یعنی او کی ساتھہ بہت خوش خلق اور بہت مزاج فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی ازواج میں اپنا ہمراہ ہی چلائی بی بی کا و فی حدیث اخرہ علیہ السلام قال اکمل المؤمنین ایما نا احسنهم خلقا والطہم باھلہ لکن لا ینفعی اھلہ ان یطہروا اچھا ہوا ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سب مؤمنوں میں کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتھہ نیک خلق اور طہر برقی لیکن ایسا ہی نہی کہی صغر من فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقہن ویسقط بالکلیۃ ہیبتہ عنہن بل یراعی الاعتدال کہ او کی ساتھہ اس درجہ کا حسن خلق اور طاعت برقی کہ او کی حالت بگڑ جاوی اور انہی سرسریت جاتی ہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ کری ذلک فلا بد من الجبۃ والا نقیاض مما اری منہن منکرا ولا یفتر باب المساعدة الیتہ بل مما اری منہن ما ینالف الشرع سودہ کی اور دوا دوسرے کوی اگر دوسری کچھ برکات دیکھی تو دوا دوا دوا کا باطل نہ کہو بلکہ اوسنی چسکی امر خلاف شرع دیکھی یغضبہن الله تعالیٰ جملہ قوام علیہن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزم ان یقوم علیہن بالامور النحر ترخصہ کری کیونکہ الله تعالیٰ فی مرد کو عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم میں عورتوں پر سو وہ کو لازم ہی کہ او نہر حکومت کی ساتھہ قائم ہی ولا یتعاضل عن مبادی الامر التي یغشی غوائلھا بل ینبغی لہ ان یکن صاحب غیرۃ لکن لا یمالغ فی التعتن وامساءۃ اور ایسی کام کی مبادی کا غفلت کری جسکی بدنامی کا خوف ہو بلکہ یوں چاہی کہ عورت کی ساتھہ ہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور یہ گمانی

مکان فی النسخ والکتاب فی حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فبيان قوله عليه السلام استوصوا النساء

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج بغير اذنه في هبة سرقة وتطلب
 خلاصه یہ ہے کہ عورت کا خاوند کی ہر عین سی بی اجازت باہر نکلتا اوپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پرہیزی بری ہیست بیکار نکلی
 اور اوچاڑ
 الموضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطره متزينة ولا تخرج مع رجل في الطريق لما روى ان عمر
 رستمہ سی جاوی سترک اللہ بازاروں میں کو نہ جاوی اور خوشبو لگا کر بن نہیں کر جاوی اور رستمہ میں کسی مرد سی نہ بولی
 کیونکہ روایت ہی کہ عمرؓ نے ایک
 امرأة مع رجل يتخذان في الطريق فضاها بالدفق فقال الرجل هي امرأتی يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امرأتک
 عورت تو مرد سی رستمہ میں بات کرتی دیکھا تو دونوں کی کوئی ماری اور مردی کیا یا امیر المؤمنین یہ عورت میری لی بی ہی عمرؓ نے جواب دیا اگر تیری لی بی تھی تو
 فلم تدخلها فی بیتک حتی لا یتہک احد فی الطريق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لها زوجها لما روى عن عائشة انه عليه
 کہ میں کیوں نہ بیٹھای تاکہ رستمہ میں کوئی جہمہ پر ہمت نہ لیتا اور عورت حمام میں نہ جاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسنی کہ جائزہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ
 السلام قال الحمام حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورة الی دخولها فی الحمام لعذر لا والنفاس یشترط ان تدخل
 السلام فی فرمایا میری امت کی عورتوں پر حمام حرام ہی پیر اگر حمام میں چلی کوئی ضرورت آگئی کسی مرض یا نفاس کی حد سی تو یہ شرط ہی کہ نکلی
 بغير ولا یکون فیہ احد من النساء مکشوف العورة ولا تخرج بزمینة فاذا لم یوجد احد من هذه الشرط لا یجزلها
 نہ جاوی اور وہاں کوئی عورت نہ لگی ہو اور سنگار کر نہ نکلی پیر اگر ایک ہی شرط فوت ہوگی تو حمام میں جانا
 الخرج الی الحمام وكذا لا یجزلها الخرج الی المقابر لما ذکر فی نصاب الاحساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الی
 حلال زمین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں ہی اسکی کہ نصاب الاحساب میں مذکور ہی کہ سینی قاضی ہی پوچھا کہ عورت کو گورستان میں جانا
 المقابر فقال لا تسئل عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخرج کانت فی
 جائز ہی یا نہیں جو اسد یا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچھتا ہی یہ پوچھ کہ اوپر کتنی لعنت برسی ہی کیونکہ وہ عورت جب ہی جائیکہ ارادہ کرتی ہی تو اسہ نکلی
 لعنة الله تعالى وملکته واذا خرجت تلحقها الشیاطین من کل جانب واذا انت القبر یلعنہا مردہ المیت واما رجعت
 اور اسکی فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہہ رہتی ہیں اور جھجھہ آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی سی اور جب لٹتی ہی
 یكون فی لعنة الله تعالى وملکته حتی تعود الی منزلها وفي تلحقها امرأة خرجت الی مقبرة یلعنہا ملکته والسموات
 تو اسہ نکلی اور اسکی فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہی جب تک اپنی گھر پہنچی اور کیا کہ حدیث میں ہی جو عورت گورستان میں جاوی اوپر ساتوں آسمان
 السبع والارضین السبع وتشتی فی لعنة الله تعالى وایما امرأة دعت المیت بخیر لم یرحم من بعد ما یعطیہا الله تعالی
 اور ساتوں زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہیں اور اسہ کی لعنت میں جاتی ہی اور جو عورت گھر میں پہنچی ہوئی مردہ کی لاش کا خیر کرتی ہی تو اسکو اسہ نکلی
 ثواب حجة وعمره وعن سلمان وابی هريرة انه علیه السلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب طبرہ فانت فاحضة
 حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد میں سی نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر پہنچی وہیں فاحضہ آئیں
 فقال لها من این جمعت قالت خرجت الی منزلة فلاتة التي فانت فقال هل ذهبت قبرها قال نعم فقال الله ان افعل
 آپ نے پوچھا تو کہاں سی آئی عرض کیا میں غازی عورت کی گھر گئی تھی وہ جو مر گئی ہی پیر اپنی پوچھا کیا اسکی قبر پر گئی تھی عرض کیا خدا کی پناہ میں ایسا کرتی
 مشیابعد ما سمعت منك قال لوزنت قبرها لم توحی مراثة الجنة وروی انه علیه السلام لما قد ماتت
 بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہوں جوسنا پیر فرمایا اگر تو اسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بونہ سوکھ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب رستمہ میں نہ بیٹھتی سی
 خرج الی جنازة فرأی النساء یقعن فقال لهن التحلین مع من یحل فقال لا فقال علیه السلام انتم من مع من یصل
 تو ایک جنازہ کی ساتھی چلی دیکھا کہ عورتیں چھی چلی آتی ہیں آپ نے فرمایا کیا تم سب کی ساتھی جنازہ اوٹاؤ گی عرض کیا نہیں پیر آپ نے فرمایا کیا تم سب کی ساتھی
 فقلن لا فقال انصرن ما زورن غیر ما جورت فذلک علی ان المرأة لا یباح لها تشیيع الجنازة ولا الخرج الی
 پیر ہوگی عرض کیا نہیں پیر اپنی فرمایا کیا ہوگی گھگھار ہوگی تو اب اسکی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتھی جانا مباح نہیں ہی اور نہ قبرستان میں جانا

بل لا يلهيها ان تكون قاصرة في فروع بيتها ملازمة تلغز لها من حين نفث الى زوجها الى ان توفى القبرها ولا يخرج من

بيدها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ايجز لها الخرب فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغدير الهيشة الى ما لا يكون بدون اجازت خاوندك نه نظري ابن الهمام كذا

داعيا الى نظر الرجال واستماقم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصلح اظهر فطره رغبته اور ميلان نبوي استدل الله تعالى فرما تاي اور كهلتي نه پهر وجسي دكها نادرستور بتا پهل وقت نادره كى اور تبرج كى معنى مطابق بيان

المرة من بيتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك حادثة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل الاثم ونوح عليه السلام فخره و كهل تا عورت كا اپنا سنگهار اور خوري مردون كو اور جاهليت اولي مين عورتون كى بيهم عادت تهي اور جاهليت اولي موافق كيكه قولى كى اودم عليه السلام سى نوح اعد

الله المومنان عن التشبه بهن واهرن بالقرار في بيوتهم فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لم اسلام تنك هي موند تعالي في مؤمنه عورتون كو او تنك شابهت سى منع كيا اور كو كيكه ديا كرايني جرون مين پيشي رهو مييكه عورت جيك مردون سى پوشيده رهو مييكه

سرى انه عليه السلام قال بئس ما فاطمة اى شى خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجلا واستحسن قولها سلامت ديكها استنى كدر روايت هي كدر بي عليه السلام في اپنى پيشي فاطمة سى پوچها عورت كى حق مين كيا بهر سى عرض كيا نوده مردو ديكهي اور نه مردو كو ديكهي سرتاپ كى او نكا قول

وضمها اليه وقال خيرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الخيطان لئلا پسند كر سيني سى ككاليا اور فرماياد ادايك كى ايك سى اپى اور نبى عليه السلام كى اصحاب ديورون كى سوراخ اور وشن دال بند كر ديا كرتي تهي تاكم

تظلم النساء على الرجال ودرى معاذا من تظلم في كوة فضرها فافينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امراته عن مثل ذلك عورتين مردون كو نه چا كين اور مواظف نى اپنى كى كور وشن دان سى چا كينى هو سى ديكليا تورا كو خوب مار السبحه كو نه كيا لا تيم سى كدر ديسا سى كيا ركا اپنى ليا

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والخير والنفاء منع كرى بهر اگر عورت كى دليلن كوى بدعت هو تورا و سكود دفع كرا اور او كو عقيدته اهل السنة والجماعة كا تعين كرا اور سائل نازكى اور حيفى اور نفاس كى

ماحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاسركه يؤذيها لكن يتدبر في تأديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف اور چا حاجت تهي سوسب سكا ديوى اور كرهين كى باب مين سستى كرتي هو يابى نماز هو تورا دب ديوى ليكن ايكى اوب ديني مين استسكى برقى پيل تورا يابى پندى اور نه

بالله تعالى وان لم ينجم بولي اليها ظهره في المضجع او ينفر عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجم يضربها ضربا ثراوى اگر باز نه آوى توسوى مين غصه سى او سكى طرف پشت كرمى تا اوسى جدا سوى اور تين رات تنك اوس سى انگ رهى بهر سى نه باز آوى تورا استامارى

غيره بهر بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يمدى جسمها ولا يضرب وجهها بالورد النهى عنه فان لم ينجم يطلقها كما كدر سى نه تورا ايسا كدر كه نه تورا هوى نه تورا اور او سكايدن سى هو لمان نهو جادى اور موند پر نه مارى ايكى مافعت تهي سى اب سى غافى توطلاق ديكهى چا نچ

قال قاضيان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلى بطلقها وان لم يكن له مال يوفىها مهرها وقال البرازى لان يلقي الله قاضيان في اپنى فتاوى مين كها سى ايك شخص كى بي بي كى نماز هو او سكودلاق ديكهى كره خاوند كى پاس اتامل نهو كدر مهر پور كرى اور نرازي كها تهي اگر مرد مهر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلى وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يا امر كرون پر ليكده كى سامنى جادى توسوى بهر سى كه عورت بي نماز سى ولى كرا اور ميشك الله تعالى في اسماعيل نبى عليه السلام كى اس آيت مين مرج كى سى اور سكايدن

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا سأل اهل بيته صلى الله عليه وسلم سبب لا فتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان اپنى كره والون كو نماز اور زكوة كا اور كينى مين كها سى ميت كو نماز پر مستند كرتي سى درود نه ديكهى كا كها تهي اور خلاصه الاكها تهي خاوند كو اختيار سى ك

يضرب المرأة على اربع احوال واخر وجهها عن منزله بغير اذنه بعد ايقانها مهرها والثانية تزول الزينة اذ المراد الزوج الثنية لى كى چا ربات پر ديك ايك تورا سكى لى اجازت كرسى نظري چا جب كرا پناهر لى چكى هو اور دوسرى سنگار كرتي پر اگر خاوند كادل سنگار كو چا سى

والثالثة ترك الاجابة اذ السرد الزوج الجماع وهي طاهرة والارابعة ترك الصلوة وبمقتضى ترك الصلوة ترك الغسل
 ودرستی که باز مانعی به حقیقت خاوند جماع کی رغبت کردی و در وقت پاک بستی بود و چون نماز - نه منی بر او رجابت او رجعت منی غسل کردی بستی قائم
 عن الجنابة والحیض فانه ان امرأتان یتزوجون احدى وعلیه ان یعدل بینهما یجوز له ذلك لکن ان لم یفعل فمخرج
 مقام ترک صلوة کی بی - هر اگر خاوند و سوا نکاح بکلیا جای - اور یقین کرتا ہوں کہ دونوں میں عدالت کرے گا تو جائز ہی لیکن اگر نکاح ترک کرے گا تو ثواب ہو و یجوز
 لتركه ادخال الفم علیہا لاسیما عند کونہا امرأة صالحة فان صلاحها نفی عطفة لا یکف فیها مشکروان خاوان لا یعد
 کیونکہ بی بی کو غم نہ ہو یا خاص من صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اسکا تقویٰ بڑی نعمت ہی اسکا شکرا و انہیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت
 بینہما لا یجوز ان یفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانکما اطاب لکم من النساء مشقی وثلث
 ذکر سکوٹکا تو جائز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسکی کہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ اسکو حلال تو کیا ہی اس کیست میں سونکھ کر جو ٹھو خوش آوین عورتیں دو و اور تین
 وشرایع الا انہ تعالیٰ عقیب ذلک قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من کانت له امرأتان او اکثر یجب علیہ
 اور چار پر اللہ تعالیٰ فی اسکی بعد فرمایا ہی ہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نہ کرو تو بس ایک ہی بیٹھ سکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اسپر واجب ہی
 ان یقسم ویعدل بینہن سواء کان صحیحا ومرضیا فیکون عند کل واحدة منہن یوما ولیلة او ثلثة ايام وایام
 کو تین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ پہلی چکی ہو یا چار - ہر تینوں ہی ہر ایک کی پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات - اگر
 ولا یقیم عند احد لهن اكثر من ذلك الا باذنہن والقیب والبکر والمرهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسنة
 اور کسی کی پاس سے زیادہ نہ بٹھاری ان اولی اجازت سی مضائقہ نہیں اور رائے اور کواری اور فریب یا غوغ اور بالغہ اور ہر شیار اور اولی اور مسلمہ
 والکتابیة والصحیفة والمریضة سواء کانت الجدیة بکرا وثلثا فانه ان قام عند الجدیة ثلثة ايام او سبعة
 اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگرچہ نئی یا کراہ ہو یا رائے بیٹھ اگر خاوند ہی کی پاس تین دن یا سات دن رہی
 ايام یقیم عند العقیقة مثل ذلك ولا یمیل الی بعضہن لما روی انہ علیہ السلام قال من کانت له امرأتان فمال
 تو قریبی کی پاس ہی و تنہا ہی ہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسکی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی جبکی پاس دو عورتیں ہوں ہر ایک کی طرف
 احدیہما جوم یوم القیلة و احد شقیہ ساقطہ یعنی ان احد جنبیہ یلکون محرم حاسقا فاما حیث یراہ اهل العرصة
 رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت میں آوے گا کہ اسکی ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اسکی کر وٹ ایسی چھی گری ہوئی ہو گی کہ اس پر عرصہ دیکھیں
 لیکن لہ ہذا زیادة فی التعذیب فلان الاقتضای اشد العذاب لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب
 تاکہ یہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہو دی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن باور کسی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہ ہی خرچ دینی میں
 فی العطاء والمبیت دون الحرم والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار والوقاع یستثنی علی النشأ فلا یقدر علی القسور
 اور سون میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلی کہ محبت اختیار ہی نہیں ہوتی اور جماع نشاط ولی پر معروف ہی انہیں برابر ہی کہ قدرت میں
 فیہا لما روی انہ علیہ السلام کان یقسم بین نسائه ویعدل ثم یقول اللهم هذا قسمی فیما اطاک فلا تلنی فیما امتلك
 ہی اسواشی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی ہر کہتی یا الہی مجھسی - ہو سکتا ہی جسکا مجھی اختیار ہی سرچھو کہت مت کرنا
 ولا اطاک قل امرأۃ الحب لان عائشہ کانت احب نسائه الیہ وکانت سائر نسائه یعرفن ذلك الا انہ علیہ السلام
 جس میں مختار ہی اور تین مختار نہیں کہتی ہیں کہ اس میں محبت مراد ہی اسکی کہ عائشہ کو آپکو سب ازواج سے زیادہ ترجیح نہیں اور نہ ہم ازواج کو سب حال معلوم ہوتا لیکن نبی علیہ السلام
 کان یقسم ویعدل فی العطاء والبیعت حق فی مرضہ الذی توفی فیہ اذ روی انہ علیہ السلام کان یطاف بہ
 دھامین اور رات ہی میں قسم اور عدالت کیا کرتی تھی یہاں تک کہ مرض الموت میں بھی اسکی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندھیر و زوال ہی ہر کرتی
 محمودی مرضہ کل یوم ولیلة فیبیت عند کل واحدة منہن وکان یقول ان انا عدا این انا عدا فعلت ازواجہ انہ ہر یوم
 تھی ہر شب کو ہر ایک کی ان سار کرتی اور ہر چہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس میں ازواج سچے کہیں کہ عائشہ کی بار

To: www.al-mostafa.com